تفسیر فوائد صفدریہ

افادات

شیخ التفسیر امام اہل سنت حضرت مولانا

سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ

ضبط و ترتیب

مولانا مفتی عمر نیاز بنوی صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الحسنیٰ

تفسیر صفدریہ

المعروف رموز القرآن

افادات

شیخ التفسیر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ

جلد دوم

سُورۃ الاعراف تا سُورۃ الکہف

ضبط و ترتیب
مولانا مفتی عمر نیاز بنوری صاحب
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

تبویب و تحقیق
قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ





نام کتاب ———— تفسیر صفدریہ

از ———— مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ

تبویب و تحقیق ———— قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

اشاعت ———— جنوری ۲۰۲۵ء

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ———— حافظ محسن یوسف
حافظ مطہر یسین



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.com
0423-7361591, 0322-3005015

فہرست مضامین

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الحجر مکیۃ

سورۃ النحل مکیۃ

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الاعراف مکیۃ

سورۃ الاعراف مکی سورت ہے اس کی دوسو چھ (۲۰۶) آیات ہیں اور چوبیس (۲۴) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے یہ ساتویں (۷) سورت ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اڑتیسواں (۳۸) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے سینتیس (۳۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ یہ ایک ہی نام سے معروف ہے اور اس کو سورت الاعراف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اصحاب اعراف کا ذکر ہے اور یہ وہ مسلمان ہوں گے جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے اس وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور ایک ایسے مقام پر ہوں گے جو اعراف کا مقام کہلائے گا یہ حضرات اہل جنت اور جنت کو بھی دیکھ سکتے ہوں گے اور اہل جہنم اور جہنم کو بھی دیکھ سکتے ہوں گے اور بعد ازاں ان شاء اللہ اہل جنت میں شامل ہو جائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ

الٓمّٓصٓ یہ ایک کتاب ہے جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں کوئی تنگی اس کے بارے

لِتُنۡذِرَ بِهٖ وَذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ

میں تاکہ آپ ڈرائیں اس کے ذریعے اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔ اتباع کریں اس چیز کی جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ قَلِيۡلًا

کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی جانب سے اور نہ پیروی کرو اس سے ورے ورے کارسازوں کی، بہت کم ہے

مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا

جو تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ اور کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا پس آئی ہماری گرفت ان کے پاس رات کے وقت

اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعۡوٰٮهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا

یا وہ دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ پس نہیں تھی ان کی پکار جس وقت آئی ان پر ہماری گرفت مگر یہ کہ انہوں نے کہا بیشک تھے

ظٰلِمِيۡنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسۡـئَلَنَّ الَّذِيۡنَ اُرۡسِلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَنَسۡـئَلَنَّ

ہم ظلم کرنے والے پس ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور البتہ ہم ضرور سوال کریں گے

الْمُرْسَلِیْنَ ۙ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآىِٕبِیْنَ ۷ وَالْوَزْنُ یَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ ۚ

پیغمبروں سے، پس ہم ضرور بیان کریں گے ان پر اپنے علم کے مطابق اور ہم غیر حاضر نہیں تھے اور وزن اس دن برحق ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ

پس جس شخص کے اعمال نامے بھاری ہو گئے پس وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جس کے اعمال نامے ہلکے ہو گئے

فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۹

پس وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے نفسوں کو بسبب اس کے کہ تھے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کرتے۔

ع ۸ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۱۰

اور البتہ تحقیق ہم نے قدرت دی تم کو زمین میں اور بنائی ہم نے تمہارے لیے زمین میں روزی، بہت کم تم شکریہ ادا کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الٓمّٓصٓ: واللہ اعلم بمرادہ، صَدْرِكَ: تیرا سینہ، اَهْلَكْنٰهَا: ہم نے ہلاک کیا انہیں، جَآءَهَا: آیا ان کے پاس، بَیَاتًا: رات کو سوتے ہوئے، قَآىِٕلُوْنَ: قیلولہ کرنے والے، دَعْوٰىهُمْ: ان کا پکارنا، لَنَسْـَٔلَنَّ: البتہ ضرور ہم سوال کریں گے، اُرْسِلَ: بھیجا گیا، فَلَنَقُصَّنَّ: پس ضرور ہم بیان کریں گے، غَآىِٕبِیْنَ: غائب، غیر حاضر، اَلْوَزْنُ: تولنا، ثَقُلَتْ: بھاری ہوئے، مَوَازِیْنُهٗ: اس کے تول، خَفَّتْ: ہلکے ہوئے، مَكَّنّٰكُمْ: ہم نے قدرت دی تمہیں، مَعَایِشَ: روزی کے اسباب۔

ربط:

① پہلی سورۃ کے آخری رکوع میں تھا "هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ" اور یہاں اس سورت کے آغاز میں بھی کتاب ہی کا ذکر ہے "كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْكَ"

② حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سابقہ سورت کے آخر میں تھا کہ اللہ تعالیٰ سریع الحساب ہیں اس کا محل کیا ہے تو آگے اس سورۃ الاعراف میں اس کا ذکر ہے پہلے کتاب کا ذکر ہے اور اس کے بعد وَالْوَزْنُ یَوْمَىِٕذِ سے قیامت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: حروف مقطعات کی تشریح:

الٓمّٓصٓ انتیس ۲۹ سورتوں کی ابتداء میں یہ حروف آتے ہیں تفسیر مظہری میں تصریح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں هنّ من اسماء اللہ تعالیٰ کہ یہ اللہ کے نام ہیں، اب تفصیل اس

میں یہ ہے کہ یہ بعینہ نام ہیں، اگر بعینہ نام ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے کوئی الٓمّٓصٓ نہیں ہے۔

تو تفسیر کبیر، ابو سعود، ابن کثیر، روح المعانی وغیرہ تفاسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں جن میں سے ننانوے نام مشہور و معروف ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف مشیر ہے۔ الف سے مراد اللہ، لام سے مراد لطیف ہے اور صاد سے مراد صبور ہے۔

قرآن کے نازل کرنے کا مقصد:

کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ ایک کتاب ہے جو نازل کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ پس نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں کوئی تنگی اس کے بارے میں، جس زمانے میں قرآن پاک نازل ہوا ہے اس وقت سرزمین عرب ایسے کافروں سے بھری ہوئی تھی جو مسئلہ توحید اور قیامت کے منکر تھے اور بڑے ضدی اور منہ پھٹ لوگ تھے ایسے لوگوں کے سامنے مسئلہ توحید و رسالت اور قیامت کا مسئلہ بیان کرنا بڑے حوصلے کی بات تھی اور بیان کرنے والے کو طبعی طور پر تنگی اور تکلیف ہوتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ تنگ نہ ہو اس کتاب کی وجہ سے کہ یہ کتاب کیوں نازل کی گئی ہے؟

لِتُنْذِرَ بِهٖ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں اس کے ذریعے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہ اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو دنیا میں بھی تم پر عذاب آ سکتا ہے اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور نصیحت ہے ماننے والوں کے لیے۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ پیروی کرو اس چیز کی جو اتاری گئی تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے کہ عقیدہ بھی اس کے مطابق بناؤ اور عبادات بھی اس کے مطابق بناؤ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ اور نہ پیروی کرو اس سے ورے ورے کارسازوں کی یعنی جو شخص کتاب اللہ کے ماسوا کسی دوسری چیز سے رہنمائی حاصل کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا مگر ان واضح احکام کے باوجود۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ بہت کم ہے جو تم میں نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب نافرمان قوموں پر کب آیا:

وَکَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا اور کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ انہوں نے پیغمبروں کی زبان پر اعتماد نہ کیا اور ان کی طرف جو کتاب نازل کی گئی اس پر ایمان نہ لائے اس کی پیروی نہ کی۔ فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا پس آئی ہماری گرفت ان کے پاس رات کے وقت۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسے وقت آیا کہ وہ نیند کی مستیوں میں تھے۔ اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ اور بعض لوگوں پر دوپہر کو قیلولہ کرتے ہوئے عذاب آیا۔

فَمَا کَانَ دَعْوٰىهُمْ پس نہیں تھی ان کی پکار۔ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ جس وقت آئی ان پر ہماری گرفت اور عذاب اِلَّآ

اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ مگر یہ کہ انہوں نے کہا بیشک تھے ہم ظلم کرنے والے۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ پس ہم ضرور پوچھیں گے ان لوگوں سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے کیا پوچھیں گے دوسرے مقام میں آتا ہے۔مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ (پارہ:۲۰،قصص) تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ اور البتہ ہم ضرور سوال کریں گے پیغمبروں سے کیا سوال ہوگا؟ اس کا ذکر دوسرے مقام پر ہے۔يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو پس کہے گا تمہیں کیا جواب ملا قوموں کی طرف سے پھر سب اپنی اپنی طرف سے جواب دیں پیغمبر بھی جواب دیں گے اور قومیں بھی جواب دیں گی۔فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ پس ہم ضرور بیان کریں گے ان پر اپنے علم کے مطابق وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ اور ہم غیر حاضر نہیں تھے کہ کوئی ہماری نظروں سے اوجھل ہوجائے حاضر ناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا کفر ہے فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

نیکیوں اور بدیوں کا وزن ہوگا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ ۚ وزن اس دن برحق ہے کہ نیکیاں اور بدیاں قیامت والے دن تلیں گی۔فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ مَوَازِيْنُ، مَوْزُوْنٌ کی جمع ہے معنی ہوگا پس جس شخص کے عمل بھاری ہوئے۔فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور جس کے اعمال نامے ہلکے ہوگئے فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پس وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے نفسوں کو بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ بسبب اس کے کہ تھے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کرتے اور انکار کرتے۔وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ اور البتہ تحقیق ہم نے قدرت دی تم کو زمین میں کہ تم چلتے پھرتے ہو اس پر اور بستے ہو۔وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ اور بنائی ہم نے تمہارے لیے زمین میں روزیاں۔کسی جگہ گندم، کسی جگہ مکئی، کسی جگہ مونجی پیدا ہوتی ہے۔اور کسی جگہ کچھ اور کسی جگہ کچھ پیدا ہوتا ہے۔قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت کم تم شکر یہ ادا کرتے ہو ان نعمتوں کا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا

اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے تم کو پھر تمہاری صورتیں بنائیں پھر کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو پس انہوں نے سجدہ کیا

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے کس چیز نے روکا تجھ کو اس بات سے کہ تو نے سجدہ نہ کیا

اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿12﴾

جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ کہا ابلیس نے میں بہتر ہوں اس سے۔ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا تو نے اس کو مٹی سے،

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس اتر جا تو اس سے پس تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا یہ کہ تو تکبر کرے اس میں رہ کر، پس نکل جا بیشک تو

الصّٰغِرِيْنَ ﴿13﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿14﴾ قَالَ

ذلیلوں میں سے ہے۔ کہا ابلیس نے تو مہلت دے مجھے اس دن تک جب یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿15﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے، کہا ابلیس نے پس بسبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے البتہ میں ضرور بیٹھوں گا

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿16﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

ان کے لیے، تیرے سیدھے راستے پر پھر ضرور آؤں گا میں ان کے پاس ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے

وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿17﴾

دائیں طرف سے اور ان کے بائیں طرف سے اور نہیں پائے گا تو ان میں سے اکثروں کو شکر گزار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَوَّرْنٰكُمْ: ہم نے صورتیں بنائیں تمہاری، اِبْلِيْسَ: ابلیس، شیطان کا نام، السّٰجِدِيْنَ: سجدے کرنے والے، مَنَعَكَ: منع کیا تجھے، تَسْجُدَ: تو سجدہ کرے، اَمَرْتُكَ: میں نے حکم کیا تجھے، خَلَقْتَنِيْ: تو نے پیدا کیا مجھے، خَلَقْتَهٗ: تو نے پیدا کیا اس کو، اِهْبِطْ: تو اُتر جا، تَتَكَبَّرَ: تو تکبر کرے، فَاخْرُجْ: پس تو نکل جا، الصّٰغِرِيْنَ: ذلیل ہونے والے، اَنْظِرْنِيْ: مجھے مہلت دے، يُبْعَثُوْنَ: وہ اٹھائے جائیں گے، الْمُنْظَرِيْنَ: مہلت دیئے گئے، اَغْوَيْتَنِيْ: تو نے گمراہ کیا مجھے، لَاَقْعُدَنَّ: البتہ ضرور میں بیٹھوں گا، صِرَاطَكَ: تیری راہ (میں)، لَاٰتِيَنَّهُمْ: البتہ ضرور میں آؤں گا ان کے پاس، شَمَآئِلِهِمْ: ان کی بائیں جانب۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخرت کا ذکر تھا کہ اس میں اعمال صالحہ اور اعمال بد کا حساب ہوگا اُمتوں سے بھی پوچھا جائے گا اور رسولوں سے بھی پوچھا جائے گا اب ان آیات میں تخلیق آدم کے وقت شیطان کی نافرمانی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا تم کو۔ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ پھر تمہاری صورتیں بنائیں۔ آدم علیہ السلام کی شکل وصورت جب بن گئی اور اس میں روح ڈال دی گئی قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ پھر ہم نے کہا فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو۔ فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے فوراً سجدہ کیا اور دوسرے مقام پر آتا ہے۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا، اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے نہ کیا یہ بھی اس وقت فرشتوں میں رہتا تھا لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے۔

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا مَنَعَكَ تجھے کس چیز نے روکا اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ اس بات سے کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا یہ اَمَرْتُكَ کا جملہ بتلا رہا ہے کہ سجدے کا حکم جس طرح فرشتوں کو تھا، ابلیس کو بھی تھا۔ قَالَ کہا ابلیس نے اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں بہتر ہوں آدم علیہ السلام سے۔ بہتری کی دلیل کیا ہے۔ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھے آگ سے۔ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور پیدا کیا تو نے آدم کو مٹی سے۔ یہ ابلیسی منطق تھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں۔

قَالَ فَاهْبِطْ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس اتر جا اس جنت سے نکل جا۔ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ پس تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا یہ کہ تو تکبر کرے اس جنت میں رہ کر یہ تو متواضعین کی جگہ ہے۔ متکبرین کی جگہ تو دوزخ ہے فَاخْرُجْ فوراً نکل جا اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے کہ تو نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی قَالَ کہا ابلیس نے اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ تو مہلت دے مجھے اس دن تک جب یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے یعنی مجھے موت نہ آئے۔

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔ لیکن اس وقت تک نہیں جس وقت تک کہ اس نے مہلت اور چھوٹ مانگی ہے دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے۔ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ وقت معلوم تک یعنی نفخہ اولیٰ تک کی مہلت اور چھوٹ ہے جس میں ساری دنیا تباہ ہوگی اور وہ نفخہ ثانیہ تک مہلت مانگ رہا تھا کہ موت سے بچ جاؤں۔ جب دوسرے لوگ کھڑے ہوں میں بھی کھڑا ہو جاؤں۔ نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا اب ابلیس کی منطق دیکھو کیا کہہ رہا ہے۔

قَالَ کہا ابلیس نے فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ پس بسبب اس کے کہ تو نے گمراہ کیا ہے۔ دیکھو اپنے ذمے کچھ نہیں لیا کہ میرا بھی کوئی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خطاب کر کے کہہ رہا ہے۔ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ البتہ میں ضرور بیٹھوں گا ان کے لیے صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ تیرے سیدھے راستے پر ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ پھر میں آؤں گا ان کے پاس جو سیدھے

راستے پر چلیں گے مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ ان کے آگے سے وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اور ان کے پیچھے سے آؤں گا وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ اور ان کے دائیں طرف سے آؤں گا وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ اور ان کے بائیں طرف سے آؤں گا یعنی ہر طرف سے ان پر حملہ آور ہوں گا۔ ابلیس کو فوق کا لفظ یاد نہیں رہا کہ اوپر بھی تو ایک طرف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے راستہ رہ گیا۔ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ اور نہیں پائے گا تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار۔ اکثریت ہمیشہ گمراہ ہو گی۔

قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل جا یہاں سے مذمت کیا ہوا، پھٹکارا ہوا، البتہ جو شخص پیروی کرے گا تیری ان میں سے،

جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝١٨ وَيٰۤاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَـنَّةَ فَكُلَا مِنۡ حَيۡثُ

تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اور ہم نے آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو

شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝١٩ فَوَسۡوَسَ لَهُمَا

تم دونوں اور قریب نہ جانا تم دونوں اس درخت کے پس ہو جاؤ گے زیادتی کرنے والوں میں سے۔ پس وسوسہ ڈالا دونوں کے لیے

الشَّيۡطٰنُ لِيُبۡدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا

شیطان نے تاکہ ظاہر کر دے ان دونوں کے لیے وہ چیز جو چھپائی گئی ہے ان دونوں سے، ان کی شرمگاہ سے اور کہا شیطان نے

نَهٰٮكُمَا رَبُّكُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَـكَيۡنِ اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ ۝٢٠

نہیں منع کیا تم دونوں کو تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ ہو جاؤ تم فرشتے یا ہو جاؤ تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے۔

وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّىۡ لَـكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيۡنَ ۝٢١ فَدَلّٰٮهُمَا بِغُرُوۡرٍ ۚ

اور قسم اٹھائی ابلیس نے ان دونوں کے سامنے بیشک میں دونوں کے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس اتار لایا ان دونوں کو

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ

دھوکے کے ساتھ پس جس وقت چکھا ان دونوں نے درخت کو ظاہر ہو گئیں ان دونوں کے سامنے ان دونوں کی شرمگاہیں

عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ ؕ وَنَادٰٮهُمَا رَبُّهُمَاۤ

اور شروع کیا ان دونوں نے جوڑنے لگ گئے اپنے اوپر جنت کے پتوں سے اور پکارا ان دونوں کو، ان دونوں کے پروردگار نے،

اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّـكُمَاۤ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَـكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۝٢٢

کیا میں نے تم دونوں کو منع نہیں کیا تھا اس درخت سے اور نہیں کہا تھا میں نے تم دونوں کو کہ بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا

کہا ان دونوں نے اے ہمارے رب ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا

لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿23﴾

تو البتہ ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَذۡءُوۡمًا: برے حال میں، مَّدۡحُوۡرًا: راندہ ہوا، تَبِعَكَ: تیری پیروی کی، لَاَمۡلَئَنَّ: البتہ ضرور میں بھروں گا، فَوَسۡوَسَ: پھر اس نے وسوسہ ڈالا، لِيُبۡدِيَ: تاکہ وہ ظاہر کر دے، وٗرِيَ: چھپایا گیا، سَوۡاٰتِهِمَا: ان دونوں کی شرمگاہیں، مَانَهٰكُمَا: اس نے تمہیں منع نہیں کیا تھا، رَبُّكُمَا: تم دونوں کا ربّ، قَاسَمَهُمَاۤ: اس نے ان دونوں کے سامنے قسم کھائی، اَلنّٰصِحِيۡنَ: خیر خواہ لوگ، دَلّٰىهُمَا: دلالت کی، ذَاقَا: ان دونوں نے چکھا، طَفِقَا: ان دونوں نے شروع کیا، يَخۡصِفٰنِ: وہ دونوں چھپاتے تھے، وَّرَقِ: پتا، نَادٰىهُمَا: ان دونوں کو پکارا، رَبُّهُمَاۤ: ان دونوں کا ربّ، اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا، تِلۡكُمَا: اس (درخت)، قَالَا: ان دونوں نے کہا، ظَلَمۡنَاۤ: ہم نے ظلم کیا، لَّمۡ تَرۡحَمۡنَا: (اگر) تو نے ہم پر رحم (نہ) کیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور ابلیس کا سجدہ نہ کرنا بیان ہوا اب بھی اسی واقعہ کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کو پھسلانا:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ نکل جا یہاں سے مذمت کیا ہوا، پھٹکارا ہوا۔ تجھے میں نے رحمت سے دور کر دیا آج برے سے برے کام کرنے والا بھی شیطان کو برا سمجھتا ہے چاہے وہ خود شیطانی کاموں میں ڈوبا ہوا ہو مگر شیطان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ البتہ جو شخص پیروی کرے گا تیری انسانوں میں سے۔ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ میں ضرور بھروں گا جہنم کو تم سب سے۔ جو تیری پیروی کریں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔

وَيٰۤاٰدَمُ اور اے آدم علیہ السلام اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ ٹھہرو تم اور تمہاری بیوی جنت میں۔ الۡجَنَّةَ فَكُلَا مِنۡ حَيۡثُ شِئۡتُمَا پس کھاؤ جہاں سے چاہو تم دونوں۔ جنت میں بیشمار درخت ہیں ہر قسم کا پھل ہر قسم کا میوہ کھا سکتے ہو لیکن۔ وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور قریب نہ جانا۔ تم دونوں اس درخت کے۔ کیونکہ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہو جاؤ گے زیادتی کرنے والوں میں سے۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ ڈالا دونوں کے لیے شیطان نے۔ سوال یہ ہے کہ ابلیس کو تو جنت سے نکال دیا گیا تھا اور وہ دونوں جنت میں رہتے ہیں تو ابلیس نے ان کے دلوں میں وسوسہ کس طرح ڈالا علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے سے اندر داخلہ ممنوع تھا باہر کھڑا ہو سکتا تھا۔ آدم اور حوا علیہما السلام جنت کے اندر تھے اور یہ دروازے سے باہر تھا۔ جیسے عموماً لوگ دروازے سے باہر کھڑے ہو کر گھر والوں سے گفتگو کرتے ہیں اس نے بھی کی۔

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا تا کہ ظاہر کر دے ان دونوں کے لیے وہ چیز جو چھپائی گئی ہے ان دونوں سے۔ مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ان کی شرم گاہوں سے یعنی اس پھل کھانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنت کا لباس چھین لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں بالکل ننگے ہو گئے۔

وَقَالَ اور کہا ابلیس نے مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ نہیں منع کیا تم دونوں کو تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ ہو جاؤ تم فرشتے یعنی اس درخت اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ کی تاثیر یہ ہے کہ اس کا پھل کھانے سے تم فرشتے بن جاؤ گے اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ یا ہو جاؤ گے تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے کہ تم اس درخت کا پھل چکھو گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے ورنہ یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ذہول ہو گیا اور اس طرف دھیان نہ گیا کہ فرشتہ بن جاؤں گا تو پھر کیا ہو جائے گا فرشتوں نے تو مجھے سجدہ کیا ہے اور اس نے دوسری بات یہ کی کہ اس درخت کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے ورنہ یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ تو یہ حرص اور لالچ مار گئی۔

وَقَاسَمَهُمَآ اور قسم اٹھائی ابلیس نے ان دونوں کے سامنے اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ بیشک میں دونوں کے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ پس اتار لایا ان دونوں کو دھوکے کے ساتھ، قسم بھی دھوکہ دینے کے لیے کھائی اور تمام باتیں فریب والی کہیں فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ پس جب ان دونوں نے چکھا اس درخت کے پھل کو بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ظاہر ہو گئیں ان دونوں کے سامنے ان دونوں کی شرمگاہیں جنت کا لباس اتار لیا گیا اور دونوں کی شرمگاہیں ننگی ہو گئیں وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ اور شروع کیا ان دونوں نے جوڑنے لگے اپنے اوپر جنت کے پتوں سے کہ ہماری شرم گاہیں چھپی رہیں۔

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اور پکارا ان دونوں کو ان کے پروردگار نے اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ کیا میں نے تم دونوں کو منع نہیں کیا تھا اس درخت سے وَاَقُلْ لَّكُمَآ اور نہیں کہا تھا میں نے تم دونوں کو اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کہ بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس سے محتاط رہنا۔ مگر پھر بھی تم اس کے بہکاوے میں آ گئے قَالَا رَبَّنَا کہا ان دونوں نے اے ہمارے رب ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر۔

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا ہماری غلطی کو وَتَرْحَمْنَا اور ہم پر اپنی رحمت نازل نہیں کرے گا
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تو البتہ ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف
کر دیا۔ جن کلمات کے ساتھ آدم اور حوا نے معافی مانگی یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن میں ڈالے اور انہوں نے اپنی لغزش
سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتر جاؤ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے زمین ٹھہرنے کی جگہ ہے اور فائدہ اٹھانا ہے

اِلٰى حِيْنٍ ﴿24﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿25﴾

ایک وقت تک۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی زمین سے تم نکالے جاؤ گے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ

اے آدم علیہ السلام کی اولاد تحقیق ہم نے اتارا تمہارے لیے لباس جو چھپاتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور زینت کا ذریعہ ہے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿26﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

اور تقوے کا لباس وہ بہت ہی بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اے آدم علیہ السلام کی اولاد

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

ہرگز فتنے میں نہ ڈالے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے، کھینچ لیا اس نے ان دونوں سے لباس

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا

تاکہ دکھائے ان کو ان کی شرمگاہیں بیشک وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور اس کا قبیلہ جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ بیشک ہم نے بنا دیا

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿27﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

ہے شیطان کو دوست ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جس وقت کرتے ہیں وہ بے حیائی کہتے ہیں پایا ہم نے

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ

اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بے حیائی کا

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿28﴾

کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر وہ بات جس کو تم نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَحْيَوْنَ: تم زندہ رہو گے، تَمُوْتُوْنَ: تم مرو گے، تُخْرَجُوْنَ: تم نکالے جاؤ گے، سَوْاٰتِكُمْ: تمہاری شرمگاہیں، رِيْشًا: زینت کا لباس، لَا يَفْتِنَنَّكُمْ: ہرگز نہ بہکائے تمہیں، اَبَوَيْكُمْ: تمہارے ماں باپ، يَنْزِعُ: وہ اُتارتا تھا، لِبَاسَهُمَا: ان دونوں کا لباس، لِيُرِيَهُمَا: تاکہ دکھلا دے ان دونوں کو، يَرٰىكُمْ: وہ دیکھتا ہے تم کو، قَبِيْلُهٗ: اس کا کنبہ، لَا تَرَوْنَهُمْ: تم نہیں دیکھتے ہو انہیں، اَمَرَنَا: اس نے حکم کیا ہمیں، (لَا) يَاْمُرُ: وہ (نہیں) حکم کرتا۔

ربط:

اوپر آپ نے یہ پڑھا کہ شیطان نے وسوسہ ڈالا، آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام سے غلطی ہوئی، لباس ان کا چھینا گیا۔ یہاں اب ان آیات میں لباس کی اہمیت وضرورت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کا دنیا میں آنا:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اتر جاؤ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہوں گے۔ اِهْبِطُوْا جمع کا صیغہ ہے۔ اس میں حضرت آدم اور حضرت حوا (علیہما السلام) اور ان سے آگے جو نسل ہونے والی تھی سب کو خطاب ہے۔ اس اعتبار سے جمع کا صیغہ لائے ہیں۔ انسان کی انسان کے ساتھ دشمنی تو ظاہر بات ہے۔ انسان، انسان کا گلا کاٹ رہا ہے اور اس وقت دنیا میں انسان کے ہاتھوں انسانوں کی جو تباہی ہو رہی ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ فرمایا وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فِيْهَا تَحْيَوْنَ اسی زمین میں تم زندہ رہو گے وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ اور اسی میں تم مرو گے وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ اور اسی زمین سے تم نکالے جاؤ گے۔

لباس انسان کی زینت ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے آدم علیہ السلام کی اولاد قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا تحقیق ہم نے اتارا تمہارے لیے لباس۔ اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ لباس جن چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔ مثلاً کپاس ہے کہ اس کے پودوں کیلیے بارش اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں تو گویا اصل مادہ بارش ہے جو آسمان کی طرف سے اتاری گئی۔ اسی طرح اون ہے، پشم ہے کہ اس سے لباس بنتا ہے۔ تو جن جانوروں سے اون اور پشم حاصل ہوتی ہے۔ ان کی خوراک گھاس چارہ ہے اور یہ بھی بارش کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بارش آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ تو گویا تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے اتاری ہیں۔ یہ معنی ہے لباس کے اتارنے کا۔ دوسرے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اَنْزَلْنَا کا معنی خَلَقْنَا بھی آتا ہے۔ اس وقت معنی

ہوگا ہم نے پیدا کیا تمہارے لیے لباس۔ یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ جو چھپاتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور تمہارے لیے زینت کا ذریعہ ہے۔ تو یہ ظاہری لباس ہے اور ایک دوسرا لباس بھی ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ اور تقوے کا لباس ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ وہ بہت ہی بہتر ہے۔ جس طرح تم ظاہری لباس کی حفاظت کرتے ہو کہ صاف ستھرا ہو کوئی داغ دھبہ نہ لگا ہوا ہو، اس پر کوئی چھینٹ وغیرہ نہ پڑی ہوئی ہو، اسی طرح تقوی کے لباس کا بھی خیال کرو کہ جھوٹ نہ بولو۔ کسی کی غیبت نہ کرو، گالی نہ دو، دوسرے کا مال نہ کھاؤ، کسی کے خلاف ناجائز کارروائی نہ کرو، اپنے جذبات پر کنٹرول رکھو، کیونکہ یہ تمام چیزیں لباس تقویٰ کو تار تار کرنے والی چیزیں ہیں۔ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے اسی لیے بیان کیا ہے کہ لَعَلَّھُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

شیطان کی پیروی کرنا:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اے آدم علیہ السلام کی اولاد لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ ہرگز فتنے میں نہ ڈالے تم کو شیطان کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ جیسا کہ اس نے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے یعنی جنت سے نکالنے کا سبب بنا کہ دھوکے سے وہ پھل کھلا دیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا۔ یَنۡزِعُ عَنۡھُمَا لِبَاسَھُمَا کھینچ لیا اس نے ان دونوں سے لباس، یعنی اترنے کا سبب بنا کہ شیطان نے کہا کہ اس درخت سے کھالو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا لباس بھی سلب ہو گیا۔ لِیُرِیَھُمَا سَوۡاٰتِھِمَا ؕ تاکہ دکھائیں ان کو ان کی شرمگاہیں۔ ظاہر بات ہے کہ لباس اتر جائے تو شرمگاہیں نظر آتیں ہیں۔ اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ھُوَ وَقَبِیۡلُہٗ بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو اور اس کا قبیلہ اور برادری بھی تمہیں دیکھتی ہے۔ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَھُمۡ ؕ جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ یہاں سے بعض مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ شیطان اور جنات کو آدمی کبھی نہیں دیکھ سکتا اس کا جواب مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ یہ ایک مطلق بات ہے اس میں ہمیشگی نہیں ہے۔

اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ بیشک ہم نے بنا دیا ہے شیطان کو دوست لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے۔ وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً اور جس وقت کرتے ہیں وہ بے حیائی قَالُوۡا کہتے ہیں وَجَدۡنَا عَلَیۡھَاۤ اٰبَآءَنَا پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا ؕ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ مرد عورتیں مادر زاد ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ تھوڑا کپڑا اگلی طرف اور تھوڑا سا پچھلی طرف لنگوٹ کی طرح صرف ڈال لیتے تھے۔ اگر قریش ان کو کپڑا دے دیتے تو وہ پہن لیتے تھے اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ اس طرح کیوں کرتے ہو تو کہتے ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ہم جب ماں باپ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو کون سے کپڑے پہن کر آئے تھے لہٰذا جس حالت میں پیدا ہوئے تھے اسی حالت میں طواف کریں گے۔

قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ بیشک اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا بے حیائی کا
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے۔ یہ سب تمہاری خودساختہ
بے حیائی کی باتیں ہیں۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا اور قائم رکھو اپنے چہروں کو ہر مسجد کے پاس اور پکاروں اس کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿29﴾ فَرِيْقًا

خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو جیسے اس نے ابتداء میں تمہیں پیدا کیا ہے اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے۔ایک گروہ کو اس

هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نے ہدایت دی ہے اور ایک گروہ ایسا ہے جس پر گمراہی لازم ہو چکی ہے بیشک انہوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست اللہ سے

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿30﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

ورے ورے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ ہدایت پانے والے ہیں۔اے بنی آدم لے لو اپنی زینت ہر مسجد کے پاس

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿31﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ ع

اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کس نے حرام کی

زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی زینت جو اس نے نکالی ہے اپنے بندوں کے لیے اور پاکیزہ رزق آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں یہ ان لوگوں کے لیے ہے

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور یہ خالص ہوں گی ان کیلیے قیامت کے دن اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿32﴾

آیتیں ایسی قوم کے لیے جو جانتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُدْعُوْهُ: پکارو اس کو، مُخْلِصِيْنَ: خالص کرنے والے، بَدَاَكُمْ: اس نے پہلے پیدا کیا تم کو، تَعُوْدُوْنَ: تم پھر آؤ گے، حَقَّ: ثابت ہو گیا، يَحْسَبُوْنَ: وہ گمان کرتے ہیں، زِيْنَتَكُمْ: اپنی زینت۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے پڑھا کہ مشرکین عرب طواف کے وقت لباس اتار کر برہنہ ہو کے طواف کرتے تھے اور ان دنوں میں گوشت اور انڈے بھی نہیں کھاتے تھے کہتے تھے کہ ہم اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے لباس سے بنی آدم کو زینت بخشی ہے اور کون ہے جو اللہ کی عطاء کی ہوئی زینت کو حرام کرے۔

تفسیری نکات: اے لوگو شیطان کی اتباع نہ کرو:

قُلْ آپ ﷺ فرمادیں اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ حکم دیا ہے میرے رب نے انصاف کا اپنے ہوں یا پرائے، بات کرو انصاف کی، وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ کام کرو انصاف کا۔ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اور قائم رکھو اپنے چہروں کو ہر مسجد کے پاس کعبے کی طرف یعنی ہر نماز کے وقت اپنا چہرہ کعبے کی طرف سیدھا کرو۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر نیچے جھکا لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ اور پکارو اس کو خالص کرتے ہوئے اس کیلیے دین کو۔ عبادت کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ جیسے اس نے تمہیں ابتداء میں پیدا کیا ہے اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے۔ تمہیں دنیا میں آنے کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ یقیناً تم دنیا میں آچکے ہو۔ تو جو ذات تمہیں دنیا میں لائی ہے وہی تمہیں قیامت والے دن اٹھائے گی۔ قیامت کا یقین رکھنا ضروری ہے۔ فَرِیْقًا هَدٰی ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے جو ہدایت کا طالب ہوا۔ سورۃ الشوری میں آتا ہے وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ اور ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اور ایک گروہ ایسا ہے جس پر گمراہی لازم ہو چکی ہے۔ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ بیشک انہوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور اس کے حکموں کو چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ اور شیطان والے کام کرتے ہیں لازمی بات ہے کہ شیطان گمراہ ہے تو وہ اپنے دوستوں کو بھی گمراہی پر آمادہ کرے گا تو ان پر گمراہی ہی لازم ہو گی۔ پھر گمراہ ہونے کے باوجود۔ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ ہر باطل سے باطل فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔

صفائی اور میانہ روی کا حکم:

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اے بنی آدم خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ لے لو اپنی زینت ہر مسجد کے پاس یعنی ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لو۔ نماز انسان ایسے لباس میں پڑھے جو صاف ستھرا ہو اور ایسا لباس ہو جس کو پہن کر کسی مجلس میں جانے سے نہ شرمائے اور ایسا میلا کچیلا لباس جس کو پہن کر کسی مجلس یا شادی خوشی میں شامل ہونا

پسند نہ کرے ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اور اسراف نہ کرو۔ اسراف کہتے ہیں ضرورت سے زیادہ کو اور تبذیر کہتے ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں وہاں خرچ کیا جائے۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ قُلْ آپ ﷺ فرمادیں مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ کس نے حرام کی ہے اللہ کی زینت الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ جو اس نے نکالی ہے اپنے بندوں کے لیے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ اور پاکیزہ رزق۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جب حج کے لیے آتے اور گھی، گوشت، مچھلی، انڈے نہیں کھاتے تھے اور دودھ نہیں پیتے تھے۔ کہتے ہم اللہ کی عبادت کے لیے آئے ہیں کھانے پینے کے لیے تو نہیں آئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے پوچھو یہ چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔

قُلْ آپ ﷺ فرمادیں هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ اچھی چیزیں اور پاکیزہ رزق ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں یہ ان کے مستحق ہیں اور دوسروں کو ان کے واسطے سے ملتا ہے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اور یہ چیزیں خالص ہوں گی ان کے لیے قیامت کے دن۔ کافروں کو وہاں کوئی چیز نہیں ملے گی سوائے گرم پانی کے جو ہونٹوں کو جلادے گا اور انتڑیوں کو باہر نکال دے گا اور زخموں کی پیپ ملے گی اور ضریع اور زقوم جیسی چیزیں ان کو کھانے کے لیے ملیں گی۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آیتیں لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کیلیے جو جانتی ہے۔ اور جو نہ جاننا چاہے اس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

آپ ﷺ فرما دیں پختہ بات ہے حرام قرار دیا ہے میرے رب نے بے حیائیوں کو جو ظاہراً کی جاتی ہوں ان میں سے

وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

اور جو پوشیدہ طور پر کی جاتی ہوں اور گناہ کو حرام کیا ہے اور زیادتی کو حرام کیا ہے جو ناحق ہو اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿33﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ

ایسی مخلوق کو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم کہو اللہ تعالیٰ پر، جو تم نہیں جانتے اور ہر امت

اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿34﴾ يٰبَنِيْٓ

کے لیے ایک میعاد ہے پس جس وقت ان کی میعاد آئے گی تو نہ پیچھے ہو سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے ہو سکیں گے۔ اے بنی

اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ

آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کریں تم پر میری آیتیں پس جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اس نے اصلاح کی،

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿35﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے،

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿36﴾

یہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْبَغْيَ: سرکشی، اَجَلُهُمْ: ان کا مقررہ وقت، يَسْتَاْخِرُوْنَ: وہ پیچھے ہوں گے، يَسْتَقْدِمُوْنَ: وہ آگے ہوں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین عرب کی خودساختہ حرام کی گئی اشیاء کا ذکر تھا اور ان کی تردید اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ وہ اشیاء بیان فرما رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

اہم نکات: قادیانی کا استدلال کہ جب بنی آدم رہیں گے پیغمبر بھی آتے رہیں گے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ اس آیت سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بنی آدم "اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ" اگر تمہارے پاس آئیں رسول۔ لہٰذا اس سے قادیانی کی رسالت ثابت ہوتی ہے۔

تو قادیانی کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک بنی آدم رہیں گے تو ان میں پیغمبر بھی آتے رہیں گے۔

اہل حق جواب دیتے ہیں کہ جب سے بنی آدم شروع ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت دی اور ان کے بعد مختلف ادوار میں مختلف انبیاء علیہم السلام کو نبوت و رسالت عطا فرماتا رہا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے تو ان کی زبان سے حق تعالیٰ نے اعلان کروایا کہ "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" میں اپنے بعد صرف ایک رسول کی بشارت سناتا ہوں جن کا نام ہوگا احمد صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں تو اس آیت میں بنی

آدم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے بنی آدم کو خطاب نہیں ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ قطعی ہے یقینی ہے لاشک فیہ۔

نیک لوگوں کی روحوں کا آسمانوں میں استقبال

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا بے شک جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے۔ تفسیر ابن کثیر، روح المعانی وغیرہ میں روایتیں نقل کی ہیں کہ جب فرشتے جان نکالتے ہیں تو نیک لوگوں کی روحوں کو جنت کے کپڑوں میں، خوشبوؤں میں لپیٹ کر اوپر لے جاتے ہیں۔ جب آسمان پر جاتے ہیں تو خوشبو فرشتوں کو آتی ہے ان کے لئے پہلے آسمان کا دروازہ، دوسرے، تیسرے، چوتھے کا دروازہ کھلتا ہے یہاں تک کہ علیین کے مقام پر پہنچا دیتے ہیں جب کہ کافروں کی روحوں کو جہنم کے بدبودار کپڑوں میں لپیٹتے ہیں اور کافروں کی ارواح اوپر جاتی ہیں آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے پھر ساتویں زمین کے نیچے سجین کے مقام پر ان کو پہنچایا جاتا ہے پھر جب میت کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو روح کے تعلق کو جسم کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اس کو عربی میں کہتے ہیں تعلیق بالمحال یعنی ناممکن کام۔

تفسیری نکات: حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بیان:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ پختہ بات ہے حرام قرار دیا ہے میرے رب نے بے حیائیوں کو مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو ظاہراً کی جاتی ہیں ان میں سے۔ جیسے رقص ہے، ناچ ہے، سود ہے۔ یہ تمام چیزیں کھلی بے حیائی ہیں۔

وَمَا بَطَنَ اور جو پوشیدہ طور پر کی جاتی ہیں بے حیائی کی چیزیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور تم ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ وَالْاِثْمَ اور اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا گناہ حرام قرار دیا ہے قولی ہو یا فعلی ہو، اللہ تعالیٰ کے حقوق کو توڑنا ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کو ضائع کرنا ہو یا بندوں کے حقوق کو پائمال کرنا ہو، اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور زیادتی جو ناحق ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہے۔ ایک زیادتی ناحق ہوتی ہے اور ایک زیادتی حق ہوتی ہے۔ زیادتی ناحق یہ ہے کہ مثلاً بلاوجہ کسی کو مکا مار دیا یا ڈنڈا مار دیا اور زیادتی حق یہ ہے کہ ایک آدمی نے مکا مارا اور اس نے جواب میں بدلہ لینے کے لیے مکا مار دیا تو یہ زیادتی حق ہے حقیقت میں یہ زیادتی تو نہیں ہے لیکن شکل اس کی چونکہ زیادتی کے ساتھ ملتی ہے اس وجہ سے اس کو بھی زیادتی کہہ دیتے ہیں۔

وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ کہ تم شریک ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ایسی مخلوق کو جس کے

بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے کہ تم مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناؤ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ فرشتوں میں، نہ پیغمبروں میں، نہ عام انسانوں میں اس کا کوئی شریک ہے

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ کہ تم کہو اللہ تعالیٰ پر جو تم نہیں جانتے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ حرام ہے یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے اور اس سے بڑا کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اور ہر امت کے لیے ایک میعاد ہے۔ ہر گروہ اور ہر طبقہ کے لیے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت ان کی میعاد آئے گی لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً تو نہ پیچھے ہو سکیں گے ایک گھڑی وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہو سکیں گے۔

يٰبَنِىْۤ اٰدَمَ اے آدم علیہ السلام اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ ۙ جو بیان کریں تم پر میری آیتیں فَمَنِ اتَّقٰى پس جس نے تقویٰ اختیار کیا وَاَصْلَحَ اور اس نے اصلاح کی فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہ ان پر کوئی خوف ہو گا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اور تکبر کیا ان سے، انکار کیا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں حبة خردل من كبر۔ رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا یہ فرمان جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا تو پریشان ہو گئے، تکبر کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکے کہنے لگے حضرت ہم تو تکبر کرتے ہیں۔ تو پھر ہم میں سے کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ اچھا لباس ہو، پٹے رکھے ہوئے ہوں تیل لگا ہوا ہو، کنگھی کی ہوئی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے لباس کا نام تکبر نہیں ہے یہ تو تجمل ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ۔ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا تکبر ہے۔ غمط الناس و بطر الحق۔ لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کو ٹھکرا دینا۔ شرعی دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ

پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا یا اس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو، یہی لوگ ہیں

يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۗ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا

جن کو پہنچے گا ان کا حصہ جو کتاب میں لکھا ہوا ہے یہانتک کہ جب آ جائیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جو ان کی

يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

جان نکالتے ہیں، ان کو کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے وہ کہتے ہیں وہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں

وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿37﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر کہ بیشک تھے وہ کفر کرنے والے۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ داخل ہو جاؤ ان امتوں میں جو تم سے

قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى

پہلے گزری ہیں جنوں اور انسانوں میں سے دوزخ میں۔ جب کبھی داخل ہوگی کوئی امت لعنت کرے گی دوسری پر یہاں تک کہ

اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا

جب سارے جمع ہو جائیں گے دوزخ میں، کہے گی پچھلی ان میں سے پہلوں کے بارے میں اے ہمارے پروردگار!

هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿38﴾

انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس دے تو ان کو دگنا عذاب آگ میں۔ ہر ایک کے لیے دگنا عذاب ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

اور کہیں گے ان کے پہلے پچھلوں کو پس نہ ہوئی تمہارے لیے ہمارے اوپر کوئی فضیلت پس چکھو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿39﴾ ع ٨ / ١١

بسبب اس کے جو تم کماتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنَالُهُمْ: پہنچے گا ان کو، يَتَوَفَّوْنَهُمْ: قبض کرتے ہیں ان کو، دَخَلَتْ: گزر چکی، لَّعَنَتْ: لعنت کرے گی، اُخْتَهَا: اس کی بہن، اِدَّارَكُوْا: اکٹھے ہو جائیں گے، اُخْرٰىهُمْ: ان کے پچھلے، لِاُوْلٰىهُمْ: ان کے پہلوں کو، اَضَلُّوْنَا: انہوں نے گمراہ کیا ہمیں، فَاٰتِهِمْ: پس دے ان کو، ضِعْفًا: دوگنا۔

ربط:

اس سے پہلے گزرا کہ مشرکین عرب برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اور حج کے دوران بہت سی اشیاء کو از خود حرام کر کے اُن تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال بد کی تردید فرمائی اب یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر افترا کرنے والوں کا انجام بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے کی سزا:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے اِفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ

پر جھوٹ کا۔ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں حالانکہ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ ایسے ہی کسی چیز کو از خود حلال قرار دینا یا حرام قرار دینا اور افترا کرنا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے حلال یا حرام کی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد بیٹے، بیٹی یا بیوی کی نسبت کرنا یا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنا۔

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ یا اس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والا بھی بڑا ظالم ہے۔ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ یہی لوگ ہیں جن کو پہنچے گا ان کا حصہ۔ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ جو کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ سزا اسے دنیا میں بھی پہنچے گی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے سزا کا جو حصہ لکھا ہے وہ ان کو ضرور پہنچے گا۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہاں تک کہ جب آجائیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے۔ يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ جو ان کی جان نکالتے ہیں۔ قَالُوْٓا فرشتے ان کو کہتے ہیں اَيْنَ مَا کہاں ہیں كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے مرنے والے کہتے ہیں قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ کہ بیشک تھے وہ کفر کرنے والے۔ اس وقت کفر، شرک کے اقرار کا کیا فائدہ کہ موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔

اہل جہنم کے احوال:

قَالَ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ داخل ہو جاؤ ان امتوں میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ جو تم سے پہلے گزری ہیں مِّنَ الْجِنِّ جنات میں سے وَالْاِنْسِ اور انسانوں میں سے فِي النَّارِ ؕ دوزخ میں جا چکی ہیں تم بھی ان کے ساتھ جا ملو تمہارا ٹھکانا بھی دوزخ ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ جب بھی داخل ہوگی کوئی امت لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ (اخت کے معنی بہن کے ہیں مراد دوسرا ساتھی ہے) لعنت کرے گی دوسری پر۔ لعنت ملامت اور گالیاں دیتے ہوئے مخاطب کریں گے کہ ہم تو آئے ہیں تم بھی آگئے ہو۔ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ یہاں تک کہ جب سارے جمع ہو جائیں گے دوزخ میں قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ کہے گی ان میں سے پچھلی پہلوں کے بارے میں رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا اے ہمارے پروردگار! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، یہ ہمارے بڑے تھے ہم ان کے پیچھے چلتے رہے۔ فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ پس دے ان کو دگنا عذاب آگ میں۔

قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لِكُلٍّ ضِعْفٌ ہر ایک کیلیے دگنا عذاب ہے۔ ان کیلیے تو اس وجہ سے کہ انہوں نے خود کفر شرک کیا اور دوسروں کو کفر شرک کے راستے پر چلایا اور تمہارے لیے اس وجہ سے کہ تم نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اور سوچا سمجھا نہیں۔

وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے۔ کہ دوسروں کو لعنت ملامت کرنے والے تم بھی دگنی سزا کے مستحق ہو۔ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ اور کہیں گے ان کے پہلے پچھلوں کو فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ پس نہ ہوئی تمہارے لیے ہمارے اوپر کوئی فضیلت۔ تم نے ہماری شکایت کی تھی، ہمیں مجرم قرار دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ عذاب سے تو تم بھی نہ بچ سکے۔ یہ نوک جھونک دوزخ میں ہوتی رہے گی۔ اُس موقع پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو عذاب بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ بسبب اس کے جو تم کماتے تھے۔ جو عقیدہ اور عمل تم نے کمایا آج اس کی سزا بھگتو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے نہیں کھولے جائیں گے ان کی لیے آسمان کے دروازے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

اور نہ داخل ہوں گے وہ جنت میں یہاں تک کہ داخل ہو جائے اونٹ سوئی کے سوراخ میں اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿40﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

مجرموں کو۔ ان کے لیے جہنم میں بچھونے ہوں گے اور اوپر پردے ہوں گے اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿41﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ

ظالموں کو اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس نفس کی طاقت کے مطابق

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿42﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

وہ لوگ جنت والے ہیں وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نکال دیں گے کینہ جو کچھ ان کے سینوں میں ہوگا۔ جاری ہوں گی

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا

ان کے نیچے نہریں اور کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی اس مقام تک اور نہیں تھے

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ

ہم ہدایت پانے والے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ البتہ تحقیق آچکے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿43﴾

اور ان کو پکارا جائے گا کہ یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو بسبب اس کے جو تم عمل کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تُفَتَّحُ: نہیں کھولے جائیں گے، يَلِجَ: داخل ہوجائے، اَلْجَمَلُ: اونٹ، سَمِّ: ناکہ، سوراخ، اَلْخِيَاطِ: سوئی، غَوَاشٍ: ہر طرف سے ڈھانک لینے والی آگ، نَزَعْنَا: ہم نے کھینچ لیا، غِلٍّ: کینہ، لِنَهْتَدِيَ: تاکہ ہم راہ پائیں، نُوْدُوْا: انہیں پکارا گیا، تِلْكُمُ: یہ ہے (تمہاری وہ جنت)، اُوْرِثْتُمُوْهَا: تم اس کے وارث بنائے گئے ہو۔

ربط:

اس سے قبل گزری آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مشرکین کے اعمال بد کا تذکرہ فرمایا۔ اب ان کفار و مشرکین کے انجام کا ذکر فرما رہے ہیں۔ کیونکہ ہر عمل کا لازمی طور پر نتیجہ ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی کام اور عمل ایسا نہیں جس کا نتیجہ نہ ہوتا ہو۔

تفسیری نکات: کفار کی روح نکالنے کا عمل:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بیشک وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اور تکبر کیا ان آیات کو نہ مانا اور رد کردیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا؟ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہیں کھولے جائیں گے ان کیلیے آسمان کے دروازے صحیح روایات میں آتا ہے اور قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ وضاحت کر رہی ہے کہ آسمانوں کے دروازے ہیں اور فرشتے ان سے آتے جاتے ہیں نیک لوگوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نیچے نازل ہوتی ہیں۔ انسان کی وفات کا جب وقت آتا ہے تو فرشتے روح نکالنے کیلیے آتے ہیں۔ ایک فرشتہ آگے ہو کر روح نکالتا ہے اور اس کے پیچھے اٹھارہ فرشتے معاون قطار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر مرنے والا آدمی نیک ہے تو اس کی روح کیلیے جنت سے کپڑا اور خوشبوئیں لاتے ہیں اور اگر برا آدمی ہے تو اس کیلیے جہنم سے بدبودار ٹاٹ لاتے ہیں وہ فرشتہ روح نکال کر دوسروں کے حوالے کردیتا ہے۔ وہ فرشتے روح لے کر آسمان تک پہنچتے ہیں۔ نیک شخص کی روح کیلیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، ساتوں آسمانوں سے گذار کر علیین کے مقام پر پہنچا دیتے ہیں جو نیک لوگوں کی ارواح کا ٹھکانا ہے۔

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اور نہ داخل ہوں گے وہ جنت میں حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ یہاں تک کہ اونٹ داخل ہوجائے سوئی کے ناکے میں۔ جس میں دھاگہ بھی بڑی مشکل سے داخل ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں تعلیق بالمحال یعنی کسی چیز کو محال چیز کے ساتھ معلق کرنا کہ جس طرح اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہیں گذر سکتا اسی طرح کافر بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو۔ اس کے علاوہ جہنمیوں کے لیے لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ ان کیلیے دوزخ میں بچھونے ہوں گے۔ گرمی میں لوگ سوتے وقت عموماً نیچے دری چادر

وغیرہ بچھا لیتے ہیں۔ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور اوپر پردے ہوں گے۔ گرمی میں مکھی مچھر سے بچنے کیلیے لوگ اوپر چادر لے لیتے ہیں اور سردی کے زمانے میں نیچے گدا اور اوپر رضائی لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جہنمیوں کے اوپر نیچے آگ ہوگی۔ گدا، دری بھی آگ کی اور چادر رضائی بھی آگ کی ہوگی۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

نیک لوگوں کے دلوں میں جنت میں مزید محبت پیدا کر دی جائے گی:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے یعنی خالی ایمان ہی نہیں لائے بلکہ ساتھ اچھے عمل بھی کیے۔ محض ایمان کے دعوے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا جب تک ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ ان کی جزا کیا ہوگی؟ فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ وہ لوگ جنت والے ہیں۔ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینے میں ہوگا کینہ۔ دنیا میں انسانوں کے جھگڑنے کے بڑے اسباب ہیں۔ مالی لحاظ سے، رشتے کیوجہ سے، عہدے کی وجہ سے ایک دوسرے کیخلاف بغض اور کینہ بھی ہوتا ہے، عداوت بھی ہوتی ہے اور بسا اوقات شرارتی لوگ بھی آپس میں لڑا دیتے ہیں۔ تو دنیا میں ایک دوسرے کے خلاف بغض، کینہ ذاتیات کی وجہ سے تھا یا شرارتی لوگوں کے اکسانے کی وجہ سے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم مومنوں کے دلوں سے یہ جذبات نکال دیں گے وہ کہاں نکالیں گے؟ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ پل صراط سے گذر کر جنت سے پہلے ایک پل ہے۔ ھی قنطرۃ بین الجنۃ والنار۔ وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل ہے۔ اس پر جب پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کیخلاف جو بغض کینہ ہوگا اس کو نکال دیں گے۔ پھر ایک دوسرے کے ساتھ پیار، محبت اور الفت ہوگی۔

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ جنت میں ہر علاقے میں نہریں چلتی ہوں گی وَقَالُوا اور مومن کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا جس نے ہماری رہنمائی کی اس مقام تک اور ہم یہاں تک پہنچے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ اور نہیں تھے ہم ہدایت پانے والے لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی تو ہمیں ہدایت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کس طرح دی؟ فرمایا لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ البتہ تحقیق آ چکے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ۔ وہ ہمارے لیے رہبر اور ہادی بن کر آئے، انہوں نے ہمیں ہدایت کے راستے بتائے۔

وَنُوْدُوْٓا اور ان کو پکارا جائے گا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ اور وارث کیوں بنائے گئے ہو؟ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بسبب اس کے جو عمل کرتے تھے۔ عمل جنت میں داخلے کا سبب ہے اور داخلے کی علت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

اور پکاریں گے جنت والے دوزخ والوں کو کہ بیشک ہم نے پالیا ہے جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے رب نے بالکل حق

فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ

پس کیا تم نے پالیا جو وعدہ کیا تمہارے پروردگار نے سچ۔ دوزخی کہیں گے ہاں پس اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا

بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿44﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

ان کے درمیان کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ظالموں پر۔ جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور تلاش کرتے ہیں

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿45﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ

اس میں کجی اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہوگا اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے

يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا

جو پہچانیں گے ہر ایک کو ان کی نشانی کے ساتھ اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ بیشک سلام ہو تم پر وہ ابھی داخل نہیں ہوئے

وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿46﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا

ہوں گے اور وہ امید رکھتے ہوں گے۔ اور جب پھر جائیں گی ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف اعراف والے کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿47﴾ ع ۸ / ۱۲

اے ہمارے رب نہ کرنا ہمیں ظالم قوم کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَادٰى: پکارا، وَعَدَنَا: اس نے وعدہ کیا ہم سے، وَجَدْتُّمْ: تم نے پایا، نَعَمْ: ہاں، اَذَّنَ: پکارا، مُؤَذِّنٌ: پکارنے والا، يَبْغُوْنَهَا: وہ چاہتے ہیں اسے، اَلْاَعْرَافِ: جنت اور جہنم کی درمیانی دیوار کا نام، نَادَوْا: پکارا، يَطْمَعُوْنَ: وہ امید رکھتے ہیں، صُرِفَتْ: پھیری گئی ہیں، تِلْقَآءَ: طرف، سامنے، (لَا) تَجْعَلْنَا: تو ہمیں (نہ) کر۔

ربط:

سابقہ آیات میں جہنمیوں اور جنتیوں کا تذکرہ فرمایا۔ اب یہاں جنت اور دوزخ والوں کی آپس میں ہونے والی

گفتگو کا احوال بتایا ہے اور اعراف والوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اہم نکات: اعراف کیا ہے؟

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ

جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے اس جگہ کا نام اعراف اس لیے ہے کہ اصحاب اعراف ان جنتیوں کو بھی پہچانیں گے اور اُن سے بات چیت کریں گے اور دوزخیوں کو بھی پہچانیں گے وہ نشانی ہوگی کہ جنتیوں کے چہرے سفید ہوں گے اور دوزخیوں کے چہرے کالے ہوں گے اور جنتی راحت میں ہوں گے اور جہنمی تکلیف میں ہوں گے۔

اصحاب اعراف کون ہے؟

① ۔ایک تفسیر یہ ہے جو حدیث میں آتی ہے من استوت حسناته وسياته جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔

② ۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ شہداء ہوں گے۔ جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے لیکن ماں، باپ کی نافرمانی کی اس جرم کی وجہ سے مقام اعراف پر کچھ عرصہ رہیں گے۔

③ ۔تیسری تفسیر یہ ہے کہ جنات میں جو مؤمن ہوں گے وہ وہاں ہوں گے۔

④ ۔چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اطفال المشرکین مشرکوں کے نابالغ بچے وہاں ہوں گے۔

⑤ ۔پانچویں تفسیر یہ ہے کہ اصحاب فترت یعنی جو اس وقفہ میں مرے کہ پہلے نبی کی تعلیم باقی نہ رہی اور نیا نبی آیا نہیں تھا تو اس عرصہ میں وفات پانے والے وہ وہاں ہوں گے۔

⑥ ۔چھٹی تفسیر یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر قرضہ ہوگا یہ تمام تفسیروں کا میں نے خلاصہ عرض کر دیا۔

تفسیری نکات: جنت اور دوزخ والوں کی باہم گفتگو:

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکاریں گے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخ والوں کو اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا کہ بیشک ہم نے پالیا ہے اس چیز کو جس کا وعدہ کیا تھا ہمارے ساتھ ہمارے رب نے بالکل حق فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۗ پس کیا تم نے پالیا ہے اس چیز کو جس کا تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ کہ تمہیں دوزخ میں سزا ہوگی تو کیا تم نے وہ سزائیں دیکھ لی ہیں۔

قَالُوْا نَعَمْ ۚ دوزخی کہیں گے ہاں سچ پایا ہے۔ اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پس اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا، وہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوگا بَيْنَهُمْ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان کو جنتیوں کو بھی

سنائے گا اور جہنمیوں کو بھی سنائے گا۔ وہ فرشتہ کہے گا۔ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ظالموں پر جنہوں نے شرک کیا۔

ظالم کون ہیں؟ اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ قولاً بھی اور فعلاً بھی روکتے ہیں۔ کہ ایسے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ حق سے رکتے ہیں۔ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی۔ کجی کا مطلب یہ ہے کہ نام اسلام کا لیں اور مرضی اپنی کریں۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جو زبانی اور کھلے طور پر منکر ہیں کہ اسلام کو مانتے ہی نہیں اور بعض عملی طور پر منکر ہیں یعنی زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں، قیامت کو مانتے ہیں مگر نہ کلمہ کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار ہیں اور نہ قیامت کی تیاری کرتے ہیں۔

اہل اعراف کا تذکرہ:

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ اور ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہوگا۔ ھما کی ضمیر جنت دوزخ کی طرف راجع ہے۔ جنت دوزخ کے درمیان ایک بہت بڑا جزیرہ ہوگا یا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم ہوگا سمجھانے کے لیے کہہ رہا ہوں، اس کا نام اعراف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے۔ یہ اہل اعراف کون ہوں گے اس کے متعلق اہم نکات میں بیان کر دیا گیا ہے۔

يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ جو پہچانیں گے ہر ایک کو ان کی نشانی کے ساتھ۔ جنتیوں کو ان کی نشانی سے اور دوزخیوں کو ان کی نشانی سے۔ جنتیوں کی نشانی۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ کچھ چہرے روشن ہوں گے، عمدہ لباس پہنے ہوئے ہوں گے، بڑے صحت مند ہوں گے اور کافروں کی نشانی۔ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اور کتنے چہرے سیاہ ہوں گے، بری شکلیں ہوں گی، زار و قطار روئیں گے اور چیخیں گے لیکن حاصل کچھ نہیں ہوگا۔

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ کہ بیشک ہماری طرف سے تم پر سلام ہو لَمْ يَدْخُلُوْهَا اور وہ اعراف والے ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ اور وہ امید رکھتے ہوں گے کہ ہم ایک نہ ایک دن جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ اور جب پھیری جائیں گی ان کی نگاہیں اعراف والوں کی تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ دوزخ والوں کی طرف اور وہ ان کو دیکھیں گے تو قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ نہ کر ہمیں ظالم قوم کے ساتھ۔ کیونکہ ہم تو درمیان میں ہیں۔ ادھر جنت میں بھی بھیجے جا سکتے ہیں اور ادھر جہنم میں بھی ڈالے جا سکتے ہیں۔ لیکن اے ہمارے پروردگار ہماری دعا ہے کہ ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ

اور پکاریں گے اعراف والے کچھ آدمیوں کو جن کو وہ پہچانیں گے ان کی علامتوں سے کہیں گے نہ کفایت کی تم کو

جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿48﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ

تمہاری جماعت نے اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے۔ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ تم قسمیں اٹھاتے تھے کہ اللہ ان کو رحمت نہیں پہنچائے گا

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿49﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ

(ان کو تو حکم ہو چکا ہے) داخل ہو جاؤ جنت میں نہ خوف ہوگا تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے۔ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں

الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

گے کہ بہا دو ہمارے اوپر کچھ پانی یا جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی دی ہے۔ جنت والے کہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿50﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

چیزوں کو حرام کر دیا ہے کافروں پر۔ جنہوں نے ٹھہرایا اپنے دین کو کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے۔

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

پس آج ہم ان کو فراموش کر دیں گے جیسا کہ انہوں نے فراموش کیا اس دن کی ملاقات کو اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿51﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

انکار کرتے تھے۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو کتاب دی ہے جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے علم کے ساتھ

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿52﴾

جو ہدایت ہے اور رحمت اس قوم کیلئے جو ایمان لائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَعْرِفُوْنَهُمْ: وہ پہچانتے ہیں ان کو، مَاۤ اَغْنٰى: نہ نفع دیا، جَمْعُكُمْ: تمہاری جماعت، اَقْسَمْتُمْ: تم نے قسم کھائی، تَحْزَنُوْنَ: تم غمگین نہ ہو گے، حَرَّمَهُمَا: حرام کر دیا ہے، نَنْسٰىهُمْ: ہم بھلا دیں گے ان کو، يَوْمِهِمْ: ان کا (آج کا) دن، جِئْنٰهُمْ: ہم نے پہنچا دی ان کے پاس، فَصَّلْنٰهُ: ہم نے مفصل بیان کیا ہے اس کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں جنتیوں اور جہنم والوں کی گفتگو کا تذکرہ تھا اور اصحاب اعراف کا تذکرہ تھا۔ اب بھی انہی تینوں

گروہوں کی گفتگو چل رہی ہے۔

تفسیری نکات: اصحاب اعراف، جنتیوں اور جہنمیوں کی مزید گفتگو:

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا اور پکاریں گے اعراف والے کچھ آدمیوں کو یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ جن کو وہ پہچانیں گے ان کی علامتوں سے۔ جیسے ہم ایک دوسرے کی شکل وصورت دیکھ کر پہچانتے ہیں۔ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ قیامت والے دن بھی باقاعدہ تعارف ہوگا اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے کیونکہ ان کی شکلیں تو رات کی طرح سیاہ ہو چکی ہوں گی عَلَیْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ان پر گرد پڑ رہی ہوگی اور سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ قَالُوْا اعراف والے کہیں گے مَاۤ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ نہ کفایت کی تم کو تمہاری جماعت نے۔ تم گھمنڈ کرتے تھے کہ ہم زیادہ ہیں ہماری جماعت طاقتور ہے آج وہ جماعت کچھ کام نہ آئی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے کہ ہمارے پاس مال ودولت ہے، یہ مال ودلت آج کچھ بھی تمہارے کام نہ آیا۔

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں تم قسمیں کھاتے تھے لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ کہ اللہ ان کو رحمت نہیں پہنچائے گا، رحمت سے نہیں نوازے گا ان کو بھلائی کہاں ملے گی، ان کو کبھی خوش نصیبی نہیں ملے گی۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہوجاؤ جنت میں لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ نہ خوف ہوگا تم پر وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اور نہ تم غمگین ہوگے۔ خوف کہتے ہیں آئندہ کسی چیز کے خدشے کو اور غم کہتے ہیں گذشتہ کسی شے پر افسوس کو۔

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اور پکاریں گے دوزخ والے اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ جنت والوں کو اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ کہ بہادو ہمارے اوپر کچھ پانی۔ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے کچھ تھوڑی سی ہمیں بھی بھیج دو۔ قَالُوْۤا جنتی کہیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو حرام کردیا ہے کافروں پر۔ پانی بھی اور روٹی بھی کافروں کے لیے حرام ہے۔ ہم دینے کے مجاز نہیں ہیں اور نہ تمہارے لیے حلال ہیں۔

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا جنہوں نے ٹھہرایا اپنے دین کو کھیل اور تماشا۔ اپنے دین سے کیا مراد ہے؟ تو یہ تفسیر اس کی گئی کہ دین جس طرح ہمارے لیے ہے کافروں کے لیے بھی ہے ہم نے قبول کرلیا اور انہوں نے اس کو کھیل تماشا بنایا اور اس کا مذاق اڑایا۔ وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے۔ دنیا کی زندگی پر مفتون ہوئے فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ آج ہم ان کو فراموش کردیں گے كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ جیسا کہ انہوں نے فراموش کیا آج کے دن کی ملاقات کو۔ نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجازی ہے ورنہ۔ ما کان ربك نسیا.

تمہارا رب بھولتا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکرین کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جو کسی فراموش شدہ آدمی کے ساتھ کیا جاتا ہے یا یوں سمجھ لو کہ انہوں نے آخرت کی تیاری کو چھوڑ دیا آج ہم ان کو چھوڑ دیں گے اور رحمت سے الگ کر دیں گے۔ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور آخرت کی تیاری چھوڑ دی اور اگر وہ کہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا خبر نہ تھی تو یہ غلط ہے کیونکہ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو کتاب دی ہے، قرآن کریم۔ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے علم کے ساتھ۔ قرآن کریم میں اصول، قانون، کلیات بیان ہوئے ہیں۔ هُدًى یہ اللہ تعالیٰ کی نری ہدایت ہے۔ اس کو پڑھنا ثواب، ہاتھ لگانا ثواب، دیکھنا ثواب، سمجھنا ثواب، اس پر عمل کرنا ثواب۔ وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یہ کتاب باعث رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لائے۔ اور جس نے نہیں ماننا اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

وہ نہیں انتظار کرتے مگر اس کی حقیقت کے ظاہر ہونے کا، کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے بھلا دیا اس قرآن کو اس سے پہلے تحقیق

جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ، پس کیا ہمارے لیے کوئی سفارشی ہیں جو سفارش کریں ہمارے لیے یا ہم لوٹا دیئے جائیں

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

پس عمل کریں ہم سوا اس کے جو ہم عمل کرتے تھے تحقیق انہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے نفسوں کو اور گم ہو گئیں ان سے وہ باتیں

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿53﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ع

جن کا وہ افترا باندھتے تھے۔ بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

پھر مستوی ہوا عرش پر۔ وہ ڈھانپ دیتا ہے رات کو دن پر طلب کرتا ہے وہ اس کو تیزی سے اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿54﴾

اور ستارے جو اس کے حکم کے تابع ہیں، خبردار اسی کی ہے مخلوق اور اسی کا ہے حکم۔ اللہ برکت والا ہے، تمام جہانوں کا پروردگار ہے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿55﴾

پکارو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ آہستہ بیشک وہ محبت نہیں کرتا تجاوز کرنے والوں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَسُوْهُ: وہ (جو) بھول گئے اس کو، شُفَعَآءَ: سفارش کرنے والے، فَيَشْفَعُوْا: کہ وہ سفارش کریں، نَعْمَلُ: ہم عمل کریں گے، سِتَّةِ: چھ، الْعَرْشِ: عرش، يُغْشِي: ڈھانپتا ہے، يَطْلُبُهُ: وہ پیچھے آتا ہے اس کے، حَثِيْثًا: دوڑتا ہوا، مُسَخَّرٰتٍ: تابعدار، تَبٰرَكَ: بڑی برکت والا ہے۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ کافر کہیں گے کہ ہمارے لئے سفارشی ہیں جن کو ہم نے شریک بنا رکھا تھا۔لیکن وہ ان سے گم ہوں گے وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ آگے اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل پیش کئے کہ یہ سب کام تو اللہ تعالیٰ نے کئے، نہ کسی سفارشی نے کئے، نہ کسی الٰہ نے کئے، نہ کسی خودساختہ معبود نے کئے بلکہ سب کام اللہ تعالیٰ نے کئے۔

اہم نکات: زمین وآسمان کی پیدائش:

تفسیر روح المعانی، مظہری، ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ چھ دنوں سے چھ دنوں کا وقفہ مراد ہے حقیقتاً دن مراد نہیں ہے کیوں کہ اُس وقت تک تو نہ سورج نہ چاند نہ زمین نہ آسمان تھے تو دن کہاں تھے؟ پھر یہاں سوال کیا کہ حق تعالیٰ تو کن فیکون کہہ کر کر سکتے ہیں تو چھ دنوں کا یہ وقفہ کیسے؟

اس کا جواب تفسیر جلالین میں یہ دیا گیا ہے کہ گو اللہ تعالیٰ قادر تو ہے لیکن مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کام تدریجاً ہوتا ہے مخلوق کے سبق کے لئے ایسا کیا۔

تفسیری نکات: قیامت میں کافروں کے اعتراضات:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ نہیں انتظار کرتے مگر اس کی حقیقت کے ظاہر ہونے کا یعنی قرآن کریم نے جو کچھ بیان کیا ہے جب اس کی حقیقت سامنے آئے گی مرنے کے بعد، قیامت برپا ہونے کے بعد تو پھر مانیں گے۔ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ جنہوں نے بھلا دیا اس قرآن کو اس سے پہلے اور اس کے احکامات کی طرف پیٹھ کی وہ کہیں گے قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ تحقیق آئے ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ مگر ہم نے تسلیم نہیں کیا تھا فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ پس کیا ہمارے لیے ہے کوئی سفارشی جو سفارش فَيَشْفَعُوْا لَنَآ کریں ہمارے لیے اَوْ نُرَدُّ یا ہم لوٹا دیئے جائیں دنیا کی طرف فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ پھر عمل کریں ہم سوا اس کے كُنَّا نَعْمَلُ جو ہم عمل کرتے تھے۔ کفریہ، شرکیہ، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کہ اگر ہمیں دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تو اب ہم وہ کام نہیں کریں گے۔ مگر اب دنیا کی طرف جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قَدْ

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ تحقیق انہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے نفسوں کو وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور گم ہو گئیں ان سے وہ باتیں جن کا وہ افترا باندھتے تھے اور کہتے تھے۔ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہم ان کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ ہمیں یہ اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔

آسمانوں اور زمین کا پیدا کیا جانا:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ بیشک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں۔ یہ دن تو اس وقت نہیں تھے لہذا اتنا وقت مراد ہے کہ چھ دنوں کے وقت میں پیدا کیا۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر۔ مستوی کا ایک معنی تو مجازی ہے کہ پوری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی شاہی ہے۔ عرش پر بیٹھنا صاحب اقتدار ہونے کی علامت ہے۔ اور استوی کا حقیقی معنی بیٹھنا بھی کر سکتے ہیں لیکن وہ کس طرح قائم اور بیٹھا ہے؟ ہم کسی سے اس کو تشبیہ نہیں دے سکتے۔ مثلاً میں گدی پر بیٹھا ہوں اور آپ قالینوں پر بیٹھے ہیں، کوئی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے کوئی پلنگ پر اور کوئی چٹائی پر، کوئی زمین پر۔ یہ بیٹھنا تو ہم دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔

تمام کائنات اللہ کے تابع ہے:

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ وہ ڈھانپ دیتا ہے رات کو دن پر۔ دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے رات آ جاتی ہے۔ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا طلب کرتا ہے وہ اس کو تیزی سے۔ یہ دن رات ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوئے رات دن کو دوڑتے ہوئے طلب کرتی ہے اور دن رات کو دوڑتے ہوئے طلب کرتا ہے۔ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ اور سورج، چاند اور ستارے مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ جو اس کے حکم کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جو رفتار اور راستے مقرر کیے ہیں، اس کے مطابق چل رہے ہیں۔ اَلَا خبردار لَهُ الْخَلْقُ اسی کی ہے مخلوق وَالْاَمْرُ اور اسی کا حکم مخلوق پر نافذ ہو گا۔

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ برکت والا ہے، تمام جہانوں کا پروردگار ہے، پالنے والا صرف وہی ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً پکارو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ خير الذكر الخفي. بہترین ذکر آہستہ کرنا ہے اور یہ بھی حدیث ہے کہ آہستہ ذکر کرنا اونچی ذکر کرنے سے ستر درجے زیادہ ہے تو قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے اور حدیث کا بھی اور فقہ حنفی کا بھی اور تمام فقہاء کا مسلک بھی یہی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ ذکر اس انداز سے کرے کہ صرف اپنے کان سنیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ دیکھو کتنے صاف لفظ ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنے والوں سے، شور مچانے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے

ناراض ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ

اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اللہ تعالیٰ کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے، بیشک اللہ تعالیٰ کی

قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿56﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔ اور وہ وہی ذات ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے،

حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ

یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں بادلوں کو جو بوجھل ہوتے ہیں ہم اس کو چلاتے ہیں مردہ شہر کی طرف، پس ہم اتارتے ہیں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿57﴾

اس سے پانی پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے ذریعے ہر قسم کے پھلوں کو، اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم نصیحت حاصل کرو

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ

اور پاکیزہ شہر نکلتا ہے اس کا سبزہ اس کے رب کے حکم سے اور وہ جو ردی ہوتا ہے نہیں نکلتا مگر نکما، اسی طرح ہم پھیر پھیر کر

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿58﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ع

بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کے لیے جو شکر ادا کرتی ہے۔ البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

پس کہا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا، بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿59﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿60﴾

بڑے دن کے عذاب کا۔ کہا ان کی قوم کے سرداروں نے بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھے کھلی گمراہی میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِصْلَاحِهَا: اس کی اصلاح، خَوْفًا: ڈر کر، طَمَعًا: توقع سے، بُشْرًا: خوشخبری لانے والی، (بَيْنَ) يَدَيْ: پہلے، اَقَلَّتْ: وہ اٹھالائیں، سَحَابًا: بادل، ثِقَالًا: بھاری، سُقْنٰهُ: ہم ہانک دیتے ہیں اس کو، بَلَدٍ: شہر، نَبَاتُهٗ: اس کا سبزہ، خَبُثَ: (جو) خراب ہے، نَكِدًا: ناقص، لَنَرٰىكَ: ہم دیکھتے ہیں تجھے۔

ربط:

سابقہ آیت میں تھا کہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے اب یہاں فرمایا جارہا ہے کہ زمین میں

اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ معلوم ہوا کہ عبادت ذکر اذکار میں آواز بلند کرنا ذریعہ فساد ہے لہٰذا اللہ کو ڈر اور امید رکھتے ہوئے پکارو۔

تفسیری نکات: بارش سے مردہ زمین کی زندگی:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اس کی اصلاح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور بلند آواز سے دعا کرنا فساد کا ذریعہ ہے۔ ذکر بالجہر اور دعا بلند آواز سے کرنا گناہ بھی ہے، مکروہ بھی ہے، حرام بھی ہے اور فساد بھی ہے۔ وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اور پکارو اللہ تعالیٰ کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو قبول فرمائے گا۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ وہ وہی ذات ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے، رحمت سے مراد اس مقام پر بارش ہے۔ عموماً بارش سے پہلے اور بارش کے بعد ہوائیں چلتی ہیں کہ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارش ہوگی۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا یہاں تک کہ جب اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں بادلوں کو جو بوجھل ہوتے ہیں، بارش سے بھرے ہوتے ہیں۔ سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ ہم اس کو چلاتے ہیں مردہ شہر کی طرف۔ جہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے اور پانی کی قلت کی وجہ سے کوئی شے اگ نہیں سکتی تھی۔ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ پس ہم اتارتے ہیں اس سے پانی فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے ذریعے ہر قسم کے پھلوں کو۔ فصلیں، پھل، پھول اس سے اگتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو جس طرح زمین سے فصلیں اور پھل اگاتے ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے بس زمین سے مخلوق اُگے گی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یعنی یہ بارش کی مثال اس لیے بیان کی گئی تاکہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو سمجھ لو۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ اور پاکیزہ شہر، اچھی زمین اچھا علاقہ۔ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ نکلتا ہے سبزہ اس کا، اس کے رب کے حکم سے۔ گندم بھی پیدا ہوتی ہے، مکئی، چاول اور دیگر سبزیاں وغیرہ بھی۔ وَالَّذِىْ خَبُثَ اور وہ جو ردی ہوتا ہے۔ خبیث اور ناپاک علاقہ ہے۔ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ نہیں نکلتا مگر نکما یعنی ایسی چیزیں پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ ان کے نام بھی برے رکھتے ہیں۔ اسی طرح سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی وحی روحانی بارش ہے یہ اچھے دلوں پر نازل ہوتی ہے تو اچھے خیالات، اچھے تصورات پیدا ہوتے ہیں اور اگر برے دلوں پر پہنچے تو برے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ اسی طرح ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کیلیے جو شکر ادا کرتی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے چند پیغمبروں کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو دین کی طرف بلانا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔ فَقَالَ پس کہا انہوں نے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے علاوہ۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا۔ کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی، میری اطاعت نہ کی تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ کہا ان کی قوم کے سرداروں نے۔ مَلَاُ کے لفظی معنی ہیں بھرا ہوا جو مال سے بھرے ہوئے ہیں انہوں نے کہا اور اس کا معنی جماعت کا کرتے ہیں کہ اس جماعت نے کہا۔ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بیشک ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں کہ ساری قوم ایک طرف ہے اور تم اکیلے ایک طرف ہو اور کہتے ہو کہ میں سچا ہوں یہ تو کھلی گمراہی ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ

فرمایا نوح علیہ السلام نے اے میری قوم نہیں ہے مجھ میں گمراہی اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔ میں پہنچاتا ہوں

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾

تم تک اپنے رب کے پیغام اور تم کو نصیحت کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں جو تم نہیں جانتے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ

کیا تم نے تعجب کیا ہے کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد پر تم میں سے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے

وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ

اور تاکہ تم بچ جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس جھٹلایا ان لوگوں نے ان کو پس ہم نے بچالیا ان کو اور ان کو جو ان کے ساتھ کشتی

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاِلٰى عَادٍ ع ١٥

میں تھے اور ہم نے غرق کر دیا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بیشک وہ اندھی قوم تھی۔ اور قوم عاد کی طرف بھیجا

اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

ہم نے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو فرمایا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ

غَيْرُهٗ ۚ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ

کے سوا کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں۔ کہا اس جماعت نے جس نے کفر کیا ھود علیہ السلام کی قوم میں سے بیشک ہم تمہیں دیکھتے ہیں

فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

حماقت میں اور بیشک ہم خیال کرتے ہیں تمہارے بارے میں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ فرمایا اے میری قوم

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾

میرے اندر بے وقوفی نہیں ہے۔ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُبَلِّغُكُمْ: میں پہنچاتا ہوں تم کو، رِسٰلٰتِ: پیغام، اَنْصَحُ: میں خیر خواہی کرتا ہوں، عَجِبْتُمْ: تم نے تعجب کیا، لِيُنْذِرَكُمْ: تا کہ وہ ڈرائے تم کو، كَذَّبُوْهُ: انہوں نے جھٹلایا اس کو، فَاَنْجَيْنٰهُ: (پس) ہم نے نجات دی اس کو، عَمِيْنَ: اندھے، عَادٍ: قوم عاد، اَخَاهُمْ: ان کا بھائی، سَفَاهَةٍ: بے وقوفی، لَنَظُنُّكَ: ہم تجھے سمجھتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں مختلف پیغمبروں کے قصص اللہ تعالیٰ نے بیان کرنے شروع کیے تھے اس میں حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم سے مکالمہ چل رہا ہے۔ اب بھی وہی بیان ہے بعد از اں حضرت ھود علیہ السلام کا ذکر شروع کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام اور قوم کی گفتگو:

قَالَ يٰقَوْمِ فرمایا اے میری قوم۔ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ نہیں ہے مجھ میں گمراہی۔ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغام۔ وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور تم کو نصیحت کرتا ہوں، تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے یہ کرنا ہے اور وہ نہیں کرنا اور عذاب کا ذکر نوح علیہ السلام پہلے کر چکے تھے۔ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ. بیشک میں خوف کھاتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اور تم نہیں مان رہے۔ مجھے علم ہے کہ نافرمانی کے بعد عذاب ضرور آئے گا۔ اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا ہے۔ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے۔ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ایک مرد پر تم میں سے، اس پر تم تعجب کرتے ہو۔ لِيُنْذِرَكُمْ تا کہ وہ تمہیں ڈرائے۔ وَلِتَتَّقُوْا اور تا کہ تم بچ جاؤ شرک سے، نافرمانی سے۔ وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا ان لوگوں نے ان کو۔ فَاَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے بچا لیا نوح علیہ السلام کو۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ اور ان کو جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ ان کی تعداد پوری سو بھی نہیں تھی۔ حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دن رات تبلیغ کی۔ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور ہم نے غرق کر دیا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ غرق ہونے والوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بھی نافرمان ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہ بچ سکا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ بیشک وہ اندھی قوم تھی۔ ظاہری آنکھیں تو تھیں مگر دل کے اندھے تھے اور دل کا اندھا ہونا بہت برا ہے۔

حضرت ھود علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر:

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا اور قوم عاد کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو۔ قَالَ ھود علیہ السلام نے سلام فرمایا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں کفر سے بچتے نہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا اس جماعت نے جس نے کفر کیا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ بیشک ہم تمہیں دیکھتے ہیں حماقت میں۔ کہ سارے لوگ ایک طرف ہیں اور تم ایک طرف ہو۔ ان کو جھوٹا کہیں یا تمہیں جھوٹا کہیں۔

وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور بیشک ہم خیال کرتے ہیں تمہارے بارے میں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ معاذ اللہ تعالیٰ کس طرح پیغمبر کے منہ پر کہتے تھے اور وہ برداشت کرتے تھے پیغمبروں کے بڑے حوصلے تھے۔ قَالَ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا يٰقَوْمِ اے میری قوم۔ انداز دیکھو کہ قوم جھوٹا اور بیوقوف کہتی ہے اور پیغمبر کہتا ہے۔ اے میری قوم۔ اس سے زیادہ نرمی اور کیا ہوگی؟ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ میرے اندر بے وقوفی نہیں ہے۔ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور لیکن میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔ اس کے احکام تمہارے تک پہنچاتا اور سمجھاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں مجھے بیوقوف کہنا غلط ہے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿68﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغامات اور میں تمہارے لیے نصیحت کرنے والا امین ہوں۔ کیا تم نے تعجب کیا اس بات پر

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ

کہ آئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد پر تم میں سے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو جب تم

خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ

کو خلیفہ بنایا زمین میں نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد اور زیادہ کیا تم کو پیدائش میں پھیلاؤ کے لحاظ سے۔ پس یاد کرو تم اللہ تعالیٰ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ

کی نعمتوں کو تاکہ تم کامیابی حاصل کروانہوں نے کہا کیا آئے ہو تم ہمارے پاس تاکہ ہم عبادت کریں اکیلے رب کی اور چھوڑیں

مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾

ان کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔ پس لاؤ تم ہمارے پاس جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچوں میں سے ہو۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ

کہا ہود علیہ السلام نے تحقیق واقع ہو چکا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب، کیا تم جھگڑا کرتے ہو میرے ساتھ

اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ

کچھ ناموں کے بارے میں جو تم نے رکھے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند نازل

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

نہیں کی پس تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں پس ہم نے ہود علیہ السلام کو نجات دی

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے۔ اور کاٹ دی ہم نے جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ ع ٩/٨ ١٢

ہماری آیتوں کو اور نہیں تھے وہ ایمان لانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَاصِحٌ: خیر خواہ، اَمِیْنٌ: امانت دار، خُلَفَآءَ: خلیفے، زَادَكُمْ: اس نے زیادہ کر دیا تم کو، اٰلَآءَ: احسان، جِئْتَنَا: تو آیا ہے ہمارے پاس، وَحْدَهٗ: اکیلا، نَذَرَ: ہم چھوڑ دیں، يَعْبُدُ: عبادت کرتے، تَعِدُنَآ: تو ڈراتا ہے ہم کو، سَمَّيْتُمُوْهَآ: تم نے نام رکھ لیا ان کا، سُلْطٰنٍ: دلیل، اَلْمُنْتَظِرِيْنَ: انتظار کرنے والے، قَطَعْنَا: ہم نے کاٹ دی۔

ربط:

سابقہ آیات سے قوم عاد اور ان کی طرف مبعوث کیے جانے والے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہوا تھا ان آیات میں بھی انہی کا ذکر ہے۔

اہم نکات: قوم عاد کے جھوٹے معبودوں کے نام:

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ تفسیر موضح القران کے حاشیہ پر ہے کہ ”ان لوگوں نے

معبود بنا رکھے تھے ایک کا نام تھا رازقہ اس کی پوجا کرو تو رزق ملتا ہے ایک معبود کا نام تھا ماطرہ بارش برسانے کیلئے ایک کا نام تھا زواجہ کہ وہاں جاؤ تو شادی ملتی ہے ایک تھا والدہ کہ وہاں سے اولاد ملتی ہے" حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ یہ نام جو تم نے رازقہ، ماطرہ، زواجہ، والدہ رکھے ہیں یہ خودساختہ ہیں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی بارش اللہ تعالیٰ برساتا ہے اولاد اللہ تعالیٰ دیتا ہے، رازق پروردگار ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ھود علیہ السلام کی اپنے قوم کو دعوت دین:

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ میں پہنچاتا ہوں تم تک اپنے رب کے پیغام رسالات رِسَالَةٌ کی جمع ہے جس کا معانی ہے پیغام۔ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ اور میں تمہارے لیے نصیحت کرنے والا امین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا بعینہ وہی تم تک پہنچایا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں کی۔ اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم نے تعجب کیا ہے اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اس بات پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ ایک مرد پر تم میں سے۔ میں بھی تمہاری قوم کا فرد ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی کیلیے مجھ پر وحی نازل کی ہے تو اس پر کوئی تعجب کرنے کی بات نہیں ہے۔ لِیُنْذِرَكُمْ ط تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہوگے اور مرنے کے بعد قبر، برزخ میں اور پھر آخرت کے عذاب سے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ اور یاد کرو جب تم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا زمین میں مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہارے سے پہلے زمین کے اس خطے میں نوح علیہ السلام کی قوم آباد تھی ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت دی۔ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ اور زیادہ کیا تم کو پیدائش میں پھیلاؤ کے لحاظ سے بصطة کا ایک معنی یہ کرتے ہیں کہ ان کے قد بڑے بڑے تھے۔ اور بصطہ کا یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ تمہاری نسلیں پھیلائیں۔ پہلے تھوڑے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنا پھیلا دیا۔ فَاذْكُرُوْٓا پس یاد کرو تم اٰلَآءَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو۔ اللہ تعالیٰ کی جسمانی نعمتیں بھی ہیں اور روحانی نعمتیں بھی ہیں، ظاہری نعمتیں بھی ہیں اور باطنی نعمتیں بھی ہیں اور بیشمار ہیں یاد کرنے کا مطلب ہے کہ ان کا شکر یہ ادا کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تا کہ تم کامیابی حاصل کرو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ ہود علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا۔ کیا آئے ہو تم ہمارے پاس تا کہ ہم عبادت کریں اکیلے رب کی۔ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ اور چھوڑیں ان کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ پس لاؤ تم ہمارے پاس جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو، دھمکیاں دیتے ہو۔ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر تم سچوں میں سے ہو۔

قَالَ ہود علیہ السلام نے کہا قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ط تحقیق واقع ہو چکا ہے تمہارے رب کی

طرف سے عذاب اور غضب۔ ابھی آیا نہیں لیکن اتنا یقینی ہے کہ گویا واقع ہو چکا ہے۔

اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ کیا تم جھگڑا کرتے ہو میرے ساتھ کچھ ناموں کے بارے میں سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ جو تم نے رکھے ہیں اور تمہارے باپ دادا نے۔ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند نازل نہیں کی۔

فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ پس تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ فَاَنْجَیْنٰهُ پس ہم نے ہود علیہ السلام کو نجات دی وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور کاٹ دی ہم نے جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو، نشانیوں کو، حکموں کو۔ اس طرح جڑ کاٹی کہ ان مجرموں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔ بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں، بیمار، تندرست سب کے سب اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیئے۔ وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ اور نہیں تھے وہ ایمان لانے والے۔ لہٰذا ان سب کافروں، مشرکوں کو ہلاک کر دیا۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

لیے کوئی معبود اس کے سوا۔ تحقیق آ چکی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے

لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾

تمہارے لیے نشانی، پس چھوڑ دو اس کو وہ کھائے اللہ کی زمین میں اور نہ اس کو ہاتھ لگاؤ برائی سے، پس پکڑے گا تم کو دردناک عذاب

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ

اور یاد کرو تم جب اللہ تعالیٰ نے بنایا تم کو خلیفہ قوم عاد کے بعد اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں،

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا

بناتے ہو تم اس کی نرم جگہوں سے محلات اور تراشتے ہو پہاڑوں میں گھروں کو، پس یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو

تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ

زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ کہا جماعت نے جنہوں نے تکبر کیا ان کی قوم میں سے، ان لوگوں سے

اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

جو کمزور سمجھے جاتے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم جانتے ہو کہ بیشک صالح علیہ السلام بھیجے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے

قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

انہوں نے کہا بیشک ہم اس چیز پر جس کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں ایمان لانے والے ہیں۔ کہا ان لوگوں نے جو متکبر تھے

اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ

بیشک ہم اس چیز کا جس پر تم ایمان لائے ہو انکار کرنے والے ہیں۔ پس انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں اور نافرمانی کی

اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾

اپنے رب کے حکم کی اور کہا انہوں نے اے صالح علیہ السلام لے آتو ہم پر وہ چیز جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر ہیں آپ رسولوں میں سے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے پس وہ پھرے ان سے اور کہا

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اے میری قوم تحقیق میں نے پہنچا دیا تم تک اپنے رب کا پیغام اور تم کو نصیحت کر چکا اور لیکن تم پسند نہیں کرتے خیر خواہوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ثَمُوْدَ: قوم ثمود، نَاقَةُ: اونٹنی، ذَرُوْهَا: تم چھوڑ دو اس کو، تَاْكُلْ: وہ کھائے، لَا تَمَسُّوْهَا: تم نہ ہاتھ لگاؤ اس کو، يَاْخُذَكُمْ: وہ پکڑ لے گا تم کو، بَوَّاَكُمْ: اس نے ٹھکانا دیا تم کو، تَتَّخِذُوْنَ: تم بناتے ہو، سُهُوْلِهَا: نرم زمین، قُصُوْرًا: محل، تَنْحِتُوْنَ: تم تراشتے ہو، اَلْجِبَالَ: پہاڑ، بُيُوْتًا: گھر، اُسْتُضْعِفُوْا: جو کمزور سمجھے جاتے تھے، مُّرْسَلٌ: بھیجا ہوا، فَعَقَرُوْا: پھر انہوں نے کاٹ ڈالا، عَتَوْا: وہ پھر گئے، يٰصٰلِحُ: (اے) صالح علیہ السلام، اَلرَّجْفَةُ: زلزلہ، دَارِهِمْ: اپنے گھر (میں)، جٰثِمِيْنَ: اوندھے پڑے ہوئے، رِسَالَةَ: پیغام، نَصَحْتُ: میں نے خیر خواہی کی۔

ربط:

یہاں سے تیسری قوم کا ذکر ہے) سب سے پہلے قوم نوح کا بیان تھا پھر قوم عاد کا بیان تھا اب قوم ثمود کا بیان ہے صالح علیہ السلام اُن کے واسطے پیغمبر تھے اور اس قوم کا علاقہ حجر تھا۔

تفسیری نکات: قوم ثمود اور حضرت صالح کا تذکرہ:

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ بھائی اس لیے فرمایا کیونکہ وہ

ان کی برادری میں سے تھے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا۔ تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ قوم اکٹھی ہو کر حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آئی۔ کہنے لگے کہ ہم آپ کی بات مان لیں گے اگر آپ ہمارا مطالبہ پورا کر دیں اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہم جس چٹان پر ہاتھ رکھیں وہ پھٹ جائے اور اس میں سے اونٹنی نکلے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ بچہ بھی ساتھ ہو۔

قادر مطلق نے ان کے سامنے متعین کردہ چٹان کو کھولا اور سچ مچ اس سے اونٹنی نکل آئی سب نے آنکھوں سے دیکھی مگر ایمان کوئی نہ لایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ تحقیق آچکی تمہارے پاس واضح نشانی تمہارے رب کی طرف سے۔ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے۔ جو تم نے خود مانگی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ظاہر فرمادی ہے۔ فَذَرُوْهَا پس چھوڑ دو اس کو چھیڑ نا نہ تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وہ کھائے اللہ کی زمین میں وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور نہ اس کو ہاتھ لگاؤ برائی سے۔ برے ارادے سے مارنے کیلیے اس کو ہاتھ نہ لگاؤ ویسے تبرک سمجھ کر ہاتھ لگا سکتے ہو۔

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پس پکڑے گا تم کو دردناک عذاب میں۔ وَاذْكُرُوْٓا اور یاد کرو اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ جب اللہ نے تمہیں قوم عاد کے بعد خلیفہ بنایا۔ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور ٹھکانا دیا تمہیں زمین میں۔ سارا علاقہ تمہارے قبضہ میں ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا بناتے ہو تم اس کی نرم جگہوں سے محلات۔ وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ اور تراشتے ہو پہاڑوں میں گھروں کو۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مقابلے میں کفر و شرک فساد ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ کہا اس جماعت نے الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا جنہوں نے تکبر کیا مِنْ قَوْمِهٖ اُن کی قوم میں سے لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ جو ان میں سے ایمان لائے تھے۔ مضبوط متکبر کافروں نے کہا ان ایمان والوں سے جو مالی اور عددی لحاظ سے کمزور تھے۔ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ کیا تم جانتے ہو کہ بیشک صالح علیہ السلام بھیجے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ بیشک ہم اس چیز پر جس کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہیں ایمان لانے والے ہیں۔ اب آگے ان کافروں کا جواب ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اُن کافر لوگوں نے جو متکبر تھے کہا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ بیشک ہم اس چیز کا جس پر تم ایمان لائے ہو انکار کرنے والے ہیں۔ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ پس انہوں نے اونٹنی کی

ٹانگیں کاٹ دیں اور نافرمانی کی اپنے رب کے حکم سے اور کہا انہوں نے اے صالح علیہ السلام لے آؤ ہم پر وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر ہیں آپ رسولوں میں سے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے۔ یہاں رجفۃ کا لفظ ہے اور سورۃ حجر میں صیحۃ کا لفظ ہے، چیخ، آواز۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی آواز نکالی اس سے زلزلہ پیدا ہوا اور مجرم جہاں جہاں تھے ان کے دل پھٹ گئے۔ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے۔ جیسے ہم لوگ التحیات میں دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں۔ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ پس پھرے ان سے حضرت صالح علیہ السلام وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ اور انہوں نے کہا اے میری قوم تحقیق میں نے پہنچا دیا تم تک اپنے رب کا پیغام اور تم کو نصیحت کر چکا اور لیکن تم پسند نہیں کرتے خیر خواہوں کو۔ یہ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو خطاب کیا ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿80﴾

اور یاد کرو لوط علیہ السلام کا قصہ جس وقت کہا اپنی قوم کو تم کرتے ہو بے حیائی جو نہیں کیا تم سے پہلے کسی نے جہان والوں میں سے۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿81﴾

بیشک تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کرتے ہوئے عورتوں کو چھوڑ کر، بلکہ تم لوگ حد سے نکلنے والے ہو۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

اور نہیں تھا ان کی قوم کا جواب مگر یہ کہ کہا انہوں نے نکال دو ان کو اپنی بستی سے بیشک یہ لوگ ہیں

یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿82﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿83﴾

جو پاک بنتے ہیں۔ پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے گھر والوں کو مگر ان کی بیوی کو کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی

ع ۱۷ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿84﴾

اور ہم نے برسائی ان پر ایک خاص قسم کی بارش پس دیکھ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَاْتُوْنَ: تم کرتے ہو، سَبَقَكُمْ: تم سے پہلے، شَهْوَةً: شہوت کے مارے، جَوَابَ: جواب، قَرْیَتِكُمْ: تمہارا شہر، یَّتَطَهَّرُوْنَ: وہ پاک رہنا چاہتے ہیں، اِمْرَاَتَهٗ: اس کی بیوی، اَلْغٰبِرِیْنَ: پیچھے رہ جانے والے، اَمْطَرْنَا: ہم نے برسائی، مَّطَرًا: بارش۔

ربط:

سابقہ آیات سے اللہ تعالیٰ کی نافرمان قوموں کا تذکرہ ہو رہا ہے اُسی سلسلے میں ان آیات میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ ہے۔

اہم نکات: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب آئے؟

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر چار قسم کے عذاب آئے تھے ① فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ ان کی آنکھوں کی بینائی اللہ تعالیٰ نے سلب کر لی۔

② وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا پتھروں کی بارش ان پر برسائی گئی۔

③ جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا ان کے علاقے کو ہم نے زیروزبر کر دیا۔

④ الصَّيْحَةُ یعنی چیخ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ:

وَلُوْطًا اور یاد کرو لوط علیہ السلام کا قصہ۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو۔ وہ قوم جس کی طرف ان کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ جس کا مرکزی شہر سدوم تھا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے حیائی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت لے گیا اس بے حیائی میں مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ کوئی ایک آدمی جہان والوں میں سے۔ تم سے پہلے یہ بے حیائی کسی نے نہیں کی۔ وہ بے حیائی کیا تھی؟ فرمایا اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً بیشک تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کرتے ہوئے اپنی شہوت مردوں سے پوری کرتے ہو۔ مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ عورتوں کو چھوڑ کر۔

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم لوگ ہو حد سے نکلنے والے۔ تم اللہ کے حکم کو چھوڑ کر آگے نکل گئے ہو۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اور اُن کی قوم کے پاس حضرت لوط علیہ السلام کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا مگر انہوں نے یہ کہا کہ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ نکال دو ان کو اپنی بستی سے۔ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ یہ لوگ ہیں جو پاک بنتے ہیں۔ ان کا انداز گفتگو دیکھو کہ یہ پاک بنے پھرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ یہ پاک بنتے نہیں پھرتے بلکہ حقیقتاً پاک ہیں۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے گھر والوں کو مگر حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو نجات نہیں ملی۔

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ تھی وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو حکم تھا کہ آپ جلدی سے یہاں سے چلیں جائیں کہ آپ کے چلے جانے کے بعد ہم نے اس علاقے کو الٹا دینا ہے۔ وہ تشریف لے گئے اور یہ پیچھے

معذبین میں رہ گئی۔ وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّطَرًا ؕ اور ہم نے ان پر برسائی ایک خاص قسم کی بارش۔ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اے مخاطب دیکھ کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔ اللہ تعالیٰ جرم سے بچائے اور گناہ سے بھی بچائے اور محفوظ رکھے۔ آمین۔

وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ

اور مدین قوم کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو فرمایا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی۔

مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ

نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا۔ تحقیق آ چکی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔ پس پورا

وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ؕ

ماپ اور تول کر دو اور نہ کم کرو لوگوں سے ان کی چیزیں اور نہ فساد کرو زمین میں۔ زمین کی اصلاح کے بعد

ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿85﴾ وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ

یہ چیزیں تمہارے لیے بہتر ہیں اگر ہو تم مومن۔ اور نہ بیٹھو کسی بھی راستے پر ڈراتے ہو تم لوگوں کو اور روکتے ہو تم

عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ

اللہ تعالیٰ کے راستے سے اس کو جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور تلاش کرتے ہو اس راستے میں کجی اور یاد کرو تم جس وقت تم

قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ ۖ وَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿86﴾ وَاِنۡ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنۡكُمۡ

تھوڑے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کیسا انجام تھا فساد مچانے والوں کا۔ اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے

اٰمَنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰى

جو ایمان لایا اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا پس تم صبر کرو یہاں تک کہ

يَحۡكُمَ اللّٰهُ بَيۡنَنَا ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿87﴾

فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَدۡيَنَ: حضرت شعیب علیہ السلام کا علاقہ، شُعَيۡبًا: حضرت شعیب علیہ السلام، لَا تَبۡخَسُوۡا: کم کر کے نہ دو، اَشۡيَآءَهُمۡ: ان کی چیزیں، تُوۡعِدُوۡنَ: تم ڈراتے ہو، فَكَثَّرَكُمۡ: پھر تم کو بڑھا دیا، اُرۡسِلۡتُ: میرے ہاتھ بھیجا گیا، الۡحٰكِمِيۡنَ: فیصلہ

کرنے والے۔

ربط:

سابقہ رکوعات سے نافرمان قوموں کا حال بیان کیا جارہا ہے اب ان آیات میں اہل مدین اوران کے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ ہورہا ہے۔

اہم نکات: اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہیں:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا مدین سے مراد اگر قوم ہو تو اَخَاھُمْ کا معنی ظاہر ہے کیونکہ وہ بھی اس قوم کے ایک فرد تھے حضرت شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر اپنی قوم کی طرف بھیجا اور مدین شہر کا نام بھی تھا۔ اگر یہاں مدین سے شہر مراد ہو تو یہاں اَھْلُ کا لفظ نکالنا ہوگا ''وَاِلٰی اَھْلِ مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا کہا جائے گا کیونکہ شعیب علیہ السلام شہر کے بھائی نہ تھے بلکہ اھل مدین (شہر والوں) کے بھائی تھے۔

یاد رکھیں کہ مدین ایک بہت بڑی منڈی تھی اس کے چاروں اطراف میں بہت بڑے جنگل تھے اس لئے اھل مدین کو اصحاب اُیکہ یعنی جنگل والے بھی کہا جاتا ہے اور بعض جگہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ اصحاب ایکہ کے ساتھ آتا ہے تو اُس سے بھی یہی مدین والے مراد ہوتے ہیں۔

تفسیری نکات: حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ؕ اور مدین قوم کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السلام کو۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اپنے دور میں بڑے فصیح اللسان تھے بات بڑی صاف اور بڑے اچھے طریقے سے کرتے تھے اس وجہ سے خطیب الانبیاء ان کا لقب ہے۔

قَالَ فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے۔ یٰقَوْمِ اے میری قوم! اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا۔

قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ تحقیق آچکی تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ پس پورا ماپ اور تول کر دو وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ اور نہ کم کرو لوگوں سے ان کی چیزیں۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ؕ اور نہ فساد کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ کم تولنا بھی فساد ہے، شرک کرنا بھی فساد ہے، قبروں کو پوجنا بھی فساد ہے۔ فساد نہ مچاؤ۔ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یہ چیزیں تمہارے حق میں بہتر ہیں اگر ہو تم ایمان والے۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ اور نہ بیٹھو کسی بھی راستے پر ڈراتے ہوئے لوگوں کو۔ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ان کو جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور تلاش کرتے ہو اس راستے میں کجی۔ کجی کہتے ہیں کہ نام تو اسلام کا لے اور کرے اپنی مرضی۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کیسا انجام تھا فساد مچانے والوں کا۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے جو ایمان لایا اس چیز کے ساتھ جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ یہ تھوڑے سے لوگ تھے جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لائے تھے جن کے متعلق کافر کہتے تھے۔ لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ شعیب علیہ السلام اگر تیرے ساتھ یہ چند ساتھی نہ ہوں جن کی ہم تھوڑی سی شرم کرتے ہیں تو ہم تجھے پتھروں سے مار مار کر ختم کر دیں حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۔ اے میری قوم میرا خاندان زیادہ عزیز ہے تم پر اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ تم میری برادری کا خیال کرتے ہو اور اس رب کا خیال نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں رزق دیا ہے، صحت دی ہے، مال دیا ہے، اولاد دی ہے۔ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا پس تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے اس کا جو فیصلہ ہوگا وہ حق ہوگا۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ

کہا جماعت نے وہ جنہوں نے تکبر کیا ان کی قوم میں سے البتہ ہم ضرور نکالیں گے تم کو اے شعیب علیہ السلام اور ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا

تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے یا تم پلٹ آؤ ہماری ملت میں۔ کہا شعیب علیہ السلام نے کیا اگرچہ ہم اس کو ناپسند

كٰرِهِيْنَ ۟ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ

کرنے والے ہوں؟ تحقیق ہم نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اگر ہم لوٹیں تمہاری ملت میں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے

مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ

ہمیں اس سے نجات دی۔ اور نہیں ہے ہمارے لیے حق کہ ہم لوٹیں اس ملت میں مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ ہمارا رب۔ وسیع ہے

رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا

ہمارا پروردگار ہر چیز پر علم کے اعتبار سے۔ اللہ تعالیٰ پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار حقیقت کھول دے

وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ

ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور تو سب سے بہتر ہے حقیقت کھولنے والوں میں سے۔ اور کہا

الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ

جماعت نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا شعیب علیہ السلام کی قوم میں سے اگر تم نے پیروی کی شعیب علیہ السلام کی تو بیشک تم اس وقت

إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ

نقصان اٹھانے والے ہو گے پس پکڑا ان کو زلزلے، نے پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل۔ وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا

جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو گویا وہ ان گھروں میں بسنے والے ہی نہیں تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو وہی تھے

هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ

نقصان اٹھانے والے۔ پس پھرے ان لوگوں سے اور شعیب علیہ السلام نے کہا اے میری قوم البتہ تحقیق میں پہنچا چکا ہوں۔

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

تم کو اپنے رب کے پیغام اور میں تمہیں نصیحت کر چکا ہوں پس کیسے افسوس کروں اس قوم پر جو کافر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنُخْرِجَنَّكَ: ہم ضرور تجھے نکال دیں گے، شُعَيْبُ: شعیب علیہ السلام، (مِنْ) قَرْيَتِنَآ: اپنے شہر (میں)، لَتَعُوْدُنَّ: البتہ ضرور تم لوٹ آؤ، (فِيْ) مِلَّتِنَا: ہمارے دین (میں)، كٰرِهِيْنَ: بیزار، افْتَرَيْنَا: ہم نے بہتان باندھا، (إِنْ) عُدْنَا: (اگر) ہم لوٹ آئیں، (فِيْ) مِلَّتِكُمْ: تمہارے دین (میں)، نَجّٰنَا: نجات دی ہم کو، نَعُوْدَ: ہم لوٹیں، تَوَكَّلْنَا: ہم نے بھروسہ کیا، افْتَحْ: تو فیصلہ کر، (بَيْنَ) قَوْمِنَا: ہماری قوم (کے درمیان)، الْفٰتِحِيْنَ: فیصلہ کرنے والے، لَمْ يَغْنَوْا: وہ (کبھی اس میں) رہے نہ تھے، اٰسٰى: میں افسوس کروں۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ چلا آرہا ہے ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: اہل مدین پر عذاب کا آنا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا جماعت نے وہ جنہوں نے تکبر کیا ان کی قوم میں سے حق کو

ٹھکرانے والے اور نہ ماننے والے۔ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو دھمکی دی۔ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تم کو اے شعیب علیہ السلام اور ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے۔ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ یا تم پلٹ آؤ ہماری ملت میں ہماری طرح کافر مشرک بن جاؤ پھر چھوڑیں گے۔

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس کو ناپسند کرنے والے ہوں کہ تمہاری ملت میں آجائیں ہم شرک کو پسند نہیں کرتے۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ تحقیق ہم نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا اگر ہم لوٹیں تمہاری ملت میں۔ دنیا میں مشرک سے بڑا مفتری کوئی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر شرک کا افترا باندھتا ہے اگر ہم تمہاری ملت میں آجائیں تو تمہاری طرح مفتری ہوگئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر افترا باندھنے والوں میں سے ہوگئے۔ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہم قطعاً تمہاری ملت میں نہیں آئیں گے۔ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ اور نہیں ہے ہمارے لیے حق کہ ہم لوٹیں اس ملت میں مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار۔ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اگر ہمیں مشرک بنادے تو ہم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے رب، رب ہے۔ باقی ہم اپنی مرضی سے تمہاری ملت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ وسیع ہے ہمارا پروردگار ہر چیز پر علم کے اعتبار سے۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ اللہ تعالیٰ پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ تم نے جو دھمکیاں دینی ہیں دیتے رہو اور جو کرنا ہے کرو حضرت شعیب علیہ السلام نے جب قوم کا فیصلہ سنا اور اپنا بھی سنا دیا تو فرمایا۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اے ہمارے پروردگار حقیقت کھول دے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب یہ ہمیں ہمارے گھروں میں بھی نہیں رہنے دیتے لہٰذا فیصلہ فرمادے۔ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ اور تو سب سے بہتر حقیقت کھولنے والوں میں سے ہے۔ تیرے سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ اور کہا جماعت نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کی قوم میں سے۔ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ اگر تم نے پیروی کی شعیب علیہ السلام کی تو بیشک تم اس وقت نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑا ان کو زلزلے نے۔ اور سورۃ حجر میں صیحۃ کے لفظ آئے ہیں۔ چیخ کی آواز جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نکالی اس کی وجہ سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوگئی مدین کے رہنے والے جتنے مجرم تھے ان میں سے ایک

بھی نہ بچا اور وہاں رہنے والے جو مومن موحد تھے ان میں سے کسی ایک کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچا جو مومنوں کو بستی سے نکالنا چاہتے تھے ان پر اللہ کی طرف سے لعنت پڑی اور وہ دنیا سے چلے گئے۔ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے۔ جس طرح ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں یہ بڑی عاجزی کی علامت ہے اس وقت کہنے لگے اِنَّآ اِذًا الظّٰلِمُوْنَ بیشک ہم ظالم ہیں لیکن اب تو وقت ختم ہو گیا اب اقرار کا کیا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو گویا وہ لوگ ان گھروں میں بسنے والے ہی نہیں تھے۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو وہی تھے نقصان اٹھانے والے۔ اب معلوم ہوا کہ پیغمبر کی اتباع کرنے والے نقصان اٹھانے والے ہیں یا پیغمبر کو جھٹلانے والے خسارے میں پڑنے والے ہیں۔ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پس پھرے شعیب علیہ السلام ان لوگوں سے۔ جب وہ تباہ ہو گئے۔ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ اور کہا اے میری قوم البتہ تحقیق میں پہنچا چکا ہوں تم کو اپنے رب کے پیغام اور تم کو نصیحت بھی کر چکا ہوں پس کیسے افسوس کروں اس قوم پر جو کافر ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ پکڑا ہم نے وہاں کے باشندوں کو مالی پریشانی میں اور بدنی پریشانی میں تاکہ وہ

لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿94﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

عاجزی اور زاری کریں۔ پھر ہم نے بدل دیا تکلیف کی جگہ راحت کو یہاں تک کہ وہ لوگ بڑھ گئے اور کہا انہوں نے تحقیق پہنچی

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿95﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

ہمارے باپ دادا کو بھی بدنی تکلیف اور راحت پس پکڑا ہم نے ان کو اچانک اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر بستیوں کے

الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

باشندے ایمان لائیں اور گناہ سے بچتے رہیں البتہ ہم کھول دیں ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں اور لیکن انہوں نے تکذیب

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿96﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا

کی پس ہم نے پکڑا ان کو بسبب اس کمائی کے جو وہ کرتے تھے۔ کیا پاس امن میں ہیں بستیوں والے اس چیز سے کہ آئے ان

وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿97﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿98﴾

پر ہمارا عذاب رات کے وقت اور وہ سوئے ہوئے ہوں۔ اور کیا ان میں ہیں بستیوں والے کہ ان پر ہماری گرفت آئے

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾

چاشت کے وقت اور وہ کھیل رہے ہوں۔ پس نہیں بے فکر ہوتی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے مگر وہ قوم جو خسارہ اٹھانے والی ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَضَّرَّعُوْنَ: وہ گڑگڑائیں، بَدَّلْنَا: ہم نے بدل دیا، عَفَوْا: وہ بڑھ گئے، بَرَكٰتٍ: نعمتیں، نَآئِمُوْنَ: سونے والے، ضُحًى: دن چڑھے، اَمِنُوْا: وہ بے خوف ہو گئے، مَكْرَ: داؤ، تدبیر، (فَلَا) يَاْمَنُ: (پس نہیں) بے خوف ہوتا۔

ربط:

چند واقعات اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے نام لیکر اور ان کی قوموں کے نام لے کر بتائے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم، ھود علیہ السلام اور ان کی قوم، صالح علیہ السلام اور ان کی قوم، لوط علیہ السلام اور ان کی قوم، شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم۔

آگے اب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ ہم نے اور قوموں اور بستیوں پر بھی پیغمبر بھیجے ہم نے لوگوں کو مالی پریشانیوں میں بھی مبتلا کیا اور بدنی میں بھی تا کہ وہ گڑگڑائیں اور رجوع کریں توبہ استغفار کریں لیکن جس طرح اور قوموں نے نافرمانی کی اسی طرح انہوں نے بھی نافرمانی کی تو پہلے واقعات تفصیلی تھے اب اجمالی ہیں بہرحال یہ تمام قوموں پر عذاب آنے کا خلاصہ ہے کہ قومیں کیوں تباہ ہوتی ہیں۔

تفسیری نکات: قوموں پر عذاب کیوں آتا ہے؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں۔ مِّنْ نَّبِيٍّ کوئی نبی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا مگر پکڑا ہم نے وہاں کے رہنے والوں کو بِالْبَاْسَآءِ مالی پریشانی میں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے جس وقت حق کی بات سنائی ہدایت اور گمراہی سے آگاہ کیا اور اتمام حجت ہو چکا اور لوگوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو مالی پریشانی میں مبتلا کیا گیا کبھی قحط ان پر مسلط کیا گیا، کبھی سیلاب آیا، کبھی چیزیں مہنگی ہو گئیں وغیرہ وغیرہ۔ وَالضَّرَّآءِ اور بدنی تکلیف میں مبتلا کیا گیا۔ مختلف قسم کی بیماریاں ان پر مسلط کی گئیں۔ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ تا کہ وہ عاجزی اور زاری کریں اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ جب بھی کسی کو تکلیف پہنچے تو وہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تکلیف چاہے مالی ہو یا بدنی ہو۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ پھر ہم نے بدل دیا تکلیف کی جگہ راحت کو۔ تکلیفیں اٹھالیں۔ مال زیادہ کر دیا زمین کی پیداوار میں اضافہ کر دیا، درختوں پر پھل کثرت سے لگائے، اولاد کثرت سے دی تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کریں لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کی۔

حَتّٰى عَفَوْا یہاں تک کہ وہ لوگ بڑھ گئے۔ ہر لحاظ سے ان کو ترقی اور عروج مل گیا۔ وَّقَالُوْا اور کہا انہوں نے۔ قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ تحقیق پہنچی ہمارے باپ دادا کو بھی بدنی تکلیف اور راحت یہ کوئی نئی بات نہیں ہے دنیا کے دور اس طرح چلتے رہتے ہیں کبھی تکلیف اور کبھی راحت، کبھی بیماری کبھی صحت۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں طرح آزمایا تکلیف دے کر بھی اور راحت دے کر بھی اور وہ آزمائش میں پورے نہ اترے۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ پس پکڑا ہم نے ان کو اچانک اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔ عذاب کی آمد کا ان کو علم ہی نہیں تھا۔ غفلت کی حالت میں ہی اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اور اگر بستیوں کے باشندے۔ اٰمَنُوْا ایمان لائیں۔ وَاتَّقَوْا اور گناہ سے بچتے رہیں۔ کفر و شرک سے بچ جائیں گناہوں سے بچ جائیں۔ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ البتہ ہم کھول دیں ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں۔ آسمان سے برکتیں برسائیں اس طرح کہ بارشیں ہوں۔

وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا اور لیکن انہوں نے تکذیب کی بجائے ایمان لانے اور کفر و شرک سے بچنے کے اور گناہوں سے بچنے کے۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ پس ہم نے پکڑا ان کو ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔ کفر، شرک، بدی اور گناہوں میں آلودہ تھے اس وجہ سے ہم نے ان کو تباہ کر دیا جن کے کچھ واقعات تفصیلاً اور اجمالاً تم سن چکے ہو۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ کیا پس امن میں ہیں بستیوں والے اس چیز سے کہ آئے ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت اور وہ سوئے ہوئے ہوں۔ کیا بستیوں میں رہنے والے اس سے بیخبر ہیں؟ کیا انہوں نے گذشتہ قوموں سے عبرت حاصل نہیں کی ان کے حالات ان کے سامنے نہیں ہیں؟

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اور کیا امن میں ہیں بستیوں والے اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى کہ ان پر ہماری گرفت آئے چاشت کے وقت وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ اور وہ کھیل رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری گرفت رات کو بھی آسکتی ہے اور دن کو بھی آسکتی ہے لہٰذا آدمی کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ مکر کے معنی حیلہ اور خفیہ تدبیر کے ہیں کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے امن میں ہیں۔ غافل ہیں اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مدبر ہے وہ ایسی تدبیر کرتا ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ پس نہیں بے فکر ہوتی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے مگر وہ قوم جو خسارہ اٹھانے والی ہو۔ جو خسارہ اٹھانے والے نہیں ہیں اور عقل مند ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، معافی مانگتے ہیں، نیکیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ

اور کیا ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کو جو وارث ہوئے ہیں زمین کے اس کے اہل کے ہلاک ہونے بعد، کہ اگر ہم چاہیں ان کو بھی

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿100﴾ تِلْكَ الْقُرٰى

مصیبت میں مبتلا کر دیں ان کے گناہوں کی وجہ سے، اور ہم مہر لگا دیں ان کے دلوں پر پس وہ لوگ نہیں سنتے۔ یہ بستیاں ہیں

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے کچھ حالات اور البتہ تحقیق آ چکے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر۔

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿101﴾

پس نہیں تھے وہ لوگ کہ ایمان لاتے اس چیز پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے، اسی طرح ہم مہر لگاتے ہیں کافروں کے دلوں پر۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿102﴾ ثُمَّ

اور نہیں پایا ہم نے ان میں اکثروں کے لیے کوئی عہد، اور بے شک پایا ہم نے ان میں سے اکثروں کو البتہ نافرمان۔ پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ

بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف پس انہوں نے زیادتی کی ان

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿103﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

نشانیوں کے ساتھ پس دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔ اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون میں رسول ہوں رب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿104﴾ حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ

العالمین کی طرف سے، حق دار ہوں اس بات کا کہ میں نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر مگر حق، تحقیق میں لا چکا تمہارے پاس واضح دلیل

رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿105﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ

تمہارے رب کی طرف سے، پس بھیج دے تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ کہا فرعون نے اگر تم لائے ہو کوئی نشانی تو لاؤ اس

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿106﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿107﴾

کو اگر ہو تم سچ کہنے والوں میں۔ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو پس اچانک وہ اژدھا بن گیا کھلے طور پر۔

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿108﴾ ع ۱۳

اور نکالا انہوں نے اپنا ہاتھ پس اچانک وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(لَمْ) یَهْدِ: (نہیں) واضح ہوا، یَرِثُوْنَ: وہ (جو) وارث ہوئے، اَصَبْنٰهُمْ: ہم پکڑیں ان کو، نَطْبَعُ: ہم مہر لگادیں، نَقُصُّ: ہم سناتے ہیں، اَنْۢبَآئِهَا: ان کے حالات، رُسُلُهُمْ: ان کے رسول، یَطْبَعُ: وہ مہر کردیتا ہے، مَلَاۡئِهٖ: اس کے سردار، حَقِیْقٌ: قائم ہونے والا، اَرْسِلْ: تو بھیج، مَعِیَ: میرے ساتھ، عَصَاهُ: اپنا عصا (ڈنڈا)، ثُعْبَانٌ: اژدہا، نَزَعَ: اس نے نکالا، بَیْضَآءُ: سفید، روشن۔

ربط:

کچھ تفصیلی واقعات مجرموں کے بیان ہوئے اور کچھ اجمالی اس تفصیل و اجمال کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب جو زمین کے وارث ہیں ان کے لیے ہدایت نہیں ہوئی ان پہلے واقعات سے جو اجمالاً و تفصیلاً بیان ہوئے۔

آگے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں جو تفصیلاً کئی رکوع مسلسل چلے گا۔

اہم نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کے لئے کبھی تو ثعبان اور کبھی جان کا لفظ آیا:

تفسیر کبیر، ابوالسعود، روح المعانی، السراج المنیر وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ اس مقام پر ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ کے لفظ ہیں اور قرآن کریم میں دوسری جگہ کَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا کے لفظ ہیں جآن کے معنی پتلا سانپ۔ تو اژدہا اور ہے پتلا سانپ اور ہے اس میں تو بظاہر تعارض ہے۔

اس کے متعلق ان تفسیروں میں باتیں کہیں گئی ہیں ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ ان حالتوں کے بیان میں کوئی تعارض نہیں ہے، جہاں عصا پتلا سانپ بنا تھا وہ جگہ بھی اور ہے وقت بھی اور ہے جب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی کوہ طور پر تو وہاں جب لاٹھی پھینکی تو وہاں تو وہاں لاٹھی پتلا سانپ بنی تھی جو تیز دوڑتا ہے تو وہ جگہ وادی طویٰ تھی اور یہ فرعون کا دربار ہے یہاں وہ اژدہا بنا وہ زمانہ اور ہے یہ اور ہے تو جب مکان بھی اور ہو زمانہ بھی اور ہو تو تعارض نہ ہوا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اس لاٹھی کو پھینکتے تھے تو اول مرحلے میں وہ پتلا سانپ ہوتی پھر بڑھتے بڑھتے اژدہا بن جاتی تو پہلا منٹ اور وقت ہے دوسرا اور تیسرا منٹ اور وقت ہے اس میں بھی کوئی تعارض نہیں۔

تیسری بات یہ کہ ہوتا تو اژدہا ہی تھا لیکن سُرعت رفتاری میں کَاَنَّهَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے۔

تفسیری نکات: ہٹ دھرمی انسانوں کو تباہ کرتی ہے:

اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ اور کیا ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کو یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ جو وارث ہوئے زمین کے مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اس کے اہل کے ہلاک ہونے کے بعد۔ وارث بننے والوں سے پہلے جو زمین میں رہتے تھے ان کے ہلاک

ہونے کے بعد اس وقت جو وارث ہیں ان کو ہدایت نہیں ہوئی؟ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ اس بات کی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی مصیبت میں مبتلا کر دیں ان کے گناہوں کی وجہ سے۔

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ہم مہر لگا دیں ان کے دلوں پر فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ لوگ نہیں سنتے۔ ایسا سننا کہ جس سے وہ فائدہ حاصل کریں کیونکہ کافر بہرے تو نہیں ہوتے کہ وہ سرے سے سنتے ہی نہیں ہیں۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے کچھ حالات جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ اور البتہ تحقیق آ چکے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر فَمَا كَانُوْا پس نہیں تھے وہ لوگ لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ کہ ایمان لاتے اس چیز پر جس کو وہ جھٹلا چکے تھے پہلے۔ پہلے قدم پر جس چیز کو جھٹلایا تھا آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہے اور تسلیم نہیں کیا۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ اسی طرح ہم مہر لگاتے ہیں کافروں کے دلوں پر۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ اور نہیں پایا ہم نے ان میں سے اکثروں کیلیے کوئی عہد وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ اور بیشک پایا ہم نے ان میں سے اکثر کو البتہ نافرمان۔ دنیا میں اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے۔ فرمانبردار بہت تھوڑے رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت تبلیغ:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو۔ بِاٰيٰتِنَآ اپنی نشانیاں دے کر۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف نشانیاں دے کر موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ پس انہوں نے زیادتی کی نشانیوں کے ساتھ۔ انکار کر گئے اور کسی کو تسلیم نہ کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پس دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ حق دار ہوں اس بات کا کہ میں نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر مگر حق یعنی میں جو بات کہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اس میں غلط بیانی نہیں ہے قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ تحقیق میں لا چکا تمہارے پاس واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے پس بھیج دے تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فرعون نے کہا اگر تو لایا ہے کوئی نشانی تو لے آ اس کو اگر ہے تو سچ کہنے والوں میں سے۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو۔ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ پس اچانک وہ اژدھا بن گیا کھلے طور پر۔ ایک معجزہ تو یہ دکھایا اور دوسرا وَّنَزَعَ يَدَهٗ اور نکالا

انہوں نے اپنا ہاتھ۔ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ پس اچانک وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے لیے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ ایسا منور تھا کہ اس کے سامنے سورج کی روشنی بھی مات تھی۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿109﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

فرعون کی جماعت نے قوم فرعون سے کہا بیشک یہ موسیٰ علیہ السلام بڑا ماہر جادوگر ہے۔ وہ ارادہ کرتا ہے اس بات کا کہ تمہیں نکال دے

مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿110﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿111﴾

تمہاری زمین سے پس تم کیا حکم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا مہلت دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے۔

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿112﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا

لائیں گے تیرے پاس ہر ایسے جادوگر کو جو علم والا ہوگا۔ اور آئے جادوگر فرعون کے پاس کہنے لگے بیشک ہمارے لیے کچھ اجر

اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿113﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿114﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ

ہوگا اگر ہم غالب ہوگئے۔ فرعون نے کہا ہاں اور البتہ تم مقربین میں سے ہوجاؤ گے۔ کہا جادوگروں نے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو

تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿115﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا

آپ ڈال دیں اور یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم ڈالو پس جس وقت انہوں نے ڈالا انہوں نے جادو کر دیا

اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿116﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ

لوگوں کی آنکھوں میں اور خوفزدہ کر دیا ان کو اور لائے وہ بہت بڑا جادو اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ ڈال دو تم اپنی

عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿117﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿118﴾

لاٹھی کو پس اچانک وہ نگل گئی اس چیز کو جو وہ بناتے تھے پس ثابت ہوگیا حق، اور باطل ہوگئی وہ کارروائی جو وہ کرتے تھے۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿119﴾

پس وہ یہاں مغلوب ہوگئے اور لوٹے وہ ذلیل ہوکر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سٰحِرٌ: جادوگر، يُّخْرِجَكُمْ: وہ نکال دے تم کو، اَرْضِكُمْ: تمہارا ملک، اَرْجِهْ: ڈھیل دے، الْمَدَآئِنِ: شہر (جمع)، حٰشِرِيْنَ: جمع کرنے والے، اَلسَّحَرَةُ: جادوگر، اَلْغٰلِبِيْنَ: غلبہ پانے والے، تُلْقِيَ: تو ڈال دے، اَلْمُلْقِيْنَ: ڈالنے والے، اَلْقُوْا: تم ڈالو، سَحَرُوْٓا: انہوں نے باندھ دیا، اَعْيُنَ: آنکھیں، اِسْتَرْهَبُوْهُمْ: ان کو

ڈرایا، اَلْقِ: تو ڈال دے، تَلْقَفُ: وہ نگلنے لگا، (مَا) یَأْفِكُوْنَ: (جو) جھوٹا کھیل انہوں نے کھیلا تھا، بَطَلَ: غلط ہوگیا، فَغُلِبُوْا: (پس) وہ مغلوب ہوگئے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ شروع تھا اب بھی اسی کا بیان چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ:

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ کہا جماعت نے فرعون کی قوم سے۔ جو اس کی کابینہ کے افراد وزیر مشیر اور بڑے بڑے فوجی افسر تھے۔ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ بیشک یہ موسیٰ علیہ السلام بڑا ماہر جادوگر ہے۔ فن جادوگری کو جانتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے دونوں معجزوں عصا اور ید بیضا کو جادو کے ساتھ تعبیر کیا (معاذ اللہ تعالیٰ) اور موسیٰ علیہ السلام کو فن کو جاننے والا ماہر کہا۔ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ وہ ارادہ کرتا ہے چاہتا ہے کہ تمہیں نکال دے تمہاری زمین سے تمہیں مرعوب کر کے سرزمین مصر سے نکال دے۔ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم کرتے ہو اور مشورہ دیتے ہو اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ ان لوگوں نے کہا ان کو یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مہلت دو اور ان کے بھائی کو بھی اور دونوں کو تاریخ دے دو وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے۔ وہ سب جادوگروں کو اکٹھا کر کے لائیں۔

یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ لائیں گے تیرے پاس ہر ایسے جادوگر کو جو علم والا ہوگا وَجَآءَ السَّحَرَةُ ماہر اور آئے جادوگر۔ اور ان کو مقابلے کی اجازت ملی۔

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ فرعون سے کہنے لگے بیشک ہمارے لیے کچھ انعام وغیرہ بھی ہوگا اگر ہم غالب ہوگئے۔ کچھ انعام واکرام بھی ہمیں ملے گا یا نہیں۔ قَالَ نَعَمْ فرعون نے کہا ہاں باقاعدہ انعام وغیرہ بھی ملے گا صرف انعام واکرام ہی نہیں وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ اور البتہ تم مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔ قَالُوْا وہ جادوگر کہنے لگے۔ یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ اے موسیٰ علیہ السلام یا تو آپ ڈال دیں اور یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ یعنی پہل آپ نے کرنی ہے یا ہم نے کرنی ہے۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اَلْقُوْا تم ڈالو جو کچھ تم نے ڈالنا ہے۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا پس جب ڈالا انہوں نے۔ سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں۔ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں اس طرح دکھائی دیتی تھیں ان کے سحر کی وجہ سے کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ پس جس وقت انہوں نے ڈالا انہوں نے جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں میں

وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ اور خوفزدہ کر دیا ان کو وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ اور لائے وہ بہت بڑا جادو

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ کہ ڈال دیں آپ بھی اپنی لاٹھی کو فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ پس اچانک وہ نگل گئی اس چیز کو جو وہ بناتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا سانپ اژدھا بن کر ایک لاکھ چوبیس ہزار سانپوں کو نگل گیا جادوگر چونکہ اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے یہ جادو نہیں ہے۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ پس ثابت ہوگیا حق، اور باطل ہوگئی وہ کارروائی جو وہ کرتے تھے فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ پس وہ یہاں مغلوب ہوگئے۔ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ اور لوٹے وہ ذلیل ہو کر۔

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾

اور ڈال دیئے گئے جادوگر سجدے میں۔ کہا انہوں نے ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ جو کہ رب ہے موسیٰ علیہ السلام کا اور ہارون علیہ السلام کا

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

کہا فرعون نے تم ایمان لائے ہو اس پر اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دیتا بیشک یہ ایک داؤ ہے جو تم نے شہر میں مکر کیا ہے

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٢٣﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ

تاکہ نکالو تم اس کے ذریعے اس کے رہنے والوں کو پس عنقریب تم جان لوگے۔ البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ

وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٢٥﴾

اور تمہارے پاؤں الٹے پھر میں تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ انہوں نے کہا بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ

اور تو نہیں انتقام لیتا ہم سے مگر اس لیے کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیات پر جب وہ ہمارے پاس آچکیں۔ اے ہمارے رب!

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى ع

ڈال ہم پر صبر اور وفات دے ہم کو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ کہا جماعت نے، فرعون کی قوم سے تو چھوڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام

وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ

کو اور اس کی قوم کو تاکہ وہ فساد مچائیں زمین میں اور وہ چھوڑ دیں تجھے اور تیرے معبودوں کو۔ کہا فرعون نے ہم ضرور قتل کریں گے

اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿١٢٧﴾

ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُلْقِیَ: وہ گرا دیئے گئے، مَکَرْتُمُوْهُ: تم نے وہ مکر کیا، اَلْمَدِیْنَةِ: شہر، لِتُخْرِجُوْهُ: تاکہ تم نکالو، لَاُقَطِّعَنَّ: میں البتہ ضرور کاٹوں گا، لَاُصَلِّبَنَّکُمْ: میں البتہ ضرور سولی چڑھاؤں گا تمہیں، مُنْقَلِبُوْنَ: لوٹ کر جانے والے، (مَا) تَنْقِمُ: (نہیں) تو انتقام لیتا، جَآءَتْنَا: ہمارے پاس پہنچیں، تَذَرُ: تو چھوڑتا ہے، لِیُفْسِدُوْا: تاکہ وہ فساد مچائیں، یَذَرَکَ: وہ موقوف کردے تجھے، اٰلِهَتَكَ: تیرے معبود، سَنُقَتِّلُ: عنقریب ہم قتل کریں گے، نَسْتَحْیٖ: ہم زندہ رکھیں گے، نِسَآءَهُمْ: ان کی عورتیں۔

ربط:

جیسا کہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اُسی کا تسلسل ہے۔

اہم نکات: ایک لطیف نکتہ:

وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ اور ڈال دئے گئے جادوگر سجدے میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ معالم التنزیل والے فرماتے ہیں کہ ماضی مجہول کا صیغہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت نے ان کو مجبور کر دیا کہ وہ جادوگر سجدے میں گر جائیں۔ جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ہے تو مجہول کا صیغہ لیکن معنی اس کے معروف کے ہیں گر پڑے جادوگر سجدے میں۔

کیا جادوگروں کو سزا دی گئی:

لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُم مِّنْ خِلَافٍ. مِنْ خِلَافٍ کا یہ معنی ہے کہ دایاں ہاتھ کاٹوں گا بایاں پاؤں کاٹوں گا۔ اور بعض نے مِنْ کو تعلیلیہ بھی قرار دیا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں کاٹ دوں گا لِاَجَلِ الْخِلَافِ تم نے میری مخالفت کی اس تفسیر میں دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کاٹنے کا ذکر ہیں۔

اب یہاں دو باتیں ہیں کہ آیا یہ سزا ان ایمان لانے والے سابقہ جادوگروں کو دی گئی تھی یا نہیں دی تھی، یہ جو کہا کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹوں گا اور تم کو سولی پر چڑھاؤں گا کیا اس کی نوبت آئی تھی یا نہیں۔ تفسیر کبیر، روح المعانی، ابن جریر طبری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں تصریح ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ فرماتے ہیں کہ ستر آدمی دن کے آغاز میں جادوگر تھے اور آخر دن میں وہ شہید ہو گئے تو معلوم ہوا کہ ستر آدمیوں کو شہید کر دیا گیا۔

روافض کا قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں:

دلائل قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اس امت کا درجہ دوسری امتوں سے زیادہ ہے، آپ چوتھے پارے میں پڑھ چکے ہیں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

اب یہاں ایک عجیب بات ہے کہ یہ جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل تھے، اب وہ ان کے صحابی اور امتی بن گئے اور فرعون نے دھمکی دی اور ان میں ستر کو سولی پر لٹکایا لیکن انہوں نے ایمان نہیں چھوڑا، وہ موسیٰ علیہ السلام کے امتی ادنیٰ ہو کر بھی ایمان کو نہ چھوڑیں اور اب روافض کہتے ہیں، کہ نعوذ باللہ تین یا چار صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بارے میں تو کہتے ہیں یہ مرتد نہیں ہوئے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تردد کرتے ہیں کہ مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کی کتاب اصول کافی تک میں یہ افتراء موجود ہے، اس کا مطلب تو ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد'' سب پیغمبروں سے زیادہ ناکام نبی تھے۔

فرعون کے درباریوں کے مشورے اور فرعون کا ان پر عمل:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ پہلے تھا کہ جو جادوگر مسلمان ہوئے تھے ان کو فرعون نے کہا کہ میں تم کو سولی پر چڑھاؤں گا اس پر فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ان کو تو سزا دیتا ہے اور اصلی دشمن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ویسے ہی چھوڑتا ہے تاکہ وہ زمین میں فساد کریں حالانکہ انہوں نے تجھے معبود تسلیم ہی نہیں کیا۔

وَاٰلِهَتَكَ اس کا معنیٰ تفسیر خازن اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ اپنے زمانے میں فرعون نے یہ کیا کہ اُس نے اپنی تصویریں لوگوں کو دی تھیں کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں میری موجودگی میں تو مجھے سجدہ کرو اور میری غیر حاضری میں میری تصویروں کو میرے نائب سمجھو اور انہیں سجدہ کرو۔

تفسیری نکات: جادوگروں کا ایمان لانا اور فرعون کے مظالم:

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ اور ڈال دیئے گئے جادوگر سجدے میں انہوں نے یقین کرلیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جو کچھ ظاہر ہوا ہے جادو نہیں ہے معجزہ ہے۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا انہوں نے ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ جو رب ہے موسیٰ علیہ السلام کا اور ہارون علیہ السلام کا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ کہا فرعون نے تم ایمان لائے ہو اس پر پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دیتا۔ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ بیشک یہ ایک داؤ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ یہ تمہارا استاد ہے تم اس کے شاگرد ہو اندر سے تم آپس میں ملے ہوئے ہو حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہو۔ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا تاکہ نکالو تم اس کے ذریعے اس کے رہنے والوں کو۔ اور تمہارا اقتدار قائم ہو جائے۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے۔ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں الٹے۔

ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ کاٹوں گا بایاں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور دائیں پاؤں کو کاٹوں گا ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ پھر میں تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ جادوگروں نے جواب مسلمان ہو چکے تھے فرعون کو جواب دیا بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اور تو نہیں انتقام لیتا ہم سے اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا مگر اس لیے کہ ہم ایمان لائے ہیں اپنے رب کی آیات پر لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ جب وہ ہمارے پاس آچکیں رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا اے ہمارے رب! ڈال ہم پر صبر وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ اور وفات دے ہم کو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں جانیں دیں ایمان نہ چھوڑیں۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اور کہا جماعت نے یعنی فرعون کے درباریوں فرعون سے کہا اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ اے فرعون تو چھوڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو یعنی بنی اسرائیل کو لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ تاکہ وہ زمین میں فساد مچائیں۔ ان جادوگروں کو تو تو نے قتل کیا ہے موسیٰ اور اس کی قوم کو قتل کروا۔

وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ اور وہ چھوڑ دیں تجھے اور تیرے معبودوں کو۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ فرعون نے کچھ تصویریں بنا کر لوگوں کو دی ہوئیں تھیں کہ جب میں سامنے ہوں تو مجھے سجدہ کرو اور اگر میں سامنے نہ ہوں تو پھر میری تصویروں کو سجدہ کرو۔ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ کہا فرعون نے ہم ضرور قتل کریں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑیں گے ان کی عورتوں کو۔ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ اور بیشک ہم ان پر غالب ہیں۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا

کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے مدد طلب کرو اللہ تعالیٰ سے اور صبر کرو۔ بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وارث بناتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ

زمین کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور اچھا انجام ہے پرہیزگاروں کے لیے، کہا انہوں نے ہمیں اذیت دی گئی

قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى

پہلے اس سے کہ آپ ہمارے پاس آئے اور اس کے بعد کہ آپ ہمارے پاس آچکے، فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے قریب ہے

رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ ع ٥

کہ تمہارا رب ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور تمہیں خلیفہ بنائے زمین میں، پھر وہ دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اور البتہ

اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ

تحقیق ہم نے پکڑا آل فرعون کو قحطوں کیساتھ اور پھلوں کی کمی کے ساتھ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ پس جب آتی ان کے

الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ

پاس کوئی راحت کہتے یہ ہمارے لائق ہے اور اگر پہنچتی کوئی تکلیف تو شگون لیتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ۔

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا

سن لو ان کا شگون اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور لیکن اکثر ان کے جانتے نہیں ہیں۔ اور کہنے لگے جب بھی تم لاؤ گے

تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

ہمارے پاس کوئی نشانی تاکہ تم ہم پر جادو کرو اس کے ساتھ پس ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قٰهِرُوْنَ: غالب، يُوْرِثُهَا: اس کا وارث بناتا ہے، اُوْذِيْنَا: ہم ستائے گئے، عَدُوَّكُمْ: تمہارا دشمن، يَسْتَخْلِفَكُمْ: وہ خلیفہ بنائے گا تم کو، بِالسِّنِيْنَ: قحط کے سال، يَّطَّيَّرُوْا: بدفالی لیتے ہیں، طٰٓئِرُهُمْ: ان کی نحوست، مَهْمَا: جو کچھ، تَاْتِنَا: تو ہمارے پاس لائے گا، لِتَسْحَرَنَا: تاکہ تو جادو کرے ہم پر۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا قصہ چلا آتا ہے۔ اب بھی وہی مذکور ہو رہا ہے۔

اہم نکات: مصریوں کا شگون لینے کا طریقہ:

يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ تطیّر کے لفظی معنی ہوتے ہیں پرندہ اُڑانا، یہ کفار کا طریقہ تھا کہ مثلاً اپنے گھر سے نکلتے صبح سویرے تو قریب جو درخت ہوتا تھا اس پر پتھر پھینکتے تھے اگر پرندے دائیں جانب اُڑ جاتے تو کہتے تھے کہ ہمارا کام بن گیا اور اگر پرندے بائیں طرف کو اُڑتے تو کہتے تھے کہ کام نہ بنا، تجارت کیلئے جاتے، کسی سے لڑنے کے لئے جاتے تو ان پرندوں کو اُڑا کر نیک فالی یا بدفالی حاصل کرتے۔ تو لفظی معنی تطیر کے پرندے اُڑانا اور اس کا لازمی معنی ہے بدفالی یا نیک فالی حاصل کرنا۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو صبر کی تلقین:

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ مدد حاصل کرو اللہ تعالیٰ سے اور صبر کرو تکالیف پر۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وارث بناتا ہے زمین کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

یہ فرعون کا اقتدار عارضی ہے۔ کب تک زندہ رہے گا؟ قَالُوْٓا کہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا ہمیں اذیت دی گئی پہلے اس سے کہ آپ ہمارے پاس آئے۔ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں یہ اذیت دی گئی کہ ہمارے لڑکوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں کو زندہ چھوڑا گیا۔ وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ اور آپ کے ہمارے پاس آجانے کے بعد بھی یہ سزا ہو تو ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے قریب ہے کہ تمہارا ربّ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ ہلاک کردے تمہارے دشمن کو وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور تمہیں خلیفہ بنائے زمین میں فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ پھر وہ دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو۔ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ اور البتہ تحقیق پکڑا ہم نے آل فرعون کو قحطوں کے ساتھ گناہوں کی وجہ سے۔

وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور پھلوں کی کمی کے ساتھ پکڑا۔ تو پھلوں کا کم ہو جانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے۔ قحط سالی اور پھلوں کی کمی کی سزا اس لیے دی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

فَاِذَا جَاۗءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ پس جب آتی ان کے پاس کوئی راحت، آرام، بھلائی، قَالُوْا کہتے لَنَا هٰذِهٖ ۚ یہ ہمارے لائق ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی کوئی تکلیف يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ تو شگون لیتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ۔ نحوست اور بدفالی ان پر ڈالتے کوئی راحت پہنچتی تو کہتے ہماری وجہ سے ہے تکلیف آتی تو کہتے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔

اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ خبردار ان کا شگون اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ نحوست اور بدفالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر ان کے جانتے نہیں ہیں کہ ہمارا بھی کوئی قصور ہے۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ اور کہنے لگے جب تم لاؤ گے ہمارے پاس کوئی نشانی لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ تاکہ تم ہم پر جادو کرو اس کے ساتھ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ پس ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ عموماً وہ لوگ نشانیوں اور معجزات کو جادو کے ساتھ تعبیر کرتے تھے اور اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ

پس بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ کھلے کھلے معجزے تھے

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿133﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ

پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔ اور جس وقت واقع ہوا ان پر عذاب کہا انہوں نے اے موسیٰ علیہ السلام دعا کر،

لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ

ہمارے لیے جو کچھ اس نے تمہارے ساتھ عہد کر رکھا ہے البتہ اگر آپ دور کر دیں ہم سے عذاب تو ہم ضرور ایمان لائیں گے

لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى

آپ پر اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ پس جب دور کر دیا ہم نے ان سے عذاب ایک مدت تک جس کو

اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ

وہ پہنچنے والے تھے۔ اچانک وہ عہد کو توڑتے تھے پس ہم نے ان سے انتقام لیا پس ہم نے ان کو غرق کر دیا دریا میں اس وجہ

بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ

سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ ان نشانیوں سے غافل تھے۔ اور ہم نے وارث بنایا اس قوم کو جو کمزور سمجھے

كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

جاتے تھے اس زمین کے مشرق اور مغرب کے اطراف میں جس زمین میں ہم نے برکتیں ڈالی تھیں اور پوری ہوگئی

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی بات اچھی بنی اسرائیل پر، اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور ہم نے ملیا میٹ کر دیا اس چیز کو جو

يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی اور جس کو وہ اوپر چڑھاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلطُّوْفَانَ: طوفان، اَلْجَرَادَ: ٹڈی دل، اَلْقُمَّلَ: چچڑی، اَلضَّفَادِعَ: مینڈک، مُفَصَّلٰتٍ: جدا جدا، اَلرِّجْزُ: عذاب، كَشَفْتَ: تو نے دور کر دیا، لَنُؤْمِنَنَّ: ہم ضرور ایمان لائیں گے، لَنُرْسِلَنَّ: ہم ضرور بھیج دیں گے، كَشَفْنَا: ہم نے دور کر دیا، يَنْكُثُوْنَ: وہ عہد توڑتے ہیں، اِنْتَقَمْنَا: ہم نے بدلہ لیا، اَغْرَقْنٰهُمْ: ہم نے غرق کیا انہیں، اَلْيَمِّ: دریا، اَوْرَثْنَا: ہم نے وارث کر دیا، يُسْتَضْعَفُوْنَ: وہ کمزور سمجھے جاتے تھے، مَشَارِقَ: مشرق کے علاقے، مَغَارِبَهَا: مغرب کے علاقے، دَمَّرْنَا: ہم نے خراب کر دیا، (كَانَ) يَصْنَعُ: وہ بناتا (تھا)، (كَانُوْا) يَعْرِشُوْنَ: وہ بلند عمارتیں بناتے تھے۔

ربط:

جیسا کہ سابق آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان ہو رہا ہے۔ اب بھی وہی قصہ مذکور ہے۔

اہم نکات: حضرت موسی علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئیں ان کی تفصیل:

قرآن کریم میں دو مقام پر تِسۡعَةَ اٰيٰتٍ کے لفظ آئے ہیں کہ موسی علیہ السلام کو ہم نے نو نشانیاں دیں ایک سورۃ بنی اسرائیل کے آخر میں اور ایک سورۃ نحل کے ابتداء میں۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نو نشانیاں یا معجزات دیئے گئے تھے وہ یہ ہیں: ① عصا، ② ید بیضاء، ③ بالسنین (قحط سالی)، ④ نَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (پھلوں کی کمی)، ⑤ طوفان، ⑥ ٹڈی دَل، ⑦ جوئیں، ⑧ مینڈک، ⑨ خون۔

جبکہ تفسیر جمل والے فرماتے ہیں کہ یہ سنین نَقۡصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ ایک ہے دو نہیں ہیں جب یہ دونوں ایک بنی تو ایک کی کمی ہوئی وہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آگے سورۃ یونس میں آئے گا۔ ”رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤى اَمۡوَالِهِمۡ“ یعنی ان کا مال و دولت مٹی کر دیا۔

اَلَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا سے کونسی زمین مراد ہے؟

اس سے کونسی زمین مراد ہے؟ معالم التنزیل، روح المعانی، ابن کثیر وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ یہ ارض مقدسہ ہے اور اس لئے وہاں برکت فرمائی کہ ظاہری برکتیں بھی ہیں باطنی بھی۔ ظاہری برکتیں تو یوں ہیں کہ سرسبز علاقہ ہے ٹھنڈا ہے میوے ہیں پانی صاف ستھرا ہے اور باطنی یوں ہے کہ بے شمار پیغمبروں کا مدفن ہے تو وہ زمین جو کہ برکت والی تھی شام کا علاقہ اس کا تم کو ہم نے مالک بنا دیا لیکن فوراً نہیں بلکہ چالیس سال کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے زمانے میں۔ امام لیث بن سعد مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مصر کی زمین مراد ہے، اگر مصر مراد ہے تو اَلَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا اس لئے فرمایا کہ مصر کا علاقہ سرسبز ہے اور وہاں حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ رہے حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت موسی رحمۃ اللہ علیہ و ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی برکتیں تھیں۔ حضرت بغوی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی تعارض نہیں اپنے وقت پر شام کے وارث بھی بنے اور اپنے وقت پر مصر کے وارث بھی بنے۔

تفسیری نکات: فرعونیوں پر عذابوں کی تفصیل:

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ پس بھیجا ہم نے ان پر طوفان۔

وَالۡجَرَادَ اور ٹڈی دل۔ اس کے لشکر بھیجے اس نے درختوں، کھیتوں، سبزیوں کو اس طرح کھا کر صاف کیا کہ کوئی

درخت تو کیا گھاس بھی نظر نہیں آتی تھی۔

وَالْقُمَّلَ قمل کا معنی جوئیں ہیں جو بدن کو میلا کچیلا رکھنے سے بدن میں پیدا ہوتیں ہیں اور اگر بدن کو صاف ستھرا رکھا جائے اور کپڑوں کو بھی تو پیدا نہیں ہوتیں اللہ تعالیٰ نے بطور سزا کے ان کے بدن میں جوئیں پیدا فرمادیں ایک مارتے چار اور چمٹ جائیں خارش کرتے رہتے تھے نہ دن کو آرام نہ رات کو بعض حضرات نے قمل کا معنی سسری کا کیا ہے گندم کو جو گھن لگ جاتا ہے یا جو چاولوں میں پڑ جاتی ہے۔ایسا عذاب مسلط کیا کہ ان کے دانوں اور کپڑوں کو گھن کھا جاتا۔

وَالضَّفَادِعَ اور مینڈک اس کثرت سے تھے کہ جہاں بھی بیٹھتے وہاں مینڈک۔کھانے میں مینڈک پڑ جاتے منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں چھلانگ لگا کر داخل ہو جاتا اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا۔

وَالدَّمَ اور خون ان کا کھانا اور پانی خون کی شکل اختیار کر جاتا وہ لوگ کھانا بڑا عمدہ پکاتے ہلدی کی جگہ زعفران استعمال کرتے کھانا تیار ہوتا خون بن جاتا صاف ستھرا دودھ لاتے پینے کا ارادہ کرتے خون بن جاتا ہر قسم کا کھانا خون کی شکل اختیار کر لیتا۔

یہ آٹھ نشانیاں ہو گئیں اور نویں نشانی کا ذکر سورۃ یونس میں آتا ہے۔طمس اموال کہ ان کے سونا، چاندی اور ہیرے پتھروں کی شکل میں کر دیئے جس سے ان کی کوئی قیمت نہ رہی۔فرمایا۔اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ یہ کھلے کھلے معجزے تھے۔اور معنی بھی کرتے ہیں کہ یہ نشانیاں فاصلے فاصلے سے آئیں وقفے وقفے سے ایک نشانی آئی پھر کچھ دنوں کے وقفے کے بعد دوسری آئی پھر کچھ وقفے کے بعد تیسری آئی یعنی ایک ہی مرتبہ اکٹھی نہیں آئیں۔فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ اور وہ مجرم قوم تھی نہ مانا انہوں نے وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ اور جس وقت ان پر یہ نو عذاب یکے بعد دیگرے واقع ہوئے توقَالُوْا کہا انہوں نے۔

فرعونیوں کی عہد شکنی:

يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ اے موسیٰ علیہ السلام دعا کریں اپنے رب سے ہمارے لیے بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ جو کچھ اس نے آپ کے ساتھ عہد کر رکھا ہے۔اپنے رب کو پکارو۔وہ ہماری تکلیف دور کر دے۔لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ البتہ اگر آپ نے دور کر دیا ہم سے عذاب لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ تو ہم ضرور ایمان لائیں گے آپ پر وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور ضرور بھیج دیں گے آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ پس جب دور کر دیا ہم نے ان سے عذاب اِلٰٓى اَجَلٍ ایک مدت تک هُمْ بٰلِغُوْهُ جس کو وہ پہنچنے والے تھے اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ اچانک وہ عہد کو توڑتے تھے۔پس یہ عذاب یکے بعد دیگرے آئے اور ہم ان کے جھوٹے وعدوں کی وجہ سے یہ عذاب دور کرتے رہے اور وہ نہ مانے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے

انتقام لیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ پس ہم نے ان کو بحر شور میں غرق کر دیا۔ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اس وجہ سے کہ وہ جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اور وہ ان نشانیوں سے غافل تھے کسی نشانی کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا اور وارث بنایا ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشرق اور مغرب کے اطراف میں الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا جس زمین میں ہم نے برکتیں ڈالی تھیں۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى اور پوری ہوگئی آپ ﷺ کے ربّ کی بات اچھی جو اس نے اچھا فیصلہ کیا تھا بنی اسرائیل پر۔ کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کہ تم اگر ایمان پر قائم رہے تو ہم تمہیں برکت والی زمین کا وارث بنائیں گے۔ بِمَا صَبَرُوْا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ اور ہم نے ملیامیٹ کر دیا اس چیز کو جو فرعون اور اس کی قوم نے بنائی تھی۔ منصوبے وغیرہ۔ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ اور جس کو وہ اوپر اٹھاتے تھے۔ یعنی اپنے منصوبوں کی جو عمارتیں بناتے تھے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

اور ہم نے پار کر دیا بنی اسرائیل کو دریا سے پس وہ آئے ایک قوم کے پاس جو جھکی ہوئی تھی اپنے بتوں پر۔

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿138﴾

کہا بنی اسرائیل نے اے موسیٰ علیہ السلام آپ بنا دیں ہمارے لیے بھی الہ جیسے ان کیلیے الہ ہیں فرمایا بیشک تم جاہل قوم ہو۔

اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿139﴾ قَالَ اَغَيْرَ

بیشک یہ لوگ ہیں ہلاک ہونے والے وہ چیز جس میں یہ مبتلا ہیں اور باطل ہے وہ جو یہ عمل کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿140﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ

اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں تمہارے لیے الہ حالانکہ اس نے تمہیں فضیلت دی ہے تمام جہان والوں پر۔ اور جس وقت

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ

ہم نے نجات دی تم بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے، چکھاتے تھے تم کو برا عذاب، قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ

ع ۱۶ ۱۲ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿141﴾

چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس بات میں تمہارے لیے آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

مشکل الفاظ کے معانی: -

جٰوَزْنَا: ہم نے پار اتار دیا، یَعْكُفُوْنَ: وہ پوجتے تھے، اَصْنَامٍ: بُت، تَجْهَلُوْنَ: تم جہالت کرتے ہو، مُتَبَّرٌ: تباہ ہونے والا، اَبْغِيْكُمْ: میں ڈھونڈوں تمہارے لیے، فَضَّلَكُمْ: اس نے بڑائی دی تم کو، يُقَتِّلُوْنَ: وہ بُری طرح قتل کردیا کرتے تھے۔

ربط:

سابقہ کئی آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان ہو رہا تھا۔ اب فرعون کی غرقابی ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے جو بداعمالیاں کرنی شروع کی اُن بداعمالیوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کا تذکرہ:

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ اور ہم نے پار کر دیا بنی اسرائیل کو دریا سے۔ اللہ تعالیٰ نے بحر قلزم کو پھاڑ کر خشک رستے بنا دیئے بنی اسرائیلی نکل گئے اور فرعون، ہامان اور ان کی فوجیں تعاقب کیلیے پیچھے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ چل پڑ وہ چل پڑا تو یہ سارے مصری غرق ہو گئے۔ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ پس دشمن کی غرق آبی دیکھ لینے کے بعد بنی اسرائیل آئے ایک قوم کے پاس جو جھکی ہوئی تھی اپنے بتوں پر۔ یہ کنعانی لوگ بت پرست تھے۔

قَالُوْا يٰمُوْسَى موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں مخلص اور پکے ساتھی بھی تھے اور کچے بھی تھے۔ تو جو کچے تھے انہوں نے کہا اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ آپ بنا دیں ہمارے لیے بھی الٰہ جیسے ان کے لیے الٰہ ہیں کہ ہمیں ہمارے الٰہ نظر آئیں قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ بے شک تم بڑی جاہل قوم ہو کہ تم ان جاہلوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہو۔ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ بے شک یہ لوگ ہیں مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ ہلاک ہونے والے وہ چیز جس چیز میں یہ مبتلا ہیں یہ سراسر تباہی، بربادی اور ہلاکت یعنی جہنم کی ابدی سزا کی طرف لے جانے والی ہے۔ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور باطل ہے وہ کارروائی جو یہ کر رہے ہیں ایسے مشرک دنیا میں بھی خسارے میں ہیں اور آخرت میں بھی خسارے میں ہیں۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تلاش کروں میں تمہارے لیے الٰہ۔ وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ حالانکہ اُس نے تمہیں فضیلت دی ہے تمام جہان والوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور جس وقت ہم نے نجات دی تم کو فرعونیوں سے يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ چکھاتے تھے تم کو بُرا عذاب۔ وہ کیا يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو صاحب کمالین یہاں فرماتے ہیں کہ يَسْتَحْيُوْنَ کا معانی ہے کہ تمہاری عورتوں کی شرمگاہوں کی تلاشی لیتے تھے تلاشی کا مطلب یہ کہ حمل دیکھتے تھے کہ کون سی عورت بنی اسرائیل کی حاملہ

ہے۔ اور یہ یقیناً انتہائی ذلت اور بے شرمی کی بات تھی۔ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ اور اس میں تمہارے لیے آزمائش تھی تمہارے ربّ کی طرف سے بڑی۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ

اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا اور پورا کیا ہم نے ان کو دس کے ساتھ پس پوری ہوگئی ان کے پروردگار کی مدت

اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ

چالیس راتیں اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو تم میرے خلیفہ ہوگے میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا

اور پیروی نہ کرنا فساد مچانے والوں کے راستے کی۔ اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کے وقت پر اور کلام کیا ان کے

وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ

ساتھ ان کے رب نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب تو مجھے اپنا دیدار کرا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم

انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ

مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے اور لیکن دیکھو تم پہاڑ کی طرف پس وہ اگر قائم رہا اپنی جگہ پر تو پھر قریب ہے کہ تم مجھے دیکھ سکو گے

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ

پس جس وقت تجلی ڈالی ان کے پروردگار نے پہاڑ پر تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر پس جب

اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾

موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے کہا موسیٰ علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں میں مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ ۖ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ علیہ السلام بیشک میں نے تمہیں منتخب کیا ہے لوگوں پر اپنے پیغام کے ساتھ اور اپنے کلام کے ساتھ

فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾

پس آپ پکڑیں وہ چیز جو میں نے آپ کو دی ہے اور ہو جائیں آپ شکر ادا کرنے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ثَلٰثِیْنَ: تیس، اَتْمَمْنٰهَا: ہم نے پورا کر دیا ان کو، فَتَمَّ: (پس) پورا ہو گیا، مِیْقَاتُ: مدت، مقرر کردہ وقت،

اُخْلُفْنِیْ: تو میرا خلیفہ ہو جا، قَوْمِیْ: میری قوم، اَصْلِحْ: تو اصلاح کر، لِمِیْقَاتِنَا: ہمارے وعدہ کے مطابق، کَلَّمَهٗ: کلام کیا اس سے، اَنْظُرْ: میں دیکھوں، (لَنْ) تَرٰىنِیْ: تو مجھے (ہر گز نہیں) دیکھے گا، اِسْتَقَرَّ: وہ ٹھہرا رہا، مَكَانَهٗ: اپنی جگہ، تَجَلّٰى: تجلی کی، دَكًّا: ٹکڑے ٹکڑے، خَرَّ: گر پڑا، صَعِقًا: بے ہوش ہو کر، اَفَاقَ: ہوش میں آیا، اِصْطَفَیْتُكَ: میں نے تجھے منتخب کیا، بِرِسٰلٰتِیْ: اپنے پیغام کے ساتھ، بِكَلَامِیْ: اپنے کلام کرنے کے ساتھ، اٰتَیْتُكَ: میں نے تجھے دیا۔

ربط:

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ چلا آرہا ہے، جس وقت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے دریا عبور کر لیا پار چلے گئے وادی تیہ میں پہنچ گئے تو قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ پہلے تو فرعون ہمارا حاکم تھا اور ہم اس کے پاس غلامی کی زندگی گزار رہے تھے اور اس کا قانون مجبوری میں ہم مانتے تھے لیکن اب ہم آزاد قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اب آپ ہمارے لیے اللہ کا قانون لا کر دیں جس کے مطابق ہم زندگی بسر کریں۔

اہم نکات: کوہ طور پر چالیس دن رہنے کی وجہ:

تفسیر ابن جریر تفسیر طبری، تفسیر روح المعانی، تفسیر در منثور اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں یہ بات ہے کہ تیس دن وہاں انتظار کیا اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے مسواک کی کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی لہٰذا منہ کو صاف کر کے اور روزے رکھنے سے جو منہ میں بُو پیدا ہوگئی ہے وہ دور کر کے جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام آپ نے مسواک کیوں کی؟ مجھے روزے دار کے منہ کی بُو پسند ہے لہٰذا اب آپ دس روزے اور رکھو پھر آ کر تورات لینا۔ تیس دن پہلے کے اور دس دن اور روزے رکھنے پڑے۔

دوسری تفسیر بھی ان تفسیروں میں ابن جریر وغیرہ میں ملے گی کہ تیس راتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انتظار کیا تو تورات کی دس تختیاں تھی روزانہ ایک ایک تختی ملتی تھی اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دس راتیں وہاں مزید گزارنی پڑیں۔

اللہ نے جس پہاڑ پر تجلّی ڈالی یہ تجلّی کتنی تھی؟

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ اللہ نے جس پہاڑ پر تجلّی ڈالی یہ تجلّی کتنی تھی مستدرک حاکم، مسند احمد، ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ چھوٹی انگلی کا آگے جو سرا ہے اس کا نصف حصہ تجلی اللہ تعالیٰ نے پھینکی تجلی پہاڑ پر پھینکی تو پہاڑ تو ریزے ریزے ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گرے، ہوش آیا تو کہا ''سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' اس مقام پر ماننے والوں میں میں سب سے پہلا ہوں۔ یہ پہاڑ کونسا تھا تو اکثر تو کہتے ہیں کہ یہ پہاڑ طور تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔

اب یہاں زمخشری بہت خوش ہوتا ہے کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر تو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کر سکے، رویت ان کو نصیب نہ ہوئی تو علماء کیسے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟

ہم اس کو یہ جواب دیتے ہیں کہ دنیا کا حکم اور ہے آخرت کا حکم اور ہے یہاں کی چیزوں کو وہاں پر اور وہاں کی چیزوں کو یہاں کی چیزوں پر قیاس کرنا نری جہالت ہے۔ ان شاء اللہ وہاں تمام مسلمانوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا:

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً تیس راتوں کا وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ اور پورا کیا ہم نے ان تیس کو دس کے ساتھ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ پس پوری ہوگئی اس کے پروردگار کی مدت چالیس راتیں۔

وَقَالَ مُوْسٰی اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ تم میرے خلیفہ ہو میری قوم میں جب تک میں کوہ طور سے واپس نہ آؤں قوم میں رہو وَاَصْلِحْ اور قوم کی اصلاح کرتے رہنا وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ اور پیروی نہ کرنا فساد مچانے والوں کے راستے کی۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کے وقت پر جو جگہ ہم نے مقرر کی تھی وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ اور کلام کیا ان کے ساتھ ان کے ربّ نے۔ پس پردہ سامنے نہیں اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہتے ہیں۔ قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ اے میرے ربّ! آپ مجھے اپنا دیدار کرائیں میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَنْ تَرٰىنِیْ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اور لیکن دیکھو تم پہاڑ کی طرف۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ جس پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا تھا اس کا نام زبیر پہاڑ تھا طور نہیں تھا اور زبیر پہاڑ بھی بہت اونچا پہاڑ ہے اور طور کے قریب ہے۔ فرمایا فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ پس وہ اگر قائم رہا اپنی جگہ پر فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ تو پھر قریب ہے کہ تم مجھے دیکھ سکو گے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پس جب وقت تجلی ڈالی ان کے پروردگار نے پہاڑ پر جَعَلَهٗ دَكًّا تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہاتھ کی جو چھوٹی انگلی ہے چھنگلی جس کو ہم چیچی کہتے ہیں اس کے ایک پورے کے برابر اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال کا نور ڈالا کہ جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ پس جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو کہا سُبْحٰنَكَ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے۔ تُبْتُ اِلَیْكَ میں آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور میں مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ کیونکہ نبی پہلے مانتا ہے پھر لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میں نے آپ کو منتخب کیا ہے لوگوں پر بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ ۖ اپنے پیغام کے ساتھ

اور اپنے کلام کے ساتھ۔ میں نے تیرے ساتھ کلام کیا ہے اور اپنے پیغام اور احکام دے کر آپ کو نبوت دی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام اور پیغام کے لیے چنا اور فرمایا فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ پس پکڑ لیں آپ وہ چیز جو میں نے آپ کو دی ہے وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ اور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ آگے ذکر آ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا چیزیں دیں۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ

اور لکھ دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کے لیے پس پکڑ وان تختیوں کو قوت کے ساتھ

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور حکم دیں اپنی قوم کو کہ وہ پکڑیں ان تمام اچھی چیزوں کو، عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو نافرمانوں کا گھر۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر وہ دیکھ لیں ہر قسم کی نشانی تو اس پر

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

ایمان نہ لائیں اور اگر وہ دیکھیں بھلائی کا راستہ تو نہ بنائیں وہ اس کو اپنا راستہ۔ اور اگر وہ دیکھیں گمراہی کا راستہ تو بنالیں

الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ

اس کو اپنا راستہ۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تھے وہ ان آیات، نشانیوں سے غافل۔ اور وہ لوگ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ

جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو ضائع ہو گئے ان کے اعمال نہیں بدلہ دیئے جائیں گے

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع ۱۷

مگر اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَلْوَاح: تختیاں، فَخُذْهَا: (پس) تو انہیں پکڑ، وَاْمُرْ: تو حکم کر، بِاَحْسَنِهَا: اس کی بہتر باتوں کو، اُورِيْكُمْ: میں تمہیں دکھلاؤں گا، سَاَصْرِفُ: عنقریب میں پھیر دوں گا، يَتَكَبَّرُوْنَ: وہ تکبر کرتے ہیں، (لَا) يَتَّخِذُوْهُ: وہ نہیں ٹھہرائیں گے اُس کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تورات لینے کے لیے تشریف لے گئے۔ ان آیات میں

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو تورات عطا کر دینے کے بعد اس سے روگردانی کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمار ہے ہیں۔

تفسیری نکات: تورات کا نزول اور بنی اسرائیل کی حکم عدولی:

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً اور لکھ دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت۔ توراۃ کی دس تختیوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے لکھوایا جس طرح ہمارے سامنے کاغذوں پر قرآن کریم لکھا ہوا ہے اسی طرح تختیوں پر نصیحت لکھوائی یعنی احکام لکھوائے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو، بڑوں کا ادب کرو، پیغمبروں پر ایمان لاؤ، قیامت کو تسلیم کرو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو قولاً اور فعلاً تکلیف نہ دو۔ یہ تمام چیزیں اس میں درج تھیں۔ وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہر چیز کی تفصیل تھی۔ ہر چیز سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان کی دینی اور معاشرتی لحاظ سے ضروری اور ان کے متعلق تھیں۔ وہ اُس میں درج تھیں۔

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ پس پکڑو ان تختیوں کو قوت کے ساتھ۔ کہ تختیاں وزنی تھیں اور تورات میں جو احکام تھے آزاد قوم کیلیے وہ بھی کافی مشکل تھے۔ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ اور حکم دیں اپنی قوم کو يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا کہ وہ پکڑیں ان تمام اچھی چیزوں کو۔ کیونکہ توراۃ میں جتنی چیزیں تھیں وہ یقیناً تمام کی تمام اچھی تھیں۔ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو نافرمانوں کا گھر۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق۔ غلط راستے پر ڈٹے ہوئے ہیں میں ان کو اپنی آیات پر ایمان لانے کی توفیق نہیں دوں گا۔

ان کے تکبر کی علامت یہ ہے کہ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اگر وہ دیکھیں ہر قسم کی نشانی تو اس پر ایمان نہ لائیں۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ اور اگر وہ دیکھیں بھلائی کا راستہ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وہ اس کو اپنا راستہ کبھی نہ بنائیں یعنی نیکی کے راستے پر نہیں چلیں گے۔

وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ اور اگر وہ دیکھیں گمراہی کا راستہ۔ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا تو بنالیں اس کو اپنا راستہ۔ گمراہی کے راستے پر چلتے ہیں راہ سنت پر نہیں چلتے جانتے ہوئے بھی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ تورات کو اور دیگر آسمانی آیات اور معجزات کو وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اور تھے وہ ان آیات، اور نشانیوں سے غافل۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو یعنی قیامت کو جھٹلایا حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ضائع ہو گئے ان کے اعمال۔ جو عمل انہوں نے کیے ہیں سب ضائع ہو گئے۔

کافر بھی اچھے کام کرتے ہیں سڑکیں بناتے ہیں، مسافر خانے بناتے ہیں، ہسپتال اور یتیم خانے بناتے ہیں، پانی کا انتظام کرتے ہیں، رفاہ عامہ کے بڑے بڑے کام کرتے ہیں بلکہ ظاہری طور پر دیکھو تو رفاہ عامہ کے کام مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے کسی چیز کا ان کو آخرت میں فائدہ نہیں ہوگا۔ غریبوں کی ہمدردی، یتیموں کی معاونت، بیواؤں کے ساتھ تعاون، سب اکارت ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیئے جائیں گے مگر اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔ جو کفر، شرک اور نافرمانی کی، اس کا انہیں بدلہ ملے گا اور باقی کسی نیکی کا بدلہ نہیں ملے گا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ

اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا وہ ایک جسم تھا اس کے لیے گائے کی

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ

آواز تھی۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ بیشک وہ نہیں کلام کرتا ان سے اور نہ ان کی راہنمائی کرتا ہے راستے کی۔

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا

انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے۔ اور جس وقت وہ لوگ نادم اور پریشان ہوئے اور انہوں نے دیکھا۔

اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا

سمجھ گئے کہ تحقیق وہ گمراہ ہو گئے ہیں انہوں نے کہا اگر نہیں رحم کرے گا ہم پر ہمارا پروردگار اور ہمیں نہیں بخشے گا البتہ ہم

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ

ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ اور جب لوٹے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے۔

قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ

فرمایا بہت بری خلافت کی ہے تم نے میرے طور پر جانے کے بعد کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے بارے میں

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ

اور جلدی سے رکھ دیا تورات کی تختیوں کو اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے انہوں نے کہا اے میری ماں

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۫ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ

کے بیٹے بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے پس آپ نہ خوش کریں میرے ذریعے دشمنوں کو

وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

اور نہ کریں آپ مجھے ظالم قوم کے ساتھ۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار معاف کردے مجھے اور میرے

وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ ع ۸

بھائی کو اور داخل کر ہمیں اپنی رحمت میں اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حُلِيِّهِمْ: ان کے (اپنے) زیور، عِجْلًا: بچھڑا، جَسَدًا: جسم، بدن، خُوَارٌ: گائے کی آواز، اِتَّخَذُوْهُ: انہوں نے معبود بنالیا اس کو، سُقِطَ (فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ): وہ پچھتائے، لَمْ يَرْحَمْنَا: (اگر) ہم پر رحم نہ کرے، رَجَعَ: لوٹ آیا، غَضْبَانَ: غصہ سے بھرا ہوا، اَسِفًا: افسوس کرتے ہوئے، خَلَفْتُمُوْنِيْ: تم نے میری نیابت کی، (اَ) عَجِلْتُمْ: (کیا) تم نے جلدی کی، (بِ) رَاْسِ: سر سے، يَجُرُّهٗٓ: وہ کھینچنے لگا اس کو، اِسْتَضْعَفُوْنِيْ: انہوں نے مجھے کمزور سمجھا، يَقْتُلُوْنَنِيْ: وہ مجھے قتل کرڈالیں، فَلَا تُشْمِتْ: پس تو نہ خوش کر، لَا تَجْعَلْنِيْ: نہ کر مجھے، اَدْخِلْنَا: تو داخل کر ہم کو، رَحْمَتِكَ: اپنی رحمت، اَرْحَمُ: زیادہ رحم کرنے والا، الرّٰحِمِيْنَ: بہت رحم کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کا قصہ چلا آتا ہے اب ان آیات میں اُن کی گائے کی پوجا کا ذکر ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غصے کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام پر کیا۔

اہم نکات: وہ بچھڑا کس طرح کا تھا؟

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ وہ بچھڑا کیسا تھا۔ آپکو دونوں طرح کی تفسیریں ملیں گی ایک یہ کہ سونے چاندی ہی کا تھا اور آواز مٹی ڈالنے کی وجہ سے نکلتی تھی اور یہ بھی آپ کو ملے گا کہ گوشت اور خون کا زندہ جانور کے مانند بچھڑا بن گیا صاحب جلالین وغیرہ یہی معنی کرتے ہیں۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نہیں سونے کا سونا رہا چاندی کی چاندی رہی صرف مٹی ڈالنے کیوجہ سے اس سے ٹائیں ٹائیں کی آواز آنے لگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی کو داڑھی سے کھینچنا:

تفسیر کبیر، روح المعانی وغیرہ میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور یہ سمجھے کہ میرا بھائی نرم مزاج ہے یعنی دونوں کا الگ الگ مزاج تھا موسیٰ علیہ السلام جلالی تھے اور ہارون علیہ السلام جمالی تھے خیال یہ کیا کہ بھائی کی نرمی نے کام خراب کیا یہ وہم ہوا اور تختیاں نیچے جلدی سے رکھیں اور اپنے ہاتھ فارغ کر کے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کو کھینچا اور سر کو بھی۔

یہاں یہ دیکھیے کہ پیغمبر کی توہین نہیں کی بلکہ اصل مقصود یہ تھا کہ اے بھائی توحید کی تعلیم سے قوم نے روگردانی کی اور تم نے یہ نرمی کی تو سارا غصہ رب کی توحید کی وجہ سے تھا۔ مقصود بالذات پیغمبر کی توہین نہیں تھی۔ یہ خیال کیا کہ ھارون علیہ السلام نے شاید پورے جوش خروش کیساتھ قوم کی اصلاح کا کام نہیں کیا۔ تو یہ جلدی سے رکھنے کو القاء سے تعبیر کیا یہاں توہین مراد نہیں ہے۔ تفسیر کبیر، روح المعانی میں ہے کہ جلدی سے تورات کی تختیاں نیچے رکھیں جیسے کہ نیچے ڈال دی جاتی ہیں۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا کرنا:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ اور بنا لیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے طور پر جانے کے بعد مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا ان کے پاس جو زیورات تھے ان کا بچھڑا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ وہ ایک جسم تھا اس کے لیے گائے کی آواز تھی ٹیں ٹیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ بیشک وہ نہیں کر سکتا کلام ان سے۔ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اور نہ ان کی راہنمائی کرتا ہے راستے کی اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ جب آدمی پشیمان ہوتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ تو اب اس کا لازمی معنی ہوگا اور جس وقت وہ لوگ نادم اور پریشان ہوئے وَرَاَوْا اَنَّهُمْ اور انہوں نے دیکھا سمجھ گئے کہ بیشک قَدْ ضَلُّوْا تحقیق وہ گمراہ ہو چکے ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے کی بات ہے کہ ابھی کوہ طور سے واپس تشریف نہیں لائے تھے۔ قَالُوْا انہوں نے کہا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا اگر نہیں رحم کرے گا ہم پر ہمارا پروردگار وَيَغْفِرْ لَنَا اور ہمیں نہیں بخشے گا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ ہم ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ اور جب لوٹے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے کہ بچھڑے کی پوجا ہوئی توحید پر زد پڑی قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ فرمایا بہت بری خلافت کی ہے میرے طور پر جانے کے بعد اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ اور قوم سے فرمایا کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلایا تھا تورات کے لیے ابھی میں توراۃ لایا نہیں اللہ کا حکم تم تک پہنچا یا نہیں اور تم نے یہ حرکت شروع کر دی۔

وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ القاء کے لفظی معنی ہیں پھینکنا یہاں معنی ہوں گے ہیں کہ القاء کے معنی ہیں جلدی سے نیچے رکھنا جلدی سے نیچے رکھنے کو القاء سے تعبیر کیا ہے کہ جلدی سے ہاتھ فارغ ہو جائیں کہ ہارون علیہ السلام سے دو ہاتھ کرنے ہیں۔ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو۔ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے۔

قَالَ ابْنَ اُمَّ ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے میری ماں کے بیٹے۔ جیسے وہ ماں کے بیٹے تھے باپ کے بیٹے بھی تھے مگر ماں میں شفقت زیادہ ہوتی ہے۔

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِىْ بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِىْ اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے۔ میں نے مسئلہ بیان کرنے میں اور سمجھانے میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ کمزوری دکھائی ہے۔ فَلَا تُشْمِتْ بِىَ الْاَعْدَآءَ پس آپ نہ خوش کریں میرے ذریعے دشمنوں کو کہ دشمن کہیں گے کہ اچھے پیغمبر ہیں کہ ایک دوسرے کی داڑھی کھینچتے ہیں سر پکڑتے ہیں چھوٹے نے بڑے کی توہین کی ہے۔

وَلَا تَجْعَلْنِىْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور نہ کریں آپ مجھے ظالم قوم کے ساتھ۔ انہوں نے ظلم کیا ہے میں نے اپنا فریضہ پورا ادا کیا ہے موسیٰ علیہ السلام کو یقین آ گیا کہ ہارون علیہ السلام کی کوئی کوتاہی نہیں جب تحقیق ہوگئی تو قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَلِاَخِىْ عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے پروردگار معاف کر دے مجھے اور میرے بھائی کو۔ مجھے معاف کر دے اس کوتاہی پر کہ بھائی کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچا اور دعا میں حضرت ہارون علیہ السلام کو شریک کیا دلجوئی کے لیے ورنہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وَاَدْخِلْنَا فِىْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اور داخل کر ہمیں اپنی رحمت میں اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے بنا لیا بچھڑے کو معبود پہنچے گا ان کو غضب ان کے رب کی طرف سے اور ذلت دنیا کی زندگی میں۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ﴿152﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں افترا باندھنے والوں کو۔ اور وہ لوگ جنہوں نے برے کام کیے پھر توبہ کی انہوں نے ان برے

مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿153﴾ وَلَمَّا سَكَتَ

کاموں کے بعد اور سچے دل سے ایمان لائے بیشک تیرا رب توبہ کرنے کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جب تھم گیا

عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ښ وَفِىْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ

موسیٰ علیہ السلام سے غصہ، پکڑ لیا انہوں نے تختیوں کو اور ان تختیوں میں لکھی ہوئی تھی ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب

يَرْهَبُوْنَ ﴿154﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ

سے ڈرتے ہیں۔ اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کے لیے پس جس وقت پکڑا ان کو

الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّاىَ ۭ اَتُهْلِكُنَا

زلزلے نے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے ربّ اگر تو چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا اس سے پہلے ہی اور مجھے بھی۔ کیا تو ہلاک کرتا ہے

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ

ہمیں اس کارروائی کی وجہ سے جو کی ہے ہم میں سے بعض بیوقوفوں نے ،نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش اور امتحان، تو گمراہ کرتا ہے

بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

اس کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے پس بخش دے

وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُفْتَرِيْنَ: بہتان باندھنے والے، **بَعْدِهَا**: اس کے بعد، **سَكَتَ**: تھم گیا، **نُسْخَتِهَا**: ان کی لکھائی، **يَرْهَبُوْنَ**: وہ ڈرتے ہیں، **اِخْتَارَ**: چُن لیا، **سَبْعِيْنَ**: ستر، **شِئْتَ**: (اگر) تو چاہے، **اَهْلَكْتَهُمْ**: تو نے انہیں ہلاک کر دیا ہوتا، **تُهْلِكُنَا**: تو ہلاک کرتا ہے ہم کو، **فَعَلَ**: اس نے کیا، **فِتْنَتُكَ**: تیری آزمائش، **تُضِلُّ**: تو بھٹکا دیتا ہے، **تَهْدِيْ**: تو ہدایت دیتا ہے، **وَلِيُّنَا**: ہمارا مالک، **اَلْغٰفِرِيْنَ**: بخشنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی۔ اب ان آیات میں بنی اسرائیل کا اپنا قصور معاف کروانے کے لیے اختیار کیے گئے مختلف طریقوں کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: بچھڑے کی پوجا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ بیشک وہ لوگ جنہوں نے بنالیا بچھڑے کو معبود عنقریب پہنچے گا ان کو غضب ان کے رب کی طرف سے اور ذلت دنیا کی زندگی میں۔ وہ ذلت یہ تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ **فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ** پس توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے پس قتل کرو ایک دوسرے کو۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں افترا باندھنے والوں کو کہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افترا باندھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کر دو۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور وہ لوگ جو عمل کرتے ہیں برے پھر توبہ کی ان برے کاموں کے بعد اور سچے دل سے ایمان لائے بیشک تیرا رب توبہ کرنے کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ اور جب تھم گیا موسیٰ علیہ السلام سے غصہ، پکڑ لیا انہوں نے تختیوں کو جو جلدی سے نیچے رکھی تھیں اور ان تختیوں میں لکھی ہوئی تھی ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کی موت:

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کے لیے۔ فرمایا میں ان نمائندوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے درخواست کروں گا کہ ہمیں کوئی آسان سی کتاب دے دیں یا اس میں جو سخت حکم ہیں ان میں نرمی پیدا فرما دے چنانچہ ستر آدمی لے کر موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے کانوں سے سنا لیکن اکڑ گئے کہنے لگے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ہم ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۖ جس وقت پکڑا ان کو زلزلے نے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا اس سے پہلے اور مجھے بھی۔ تو قادر مطلق ہے وہیں گھروں میں بھی ان کو ہلاک کر سکتا تھا اور مجھے بھی ہم سارے تیری مخلوق ہیں حکم تو تیرا ہی نافذ ہے۔ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس کارروائی کی وجہ سے جو کی ہے ہم میں سے بعض بیوقوفوں نے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ درخواست کی اور پہلے پارے میں ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا مرنے کے بعد تاکہ تم شکریہ ادا کرو یہ گرفت اس وجہ سے ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو حکم میں نے تمہیں دیئے ہیں یہ تمہاری طاقت کے مطابق ہیں ان پر عمل کرو اور اگر کوئی کمی ہوئی تو میں غفور رحیم ہوں بخش دوں گا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہو سکے اس پر عمل کرو نہیں ہو سکتا تو میں معاف کر دوں گا اس پر گرفت ہوئی۔ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش اور امتحان۔ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۖ تو گمراہ کرتا ہے اس آزمائش کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ تو ہی ہمارا کارساز ہے، آقا ہے، پس بخش دے ہمیں۔ ان نادانوں کی غلطی معاف کر دے اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ درگذر کرنے والا ہے۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۖ قَالَ

اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی بیشک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف۔ فرمایا اللہ تعالیٰ

عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا

نے پہنچاؤں گا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں گا اور میری رحمت وسیع ہے ہر چیز پر۔ پس بتاکید میں لکھوں گا اس رحمت کو ان

لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿156﴾ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ

لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان

الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ

لاتے ہیں وہ لوگ ہیں جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انہوں نے کسی سے پڑھا نہیں ہے جو جس کو پاتے ہیں

فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ

لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ حکم دیتے ہیں ان کو نیکی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور وہ حلال ہونا بیان کرتے ہیں

لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ

ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو اور حرمت بیان کرتے ہیں ان کے سامنے ناپاک چیزوں کی اور اتارتے ہیں ان سے ان کے

الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ

بوجھ اور طوق جو ان پر تھے پس وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور پیروی کی اس نور کی

الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿157﴾ ع ۱۹ ۹

جو اتارا گیا ان کے ساتھ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُكْتُبْ: تو لکھ دے، عَذَابِیْ: میرا عذاب، اُصِیْبُ (بِهٖ): میں ڈالتا ہوں (اُسے)، اَشَآءُ: میں چاہتا ہوں، رَحْمَتِیْ: میری رحمت، وَسِعَتْ: وسیع ہے، فَسَاَكْتُبُهَا: پس عنقریب میں لکھ دوں گا اس کو، اَلْاُمِّیَّ: جس نے کسی سے نہ پڑھا ہو، یَجِدُوْنَهٗ: وہ پاتے ہیں اس کو، مَكْتُوْبًا: لکھا ہوا، یَاْمُرُهُمْ: وہ حکم کرتا ہے ان کو، یُحِلُّ: وہ حلال کرتا ہے، الْخَبٰٓئِثَ: ناپاک چیزیں، یَضَعُ: وہ اُتارتا ہے، اِصْرَهُمْ: ان کے بوجھ، اَلْاَغْلٰلَ: قیدیں، بندشیں، عَزَّرُوْهُ: جنہوں نے اس کی حمایت کی، نَصَرُوْهُ: جنہوں نے اس کی مدد کی۔

ربط:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم یعنی بنی اسرائیل کا تذکرہ سابقہ آیات سے چل رہا ہے اب یہاں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت بیان فرما رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میری آیات پر

ایمان لاتے ہیں اور میرے احکامات کو بجالاتے ہیں وہ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیری نکات: بھلائی کے حق دار کون ہیں:

وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا کی زندگی میں بھلائی کہ ہم اچھے کام اور نیکیاں کرتے رہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی ہمارے لیے بھلائی لکھ دے۔ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔

قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ پہنچاؤں گا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا سرکشی اور بغاوت پر اترے گا اس کے احکام کی اطاعت نہیں کرے گا اس کو عذاب پہنچے گا۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔ دنیا میں نافرمانوں کو بھی اولاد، مال، دولت ملتی ہے، بادشاہی اور اقتدار ملتا ہے۔

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ پس بتاکید میں لکھوں گا اس رحمت کو یعنی فرشتوں کو حکم دوں گا لکھنے کا ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں ایک تو رحمت کا حصہ ان کو ملے گا اور جو دیتے ہیں زکوٰۃ۔ مالی عبادات میں زکوٰۃ کا بہت بلند مقام ہے اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازمی وضروری ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ وہ لوگ ہیں جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کا جو نبی ہیں کہ اس نے کسی سے پڑھا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں وہ تمام اپنے اپنے درجے کے مطابق لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے۔

اور اس بات سے سارے بخوبی واقف تھے اور لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو علم نازل فرمایا اس نے ساری دنیا کے علماء کو مات کر دیا تو آپ رسول امی ہیں۔ الَّذِیْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ جس کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات توراۃ میں بھی تھیں اور انجیل میں بھی تھیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات اور نشانیاں بھی تورات اور انجیل میں موجود ہیں۔ ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی ہے يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم دیتے ہیں ان کو نیکی کا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو حج کرو زکوٰۃ دو قربانی کرو، سچ بولو پورا تولو اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ اور منع کرتا ہے برائی سے۔ کہ شرک نہ کرو بدعت کے قریب نہ جاؤ تکبر سے بچو، کسی کو گالی نہ دو، کسی کا مال ناجائز نہ کھاؤ، کسی کا حق نہ دباؤ، کسی کیساتھ زیادتی نہ کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اور مرتبہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کی طرف سے حلال کردہ اشیاء کو بھی بیان فرماتے ہیں اور حرام اشیاء کو بھی بیان فرماتے ہیں۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور وہ حلال ہونا بیان کرتے ہیں ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کا اور حرمت بیان کرتے ہیں ان کے سامنے ناپاک چیزوں کی۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ اور وہ رسول کریم ہیں کہ اُن سے اُن کے تمام بوجھ، غلط عقیدوں کے، جاہلانہ رسم ورواج کے اور طوق جو ان پر تھے۔ رہا یہ سوال کہ وہ بوجھ اور طوق کیا تھے تو بہت ساری چیزیں ہیں مثلاً پہلی امتوں پر زکوٰۃ چوتھائی حصہ تھی چار سو میں سے ایک سو دینا پڑتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت میں چالیسواں حصہ ہے کہ چالیس سو ہوں تو پھر ایک سو ہے چالیس ہزار ہوں تو ایک ہزار ہے ان کے لیے مال غنیمت حلال نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے غنیمت کا مال بھی حلال فرمایا ان کے مردوں کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور ہماری شریعت میں ہر پاک جگہ پر نماز درست ہے ان کو تیمم کی اجازت نہیں تھی ہر حال میں وضو کرنا پڑتا تھا اگر کپڑے پر نجاست لگ جاتی تو دھونے سے پاک نہیں ہوتا تھا کاٹنا پڑتا تھا۔ یہ تمام بوجھ اور طوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے اس امت کے لیے ختم کر دیئے فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ پس وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے وَعَزَّرُوْهُ اور ان کی تعظیم کی وَنَصَرُوْهُ اور ان کی مدد کی وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا ان کے ساتھ۔ وہ نور یہ قرآن کریم ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ جن کی خوبیاں اوپر بیان ہوئی ہیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کہہ دیں اے انسانو بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف وہ اللہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

اور اس کے رسول پر جو نبی ہیں ان پڑھ۔ وہ نبی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے فیصلوں پر اور تم ان کی پیروی کرو تاکہ

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

تم ہدایت پا جاؤ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک گروہ تھا جو راہنمائی کرتا تھا حق کے مطابق اور اسی حق کے ساتھ انصاف

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ

کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا بارہ خاندانوں کے گروہ بنا کر اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف جس وقت پانی مانگا

قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

ان سے ان کی قوم نے کہ مارو اپنی لاٹھی پتھر پر پس پھوٹ پڑے اس پتھر سے بارہ چشمے۔ تحقیق جان لیا

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ

ہر شخص نے اپنی پانی پینے کی جگہ کو۔ اور ہم نے سایہ کیا ان پر بادلوں کا اور نازل کیا ہم نے ان پر من اور سلویٰ۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے۔ اور انہوں نے نہیں ظلم کیا ہم پر اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا

جب کہا گیا ان سے ٹھہرو اس بستی میں اور کھاؤ اس سے جہاں سے چاہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں اور داخل ہو جاؤ

الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے بخش دیں گے ہم تمہارے گناہ اور بتاکید ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

پس بدل دی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے بات سوا اس کے جو ان سے کہی گئی تھی۔ پس بھیجا ہم نے ان پر

ع ۲۰ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَهْدُوْنَ: وہ راہ بتاتے ہیں، قَطَّعْنٰهُمُ: ہم نے جدا جدا کر دیا ان کو، اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ: بارہ، اَسْبَاطًا: اولاد، خاندان، اُمَمًا: بڑی بڑی جماعتیں، اِسْتَسْقٰهُ: ان سے پانی مانگا، فَانْۢبَجَسَتْ: (تو) پھوٹ نکلے، اُسْكُنُوْا: تم ٹھہرو، خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ: تمہاری خطائیں۔

ربط:

پہلے فرمایا گیا کہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ تورات میں بھی پاتے ہیں انجیل میں بھی پاتے ہیں اب ان کی زبانی اعلان کروایا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اے دنیا کے تمام انسانوں میرا ذکر انجیل میں بھی تھا

تورات میں بھی تھا میں آچکا ہوں۔اور بعد ازاں بنی اسرائیل پر اپنے انعامات اور احسانات کا تذکرہ فرما کر ان کی نافرمانیوں کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تمام نوع انسانی کے لیے ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیں اے انسانوں بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔خطاب عام ہے یہ نہیں فرمایا کہ اے عربیو یا اے عجمیوں، اے کالے رنگ والو یا گورے رنگ والو! بلکہ فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانوں! اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے لیے ہیں۔یعنی جن وانس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وہ اللہ جس کے لیے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی۔ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق، پروردگار لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ پس تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ جو نبی ہیں ان پڑھ۔رسول کا معنی ہے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا اور نبی کا معنی ہے خبر دینے والا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی ہیں یعنی مخلوق میں سے آپ نے کسی سے نہیں پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ علوم عطا فرمائے کہ دنیا کے تمام علوم ان کے سامنے ہیچ ہیں۔الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے فیصلوں پر حکموں پر اور تم ان کی پیروی کرو جو عمل انہوں کیے ہیں ان پر چلو۔وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

یہود میں اہل حق گروہ کا تذکرہ:

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک گروہ تھا جو راہنمائی کرتا تھا حق کے مطابق۔لوگوں کو بتاتا تھا کہ حق یہ ہے اس پر قائم رہو۔اور اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے تھے۔لیکن تھے تھوڑے سے کیونکہ یہاں مِنْ تبعیضیہ ہے اور اہل حق ہمیشہ تھوڑے رہے ہیں۔اکثریت ہمیشہ باطل کی رہی ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا بارہ خاندانوں کے گروہ بنا کر۔

اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب علیہ السلام تھا۔یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے عبداللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی کوئی نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے ان بارہ بیٹوں کی آگے نسل چلائی۔

بنی اسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ کے انعامات:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ جس وقت پانی مانگا ان سے ان کی قوم نے اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ کہ مارو اپنی لاٹھی پتھر پر فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ پس پھوٹ پڑے اس پتھر سے بارہ چشمے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ جان لیا ہر گروہ نے اپنی پانی پینے کی جگہ کو۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ اور ہم نے ان پر سایہ کیا بادلوں کا۔ کیونکہ وہ کھلا میدان تھا اور کوئی درخت وغیرہ نہیں تھا۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ من کا معنیٰ کھیر اور سلویٰ کا معنیٰ بٹیر۔ اور نازل کیا ہم نے ان پر من اور سلویٰ۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے وَمَا ظَلَمُوْنَا اور انہوں نے نہیں ظلم کیا ہم پر ہمارا کیا بگاڑا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔

بنی اسرائیل کی حکم عدولیاں:

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اور جب کہا گیا ان سے اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ ٹھہرو اس بستی میں۔ بستی سے مراد بیت المقدس ہے۔ تو ان سے کہا گیا کہ بیت المقدس میں ٹھہرو وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا جس میں باغات، سبزیاں، فصلیں ہیں اور بہت کچھ ہے وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ مگر انہوں نے کہا حِنْطَةٌ ہمیں گندم چاہیے وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو جاؤ دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے۔ شہر کے چاروں طرف دیوار تھی جس کو فصیل البلد کہتے تھے اس میں دروازے تھے تو دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا کہ داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے۔ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ بخش دیں گے ہم تمہارے گناہ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور بتاکید ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔ یعنی بخشش کے علاوہ اور عنایتیں بھی ہوں گی۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ پس بدل دی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے۔ یعنی سب نے نہیں کہی مگر ان میں سے جو ظالم تھے انہوں نے بدل دی۔ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ بات سوا اس کے جو ان سے کہی گئی تھی۔ ان سے تو کہا گیا تھا کہ کہو حِطَّةٌ ہمارے گناہ معاف کر دے اور انہوں نے کہا حِنْطَةٌ فِيْ شَعِيْرَةٍ کہ ہمارے لیے سٹے کے اندر گندم ہونی چاہیے۔ اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے چوتڑ گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے جس طرح چھوٹے بچے گھسیاں کرتے ہیں اس طرح انہوں نے حکم عدولی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دونوں حکم تبدیل کر دیئے۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ پس بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کو مسلط فرمایا جس سے ایک دن میں صبح سے لے کر دوپہر تک ستر ہزار آدمی مر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ بلاوجہ کسی قوم کو سزا میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ۔ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ تو ان کو نافرمانی کی سزا ملی۔ اللہ تعالیٰ اپنی

نافرمانی سے بچائے اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کریں ان سے اس بستی کے متعلق جو سمندر کے کنارے پر تھی۔ جبکہ یہ لوگ تجاوز کرتے تھے ہفتے کے دن

اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ

جس وقت آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں جس دن ان کا ہفتہ ہوتا تھا بالکل ظاہر اور جس دن ان کا ہفتہ نہیں ہوتا تھا مچھلیاں

لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿163﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ

نہیں آتی تھیں ان کے پاس۔ ہم نے امتحان لیا ان کا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور جب کہا ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ

ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو تم قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سزا دینے والا ہے سخت سزا۔

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿164﴾ فَلَمَّا نَسُوْا

انہوں نے کہا عذر کرتے ہوئے تمہارے رب کے سامنے اور شاید کہ وہ بچ جائیں گناہ سے۔ پس جس وقت بھلا دی انہوں نے

مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ

وہ چیز جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو منع کرتے تھے برائی سے، اور پکڑا ہم نے ان لوگوں کو

ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿165﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ

جنہوں نے ظلم کیا سخت عذاب میں اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ پس جب انہوں نے سرکشی کی اس چیز سے جس

قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿166﴾

سے ان کو روکا گیا تھا ہم نے ان کو کہا ہو جاؤ تم بندر ذلیل۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَسْـَٔلْهُمْ: اور تو پوچھ ان سے، يَعْدُوْنَ: وہ حد سے بڑھنے لگے، حِيْتَانُهُمْ: ان کی مچھلیاں، سَبْتِهِمْ: ان کے ہفتہ (کے دن)، شُرَّعًا: پانی کے اوپر، لَا يَسْبِتُوْنَ: (ان کا) ہفتہ نہ ہوتا، نَبْلُوْهُمْ: ہم نے (انہیں) آزمایا، تَعِظُوْنَ: تم نصیحت کرتے ہو، مُهْلِكُهُمْ: ہلاک کرنے والا ان کو، مُعَذِّبُهُمْ: عذاب دینے والا ان کو، مَعْذِرَةً: عذر پیش کرنے کے لیے، اَنْجَيْنَا: ہم نے نجات دی، بَىِٕيْسٍ: بہت سخت۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل نے جو اللہ کے احکامات کی حکم عدولی کی اُس کا تذکرہ تھا اب ان آیات میں حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں کی گئی حکم عدولی کا تذکرہ ہے۔

اہم نکات: اصحاب سبت کون ہیں؟

تفسیر درمنثور، روح المعانی، مظہری، معالم التنزیل وغیرہ میں آپکو ملے گا کہ یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ہے کا اور یہ شہر ایلہ تھا یہ لوگ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے کھاتے بھی تھے اور دور دراز تک بھیجتے بھی تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پابندی لگی۔

جن لوگوں نے نہ خود شکار کیا اور نہ شکار کرنے والوں کو روکا ان کا کیا بنا؟

وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ گروہ تین تھے ایک مچھلیوں کا شکار کرنے والا اور ایک آخر تک روکنے والا ان دونوں کا ذکر تو آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی۔ اور جو مچھلیوں کا شکار کرتے تھے ان کو بندر اور خنزیر بنایا۔ تو تیسرا گروہ جنہوں نے کچھ دن منع کیا پھر چپ ہو گئے ان کا کیا بنا۔ بچے یا عذاب میں آئے تو کہا کہ بچ تو گئے کیونکہ مچھلیوں کا شکار بھی نہیں کیا اور انہوں نے منع بھی کیا لیکن چونکہ ان کا چپ رہنا اچھی بات نہ تھی اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بھی نہ کیا اور ان سے خاموشی کرنا کوئی مستحسن بات نہ تھی۔

تفسیری نکات: ہفتے والے دن مچھلی کا شکار کرنے والے:

وَسْـَٔلْهُمْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان یہود سے سوال کریں عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ ان سے اس بستی کے متعلق كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ جو سمندر کے کنارے پر تھی۔ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ جبکہ یہ لوگ تجاوز کرتے تھے ہفتے کے دن میں کہ ہفتے والے دن بھی شکار کرنے سے باز نہیں آتے تھے حالانکہ ان کے لیے حرام تھا اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ جس وقت آتی تھیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں يَوْمَ سَبْتِهِمْ جس دن ان کا ہفتہ ہوتا تھا شُرَّعًا بالکل ظاہر۔ پانی کے اوپر تیرتی ہوئی مچھلیاں نظر آتی تھیں اور ان کے منہ سے رال ٹپکتی تھی کہ سامنے پھر رہی ہیں وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ اور جس دن ان کا ہفتہ نہیں ہوتا تھا لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ مچھلیاں نہیں آتی تھیں ان کے پاس۔ کیونکہ ان دنوں میں وہ ان کو چھیڑتے تھے شکار کرتے تھے اور ہفتے والے دن چونکہ چھیڑتے نہیں تھے اس لیے وہ کھلے طور پر پانی کے اوپر پھرتی تھیں كَذٰلِكَ ۚ اسی طرح نَبْلُوْهُمْ ہم ان کا امتحان لیتے رہے بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ وہ تھا جو حیلے بہانے سے شکار کرتا تھا۔

اور دوسرا گروہ وہ تھا جنہوں نے ان کو شروع شروع میں منع کیا جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتے تو انہوں نے کہا کہ اپنی

مرضی کرو اور سمجھانا چھوڑ دیا شکار کرنے سے نہیں روکا یہ سمجھ کر کہ ہم نے فریضہ ادا کر دیا ہے اور خود بھی شکار نہیں کرتے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو آخر دم تک ان کو روکتا اور منع کرتا رہا کہ شکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ کیوں نصیحت کرتے ہو تم قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرنے والا ہے اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ یا ان کو سزا دینے والا ہے سخت سزا۔ یہ اس گروہ نے کہا جو ایک دفعہ تبلیغ کر کے خاموش ہو گیا تھا اور ان کو کہا جو آخر دن تک ان کو روکتے اور منع کرتے رہے کہ ہفتے والے دن شکار نہ کرو۔ تو ان لوگوں نے جو ایک دو مرتبہ کہنے والے تھے مستقل منع کرنے والوں کو کہا کہ چھوڑو کیوں ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہو ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرنا ہے یا سزا دے گا۔ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ انہوں نے۔ منع کرنے والوں نے کہا۔ عذر کرتے ہوئے تمہارے رب کے سامنے اور شاید کہ وہ بچ جائیں گناہ سے۔ کسی بھی وقت۔ اس لیے سمجھانا ہمارا فریضہ ہے وہ مانیں یا نہ مانیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ پس جس وقت بھلا دی انہوں نے وہ چیز جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو منع کرتے تھے برائی سے اور پکڑا ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا سخت عذاب میں اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـِٔيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اور پکڑا ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا سخت عذاب میں۔ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ منع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی اور نافرمانوں کو عذاب میں گرفتار کیا اور وہ جو تیسرا گروہ تھا کہ ایک دو دفعہ منع کرنے کے بعد خاموش ہو گیا تھا اس گروہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا۔ اور ان کا تذکرہ نہ کرنے کی وجہ ہم اوپر اہم نکات میں لکھ آئیں ہیں۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ پس جب انہوں نے سرکشی کی اس چیز سے جس سے ان کو روکا گیا تھا ہم نے ان کو کہا ہو جاؤ تم بندر ذلیل۔ یہاں بندروں کا ذکر ہے اور چھٹے پارے میں ہے۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر کی شکل میں مسخ کیا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ بوڑھوں کو خنزیر اور جوانوں کو بندر کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا تین دن وہ بندر اور خنزیر رہے اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا گیا ان بندروں اور خنزیروں کی آگے نسل نہیں چلی۔ آج جو دنیا میں بندر اور خنزیر ہیں یہ حیوانات کی نسل ہیں اور شروع سے چلی آ رہی ہے۔ تفسیروں میں ہے کہ جب ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تو ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور روتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کو بندر اور خنزیر بنایا گیا ہے۔

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ

اور جس وقت واضح طور پر اعلان کر دیا تیرے رب نے البتہ ضرور بھیجے گا ان یہودیوں پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو جو

سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِى

ان کو ضرور دیں گے بری سزا بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ہم نے ان کو جدا جدا

الۡاَرۡضِ اُمَمًا ۚ مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوۡنٰهُمۡ

کر دیا زمین میں گروہ در گروہ بنا کر بعض ان میں سے نیک ہیں اور بعض ان میں سے اس کے سوا بھی تھے اور ہم نے امتحان لیا

بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا

ان کا نیکیوں کے ساتھ اور برائیوں کے ساتھ تاکہ یہ لوگ واپس لوٹ آئیں۔ پس خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ جو وارث

الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ

ہوئے کتاب کے، لیتے رہے اس گھٹیا زندگی کا سامان اور کہتے ہیں بتاکید ہمیں بخش دیا جائے گا۔ اور اگر آئے ان کے پاس

عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ ؕ اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ

اس جیسا اور سامان تو اس کو لے لیتے ہیں، کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ عہد کتاب میں کہ وہ نہ کہیں گے اللہ تعالیٰ پر حق

اِلَّا الۡحَقَّ وَدَرَسُوۡا مَا فِيۡهِ ؕ وَالدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ

اور پڑھا انہوں نے جو کچھ اس میں لکھا ہوا تھا۔ اور آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيۡنَ يُمَسِّكُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

کیا پس تم سمجھتے نہیں ہو۔ اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

اِنَّا لَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِيۡنَ ﴿۱۷۰﴾

بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَاَذَّنَ: خبر کر دی، لَيَبۡعَثَنَّ: وہ ضرور بھیجتا رہے گا، يَسُوۡمُهُمۡ: ان کو تکلیف دیتا، اَلصّٰلِحُوۡنَ: نیک لوگ، بَلَوۡنٰهُمۡ: ہم نے آزمایا ان کو، اَلۡحَسَنٰتِ: خوبیاں، نیکیاں، خَلَفَ: پیچھے آیا، خَلۡفٌ: نالائق، وَرِثُوۡا: وہ وارث بنے، يَاۡخُذُوۡنَ: وہ لیتے ہیں، يُغۡفَرُ: معاف کر دیا جائے گا، (اِنۡ) يَّاۡتِهِمۡ: (اگر) آئے ان کے ہاں، يَاۡخُذُوۡهُ: وہ لے لیں اس کو، دَرَسُوۡا: انہوں نے پڑھا، يُمَسِّكُوۡنَ: (جو) پکڑے ہوئے ہیں، (لَا) نُضِيۡعُ: ہم ضائع (نہیں) کریں گے،

الْمُصْلِحِيْنَ: اصلاح کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے بنی اسرائیل کی حکم عدولیوں کا بیان ہو رہا ہے۔ اب ان آیات میں بھی انہی بداعمالیوں کے تذکرے کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: یہود پر تا قیامت ہونے والی سزاؤں کا تذکرہ:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اور جس وقت واضح طور پر اعلان کر دیا تیرے رب نے البتہ ضرور بھیجے گا ان یہودیوں پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو جو ان کو ضرور دیں گے بری سزا اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ اور ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا زمین میں گروہ در گروہ بنا کر۔ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ بعض ان میں سے نیک ہیں سارے بُرے نہیں ہیں بنی اسرائیل کے عروج و زوال کا عرصہ کئی صدیوں پر محیط ہے ان میں نیک اور اللہ والے بھی ہوئے ہیں وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ اور بعض ان میں سے اس کے سوا بھی تھے برے اور حد سے نکلنے والے وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ اور ہم نے امتحان لیا ان کا نیکیوں کے ساتھ۔ کہ ان کو مال دیا، اولاد دی، عزت دی، راحتیں پہنچائیں، حکومت دی وَالسَّيِّاٰتِ اور برائیوں کے ساتھ کہ پریشانیوں میں مبتلا کیا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ یہ لوگ گناہ چھوڑ کر واپس لوٹ آئیں۔ اللہ تعالیٰ پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ لوگ اُس کی طرف رجوع کریں۔

تورات کے احکامات سے روگردانی:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پس خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ۔ خلف لام کے زبر کے ساتھ ہو تو معنی ہوتا ہے صحیح جانشین اور اگر خلف لام کے سکون کے ساتھ ہو تو معنی ہوتا ہے نااہل۔ تو اس کے بعد نااہل لوگ آئے۔ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ جو وارث ہوئے کتاب کے۔ یعنی تورات کے یہ ان کی مرکزی کتاب تھی ہزارہا سال تک لوگ اس پر عمل کرتے آئے ہیں لیکن نااہل لوگوں نے کیا کام کیا۔ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى لیتے رہے اس گھٹیا زندگی کا سامان۔ غلط فتوی دیتے تھے اور جدھر سے رقم زیادہ مل جاتی اس کے حق میں فیصلہ اور فتویٰ دے دیتے۔

وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ اور یہ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں بتاکید ہمیں بخش دیا جائے گا۔ اس لیے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں۔ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ اور اگر آئے ان کے پاس اس جیسا اور سامان تو اس کو لے لیتے ہیں۔ ان کا پیٹ نہیں بھرتا لوگوں کا ناحق مال لیتے ہیں۔ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ عہد کتاب میں۔ تورات میں وعدہ نہیں لیا گیا تھا۔ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ کہ وہ نہ کہیں گے اللہ تعالیٰ پر مگر حق۔

یعنی وہ باتیں کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں مگر یہ تو غلط فتوے اور خلاف شرع فیصلے کرتے ہیں اور ذمہ اللہ تعالیٰ کے لگاتے ہیں اور اس کے بدلے جو رشوت لیتے تھے اس کو نذرانہ کہتے تھے۔

وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ اور پڑھا انہوں نے جو کچھ اس تورات میں لکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے تھے سب پڑھتے تھے دنیا کی طرف اتنا نہ جھکو۔ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ اور آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے۔ دنیا کے لیے غلط طریقے نہ اختیار کرو۔ اللہ کی کتاب کو نہ بدلو لیکن یہ سب چیزیں ان لوگوں کے لیے ہیں۔

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ان لوگوں کو لیے جو ڈرتے ہیں کیا پس تم سمجھتے نہیں ہو۔ کہ عارضی شے عارضی ہوتی ہے اور دائمی شے دائمی ہوتی ہے۔ حق حق ہے باطل باطل ہے۔

اصلاح یافتہ لوگوں کی نشانی:

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔ اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑتے ہیں کتاب کو۔ تمسک کا معنی ہے کسی شے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اسے پڑھتے بھی ہیں سمجھتے بھی ہیں ایسے لوگوں کی واضح علامت یہ ہے کہ۔ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔ اگر نماز کو قائم رکھتے ہیں تو سمجھ لو کہ واقعی یہ کتاب کو ماننے والے ہیں اور نا اہل لوگوں کی علامت دوسری جگہ بیان فرمائی کہ۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ. انہوں نے نماز ضائع کردی۔ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ بیشک ہم نہیں ضائع کرتے اصلاح کرنے والوں کا اجر۔ جو اپنی بھی اصلاح کرتے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کرتے ہیں ان کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ

اور جب ہم نے اکھاڑا پہاڑ کو ان کے اوپر گویا کہ وہ سائبان تھا اور انہوں نے یقین کرلیا کہ بیشک وہ پہاڑ ان پر گرنے والا ہے۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ١٧١ وَاِذْ اَخَذَ

پکڑو جو چیز ہم نے تمہیں دی ہے قوت کے ساتھ اور یاد کرو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔ اور جب لیا وعدہ آپ ﷺ

رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ

کے ربّ نے بنی آدم سے ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکال کر اور گواہ بنایا ان کو ان کی جانوں پر۔ کیا میں

بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تمہارا ربّ نہیں ہوں۔ کہا انہوں نے ہاں ضرور آپ ہمارے رب ہیں ہم گواہی دیتے ہیں۔ تاکہ نہ کہو تم قیامت والے دن

إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ أَوْ تَقُوْلُوْٓا إِنَّمَآ أَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

بیشک ہم اس سے غافل تھے۔ یا یہ نہ کہو پختہ بات ہے شرک کیا ہمارے باپ دادا نے اس سے پہلے اور ہم تو ان کی اولاد تھے

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ

ان کے بعد کیا، پس آپ ہمیں ہلاک کریں گے اس کارروائی کی وجہ سے جو باطل پرستوں نے کی ہے۔ اور اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تا کہ یہ لوگ گناہوں سے باز آجائیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَتَقْنَا: ہم نے اکھاڑا یا اٹھایا، ظُلَّةٌ: سائبان، ظَنُّوْٓا: انہوں نے گمان کیا، وَاقِعٌ: واقع ہونے والا، ذُرِّيَّتَهُمْ: ان کی اولاد، اَشْهَدَهُمْ: اس نے اقرار کرایا ان سے، اَشْرَكَ: شرک کیا، اَلْمُبْطِلُوْنَ: بدکار، باطل پرست۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے واقعات بیان کئے نوح علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام کی قوم تک کے حالات بتلائے آگے فرماتے ہیں کہ پیغمبروں نے جو توحید کا سبق پیش کیا تھا یہ اس وجہ سے تھا کہ دنیا کے تمام لوگوں نے وعدہ کیا تھا میثاق کے دن کہ ہم تجھے رب مانیں گے پیغمبر تو وعدہ یاد دلانے کیلئے آئے یعنی پیغمبروں نے جو سبق پیش کیا تھا "يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ" تو اس کو تو تمام بنی نوع انسان نے میثاق والے دن خود مانا تھا پیغمبر تو اس وعدے کی یاددہانی کے لئے آتے تھے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: احکامات تورات ماننے سے بنی اسرائیل کا انکار:

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ اور جب ہم نے اکھاڑا پہاڑ کو فَوْقَهُمْ ان کے اوپر اٹھا کر سر پر لٹکا دیا كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ گویا کہ وہ سائبان تھا۔ سائبان کی شکل میں ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ اور انہوں نے یقین کر لیا کہ بیشک پہاڑ ان پر گرنے والا ہے۔ ہم نے کہا۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پکڑو جو چیز ہم نے تمہیں دی ہے قوت کے ساتھ یعنی اللہ کی کتاب تورات کو اور یاد کرو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم بچ جاؤ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے۔ اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو کسی پر جبر نہیں کرتے اس کا قانون ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین میں جبر نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا جبر ہوگا کہ طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیا کہ تورات کو قبول کرو ورنہ تم پر گرا دیا جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جبر شریعت کو قبول کروانے کے لیے نہیں تھا شریعت تو پہلے وہ قبول کر چکے تھے اور انہوں نے خود مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لیے کوئی قانون اور دستور ہونا چاہیے تا کہ ہم اس کے مطابق زندگی

گذاریں۔ اب جب ان کی کتاب تورات آگئی تو اُسے ماننے سے انکار کر دیا تو یہ جبر نقض عہد کی وجہ سے تھا۔

بنی آدم سے اللہ تعالیٰ کا عہد لینا:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اور جب لیا وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ نے بنی آدم سے ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکال کر۔ عرفات کا میدان بڑا وسیع ہے لاکھوں کی تعداد میں لوگ وہاں سما جاتے ہیں عرفات کے ایک کنارے پر وادی معرۃ النعمان ہے اس وادی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ کی دائیں طرف دست پھیرا تو اصحاب الیمین چیونٹیوں کی طرح سامنے آگئے پھر بائیں طرف ہاتھ پھیرا تو اصحاب الشمال چیونٹیوں کی طرح سامنے آگئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا اے میرے پروردگار یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ تیری اولاد ہے۔

وہاں اللہ تعالیٰ نے سب کو ادراک وشعور عطا فرمایا اور دو چیزیں سامنے رکھیں۔ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ اور گواہ بنایا ان کو ان کی جانوں پر۔ پہلی چیز فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کہا انہوں نے ہاں ضرور آپ ہمارے رب ہیں۔ ازل میں عالم مثال اور عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے سب سے یہ وعدہ لیا۔

شَهِدْنَا ۚ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ وعدہ کر لیا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ وعدہ کیوں لیا۔

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ تاکہ یہ نہ کہو تم الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ کہ بیشک ہم اس سے غافل تھے ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ یا یہ نہ کہو پختہ بات ہے کہ شرک کیا ہمارے باپ دادا نے اس سے پہلے اور ہم تو ان کی اولاد تھے ان کے بعد ان کے نقش قدم پر چلتے رہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو اس لیے میں نے براہ راست تم سے اقرار لیا ہے اور تم نے مان لیا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں تاکہ تم کل حجت بازی نہ کر سکو۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے سب کو ادراک وشعور دے کر اقرار کرایا کہ میں تمہارا رب ہوں اور یہ نہ کہہ سکو۔ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ کیا پس آپ ہمیں ہلاک کریں گے اس کارروائی کی وجہ سے جو باطل پرستوں نے کی ہے۔ ہمارے آباء واجداد نے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ یہ لوگ گناہوں سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو خبر اس شخص کی جس کو ہم نے دی تھیں اپنی کچھ نشانیاں پس وہ نکل گیا ان نشانیوں سے

فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿175﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ

پس اس کا پیچھا کیا شیطان نے پس ہو گیا وہ گمراہوں میں سے۔ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ہم اس کو بلند کرتے ان نشانیوں کی وجہ

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ

سے اور لیکن وہ جھک گیا زمین کی طرف اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی۔ پس اس کی مثال جیسے مثال ہے کتے کی اگر

تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

تو اس پر حملہ کرے تو وہ ہانپتا ہے یا اگر اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپتا ہے۔ یہ مثال ہے قوم کی جس نے جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿176﴾ سَاۗءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کریں حالات تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔ بری ہے مثال اس قوم کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿177﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿178﴾

اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس وہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْسَلَخَ: وہ چھوڑ گیا، فَاَتْبَعَهُ: (پھر) اس کے پیچھے لگا، اَلْغٰوِيْنَ: گمراہ (جمع)، شِئْنَا: (اگر) ہم چاہتے، لَرَفَعْنٰهُ: ضرور ہم بلند کرتے اس کو، اَخْلَدَ: وہ سدا رہا، هَوٰىهُ: اس کی (اپنی) خواہش، اَلْكَلْبِ: کتا، تَتْرُكْهُ: تو چھوڑے اس کو، يَلْهَثْ: وہ ہانپتا ہے، فَاقْصُصِ: (پس) تو بیان کر، اَلْمُهْتَدِيْ: راستہ پانے والا۔

ربط:

سابقہ تمام آیات میں تذکرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم سے عہد لیا لیکن دنیا میں وعدہ شکن لوگ بھی ہوتے ہیں جن میں سے ایک شخص کا حال ان آیات میں بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: بلعم ابن باعورا کا قصہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام بلعم اور اس کے باپ کا نام باعورا تھا۔ اس کے ہاتھ پر بڑی

عجیب وغریب چیزیں صادر ہوتی تھیں لوگ اس کی طرف اپنی دکھ تکالیف کے سلسلے میں رجوع کرتے تھے بیماروں کو دم کرتا تو وہ تندرست ہوجاتے کسی کا کوئی جائز کام رُکا ہوا ہوتا تو یہ دعا کرتا تو وہ کام ہوجاتا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے ہوتا تھا لوگ دور دور سے اس کے پاس اپنے کام کے سلسلے میں آتے تھے۔ بلعم ابن باعورا بڑا نیک عابد زاہد اور عبادت گزار اللہ کا بندہ تھا جو بڑا مستجاب الدعا بھی تھا۔ فرعون اور اس کے ساتھی جب اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے میں ہر طرح عاجز ہوگئے تو باہم مشورہ ہوا کہ وفد کی صورت میں بلعم ابن باعورا کے پاس جاکر اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بددعا کرائی جائے۔ چنانچہ یہ وفد بلعم بن باعورا کے پاس پہنچا اور اس کو سارے حالات سنائے۔ بلعم ابن باعورا نے اوّل تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں بددعا سے انکار کیا لیکن جب فرعون اور اس کے ساتھیوں نے سونے چاندی ہیرے جواہرات کے ڈھیر اس کے سامنے لگائے تو وہ لالچ میں آگیا۔ اور جیسے ہی ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بددعا کے الفاظ منہ سے نکالنا چاہے تو اس کی زبان ناف تک لٹک گئی اور دماغ بھی الٹ گیا اور انتہائی گھٹیا قسم کی حرکتیں کرنے لگ گیا مثلاً لوگوں کے سامنے گدھیوں سے جفتی کرتا رہتا اور اسی طرح کی مختلف خرافات کرتا رہتا۔ ان آیات میں بلعم ابن باعورا کا ہی بیان ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو خبر اس شخص کی جس کو ہم نے دی تھیں اپنی کچھ نشانیاں۔ کچھ کرشمے اور عجیب وغریب قسم کی چیزیں جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی تھیں۔ **فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ** پس وہ نکل گیا ان نشانیوں سے پس اس کا پیچھا کیا شیطان نے پس ہوگیا وہ گمراہوں میں سے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو بلند کرتے ان نشانیوں کی وجہ سے۔ کہ ان کرشموں پر قائم رہتا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے خلاف لب کشائی نہ کرتا اپنی عبادات میں لگا رہتا تو اس کی وجہ سے ہم اس کو اور بلند مقام پر پہنچا دیتے لیکن وہ زمین کی چیزوں پر عاشق ہوگیا سونا چاندی جواہرات دیکھ کر ان پر گر پڑا اور گمراہ ہوگیا۔

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ اور لیکن وہ بلعم باعورا جھک گیا زمین کی طرف۔ سونا چاندی جواہرات دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آگیا۔ **وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ** اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی پس اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مثال ہے کتے کی اگر تو اس پر حملے کرے تو وہ ہانپتا ہے زبان باہر نکالے گا یا اگر تو اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپتا ہے پھر زبان نکالے گا ہلکا کتا ہر وقت زبان نکالے پھرتا رہتا ہے اسی طرح بلعم باعورا بھی پھرتا رہتا تھا۔ **ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ** یہ مثال ہے اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے خلاف بکتے رہتے

ہیں ان کی زبان کتے کی ہے پس آپ ﷺ بیان کریں حالات ایسے لوگوں کے تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں۔ جو آنے والی نسلیں ہیں اور اس سے سبق حاصل کریں۔ سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ بری ہے مثال اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ وہ مثال یہ ہے کہ ان کی زبانیں کتے کی طرح نکلی ہوئی ہیں اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے پس وہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیے جہنم کے لیے بہت سے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے، ان کے دل ہیں سمجھتے نہیں ہیں

بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ

ان دلوں کے ساتھ اور ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے نہیں ہیں ان آنکھوں کے ساتھ اور ان کے کان ہیں نہیں سنتے ان کانوں کیساتھ۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

یہ لوگ ہیں جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہی لوگ ہیں غافل۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں اچھے نام

فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ

پس پکارو تم اس کو ان کے ناموں کے ساتھ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو کج روی اختیار کرتے ہیں اس کے ناموں میں،

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ

عنقریب ان کو بدلہ دیا جائے گا اس کارروائی کا جو وہ کرتے رہے۔ اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع ۲۲ / ۱۲

ایک گروہ ہے جو راہنمائی کرتے ہیں حق کے ساتھ اور وہ اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ذَرَاْنَا: ہم نے پیدا کیا، يُلْحِدُوْنَ: الحاد کرتے ہیں، اَسْمَآئِهٖ: اس کے نام، خَلَقْنَآ: ہم نے پیدا کیا۔

ربط:

اس سے پہلے بنی آدم کی پیدائش سے پہلے ان کو اکٹھا کر کے عہد لینے کا ذکر تھا اب قیامت کے دن جنوں اور انسانوں کو اکٹھا کرنے کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کے احکامات پر عمل نہ کرنے والا جانوروں سے بدتر ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا جہنم کے لیے كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ بہت سے جنوں میں سے وَالْاِنْسِ اور انسانوں میں سے۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ان کے دل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سمجھنے کے لیے دیئے ہیں سمجھتے نہیں ہیں ان دلوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دل عطا فرمایا ہے۔ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اور ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے نہیں ان آنکھوں کے ساتھ۔ اگر آدمی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں، زمین، آسمان، پہاڑ، دریا وغیرہ نہ دیکھے، حق باطل کو نہ دیکھے تو آنکھوں کا کیا فائدہ۔ سب کچھ سامنے ہوتے ہوئے آنکھیں بند کرلے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اور ان کے کان ہیں نہیں سنتے ان کانوں کیساتھ۔ حق کی بات اگر کانوں سے نہ سنی اور اس کے علاوہ ناحق باتیں اگر سنی تو کیا سنا؟

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ یہ لوگ ہیں جانوروں کی طرح اَنْعَامِ جمع ہے نَعَمٌ کی اور نَعَمٌ کے معنی ہیں مویشی حیوان بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یہی لوگ ہیں غافل۔ اللہ تعالیٰ کی توحید سے، اللہ تعالیٰ کے حکموں سے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے۔

اسماء الحسنیٰ کی برکات:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں نام اچھے پس پکارو تم اس کو ان ناموں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں جو قرآن کریم اور دیگر کتابوں کے شروع میں لکھے ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار کے قریب نام ہیں جو آسمانی کتابوں، صحیفوں اور وحی الٰہی میں نازل ہوئے ہیں ان میں سے لفظ الہ، یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور باقی صفاتی نام ہیں ان میں سے کسی بھی نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو وہ سنتا ہے اور فریاد کو پہنچتا ہے۔

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو کج روی اختیار کرتے ہیں اس کے ناموں میں۔ کہ اس کے نام کسی اور کے لیے استعمال کرتے ہیں، رب کے ناموں میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں مثلاً عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تو جو لوگ کسی اور کو عالم الغیب کہتے ہیں اس نے اللہ کے نام میں کجروی اختیار کی ہے۔

حق پر چلنے والے گروہ کا تذکرہ:

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ عنقریب ان کو بدلا دیا جائے گا اس کارروائی کا جو وہ کرتے ہیں۔ نافرمانیوں کا بدلہ ضرور ملے گا اور اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اکثریت دوزخ میں جائے گی لیکن اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حق

والے بھی ہیں۔ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ اُمَّةٌ ایک گروہ ہے۔ جو راہنمائی کرتا ہے حق کے ساتھ لوگوں کی کہ حق بتاتا ہے۔ سارے حق نہیں بتاتے صرف ایک گروہ ہے کیونکہ دوسری طرف کثیر کا لفظ آیا ہے۔ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ. اکثریت تو دوزخیوں کی ہے۔ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ. اور وہ اسی حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ یعنی وہ گروہ خود بھی اسی حق پر عدل و انصاف کے ساتھ چلتا اور عمل کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اُسی عدل و انصاف والی راہ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بتاکید ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں ان کو علم نہیں ہوگا۔

وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ

اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا کہ نہیں ہے ان کے ساتھی کو کوئی

جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

جنون، نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والے کھول کر۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو کچھ بھی

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ

اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے چیزوں کو، اور یہ کہ شاید ہو، قریب آچکی ہو ان کی میعاد، پس کس بات پر اس قرآن کے بعد یہ لوگ

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَیَذَرُهُمْ فِیْ

ایمان لائیں گے۔ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ اور وہ اللہ ان کو چھوڑتا ہے

طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

ان کی سرکشی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ: ہم آہستہ آہستہ ان کو پکڑیں گے، اُمْلِیْ: میں ڈھیل دوں گا، كَیْدِیْ: میرا داؤ، مَتِیْنٌ: بہت مضبوط، لَمْ یَتَفَكَّرُوْا: انہوں نے غور نہیں کیا، صَاحِبِهِمْ: ان کا رفیق، جِنَّةٍ: جنوں کا اثر، (لَمْ) یَنْظُرُوْا: انہوں نے نہیں دیکھا، اِقْتَرَبَ: قریب آ گیا، هَادِیَ: راہ دکھانے والا، یَذَرُهُمْ: وہ ان کو چھوڑتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفر اختیار کرنے والے جنوں اور انسانوں کا تذکرہ ہوا۔ ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے

والوں اور آیات کا انکار کرنے والوں کو انجام بد سے ڈرایا گیا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن کی آیات کو جھٹلانے والوں کا انجام:

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ بتاکید ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ایسی جگہ سے جہاں ان کو علم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا عام قانون ہے کہ ایک دم گرفت نہیں فرماتا بلکہ ابتداء میں مہلت اور ڈھیل دیتا ہے۔ پھر جب مہلت ختم ہو جاتی ہے تو گرفت آجاتی ہے اور گرفت ایسی ہوتی ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آتی ہے۔

وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بہتر تدبیر کس کی ہوسکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے متعلق اللہ کا فرمان:

اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٜ کیا انہوں نے غور وفکر نہیں کیا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ کہ نہیں ہے ان کے ساتھی کو (نعوذ باللہ) کوئی جنون۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انہوں نے غور وفکر نہیں کیا کہ ان کے جو ساتھی حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اُن کو کوئی جنون نہیں ہے۔ ان جیسا سمجھ دار دنیا میں نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ نہیں وہ مگر ڈرانے والے کھول کر۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہیں کہ قبر کے عذاب سے بچ جاؤ دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ وہ تو نذیر ہیں ڈرانے والے ہیں وہ کاہن نہیں ہیں، نہ شاعر ہیں، نہ مجنون ہیں۔ تم نے غلط پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی قدرتیں نہیں دیکھتے۔

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں۔ آسمانوں کے عجائبات نہیں دیکھے کتنے بلند ہیں اور بغیر ستون کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قائم ہیں اور زمین نہیں دیکھی کتنی وسیع وعریض ہے؟ اس میں پہاڑ ہیں، دریا ہیں، میدان ہیں اور بیشمار مخلوق ہے اور ان کے علاوہ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے چیزوں کو کسی کا کوئی قد ہے کسی کا کوئی ہے کسی کی کوئی شکل ہے کسی کا کوئی رنگ ہے۔ بیشمار مخلوقات کی ہیئتیں اس کی قدرت پر دلیل ہیں۔ وَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ اٰیَةٌ وَاحِدٌ۔ ہر چیز میں اللہ کی وحدانیت کی دلیل موجود ہے۔ کوئی ماننے والا ہو تو یقیناً سمجھ آسکتا ہے۔ آگے قیامت کے متعلق فرمایا۔ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ اور یہ کہ شاید قریب آچکی ہو ان کی میعاد۔

اللہ کے احکامات سے روگردانی کرنے والا گمراہ ہے:

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پس کس بات پر اس قرآن کے بعد یہ لوگ ایمان لائیں گے۔ قرآن کریم سے زیادہ وزنی قطعی اور یقینی اور کونسی بات ہے کہ اس کو یہ مانیں گے۔ فرمایا مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ اور وہ گمراہ کن کو کرتا ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ جبراً کسی کو گمراہ نہیں کرتا اور یہ جو گمراہ ہیں۔ اللہ ان کو چھوڑتا ہے، ان کو ان کی سرکشی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا

لوگ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں وہ کب قائم ہوگی آپ ﷺ کہہ دیں پختہ بات ہے کہ

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ

قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ نہیں ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت پر مگر اللہ تعالیٰ ہی۔ وہ قیامت بھاری ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ

آسمانوں میں اور زمین میں، نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک۔ وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں

كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

گویا کہ آپ ﷺ اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں آپ ﷺ کہہ دیں پختہ بات ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ

اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آپ ﷺ کہہ دیں میں نہیں ہوں مالک اپنے نفس کے لیے نفع کا اور نہ نقصان کا مگر جو چاہے

اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا

اللہ تعالیٰ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں زیادہ حاصل کر لیتا بھلائی۔ اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف۔ نہیں ہوں میں

اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳

مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا اس قوم کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَيَّانَ: کب ہے، مُرْسٰىهَا: اس کا قائم ہونا، عِلْمُهَا: اس کا علم، لَا يُجَلِّيْهَا: نہیں واضح کرے گا اس کو، لِوَقْتِهَآ:

اس کے وقت پر، لَا تَاْتِیْكُمْ: نہیں آئے گی تم پر، حَفِیٌّ: تحقیق کرنے والا، اسْتَكْثَرْتُ: البتہ میں بہت حاصل کر لیتا، (مَا) مَسَّنِیَ: (نہیں) پہنچی مجھے۔

ربط:

اوپر قیامت کا اجمالی ذکر تھا آگے ذکر ہے کہ کفار و مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بتائیں قیامت کب قائم ہوگی، ان آیات میں کافروں اور مشرکین کے اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

اہم نکات: مولوی محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت سے غلط استدلال:

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ مولوی محمد عمر صاحب نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت میں یہ لکھا کہ حنفی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں اور میں کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا میں اس آیت سے ثابت کرتا ہوں اس کی تقریر یوں ہے کہ اگر میں غیب کا علم جانتا ہوتا تو میں خیر کثرت سے حاصل کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خیر کس نے حاصل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نیکیاں کس کی ہیں تو معلوم ہوا کہ غیب جانتے ہیں۔

میں نے اپنی کتاب ''ازالۃ الریب'' میں بحث مکمل کر دی میں نے کہا مولوی صاحب! ہوش میں رہیے یہاں خیر کا تقابل بدی اور شر سے نہیں ہے یہاں تقابل سوء سے ہے معنی یہ کہ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے تکلیف سے بچنے کا انتظام پہلے کر لیتا اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو احد کے مقام پر عتبہ بن ابی وقاص مجھے پتھر کیوں مارتا میرا دانت کیوں شہید ہوتا مجھے معلوم ہوتا کہ عبداللہ ابن ابی مجھ پر تلوار چلاتا ہے تو میں پہلے نہ دفاع کر لیتا۔

تفسیری نکات: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا ؕ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ وہ کب قائم ہوگی قُلْ اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں اِنَّمَا پختہ اور یقینی بات ہے عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ۚ نہیں ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت پر مگر اللہ تعالیٰ ہی۔ اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس نے اس کو کب قائم کرنا ہے۔ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وہ قیامت بھاری ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ آسمانوں میں بیشمار مخلوق ہے فرشتے وغیرہ، وہ سب قیامت سے گھبرائے ہوئے ہوں گے۔

لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک۔ کتنی اچانک آئے گی؟ حدیث شریف میں آتا ہے ایک شخص اپنے جانور کا دودھ دوہ کر لائے گا پیالے میں ڈال کر اس سے ایک گھونٹ منہ میں ڈالے گا حلق سے نیچے نہیں اتار سکے گا نہ منہ سے باہر نکال سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی وہ ڈھیر ہو جائے گا کھانے کا لقمہ منہ میں ڈالے گا نگل نہیں سکے گا کہ

وہیں ختم ہوجائے گا کوئی آدمی گھر میں داخل ہونے کے لیے دروازے کے اندر قدم رکھے گا ایک قدم اندر اور ایک باہر ہوگا کہ وہیں ڈھیر ہوجائے گا دوکاندار گاہک کے لیے تھان کھول کے رکھے گا خریداران کے رنگ دیکھتے ہوں گے، ڈیزائن دیکھتے ہوں گے، بھاؤ طے کرتے ہوں گے وہ تھان کھلے رہ جائیں گے گاہک بھی مالک بھی ڈھیر ہوجائیں گے۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں۔ حَفِيٌّ کا لغوی معنی ہیں کھوج، کسی چیز کا کھوج لگانے والا کھوج لگا کر کسی چیز کی تہہ تک پہنچنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوج لگا کر قیامت کو جان لیا اور حَفِيٌّ کا معنی عالم بھی ہے تو پھر مفہوم اس طرح بنے گا یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا علم رکھتے ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں پختہ بات ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے حقیقت کو۔ خواہ مخواہ غلط عقیدے قائم کیے ہوئے ہیں۔

ہر قسم کا فائدہ اور نقصان پہنچانا اللہ کے اختیار میں ہے:

قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا میں نہیں ہوں مالک اپنے نفس کے لیے نفع کا اور نقصان کا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر وہی چیز جس کو اللہ تعالیٰ چاہے۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا۔ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚۛ تو میں زیادہ حاصل کر لیتا بھلائی وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚۛ اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا۔ نافرمانی کرو گے تو دنیا کا عذاب بھی آئے گا اور آخرت کا عذاب بھی آئے گا اور جو فرمانبردار ہیں ان کو بشارت دیتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں کامیاب کرے گا۔ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہے اور جو ضدی اور متکبر ہیں ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

هُوَالَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو ایک نفس سے اور بنایا اس نفس سے اس کا جوڑا تاکہ وہ سکون حاصل کرے

اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ

اس سے، پس جب مرد نے ڈھانپا اس عورت کو تو حمل ٹھہرا اس عورت کو ہلکا سا۔ پس وہ عورت اس کو لے کر چلتی پھرتی ہے

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ

پس جب وہ بوجھل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کو پکارا دونوں نے جو ہے پروردگار ان کا، البتہ اگر تو نے دیا ہمیں اچھا بھلا بچہ البتہ ہم ضرور

الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ

ہوں شکر گزاروں میں سے۔ پس جب دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بھلا، بنائے ان دونوں نے رب کے شریک اس میں اللہ نے

اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ

ان کو دیا تھا۔ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ شریک بناتے ہیں۔ کیا شریک ٹھہراتے ہیں اس مخلوق کو

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

جو نہیں پیدا کر سکتی کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کے لیے مدد کی اور نہ وہ اپنی جانوں کی

يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٢﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف تو نہیں پیروی کریں گے تمہاری، برابر ہے تم پر

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿١٩٣﴾

یا تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَسْكُنَ: تاکہ وہ آرام پائے، تَغَشّٰهَا: اس نے اسے ڈھانک لیا، حَمْلًا: حمل، خَفِيْفًا: ہلکا، فَمَرَّتْ (بِهٖ): تو وہ چلتی پھرتی رہی، اَثْقَلَتْ: وہ بوجھل ہوگئی، اٰتَيْتَنَا: تو نے دیا ہم کو، جَعَلَا: وہ دونوں بنانے لگے، اٰتٰىهُمَا: (جو) اس نے ان دونوں کو دیا، يُشْرِكُوْنَ: (جو) وہ شریک بناتے ہیں، يُخْلَقُوْنَ: وہ پیدا کیے ہوئے ہیں، نَصْرًا: مدد کرنا، يَنْصُرُوْنَ: وہ مدد کریں گے، تَدْعُوْهُمْ: (اگر) تم پکارو ان کو، (لا) يَتَّبِعُوْكُمْ: وہ پیروی کریں گے تمہاری، دَعَوْتُمُوْهُمْ: تم پکارو ان کو، صَامِتُوْنَ: خاموش۔

ربط:

اُوپر ذکر تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان کروایا گیا کہ میں اپنی جان کیلئے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں آگے اللہ تعالیٰ توحید کا مسئلہ بتاتے ہیں کہ پیدا کرنے والا بھی وہی، حاجتیں پوری کرنے والا بھی وہی غیروں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے سارا رکوع کوٹ کوٹ کر توحید کے اثبات اور کفر وشرک کے رد سے بھرا ہوا ہے۔

اہم نکات: دو تفاسیر جو مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کی ہیں:

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ اب یہاں دو تفسیریں ہیں:

(اوّل) ایک تفسیر آپ کو جلالین میں ملے گی ترمذی وغیرہ کی روایت کے حوالے سے کہ آدم اور حواء علیہما السلام کا بچہ نہیں ہوتا تھا، پیدا ہوتا تھا مرتا تھا پیدا ہوتا تھا مرتا تھا ابلیس لعین آیا اس نے حضرت حواء علیہا السلام کو پھسلایا کہا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس نام رکھ لینا عبدالحارث کیونکہ حارث ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام تھا چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اس بچے کا عبدالحارث رکھا اور وہ دیا اللہ تعالیٰ نے اور شرک کیا یہ شرک بالتّسمیہ ہے اس حدیث کو تسلیم کر کے اس کی پھر تاویلیں کرتے ہیں کہتے ہیں بات اصل میں یہ ہے کہ ذھن ذھن کا فرق ہوتا ہے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر مومن کہے انبت الربیع البقل تو اور معنی ہے دہریہ کہے تو اس کا اور معنی ہے یہ صاف ذہن کے تھے آدم علیہ السلام کاشت بھی کرتے تھے حارث بھی تھے۔ اور عبد کے معنی غلام کے بھی آتے ہیں تو انہوں نے یہ تعبیر کی کہ عبدالحارث کا معنی اپنے باپ کا خادم ہوگا لیکن لفظاً شرک بالتسمیّہ تھا اس کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی یہ روایت ترمذی، مسند احمد، مستدرک اور جلالین میں نقل کی ہے۔

(دوم) دوسری تفسیر ابن جریر طبری، روح المعانی وغیرہ تمام تفسیروں میں ہے اور اسی تفسیر کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے فارسی ترجمہ فتح الرحمن میں لیا ہے کہتے ہیں کہ پہلے هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے حضرت آدم وحواء علیہما السلام کا ذکر ہے اب یہ انکی نوع میں جوڑے کا ذکر ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے بیوی حاملہ ہوتی ہے دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ نیک صالح بچہ دے جب بچہ دیا تو پھر اس کے شریک بنائے نام رکھا اس کا پیراں دتا، عبدالرسول، عبدالنبی۔

تو پہلے ذکر تھا حضرت آدم وحواء علیہما السلام کا اور آگے ان کی نسل کا ذکر ہے۔

(تفسیری نکات) تخلیق انسانی کا ذکر:

هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو ایک نفس سے۔ خالق بھی وہی ہے، ساری کائنات میں تصرف کرنے والا بھی وہی ہے، عالم الغیب والشہادۃ بھی وہی ہے، نفع دینے والا بھی وہی ہے۔ اور ضرر دینے والا بھی وہی ہے اسی نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا ہے۔ اس نفس سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔

وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ اور بنایا اس نفس سے اس کا جوڑا۔ تاکہ وہ سکون حاصل کرے اس سے۔ میاں بیوی کا مزاج مل جائے تو گھر سکون اور جنت ہوتا ہے اور اگر خدانخواستہ مزاج نہ ملے تو وہ گھر دوزخ ہوتا ہے۔

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا پس جب مرد نے ڈھانپا اس عورت کو کہ اس کے ساتھ ہمبستری کی تو حمل ٹھہرا اس عورت کو ہلکا سا۔ حدیث پاک میں آتا ہے چالیس دن تک رحم میں نطفہ ہی رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد خون کا لوتھڑا بنتا ہے پھر چالیس دن کے بعد گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس میں ہڈیاں، سر، بازو، ٹانگیں بناتا ہے چار مہینے سے کچھ دن جب زائد ہو جاتے ہیں تو اس میں روح ڈالی جاتی ہے وہ ماں کے پیٹ میں نقل وحرکت کرتا ہے۔

تو ابتداء میں ہلکا سا حمل قرار پاتا ہے۔ فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ پس وہ عورت اس کو لے کر چلتی پھرتی ہے فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ پس

جب وہ بوجھل ہوگئی کہ جب بچہ بڑا ہوجاتا ہے تو پیٹ میں ثقل اور بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا دونوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جو رب ہے ان کا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا البتہ اگر تو نے دیا ہمیں اچھا بھلا بچہ لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ البتہ ہم ضرور ہوں گے شکر گذاروں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا پس جب دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بھلا بچہ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ بنائے ان دونوں نے اللہ کے شریک فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ اس میں جو اللہ نے ان کو دیا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔ ان آیات کی دو تشریحات مفسرین حضرات نے کی ہیں وہ ہم اوپر اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ کیا شریک ٹھہراتے ہیں اس مخلوق کو جو نہیں پیدا کر سکتی کسی چیز کو۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کسی چیز کا خالق نہیں ہے خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور باقی سب پیدا کیے گئے ہیں۔ فرشتے مخلوق، انبیاء کرام مخلوق، انسان مخلوق، جنات مخلوق، اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے تمام کے تمام مخلوق ہیں۔ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کے لیے مدد کی۔ ان کی مدد تو کیا کریں گے۔ وہ تو خود اپنی جانوں کی مدد نہیں کر سکتے ہیں۔

اللہ کے سوا کوئی بھی فریاد سننے والا نہیں ہے:

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ تو نہیں پیروی کریں گے تمہاری سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ برابر ہے تم پر اَدَعَوْتُمُوْهُمْ یا تم ان کو پکارو اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ یا تم خاموش رہو۔ جن کے نام پر تم نے بت بنائے ہوئے ہیں وہ تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے ان کے اختیار میں ہی کچھ نہیں ہے وہ کیا کر سکتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

بیشک وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے بندے ہیں تمہارے جیسے۔ پس تم پکارو ان کو پس چاہیے کہ وہ

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ

تمہاری دعائیں قبول کریں اگر ہو تم سچے۔ کیا ان کے لیے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہیں کیا ان کے لیے ہاتھ ہیں

يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ

جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں پکارو اپنے شریکوں کو پھر تم میرے خلاف تدبیر کرو پس تم مہلت نہ دو مجھے۔ بیشک میرا کارساز اللہ ہے

الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

جس نے اتاری ہے کتاب اور وہی دوستی کرتا ہے نیک لوگوں کے ساتھ۔ اور وہ جن کو پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى

نہیں طاقت رکھتے تمہاری مدد کرنے کی اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم بلاؤ ان کو ہدایت کی طرف

لَا یَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ

تو وہ نہ سنیں اور تو دیکھے گا ان کو کہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور وہ حقیقتاً نہیں دیکھ رہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیں معافی والا معاملہ

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ

اور حکم کریں نیکی کا اور اعراض کریں جاہلوں سے اور اگر ابھارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کی طرف سے چھیڑ چھاڑ

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۰۰﴾

، پس اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُدْعُوْهُمْ: تم پکارو ان کو، اَرْجُلٌ: پاؤں، یَمْشُوْنَ: وہ چلتے ہیں، اَیْدٍ: ہاتھ، یَبْطِشُوْنَ: وہ پکڑتے ہیں، شُرَكَآءَكُمْ: تمہارے شریک، كِیْدُوْنِ: تم تدبیر کرو میرے بارے میں، (فَلَا) تُنْظِرُوْنَ: پس تم ڈھیل (نہ) دو مجھے، وَلِیِّ: میرا مددگار، نَصْرَكُمْ: تمہاری مدد، لَا یَسْمَعُوْا: وہ نہیں سنیں گے، تَرٰىهُمْ: تو دیکھتا ہے ان کو، بِالْعُرْفِ: نیکی کا، یَنْزَغَنَّكَ: (اگر) اُبھارے تجھ کو، نَزْغٌ: وسوسہ، اِسْتَعِذْ: تو پناہ مانگ۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی توحید کا بیان تھا ان آیات میں بھی غیر اللہ کی مذمت و تردید اور توحید کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کے سوا کوئی حاجت رواء مشکل کشا نہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ مشرکوں میں سے جب کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو غیر اللہ سے مدد مانگتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن کو تم پکارتے ہو۔ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ بندے ہیں تمہارے جیسے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں یہ الگ بات ہے کہ انبیاء کرام کا مرتبہ تمام مخلوق میں بلند ہے۔ پھر صدیق ہیں پھر شہید ہیں پھر امام اور ولی ہیں ان کے مراتب اپنے اپنے مقام پر مگر یہ حضرات معبود تو نہیں۔ ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے تو اللہ تعالیٰ کی صفتیں ان میں نہیں آسکتیں۔

فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ پس تم پکاروان کو پس چاہیے کہ وہ تمہاری دعائیں قبول کریں اور تمہارے کام بنائیں اگر ہو تم سچے۔ ان کو تم ساری عمر پکارتے رہو کچھ بھی نہیں ہوگا اس لیے کہ نافع اور ضار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ کیا ان کے لیے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہیں اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ کیا ان کے لیے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہیں اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہیں۔

مشرکین کو اللہ تعالیٰ کا چیلنج:

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ کہہ دیں پکارو اپنے شریکوں کو جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے ان سب کو پکارو اکٹھا کرو پھر تم میرے خلاف تدبیر کرو جو کر سکتے ہو پھر تم مہلت نہ دو مجھے۔ تم اپنے معبودوں کو اکٹھا کر لو اور پھر جو تدبیر میرے خلاف کرنا چاہتے ہو کر لو اور مجھے ایک لحہ کی مہلت بھی نہ دو مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے۔

اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ بیشک میرا کارساز اور آقا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی میرا سرپرست محافظ اور نگران ہے جس نے اتاری ہے کتاب۔ جس میں توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے اور شرک کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دی ہیں اور وہی دوستی کرتا ہے۔ نیک لوگوں کے ساتھ ہے اور وہی نیکوں کا سرپرست ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ اور وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مدد مانگنے کے لیے وہ نہیں طاقت رکھتے تمہاری مدد کرنے کی اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ اور اگر تم ان کو بلاؤ ہدایت کی طرف تو وہ نہ سنیں۔ ظاہر بات ہے کہ اگر بت ہیں تو انہوں نے کیا سننا ہے؟ اور اگر وہ بت کسی انسان کی شکل پر بنائے گئے ہیں اگر ان کو پکارو تو ان کو بھی کیا پتہ کہ ہمیں کس نے کہاں سے پکارا ہے کیونکہ ہر ایک کی ہر جگہ سے سننا تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور آپ ﷺ دیکھیں گے ان کو کہ وہ آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور وہ حقیقۃً نہیں دیکھ رہے۔ یعنی وہ جو بت ہیں سامنے ان کی آنکھیں ہیں لیکن اندر کچھ بھی نہیں ہے۔

دین کا کام کرنے والوں کے لیے ہدایات:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خُذِ الْعَفْوَ اور لے لیں آپ ﷺ معافی والا معاملہ کہ ان کو معاف کر دیں۔ مخالفین

آنحضرت ﷺ کو منہ پر کہتے تھے کہ آپ ﷺ ساحر، کذاب، جادوگر، شاعر، مجنوں، مفتری ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ اور معافی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ اپنا مشن چھوڑ دیں مشن تو جاری رکھنا ہے۔ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ اور حکم کریں نیکی کا توحید بیان کرتے رہیں۔ اور اعراض کریں جاہلوں سے وہ جو جہالت کی باتیں کرتے ہیں ان کا مقابلہ نہ کریں اعراض کریں یہ دراصل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا ہے۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ اور اگر ابھارے آپ ﷺ کو شیطان کی طرف سے چھیڑ چھاڑ۔

فرمایا آپ ﷺ نے ایسا نہیں کرنا۔ بلکہ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ پس اللہ تعالیٰ کی پناہ لو یعنی اعوذ باللہ پڑھو دیکھو! اگر واعظ اور مبلغ بھی وہی زبان استعمال کرے جو جاہل کرتا ہے تو پھر واعظ مبلغ مصلح اور غیر مصلح میں فرق تو نہ ہوا یہ قرآن کریم کا سبق ہمارے لیے ہیں آپ ﷺ پر تو شیطان کا تصرف تھا ہی نہیں کہ تمہیں کوئی گالیاں بھی دے تو ان کے جھوٹے خداؤں کو گالیاں نہ دو بلکہ چپ کر جاؤ لیکن ان کی تردید بیان کرو کہ یہ معبود حقیقی نہیں ہیں اور نہ معبود حقیقی کے اوصاف ان میں ہیں۔ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ سب کچھ اس کے علم میں ہے اس کے مطابق جزا سزا دے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں جب پہنچتا ہے ان کو خیال شیطان کی طرف سے وہ یاد کرتے ہیں پس وہ اچانک

مُّبْصِرُوْنَ ﴿201﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿202﴾ وَاِذَا

بصیرت والے ہو جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کے بھائی ان کو کھینچ لیتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ اور جب

لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

آپ ﷺ نہ لائیں ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں نہیں چن کر لایا تو اس نشانی کو آپ ﷺ کہہ دیں پختہ بات ہے

مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ

میں پیروی کرتا اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے، یہ قرآن کی باتیں بصیرت کی باتیں ہیں

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿203﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ

تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو مومن ہے۔ اور جس وقت پڑھا جائے قرآن

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿204﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً

پس توجہ کے ساتھ تم سنو اس کو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے دل میں عاجزی

وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور نہ اونچی بات کرو پہلے پہر اور پچھلے پہر اور نہ ہوں آپ غفلت کرنے والوں میں سے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ

بیشک جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کے پاس ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں

وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع ۲۴ ۱۸ ۱۴ السجدۃ ۱

اور وہ اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَسَّهُمْ: پہنچا ان کو، طٰٓئِفٌ: گزرنے والا، تَذَكَّرُوْا: وہ خبردار ہوئے، مُّبْصِرُوْنَ: دیکھنے والے، يَمُدُّوْنَهُمْ: وہ مہلت دیتے ہیں ان کو، (لَمْ) تَاْتِهِمْ: تو (نہ) لے جائے ان کے پاس، اِجْتَبَيْتَهَا: تو نے چھانٹ لیا اس کو، قُرِئَ: پڑھا گیا، فَاسْتَمِعُوْا: تم کان لگاؤ، اَنْصِتُوْا: تم خاموش رہو، خِيْفَةً: ڈرتے ہوئے، اَلْغُدُوِّ: صبح کا وقت، اَلْاٰصَالِ: شام کا وقت۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی شیطان کی مکاریوں کا ذکر ہے ان آیات میں بھی شروع آیات میں شیطان کا تذکرہ ہے اور بعد ازاں مومنین کو مخاطب کرکے نصیحت کی جارہی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو جاؤ اور ہمہ تن گوش ہو کر قرآن سنو۔

تفسیری نکات: شیطان کی طرف سے آنے والے وساوس اور ان کا علاج:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ جب پہنچتا ہے ان کو خیال وسوسہ شیطان کی طرف سے تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ وہ یاد کرتے ہیں یعنی فوراً ان کو بات یاد آجاتی ہے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پس وہ اچانک بصیرت والے ہو جاتے ہیں کہ اس برے خیال سے باز آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جب کبھی برے خیال آتے ہیں تو فوراً ان کو یاد آجاتا ہے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے وہ صاحب بصیرت ہوتے ہیں سمجھ سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں اور باز آجاتے ہیں۔ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچ لیتے ہیں گمراہی میں شیطان اپنے بھائیوں کے دلوں میں برے برے خیال لاتا ہے وہ ان خیالات پر راضی ہوتے ہیں اور مزید گندے خیالات کا ارادہ کرتے ہیں۔ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ پھر وہ کوتاہی نہیں کرتے شیطان بھی برے خیالات کے لانے میں کوتاہی نہیں کرتے اور وہ گمراہ شخص بھی ان خیالات کو پسند

کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

مشرکین کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نشانیوں کا مطالبہ:

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لائیں ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں نہیں تو چن کر لا یا تو اس نشانی کو۔ اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ کیوں نہ کھینچ لایا آیت۔ آج تجھ پر کوئی آیت کیوں نہیں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں پختہ بات ہے میں پیروی کرتا ہوں اس چیز کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے۔ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ قرآن کی باتیں بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ بصیرت کا معنی ہے دل میں روشنی پیدا کرنا یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو دلوں میں روشنی پیدا کرتی ہے تمہارے رب کی طرف سے اس قرآن کو مخلوق میں سے کسی نے بنایا نہیں ہے۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اور ہدایت ہے اور رحمت ہے۔ اس قوم کے لیے جو مومن ہے۔

قرآن سننے کے آداب:

اور چونکہ قرآن کریم کا ذکر تھا۔ آگے آداب ذکر فرمائے۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور جس وقت پڑھا جائے قرآن پس توجہ کے ساتھ تم سنو اس کو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے تم پر رحمت نازل کی جائے۔

قراءت خلف الامام سے متعلق کچھ اہم نکات:

قرآن کریم کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پہلا نمبر ہے ان کے بعد دوسرا نمبر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیر قرآن میں مقام ہے باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے بعد ہیں یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیات کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ مقتدیوں نے امام کے پیچھے قراءت نہیں کرنی نہ فاتحہ پڑھنی ہے اور نہ ہی قرآن کا کوئی اور حصہ پڑھنا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کچھ لوگوں نے امام کے پیچھے قراءت شروع کی سورۃ فاتحہ پڑھی یا کچھ اور پڑھا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سخت غصے ہوئے فرمایا۔ اما ان لکم ان تفھموا. کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم میں دین کا فہم اور بصیرت پیدا ہو۔ اما ان تعقلوا. وہ وقت نہیں آیا کہ تم عقل سے کام لو جس وقت امام قرآن کریم پڑھے تو خاموش رہو۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بڑے اونچے درجے کے امام ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اجمعوا علی انها نزلت فی الصلوة. تمام ائمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ آیت

کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں قراءت ہے اور نہ سری نمازوں میں اور حکم خداوندی ہے۔ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا۔ پس تم توجہ کے ساتھ سنو اگر امام بلند آواز سے پڑھے اور خاموش رہو۔ اگر امام آہستہ پڑھتا ہے۔ تو امام کے پیچھے قرات کرنا قرآن پاک کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جمہور کا یہی مسلک ہے اس مسئلے پر میری مستقل کتاب ہے احسن الکلام فی ترک القراءت خلف الامام۔ اس کا مطالعہ کریں جس پر ہندوستان پاکستان کے جید علماء کرام کی تصدیقات ہیں اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق بھی ہے تو یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں قراءت ہے اور نہ سری نمازوں میں۔ باقی تسبیحات وغیرہ ٹھیک ہیں وہ پڑھنی ہیں۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے دل میں نماز کے بعد عاجزی کرتے ہوئے اور رب سے ڈرتے ہوئے اور نہ اونچی بات کرو یعنی نماز سے فارغ ہو کر ذکر کرو، تسبیحات پڑھو، استغفار کرو لیکن بلند آواز سے نہیں یہ قرآن کی روح کے خلاف ہے ہاں اگر تعلیم کے لیے کسی وقت امام بلند آواز سے دعا کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پہلے پہر اور پچھلے پہر یعنی صبح اور شام کو بھی جواذ کار کرو اور ذکر کرو وہ ذکر خفی ہو اور مستقل ہو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یا تو بالکل آہستہ ہو یعنی مع حرکت لسانی کے، اور یا جہر معتدل ہو۔ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ اور نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غفلت کرنے والوں میں سے اور اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ بیشک وہ لوگ جو تیرے رب کے پاس ہیں یہاں ربّ کے پاس سے مراد فرشتے ہیں۔ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وہ تکبر نہیں کرتے رب کی عبادت سے۔ یعنی اللہ کی عبادت میں فرشتے کسی وقت بھی کوتاہی نہیں کرتے ہیں وَیُسَبِّحُوْنَهٗ اور وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ اور وہ اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں یعنی فرشتے ہر دم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الانفال مدنی سورت ہے۔اس کی آیات پچھتر (۷۵) اور رکوع دس (۱۰) ہیں۔ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا آٹھواں نمبر (۸) ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے یہ اٹھاسی نمبر (۸۸) پر ہے یعنی ستاسی (۸۷) سورتیں اس سے پہلے نازل ہوچکی تھیں۔انفال کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے۔انفال نفل کی جمع ہے جس کے معنی ''زائد'' کے ہیں جونماز فرضوں سے زیادہ ہوتی ہے اُسے نفل اسی لیے کہتے ہیں۔اور مال غنیمت جو جہاد میں حاصل ہوتا ہے اُسے بھی نفل کہا جاتا ہے۔اس سورت میں غزوہ بدر کے حالات وواقعات کا ذکر رہے چونکہ یہ معرکہ پہلا معرکہ تھا جس میں کفار اور مسلمانوں کا ٹکراؤ ہوا اس لیے جو بعض مسائل پیش آئے ان مسائل سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے، چونکہ یہ غزوہ بدر کے حالات وواقعات پر مشتمل ہے اس لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا نام سورۂ بدر بھی بیان کیا ہے۔(کما فی الاتقان للسیوطی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمتوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

لیے ہیں۔پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور درست کرو آپس کے معاملات کو اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

مومن پختہ بات ہے مومن وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا خوفزدہ ہوجاتے ہیں دل ان کے اور جب پڑھی

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ۚۖ

جاتی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ مومن اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

وہ لوگ قائم کرتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ ہیں مومن۔

حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ﴿۴﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ

پکی بات ہے ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے ہاں اور بخشش ہے اور رزق ہوگا عمدہ۔ جیسے نکالا آپ ﷺ کو

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ ﷺ کے گھر سے حق کے ساتھ اور بیشک ایک گروہ ایمان والوں میں سے البتہ اس کو

لَكٰرِهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا

ناپسند کرتا تھا، جھگڑتے ہیں وہ آپ ﷺ کے ساتھ حق کے بارے میں بعد اس کے کہ بات واضح ہوچکی ہے،

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۗ﴿۶﴾

گویا کہ وہ چلائے جا رہے ہیں، موت کی طرف اور وہ دیکھ رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الْاَنْفَالُ: غنیمت ہیں، اَصْلِحُوْا: تم صلح کرا دو، وَجِلَتْ: ڈر گئے، تُلِيَتْ: تلاوت کی جاتی ہیں، زَادَتْهُمْ: اس نے زیادہ کر دیا ان کو، يَتَوَكَّلُوْنَ: وہ بھروسہ کرتے ہیں، كَرِيْمٌ: عزت والا، اَخْرَجَكَ: اس نے نکالا تجھے، بَيْتِكَ: تیرا گھر، كٰرِهُوْنَ: ناپسند کرنے والے، يُسَاقُوْنَ: وہ چلائے جاتے ہیں۔

ربط:

پہلی سورۃ میں کفار کیساتھ مقابلہ باللسان تھا حجت و دلیل کے لحاظ سے بیان کیا جا رہا تھا۔ اس سورت میں کفار کیساتھ مقابلہ بالسیف والسّنان کا ذکر ہے۔ سورۃ الاعراف میں کفار کیساتھ دلیل اور برہان پیش کئے گئے تھے شرک کا رد کیا گیا اور سورۃ الانفال میں معاملہ ہے ان کفار کیساتھ تلوار کیساتھ اللہ تعالیٰ نے تلوار کا غلبہ بھی مسلمانوں کو عطا فرمایا۔

تفسیری نکات: مال غنیمت کے متعلق حکم:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ سوال کرتے ہیں آپ ﷺ سے غنیمتوں کے بارے میں قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ غنیمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت اور اس کے رسول ﷺ کے کنٹرول میں ہیں۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ اور درست رکھو آپس کے معاملے کو، اختلاف پیدا نہ کرو۔ مال غنیمت کا کیا کرنا ہے؟ اس کا حکم دسویں پارے کی ابتداء میں آئے گا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ اور اچھے طریقے سے جان لو کہ بیشک جو تم نے حاصل کیا ہے غنیمت میں سے پس

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے اس کا پانچواں حصہ ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ پر"۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اور اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن۔

مومن کی نشانیاں:

یہاں اللہ تعالیٰ مومنین کی نشانیاں بتلا رہے ہیں۔

① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ پختہ بات ہے مومن وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوفزدہ ہو جاتے ہیں دل ان کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے۔

② وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں یعنی ان کے ذریعے ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

③ وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ توکل کا معنی یہ ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کر کے نتیجہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر چھوڑ دینا اگر ظاہری اسباب نہ اختیار کئے جائیں تو اس کو "تعطل" کہتے ہیں اور اسباب کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

④ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ مومن وہ لوگ ہیں جو قائم کرتے ہیں نماز کو، شریعت نے نماز کا جو طریقہ بتایا ہے اس طرح نماز کو قائم کرتے ہیں، یعنی شرائط وقیود کے ساتھ سنت کے مطابق اور مقررہ وقت میں جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

⑤ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور "ما" سے مراد چیز لی جائے تو معنی ہوگا جو چیز ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ علم دیا ہے کہ اس کی دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں قوت بدنی دی ہے، مال دیا ہے خرچ کرتے ہیں، عقل سلیم دی ہے اس کے ذریعہ لوگوں کے کام کرتے ہیں۔

یہ پانچ علامتیں جن میں پائی جاتی ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ یہی لوگ مومن ہیں پکی بات ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے ہاں بہت بلند جنت الفردوس ہے اور جنتیں ہیں ان میں یہ درجہ بدرجہ پہنچیں گے وَمَغْفِرَةٌ اور بخشش ہے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور رزق ہوگا عمدہ، جنت میں جو رزق ملے گا اس سے عمدہ اور کوئی رزق نہیں ہو سکتا۔

غزوہ بدر کے ابتدائی حالات:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ جیسے نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے جو مدینہ طیبہ میں تھا حجرہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بِالْحَقِّ ۠ حق کے ساتھ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ اور بیشک ایک گروہ ایمان والوں میں سے البتہ اس کو ناپسند کرتا تھا طبعاً چاہتے تھے کہ لڑائی کی نوبت نہ آئے يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ جھگڑتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حق کے بارے میں بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ بعد اس کے کہ بات واضح ہوچکی ہے لڑائی ضرور پیش آئے گی كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ گویا کہ وہ چلائے جا رہے ہیں موت کی طرف یعنی یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کو موت کی طرف چلایا جا رہا ہے وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اور وہ دیکھ رہے ہیں موت کی طرف یعنی یوں موت کو آنکھوں سے یعنی بعض ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ گویا موت سامنے کھڑی ہے۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ

اور جس وقت وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کا بیشک وہ تمہارا ہے اور تم پسند کرتے تھے بیشک جو

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ

کانٹے والا نہیں ہے وہ تمہارا ہو جائے اور ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ ثابت کر دے حق کو اپنے فیصلوں کے ساتھ اور جڑ کاٹ دے

الْكٰفِرِيْنَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ

کافروں کی۔ تاکہ ثابت کر دے حق کو اور مٹا دے باطل کو اور اگرچہ مجرم ناپسند کریں جس وقت تم مدد طلب کرتے تھے

رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ

اپنے رب سے پس اس نے تمہاری دعا قبول کرلی (یہ فرماتے ہوئے) میں تمہاری مدد کرونگا ایک ہزار فرشتوں کیساتھ جو آگے

مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ

پیچھے قطار میں آئیں گے۔ اور نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے یہ فرشتوں کی امداد کو مگر خوشخبری اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہوں۔

ع ١٥ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠

اور نہیں ہے مدد مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِحْدَى: ایک (مؤنث)، تَوَدُّوْنَ: تم چاہتے تھے، الشَّوْكَةِ: کانٹا (اسم)، يُّحِقَّ: وہ سچا کر دے گا، يُبْطِلَ: وہ باطل کر دے گا، كَرِهَ: وہ ناراض ہوا، الْمُجْرِمُوْنَ: گنہگار، جرم کرنے والے، تَسْتَغِيْثُوْنَ: تم فریاد کرتے ہو مُمِدُّكُمْ: تمہیں مدد پہنچانے والا، مُرْدِفِيْنَ: لگاتار آنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے غزوہ بدر کا احوال شروع کیا گیا ہے ان آیات میں بھی غزوہ بدر کا ہی بیان چل رہا ہے۔

اہم نکات: طائفتین سے کیا مراد ہے:

اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اس میں طائفتین سے مراد ہے ایک طائفہ ابوسفیان کا تھا تجارت والا قافلہ تھا اور جس میں ساٹھ آدمی تھے ہزار اونٹ تھے پچاس ہزار دینار کا سامان تھا اور دوسرا طائفہ جو ابوجہل کی قیادت میں مکہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا تو اللہ نے فرمایا کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت یا طائفہ تم کو ملے گا یعنی اُس سے مقابلہ ہوگا اور جس سے مقابلہ ہوا وہ ابوجہل کا مسلح لشکر تھا۔

غزوۂ بدر کا پس منظر:

غزوۂ بدر کا سبب یہ بنا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی اکثریت مشرکین مکہ کی سختیوں سے تنگ آ کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئی انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ کافر اب ان کا پیچھا چھوڑ دیتے کہ مکہ سے کافی دور چلے گئے ہیں مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے تین سو گیارہ میل دور ہے جو اس زمانے میں اونٹوں پر دس دن کا سفر تھا مگر کافروں نے مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور شرارتوں سے بعض نہ آئے۔

اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ مشرکین مکہ نے دار الندوہ جو ان کی پارلیمنٹ تھی اس دار الندوہ میں انھوں نے میٹنگ کی کہنے گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں سے چلے گئے ہیں اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہیں کہ ہمیں نظر نہیں آتے لیکن یاد رکھو ہم نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا ہے وہ اسکو بھول نہیں سکتے جب بھی ان کو قوت حاصل ہوئی تو یہ فوج جمع کر کے ہم پر حملہ آور ہوں گے اور ہماری بیخ کنی کریں گے۔ یہاں تو ہم رکاوٹیں ڈالتے تھے لوگوں کو اُن کے قریب نہیں آنے دیتے تھے وہاں تو رکاوٹ ڈالنے والا بھی کوئی نہیں ہے اور لوگ اُن کے ساتھ ملتے جا رہے ہیں لہذا اس پر غور کرو اس کے لیے ایک تجویز ہے اس پر سب لوگ عمل کرو وہ تجویز یہ ہے کہ اس دفعہ شام کا جو تجارتی سفر ہو چاہے کوئی خود جائے یا کسی کو مضاربت پر بھیجے وہاں پر سامان بیچنے پر جو نفع حاصل ہو اور وہاں سے سامان لا کر مکہ مکرمہ بیچنے پر جو نفع حاصل ہو وہ سارا ہم چندے میں پیش کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے ہتھیار خریدیں گے چونکہ اسلام کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت تھی لہذا تمام نے اس تجویز پر اتفاق کیا چنانچہ ساٹھ آدمیوں پر مشتمل ایک قافلہ تیار کیا گیا اس قافلے کے امیر ابوسفیان تھے کیونکہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا سامان تھا آج کل کے حساب سے یوں سمجھو کہ کروڑوں کی مالیت کا سامان تھا یہ قافلہ شام پہنچا اپنا سامان بیچا نفع کمایا اور وہاں سے سامان خرید کر واپس چل پڑے مسلمانوں کو ان کے منصوبے کی اطلاع ہوگئی کہ یہ تجارتی قافلہ دراصل ہمارے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سارا مال ہمارے خلاف خرچ ہونا ہے لہذا ان کا راستہ روکنا چاہیے مسلمان اس

تجارتی قافلے کو روکنے کے لیے تیاری کرکے مدینہ سے باہر تشریف لائے ادھر مکہ والوں کو علم ہوگیا کہ مسلمان ہمارے قافلے پر حملہ کر رہے ہیں وہ بھی تیاری کرکے آگئے، ابوسفیان بڑے چالاک اور ہوشیار آدمی تھے انہوں نے معروف راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیا اور بچ بچا کر قافلہ مکہ پہنچا دیا مسلمان اس قافلے کو پکڑ ہی نہ سکے مسلمان جب نکلے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرما دیا کہ دو قافلے ہیں ایک ابوسفیان کا قافلہ جس میں ساٹھ آدمی اور ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار سے زیادہ کا سامان ہے اور دوسرا وہ قافلہ ہے جو مکہ مکرمہ سے ابوجہل کی قیادت میں مسلح ہوکر آرہا ہے اور ان کی تعداد ایک ہزار تھی، فرمایا ان دو قافلوں میں سے ایک قافلے کے ساتھ ضرور تمہاری ٹکر ہوگی۔

تفسیری نکات: بعض مسلمانوں کی خواہش:

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ اور جس وقت وعدہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کا کہ بیشک وہ تمہارا ہے وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ اور تم پسند کرتے تھے بیشک جو کانٹے والا نہیں ہے وہ تمہارا ہو جائے۔ ابوسفیان والا قافلہ کہ اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھے وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اور ارادہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ ثابت کردے حق کو اپنے فیصلوں کے ساتھ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ اور جڑ کاٹ دے کافروں کی لِيُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت کردے حق کو وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور مٹا دے باطل کو وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اور اگرچہ مجرم ناپسند کریں اس کو، بدر کا میدان مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب مدینہ سے اسّی میل کے فاصلے پر ہے۔

دونوں لشکروں کا میدان بدر میں آنا:

کافر وہاں پہنچ گئے محل وقوع کے اعتبار سے جو اچھی جگہ تھی اور وہاں پانی کے ایک دو چشمے بھی تھے اُن پر قبضہ کرلیا مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی تھی کیونکہ آدمیوں، اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جمعرات کو وہاں پہنچے عشاء کی نماز پڑھائی، حالات دیکھ کر ایک سرخ رنگ کا چمڑے کا خیمہ تھا اس میں رو رو کر گڑگڑا کر دعا کی کہ اے پروردگار! یہ جو میرے ساتھ ہیں یہ میری پندرہ سال کی محنت ہے اگر آج یہ مسلمان ختم ہوگئے تو قیامت تک آپ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ آپ ﷺ گڑگڑا کر دعائیں اور التجائیں فرما رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیمے کے باہر پہرا دے رہے تھے آپ ﷺ کی آہ وزاری برداشت نہ کرسکے خیمے میں داخل ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے بڑی آہ وزاری کی ہے اب بس کریں آنحضرت ﷺ خیمے سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ آیت کریمہ تھی "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ"۔ یہ شکست کھائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے جمعہ کا دن تھا صبح کو معرکہ ہوا مسلمان تین سو

تیرہ اوران کے پاس آٹھ تلواریں، چھ زرہیں، دوگھوڑے، ستر اونٹ تھے اور کافر ایک ہزار تھے اوران کے پاس ایک ہزار تلواریں اور دوسرے ہتھیار بھی تھے، بظاہر کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئیں۔

اللہ کی مدد:

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد طلب کرتے تھے اپنے رب سے فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول کرلی یہ فرماتے ہوئے اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ بیشک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیمدد کرونگا ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو آگے پیچھے قطار میں آئیں گے، اس مقام پر ایک ہزار کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے، محدثین اور مفسرین کرام اس کی اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ مسلمان تین سو تیرہ تھے اور مقابلے میں ایک ہزار کافر تھے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا کہ وہ تمہاری مدد کریں گے مگر چونکہ کافر مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مزید مسلمانوں کی تسلی کے لیے فرمایا کہ تین ہزار فرشتے نازل کروں گا۔ باقی رہا پانچ ہزار کا معاملہ جس کا ذکر چوتھے پارے میں ہے۔ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ اگر تم صبر کرتے رہو گے اور ڈرتے رہو گے اور تمہارے دشمن تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو نشان لگانے والے ہوں گے۔" یہ وعدہ مشروط تھا کہ کرز بن جابر فہری بڑے اثر ورسوخ والا کافر تھا اس کی برادری بھی کافی تھی اور دوسرے قبائل پر بھی اس کا اثر تھا عین معرکہ کے دوران سنا کہ کرز بن فہری اپنے قبائل لیکر کافروں کی مدد کے لیے آرہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اگر فوری طور پر اس کا لشکر آگیا تو میں پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرونگا لیکن نہ اس کا لشکر آیا اور نہ پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے کیونکہ ان کا نازل ہونا مشروط تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى اور نہیں بنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کی امداد کو مگر خوشخبری وَلِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہوں وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اور نہیں ہے مدد مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کا محتاج نہیں ہے وہ ایک آن میں وہ سب کچھ کرسکتا ہے جو کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

جس وقت طاری کی تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اونگھ امن دلانے کے لیے اپنی طرف سے، اور نازل کیا اس نے تم پر آسمان کی

مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَيُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى

طرف سے پانی، تاکہ تم کو پاک کرے اس پانی کے ذریعے، اور تاکہ دور کردے تم سے شیطان کا وسوسہ اور تاکہ مضبوط کردے

قُلُوۡبِكُمۡ وَيُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى

تمہارے دلوں کو، اور تاکہ ثابت رکھے اس کے ذریعے سے تمہارے قدموں کو، جس وقت وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے

الۡمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ

فرشتوں کو بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں پس ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے عنقریب میں ڈالوں گا ان لوگوں کے

قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ

دلوں میں جو کافر ہیں رعب، پس مارو تم ان کی گردنوں پر، اور مارو ان میں سے ہر ہر پورے پر، اس لئے کہ بیشک انھوں نے مخالفت

بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ۚ وَمَنۡ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ

کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اور جو شخص مخالفت کرے گا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی،

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمۡ فَذُوۡقُوۡهُ وَاَنَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے، پس چکھو تم مزا اس کا، اور بیشک کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُغَشِّيۡكُمُ: اس نے ڈال دی تم پر، النُّعَاسَ: اونگھ، لِيَرۡبِطَ: (تاکہ) وہ مضبوط کردے، يُثَبِّتَ: وہ جمادے، الۡاَقۡدَامَ: قدم، فَثَبِّتُوۡا: پس تم ثابت رکھو، سَاُلۡقِىۡ: عنقریب میں ڈال دوں گا، الۡاَعۡنَاقِ: گردنیں، اضۡرِبُوۡا: تم مارو، بَنَانٍ: ایک ایک جوڑ، شَآقُّوا: وہ مخالف ہوئے، فَذُوۡقُوۡهُ: (پس) تم چکھو اسے۔

ربط:

آغاز سورت سے ہی غزوۂ بدر کے حالات وواقعات کا بیان ہو رہا ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور حوصلہ بڑھایا ہے کہ کفار کو قتل کرو۔

(تفسیری نکات) غزوۂ بدر کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کے کچھ انعامات:

غزوۂ بدر کے موقع پر ابو جہل اور مکہ والوں نے پہلے میدان بدر میں پہنچ کر پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ میدان بدر میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ کا انتخاب کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہاں پڑاؤ ڈالنے کا فرمایا۔ حضرت خباب ابن منذر انصاری رضی اللہ عنہ جنگی امور کے ماہر تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ اس جگہ کا انتخاب کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی سے فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ جنگی نقطہ نظر سے یہ جگہ مفید نہیں ہے اور چند قدم ہٹ کر ایک جگہ بتائی۔ وہ اونچا سا ٹیلہ تھا اور ریت پڑی تھی عرض کیا حضرت یہ جگہ جنگی لحاظ سے بڑی مفید ہے کیونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ مخلص اور تجربہ کار تھے آنحضرت ﷺ نے ان کی بات مان لی اور آنحضرت ﷺ لوگوں کی صحیح بات مان لیتے تھے اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اتفاق کیا وہاں پہنچنے پر چند پریشانیاں پیش آئیں کہ پانی پاس نہیں تھا ستر اونٹ، دو گھوڑے تھے اور آنحضرت ﷺ سمیت تین سو تیرہ آدمی تھے پانی سب کی ضرورت تھی پھر تمام کے تمام نمازی تھے وضو کے لیے بھی پانی درکار تھا اور وہاں جو تھوڑا بہت پانی تھا اس پر کافروں کا قبضہ تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے " ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم " جہاں تک انسان کے بدان میں خون گردش کرتا ہے شیطان کی گردش بھی وہاں تک ہوتی ہے۔" تو شیطان نے فوراً بعض مسلمانوں کے دل میں وسوسے ڈالنے شروع کیے کہ اگر تم سچے ہوتے تو پانی سے محروم کیوں ہوتے اور ریت میں تمہارے پاؤں کیوں دھنستے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر رحمت نازل فرمائی بارش ہوئی تو مسلمانوں نے حوض بنا کر پانی جمع کر لیا اور ریت جم گئی چلنا پھرنا آسان ہو گیا اور کافر پست جگہ پر تھے وہاں پانی جمع ہو گیا اور کیچڑ بن گیا کہ ان کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا اور کافروں کی شکست کا ایک ظاہری سبب یہ بھی تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر اس مشکل گھڑی میں اونگھ طاری کر دی جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔ کفار ساری رات ناچ گانے اور شرابیں پینے میں مصروف رہے انہی نعمتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔

اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جس وقت طاری کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر اونگھ اَمَنَةً مِّنْهُ امن دلانے کے لیے اپنی طرف سے وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ اور نازل کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان کی طرف سے پانی لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ تاکہ تم کو پاک کرے اس پانی کے ذریعے کہ وضو کر سکو، غسل کر سکو وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ اور تاکہ دور کر دے تم سے شیطان کا وسوسہ جو شیطان نے ڈالا تھا کہ اگر تم سچے ہوتے تو پانی سے محروم نہ ہوتے وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ اور تاکہ مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری غیبی مدد فرمائی وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اور تاکہ ثابت رکھے اس کے ذریعے سے تمہارے قدموں کو۔ ریت بیٹھ گئی اور جو جگہ جس میں تمہارے پاؤں دھنستے تھے وہ جم گئی۔

فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ جس وقت وحی کی، حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ پہلے ایک ہزار فرشتوں کا

وعدہ فرمایا پھر تین ہزار کا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر مزید کافر مکہ والوں کی مدد کے لیے آئے تو پانچ ہزار فرشتے بھیج دونگا مگر نہ وہ آئے نہ پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے، تین ہزار نازل ہوئے ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا اور فرمایا اَنِّیْ مَعَکُمْ میں تمہارے ساتھ ہوں، میری مدد تمہارے ساتھ ہے فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ پس ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے، تمہارا مومنوں کے درمیان رہنا ان کی ثابت قدمی کا ذریعہ ہے سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب میں رعب ڈالوں گا ان کافروں کے دلوں میں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتوں کا کفار کو قتل کرنا:

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ "اعناق" عنق، کی جمع ہے اس کا معنی ہے گردن، پس مارو تم ان کافروں کی گردنوں پر وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ "بنان" بنانة " کی جمع ہے بمعنی پورا، اور مارو تم ان میں سے ہر ہر پورے پر کہ ان کی انگلیوں کے پورے نہ رہیں تاکہ نہ تلوار چلا سکیں نہ تیر چلا سکیں، بیکار ہو جائیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ یہ اس لئے کہ انہوں نے مخالفت کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص مخالفت کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ بدر کے موقع پر کیسی سزا دی کہ ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقی بھاگ گئے اور ان میں سے ایسے بھی تھے جو چھ ماہ تک گھر سے باہر نہیں نکلے شرم کے مارے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ پس چکھو تم مزا اس ذلت کا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کمزوروں کے ہاتھوں دکھائی ہے اور اس پر بس نہیں ہے یاد رکھو! وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ اور بیشک کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ دنیا کی ذلت الگ ہے اور آخرت کی ذلت اور عذاب الگ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جس وقت تم مقابلہ کرو ان لوگوں سے جو کافر ہیں میدان جنگ میں، پس نہ پھیرو تم ان کی طرف

الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

پشتیں، اور جس نے پھیری اس دن اپنی پشت، مگر یہ کہ وہ پینترا بدلتا ہے لڑائی کے لیے یا ملنے والا ہے کسی جماعت کے ساتھ،

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ

پس تحقیق وہ لوٹا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا غضب لیکر، اور ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانہ ہے، پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو قتل کیا، اور نہیں پھینکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت پھینکی اور لیکن

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿17﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھینکی اور تا کہ انعام دے مومنوں کو اپنی طرف سے اچھا انعام، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿18﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ

یہ بات تو ہو چکی اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو، اگر تم فیصلہ چاہتے ہو، پس تحقیق تمہارے

الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ

پاس فتح آچکی ہے اور اگر تم باز آجاؤ، تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم پلٹ کر آؤ گے تو ہم بھی پلٹ کر آئیں گے اور ہرگز نہ

تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿19﴾ ع ۲ ۹ ۱۶

کام دے گا تم کو تمہارا گروہ کچھ بھی اور اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَقِيْتُمْ: تم مل گئے، زَحْفًا: اکٹھے ہو کر، فَلَا تُوَلُّوْهُمْ: تو نہ پھیرو ان سے، يُّوَلِّهِمْ: وہ (جو) ان سے پھیرے گا، دُبُرَهٗ: اپنی پیٹھ، مُتَحَرِّفًا: پینترا بدلنے والا، مُتَحَيِّزًا: پناہ پکڑنے والا، فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ: پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا، قَتَلَهُمْ: قتل کیا ان کو، رَمَيْتَ: تو نے (نہیں) پھینکا، رَمٰى: اس نے مارا، لِيُبْلِيَ: تا کہ وہ آزمائے، مُوْهِنُ: کمزور کرنے والا، تَسْتَفْتِحُوْنَ: تم فیصلہ چاہتے ہو، (اِنْ) تَعُوْدُوْا: (اگر) تم دوبارہ کرو گے، نَعُدْ: ہم دوبارہ کریں گے، فِئَتُكُمْ: تمہاری جماعت، (لَوْ) كَثُرَتْ: (اگرچہ) زیادہ ہو جماعت۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا ان آیات میں بھی غزوۂ بدر میں ہونے والے فضل اور انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

اہم نکات: بعض حضرات کا غلط استدلال:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اہل بدعت اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی حالانکہ ظاہری طور پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی تھی تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے نبی جو ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا تو نبی

سے مدد مانگنا جائز ہے نبی سے مدد مانگو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو دونوں برابر ہیں۔ جواب میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ آخری حصہ سے اگر یہ ثابت ہوتا ہے تو آیت کا ابتدائی حصہ بھی تو دیکھو، کہ فرمایا فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم (تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔) تو قتل تو کیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ نے تو ان کو بھی تو رب مانو۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ تمہارے بس میں کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی۔

(تفسیری نکات) مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے کا حکم:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگ! جو ایمان لائے ہو اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا جس وقت تم مقابلہ کرو ان لوگوں سے جو کافر ہیں میدان جنگ میں فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ پس نہ پھیرو تم ان کی طرف پشتیں وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اور جس نے پھیری اس دن اپنی پشت، اس کا حکم آگے آ رہا ہے کہ " فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ "۔ پس تحقیق وہ لوٹا اللہ تبارک وتعالیٰ کا غضب لیکر " وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ "۔ اور ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے "وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ" اور وہ برا ٹھکانہ ہے، میدان جنگ سے پشت پھیرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر سچے دل سے توبہ کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ معاف فرما دے گا۔ میدان جنگ سے پشت پھیرنا کبیرہ گناہ ہے مگر دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ مگر یہ کہ وہ پینترا بدلتا ہے لڑائی کے لیے، داؤ لگاتے ہوئے کہ کوئی سکیم ذہن میں آئی ہے پیچھے ہٹتا ہے تو جائز ہے، مثلاً کافروں کا مورچہ بڑا مضبوط ہے اور وہ جب تک اس مورچے میں ہیں کامیابی مشکل ہے تو مجاہدین آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ اس طرح کرتے ہیں کہ ہم اپنے مورچے سے نکل کر پیچھے بھاگتے ہیں تا کہ وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ مقابلے سے عاجز آ کر بھاگ رہے ہیں اپنے مورچے سے نکل کر ہمارے پیچھے بھاگیں گے اور جونہی وہ مورچے سے باہر نکلیں تو مڑ کر ان پر حملہ کر دو، اب دیکھو! جب مجاہدین اپنے مورچے سے نکل کر دوڑیں تو کافروں کی طرف پشت ہوگی مگر یہ پشت کرنا میدان جنگ سے بھاگنے کے لیے نہیں ہے بلکہ لڑائی کے لیے ایک داؤ اور تدبیر ہے لہذا یہ جائز ہے اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ یا ملنے والا ہے کسی جماعت کے ساتھ، اس کو اس طرح سمجھو کہ کسی محاذ پر مجاہدین کی حالت کمزور ہو اور فوجی نقطہ نگاہ سے وہاں نقصان کا زیادہ خطرہ ہو اور دوسرے ساتھی دوسرے محاذ پر ہیں تو کمزور محاذ کو چھوڑ کر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ جا ملیں تو یہ بھی جائز ہے اگرچہ بظاہر انہوں نے پشت پھیری ہے لیکن بھاگنے کے لئے نہیں، پشت اس لئے پھیری ہے کہ یہاں نقصان زیادہ تھا اور دوسرے مورچے میں جا کر ساتھیوں کی مدد کی ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ پشت پھیرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کے لئے وعید ہے فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ جو ایسا کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کا غضب لیکر لوٹا وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ اس کا جہنم ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ غزوہ بدر میں اپنی مدد مسلمانوں کو یاد کروا رہا ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے کافروں کو قتل کیا ہے کہ آٹھ تلواریں ایک ہزار پر غالب آئیں تین سو تیرہ ایک ہزار پر غالب آئے تصور میں بھی نہیں آسکتا، وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ اور نہیں پھینکی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریت جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریت پھینکی اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھینکی۔ آپ کا اتنا کام تھا کہ ریت کی مٹھی کافروں کی طرف پھینکی باقی سب کی آنکھوں میں پہنچانا کہ دور ہوں یا نزدیک، آگے ہوں یا پیچھے وہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ ظاہر ہے ایک مٹھی ریت کہاں تک جاسکتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام تھا کہ اس نے سب کی آنکھوں تک وہ ایک مٹھی ریت پہنچائی وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اور تاکہ انعام دے اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کو اچھا انعام، اچھی آزمائش، اچھا احسان اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ ذٰلِكُمْ یہ جو کچھ ہم نے کیا یہ اسی طرح ہوا یہ بات تو ہو چکی وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو کافروں کی تدبیر کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو کمزور کر دیتا ہے۔

کفار کو اللہ تعالیٰ کا خطاب:

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے ہو فتح کی دعا کرتے ہو پس تمہارے پاس فتح آچکی ہے۔ یہ طنز اور استہزاء ہے وَاِنْ تَنْتَهُوْا اور اگر تم مسلمانوں کے مقابلے سے باز آجاؤ گے فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ اگر تم پلٹ کر آؤ گے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تو ہم بھی پلٹ کر آئیں گے ان کی مدد کے لیے کہ فرشتے بھیجیں گے اور یاد رکھو وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور ہرگز نہ کام دے گا تم کو تمہارا گروہ کچھ بھی وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ اور اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، جس کثرت پر تمہیں گھمنڈ ہے یہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی اس لئے کہ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے اور اس کی مدد اور نصرت مومنوں کے شامل حال ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور نہ اعراض کرو اس سے

تَسْمَعُوْنَ ۝20 وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝21 اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ

حالانکہ تم سنتے ہو۔ اور نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ بیشک بدترین جانور

عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿22﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہرے ہیں گونگے ہیں وہ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ان کے اندر خیر تو

لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿23﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان کو سنا دیتا اور اگر اب ان کو سنائے گا، تو البتہ وہ روگردانی کریں گے اور وہ اعراض کرنے والے ہیں۔اے لوگو جو ایمان لائے

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا

ہو حکم مانو! اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جس وقت وہ تمہیں بلائیں اس چیز کی طرف جو تم کو زندگی دے۔اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿24﴾

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ رکاوٹ ڈال دیتا ہے آدمی اور اس کے دل کے درمیان اور بیشک تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور بچو تم اس فتنے سے نہ پہنچے گا ان لوگوں کو تم میں سے جو ظالم ہیں خاص طور پر۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿25﴾

سخت سزا دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَسْمَعُوْنَ: تم سنتے ہو، الدَّوَآبِّ: جاندار، لَّاَسْمَعَهُمْ: تو ان کو ضرور سنوا دیتا، اسْتَجِيْبُوْا: اطاعت کرو، دَعَاكُمْ: اس نے تمہیں پکارا، يَحُوْلُ: وہ حائل ہوجاتا ہے، لَّا تُصِيْبَنَّ: وہ ہرگز نہیں پہنچے گا، خَآصَّةً: خاص طور پر۔

ربط:

اوپر غزوہ بدر کا ذکر تھا کہ ہم نے اس میں کامیابی دی اس لئے کہ تقویٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کا جذبہ تم میں علی وجہ الکمال تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آئندہ کے لیے اس کو اپنا شعار بنالو تقویٰ اور اطاعت اختیار کرو گے تو فتح ملے گی۔

(تفسیری نکات) ایمان والوں کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ جو فرمائیں وہ کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو تمہاری کامیابی اس میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ربط، تعلق اور فرمانبرداری ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری ہو جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ اور نہ اعراض کرو اس سے وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ حالانکہ تم سنتے ہو تمہیں اچھی طرح علم ہے نجات اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اطاعت میں ہے وَلَا تَكُوْنُوْا اور نہ ہو جاؤ كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ حالانکہ وہ حقیقت میں نہیں سنتے، ان ظاہری کانوں سے سنا تو کیا سنا کہ دل کے کانوں سے نہ سنا کہ قبول نہ کیا تو ظاہری کانوں سے سننے کا کیا فائدہ؟

کافروں میں چونکہ اطاعت کا جذبہ نہیں اس لیے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ "دواب" "دابة" کی جمع ہے زمین پر چلنے پھرنے والی چیز، انسان پر بھی بولا جاتا ہے کہ وہ بھی زمین پر نقل وحرکت کرتا ہے، معنی ہوگا بیشک بدترین جانور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں الصُّمُّ الْبُكْمُ جو بہرے ہیں حق کو نہیں سنتے، گونگے ہیں حق بات نہیں کہتے الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ وہ لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا اور اگر اللہ تعالیٰ جانتا ان کے اندر خیر اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا کہ ان کے دلوں میں خیر ہے لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ تو ان کو سنا دیتا ایسا سنا تا کہ اس کے بعد وہ قبول کر لیتے لیکن ان کے دلوں میں خیر ہی نہیں ہے کہ انھوں نے خیر اور نیکی کا ارادہ ہی نہیں کیا کہ ایمان قبول کر لیں وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ اور اگر اب ان کو سنائے گا لَتَوَلَّوْا البتہ وہ روگردانی کریں گے حق کی بات سے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اعراض کرنے والے ہیں حق کو قبول کرنے سے۔ جب ان کے دلوں میں صفائی نہیں تو اللہ تعالیٰ جبراً تو کسی کو ہدایت نہیں دیتا ایمان کے لیے تو صاف دل چاہیے۔

ایمان والوں کو دوبارہ نصیحت کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانو:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ حکم مانو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا وَلِلرَّسُوْلِ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَا دَعَاكُمْ جس وقت وہ تمہیں بلائے لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ اس چیز کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔ وہ دین اسلام ہے جو حیات بخشتا ہے اس کے ذریعے تم دنیا میں کامیابی حاصل کرو گے اور آخرت کی ہمیشہ کی زندگی پاؤ گے اس چیز کی تمہیں دعوت دیتے ہیں جو تمہاری حقیقی زندگی کا باعث ہے وَاعْلَمُوْۤا اور جان لو اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ رکاوٹ ڈال دیتا ہے آدمی اور اس کے دل کے درمیان۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رکاوٹ کس طرح ڈالتا ہے؟ یہ تفسیر تقریباً تمام تفسیروں میں منقول ہے کہ آدمی سچے دل سے ایمان قبول کرے اور نیک اعمال سرانجام دے تو اللہ تعالیٰ ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے کفر اور معصیتیں اُس کو دور فرما دیتے ہیں، معصیت اور نیکی کے درمیان رکاوٹ پیدا فرما دیتے ہیں اور اگر کوئی اپنے کفر پر ڈٹا رہا تو اُس کے کفر اور گناہوں کی نحوست کی وجہ سے وہ ایمان اور نیکی کے قریب نہیں آئے گا نیک اعمال اور ایمان کی توفیق نہیں ہوگی۔ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور بیشک تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

برائی کو روکنے کا حکم:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً اور بچو تم اس فتنے سے کہ اس فتنے کا وبال لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ نہ پہنچے گا

ان لوگوں کو جو تم میں سے ظالم ہیں خاص طور پر، بلکہ وہ دوسروں کو بھی پہنچے گا، گناہ کرنے والوں پر اس وجہ سے کہ انہوں نے گناہ کیا ہے اور دوسروں پر اس وجہ سے کہ انہوں نے گناہ سے روکا نہیں ہے۔ جب کوئی گناہ کرتا ہے اور دوسرے اس کو نہیں روکتے تو سارے غرق ہوں گے صرف گناہ کرنے والا ہی غرق نہیں ہوگا اس کے گناہ کا وبال سب پر پڑے گا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو بدی کو دیکھے اس کو ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو دل سے برا سمجھے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے، دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں، تم ڈرتے تھے اس بات سے کہ تمہیں اچک لیں گے

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ

لوگ، پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تمہاری تائید کی اپنی مدد کے ساتھ اور تمہیں رزق دیا پاکیزہ چیزوں کا تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ

شکریہ ادا کرو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ خیانت کرو اللہ سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں سے

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور تم جان لو پختہ بات ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ

پاس بڑا اجر ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو گے بنا دے گا تمہارے لئے فیصلہ کن

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

بات اور مٹا دے گا تمہاری خطاؤں کو اور بخش دے گا تمہارے گناہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُسْتَضْعَفُوْنَ: مغلوب، کمزور، يَّتَخَطَّفَكُمُ: وہ اچک لے تم کو، فَاٰوٰىكُمْ: پھر اس نے تمہیں ٹھکانا دیا، اَيَّدَكُمْ: اس نے قوت دی تمہیں، لَا تَخُوْنُوْا: تم خیانت نہ کرو، اَمٰنٰتِكُمْ: اپنی امانتیں، فُرْقَانًا: کسوٹی (فرق کرنے والی)۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر فرمایا اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے کہ مکی زندگی میں تم تعداد میں تھوڑے تھے، کمزور تھے پھر اللہ نے مدینہ منورہ میں تمہیں رہنے کا محفوظ ٹھکانہ دیا اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ اور آئندہ بھی تم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہو گے تو وہ اپنے انعامات تمہیں عطا فرماتا رہے گا۔

اہم نکات: حضرت ابولبابہ کا اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھنا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اوپر ذکر تھا کہ تم نافرمانی نہ کرو گے آگے ان نافرمانیوں میں ایک کا ذکر ہے۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو یہود کے محلے میں رہتے تھے یہود سے لینے دینے کا معاملہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وفد بنوقریظہ کے پاس بھیجا ان میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یہود کو اشارہ کیا اور گلے پر ہاتھ پھیر کر قتل کی طرف اشارہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ذبح کریں گے اُسی وقت ان کو محسوس ہوا کہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات میں خیانت کی واپس تشریف لائے تو مسجد نبوی میں آئے اور اپنی بیوی کو کہا کہ مجھے ستون کیساتھ باندھو۔ سات دن بندھے رہنے کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی جس ستون کے ساتھ حضرت ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو باندھا تھا اس کا نام ستون ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(تفسیری نکات) مکی زندگی یاد دلا کر اللہ اپنے فضل وانعام کا ذکر فرما رہا ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مکہ مکرمہ میں مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ تم ڈرتے تھے اس بات سے کہ تمہیں اچک لیں گے لوگ۔ ہر وقت خدشہ ہوتا تھا کہ کافر لوگ ہمیں قتل کر دیں گے اور کئی صحابی شہید بھی کئے گئے، مردوں میں حضرت حارث ابن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ یہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے پہلے خاوند سے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا قابل ذکر ہیں کہ کفار مکہ نے ان کو ظلم کر کر کے شہید کر دیا۔ اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کفار کے بہت ظلم وستم برداشت کیے۔

اللہ تعالیٰ وہ حالت یاد کراتے ہوئے فرماتے ہیں فَاٰوٰىكُمْ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو ٹھکانہ دیا مدینہ منورہ میں کہ اب تمہاری پوزیشن مستحکم ہوگئی ہے وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور تمہاری تائید کی اپنی مدد کے ساتھ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے۔ مکہ مکرمہ میں روحانی برکات تو بہت ہیں بیت اللہ کی وجہ سے لیکن ظاہراً پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور مدینہ طیبہ کا علاقہ زرخیز ہے، چشمے ہیں، کنویں ہیں، باغات ہیں کھیت ہیں، لوگ بڑے آسودہ تھے۔ فرمایا لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکرادا کرو اللہ تعالیٰ کا کہ ہم پہلے کس حالت میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا کرم فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۲۷ کا شانِ نزول:

اب اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرمارہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اس آیت کا شانِ نزول اس طرح ہے۔

۵ ھ میں غزوہ خندق پیش آیا حملہ آور کافروں کی تعداد تقریباً چوبیس ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی کافی دنوں تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا لیکن کافروں کو کامیابی نہ ہوئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر ایسی تندوتیز ہوا مسلط فرمائی کہ ان کو زیروزبر کرکے رکھ دیا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت تھی، غزوہ خندق میں یہود بنوقریظہ کا بھی بڑا دخل تھا یہ مدینہ طیبہ میں بڑا طاقتور گروہ تھا مدینہ منورہ شہر اور اس کے اطراف میں ان کے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ جب مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے تو یہ کہنے لگے کہ اب ہم مسلمانوں کے ساتھ لڑیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو اپنا ہتھیار، زرہ اور خود اتارا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر کہا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں ہم نے تو ابھی نہیں اتارے آپ نے فرمایا کہ ابھی لڑائی باقی ہے؟ فرمایا جی ہاں! بنوقریظہ کا فیصلہ کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ چلو بنوقریظہ کا محاصرہ کرو چنانچہ مسلمان یہود کے مقابلے کے لیے نکلے اکیس دن تک محاصرہ رہا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے شامل حال ہوئی یہودیوں کی ہمت پست ہوئی انہوں نے صلح کا پیغام بھیجا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے متعلق جو فیصلہ معاذ بن سعد رضی اللہ عنہ کریں گے وہ تمہیں قبول کرنا پڑے گا، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا یہود کے ساتھ تجارتی لین دین تھا اور انہیں کے محلہ میں رہتے تھے وہ ان پر اعتماد کرتے تھے۔ یہودیوں نے مشورہ کے لئے ان کو بلایا کہ ہمیں بتاؤ کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کرلینا چاہیے یا نہیں؟ تو انہوں نے زبان سے تو کچھ نہ کہا ہاتھ سے گردن کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارے متعلق یہ فیصلہ ہوگا کہ تمہیں قتل کیا جائے گا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ یہ اشارہ کرنے کے بعد پریشان ہوگئے کہ میں نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے راز میں خیانت کی ہے قبل از وقت ان کو بتلادیا کہ تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہونا ہے۔ وہاں سے گھر آئے اور بیوی سے کہا مجھے اس ستون سے باندھ دو، مسجد نبوی میں آج بھی وہ ستون موجود ہے اور "ستون ابی لبابہ" کے نام سے مشہور ہے۔ بیوی نماز کے وقت کھول دیا کرتی اور پھر باندھ دیا کرتی، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ میری توبہ قبول نہیں فرمائیں گے میں نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔

روایات میں چھ دن کا ذکر بھی آتا ہے اور سات دن کا بھی، انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تک آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھ سے نہیں کھولیں گے اس وقت تک میں یہیں رہوں گا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے اس موقع پر یہ آیات نازل

ہوئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ نہ خیانت کرو اللہ سے اور رسول ﷺ سے وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں سے۔ تم امین اور آپ ﷺ کے نمائندہ تھے تم نے خیانت کی ہے وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ خیانت بہت بری چیز ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت تو بہت ہی بُری ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۙ پختہ بات ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں ۔ بیشک تمہارا گھران کے محلے میں ہے تمہارے اہل وعیال وہاں ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ سات دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ مبارک سے کھولا جس ستون کے ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا وہ تو لکڑی کا تھا آج اس کی جگہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ستون ہے وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے وعدہ:

بدر کے موقع پر تقوی، پرہیز گاری اعلی درجے کی تھی، اطاعت اور فرمانبرداری تھی انتہائی بہادری کا جذبہ تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اب آئندہ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہے اس کی نافرمانی اور عذاب سے ڈرتے رہے یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا بنا دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کن بات کہ فیصلہ تمہارے حق میں کرے گا جیسے بدر میں فیصلہ تمہارے حق میں کیا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ اور مٹا دے گا تمہاری خطائیں یعنی صغیرہ گناہ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ اور بخش دے گا تمہارے گناہ۔ جو کبیرہ ہیں مگر وہ نہیں جو حقوق العباد ہیں اور وہ گناہ جن کی قضا ضروری ہے کہ یہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے مثلاً نماز روزے کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے، توبہ سے معاف نہیں ہونگے جب تک ان کی قضا نہیں کی جائے گی، ہاں! شراب پی لی، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر لی وغیرہ جو گناہ ہیں توبہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ معاف کر دے گا وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بڑے فضل والا ہے، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ سب رحمتیں اور مہربانیاں اس کے پاس ہیں۔

وَاِذْ	یَمْکُرُ	بِکَ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	لِیُثْبِتُوْکَ	اَوْ	یَقْتُلُوْکَ

اور جس وقت خفیہ تدبیر کی آپ ﷺ کے متعلق ان لوگوں نے جو کافر تھے، تاکہ آپ ﷺ کو گرفتار کریں یا آپ ﷺ کو قتل کر دیں،

اَوْ	یُخْرِجُوْکَ ؕ	وَیَمْکُرُوْنَ	وَیَمْکُرُ	اللّٰہُ ؕ	وَاللّٰہُ

یا آپ ﷺ کو جلا وطن کر دیں، اور وہ تدبیریں کرتے تھے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿30﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ

سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں کہتے ہیں، تحقیق ہم نے سن لیا، اگر ہم چاہیں تو

لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿31﴾ وَاِذْ قَالُوا

ہم بھی اس جیسی آیات کہہ سکتے ہیں۔نہیں ہے یہ قرآن مگر پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔اور جس وقت کہا انہوں نے اے

اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ

اللہ ! اگر یہ قرآن حق ہے ، تیری طرف سے ، پس برسا دے پتھر ہم پر آسمان کی طرف سے یا لے آ

ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿32﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

ہمارے پاس دردناک عذاب۔اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی سزا دے ان کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہوں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿33﴾

اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے والا جبکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيُثْبِتُوْكَ: تاکہ وہ تجھے قید کرلیں، يَقْتُلُوْكَ: وہ تجھ کو مارڈالیں، يُخْرِجُوْكَ: وہ تجھے نکال دیں، يَمْكُرُ: وہ تدبیر کرتا ہے، فَاَمْطِرْ: تو تو برسا دے، يَسْتَغْفِرُوْنَ: وہ مغفرت طلب کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد کرایا گیا تھا کہ مکی زندگی میں تم تعداد میں کم اور کمزور تھے ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا جارہا ہے کہ جب مکہ کے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے یا گرفتار کرنے یا جلاوطن کرنے کا پروگرام بنایا۔

اہم نکات: دارالندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اوپر ذکر تھا کہ جب تم کمزور تھے اور لوگ تمہیں اُچک لینے کی کوشش کرتے تھے یہاں اس کے متعلق واقعہ بیان فرمایا۔ کہ ہجرت سے چند دن قبل کفار نے دارالندوہ میں مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر بند کرو دوسرے نے کہا کہ جلاوطن کردو تیسرے نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کردو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سُلایا اور اہل مکہ کی جو امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں

۔رات کے وقت آپ ﷺ نکلے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے آپ نے کفار مکہ کے سروں پر مٹی ڈال دی اور مکہ سے تشریف لے گئے اور تین دن غار ثور میں قیام فرما کر مدینہ تشریف لے گئے۔

(تفسیری نکات) ہجرت کے موقع پر کفار کے ناپاک منصوبے:

وَاِذۡ یَمۡكُرُ بِكَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا اور جس وقت خفیہ تدبیر کی آپ ﷺ کے متعلق ان لوگوں نے جو کافر تھے لِیُثۡبِتُوۡكَ تاکہ آپ ﷺ کو گرفتار کریں، نظر بند کردیں اَوۡ یَقۡتُلُوۡكَ یا آپ ﷺ کو قتل کردیں (نعوذ باللہ)۔ اَوۡ یُخۡرِجُوۡكَ ؕ یا آپ ﷺ کو جلاوطن کردیں مکہ مکرمہ سے نکال دیں یہ تمام تجویزیں سامنے آئیں لیکن آخری فیصلہ قتل کا ہوا وَیَمۡكُرُوۡنَ وَیَمۡكُرُ اللّٰهُ ؕ اور وہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تدبیر کرتا تھا وَاللّٰهُ خَیۡرُ الۡمٰكِرِیۡنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

کفار کا قرآن سن کر جواب:

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کفار پر ہماری آیتیں قَالُوۡا کہتے ہیں قَدۡ سَمِعۡنَا تحقیق ہم نے سن لیا آیات کو لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَآ ۙ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسی آیات کہہ سکتے ہیں اِنۡ هٰذَآ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ نہیں ہے یہ قرآن مگر پہلے لوگوں کے قصے اور کہانیاں ہیں، بیشک قرآن کریم میں قصے ذکر کئے گئے ہیں پیغمبروں کے، بادشاہوں کے، نیکوں اور بدوں کے، مگر وہ محض قصے نہیں ہیں ان میں عبرت ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے " فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ ".ان کے سامنے قصے بیان کرو تاکہ وہ غور وفکر کریں"۔اچھے لوگوں کے نقش قدم پر چلیں اور برے لوگوں کی کارروائی سے بچیں۔

وَاِذۡ قَالُوا اور جب کہا کافروں نے اللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ اے اللہ! اگر یہ قرآن پاک حق ہے مِنۡ عِنۡدِكَ تیری طرف سے، ہم تو منکر ہیں فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ پس برسا دے پتھر ہم پر آسمان کی طرف سے اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یا لے آ ہمارے پاس دردناک عذاب، اس سے اندازہ لگاؤ کہ وہ اپنے کفر پر کتنے پختہ اور مضبوط تھے کہ اگر یہ قرآن سچا ہے تو ہم تو منکر ہیں ہم پر آسمان سے پتھر کیوں نہیں گراتا، عذاب کیوں نہیں بھیجتا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ سزا دے ان کو اے نبی کریم ﷺ وَاَنۡتَ فِیۡهِمۡ ؕ کہ آپ ان میں موجود ہوں، کہ آپ ﷺ جیسی رحمت بھی ان میں موجود ہے اللہ کا عذاب بھی آئے ایسا نہیں ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر موجود ہو وہاں عذاب نہیں آتا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو سزا دینے والا جبکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں، یہ معافی کافروں سے دنیا کا عذاب تو ٹال سکتی ہے لیکن آخروی عذاب نہیں ٹل سکتا چونکہ آخرت کے عذاب کی علت کفر موجود ہے، کافر لوگ جب

طواف کرتے تھے تو کہتے تھے "غُفْرَانَكَ" ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں توہمیں معاف کردے۔ یہ ان کا معافی مانگنا دنیوی عذاب کے ٹلنے کا سبب اور ذریعہ تھا۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور کیا وجہ ہے ان کے لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو سزا نہ دے حالانکہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ

اور نہیں ہیں وہ مسجد حرام کے متولی۔ نہیں ہیں اس کے متولی مگر متقی اور لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں۔ اور نہیں ہے

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

ان کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ پس چکھو تم عذاب اس سبب سے کہ تم کفر کرتے رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے۔

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

بتاکید وہ مال خرچ کریں گے پھر ہونگے وہ اموال ان پر حسرت اور افسوس کا ذریعہ۔ پھر وہ مغلوب ہونگے اور وہ لوگ جو کافر ہیں

اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ

جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔ تاکہ جدا کردے اللہ تبارک وتعالیٰ ناپاک کو پاک سے اور تاکہ کردے خبیث کے بعض کو

ع ۱۸ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

بعض پر۔ پس اکٹھا کرے گا ان سب کو پس کردے گا ان کو جہنم میں۔ یہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَوْلِيَآءَهٗ: اس کے متولی، مُكَآءً: سیٹیاں بجانا، تَصْدِيَةً: تالیاں پیٹنا، لِيَصُدُّوْا: تاکہ وہ روکیں، يُنْفِقُوْنَهَا: وہ اسے خرچ کریں گے، يُغْلَبُوْنَ: وہ مغلوب ہوں گے، بَعْضَهٗ: اس کا بعض، فَيَرْكُمَهٗ: پس وہ اُسے اوپر تلے ڈھیر کردے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار مکہ کی ہٹ دھرمیوں کا بیان ہوا کہ وہ کس طرح ڈھٹائی سے عذاب نازل کرنے کا کہتے تھے۔

ان آیات میں ان کی بداعمالیوں اور خباثتوں کا تذکرہ ہے۔ اور اُن کے لیے جہنم کی وعید ہے۔

(تفسیری نکات) کفار مکہ کے اعمال بد کی مذمت:

وَمَا لَهُمْ اور کیا وجہ ہے ان کے لیے اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو سزا نہ دے وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حالانکہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے ان لوگوں کو جو صحیح معنی میں عبادت کرتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو مسجد حرام میں عبادت سے روکتے ہیں۔

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اور نہیں ہیں وہ مسجد حرام کے متولی اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ نہیں ہیں اس کے متولی مگر متقی، تقوے والے اور تقوی میں پہلی بات شرک سے بچنا ہے اور ان ظالموں نے تو مسجد حرام کو شرک کا اڈا بنایا ہوا تھا، بیت اللہ کی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے یہ مسجد حرام کے متولی کس طرح ہو سکتے ہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کا قبضہ ہو گیا وہ متولی ہے حالانکہ مشرک کا مسجد سے کیا تعلق ہے۔

مشرکین کی نماز:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ اور نہیں ہے ان کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ یہ لوگ مسجد حرام کے باہر جمع ہو جاتے تھے اور قوالی کرتے تھے، تالیاں بجانا، سیٹیاں بجانا، بھنگڑا ڈالنا یہ ان کی عبادت تھی۔ حکم ہو گا فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ پس چکھو تم عذاب اس سبب سے کہ تم کفر کرتے رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے فَسَيُنْفِقُوْنَهَا بتاکید وہ مال خرچ کریں گے ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً پھر ہونگے وہ اموال ان پر حسرت اور افسوس کا ذریعہ ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ پھر وہ مغلوب ہونگے ان کو شکست دی جائے گی، جن کافروں کو بعد میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی انہوں نے کہا کہ ہم نے کیا نادانی کی کہ اسلام کا مقابلہ کیا چندے دیئے اور اسلام کیخلاف ہم نے بڑا مال خرچ کیا ہائے افسوس وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ جہنم کی طرف ان کو اکٹھا کیا جائے گا۔ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ تاکہ جدا کر دے اللہ تبارک وتعالیٰ ناپاک کو پاک سے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ناپاک اور پاک کو الگ الگ کر دیا وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ اور تاکہ کر دے خبیث کے بعض کو بعض پر، ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر لگا دے فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا پھر اکٹھا کرے گا ان سب کو، بدر میں ستر کافر مارے گئے اور چودہ مسلمان شہید ہوئے

ان کو دفن کرنے کا مسئلہ تھا زمین پتھریلی تھی ایک قبر کو کھودنے پر ایک دن لگ جاتا تھا سب کے لیے قبریں کھودنا مشکل تھا مسلمانوں کے لیے تو ایک مربع جگہ میں قبریں کھودیں گئیں اور سب کافر بدر کے کنوئیں میں اوپر نیچے ڈال دیئے گئے۔

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ پس کر دے گا ان کو دوزخ میں، وہیں سے سیدھے دوزخ کی طرف گئے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ، یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں ان لوگوں کو جو کافر ہیں اگر وہ باز آجائیں تو بخش دیا جائے گا جو پہلے ہو چکا اور اگر وہ لوٹیں گے پس تحقیق

مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ

گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا۔ اور تم لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ اور ہو جائے دین سارا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

پس اگر وہ باز آجائیں پس بیشک جو وہ عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ اور اگر وہ اعراض کریں پس تم جان لو بیشک

اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا آقا ہے وہ بہتر آقا ہے اور اچھا مددگار ہے۔ اور تم جان لو بیشک تم نے غنیمت حاصل کی کوئی شے بھی ہو

الجزء العاشر (۱۰)

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور اللہ کے رسول کے قرابتداروں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ

اور اس چیز پر جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر فیصلے والے دن جس دن آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِنْ) يَّعُوْدُوْا: اگر وہ دوبارہ کریں گے، مَضَتْ: گزر چکی ہے، سُنَّتُ: راہ، سنت، الْمَوْلٰى: مددگار، غَنِمْتُمْ: تم کو غنیمت ملا، خُمُسَهٗ: اس کا پانچواں حصہ۔

ربط:

سابقہ آیات سے غزوہ بدر میں حصہ لینے والے کفار کی بات چل رہی تھی کچھ مارے گئے کچھ گرفتار ہوئے آگے فرمایا کہ تم کہہ دو ان لوگوں کو جو کافر ہیں کہ اگر تم رُک جاؤ گے تو تمہارے پہلے کئے ہوئے گناہ معاف ہوں گے۔

(تفسیری نکات) غزوہ بدر کے بعد کفار مکہ سے خطاب:

قُلۡ آپ ﷺ کہہ دیں لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡٓا ان لوگوں کو جو کافر ہیں اِنۡ يَّنۡتَهُوۡا يُغۡفَرۡ لَهُمۡ اگر وہ باز آجائیں تو ان کو بخش دیا جائے گا مَّا قَدۡ سَلَفَ ۚ جو پہلے ہو چکا، حدیث پاک میں آتا ہے "الا سلام یھدم ما کان قبلہ" اسلام اپنے سے پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔"

وَاِنۡ يَّعُوۡدُوۡا اور اگر وہ لوٹیں گے کہ پلٹ کر دوبارہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کریں فَقَدۡ مَضَتۡ سُنَّتُ الۡاَوَّلِيۡنَ پس تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا کہ حق کے مقابلہ میں کفر کو کبھی فتح نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبروں اور مومنوں کی مدد فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم:

وَقَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ اور تم لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے کوئی فتنہ، سب سے بڑا فتنہ کفر اور شرک ہے ۔کفر شرک باقی نہ رہے اور اس کے علاوہ جتنے فتنے ہیں سب ختم ہو جائیں کوئی بھی باقی نہ رہے وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ اور ہو جائے دین سارا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کے لیے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جو شخص لڑتا ہے وہ مجاہد ہے۔

فَاِنِ انۡتَهَوۡا پس اگر وہ باز آجائیں کفر شرک اور فتنہ وغیرہ سے فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں دیکھتا ہے۔

وَاِنۡ تَوَلَّوۡا اور اگر وہ اعراض کریں کہ تمہاری بات نہ مانیں فَاعۡلَمُوۡٓا پس تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰٮكُمۡ ؕ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا آقا ہے اے ایمان والو! نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ وہ بہتر آقا ہے اور اچھا مددگار ہے۔لہذا کافروں کی پرواہ نہ کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

مال غنیمت کے متعلق احکام:

سورۃ کے شروع میں آیا تھا کہ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ یہ آپ ﷺ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں قُلۡ آپ ﷺ فرما دیں الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلُ مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔اب یہاں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

وَاعۡلَمُوۡٓا اور تم جان لو کہ اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ بیشک جو تم نے غنیمت حاصل کی کوئی شے بھی ہو، غنیمت اس

مال کو کہتے ہیں جو شرعی جہاد کے نتیجے میں آئے۔ مسلمانوں کی کمائی میں سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی مال غنیمت ہے کیونکہ جہاد بہت اونچا عمل ہے اور یہ اس کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ کل مال غنیمت کو جمع کرنے کے بعد اس کے پانچ حصے کئے جائیں گے اس کا پانچواں حصہ خمس کہلاتا ہے، چار حصے مجاہدین پر تقسیم ہونگے اور سپہ سالار امیر لشکر اگر اپنی صوابدید پر کسی مجاہد کو بہادری کی وجہ سے زیادہ دینا چاہیے تو دے سکتا ہے کہ اس نے بہادری کے جوہر بہ نسبت دوسروں کے زیادہ دکھائے ہیں، اور یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خمس کے مصارف بیان فرمائے ہیں کہ وہ کہاں کہاں خرچ کیا جائے گا وَلِلرَّسُوْلِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، خمس میں سے بقدر ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے بھی لے لیتے تھے کیونکہ جتنی انسانی ضروریات ہیں وہ پیغمبروں کو بھی ہوتی ہیں وَلِذِي الْقُرْبٰى اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کے لیے ہے۔

آپ کے رشتہ داروں کا بھی خمس میں حق ہے وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کے لیے، یتیم چاہے کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو وہ خمس کے مال کا مستحق ہے وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کے لیے۔ مسکین اسے کہتے ہیں کہ اس کے پاس بقدر نصاب سامان نہ ہو۔ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اور مسافروں کے لیے، مسافر کا بھی خمس میں حق ہے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہونگے اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر ہو تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھتے وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ اور وہ نصرت جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر فیصلے والے دن، جس دن حق اور باطل کا فیصلہ ہوا ہو اس پر ایمان رکھتے ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان سے تین ہزار فرشتے نازل کئے تو پھر سمجھ لو کہ غنیمت کے مستحق یہ لوگ ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ یہ مدد کس دن ہوئی؟ فرمایا يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ جس دن آمنے سامنے ہوئیں، دو جماعتیں حق اور باطل کی، ایک طرف تین سو تیرہ اور دوسری طرف ایک ہزار وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر سکتا ہے وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ

اور جس وقت تھے تم ادھر والے کنارے پر اور وہ کافر پرلے کنارے پر تھے اور تجارت والا قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو البتہ اختلاف کرتے وعدہ پورا کرنے میں اور لیکن تاکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے اس معاملے کا جو

مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ

طے شدہ ہے تاکہ ہلاک ہو وہ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے کھلی دلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے زندہ رہے کھلی دلیل کے ساتھ،

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿42﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ

اور بیشک البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا ہے، جاننے والا ہے۔ جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ دکھاتا تھا آپ ﷺ کو وہ کافر

مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ

آپ ﷺ کے خواب میں تھوڑے۔ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ دکھاتا وہ کافر آپ ﷺ کو زیادہ البتہ تم بزدلی کر جاتے

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿43﴾

اور البتہ تم جھگڑا کرتے معاملہ میں اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلامتی میں رکھا۔ بیشک وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ

اور تم کو دکھائی وہ فوج جب تم آمنے سامنے ہوئے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا کر کے دکھایا ان کی آنکھوں میں تاکہ

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿44﴾ ع

فیصلہ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس معاملہ کا جو طے شدہ ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِالْعُدْوَةِ: کنارے پر، الْقُصْوٰى: دور والا، الرَّكْبُ: قافلہ، لَوْتَوَاعَدْتُّمْ: (اگر) تم آپس میں وعدہ کرتے، اخْتَلَفْتُمْ: تم اختلاف کرتے، لِيَقْضِيَ: فیصلہ کرتا ہے، لِّيَهْلِكَ: تاکہ ہلاک ہو جائے، يَحْيٰى: وہ زندہ رہے، حَيَّ: وہ (جو) زندہ رہا، يُرِيْكَهُمْ: اس نے دکھلائے وہ تجھے، مَنَامِكَ: تیری نیند، (لَوْ) اَرٰىكَهُمْ: (اگر) وہ دکھلاتا تجھ کو، سَلَّمَ: اس نے سالم رکھا، يُرِيْكُمُوْهُمْ: وہ تمہیں دکھادے گا ان کو، الْتَقَيْتُمْ: تم آمنے سامنے ہوئے، اَعْيُنِكُمْ: تمہاری آنکھیں، يُقَلِّلُكُمْ: وہ تھوڑا کر کے دکھاتا ہے تم کو۔

ربط:

اس سے قبل بیان ہو چکا ہے کہ مکہ والوں کا تجارتی قافلہ جو شام سے آ رہا تھا اس کے تعاقب میں مسلمان مدینہ منورہ سے نکلے اب یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم قافلے کے تعاقب کو اہمیت دے رہے تھے مگر ہم کافروں کی جمعیت اور قوت کو توڑنا چاہ رہے تھے۔

اہم نکات: غزوہ بدر سے قبل آپ ﷺ کا خواب دیکھنا:

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا بدر کی روانگی سے چند دن قبل آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ تھوڑے سے لوگ ہیں جن سے ہم لڑ رہے ہیں تو اس سے مسلمانوں کی ہمتیں بلند ہوئیں۔

سوال: یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کا خواب حقیقت ہوتی ہے آپ ﷺ نے خواب میں کفار کو کم دیکھا حالانکہ حقیقت

میں کفار مسلمانوں سے تین گناہ زیادہ تھے؟

جواب: تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر البحر المحیط، تفسیر بیضاوی میں ہے کہ خواب کی حقیقت اور ہوتی ہے اور تعبیر کی صورت اور ہوتی ہے۔ خواب میں قلت سے مراد شکست تھی اور یہ مجموعی اصول ہے کہ قلت والوں کو شکست ہوتی ہے۔

(تفسیری نکات) غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ:

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا اور جس وقت تھے تم ادھر والے کنارے پر جو مدینہ طیبہ کی طرف قریب تھا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى اور وہ کافر پرلے کنارے پر تھے جو مدینہ طیبہ سے دور تھا۔ وَالرَّكْبُ اور تجارتی قافلہ جس کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے اَسْفَلَ مِنْكُمْ تم سے نیچے کی طرف تھا۔ تجارتی قافلہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ جو میدان بدر سے نیچے کا علاقہ تھا۔ غزوۂ بدر کوئی پہلے سے طے شدہ نہیں تھا کہ تم نے فلاں جگہ پہنچنا ہے اور ہم نے بھی اور لڑائی ہوگی بلکہ اتفاق ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے پہلے سے کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر پہنچنا ہے لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ تو البتہ اختلاف کرتے وعدہ پورا کرنے میں ممکن ہے تم بروقت نہ پہنچتے یا وہ نہ پہنچتے وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا اور لیکن تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فیصلہ کرے اس معاملے کا جو طے شدہ ہے لِّيَهْلِكَ تاکہ ہلاک ہو مَنْ هَلَكَ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے عَنْۢ بَيِّنَةٍ کھلی دلیل کے ساتھ، کہ ان کفار کو کثرت تعداد اور قوت پر گھمنڈ اور غرور تھا۔ اسلحہ کی ان کے پاس بہتات تھی سارا عرب ان کے ساتھ تھا اور اس طرف مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے اور لڑائی کے قابل بھی یہی تھے پیچھے مدینہ میں صرف نابینا، لنگڑے، بوڑھے، معذور، عورتیں اور بچے تھے وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے زندہ رہے کھلی دلیل کے ساتھ، آٹھ تلواروں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار تلواروں پر غلبہ عطا فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور بیشک البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

آپ ﷺ کو خواب میں کفار کی شکست دکھا دی گئی تھی:

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ دکھاتا تھا آپ ﷺ کو وہ کافر آپ ﷺ کے خواب میں تھوڑے، غزوہ بدر سے چند دن پہلے آنحضرت ﷺ نے ایک خواب دیکھا جس کا اہم نکات میں تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ دکھاتا وہ کافر آپ ﷺ کو زیادہ البتہ تم بزدلی کر جاتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ اور البتہ تم جھگڑا کرتے اس معاملہ میں، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلامتی میں رکھا اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے۔

میدان بدر میں بھی مسلمانوں کو کفار تھوڑے دکھائے گئے:

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بدر میں پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر مزید کرم کیا کہ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اور تم کو دکھائی وہ فوج اِذِ الْتَقَيْتُمْ جب تم آمنے سامنے ہوئے فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا تمہاری آنکھوں میں تھوڑی، جو سامنے کفار نظر آتے تھے وہ تھوڑے تھے باقی پیچھے تھے وہ نظر نہیں آتے تھے ان کو کم سمجھ کر مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی کہ ہمارے مقابلے میں تھوڑے ہیں۔

وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ اور تم کو تھوڑا کر کے دکھایا ان کی آنکھوں میں، مسلمان تو واقعی تھوڑے تھے لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ تاکہ فیصلہ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس معاملے کا جو طے شدہ ہے کہ باوجود تمہارے کمزور ہونے کے اللہ تبارک وتعالیٰ نصرت ومدد فرما کر کامیابی نصیب کرے گا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سب کام یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں کفار کو کم دیکھنا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کفار کم نظر آنا غرض یہ سب ظاہری باطنی روحانی جسمانی تکوینی اور تشریعی امور سب پر اللہ وحدہ لاشریک ہی کا کنٹرول ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم ملو یعنی ٹکر ہو کافروں کے گروہ سے، پس ثابت قدم رہو، اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

تاکہ تم فلاح پا جاؤ، اور اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، پس تم کمزور

وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

طرح جو نکلے اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے اور وہ روکتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔ اور جس وقت مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ

اور کہا نہیں غالب آئے گا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی اور بیشک میں تمہارا مددگار ہوں۔ پس جب آمنے سامنے

الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

ہوئیں دو جماعتیں پھر گیا وہ ایڑیوں کے بل اور کہا بیشک میں بیزار ہوں تم سے، بیشک میں دیکھتا ہوں وہ مخلوق جو تم نہیں دیکھتے

اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع

بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاثْبُتُوْا: (تو) تم ثابت قدم رہو، لَا تَنَازَعُوْا: آپس میں جھگڑا نہ کرو، فَتَفْشَلُوْا: (پس) تم کمزور ہو جاؤ گے، تَذْهَبَ: چلی جائے گی، رِيْحُكُمْ: تمہاری ہوا، بَطَرًا: اتراتے ہوئے اکڑتے ہوئے، تَرَآءَتِ: آمنے سامنے ہوئیں، الْفِئَتٰنِ: دو فوجیں، نَكَصَ: وہ الٹا پھرا، اَرٰى: میں دیکھتا ہوں، (لَا) تَرَوْنَ: تم نہیں دیکھتے ہو۔

ربط:

پہلے ذکر تھا کہ بدر کے دن اے ایمان والو ہم نے تم کو امداد دی۔ بدر میں جو خوبیاں تم مسلمانوں میں تھیں ان کی برکت سے اللہ نے تم کو کامیاب کیا یہاں اب کامیابی کے اصول بیان فرمائے جا رہے ہیں کہ مسلمان جب بھی کفار سے لڑیں تو ان اصولوں کو اپنائیں تو کامیابی نصیب ہوگی۔

(تفسیری نکات) کفار سے جہاد کے وقت کامیابی کے اہم اصول:

(اوّل): يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً جب ملو تم یعنی تمہارا مقابلہ کافروں کے گروہ سے ہو فَاثْبُتُوْا پس ثابت قدم رہو، اور پہلے اسی سورۃ میں گزر چکا ہے کہ میدان جنگ میں پشت دکھانا جبکہ دشمن کا لشکر اپنے سے دوگنا بھی ہو گناہ کبیرہ ہے۔

(دوم): وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور ذکر کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کثرت سے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی برکت سے مومن کے دل کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن میدان جنگ میں نعرہ تکبیر کے علاوہ دوسرے اذکار آہستہ کرے اور ضرورت پیش آئے تو نعرہ تکبیر بلند آواز سے لگائے۔ ذکر کے لیے وضو شرط نہیں، قبلہ کی طرف رخ کرنا شرط نہیں ہے، بیٹھ کے کرنا شرط نہیں ہے چلتے پھرتے کر سکتے ہو، لیٹے ہوئے کر سکتے ہو ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو یہ تمہاری کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ ہے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(سوم): وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے اس کی تعمیل ضروری ہے۔

(چہارم): وَلَا تَنَازَعُوْا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اس لئے کہ اگر تم نے جھگڑا کیا تو فَتَفْشَلُوْا کمزور ہو جاؤ گے

بزدل ہوجاؤ گے تمہاری قوت بکھر جائے گی وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اتحاد اتفاق میں جو برکت ہے وہ انتشار میں نہیں ہے اگر نظریاتی باتیں ہیں تو ایک دوسرے کو گوارہ کرو یہ کامیابی کا گر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتایا ہے۔

(پنجم): وَاصۡبِرُوۡا اور صبر کرو۔ یہ وہ پانچ اصول ہیں کہ ان پر عمل کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور اس کا یہ بھی حکم ہے کہ تکبر اور غرور نہ کرو۔

غزوۂ بدر کے موقع پر کفارِ مکہ تکبر کرتے ہوئے نکلے:

تکبر سے بچو کسی کو حقیر نہ سمجھو اور کسی کی صحیح بات کو ٹھکراؤ نہ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بَطَرًا جو نکلے اپنے گھروں سے یعنی کفار جب مکہ مکرمہ سے اکڑتے ہوئے تکبر کرتے ہوئے اپنی قوت کے نشے میں نکلے وَّرِئَآءَ النَّاسِ اور لوگوں کو دکھانے کے لیے، ڈھول بجا رہے تھے عورتیں ناچ رہی تھیں بھنگڑا ڈالتے ہوئے مکہ مکرمہ سے نکلے بڑا عجیب منظر تھا وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اور وہ روکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے، وَاللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے علم کے لحاظ سے بھی اور قدرت کے لحاظ سے بھی۔

شیطان کا غزوۂ بدر میں فرشتوں کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کرنا:

غزوۂ بدر کے موقع پر شیطان قبیلہ بنو بکر کے سردار سراقہ ابن مالک کی شکل میں کفار کے ساتھ ان کے لشکر کے ہمراہ آیا۔ جس وقت بدر میں فرشتوں کا نزول ہوا تو اس وقت شیطان اور اس کے ہمرایوں نے یہ فرشتے دیکھے تو وہاں سے بھاگ پڑے کفار نے روکنے کی کوشش کی تو کہنے لگا تم جانو اور تمہارا کام مجھے وہ مخلوق نظر آ رہی ہے جو تمہیں نظر نہیں آ رہی۔ اسی واقعے کا ان درج ذیل آیات میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ اور جس وقت مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو کہ ان کو کہا میں تمہارے ساتھ ہوں وَقَالَ اور کہنے لگا لَا غَالِبَ لَكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ نہیں غالب آئے گا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی۔ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّكُمۡ ۚ اور بیشک میں تمہارا مددگار ہوں فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ پس جب آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں، مومنوں کی اور کافروں کی نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ پھر گیا وہ ایڑیوں کے بل، الٹے پاؤں بھاگا وَقَالَ اور کہنے لگا اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ بیشک میں بیزار ہوں تم سے اِنِّىۡۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوۡنَ بیشک میں دیکھتا ہوں وہ مخلوق جو تم نہیں دیکھتے۔ مجھے فرشتے نظر آ رہے ہیں اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے کہ اس کے

فرشتے مجھے ماریں گے لوگوں نے بہت کہا او سراقہ! کہاں جا رہے ہو کہنے لگا اب ٹھہر نہیں سکتا، لوگوں نے طعنے بھی دیئے بہت کچھ کہا لیکن اس نے کسی کی کوئی بات نہ سنی وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے، آج میری پٹائی ہو جائے گی یہ کہہ کر شیطان بھاگ گیا۔

اِذۡ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۤءِ دِيۡنُهُمۡ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ

جب کہنے لگے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، دھوکے میں ڈالا ہے ان کو ان کے دین نے، اور جو بھروسہ

عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿49﴾ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ يَتَوَفَّى

کرے اللہ تعالیٰ پر پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور اگر اے مخاطب! تو دیکھے جس وقت جان

الَّذِيۡنَ كَفَرُوا‌ ۙ الۡمَلٰٓـئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ‌ۚ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿50﴾

نکالتے ہیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں فرشتے مارتے ہیں ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر، اور چکھو جلانے والا عذاب،

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۙ ﴿51﴾

یہ اس سبب سے جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے، اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر،

كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ‌ ۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ان لوگوں کی عادت ہے جیسے عادت تھی فرعونیوں کی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے، انکار کیا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿52﴾

کی آیتوں کا پس پکڑا ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ قوی ہے سخت سزا دینے والا ہے،

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمۡ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعۡمَةً اَنۡعَمَهَا عَلٰى قَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا

یہ سزا اس لئے دیتا ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں بدلنے والا نعمت کو جو نعمت دی ہے اس نے کسی قوم کو یہاں تک کہ وہ خود بدل

بِاَنۡفُسِهِمۡ‌ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ ﴿53﴾ كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ‌ ۙ

دیں اس کو جان کے نفسوں میں اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ ان کی عادت ہے جیسے فرعونیوں کی تھی

وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ

اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے جھٹلایا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ان کے گناہوں کے

وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ‌ۚ وَكُلٌّ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿54﴾

بدلے میں اور ہم نے غرق کیا فرعونیوں کو اور یہ سب کے سب ظلم کرنے والے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ: منافقت کرنے والا، غَرَّ: دھوکے میں ڈال دیا، یَتَوَفّٰی: وہ روح قبض کرتا ہے، یَضْرِبُوْنَ: وہ مارتے ہیں، اَدْبَارَھُمْ: ان کی پشتیں، قَوِیٌّ: طاقت ور، (لَمْ) یَکُ: (نہیں) ہے وہ، مُغَیِّرًا: بدلنے والا، اَنْعَمَھَا: اس نے نعمت دی ان کو۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی غزوہ بدر کا قصہ چلا آرہا تھا تو یہ آیات بھی غزوہ بدر کے متعلق ہیں، مدینہ منورہ سے جب یہ کمزور تھوڑے سامان والے مسلمان کفار سے لڑنے جارہے تھے تو منافقین اور ضعیف الایمان لوگوں نے کہا کہ ان کو اپنے دین نے دھوکے میں ڈالا کیونکہ ظاہری اسباب کمزور تھے۔

(تفسیری نکات) منافقین کی مسلمانوں پر طعنہ زنی:

اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ جب کہنے لگے منافق وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کفر شرک کی غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ دھوکے میں ڈالا ہے ان کو ان کے دین نے، یہ چند مٹھی بھر مسلمان عرب کو فتح کرنے کے لیے جارہے ہیں قریش مکہ پر غلبہ پانے کے لیے جارہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا بڑا مختصر سا جواب دیا وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور جو بھروسہ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ پر فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہیں حکمت والا ہے، جانے والوں کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے جو کچھ میسر تھا وہ لے لیا ہے آگے اللہ تعالیٰ کا کام ہے نتیجہ اس کے ہاتھ میں ہے۔

کفار کی آخری وقت میں جان نکالنے کے اذیت ناک لمحات:

وَلَوْ تَرٰٓی اور اگر اے مخاطب! تو دیکھے اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ جس وقت جان نکالتے ہیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں، فرشتے جس وقت جان قبض کرتے ہیں یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ مارتے ہیں ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر۔

تفسیروں میں لکھا ہے "مقامع من حدید" کہ لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں مونہوں پر بھی اور پشتوں پر بھی، لیکن ساتھ کھڑے ہوئے۔ افراد کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ مرنے والے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، یہ چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیب میں رکھی ہیں ان کو اسی طرح ماننے کا نام ایمان بالغیب ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دکھادے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہا، تو یاد رکھنا! جان نکالتے وقت فرشتے سوال جواب کرتے ہیں، گفتگو ہوتی ہے، مار پڑتی ہے یہ سب کچھ

حق ہے اور کہتے ہیں وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور چکھو جلانے والا عذاب، قبر میں جانے کے بعد دوزخ میں جنت سامنے آجاتی ہے، حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے لوگ قیامت کو دور سمجھتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "من مات فقد قامت قیامة" ۔" جوفوت ہوا تحقیق اس کی قیامت برپا ہوگئی"۔ فرمایا ذٰلِكَ یہ جو سزا تم کو ہو رہی ہے بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ اس سبب سے جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے یعنی جو اعمال تم کرتے رہے یہ اُس کا نتیجہ تمہیں مل رہا ہے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر ذرہ برابر بھی، بدلا تو تمہیں ملے گا کفر شرک کا اور حق کے ساتھ ٹکرانے کا۔

آل فرعون اور اس سے پہلے کی سرکش قوموں کو بھی ایسے ہی سزائیں دی گئیں:

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ ان لوگوں کی عادت ہے جیسے عادت تھی فرعونیوں کی وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم، قوم مدین، قوم لوط، قوم صالح، قوم ثمود، قوم نوح، ان کی عادت بھی ایسے ہی تھی کہ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ انکار کیا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتوں کا، آیات سے مراد آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی ہو سکتے ہیں اور معجزے بھی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتابوں کو بھی جھٹلایا اور معجزات کو جادو کہہ کر رد کر دیا حالانکہ وہ معجزات ان کے مطالبے پر ظاہر کئے گئے۔ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ پس پکڑا ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکے گناہوں کے بدلے اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ قوی ہے سخت سزا دینے والا ہے، یہ سزا کیوں دیتا ہے؟ ذٰلِكَ یہ اس لئے ہے بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں بدلنے والا نِّعْمَةً نعمت کو اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ جو نعمت دی ہے اس نے کسی قوم کو حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ یہاں تک کہ وہ خود بدل دیں اس کو جو ان کے نفسوں میں ہے۔

انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی جھٹلایا، پیغمبروں کا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئے وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ ان کی عادت ہے جیسے فرعونیوں کی تھی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے کہ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ جھٹلایا انہوں نے اپنے رب کی آیات کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جھٹلایا فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ان کے گناہوں کے بدلے میں وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ اور ہم نے غرق کیا فرعونیوں کو، فرعون، ہامان اور ان کا لشکر بحر قلزم میں غرق کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کے لیے خشک راستے بنا کر دریا عبور کرا دیا اور فرعونی جس وقت داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا وہ چل پڑا یہ غرق ہو کر سیدھے جہنم رسید ہوئے فرعون کی لاش کے علاوہ کوئی لاش باہر نہیں نکلی اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے

بطور نشانی کے باہر نکالا اور باقی رکھا کہ لوگ دیکھیں کہ یہ وہ تھا جو کہتا تھا "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" ۔ میں تمہارا رب الاعلیٰ ہوں " یہ اس کا حال ہے فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ اور یہ سب کے سب ظلم کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے سب کو تباہ اور برباد کیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿55﴾ اَلَّذِيْنَ

بے شک بدترین جانور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں پس وہ ایمان نہیں لاتے۔ وہ لوگ ہیں جن سے

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿56﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا پھر وہ توڑتے ہیں اپنے عہد کو ہر مرتبہ اور وہ ڈرتے نہیں عہد شکنی سے۔ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پائیں

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿57﴾ وَاِمَّا

ان کو لڑائی کے موقع پر پس بھگادیں ان کی وجہ سے ان کو جو ان کے پیچھے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

خوف محسوس کریں کسی قوم سے خیانت کا پس پھینک دیں ان کی طرف برابری پر بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پسند نہیں کرتا

الْخَآئِنِيْنَ ﴿58﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿59﴾ ع

خیانت کرنے والوں کو۔ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں بیشک وہ عاجز نہیں کر سکتے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ

اور تیار رکھو ان کے لیے جو تم طاقت رکھتے ہو اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے ڈراؤ تم اس قوت کے ذریعے اللہ کے دشمنوں کو

وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

اور اپنے دشمنوں کو اور دوسروں کو جو ان کے علاوہ ہیں۔ تم ان کو نہیں جانتے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿60﴾

خرچ کرو گے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اس کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا تم کو اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِمَّا) تَثْقَفَنَّهُمْ: (اگر) تو پائے ان کو، شَرِّدْ: تو سزا دے، اِمَّا تَخَافَنَّ: (اگر) تو ڈرے، خِيَانَةً: خیانت کرنا، فَانْۢبِذْ: (تو) تو پھینک دے، سَبَقُوْا: وہ بھاگ گئے، اَعِدُّوْا: تم تیار کرو، مَّا اسْتَطَعْتُمْ: (جو) تم استطاعت

رکھتے ہو، رِبَاطِ: باندھنا، تُرْهِبُوْنَ تم ڈراتے ہو، دُوْنِهِمْ: ان کے سوا، لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ تم نہیں جانتے ہو ان کو، يَعْلَمُهُمْ: وہ ان کو جانتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں غزوہ بدر کا ذکر تھا اب آگے بنو قریظہ کا رد شروع ہوا۔ بدر کی لڑائی کا سبب ایک یہ تھا کہ یہود نے کفار مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے آمادہ کیا جیسا کہ حدیث کی کتب میں موجود ہے حالانکہ یہود بنی قریظہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ تھا انہوں نے معاہدہ توڑا، ان آیات میں یہود کی اس عہد شکنی کا ذکر ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ سابقہ آیات میں جہاد کا ذکر تھا اب آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافر اگر کسی موقع پر چھوٹ جائیں یا بچ جائیں تو یہ نہ سمجھیں کہ وہ چھوٹ گئے بلکہ اگلی دفعہ ہاتھ میں آئیں گے، بدر میں جو رہ اُن کی افرادی اور مالی قوت کو دیگر غزوات میں توڑ دیا گیا۔

(تفسیری نکات) کفار بدترین مخلوق ہیں:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ بیشک بدترین جانور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں۔ زمین پر نقل وحرکت کرتے چلتے پھرتے ہیں فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ پس وہ ایمان نہیں لاتے اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ وہ لوگ ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا، ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ پھر وہ توڑتے ہیں اپنے عہد کو ہر مرتبہ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ اور وہ ڈرتے نہیں عہد شکنی سے، آگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پائیں ان کو لڑائی کے موقع پر فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ پس بھگا دیں ان کی وجہ سے ان کو جو ان کے پیچھے ہیں یعنی ان کو ایسی مار لگائیں کہ جس سے پچھلے بھی بھاگ جائیں، لڑائی کے موقع پر ان سے نرمی نہ کریں تاکہ نرمی سے یہ غلط فائدہ نہ اٹھائیں خوب سختی کریں لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں کہ لڑائی کا یہ مزا ہے۔ اگر نرمی کی جائے گی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف محسوس کریں کسی قوم سے خیانت کا معاہدہ میں کہ وہ معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ پس پھینک دیں انکی طرف ان کے عہد کو برابری پر۔ ان کو اطلاع بھیج دیں کہ ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ نہیں رہا یعنی معاہدے کی منسوخی کا اعلان کر دیں، خفیہ طریقے سے ان کے خلاف کارروائی کریں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پسند نہیں کرتا خیانت کرنے والوں کو، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا سَبَقُوْا کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں، اگر ان کو فوری سزا نہیں ملی تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہماری قدرت سے نکل گئے ہیں مہلت سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ بیشک وہ عاجز نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کو اپنے فیصلوں سے جو فیصلہ وہ کرے گا وہی ہوگا۔

کفار کے مقابلے کے لیے مسلمانوں کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اور تیار رکھو کافروں کے لیے جو طاقت رکھتے ہو قوت۔ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے۔ مطلب یہ ہے کہ مکمل جنگی تیاری رکھنا، ہتھیاروں کو چلانا سیکھنا مسلمان کے فرائض میں داخل ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر بھول گیا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ اس زمانہ میں تیر اندازی بڑا ہتھیار تھا آج کل دوسرے ہتھیار ہیں تو اُن ہتھیاروں کو چلانا اور اُن کا سیکھنا مسلمان کے فرائض میں سے ہے اور یہ اسلام ہے تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ڈراؤ تم اس قوت کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ اور دوسروں کو جو ان کے علاوہ ہیں لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ تم ان کو نہیں جانتے۔ یعنی کفار، مشرکین، یہود و نصاریٰ کی اصلی کیفیات کیا ہیں تمہیں معلوم نہیں ہیں۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جانتا ہے، کہ ان کے دلوں میں تمہارے لیے کس قدر بغض اور عداوت بھری ہوئی ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اس کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا تم کو۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا کہ تم نیکی کرو اور بدلہ نہ ملے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو اور بدلہ نہ ملے ایسا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اللہ تعالیٰ کے خزانے بڑے وسیع ہیں تمہیں پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اور اگر وہ کافر مائل ہوں صلح کے لیے تو آپ ﷺ بھی مائل ہو جائیں اس کے لیے اور بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر بیشک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ کافر ارادہ کریں آپ ﷺ کو دھوکا دیں اللہ پس بیشک کافی ہے آپ ﷺ کے لئے،

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ وہی ہے جس نے آپ ﷺ کی تائید کی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں کے ساتھ، اور الفت ڈال دی

قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں میں، اگر آپ ﷺ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سارا تو نہ الفت ڈال سکتے ان کے دلوں میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے الفت ڈال دی ان کے درمیان بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اے نبی کریم ﷺ

حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۴﴾

کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اوران کے لئے جنہوں نے پیروی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مومنوں میں سے،

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلَى الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھاریں ایمان والوں کولڑائی پر اگر ہوں گے تم میں سے بیس صبر کرنے والے

يَغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ ۚ وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

غالب آئیں گے دوسو پراوراگرہوں گےتم میں ایک سو،غالب آئیں گے ایک ہزار پران لوگوں میں سے جنہوں نے کفرکیا

بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۶۵﴾

بیشک وہ قوم ہےایسی جوسمجھتی نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِنۡ) جَنَحُوۡا:(اگر) وہ جھکیں، لِلسَّلۡمِ:صلح کے لیے، فَاجۡنَحۡ:تو تو بھی جھک جا، (اِنۡ) يُّرِيۡدُوۡۤا:(اگر) وہ چاہیں، (اَنۡ) يَّخۡدَعُوۡكَ:(کہ) وہ تجھے دھوکہ دیں، حَسۡبَكَ:تجھے کافی ہے، اَيَّدَكَ:اس نے تجھے تقویت دی، لَوۡاَنۡفَقۡتَ:اگر تو خرچ کرتا، مَّاۤ اَلَّفۡتَ:تو محبت نہ ڈالتا، مَنِ اتَّبَعَكَ:(جو) تیرا پیروکار ہے، عِشۡرُوۡنَ:بیس، صَابِرُوۡنَ:صبر کرنے والے،يَغۡلِبُوۡا:وہ غالب ہوں گے،مِائَتَيۡنِ:دوسو،اَلۡفًا:ہزار۔

ربط:

سابقہ آیات میں جنگ کا ذکر تھا اب ان آیات میں صلح کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صلح کی پیشکش تم نہ کرو کیونکہ اس وقت تم میں کمزوری محسوس کیجائے گی، ہاں اگر وہ پیشکش کریں تو ٹھیک ہے۔

(تفسیری نکات) کفار اگر صلح کی پیشکش کریں تو قبول کرلو:

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ اور اگر وہ کافر مائل ہوں، آمادہ ہوں صلح کے لیے فَاجۡنَحۡ لَهَا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مائل ہوجائیں صلح کے لئے۔قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بتلارہی ہے کہ صلح میں پہل تم نے نہیں کرنی کافر پہل کریں تو صلح کرلو کیونکہ اگر تم صلح کی پیشکش کروگے تو اس میں تمہاری کمزوری کا احساس ہوگا۔تو مسلمان کو کسی بھی مقام پر اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، اور صلح کا ضابطہ قرآن پاک نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہوجاؤ وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ اور بھروسہ کریں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اور اگر وہ کافر ارادہ کریں اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکہ دیں صلح کے ذریعے

یعنی وہ صلح اس لئے کرتے ہیں کہ اپنی تیاری کرلیں تو یاد رکھو فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ؕ تو بیشک کافی ہے آپ ﷺ کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ هُوَالَّذِيۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وہی ہے جس نے آپ ﷺ کی تائید کی اپنی مدد کے ساتھ غزوہ بدر اور دیگر غزوات کے موقع پر وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور مومنوں کے ساتھ۔

اسلام نے مدینے کے انصار میں اسلام سے قبل کی لڑائیاں ختم کرادیں:

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ اور الفت ڈال دی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا اگر آپ ﷺ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سارا یعنی زمین کے سارے خزانے خرچ کرتے مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ تو نہ الفت ڈال سکتے ان کے دلوں میں وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے الفت ڈال دی ان کے دلوں میں۔

نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل انصار مدینہ کے دونوں قبائل اوس اور خزرج آپس میں جانی دشمن تھے۔ اسلام آیا تو یہ لوگ اکٹھے بیٹھ کر نمازیں پڑھتے، کھاتے پیتے، اٹھتے بیٹھتے یہودی عیسائی حیران ہوتے کہ یہ لوگ ایکدوسرے کی جان کے دشمن تھے آج بھائی بھائی بن گئے ہیں آپس میں رشتے نہیں کرتے تھے آج رشتے بھی کر رہے ہیں آپس میں شیر وشکر ہو گئے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ محبت اور الفت میں نے ڈالی ہے۔ آپ ﷺ ساری زمین کے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو ان کے دلوں میں محبت نہیں ڈال سکتے تھے۔ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ اے نبی کریم ﷺ کافی ہے آپ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ وَمَنِ اور ان کے لئے بھی اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ جنہوں نے پیروی کی آپ ﷺ کی مومنوں میں سے، حقیقی مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے اور عالم اسباب میں ظاہری طور پر مدد کرنے والے مومن ہیں، اس لئے کافروں کی خیانت اور بد دیانتی سے نہ گھبرائیں۔

نبی کریم ﷺ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اے نبی کریم ﷺ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلَى الۡقِتَالِ ؕ آپ ﷺ ابھاریں، آمادہ کریں، رغبت دیں ایمان والوں کو جہاد پر۔ کیونکہ جب تک جہاد نہیں ہوگا اس وقت تک یہ کافر تمہارے قابو نہیں آئیں گے جہاد ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا کافروں پر رعب ہے۔ اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ اگر ہوں گے تم میں سے بیس صبر کرنے والے يَغۡلِبُوۡا مِائَتَيۡنِ ۚ غالب آئیں گے دوسو پر یعنی ایک اور دس کی نسبت ہے، ایک مسلمان دس کافروں پر غالب آئے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وَاِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ اور اگر ہوں گے تم میں سو يَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا غالب آئیں گے ایک ہزار پر ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا گویا یہاں بھی نسبت ایک اور دس کی ہے۔ یہ حکم

پہلے تھا بعد میں تخفیف ہوگئی جس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے، تو حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے مسلمان تھوڑے تھے اور صحیح معنی میں مسلمان تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو توفیق دی تھی۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بیشک وہ قوم ہے ایسی جو سمجھتی نہیں ہے۔ وہ اپنی ناک کی خاطر لڑیں گے ملک وقوم اور رقم کی خاطر لڑیں گے اور تمہاری لڑائی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ بچ گئے تو غازی اور اگر مر گئے تو شہید اور جنت کے وارث ہیں۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اب تخفیف کردی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سے اور وہ جانتا ہے بیشک تمہارے اندر کمزوری ہے پس اگر ہوں گے تم میں سے

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ

ایک سو صبر کرنے والے غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک ہزار غالب آئیں گے دو ہزار پر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، نہیں لائق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ

یہ کہ ہوں ان کے پاس قیدی، یہاں تک کہ وہ ان کا خون بہادیتے زمین میں تم ارادہ کرتے ہو دنیا کے سامان کا اور اللہ تبارک وتعالیٰ

يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ

ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللہ تبارک وتعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے

سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ

جو پہلے سے طے ہے البتہ پہنچتا تم کو اس چیز کی وجہ سے جو تم نے لی ہے عذاب بڑا پس کھاؤ تم اس میں سے جو تم نے غنیمت میں

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع

حاصل کیا ہے حلال پاکیزہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَفَّفَ: اس نے تخفیف کردی، ضَعْفًا: سستی، کمزوری، صَابِرَةٌ: صبر کرنے والی جماعت، اَلْفَيْنِ: دو ہزار، يُثْخِنَ: وہ خونریزی کرے، سَبَقَ: پہلے ہو چکا، (لَ) مَسَّكُمْ: البتہ تم کو پہنچتا۔

ربط:

سابقہ آیات میں حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے اللہ کے فضل سے مسلمانوں نے یہ کر کے دکھایا کیونکہ ان کے ایمان قوی تھے یہ حکم کئی سال رہا اس کے بعد اللہ نے تخفیف کر دی ان آیات میں اس کا بیان ہے۔

اہم نکات: بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر تنبیہ:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى بدر کی لڑائی میں ستر کافر مارے گئے ستر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے چودہ شہید ہوئے آٹھ انصار اور چھ مہاجرین میں سے ان ستر قیدیوں کے بارے میں اختلاف ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قتل کرنا چاہئے ہر آدمی اپنے عزیز کو قتل کر دے، حضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم عباس کو، علی عقیل کو، اور میں اپنے ماموں کو اور ابو بکر اپنے بیٹے عبد الرحمن کو قتل کریں۔ ابو سعود نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے عمر رضی اللہ عنہ کیساتھ تھی باقی صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ٹھنڈی طبیعت کے آدمی تھے سنجیدگی سے بات کرتے، فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صحیح بات کی ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں کو اگر قتل کر دیں گے تو اس میں اسلام کی بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بدنامی ہوگی دوسری بات یہ کہ اگر قتل کر دیں تو کفار کی عداوت اور بڑھ جائے گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہو سکتا ہے ان میں سے کسی کو توفیق ہو جائے اور ان میں سے کچھ اسلام قبول کر لیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو بکر ایسا لگتا ہے کہ آپ پر بیٹے کی محبت غالب آئی انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم نہیں بلکہ اسلام کو ذلت سے بچانے کے لیے میں یہ تجویز دیتا ہوں، اس موقعہ پر ان حضرات نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فدیہ لے لیں، ہر ایک سے چار چار سو درھم اگر کوئی فدیہ نہ دے سکتا ہو اور پڑھے لکھے ہوں تو وہ ہمارے ان پڑھوں کو لکھنا سکھلائیں۔

مسند احمد میں ہے کہ اللہ کا عذاب درخت کے قریب آ گیا تھا اس وجہ سے کہ تم نے مال کی بات کی اور لالچ کی، اللہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند تھی۔

تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ اس سے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر عذاب آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں نیز قرآن میں آتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں ہوں گے اللہ نہیں چاہتا ہے کہ ان کو عذاب دے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اگر عذاب آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچ جاتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور باقی حضرات نہ بچتے۔ تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر معالم التنزیل، فوائد عثمانیہ تفاسیر میں یہاں بہت سے نکات ہیں۔

① ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے یہ طے ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو

سزا نہ ہوگی۔

② ۔ اہل بدر کے لئے اللہ کا یہ فیصلہ ہے اعملوا ماشئتم لقد غفرت لکم

③ ۔ مجتہد کو اجتہادی غلطی کی وجہ سے سزا نہیں ہوتی مجتہد کے بارے میں فرماتے ہیں المجتهد قد يخطي و قد يصيب.

④ ۔ جب تک کسی مسئلہ میں پہلے سے کوئی مثال نہ ہو تو سزا نہیں ہوتی یہاں پر بھی چونکہ پہلے سے کوئی مثال نہ تھی اس لئے سزا نہ ہوئی۔

(تفسیری نکات) جہاد میں کفار سے مقابلے کا تخفیفی حکم:

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ اب تخفیف کر دی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم سے وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک تمہارے اندر کمزوری ہے، وہ پہلی سی قوت تمہارے اندر نہیں ہے فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ غالب آئیں گے دو سو پر وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک ہزار يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ غالب آئیں گے۔ فرمایا ایک ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب آئیں گے، بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ساتھ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کرنے والے کے ساتھ۔ جس دور میں بھی مسلمانوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر عمل کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے نصرت پائی۔

غزوۂ بدر میں پکڑے جانے والے قیدیوں کا معاملہ:

غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق مسلمانوں کے باہم مشورے کا بیان اوپر اہم نکات میں ہو چکا اب تفسیری نکات بیان ہوتے ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ نہیں لائق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى اسری "اسیر کی جمع ہے" اسیر" کا معنی ہے قیدی تو معنی ہوگا یہ کہ ہوں ان کے پاس قیدی حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ یہاں تک کہ وہ ان کا خون بہا دیتے زمین میں یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ تعالیٰ کو پسند آئی تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ تم ارادہ کرتے ہو دنیا کے سامان کا یہ چار سو درھم تمہیں پسند آ گئے وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کا ارادہ کرتا ہے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پہلے سے طے ہے۔ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ البتہ پہنچتا تم کو اس چیز کی وجہ سے جو تم نے لی ہے عذاب بڑا لیکن پہلے سے لکھا ہوا تھا کہ ایسا فیصلہ کریں گے بس وہ برقرار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عذاب نہیں آئے گا۔ فَكُلُوْا

مِمَّا غَنِمْتُمْ پس کھاؤتم اس میں سے جوتم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے حَلٰلًا طَيِّبًا حلال پاکیزہ، یعنی کھانے کی دو شرطیں ہیں حلال اور طیب۔

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں قیدی ہیں اگر جان لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے دلوں

خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾

میں بہتری کو دیگا تم کو بہتر، اس سے جو تم سے لیا گیا ہے، اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ

اور اگر وہ ارادہ کریں تمہارے ساتھ خیانت کرنے کا تو تحقیق انہوں نے خیانت کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پہلے بھی پس اللہ تعالیٰ

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

نے ان پر قدرت دی ہے تم کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

اور جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے گھروں

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا

میں ٹھکانا دیا اور مدد کی یہی لوگ ہیں جو بعض ان کے وارث ہیں بعض کے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي

کی نہیں ہے تمہارے لئے ان کی وارثت میں سے کچھ بھی یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں، اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے

الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

دین کے بارے میں پس تم پر ضروری ہے ان کی مدد کرنا، مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان

مِّيْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾

معاہدہ ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُخِذَ: چھین لیا گیا، خِيَانَتَكَ: تجھے دھوکہ دینا، خَانُوْا: وہ دھوکہ کرچکے، فَاَمْكَنَ: پھر اس نے پکڑوادیا،

اٰوَوْا: انہوں نے جگہ دی، نَصَرُوْٓا: انہوں نے مدد کی، وَّلَا يَتِهِمْ: ان کی رفاقت، (اِنْ) اسْتَنْصَرُوْكُمْ: (اگر) وہ تم سے مدد چاہیں۔

ربط:

اوپر غزوہ بدر کے قیدیوں کا ذکر تھا اب آگے ان قیدیوں کے متعلق احکامات کا بیان ہو رہا ہے۔

(تفسیری نکات) غزوہ بدر کے قیدیوں سے اللہ تعالیٰ کا خطاب:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْ کہہ دیں لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ان کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں قیدی ہیں جنگ بدر کے اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اگر جان لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بہتری کو کہ تم کفر چھوڑ کر ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے لیا گیا ہے فی کس چار سو درہم، تم ایمان لاؤ گے، نیکی کرتے رہو گے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے کئی گنا بہتر عطا فرمائیں گے وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور تمہیں بخش دے گا، کفر شرک جواب تک کیا ہے اور حق کا جو مقابلہ کرتے رہے ہو وہ بھی معاف کر دے گا، اسلام لانے کے بعد یہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ اور اگر یہ قیدی ارادہ کریں تمہارے ساتھ خیانت کرنے کا کہ کفر پر ڈٹے رہیں اور اسلام کی مخالفت پر جمے رہیں فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ تو تحقیق انہوں نے خیانت کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پہلے بھی فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر قدرت دی ہے تم کو۔

مشرکین کی خیانت سے کیا مراد ہے:

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اس جہان یعنی عالم وجود میں آنے سے پہلے عرفات کے میدان میں وادی معرۃ النعمان میں تمام انسانوں کی ارواح کو حاضر کر کے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ"۔ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں "قَالُوْا بَلٰى" سب نے کہا ہاں آپ ہمارے رب ہیں"۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ عہد تھا اور عالم وجود میں آنے کے بعد لات، منات، عزیٰ ہبل وغیرہ کو رب بنا کر اس عہد میں خیانت کی ہے اور بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ ابو طالب کے مکان میں تمام بنو ہاشم اکٹھے ہوئے اور آپس میں عہد کیا کہ اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیں مذہبی اعتبار سے اختلاف ہے لیکن ہیں وہ ہماری برادری کے، لہٰذا برادری سسٹم کے مطابق ہم نے ان کی مخالفت نہیں کرنی لیکن ابو جہل بڑا شیطان آدمی تھا اس نے معاہدہ نہ چلنے دیا اور بنو ہاشم کو مجبور کر کے بدر میں لے آیا تو انہوں نے پہلے بھی عہد شکنی کر کے مخالفت کی اگر اب بھی کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پرواہ نہ کریں، "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ"۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مہاجرین اور انصار کا مثالی بھائی چارہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اور جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے، اپنے مال خرچ کئے اور جانیں لیکر کافروں کے مقابلے میں گئے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں، ان مہاجرین، مجاہدین کا ذکر ہے وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے گھروں کا ٹھکانا دیا اور مدد کی، یہ انصار ہیں جنہوں نے بڑی قربانی دی کہ چھوٹے چھوٹے مکان ہوتے ہوئے مہاجرین مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے اور رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا ان کو اپنے مکان رہائش کے لیے دیئے اپنی زمینوں اور باغات میں سے ان کو حصہ دیا، وہ اس طرح کہ جب آنحضرت ﷺ نے مواخات قائم فرمائی تو انصار نے جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ تمام اس بات کا عہد کرو کہ زمینیں اور کھجوروں درخت آدھے ہمارے اور آدھے مہاجرین بھائیوں کے، اس فیصلے کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ﷺ کی رائے لے لیں، چنانچہ انصار نے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں مگر یہ مہاجرین تو تاجر پیشہ ہیں ان کو کیا معلوم کہ فصل کب لگاتے ہیں اور کب کاٹتے، کیونکہ مکہ مکرمہ میں کھیتی باڑی نہیں ہوتی تھی، انصار مدینہ نے کہا اچھا حضرت اس طرح کرتے ہیں کہ کھیتی باڑی ہم کریں گے، فصلیں بھی ہم کاٹیں گے، کھجوریں بھی ہم اتاریں گے تیار پھل آدھا ان کا اور آدھا ہم لیں گے، یہ کتنی بڑی قربانی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "لوگو! یاد رکھنا دنیا فانی ہے میں دنیا سے جانے والا ہے انصار کا خیال رکھنا" حب الانصار من الایمان " انصار کی محبت ایمان کا حصہ ہے"۔ اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ یہی لوگ ہیں جو بعض ان کے وارث ہیں بعض کے، مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ نہیں ہے تمہارے لئے ان کی وارثت میں سے کچھ بھی حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں۔

مہاجر کا بھائی ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائے تو پھر وہ اپنے بھائی کا وارث ہوگا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ اور اگر وہ تم سے مدد طلب کریں دین کے بارے میں، جو کفار کے علاقے میں رہتے ہیں، فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ پس تم پر لازم اور ضروری ہے ان کی مدد کرنا اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو اس قوم کے خلاف تم مدد نہیں کر سکتے یعنی عہد و پیمان کی پابندی کرنی ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ؕ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ

اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان میں سے بعض بعض کے وارث ہیں اگر تم ان کی مدد نہیں کرو گے تو ہوگا فتنہ زمین میں اور فساد

كَبِيۡرٌؕ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

بہت بڑا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جنہوں نے جہاد کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں

وَالَّذِيۡنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا‌ ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ﴿۷۴﴾

اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی یہی لوگ ہیں ایمان والے پکی بات ہے ان کے لیے بخشش ہے اور رزق ہے عمدہ۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰۤـئِكَ مِنۡكُمۡ‌ ؕ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس کے بعد اور انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر پس یہ لوگ تم

وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

میں سے ہیں اور قریبی رشتہ دار بعض کے زیادہ حقدار ہیں بعض سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ

بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۵﴾ ع ۹

ہر چیز کو جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِلَّا) تَفۡعَلُوۡهُ: اگر تم اس کو نہ کرو گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مہاجرین اور انصار کی مثالی مؤاخات کا تذکرہ ہوا اب مہاجرین اور انصار کے مثالی ایمان والے ہونے کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

(تفسیری نکات) مسلمان مسلمان کی مدد کرے:

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور وہ لوگ جو کافر ہیں بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ؕ بعض ان میں سے بعض کے وارث ہیں، کافر کی وارثت کافر کو ملے گی اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ اگر تم ان مسلمانوں کی مدد نہیں کرو گے تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ تو ہوگا فتنہ زمین میں کہ کافروں کا مسلمانوں پر غلبہ ہوگا اور وہ مسلمانوں پر ظلم کریں گے۔ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ اور فساد ہوگا بہت بڑا، لہذا مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا تمہارا فریضہ ہے۔

مہاجرین وانصار کی شان:

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَهَاجَرُوۡا اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰهَدُوۡا اور جنہوں نے جہاد کیا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں، یہ مہاجرین کا ذکر ہے وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا اپنے گھروں میں، زمینوں میں، باغات میں اور مدد کی، یہ انصار کا ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو ہی طبقے تھے ایک مہاجرین کا اور دوسرا انصار کا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں طبقوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ حق بات یہ ہے کہ یہی لوگ ہیں ایمان والے، یعنی مہاجرین اور انصار لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ ان کے لیے بخشش ہے وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ اور عمدہ رزق ہے۔ کتنی صاف آیات ہیں کہ مہاجرین بھی مومن ہیں اور انصار بھی مومن ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مہاجرین ہیں، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مہاجرات ہیں، ان کو اگر کوئی کافر کہے گا تو وہ خود کافر ہوجائے گا، انصار میں سے کسی کو کافر کہے گا تو وہ خود کافر ہے۔

فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان:

اور مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد کئی لوگ مسلمان ہوگئے ان میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور بیشمار لوگ ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ان مہاجرین اور انصار کے بعد" وَھَاجَرُوْا "اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا مَعَکُمْ اور انہوں نے جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ ؕ پس یہ لوگ تم میں سے ہیں، جیسے ابوسفیان، امیر معایہ، حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم۔ یہ بھی تمہارے میں سے ہیں اور سب مومن ہیں۔

وراثت کے حکم کا تبدیل ہونا:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ اور قریبی رشتے دار اور برادری والے بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ بعض ان کے زیادہ حقدار ہیں بعض سے وراثت میں فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ ؕ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں یعنی مواخات والی وراثت کا مسئلہ ختم ہوگیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم تھا کہ مواخات کے ذریعہ وراثت ملے گی اور اب حکم یہ ہے کہ رشتہ دار عزیز ایک دوسرے کے وارث بنیں گے کیونکہ اب ساری برادریاں مسلمان ہوگئی ہیں لہذا اب باپ کی وراثت بیٹے کو اور بیٹے کی باپ کو، بھائی کی بھائی کو، چچے کی تائے کو ان کی اولاد کو وارثت ملے گی، کتاب اللہ میں یہی لکھا ہوا تھا کہ پہلا حکم منسوخ ہوجائے گا مواخات والا اور دوسرا حکم برادری والا نافذ ہوجائے گا اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے، اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِيَّۃٌ

سورۃ التوبہ مدنی سورت ہے اس کی ایک سو انتیس (۱۲۹) آیات ہیں اور سولہ (۱۶) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا نواں (۹) نمبر ہے۔ اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) نمبر ہے۔ اس سورت کے بھی بہت سے نام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ذکر کیے ہیں۔

① التوبہ، ② البراءۃ، ③ الفاضحہ، ④ العذاب، ⑤ المقشقشہ، ⑥ المنقرہ، ⑦ البحوث، ⑧ الحافرہ، ⑨ المبثیرہ، ⑩ المبعثرہ، ⑪ المنقرہ، ⑫ المخزیہ، ⑬ المنکلہ، ⑭ المشردہ، ⑮ المدمدہ۔ گویا سورت الفاتحہ کے بعد اس کے سب سے زیادہ نام ہیں۔

سورۃ التوبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟

جامع القرآن خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمام سورتوں کے آغاز میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور سورۃ التوبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں ہے انہوں نے فرمایا باقی تمام سورتوں کے شروع میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسم اللہ سنی ہے مگر سورۃ التوبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں سنی ہے۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سورۃ التوبہ کے آغاز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیوں نہیں لکھی گئی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ البراءۃ یعنی کفار، مشرکین اور منافقین سے اعلان براءت ہے جو تلوار یعنی حکم جنگ کے ساتھ نازل ہوئی اور امان اور اعلان جنگ کو اکٹھا نہیں کیا گیا۔ یعنی چونکہ اس میں کافروں اور مشرکوں سے اعلان جنگ اور بیزاری ہے اس لیے اس سورت کے آغاز میں بسم اللہ نازل نہیں کی گئی ہے۔ تفسیر روح المعانی اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ اگر سورۃ الانفال سے پڑھتے ہوئے آرہے ہو تو سورۃ التوبہ کے آغاز کے وقت بسم اللہ نہ پڑھو اور اگر سورۃ التوبہ کے درمیان میں تلاوت شروع کرنی ہے تو پھر بسم اللہ پڑھو۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

بیزاری کا اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان لوگوں کی طرف جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

مشرکوں میں سے۔ (ان سے کہہ دو) چلو پھرو زمین میں اور تم جان لو بیشک تم نہیں عاجز کر سکتے

اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى

اللہ تعالیٰ کو اور بیشک اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔ اور اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ

لوگوں کو بڑے حج کے دن کہ بیشک بیزار ہے اللہ تعالیٰ مشرکوں سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ پس اگر تم توبہ کرلو

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ

پس وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرو گے بیشک تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنادیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ

ان لوگوں کو جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے پھر انہوں نے کمی نہیں کی

شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ

تمہارے ساتھ کسی شے میں اور نہ امداد کی تمہارے خلاف کسی کی پس تم مکمل کرو ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پرہیزگاروں کے ساتھ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَرَآءَةٌ: بیزاری، عٰهَدْتُّمْ: تم نے عہد کیا، فَسِيْحُوْا: پس پھرو، مُعْجِزِي: تھکانے والے، مُخْزِي: رُسوا کرنے والا، اَذَانٌ: اعلان، لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ: انہوں نے نہیں نقصان کیا تمہارا، لَمْ يُظَاهِرُوْا: انہوں نے مدد نہ کی، فَاَتِمُّوْٓا: تو پورا کرو۔

ربط:

تفسیر کبیر، تفسیر ابوسعود، تفسیر سبق الغایات اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں وہی ربط لکھا ہے جو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ سورۃ الانفال میں بھی جہاد کا مضمون تھا اور اس سورۃ التوبہ میں بھی یہی جہاد کا مضمون ہی چل رہا ہے۔

(اہم نکات) اعلان براءت میں چار قسم کے لوگوں کا تذکرہ:

بیان القرآن اور روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ یہاں چار قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

① ۔جن کے ساتھ معاہدہ تھا (یعنی کفار مکہ) اور انہوں نے معاہدہ توڑ دیا۔

② ۔قبیلہ بنوضمرہ اور بنومدلج والے کہ ان کے ساتھ معاہدہ پورا ہونے میں نو ماہ تھے اور ان سے معاہدے کی مدت پوری کی گئی۔

③ ۔وہ قبیلہ جن کے ساتھ معاہدہ میں کوئی مدت مقرر نہیں تھی۔

④ ۔وہ قبائل جن سے کوئی معاہدہ نہیں تھا اس میں کفار کے دو گروہ تھے: ① بنوخزاعہ، ② بنوبکر۔

ان میں سے بنوخزاعہ مسلمانوں کا حلیف تھا اور بنوبکر قریش مکہ کا حلیف تھا۔ ان کی آپس میں لڑائی ہوئی قریش نے بنو بکر کا ساتھ دیا۔ بنوخزاعہ والے آپ ﷺ کے پاس آئے اور گواہوں نے ثابت کیا کہ ہمارے مخالفین کے ساتھ حملہ کرنے میں قریش مکہ بھی شامل تھے آپ ﷺ نے کفار مکہ کو پیغام بھیجا کہ تم نے معاہدہ توڑا ہے یا تو مقتولین کی دیت ادا کرو یا صلح حدیبیہ کا معاہدہ منسوخ سمجھو۔ کفار مکہ نے دیت دینے سے انکار کیا اور معاہدہ منسوخ کرنے کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ کے نمائندے جب مکہ سے واپس آ گئے تو کفار مکہ کو ندامت ہوئی کہ حدیبیہ کا معاہدہ منسوخ کر کے ہم نے غلط بات کہی۔ لہٰذا انہوں نے تجدید معاہدہ کے لیے ابوسفیان کو بھیجا وہ آئے اور آپ ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک مقتولین کی دیت نہیں دو گے معاہدہ بحال نہیں ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا کہ دیت کی بات چھوڑیں معاہدہ بحال کر لیں تو آپ ﷺ نے براءت کا اعلان فرما دیا۔

(تفسیری نکات) مشرکین سے اعلان براءت:

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ بیزاری کا اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اِلَى الَّذِيۡنَ عٰهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ان لوگوں کی طرف جن کیساتھ تم نے معاہدہ کیا تھا۔ مشرکوں میں سے عرب کے قبائل کے ساتھ آپ ﷺ کے مختلف قسم کے معاملات تھے۔ جن کا ہم اوپر اہم نکات میں ذکر کر چکے ہیں۔

ان لوگوں کی طرف جن کیساتھ تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے۔ کہ ہم معاہدے کے بالکل پابند نہیں ہیں کیونکہ تم نے معاہدے کی پابندی نہیں کی باہر سے کچھ اور تھے اور اندر سے کچھ اور تھے ان سے کہہ دو فَسِيۡحُوۡا فِى الۡاَرۡضِ چلو پھرو زمین میں اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ چار مہینے تم کو مہلت ہے آج کے بعد وَّاعۡلَمُوۡۤا اور تم جان لو اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ ۙ بیشک تم عاجز نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کو وَاَنَّ اللّٰهَ مُخۡزِى الۡكٰفِرِيۡنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اور اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اِلَى النَّاسِ لوگوں کو يَوۡمَ الۡحَجِّ الۡاَكۡبَرِ بڑے حج کے دن۔ ہمارے یہاں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمعے والے دن حج اکبر ہے حالانکہ اس بات کی حقیقت نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج اکبر کہتے ہیں عمرہ کے مقابلہ میں کہ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں۔ چنانچہ منیٰ

میں، مزدلفہ میں، عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والوں نے اعلان کر کے سنایا اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بیشک بیزار ہے اللہ تعالیٰ مشرکوں سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ اب ہمارا تمہارا کوئی معاہدہ نہیں چار مہینے تم کو مہلت ہے فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ پس اگر تم توبہ کر لو کفر شرک سے اور مسلمان ہو جاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ اور اگر تم اعراض کرو گے ایمان سے اور کفر و شرک پر ڈٹے رہو گے فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنا دیں ان لوگوں کو جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔ یہ ان پر خوب چوٹ ہے کیونکہ عذاب کی تو خوشخبری نہیں ہوتی دراصل یہ ان کیساتھ طنز اور استہزاء ہے۔ اس اعلان کا اطلاق حج کے دن نو تاریخ سے شروع ہوا چار ماہ کی ان کو مہلت دی گئی۔ ہاں صرف ان لوگوں کیساتھ معاہدہ برقرار رہے گا اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْـًٔا پھر انہوں نے کمی نہیں کی تمہارے ساتھ کسی شے میں۔ قبیلہ بنو ضمرہ اور قبیلہ بنو مدلج۔ ان کیساتھ معاہدہ تھا اور معاہدے کی میعاد ختم ہونے میں ابھی نو مہینے باقی تھے انہوں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی معاہدے میں کوئی کمی نہیں کی۔ وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا اور نہ امداد کی تمہارے خلاف کسی کی۔ جیسے مکہ والوں نے قبیلہ بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی کھل کر امداد کی تھی فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ تم مکمل کرو ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک نو ماہ جو باقی ہیں ان تک معاہدہ پورا کرو اس کے بعد پھر وہ خود دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دور میں اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے دور میں عرب کے رہنے والے تقریباً سارے مسلمان ہو گئے سوائے یہود و نصاریٰ کے اور ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصیت فرما گئے تھے اخرجوا الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب "یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دینا" یہ بڑے سازشی بے ایمان ہیں تمہیں اسلام پر نہیں چلنے دیں گے۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ اِلٰی مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پرہیزگاروں کے ساتھ۔ لہٰذا تم پرہیزگاری کا ثبوت دو۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

پس جس وقت گزر جائیں عزت والے مہینے پس تم قتل کرو مشرکوں کو جہاں بھی تم انکو پاؤ اور ان کو پکڑو اور ان کا گھیراؤ کرو

وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

اور بیٹھو ان کے لیے ہر گھات میں پس اگر وہ کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں

الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

تو چھوڑ دوان کا راستہ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور اگر کوئی ایک بھی مشرکوں میں سے

اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ

پناہ مانگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ دیں اس کو یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ تعالیٰ کا کلام پھر پہنچادیں اس کو امن کی

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع

جگہ تک یہ اس لئے کہ بیشک یہ قوم ہے جو نہیں جانتی ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُحْصُرُوْهُمْ: تم ان کا محاصرہ کرو، وَاقْعُدُوْا: اور تم بیٹھو، فَخَلُّوْا: تو تم چھوڑ دو، سَبِيْلَهُمْ: راستہ ان کا، غَفُوْرٌ: بہت بخشنے والا، اِسْتَجَارَكَ: اس نے پناہ مانگی تجھ سے، فَاَجِرْهُ: تو تو پناہ دے اس کو، اَبْلِغْهُ: پہنچادے اس کو، مَاْمَنَهٗ: اس کی امن کی جگہ۔

ربط:

پچھلی آیات میں کفار اور یہود و نصاریٰ سے جو اعلان براءت کیا گیا تھا اسی کی مزید تفصیل اب ان آیات میں بھی بیان کی جارہی ہے۔

(تفسیری نکات) کفار اور مشرکین کے قتل کا حکم:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ پس جس وقت گذر جائیں عزت والے مہینے ۔ ذوالقعدہ ۔ ذوالحجہ ۔ محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے ۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ پس تم قتل کرو مشرکوں کو جہاں بھی انکو پاؤ کہ معاہدہ ختم ہوگیا ہے ۔ یہ ان مشرکوں کی بات ہے جو عرب میں رہتے تھے اور ان کے ساتھ معاہدے ہوئے تھے اور انہوں نے معاہدے توڑ دیئے تھے ان کو قتل کرو وَخُذُوْهُمْ اور ان کو پکڑو، گرفتار کرو وَاحْصُرُوْهُمْ اور ان کا محاصرہ اور گھیراؤ کرو، وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ اور بیٹھو ان کے لیے ہر گھات میں جنہوں نے معاہدے کئے اور ان کی پاسداری نہیں کی فَاِنْ تَابُوْا پس اگر وہ توبہ کرلیں کفر وشرک سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کریں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ تو چھوڑ دو ان کا راستہ ۔ کہ اب انہوں نے کفر شرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے، اندر کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " امرت ان اقاتل الناس " ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکوں کے ساتھ لڑوں " حتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " ۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھ لیں، " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " ۔ کا اقرار کرلیں تو ان کی جان مال محفوظ، عزت محفوظ، " وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ " ۔ ان کا حساب اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہے،

باطنی معاملہ ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ہم ظاہر کے مکلف ہیں، ظاہری طور پر وہ احکام اسلام کو قبول کریں اور ان پر عمل کریں تو مسلمان سمجھیں جائیں گے ہاں اگر وہ کوئی ایسا فعل کریں یا کوئی بات کریں جو کفریہ ہو تو پھر کافر سمجھیں جائیں گے، اور یہ بات کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی مسلمان نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑی ہو۔ آپ ﷺ کے بعد تیس سالہ خلافت راشدہ کا دور گزرا پھر ایک سو دس ہجری تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور ہے اس میں کوئی ایک واقعہ بھی نہیں ہے کہ کسی مسلمان نے نماز ترک کی ہو اور اسے نماز پڑھنے پر سزا دی گئی ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

کوئی کافر مسلمان ہو کر دین سیکھنا چاہے تو اس کو دین کی تعلیم دو:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور اگر ایک بھی مشرکوں میں سے اسْتَجَارَكَ پناہ مانگے آپ ﷺ سے فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ پس آپ ﷺ پناہ دیں اس کو یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام، یعنی اگر کوئی کافر کہے کہ میں تمہارا دین سمجھنا چاہتا ہوں مجھے اپنا دین سمجھاؤ، سمجھ آ گئی تو قبول کر لوں گا تو ایسے آدمی کو پناہ دو اور سمجھاؤ، اس کے شبہات دور کرو ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ پھر پہنچا دیں اس کو امن کی جگہ تک۔ کہ وہ سوچے کہ جو باتیں مجھے کہی گئی ہیں وہ حق ہیں اگر قبول کر لے تو "فبہا" ورنہ وہ بھی دوسرے کافروں کی طرح ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ اس لئے کہ یہ قوم ہے جو نہیں جانتی، لہٰذا اس کو تم پہلے دین کا علم سکھا دو، یہ دین فطرت ہے اسلام ایسا مذہب ہے جو فطرت کے مطابق ہے اگر کسی میں ضد نہ ہو تو فوراً قبول کرے گا اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ

کیسے ہو سکتا ہے مشرکوں کے لیے عہد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ کے ہاں مگر وہ لوگ

عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ

جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس پس پس جس وقت تک وہ قائم رہیں تمہارے لئے پس تم بھی قائم رہو ان کے لیے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ۔ کیسے ان کے وعدے کا اعتبار ہو سکتا ہے اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں

فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى

نہیں لحاظ کریں گے رشتہ داری کا اور نہ عہد و پیمان کا یہ تمہیں راضی کرتے ہیں اپنے مونہوں کی بات سے اور انکار کرتے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا

دل ان کے اور اکثر ان کے نافرمان ہیں۔ خریدا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت کو پس روکا

عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے، بیشک بری ہے وہ کارروائی جو وہ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَقَامُوْا: وہ سیدھے رہے، اِسْتَقِيْمُوْا: تم سیدھے رہو، اِنْ يَّظْهَرُوْا: اگر وہ غالب آئیں، لَا يَرْقُبُوْا: وہ لحاظ نہ رکھیں گے، اِلًّا: قرابت، ذِمَّةً: عہد، تَاْبٰى: انکار کرتے ہیں۔

ربط:

اوپر کفار کے معاہدے کا ذکر تھا کہ انہوں نے اس معاہدے کی قدر نہیں کی اب آگے اس سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مشرکین کے عہد کی کیا حیثیت ہے۔

(تفسیری نکات) مشرکین عہد اور معاہدے کی پاسداری کر ہی نہیں سکتے:

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ کیسے ہوسکتا ہے مشرکوں کے لئے عہد عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ اللہ تبارک وتعالیٰ کہ ہاں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں، کیونکہ وعدے کا پاس تو اس کو ہوتا ہے کہ جس کا یہ ذہن ہو کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرونگا تو گنہگار ہو جاؤں گا اور قیامت والے دن مجھ سے پوچھا جائے گا اور جو شخص قیامت کا ہی قائل نہیں ہے ثواب اور عذاب کا قائل نہیں ہے وہ وعدے کا کیا خیال رکھے گا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس۔ اس سے مراد معاہدہ حدیبیہ ہے کہ حدیبیہ مسجد حرام سے چھ میل کے فاصلے پر ہے فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ پس جس وقت تک وہ قائم رہیں گے تمہارے لئے فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ پس تم بھی قائم رہو ان کے لیے یعنی اگر وہ پابندی کریں تو تم بھی پابندی کرو اگر وہ معاہدے کو توڑ دیں تو تم بھی اس کے پابند نہیں ہو، چنانچہ ہوا یہ کہ بنو بکر جو قریش مکہ کا حلیف تھا اس نے زیادتی کی قبیلہ بنو خزاعہ پر جو حلیف تھا مسلمانوں کا، قبیلہ بنو بکر افراد اور اسلحہ کے اعتبار سے بڑا طاقتور تھا اور بنو خزاعہ انکی بنسبت کمزور تھا، قبیلہ بنو خزاعہ کا وفد فریاد لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگے حضرت ہم آپ کے حلیف اور دوست ہیں بنو بکر نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے اور ہمارے آدمی مار ڈالے ہیں اور قریش نے ان کی معاونت کی ہے۔ اور عکرمہ ابوجہل کا لڑکا معاونت کرنے والوں کا سرغنہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کرائی تو معلوم ہوا کہ بنو خزاعہ والے سچے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ وفد بھیجا کہ تم نے ہمارے دوستوں کے ساتھ زیادتی کی ہے لہٰذا یا تو مقتولین کی دیت ادا کرو یا پھر یہ سمجھو کہ ہمارے تمہارے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ختم ہو گیا ہے، قریش مکہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہی سمجھو کہ

معاہدہ ٹوٹ گیا ہے، وفد واپس آگیا تو بعد میں فکر مند ہوئے کہ ہم نے جذبات میں آکر کیا کہہ دیا ہے مشورے میں یہ طے ہوا کہ زبانی کلامی معاہدہ برقرار رکھو اور دل سے ختم سمجھو، چنانچہ اس کے لیے انہوں نے ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کو مدینہ طیبہ بھیجا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور بڑے میٹھے انداز میں کہنے لگے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان معاہدہ برقرار ہے ایسے ہی کچھ جذباتی آدمیوں نے کہہ دیا تھا کہ معاہدہ ٹوٹ گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر معاہدہ قائم ہے تو مقتولین کی دیت ادا کرو کہنے لگا دیت کی بات نہ کرو بس میں آگیا ہوں میرے آنے کو سب کچھ سمجھو، آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے ضابطے کے مطابق بات کرو مگر وہ باتیں کرتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ پابندی کریں تم بھی پابندی کرو ورنہ نہیں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیز گاروں کے ساتھ

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ کیسے ان کے وعدوں کا اعتبار ہو سکتا ہے اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ نہیں لحاظ کریں گے رشتہ داری کا اور نہ عہد و پیمان کا، يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ تمہیں راضی کرتے ہیں اپنے مونہوں کی بات سے وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ اور انکار کرتے ہیں دل ان کے۔ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں ہمیشہ اکثریت نافرمانوں کی رہی ہے۔

کفار نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلہ میں ذلت اور گمراہی کو خریدا:

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا خریدا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت کو آیات سے مراد قرآن کریم ہے قرآن کریم مکہ مکرمہ میں نازل ہونا شروع ہوا اور مکہ والوں کی زبان میں نازل ہوا وہ اس کی فصاحت و بلاغت کو سمجھتے اور جانتے تھے اور قرآن کریم کے اثر کو بھی مانتے تھے اسی لئے کہتے تھے "لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ" (حم سجدہ: ۲۶) نہ سنو اس قرآن کو اور شور مچاؤ اس میں تا کہ تم غالب ہو جاؤ کہ شور مچاؤ گے تو دوسرے سنیں گے نہیں اور ان پر اثر نہیں ہو گا یہ کافروں کا مشن تھا اور وہ قرآن کریم کا اتنا اثر مانتے تھے کہ اس کو سحر مبین سے تعبیر کرتے تھے قرآن پاک کے بدلے میں دنیا کی حقیر چیزیں حاصل کرتے تھے جاہ اقتدار، چودھراہٹ، دولت یہ تمام چیزیں ثمن قلیل ہیں۔

مگر انہوں نے حقیر چیز کو پسند کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے راستے سے خود بھی بھٹک گئے فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکایا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک بری ہے وہ کارروائی جو وہ کرتے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿10﴾

نہیں لحاظ کرتے وہ کسی مومن کے بارے میں قرابتداری کا اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی لوگ ہیں تجاوز کرنے والے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ

وہ اگر توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور زکوٰۃ ادا کریں پس تمہارے بھائی ہیں وہ دین میں اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿11﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

آیات ایسی قوم کے لیے جو جانتی ہے۔ اور اگر وہ توڑ دیں اپنے وعدے کو اپنے عہد کرنے کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین میں

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿12﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا

پس لڑو تم کفر کے سرداروں کیساتھ بیشک ان کا کوئی وعدہ نہیں ہے تاکہ وہ باز آجائیں۔ کیوں نہیں لڑتے تم اس قوم سے

نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

جنہوں نے اپنے وعدے توڑ دیے اور انہوں نے قصد کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا اور انہوں نے ابتدا کی تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿13﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ

کیا تم ان سے ڈرتے ہو، پس اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر ہو تم مومن ہو۔ لڑو، تم ان کے ساتھ

اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو سزا دے گا تمہارے ہاتھوں سے اور ان کو رسوا کرے گا اور تمہاری مدد کرے گا ان کے خلاف اور شفا دے گا

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿14﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

مومنوں کے دلوں کو۔ اور دور کر دے گا ان کے دلوں کے غصے کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ رجوع فرمائے گا جس پر چاہے گا

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿15﴾

اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَرْقُبُوْنَ: وہ لحاظ نہیں کرتے ہیں، اَلْمُعْتَدُوْنَ: زیادتی کرنے والے، اِنْ نَّكَثُوْٓا: اگر وہ توڑ دیں، طَعَنُوْا: (اگر) وہ عیب لگائیں، اَئِمَّةَ: امام، سردار، يَنْتَهُوْنَ: وہ باز آئیں، هَمُّوْا: وہ فکر میں رہے، بَدَءُوْكُمْ: انہوں نے ابتدا کی تم سے، تَخْشَوْنَهُمْ: تم ڈرتے ہو ان سے، اَنْ تَخْشَوْهُ: یہ کہ تم ڈرو اس سے، يُخْزِهِمْ: وہ رسوا کرے گا انہیں، يَشْفِ: وہ ٹھنڈا کرے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ کفار، مشرکین اور منافقین کے عہد اور وعدے کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہاں بیان ہے کہ یہ لوگ رشتہ داریوں کا بھی لحاظ نہیں کرتے پس اگر وہ توبہ کرتے ہوئے ایمان لے آئیں تو فبہا ورنہ ان کے ساتھ لڑو اور انہیں قتل کرو۔

(تفسیری نکات) کفار رشتہ داریوں اور عہد و پیمان کا بھی خیال نہیں کرتے:

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ نہیں لحاظ کرتے وہ کسی مومن کے بارے میں قرابتداری کا اور نہ عہد و پیمان کا، پہلے بھی اس مضمون کی آیت گزری ہے۔ یہ کفر میں اتنے پختہ ہیں کہ وہ رشتہ داری کا بھی خیال نہیں کرتے، حالانکہ عربوں میں عزیز و اقارب کا بڑا لحاظ ہوتا تھا لیکن مومنو! یہ کفار تمہارے لئے قطعاً کوئی رعایت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہیں حد سے تجاوز کرنے والے فَاِنْ تَابُوْا پس اگر وہ توبہ کرلیں کفر شرک سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور وہ قائم کریں نماز کو، کیونکہ نماز تمام عبادات میں سے اہم عبادت ہے، قیامت والے دن حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے سوال نماز کا ہوگا "اول ما یحاسب العبد یوم القیمة الصلاة "۔ پہلی وہ چیز کہ بندے کا حساب لیا جائے گا قیامت والے دن وہ نماز ہے۔" اگر نماز صحیح نکلی تو دوسرے معاملات بھی ان شاء اللہ درست ہوں گے اور اگر خدانخواستہ نماز کا معاملہ درست نہ ہوا تو پھر دیگر معاملات میں بھی خرابی ہوگی۔

اور قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو شرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ وقت پر پڑھتے ہیں فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کے ساتھ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں، مالی عبادات میں زکوٰۃ بڑی عبادت ہے جس طرح بدنی عبادتوں میں نماز بڑی عبادت ہے، ان دونوں بڑی عبادتوں کا ذکر کرکے فرمایا فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ پس وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں، جیسے تم نے دین قبول کیا اور مسلمان ہوگئے اب وہ بھی مسلمان ہیں وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیات لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کے لیے جو جانتی ہے علم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ان کے لیے ہم نے کوئی بات نامکمل نہیں چھوڑی تفصیل سے باتیں بیان کردیں ہیں۔

کفار ایمان نہ لائیں تو اُن سے لڑو:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ اور اگر وہ توڑ دیں اپنے وعدے کو اپنے عہد کرنے کے بعد وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اور طعن کریں تمہارے دین میں فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ پس لڑو تم کفر کے سرداروں کے ساتھ، ان کے پیشواؤں، اماموں لیڈروں اور وڈیروں سے مقابلہ کرو اور لڑو۔

یہ تمہارے دین میں طعن کرتے ہیں پس لڑو تم کفر کے سرغنوں کیساتھ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ بیشک ان کا کوئی وعدہ نہیں ہے انکی کوئی قسم نہیں ہے ان سے لڑو لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ تاکہ وہ باز آجائیں کفر شرک سے بدی سے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا کیوں نہیں لڑتے تم اس قوم سے نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جنہوں نے اپنے وعدے توڑ دیئے وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور انہوں نے قصد کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا مکہ مکرمہ سے، یہ بات تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ صرف نکالنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ شہید کرنے کا ارادہ کیا اور قتل کرنے کے لیے آدمی متعین کر دیئے گئے وقت متعین کر دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

کفار مسلمانوں کے مدینہ آجانے کے بعد بھی مسلسل چھیڑ چھاڑ کرتے رہے:

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اور انہوں نے ابتدا کی تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ کہ بنوبکر نے چڑھائی کی بنوخزاعہ پر اور قریش مکہ نے ان کی مدد کی اور مسلمانوں کے حلیف پر حملہ مسلمانوں پر ہی حملہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو کرز ابن جابر فہری جو عرب کا بڑا رئیس تھا یہ اپنی فوج لیکر آیا اور چراگاہ سے بیت المال کے اونٹ لیکر بھاگا یہ بھی بنیاد تھی ان کی شرارت کی اس کے بعد بدر۔ احد اور دوسرے غزوات پیش آئے اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ کیا تم ان سے ڈرتے ہو فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو کافروں سے نہ ڈرو۔

قَاتِلُوْهُمْ لڑو تم ان کیساتھ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیگا تمہارے ہاتھوں سے وَيُخْزِهِمْ اور ان کو رسوا کرے گا اس طرح تھوڑے اور معمولی اسلحہ والے زیادہ تعداد اور زیادہ اسلحہ والوں کو مار ڈالیں یہ تھوڑی ذلت ہے بدر میں مسلمانوں کے پاس آٹھ تلواریں تھیں اور مقابلے میں ہزار تلوار تھی اور ان کے ستر مارے گئے ستر گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگنے کا راستہ نہ ملا جب گھر گئے تو عورتوں نے طعنے دیئے کہ تمہارا باپ مر گیا بھائی مر گیا تم کیوں آئے ہو تم بھی مر جاتے اور کافر کئی ماہ تک چھپتے پھرتے رہے۔

جہاد کی برکت سے مومنین کے دلوں کی روحانی بیماریوں کا علاج ہوگا:

وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ اور تمہاری مدد کریگا ان کیخلاف وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اور شفا دے گا مومنوں کے دلوں کو اس طرح کہ کافروں کے خلاف جو بغض و کینہ ہے مومنوں کے دلوں میں تو جب مومن اپنے ہاتھوں سے ان کو ماریں گے تو مومنوں کو شفا ہوگی وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ اور دور کر دیگا ان کے دلوں کے غصے کو جو تمہارے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں قرآن کے باغی ہیں یہ دور ہو جائے گا وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ اور اللہ تبارک وتعالیٰ رجوع فرمائے گا جس پر چاہے گا کہ اس کو توبہ کی توفیق ہو جائے چنانچہ ان میں سے بہت سے لوگ اپنے کفر پر نادم ہوئے اور مسلمان ہوئے، کفر کے زمانے کی کارروائیوں پر افسوس کرتے تھے کہ ہم کیا کیا کرتے رہے لیکن الحمدللہ

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کیا تم گمان کرتے ہو اس بات کا کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے

جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

جہاد کیا تم میں سے اور نہیں بنایا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور مومنوں کے

وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿16﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ

سوا راز دار اور اللہ تبارک وتعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ نہیں ہے لائق شرک کرنے والوں کے لیے کہ وہ

يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ

آباد کریں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسجدوں کو گواہی دیتے ہوئے اپنے نفسوں پر کفر کی یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿17﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

اور وہ دوزخ میں رہیں گے ہمیشہ۔ پختہ بات ہے کہ آباد کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسجدوں کو وہ لوگ جو اللہ تبارک وتعالیٰ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ

پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور نہ ڈرے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی سے

فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿18﴾

پس قریب ہے کہ یہی لوگ ہوں گے ہدایت پانے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْ تُتْرَكُوْا: یہ کہ تم چھوٹ جاؤ گے، وَلِيْجَةً: دلی دوست، يَعْمُرُ: وہ آباد کرتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار اور مشرکین کے ساتھ جہاد کے اسباب بیان فرمائے تھے کہ انہوں نے عہد شکنی کی۔ رشتہ داریوں کو قطع کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا، جنگ کی ابتداء کر کے مسلسل مسلمانوں کو تنگ کرتے رہے اب ان آیات میں مسلمانوں کو فرمایا جا رہا ہے کہ دراصل ان حالات وواقعات سے تمہارا امتحان اور آزمائش بھی مقصود تھی۔

(تفسیری نکات) مسلمانوں تمہارا امتحان بھی مقصود ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ کیا تم گمان کرتے ہو کلمہ پڑھنے والو! اَنْ تُتْرَكُوْا اس بات کو کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے اسی حالت پر وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ حالانکہ ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے، "یعلم" کا لفظی معنی تو ہے جاننا اور اللہ تعالیٰ چونکہ سب چیزوں کو جانتا ہے اس لئے معنی کرتے ہیں ظاہر کرنے کا کہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ کلمہ پڑھ لیا تو مومن ہو گئے اور اس کے بعد تم پر کوئی امتحان اور تکلیف نہیں آئے گی جہاد کے بغیر تم کیسے مومن کہلا سکتے ہو لہذا کافروں کے ساتھ لڑو۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی کئی قسمیں ہیں، سب سے بڑا جہاد قرآن پاک پڑھنا پڑھانا اور اس کو سمجھنا سمجھانا ہے اور اس کی تبلیغ کرنا ہے اور اس کی نشر و اشاعت کرنا ہے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں جہاد کبیر فرمایا ہے "وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا"۔ (پ ١٩) "اور جہاد کروان (کفار) کے ساتھ اس قرآن کے ذریعے بڑا جہاد۔" تو قرآن پاک کی تعلیم سے بڑا جہاد کوئی نہیں ہے۔ پھر کافروں کے مقابلے میں لڑنا بھی جہاد ہے کہ اس کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے۔ لڑنے والے مجاہد ہیں اور جو لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور لڑنے والوں کی امداد کرتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں، جو مجاہدین کو اسلحہ اور خرچہ دیتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں اور جو مجاہدین کے بچوں کا خرچہ اٹھاتے ہیں اور ان کے گھروں کی نگرانی کرتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں اور اسلام کا دفاع کرنا تقریر اور تحریر کے ذریعے یہ بھی جہاد ہے۔

کافروں کو اپنا دوست نہیں بناؤ:

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں بنایا انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا وَلَا رَسُوْلِهٖ اور نہ اس کے رسول ﷺ کے سوا وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ط اور مومنوں کے سوا راز دار۔ "وَلِيْجَةً" کا معنی راز دار، بھیدی، ایجنٹ، مطلب یہ ہے کہ پکا سچا مسلمان کسی غیر مسلم کو اپنا دلی دوست نہیں بنا سکتا کیونکہ دوستی کے ذریعہ راز کے افشاء ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، شریعت نے کافروں کے ساتھ معاملات سے منع نہیں کیا ان کے ساتھ خرید و فروخت کر سکتے ہو، گفتگو کر سکتے ہو لیکن اگر ان کے ساتھ معاملات کرنے میں یا کاروبار کا ایسا طریق اختیار کرنا پڑے جس سے کلمے پر زد پڑے اسلام پر زد پڑے پھر کاروبار اور معاملات کرنا بھی حرام ہے۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر باطن سے واقف ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

کفار مکہ کے اعتراض کا ردّ:

مشرکین کہتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ لڑنے کا حکم دیتے ہو، مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ حالانکہ ہم تو صدیوں سے مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اس کو آباد رکھتے ہیں اور یہ بات حقیقت تھی کہ ان کے بڑے بڑے سردار آ کر مسجد حرام میں جھاڑو دیتے تھے صفائی کرتے تھے مسجد حرام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور جو غریب آجاتا اس کو کھانا بھی کھلاتے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں "مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ "۔ نہیں ہے لائق شرک کرنے والوں کے کہ وہ آباد کریں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسجدوں کو "شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ "۔ گواہی دیتے ہوئے اپنے نفسوں پر کفر کی، یہ مسجد حرام کی کیا خدمت ہوئی کہ مسجد حرام کی خدمت بھی کرتے ہو اور ہبل اور دوسرے بتوں کے سامنے بھی جھکتے ہو حالانکہ "وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا "۔ (۲۹: جن) "اور بیشک مسجدیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں پس نہ پکارو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو"۔ تو مسجد میں صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہونی چاہیے ایسا نہیں کہ نماز پڑھی پھر کہنا شروع کر دیا یا دستگیر، یا غوث اعظم، یہ مسجد کی آبادی ہے یا بربادی ہے "اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ "۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں، یعنی وہ لوگ جو بظاہر نیک عمل کرتے ہیں مسجد کی صفائی کرتے ہیں، مسجد میں پانی بھرتے ہیں، مسجد میں روشنی کا انتظام کرتے ہیں اور اگر مسجد میں کوئی مسافر مہمان آجائے تو اس کو کھانا بھی کھلاتے ہیں مگر ساتھ ساتھ شرکیہ افعال بھی کرتے ہیں تو ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے ان کا کوئی فائدہ آخرت میں نہیں ہوگا "وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ "۔ اور وہ دوزخ میں رہیں گے ہمیشہ، شرک کرنے والوں کی کبھی بخشش نہیں ہوگی۔

مسجدیں آباد کرنا مؤمنین کا کام ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے آباد کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسجدوں کو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وہ لوگ جو اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کی وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کی وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور نہ ڈرے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی سے، حق کے بیان کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرو جو حق ہے اس کو بیان کر دو فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ پس قریب ہے کہ یہی لوگ ہوں گے ہدایت پانے والوں میں سے، جو نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

کیا بنا دیا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس شخص کی طرح جو ایمان لایا اللہ تبارک وتعالیٰ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

اور آخرت کے دن پر اور اس نے جہاد کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں نہیں برابر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اور اللہ تبارک وتعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿19﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ

نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے جہاد کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ بڑے درجے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اور یہی لوگ

الْفَآئِزُوْنَ ﴿20﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا

کامیاب ہونے والے ہیں۔ خوشخبری دیتا ہے ان کو ان کا رب اپنی رحمت اور رضا کی اور ایسے باغ ہیں ان کے لئے جن کے

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿21﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿22﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اندر دائمی نعمتیں ہوں گی۔ رہا کریں گے ان میں ہمیشہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ اے وہ لوگو!

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ

جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ تم اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائیوں کو اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان کے مقابلے میں

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿23﴾

اور جو کوئی دوستی کرے گا ان کے ساتھ تم میں سے پس یہی لوگ ہیں ظلم کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَعَلْتُمْ: تم نے کر دیا ہے، سِقَايَةَ: پانی پلانا، الْحَآجِّ: حج کرنے والا، عِمَارَةَ: آباد کرنا، جَاهَدَ: (جس نے) جہاد کیا، لَا يَسْتَوٗنَ: وہ برابر نہیں ہیں، اَعْظَمُ: زیادہ بڑا، الْفَآئِزُوْنَ: کامیاب ہونے والے، يُبَشِّرُهُمْ: وہ خوشخبری دیتا ہے انہیں، اِنِ اسْتَحَبُّوْا: اگر وہ پسند کریں۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار مکہ کی اس بات کا ردّ تھا کہ ہم مسجد حرام کی خدمت کرنے والے ہیں ان آیات میں کفار مکہ کی ان باتوں کا ردّ ہے کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کی خدمت وغیرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم صحیح راستہ پر ہیں۔

(تفسیری نکات) حاجیوں اور مسجد حرام کی خدمت سے افضل اللہ اور رسول پر ایمان لانا ہے:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ کیا بنا دیا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام کی

خدمت کرنا کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اس شخص کی طرح جو ایمان لایا اللہ تبارک وتعالیٰ پر وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر۔ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اور اس نے جہاد کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے۔ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ نہیں برابر اللہ تعالیٰ کے ہاں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو جبرا، ہدایت اس شخص کو دیتا ہے" من ینیب " جو رجوع کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف، اللہ تبارک وتعالیٰ زبردستی نہ کسی کو مومن بناتا ہے نہ کافر بناتا ہے اس نے انسان کو اختیار دیا ہے"فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر "۔" پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے"۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی ایمان کو بچانے کے لئے وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور انہوں نے جہاد کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اپنی جانیں پیش کیں، اپنے مال پیش کیے اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ بڑے درجے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں، اور اگر ایمان نہیں ہے تو کسی نیکی کی کوئی حیثیت نہیں ہے چاہے حاجیوں کو پانی پلائیں یا مسجد حرام کی خدمت کریں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور یہی ایمان لانے والے لوگ کامیاب ہونے والے ہیں يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ خوشخبری سناتا ہے ان کو ان کا رب بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ اپنی رحمت اور رضا کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی بہت بڑا پروانہ ہے وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ اور ایسے باغ ہیں ان کے لیے فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ جن کے اندر دائمی نعمتیں ہوں گی خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رہا کریں گے ان میں ہمیشہ۔ اس ہمیشہ کی زندگی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، سو، ہزار سال نہیں، ارب، کھرب سال نہیں بلکہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ایمان لانے والوں کو بڑا اجر ہے۔

کافر رشتہ داروں کو بھی ایمان کے مقابلہ میں اہمیت نہ دو:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ نہ بناؤ تم اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائیوں کو دوست، ان کے ساتھ دوستی نہ کرو اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان کے مقابلے میں، کیونکہ تمہاری دوستی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اگر تمہارے باپ دادا، بھائی عزیز رشتہ دار کفر کو پسند کرتے ہیں تو اے ایمان والو! ان کے ساتھ بالکل دوستی نہ کرو اور نہ ہی اللہ اور اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں انکی بات ماننی ہے چاہے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ اور جو کوئی دوستی کرے گا ان لوگوں کے ساتھ تم میں سے کہ جو کفر کو پسند کرتے ہیں، کفر کو

ترجیح دیتے ہیں اور تم ان کے ساتھ دوستی کرتے ہو فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہی لوگ ہیں ظلم کرنے والے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف ہیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں نہ ماں باپ کی پرواہ کرو اور نہ بھائی بہن اور دیگر عزیز رشتہ داروں کی پرواہ کرو۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر ہوں تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری

وَاَمْوَالُ ٖ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ

اور مال جو تم نے مشقت کے ساتھ کمایا ہے اور تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے مکانات

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

جو تمہیں پسندیدہ ہیں، زیادہ پسندیدہ ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے تو

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿24﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ

پھر تم انتظار کرو یہاں تک کہ لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں ہدایت دیتا نافرمان قوم کو۔ البتہ تحقیق مدد کی

اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

تمہاری اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں اور حنین والے دن جس وقت تمہیں تعجب میں ڈالا تمہاری کثرت نے پس نہ

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿25﴾

کفایت کی اس کثرت نے تم سے کچھ بھی اور تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے پھر تم پھرے پشت پھیرتے ہوئے

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کی تسلی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان والوں پر اور نازل کئے اس نے ایسے لشکر جن کو تم نے

تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿26﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

نہ دیکھا اور سزا دی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اور یہی بدلہ ہے کافروں کا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رجوع فرمایا

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿27﴾

اس کے بعد جس پر چاہا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَشِيْرَتُكُمْ: تمہاری برادری، اِقْتَرَفْتُمُوْهَا: کمایا ہے تم نے ان کو، تَخْشَوْنَ: تم ڈرتے ہو، كَسَادَهَا: اس کے ماند پڑ جانے سے، مَسٰكِنُ: رہائش کی جگہیں، تَرْضَوْنَهَآ: تم پسند کرتے ہو انہیں، اَحَبَّ: زیادہ محبوب، جِهَادٍ: جہاد کرنا، مَوَاطِنَ: میدان، حُنَيْنٍ: حنین، كَثْرَتُكُمْ: کثرت تمہاری، فَلَمْ تُغْنِ: پس نہ کام آئی، ضَاقَتْ: تنگ ہوگئی، رَحُبَتْ: وسیع ہوئی، وَلَّيْتُمْ: تم ہٹ گئے، مُدْبِرِيْنَ: پیٹھ پھیرنے والے، سَكِيْنَتَهٗ: تسکین اس کی، جُنُوْدًا: فوجیں، لَمْ تَرَوْهَا: تم نے نہیں دیکھا انہیں، عَذَّبَ: اس نے عذاب دیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں قریبی رشتہ داریوں کو ایمان کے اوپر ترجیح دینے سے منع فرمایا تھا اب ان آیات میں دیگر عوامل کا ذکر ہے جن کی وجہ سے لوگ جہاد سے سستی کرتے ہیں۔

اہم نکات: جہاد کو چھوڑنے کا نقصان:

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ابوداؤد، مسند احمد، جامع الصغیر للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَأَخَذْتُمْ بِأَذْنَابِ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ اَيْ جِهَادِكُمْ" یعنی جب تم خرید و فروخت کو اپنا دنیاوی مقصد بنا لو گے کہ ہم دنیا میں آئے ہی خرید و فروخت کے لیے ہیں اور جانوروں کی دمیں پکڑ لو گے، ڈیری فارم بنا لو گے، دودھ بیچنے کے لیے نسل کی افزائش کے لیے، گوشت فراہم کرنے کے لئے اور اسی کو تم زندگی کا مقصد سمجھ لو گے اور کھیتی باڑی پر تم راضی ہو جاؤ گے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا ہے اور جہاد کو تم چھوڑ دو گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا کہ تم اس ذلت کے چکر سے نہیں نکل سکو گے۔ حتیٰ کہ تم دوبارہ دین کی طرف اور جہاد کی طرف لوٹ آؤ۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

غزوۂ حنین کا بیان:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ اوپر قتال کا ذکر تھا آگے اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا لیکن مشروط بالتقویٰ ہے ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح ہوا عرب کے دو قبیلے ہوازن اور ثقیف نے اتفاق کیا کہ قریش تو ہار گئے اب ہم میدان میں نکلیں انہوں نے عورتوں بچوں سمیت حاضری دی ان کا کمانڈر درید ابن حمہ جو کہ نابینا تھا اس نے کہا کہ آوازیں کیسی ہیں تو جواب ملا کہ بچے اور عورتیں

ہیں تو اس نے کہا کہ حماقت کی تم نے، خیر انہوں نے نہ مانا مسلمان بارہ ہزار تھے ان میں دو ہزار نو مسلم تھے۔ مسلمانوں میں سے کسی کی زبان سے نکلا کہ آج ہم بہت ہیں افراد کی کمی کیوجہ سے شکست نہیں کھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ناگوار گزرا۔ خیر لڑائی شروع ہوئی، بنو ہوازن کے لوگ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے انہوں نے تیراندازی شروع کی تو پہلے ہی حملے میں مسلمانوں کو تیروں کی وجہ سے میدان چھوڑنا پڑا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اے انصار کی جماعت! ادھر آؤ اے اصحاب شجرہ! ادھر آؤ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آواز دے کر لبیک لبیک کہتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اب دوبارہ جنگ شروع ہوئی۔ اور کامیابی حاصل ہوئی چار ہزار قیدی بنائے یہ لڑائی حنین کے مقام پر ہوئی۔

(تفسیری نکات) جہاد سے روکنے والے عوامل:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ اگر ہوں تمہارے باپ دادا وَاَبْنَآؤُكُمْ اور تمہارے بیٹے وَاِخْوَانُكُمْ اور تمہارے بھائی وَاَزْوَاجُكُمْ اور تمہاری بیویاں وَعَشِيْرَتُكُمْ اور تمہاری برادری وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا اور وہ مال جو تم نے مشقت کے ساتھ کمایا ہے، اِقْتِرَافٌ کا معنی ہے مشقت کے ساتھ کمانا اور اکتساب عام کمائی کو کہتے ہیں اور روپے کوئی آسانی کے ساتھ تو نہیں کمائے جاتے۔

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور وہ تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو کہ اگر میں دوکان پر نہ گیا تو کام ٹھنڈا ہو جائے گا گاہک رخ دوسری طرف کر لیں گے اور میری تجارت پر زد پڑے گی وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اور تمہارے مکانات، بلڈنگیں، کوٹھیاں جو تمہیں پسندیدہ ہیں، اگر یہ ساری چیزیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اَحَبَّ اِلَيْكُمْ زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہوں مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے فَتَرَبَّصُوْا تو پھر تم انتظار کرو حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ لائے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا حکم۔ اللہ تعالیٰ نے کون سا حکم لانا ہے اس کے متعلق اہم نکات میں حدیث بیان کی جا چکی ہے وہ ذہن میں رکھو۔

جب تک مسلمان جہاد کا راستہ نہیں اپنائے گا ذلت کے چکر سے نہیں نکل سکے گا جب تک دین کی طرف نہیں لوٹے گا عزت نہیں حاصل ہوگی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نافرمان قوم کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔

غزوۂ حنین کا واقعہ:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں غزوۂ بدر میں، غزوۂ خندق میں، غزوۂ خیبر میں۔ فتح مکہ کے موقع پر وغیرہ وغیرہ۔ اب آگے غزوۂ حنین کا واقعہ بیان ہو رہا ہے مختصر

طور پر ہم اسے اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتُكُمْ اور حنین والے دن جب تمہیں تعجب میں ڈالا تمہاری کثرت نے کہ تم نے کہا کہ آج تو ہم بارہ ہزار ہیں اور کافر
چار ہزار ہیں ہم ضرور فتح حاصل کریں گے فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا پس نہ کفایت کی اس کثرت نے تم سے کچھ بھی
وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ اور تنگ ہوگئی تم پر زمین بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ پھر تم
پھرے پشت پھیرتے ہوئے۔ کثرت تعداد کے باوجود تمہیں نقصان اٹھانا پڑا ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پھر اللہ تبارک
وتعالیٰ نے نازل کی اپنی طرف سے تسکین۔ جس سے مسلمانوں کو یقین ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور انہیں فتح عطا
فرمائے گا عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اپنے رسول ﷺ پر اور ایمان والوں پر وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور
نازل کئے اس نے ایسے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا، بدر کے موقع پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا تھا
تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو تسلی ہو اور یہاں پر بھی فرشتے نازل ہوئے اور ان کے اترنے کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے
دل قائم ہوگئے۔ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اور سزا دی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا گرفتار ہوئے
قیدی بنے وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اور یہی بدلہ ہے کافروں کا ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع
فرمایا اس کے بعد عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ جس پر چاہا کہ کچھ پہلے ان میں سے مسلمان ہوئے اور پھر سارے ہی مسلمان ہو گئے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو پختہ بات ہے کہ مشرک صرف ناپاک ہیں پس نہ قریب آئیں مسجد حرام کے اس سال کے بعد۔

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اگر تم خوف کرو فقر کا پس عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر اس نے چاہا۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ

جاننے والا حکمت والا ہے۔ لڑو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لائے اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور نہ آخرت کے دن پر اور نہیں حرام

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ

قرار دیتے اس چیز کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام قرار دی ہے اور اس کے رسول ﷺ نے، اور نہیں قبول کرتے سچے دین کو

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ ع

ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی اس وقت تک لڑو یہاں تک وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے اور وہ ذلیل اور عاجز ہو کر رہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَجَسٌ: ناپاک، فَلَا يَقْرَبُوْا: پس وہ نہ قریب جائیں، عَامِهِمْ: ان کا یہ سال، عَيْلَةً: فقر، تنگدستی، يُغْنِيْكُمُ: وہ غنی کردے گا تمہیں، لَا يُحَرِّمُوْنَ: وہ حرام نہیں جانتے، لَا يَدِيْنُوْنَ: وہ قبول نہیں کرتے، حَتّٰى يُعْطُوْا: یہاں تک کہ وہ دیں، اَلْجِزْيَةَ: وہ رقم جو ذمیوں سے لی جاتی ہے۔

ربط:

سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفار و مشرکین سے بیزار ہیں اب یہاں یہ ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ مشرکین نجس اور ناپاک ہیں لہٰذا وہ حرم میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔ اور یہ دونوں حرمین یعنی حرم مکہ اور حرم مدینہ کا حکم ہے۔

(تفسیری نکات) مشرکین کے حرمین میں داخلے پر پابندی کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ پختہ بات ہے کہ مشرک بالکل پلید ہیں فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ پس نہ قریب آئیں مسجد حرام کے بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ اس سال کے بعد، ایک ہوتا ہے پلید اور ایک ہوتی ہے پلیدی۔ نجس کے معنی نری پلیدی کے ہیں مشرک اگر سات سمندروں میں بھی غسل کرے پاک نہیں ہوسکتا۔ پھر پاک کس سے ہوتا ہے؟ پاک ہوگا سچے دل سے، "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھے۔ جو کفر شرک کے زمانے میں گناہ کئے ہیں وہ سب معاف ہوجائیں گے اور وہ اس طرح ہوجائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور کلمے کے بغیر کوئی پاک نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی غربت دور فرما کر انہیں غنی کردے گا:

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً اور اگر تم خوف کرو فقر اور محتاجی کا، غربت کا فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ پس عنقریب تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ غنی کردے گا اپنے فضل سے اگر اس نے چاہا، رزق اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے اسباب پیدا کردے گا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

کفار کے علاوہ یہود و نصاریٰ سے بھی لڑنے کا حکم:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ اے مسلمانو تم ان لوگوں سے لڑو لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ جو اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان نہیں لائے وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہ آخرت کے دن پر وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور نہیں حرام قرار دیتے اس چیز کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام قرار دی ہے، وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ اور نہیں قبول کرتے

سچے دین کو مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی، یہودی اور عیسائی کہ یہ بھی اسلام کے سخت مخالف ہیں، سورۃ المائدہ میں آتا ہے "لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا" البتہ پاؤ گے تم زیادہ شدید عداوت کے اعتبار سے مومنوں کے حق میں یہود کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا" یعنی مومنوں کے زیادہ سخت مخالف یہودی ہیں پھر مشرک ہیں۔ حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ عَنۡ يَّدٍ یہاں تک وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے۔

جزیہ کیا ہے؟

جزیہ اس ٹیکس کو کہا جاتا ہے جو فوجی اخراجات اور دفاع وطن کے لیے ان کافروں سے لیا جاتا ہے جو مسلمان ملک کے رعایا بن کر رہتے ہیں ان میں بھی بوڑھے، بچے، عورتیں اور معذور افراد پر جزیہ نہیں صرف جوانوں پر ہے اور اگر جوان بھی اسلامی ملک کی فوج میں بھرتی ہوجائیں تو پھر ان پر بھی یہ ٹیکس نہیں۔

وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ اور وہ ذلیل اور عاجز ہو کر رہیں، اسلامی احکامات کے تابع ہوجائیں اور کہیں کہ ہم تمہارے فرمانبردار ہو کر رہیں گے اور اگر جزیہ نہیں دیتے تو پھر ان سے لڑو۔

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ عُزَيۡرُ ابۡنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوۡلُهُمۡ

اور کہا یہودیوں نے عزیر علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا ہے اور کہا نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں یہ باتیں ہیں

بِاَفۡوَاهِهِمۡ ۚ يُضَاهِـُٔوۡنَ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ

ان کے اپنے مونہوں کی، مشابہت کرتے ہیں ان لوگوں کی بات کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے، اللہ تبارک وتعالیٰ

اَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿30﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

ان کو تباہ کرے کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں۔ بنا لیا انہوں نے اپنے مولویوں کو اور پیروں کو رب اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا

وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کو۔ حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ عبادت کریں ایک ہی اللہ کی نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی،

سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿31﴾ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِئُوۡا

پاک ہے ذات اس کی ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ مٹا دیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے

نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿32﴾

نور کو اپنے مونہوں کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ انکار کرتا ہے مگر یہ کہ وہ پورا کرے اپنے نور کو اگرچہ کافر لوگ اس کو پسند نہ کریں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ اور سچے دین کے ساتھ

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

تاکہ غالب کردے اس دین کو تمام دینوں پر اور اگرچہ پسند نہ کریں اس کو شرک کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صٰغِرُوْنَ: ذلیل ہونے والے، عُزَيْرُ: حضرت عزیر علیہ السلام پیغمبر، يُضَاهِئُوْنَ: مشابہت کرتے ہیں، قَاتَلَهُمُ: ہلاک کرے ان کو، اَحْبَارَهُمْ: ان کے علماء، رُهْبَانَهُمْ: ان کے درویش، لِيَعْبُدُوْٓا: تاکہ وہ عبادت کریں، (اَنْ) يُّطْفِئُوْا: (یہ کہ) وہ بجھادیں، يَاْبَى: وہ انکار کرتا ہے، نُوْرَهٗ: نور اس کا، اَرْسَلَ: اس نے بھیجا، لِيُظْهِرَهٗ: تاکہ وہ غالب کردے اس کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے پڑھا کہ اہل کتاب سے لڑو آگے وجہ بیان کی کہ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی والدہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ نیز اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو بھی رب بنالیا۔

یہاں پر ترمذی اور مسند احمد میں ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ پہلے عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے انہوں نے کہا کہ میں پہلے پادری تھا مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے مولویوں اور پیروں کو تو (رب) نہیں بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ آپ کے مولوی جو بغیر شرعی ثبوت کے جو کچھ بتاتے تو تم مانتے تھے یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہی تو رب بنانا ہے کہ ان کو کہ تم یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور پیروں کو معصوم بنایا ہوا ہے۔

(تفسیری نکات) یہود اور نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں اور علماء کو اپنا ربّ قرار دیا:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہودیوں نے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر تھے پیغمبر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا بنانا بڑا کفر ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرنا معمولی بات نہیں ہے وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ اور کہا نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا بنانا بہت بڑا گناہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات " لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ " ہے۔ نہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی کو جنا ہے اور نہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی سے پیدا ہوا ہے، حدیث قدسی میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں " يشتمني ابن آدم ولم يكن له جائز "۔ ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو گالیاں نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔ گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ " يدعوني ولدا "۔ میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کو گالیاں نکالنا ہے اور گالی کے بعد تو

لڑائی ہوتی ہے، دیکھو ہماری تمہاری کیا حیثیت ہے ہمیں کوئی گالی نکالے تو ہمارے جذبات کیا ہوتے ہیں؟ تو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو گالی نکالے پھر اس کے خلاف لڑنا ہی ہے مگر یہ بات یاد رکھنا کہ لڑنا افراد کا کام نہیں ہے کہ ہر آدمی اپنے طور پر اٹھ کر لڑنا شروع کردے، یہودی سے عیسائی سے لڑنا اقتدار اور حکومتی سطح پر ہے۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یہ باتیں ہیں ان کے اپنے مونہوں کی ، آدمی منہ سے جو کچھ کہنا چاہے کہہ سکتا ہے یُضَاهِـُٔوْنَ یہ مشابہت رکھتے ہیں، نقل اتارتے ہیں قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ ان لوگوں کی بات کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے، وہ کافر اور مشرک جو ان سے پہلے تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں " وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ "۔(النحل:٥٧) کسی نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا کسی نے بیٹیاں بنا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نہ بیٹا، نہ بیٹی، نہ ماں، نہ باپ، اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب سے پاک ہے قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ تباہ کرے ان کو اللہ تعالیٰ، برباد کرے، اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں، تو ان کے ساتھ لڑنے کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا، اور ایک وجہ یہ ہے کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ احبار جمع ہے حَبر کی اور حَبر کا معنی ہے عالم، مولوی، اور " رھبان " جمع ہے راھب کی، راھب کا معنی ہے پیر، آیت کا معنی ہوگا بنا لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا، اس لئے ان کے ساتھ لڑو۔

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کو انہوں نے رب بنایا انکی عبادت کی وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ عبادت کریں ایک اللہ کی۔ کسی کا حکم ماننا بلا شرعی ثبوت کے یہ بھی عبادت تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی اللہ تبارک وتعالیٰ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی معبود اور الہ نہیں ہے سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پاک ہے ذات اس کی ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں، نہ اس کا بیٹا نہ بیٹی، نہ کوئی شریک، نہ اس کے سوا کوئی حکم دینے والا " اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ "۔ حکم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے پیغمبر بھی اس چیز کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کسی چیز کا حکم یا کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے بغیر، يُرِيْدُوْنَ وہ کافر اور مشرکین ارادہ کرتے ہیں اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ کہ مٹا دیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کو ،نور ایمان، نور توحید نور سنت، نور اسلام کو بِاَفْوَاهِهِمْ اپنے مونہوں کے ساتھ پھونکیں مار کر یہ چاہتے ہیں کہ حق کی باتیں دبی رہیں وَيَاْبَى اللّٰهُ اور اللہ تبارک وتعالیٰ انکار کرتا ہے اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ مگر یہ کہ وہ پورا کرے اپنے نور کو، یہ لوگ اسلام توحید وسنت کو مٹانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو روشن کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ عطا فرمائے گا:

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ کافر اس کو پسند نہ کریں هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے

جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو بِالْهُدٰى ہدایت کے ساتھ وَدِيْنِ الْحَقِّ اور سچے دین کے ساتھ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ غالب کردے اس دین کو تمام دینوں پر۔ الحمد للہ ، دلیل اور برہان کے اعتبار سے اسلام ہمیشہ غالب رہا ہے اور رہے گا۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اور چاہے اس بات کو پسند نہ کریں شرک کرنے والے، مگر اللہ تعالیٰ اس دین کو چمکائے گا اللہ تعالیٰ اسلام کو پورے عالم میں غلبہ عطا فرمائے۔ آمین

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو بیشک بہت سارے مولوی اور پیر البتہ کھاتے ہیں لوگوں کا مال

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا

باطل طریقے سے اور روکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے، اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونے اور چاندی اور نہیں

يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿34﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا

خرچ کرتے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں ان کو خوشخبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ جس دن گرم کیا جائے گا ان کو

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ

جہنم کی آگ میں پس داغا جائے گا اس کے ساتھ انکی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو (اور کہا جائے گا)

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿35﴾

یہ وہ چیز ہے جس کو تم خزانہ بناتے تھے اپنے نفسوں کے لئے پس چکھو تم وہ چیز جس کو تم خزانہ بناتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلرُّهْبَانِ: درویش، يَكْنِزُوْنَ: خزانہ بنا کر رکھتے ہیں، يُحْمٰى: تپایا جائے گا، جِبَاهُهُمْ: ان کی پیشانیاں، مَا كَنَزْتُمْ: جو تم نے خزانہ بنایا تھا، كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ: تم خزانہ بنایا کرتے تھے۔

ربط:

اس سے پہلے آیات میں مشرکین یہود ونصاریٰ کے عالموں پادریوں اور پنڈتوں کا تذکرہ تھا کہ وہ اپنے عوام کو گمراہ کرتے ہیں اب یہاں مسلمانوں کو بھی خطاب ہے کہ علماء اور پیر لوگوں کے مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ آیت بھی علماء یہود ونصاریٰ کے متعلق ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا کہہ کر

خطاب تو مومنوں کو کر رہا ہے۔

(تفسیری نکات) لوگوں کا ناجائز طریقے سے مال کھانا حرام ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنَّ كَثِیۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ بیشک بہت سارے مولوی اور پیر لَیَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ البتہ کھاتے ہیں لوگوں کا مال باطل طریقے سے وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو جو صحیح مسئلہ بتاتا ہے اس سے روکتے ہیں کہ اسکے پاس نہ جاؤ یہ وہابی ہے صدقہ خیرات کا تو ہم انکار نہیں کرتے مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دنوں کی تعیین نہ کرو غریبوں کو دو مخفی طریقے سے دو نام و نمود نہ کرو شہرت پسندی سے بچو مستحق کو دو مگر خود نہ کھاؤ۔

صدقہ خیرات نہ کرنے پر عذاب ہوگا:

وَالَّذِیۡنَ یَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی، اس زمانے میں کاغذ کے نوٹ نہیں ہوتے تھے سونا چاندی ہوتا تھا وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں۔ نہ زکوٰۃ دیتے ہیں، نہ فطرانہ، نہ عشر اور نفلی صدقہ بھی نہیں کرتے حالانکہ غریب آدمی کی امداد اخلاقی طور پر اسلام کا فریضہ ہے فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ان کو خوشخبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ یہ طنز اور استہزاء کے طور پر فرمایا ہے ورنہ خوشخبری تو اچھی چیز کی ہوتی ہے عذاب کی خوشخبری کیا ہوئی پھر عذاب بھی معمولی نہیں بلکہ دردناک عذاب ہے یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ جس دن تپایا جائے گا، گرم کیا جائے گا سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں ٹکڑے ٹکڑے بنا کر فَتُكۡوٰی بِهَا جِبَاهُهُمۡ پس داغا جائے گا اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں کو وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ ؕ اور ان کے پہلوؤں کو اور پشتوں کو، ٹکڑا گرم کر کے پیشانی پر رکھیں گے آگے چھاتی سے نکل جائے گا، کیونکہ جو صحیح معنی میں مستحق ہے مانگنا اس کی عادت نہیں ہے مجبور ہے جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے اگر آدمی نے نہ دینا ہو تو منہ پھیر لیتا ہے پھر پہلو پھیر لیتا ہے اگر مزید وہ اصرار کرے تو پیٹھ پھیر لیتا ہے تو پہلے پیشانی داغی جائے گی اور کہا جائے گا هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ یہ وہ چیز ہے جس کو تم خزانہ بناتے تھے اپنے نفسوں کے لیے بخلاف اس کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں، فطرانہ دیتے ہیں، عشر نکالتے ہیں اور اس کے علاوہ غریبوں کی امداد کرتے ہیں ان پر کوئی حرف نہیں آئے گا سزا وہ پائیں گے جو مال کا حق ادا نہیں کرتے غریب کی امداد نہیں کرتے غریب اور مستحق مانگتا رہے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ پس چکھو تم وہ چیز جس کو تم خزانہ بناتے تھے، یعنی اس مال کو جمع کرنے کا وبال چکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں سمجھا دیا ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

بیشک گنتی مہینوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں، جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۥ

پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ان میں سے چار مہینے عزت والے ہیں۔ یہ دین مضبوط ہے پس نہ زیادتی کرو تم ان مہینوں میں

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ

اپنی جانوں پر اور لڑو تم شرک کرنے والوں کے ساتھ اکٹھے ہو کر جیسا کہ وہ تم سے لڑتے ہیں اکٹھے ہو کر اور جان لو کہ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿36﴾ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ پختہ بات ہے مؤخر کر دینا کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں

بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِــُٔوْا عِدَّةَ مَا

اس مؤخر کرنے کے ساتھ وہ لوگ جو کافر ہیں، حلال سمجھتے ہیں مہینے کو ایک سال اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال، تاکہ پوری کر لیں

حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ

گنتی اس کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے پس حلال کر لیتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿37﴾ ع ٨ / ١١

مزین کئے گئے ان کے لیے برے اعمال اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلشُّهُوْرِ: مہینے، اِثْنَا: دو، شَهْرًا: مہینے، اَلْقَيِّمُ: درست، فَلَا تَظْلِمُوْا: پس تم نہ ظلم کرو، اَلنَّسِيْۗءُ: (مہینوں کو) آگے پیچھے کرنا، زِيَادَةٌ: زیادتی ہے، يُضَلُّ: گمراہ کیے جاتے ہیں، يُحِلُّوْنَهٗ: وہ حلال کرتے ہیں اسے، يُحَرِّمُوْنَهٗ: وہ حرام کرتے ہیں اسے، عَامًا: سال، لِّيُوَاطِــُٔوْا: تاکہ وہ پوری کر لیں، فَيُحِلُّوْا: پھر وہ حلال کر لیتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین اور اہل کتاب کا ذکر تھا اب آگے پھر مشرکین کا ذکر ہے اور ان کی ایک قباحت کا بیان ہے۔ زمانہ جاہلیت میں کفار چار حرام مہینوں کو جن میں ان کے نزدیک لڑائی حرام تھی آگے پیچھے کر دیتے تھے۔

یہاں پر یہ بحث چلتی ہے کہ آیا ان مہینوں میں اب لڑائی جائز ہے یا نہیں تو تفسیر ابو سعود وغیرہ میں ہے کہ باجماع

صحابہ رضی اللہ عنہم اب جائز ہے اور عطاء خراسانی رحمہ اللہ نے کہا کہ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً اس کے لئے ناسخ ہے۔

(تفسیری نکات) سال کے بارہ ماہ مقرر کرنے کا مقصد:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ بیشک گنتی مہینوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا بارہ مہینے ہیں سال کے فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں، لوح محفوظ میں، یہ سال کے بارہ مہینے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت سے مقرر کئے ہوئے ہیں يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس دن پیدا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو، اس لئے کہ ان کے بغیر نظام نہیں چلتا۔ سارے کام مہینوں کے ساتھ اور تاریخوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج زکوٰۃ ہے۔ اور بھی جتنے دینی کام ہیں بلکہ دنیاوی کام بھی بغیر تعین تاریخ کے نہیں ہوتے۔

چار حرمت والے مہینوں کا بیان:

پس سال کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بارہ مہینے بنائے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان میں سے چار مہینے عزت والے ہیں۔ ان چار مہینوں میں لڑائی وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک منع تھی آخر میں اس کی حرمت منسوخ ہوگئی، وہ چار مہینے یہ ہیں ذولقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، لوگ ان مہینوں کا خاص احترام کرتے تھے۔ ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا ذوالقعدہ کے مہینے میں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اشکال پیش آیا کہ ہم تو عمرہ کے لئے آئے ہیں، احرام باندھا ہوا ہے اور مہینہ بھی حرمت کا ہے اگر کافر ہم پر حملہ کردیں تو ہم کیا کریں گے ایک تو مہینہ محترم ہے اس میں لڑائی ممنوع ہے اور حرم کے علاقے میں بھی لڑنا ممنوع ہے بلکہ حرم کے علاقے میں درخت کاٹنا، اکھیڑنا، گھاس اکھیڑنا سوائے اذخر گھاس کے اور شکار کرنا منع ہے، حرام ہے۔ تو ایک یہ کہ مہینہ محترم دوسرا یہ کہ علاقہ محترم اور تیسرا یہ کہ ہم ہیں احرام میں احرام باندھنے کے بعد آدمی لڑ نہیں سکتا ہے۔ تو سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ". آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں حرمت والے مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم ابتداء نہ کرو لیکن اگر وہ تم پر حملہ کردیں تو تم دفاع کرسکتے ہو لیکن بعد میں یہ حرمت منسوخ ہوگئی اب ان مہینوں میں کافروں کے ساتھ لڑائی میں ابتدا کرنا بھی جائز ہے، فرمایا ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہ دین مضبوط ہے، سیدھا ہے فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ پس نہ زیادتی کرو تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر یعنی لڑائی نہ کرو لیکن وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً اور لڑو تم شرک کرنے والوں کے ساتھ اکٹھے ہوکر كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً جیسا کہ وہ تم سے لڑتے ہیں اکٹھے ہوکر، ویسے لڑائی تو ہر جگہ میں بری ہے لیکن حرم میں اور زیادہ بری ہے اور مسجد حرام میں اور مسجد نبوی میں اور زیادہ بری ہے جیسا لڑنا اور مہینوں میں ممنوع ہے مگر رمضان المبارک میں اور زیادہ ممنوع ہے لیکن دفاع کی اجازت ہے۔

وَاعْلَمُوْۤا اور تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

حرمت کے مہینوں کو آگے پیچھے کرنا بھی کفر ہے:

کفار کا دستور تھا کہ جب حرمت والے مہینے میں ان کو لڑائی کی ضرورت پیش آجاتی تو وہ اس کی حرمت کسی اور ماہ کو منتقل کر دیتے مثلاً رجب کے ماہ میں لڑنے کی ضرورت ہوگئی تو اس کی حرمت شعبان کو دے ڈالتے تھے اس طرح حرمت کے ماہ کو آگے پیچھے کرنے پر کفار کے اس فعل بد کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ پختہ بات ہے مہینوں کو مؤخر کر دینا اور اپنی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں زیادہ ہے یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا گمراہ کئے جاتے ہیں اس مؤخر کرنے کے ساتھ وہ لوگ جو کافر ہیں یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا حلال سمجھتے ہیں اس مہینے کو ایک سال، کہ جب ان کو اس میں لڑائی کی ضرورت پیش آتی ہے تو لڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مہینے کی حرمت ہم اگلے مہینے کو دیدیں گے وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال، یعنی دوسرے سال پھر اس کی حرمت کو برقرار رکھتے ہیں کہ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس میں ہم نہیں لڑیں گے اسی طرح کس لیے کرتے ہیں لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ تاکہ پوری کرلیں گنتی اس کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار مہینوں کی حرمت بیان فرمائی ہے تو چار کا عدد اس طرح پورا کر لیتے مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اس کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ پس حلال کر لیتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے، اور اس کی حرمت دوسرے مہینے کو دے دیتے یہ ان کی زیادتی تھی کفر میں زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ مزین کئے گئے ان کے لئے برے اعمال، اور مزین کئے کس نے؟ اس کے متعلق قرآن پاک میں دوسری جگہ آتا ہے " زُیِّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ". شیطان نے ان کے لئے اعمال مزین کئے" خوبصورت تاویلوں کے ساتھ اور ہیرا پھیری کے ساتھ ان کے ذہنوں میں ڈالتا ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ زبردستی ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو، بلکہ اس نے اختیار دیا " فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ". پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو ایمان لانے پر اور کفر اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا باوجود اس کے کہ وہ قادر ہے، لیکن اس نے انسان کو نیکی بدی کرنے کا اختیار دیا ہے، مرضی سے نیکی کرے، مرضی سے برائی کرے اس میں انسان مجبور نہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے نکلو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں تو تم بوجھل

اِلَی الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

ہوئے جاتے ہو زمین کی طرف۔ کیا تم راضی ہو چکے ہو دنیا کی زندگی پر آخرت کے بدلے میں پس نہیں ہے فائدہ دنیا کی زندگی

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿38﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ

کا آخرت کے مقابلے میں مگر بہت تھوڑا۔ اگر تم نہیں نکلو گے اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں سزا دے گا دردناک سزا اور تبدیل کر دے گا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿39﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

تمہاری جگہ دوسری قوم کو اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم مدد نہیں کرو گے اس کے

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

رسول ﷺ کی پس تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی مدد کی ہے جب نکالا آپ ﷺ کو ان لوگوں نے جو کافر تھے،

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ

دو میں سے دوسرے تھے جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے جب کہا آپ ﷺ نے اپنے صحابی کو تم غمگین نہ ہو بیشک

اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس نازل کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تسلی ان پر اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی تائید کی

لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ

ایسے لشکروں کے ساتھ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کر دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا فیصلہ جنہوں نے کفر کیا تھا پست۔

اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿40﴾

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب رہا اور اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِثَّاقَلْتُمْ: تم بوجھل ہوتے ہو، اِلَّا تَنْفِرُوْا: اگر تم نہ نکلو گے، يَسْتَبْدِلْ: وہ بدلہ میں لے آئے گا، لَا تَضُرُّوْهُ: تم نقصان نہ پہنچاؤ گے اس کو، اِلَّا تَنْصُرُوْهُ: اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے، اَخْرَجَهُ: اس نے نکالا اس کو، ثَانِيَ: دوسرا، اَلْغَارِ: غار، لِصَاحِبِهٖ: اپنے ساتھی کو، لَا تَحْزَنْ: غمگین نہ ہو، مَعَنَا: ہمارے ساتھ، اَيَّدَهٗ: اس نے تقویت دی اس کو، اَلسُّفْلٰى: سب سے نیچے والا، اَلْعُلْيَا: سب سے اوپر والا۔

ربط:

اس سے پہلے آیات میں بیان کیا گیا کہ یہود ونصاریٰ سے بھی جہاد کرو اب آگے کئی رکوع تک مسلسل غزوۂ تبوک کے متعلق بیان ہے جو رومیوں سے غزوہ تھا جو نصاریٰ ہیں۔

(تفسیری نکات) غزوۂ تبوک کا پس منظر:

مدینہ طیبہ میں ابو عامر راہب یہودیوں کا بڑا چالاک، ہوشیار مذہبی پیشوا تھا یہ اسلام کا سخت دشمن تھا غزوہ بدر سے غزوہ خندق تک تمام غزوات میں اس کا ہاتھ تھا جب مکہ فتح ہو گیا اور غزوہ خیبر وغیرہ بھی ہو گیا اور عرب کا سارا علاقہ اسلام کے پرچم تلے آ گیا تو یہ فرار ہو کر ہرقل قیصر روم کے پاس گیا اور وہاں بڑی چرب زبانی سے اُس کو کہا کہ مسلمانوں نے پوری سرزمین عرب پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ تمہارے اوپر حملہ کرنے کا ارادہ بنا رہے ہیں۔ ہرقل قیصر روم نے اپنے فوجی مشیروں اور کمانڈروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی ابو عامر راہب کی ہاں میں ہاں ملائی چنانچہ اس نے ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں لاکھوں کی تعداد میں فوجیں تبوک کے مقام پر پہنچا دیں۔ آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اس اطلاع کی تحقیق فرمائی۔ اس زمانے میں گرمی کا سخت موسم تھا پھر فصلیں پکی ہوئی تھیں کھجوروں کے اتارنے کا بھی موسم تھا غرض ان حالات میں یہ غزوہ کا سفر تجویز ہوا۔ ایسے موقع پر مسلمانوں کو ہر قسم کی کمزوری سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس طرح خطاب فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو مَا لَكُمْ تمہیں کیا ہو گیا ہے اِذَا قِيْلَ لَكُمُ جب تمہیں کہا جاتا ہے انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نکلو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ تو تم بوجھل ہوئے جاتے ہو زمین کی طرف، بوجھ بن کر زمین پر گر پڑتے ہو اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کیا تم راضی ہو چکے ہو دنیا کی زندگی پر مِنَ الْاٰخِرَةِ آخرت کے مقابلے میں فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ پس نہیں ہے فائدہ دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا، آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی ہے وہ آج ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے؟ اور بالآخر ختم ہونے والی ہے۔ تو یہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے تم اس زندگی پر راضی ہو چکے ہو اور آخرت کو نظر انداز کر رہے ہو اِلَّا تَنْفِرُوْا اگر تم نہیں نکلو گے يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں سزا دے گا دردناک سزا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور تبدیل کر دے گا تمہاری جگہ دوسری قوم کو۔ یہ نہ سمجھو کہ تم ہی صرف اللہ کے لیے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے وہ دین حق اور توحید کی امداد کے لیے کوئی اور قوم لے آئیگا جو دین حق کی امداد کرے گی وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے، اور اگر "ہ" ضمیر کا مرجع آنحضرت ﷺ کو بنایا جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم جہاد کے لیے نہیں نکلو گے تو پیغمبر ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کے حمایتی اور مدد کرنے والے اور لوگوں کو بنا دیں گے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو جن لوگوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ سستی کی تھی کہ فصل کی کٹائی کا موسم تھا، سفر لمبا تھا، گرمی کا موسم تھا ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے۔ آگے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اگر تم مدد نہیں کرو گے اس کے رسول ﷺ کی پس تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی مدد کی ہے اِذْ اَخْرَجَهُ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جب نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں نے جو کافر تھے ثَانِيَ اثْنَيْنِ دو میں سے دوسرے تھے اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔

ہجرت کے واقعے کا بیان:

یہاں ہجرت کے واقعے کا بیان اس لیے فرمایا جارہا ہے کہ اگر تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے نہیں نکلو گے تو اللہ تعالیٰ ان کی اس وقت بھی مدد فرما چکا ہے جب وہ غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت فضیلت اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

غار کے اندر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے پاؤں دیکھے تو آپ کو سخت پریشانی ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کی طرف جھک کر دیکھیں تو ہمیں پالیں گے۔ اس موقع کا ذکر ہے اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ جب کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو اے ابوبکر آپ غم نہ کریں بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ پس نازل کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تسلی ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی تائید کی ایسے لشکروں کے ساتھ جن کو تم نے نہیں دیکھا، فرشتوں کا لشکر اترا جو نظر نہیں آیا لیکن اس کے اترنے کے بعد کافروں کے دلوں میں رعب پیدا ہو گیا، اپنے کھوجی کو ڈانٹا اور کہنے لگے تیری مت ماری گئی ہے، وہ غار کے اندر جاتے تو یہ انڈے ضرور ٹوٹتے تو نے خواہ مخواہ ہماری ٹانگیں تھکا دی ہیں، مایوس ہو کر واپس چلے گئے اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ اور کر دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا فیصلہ جنہوں نے کفر کیا تھا پست اور ناکام، ان کا فیصلہ یہ تھا کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیتے ہیں لیکن وہ شہید نہ کر سکے وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان محفوظ رہی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جان محفوظ رہی اور تین راتیں اور تین دن غار ثور میں رہنے کے بعد منزل بمنزل چل کر مدینہ منورہ محلہ قباء میں پہنچے۔ چودہ دن وہاں رہے پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے تو اے لوگو! اگر تم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے گا جس نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔

اِنْفِرُوْا	خِفَافًا	وَّثِقَالًا	وَّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ

کوچ کرو ہلکے ہونے کی حالت میں اور بوجھل ہونے کی حالت میں، اور جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا

ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ اگر ہوتا سامان قریب اور سفر درمیانہ البتہ

قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا

یہ ضرور تمہاری پیروی کرتے اور لیکن بعید ہوگئی ان پر مسافت اور عنقریب یہ قسمیں اٹھائیں گے اللہ کے نام کی اگر ہم طاقت

لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ

رکھتے تو البتہ ضرور نکلتے تمہارے ساتھ، یہ ہلاک کرتے ہیں اپنی جانوں کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے بیشک یہ لوگ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۱۲ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی

جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو معاف کر دیا آپ ﷺ نے کیوں اجازت دی ان کو یہاں تک کہ

یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَا یَسْتَاْذِنُكَ

واضح ہو جاتے آپ ﷺ کے لئے وہ لوگ جو سچے ہیں اور آپ ﷺ جان لیتے جھوٹوں کو۔ نہیں رخصت طلب کرتے

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا

آپ ﷺ سے وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اس بات کی کہ وہ جہاد کریں اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۴﴾

مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خِفَافًا: ہلکے، عَرَضًا: مال، مفاد، قَرِیْبًا: قریب، سَفَرًا: سفر، قَاصِدًا: ہلکا، آسان، بَعُدَتْ: دور ہوگئی، اَلشُّقَّةُ: مسافت، لَوِاسْتَطَعْنَا: اگر ہم کر سکتے، لَخَرَجْنَا: تو ہم نکلتے، لَایَسْتَاْذِنُكَ: وہ تجھ سے اجازت نہیں مانگتے۔

ربط:

سابقہ آیات سے غزوہ تبوک کا بیان چل رہا ہے ان آیات میں بھی اسی کا تسلسل ہے۔

اہم نکات: منافقین جھوٹے عذر پیش کر کے غزوہ تبوک سے رہ گئے:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ غزوہ تبوک کا تذکرہ جاری ہے کچھ ہوشیار قسم کے منافق آپ ﷺ کے پاس آ کر بہانے کرنے لگے کسی نے کہا کہ میرا خادم بکریاں چرانے والا بھاگ گیا کسی نے کہا کہ ماں مرگئی تو کفن دفن کون کرے گا کسی نے کہا کہ میری بیوی حاملہ ہے مثال کے طور پر تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ان کو اجازت نہ دینی تھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از امتحان ان منافقین کو کیوں چھٹی دی۔

(تفسیری نکات) ہلکے اور بوجھل دونوں حالتوں میں جہاد کا حکم:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا کوچ کرو ہلکے ہونے کی حالت میں اور بوجھل ہونے کی حالت میں، ہلکے پھلکے ہونے کا کیا معنی ہے؟ تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ تم غریب ہو تمہارے پاس زیادہ سامان نہیں ہے پھر بھی جاؤ غریب آدمی کا کیا ہے چادر کندھے پر ڈالی، تلوار پکڑی اور چل پڑا۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ انسان تندرست ہو تو اس کا بدن ہلکا پھلکا ہوتا ہے، اور بوجھل کا معنی ہے کہ امیر ہو کہ امیر آدمی اپنی سہولت کے لئے سامان رکھ کر بوجھل ہو جاتا ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ بیمار ہو تو بیماریوں کی وجہ سے بدن بوجھل ہو جاتا ہے، تو مطلب یہ بنے گا کہ غریب ہو یا امیر ہو، تندرست ہو یا بیمار ہو مگر ایسی بیماری کہ جس کے ساتھ سفر کر سکتے ہو تو کوچ کرو وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اور جہاد کرو اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، کہ جب آنکھیں بند ہو جائیں گی قبر برزخ کا معاملہ ہوگا، جنت دوزخ کی منزل آنی ہے اس وقت ان چیزوں کے درجے کا پتہ چلے گا کہ کتنا ہے۔ فرمایا لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا اگر ہوتا سامان قریب، کہ ان کا خیال ہوتا کہ ہمیں وہاں سامان ملے گا مال غنیمت کا وَّسَفَرًا قَاصِدًا اور سفر ہوتا درمیانہ لَّاتَّبَعُوْكَ البتہ یہ ضرور تمہاری پیروی کرتے جان چرانے والے منافق وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ اور لیکن بعید ہوگئی ان پر مسافت "شقة" کے معنی مسافت، کہ مسافت لمبی ہے، رومیوں کے ساتھ مقابلہ ہے، کچھ ملنے کی امید نہیں ہے، آگے اسی سورۃ میں آئے گا۔ "لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ"۔ منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا بڑی گرمی ہے نہ جانا۔ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور عنقریب یہ قسمیں اٹھائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آؤ گے لَوِ اسْتَطَعْنَا اگر ہم طاقت رکھتے لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ تو البتہ ہم ضرور نکلتے تمہارے ساتھ لیکن ہم مجبور تھے۔ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ یہ ہلاک کرتے ہیں اپنی جانوں کو جھوٹ بول کر وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، ان کا کوئی عذر نہیں تھا سوائے اس کے کہ گرمی تھی، سفر لمبا تھا وہاں سے کچھ ملنے کی توقع نہیں تھی۔

منافقین کی بہانے بازیاں:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کر دیا لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کیوں اجازت دی حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا یہاں تک کہ واضح ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ لوگ جو سچے ہیں وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیتے جھوٹوں کو۔ کہ انہوں نے جانا ہی نہیں تھا کسی قیمت پر اب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کو سہارا بنا لیا ہے کہ حضرت نے اجازت دی تھی اس لئے نہیں گئے، یہ ان کے ہاتھ سند آگئی، لا

یَسْتَاْذِنُكَ نہیں اجازت طلب کرتے آپ ﷺ سے الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جولوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پراور آخرت کے دن پر اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اس بات کی کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں کے ساتھ اوراپنی جانوں کے ساتھ مخلصوں میں سے کسی نے اجازت نہیں مانگی چاہے وہ آسانی میں تھے یا تنگی میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا اور جھوٹے منافقوں نے مختلف بہانے بنا کر اپنی جان چھڑائی۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جاننے والا ہے پرہیز گاروں کو۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پختہ بات ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگتے ہیں وہ لوگ جو نہیں ایمان رکھتے اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر

وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

اور شک میں پڑے ہوئے ہیں دل ان کے پس وہ اپنے شک میں ہی متردد ہیں۔ اور اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا جہاد کے لیے

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ

توضرور تیار کرتے اس کے لیے سامان اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ناپسند کیا ان کا اٹھ کھڑا ہونا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ

کو روک دیا اور کہا گیا (تکوینا) بیٹھ جاؤ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ اور اگر وہ نکلتے تمہارے درمیان تو نہ زیادہ کرتے تمہارے لئے

اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ

مگر فساد اور البتہ شرارت کے گھوڑے دوڑاتے تمہارے درمیان اور تلاش کرتے تمہارے لئے فتنہ اور تمہارے اندر ان کی

سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ

باتیں سننے والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جانتے ہے ظالموں کو۔ البتہ تحقیق وہ تلاش کر چکے ہیں فتنے کو اس سے پہلے

وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ

اور الٹ دیا انہوں نے معاملات کو آپ ﷺ کے سامنے یہاں تک کہ حق آ گیا اور ظاہر ہو گیا اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم

وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور وہ ناپسند کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِرْتَابَتْ: شک میں پڑ گئے، رَيْبِهِمْ: اپنے شک میں، يَتَرَدَّدُوْنَ: وہ بھٹکتے ہیں، اَلْخُرُوْجَ: نکلنا، لَاَعَدُّوْا: ضرور وہ

تیار کرتے، عُدَّةً: کچھ سامان، انْۢبِعَاثَهُمْ: ان کا اٹھنا، فَثَبَّطَهُمْ: تو روک دیا ان کو، مَا زَادُوْكُمْ: نہ بڑھاتے وہ تمہارے لیے، لَاَاَوْضَعُوْا: وہ ضرور (گھوڑے) دوڑاتے، خِلٰلَكُمْ: تمہارے اندر، یَبْغُوْنَكُمُ: وہ چاہتے ہیں تم سے، اِبْتَغَوُا: وہ تلاش کرتے رہے، قَلَّبُوْا: انہوں نے الٹایا۔

ربط:

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بہانہ بازیوں کا ذکر فرمایا اب بھی منافقین کی چالبازیاں اور مکاریوں کا بیان ہی چل رہا ہے۔

(تفسیری نکات) جہاد نہ کرنے والے کامل ایمان والے نہیں ہیں:

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ پختہ بات ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگتے ہیں جہاد پر نہ جانے کی وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جونہیں ایمان رکھتے اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر نہ ان کا اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان ہے اور نہ آخرت پر ان کا ایمان وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ اور شک میں پڑے ہوئے ہیں دل ان کے اسلام کے بارے میں فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ پس وہ اپنے شک میں ہی متردد ہیں، ان کے دل ایمان والے نہیں ہیں اس لئے کبھی کوئی بہانہ بناتے ہیں اور کبھی کوئی بہانہ بناتے ہیں۔ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ اور اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا جہاد کے لیے لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً تو ضرور تیار کرتے اس کے لیے اپنا سامان، سفر کے لئے جو سامان تیار کرنا تھا وہ تو کیا نہیں اور بہانے بنا کر رخصت طلب کرنے کے لئے آگئے ہیں، ان کا جانے کا ارادہ ہی نہیں تھا، وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ناپسند کیا ان کا اٹھ کھڑا ہونا، جہاد کے لئے ان کا جانا اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہیں تھا فَثَبَّطَهُمْ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو روک دیا اللہ تبارک وتعالیٰ کا قانون ہے "نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی" ہم پھیر دیتے ہیں جدھر کوئی پھرے، کیونکہ ان کا ارادہ اور نیت ہی جہاد کے لئے جانے کی نہیں تھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ان کو روک دیا کہ جانے کی توفیق ہی نہیں دی۔

منافقین کا تمہارے ساتھ نہ جانا تمہارے لیے بہتر ہے:

وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ اور کہا گیا (تکوینی طور پر) بیٹھ جاؤ تم بیٹھ جانے والوں کے ساتھ تمہارا جنگ میں جانا سود مند ثابت نہیں ہوگا کیونکہ لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ اور اگر وہ نکلتے تمہارے درمیان، یعنی تمہارے ساتھ جہاد کے لئے جاتے مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا تو نہ زیادہ کرتے تمہارے لئے مگر فساد، مقصد یہ ہے کہ اگر بادل نخواستہ آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑتے تو آپ ﷺ کے لئے مشکلات میں اضافہ کا باعث بنتے لہٰذا ان کا نہ جانا ہی بہتر تھا وَّلَاَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ اور البتہ شرارت کے گھوڑے دوڑاتے تمہارے درمیان۔ "ایضاع" گھوڑے اور اونٹ کو تیز دوڑانے کو کہتے ہیں مگر محاورہ کے طور پر اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ ادھر کی باتیں ادھر کی جائیں اور ادھر کی باتیں ادھر کی جائیں جس سے فتنہ فساد کا بازار گرم ہو۔

یَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ اور تلاش کرتے تمہارے لئے فتنہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے یہ لوگ ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہے اور فتنہ فساد کی آگ بھڑکاتے رہے، کبھی یہودیوں کے ساتھ مل کر اہل ایمان کے خلاف سازش کی اور کبھی مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف مدد دی، اب بھی اگر یہ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوتے تو کوئی نہ کوئی فتنہ ہی کھڑا کرتے لہذا اچھا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سفر میں رفیق نہیں بنے وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ؕ اور تمہارے اندر ان کی باتیں سننے والے ہیں، یعنی تمہارے اندر ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی باتوں کو سنتے ہیں یعنی ان کی لگائی بجھائی سے متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ سچے مومن دل کے کھرے ہیں ان کو بھی وہ کھرے سمجھتے ہیں، جب سچے مومن منافقین کی چال میں آجائیں گے تو فتنہ ہی برپا ہوگا۔

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ البتہ تحقیق وہ تلاش کر چکے ہیں فتنے کو اس سے پہلے وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ اور الٹ دیا انہوں نے معاملات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ یہاں تک کہ حق آ گیا وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ اور ظاہر ہو گیا اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم۔

اس طرح کے بہت سارے واقعات قرآن پاک میں ہیں کہ واقعہ کچھ تھا اور منافقوں نے پلٹ کر کچھ اور بنا کر دکھایا، بعد میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی حقیقت کو ظاہر فرمایا اور معاملہ صاف ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہوا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ اور وہ ناپسند کرتے تھے حقیقت کے کھلنے کو لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حقیقت ظاہر کر دی۔

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ

اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رخصت دیدیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں خبردار فتنے

سَقَطُوۡا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿49﴾ اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ

میں تو یہ گرے ہوئے ہیں اور بیشک جہنم البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو۔ اگر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھلائی ان کو بری لگتی ہے

وَاِنۡ تُصِبۡكَ مُصِيۡبَةٌ يَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَيَتَوَلَّوْا

اور اگر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مصیبت تو کہتے ہیں تحقیق ہم نے اپنا معاملہ سنبھال لیا تھا اس سے پہلے اور پھرتے ہیں وہ اس

وَّهُمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿50﴾ قُلْ لَّنۡ يُّصِيۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ

حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی مگر وہی چیز جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لکھ دی ہے

هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾ قُلْ هَلْ

ہمارے لئے وہی ہمارا آقا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہی چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے۔ آپ ﷺ کہہ دیں تم نہیں

تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ

انتظار کرتے ہمارے بارے میں مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کی اور ہم انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں کہ پہنچائے

اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿52﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو عذاب اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں کے ساتھ پس تم انتظار کرو بیشک ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿53﴾

والے ہیں۔ آپ ﷺ کہہ دیں خرچ کرو تم خوشی سے یا جبراً ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا تم سے بیشک تم نافرمان قوم ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِئْذَنْ: رخصت دیجیے، لَا تَفْتِنِّيْ: گمراہی میں نہ ڈال مجھے، سَقَطُوْا: وہ پڑ چکے ہیں، لَمُحِيْطَةٌ: البتہ احاطہ کرنے والی ہے، اِنْ تُصِبْكَ: اگر پہنچے تجھے، يَتَوَلَّوْا: وہ لوٹ جائیں، فَرِحُوْنَ: خوش ہوتے ہوئے، (لَنْ) يُّصِيْبَنَآ: (ہرگز نہیں) پہنچے گا ہمیں، تَرَبَّصُوْنَ: تم اُمید کرتے ہو، اَلْحُسْنَيَيْنِ: وہ بھلائیاں، نَتَرَبَّصُ: ہم اُمید کرتے ہیں، اَنْ يُّصِيْبَكُمْ: یہ کہ پہنچ جائے تمہیں، بِاَيْدِيْنَا: ہمارے ہاتھوں سے، مُتَرَبِّصُوْنَ: انتظار کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی منافقین کی حیلہ سازیوں کا ذکر چل رہا ہے۔ یہاں بھی نمونے کے طور پر کچھ منافقوں کی بدباطنی ظاہر کی گئی ہے۔

(تفسیری نکات) منافقین کی حیلہ سازیاں:

منافقین میں سے ایک منافق جدُ ابن قیس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے سے اس طرح معذرت کی کہ میں رومی عورتوں کی طرف مائل ہو جاتا ہوں۔

یہ بات کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آئی اس کا ذکر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں، "ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ کہ آپ مجھے رخصت دیدیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں، کہ میں وہاں گیا تو وہاں کا ہو کر رہ جاؤں گا کہ میرے اندر عیب ہے میں گوری عورت کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ خبردار فتنے میں تو یہ گھرے ہوئے ہیں، وَاِنَّ جَهَنَّمَ

لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور بیشک جہنم البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو۔

منافقین کو مسلمانوں کی خوشی بُری اور مسلمانوں کی تکلیف خوش کرتی ہے:

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ اگر پہنچے آپ ﷺ کو کوئی بھلائی تَسُؤْهُمْ ۚ ان کو بری لگتی ہے۔ کسی جگہ فتح ہو جائے، مال غنیمت مل جائے، کافر دھڑا دھڑ مسلمان ہو جائیں جو بات بھی آپ ﷺ کے لیے خوشی اور بھلائی ہو ان کو بری لگتی ہے وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ اور اگر پہنچے آپ ﷺ کو کوئی مصیبت يَّقُوْلُوْا کہتے قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ تحقیق ہم نے اپنا معاملہ سنبھال لیا تھا اس سے پہلے یعنی ہم نے اپنے بچاؤ کا سامان کر لیا تھا کہ شریک ہی نہیں ہوئے اور دوسرے مقام میں آتا ہے کہ اگر آپ ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ اور وہ پھرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں، اچھا ہوا ان کو تکلیف پہنچی اور ہماری جان بچ گئی۔

قُلْ آپ ﷺ فرما دیں لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی مگر وہی چیز جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وہی ہمارا آقا ہے، ہمارا کارساز ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہی چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے۔ کہ وہ ہمارا رب ہے اس نے جو ہمارے لئے لکھا ہوگا وہی ہوگا

قُلْ آپ ﷺ فرما دیں هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ تم نہیں انتظار کرتے ہمارے بارے میں مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کی، ایک بھلائی ہے ہمارا شہید ہو جانا اور ایک بھلائی ہے ہمارا فتح پا لینا ہمارے لئے وہ بھی ٹھیک ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے۔

منافقین کے خلاف جہاد نہ کرنے میں کیا حکمت تھی:

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ کہ پہنچائے اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب تم کو اپنی طرف سے کہ براہ راست سزا دے اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ یا ہمارے ہاتھوں سے کہ ہمیں حکم دے تمہارے خلاف لڑنے کا، ہمارے ہاتھوں سے تمہیں سزا دے ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں، کافروں کے ساتھ جہاد تلوار کے ساتھ تھا اور منافقوں کے ساتھ تلوار کا نہیں تھا، ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کافروں کے خلاف ہم لڑتے ہیں، یہ منافق ان سے زیادہ سخت ہیں ان کے ساتھ کیوں نہ لڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دع ان الناس يتحدثون ان محمدا ﷺ يقتل اصحابه"۔ "چھوڑو! لوگ کہیں گے کہ بیشک محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں"۔ چونکہ یہ لوگ زبانی کلمہ پڑھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں عام لوگ معاملہ فہم نہیں ہوتے وہ سمجھیں گے کہ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کر دیا ہے، وہ کلمہ سے بیزار ہو جائیں گے بدنامی

ہوگی، فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ پس تم انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا آتا ہے؟

منافقین کی مالی عبادت بھی قبول نہیں:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا خرچ کرو تم خوشی سے یا جبرا۔ لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا تم سے یہ مال اور چندہ۔ کیونکہ قبولیت کی بنیادی شرط ایمان ہے اور ایمان تو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے" قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ "۔ (النحل: ۱۰۶) "اس کا قلب مطمئن ہو ایمان کے ساتھ" ایمان کا مرکز دل ہے۔ اگر دل میں ایمان نہیں تو زبان سے کلمہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور منافق اسے کہتے ہیں جو زبان سے کلمہ پڑھتا ہے دل سے نہیں اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ بیشک تم نافرمان قوم ہو، تم دل سے ایمان نہیں لائے تمہارا مال اللہ تعالیٰ کیوں قبول کرے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

اور نہیں روکا ان کو کہ قبول کئے جائیں ان سے ان کے چندے مگر اس بات نے کہ بیشک انہوں نے کفر کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ

وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ

کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ نہیں ادا کرتے نماز کو مگر اس حال میں کہ وہ سست ہوتے ہیں اور نہیں خرچ کرتے

اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿54﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ

وہ مگر اس حال میں کہ وہ ناپسند کرتے ہیں۔ پس نہ تعجب میں ڈالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد پختہ بات ہے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ ان کو سزا دے ان کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں اور نکلیں ان کی جانیں اس حال میں کہ وہ

كٰفِرُوْنَ ﴿55﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ

کفر کرنے والے ہوں۔ اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿56﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ

نہیں ہیں اور لیکن وہ قوم ڈرنے والی ہے۔ اگر وہ پائے کوئی جائے پناہ یا کوئی سرنگیں یا کوئی داخل ہونے کی جگہ البتہ پھر جائیں

وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿57﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ

اس کی طرف اور وہ بڑی تیزی سے جائیں۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے ہیں صدقات کی تقسیم میں

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾

پس اگر دیا جائے ان کو اس میں سے راضی ہوجاتے ہیں اور اگر ان کو نہ دیا جائے اس میں سے اچانک وہ ناراض ہوجاتے ہیں۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

اور اگر وہ بیشک راضی ہوجاتے ہیں اس چیز پر جو دی ہے ان چیز پر جو دی ہے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ

وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ

نے اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب دے گا ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے

وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾ ع

رسول ﷺ بیشک ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَنَعَهُمْ: روک دیا ان کو، لَا يَأْتُونَ: وہ نہیں آتے، فَلَا تُعْجِبْكَ: پس نہ تعجب میں ڈالیں، تَزْهَقَ: نکل گئی، يَفْرَقُونَ: وہ ڈرتے ہیں، مَلْجَأً: پناہ کی جگہ، مَغَارَاتٍ: غاریں، مُدَّخَلًا: داخل ہونے کی جگہ، لَّوَلَّوْا: وہ الٹے بھاگ جائیں، يَجْمَحُونَ: وہ رسیاں تڑواتے ہیں، مَن يَلْمِزُكَ: جو تجھے طعنہ دیتا ہے، أُعْطُوا: انہیں دیا جائے، إِن لَّمْ يُعْطَوْا: اگر انہیں نہ دیا جائے، يَسْخَطُونَ: وہ ناراض ہوجاتے ہیں، سَيُؤْتِينَا: عنقریب وہ ہمیں دے گا، رَاغِبُونَ: رغبت کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے یہ بات چل رہی ہے کہ منافقین اللہ کی راہ میں مال بھی دیں تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا وجہ یہ ہے کہ وہ ریاکاری اور اخلاص کے بغیر کام کرنے والے ہیں اب ان آیات میں بھی ان کی بدباطنیوں کا ہی تذکرہ ہے۔

(تفسیری نکات) منافقین کے عمل قبول نہ ہونے کی وجہ:

وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ اور نہیں روکا انکو کہ قبول کئے جائیں ان سے چندے اور خرچ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ مگر اس بات نے کہ انہوں نے کفر کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ۔ یاد رکھیں کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار تین چیزوں پر ہے:

① ایمان، ② اخلاص، ③ اتباع سنت

ان تین چیزوں کے نہ ہونے کے علاوہ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ اور وہ نہیں ادا کرتے نماز کو مگر اس حال میں کہ وہ سست ہوتے ہیں، نماز میں سستی کرنا منافقوں کا کام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس صفت سے بچائے۔

حدیث پاک میں آتا ہے" اثقل الصلوۃ علی المنافقین "۔" منافقوں پر بھاری نمازیں دو ہیں عشاء اور فجر کی"۔ مومن سارے کام چھوڑ کر نماز کی طرف آتا ہے اور منافق بہانے بناتے ہے وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ اور نہیں خرچ کرتے وہ مگر اس حال میں کہ وہ ناپسند کرتے ہیں، خوشی سے اللہ کی راہ میں نہیں دیتے بلکہ دکھلاوے کے طور پر دیتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ پس نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مال اور نہ انکی اولاد، کہ ان کو اتنا مال کیوں ملا ہے اور اتنی اولاد کیوں ملی ہے؟ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارادہ کرتا ہے لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ ان کو سزا دے ان اموال اور اولاد کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور نکلیں انکی جانیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں، مال مشقت سے کماتے ہیں پھر اس کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح اولاد کے پالنے کی مشقت برداشت کرتے ہیں لیکن ایمان نہیں ہے تو یہ مشقتیں آخرت میں کام نہیں آئیں گی تو ان کے لیے دنیا کی زندگی بھی عذاب ہی ہے کہ جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مومن بھی مال کماتے ہوئے مشقت برداشت کرتا ہے لیکن چونکہ ایمان ہے تو یہ مشقت اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

منافین کی منافقانہ حالت زار:

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں، منافقین اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسمیں اٹھا کر مومنوں کو کہتے تھے کہ ہم تم میں سے ہیں، وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ حالانکہ وہ منافق تم میں سے نہیں ہیں وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ اور لیکن وہ قوم ہے ڈرنے والی، ڈرپوک قوم، یہ تم سے ڈرتے ہیں کہ اگر ان کو پتہ چل گیا ہماری منافقت کا تو ہم پر سختی کریں گے اس لئے جان بچانے کے لئے تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں، فرمایا ان کی حالت یہ ہے لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً " ملجا "کا معنی ہے جائے پناہ، اگر وہ پائیں کوئی جائے پناہ اَوْ مَغٰرٰتٍ مغرت " مغارۃ " کی جمع ہے مغارۃ کا معنی ہے سرنگ غاریں جو پہاڑوں میں ہوتی ہیں، تو فرمایا ان کو سرنگیں مل جائیں اَوْ مُدَّخَلًا یا کوئی داخل ہونے کی جگہ لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ البتہ پھر جائیں اس کی طرف وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ اور وہ بڑی تیزی سے جائیں، "جَمَحَ "کا معنی ہے گھوڑا لگام کی پرواہ کئے بغیر تیزی کے ساتھ چلے، مطلب یہ ہے کہ لگام والے گھوڑے کی طرح سر اٹھائے چلے جائیں مگر اب مصیبت یہ ہے کہ سارا عرب اسلام کے جھنڈے تلے آ گیا ہے ان کو کوئی جگہ نہیں ملتی سر چھپانے کو اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھا کر تمہیں اعتماد میں لیتے ہیں۔

منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقات کی تقسیم میں نکتہ چینی کرتے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے ہیں صدقات

کی تقسیم میں، آنحضرت ﷺ کے پاس مال آیا آپ ﷺ اس کو تقسیم فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں کافی لوگ جمع تھے آپ ﷺ گھر کے افراد اور لوگوں کی حیثیت کو سامنے رکھ کر مال تقسیم فرما رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ صدقات تقسیم فرما رہے تھے حرقوص بن زہیر قبیلہ بنو تمیم کا بڑا منہ پھٹ آدمی تھا اس نے اعتراض کیا، کہنے لگا "ما عدلت فی القسمۃ یا محمد" آپ ﷺ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا ہے۔" اس کا ذکر ہے کہ ان میں وہ بھی ہیں جو آپ ﷺ پر عیب لگاتے ہیں صدقات کی تقسیم کے سلسلہ میں فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا پس اگر دیا جائے ان کو اس میں سے تو راضی ہو جاتے ہیں پھر زبان نہیں کھولتے وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اور اگر انکو نہ دیا جائے صدقات میں سے اور صرف مستحقین کو دیا جائے تو اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ اچانک وہ ناراض ہو جاتے ہیں کہ ہمیں نہیں دیا وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا اور اگر بیشک وہ راضی ہو جاتے ہیں مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اس چیز پر جو ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہی صدقات عشر اور زکوٰۃ اکٹھی ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ ان کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کر دیتے ہیں، یہ مطلب ہے کہ جو انکو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے دیا وَقَالُوْا اور کہتے ہیں حَسْبُنَا اللّٰهُ ہمیں اللہ کافی ہیں سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عنقریب ہمیں دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے، آئندہ بھی ایسے مواقع آئیں گے جن میں مال غنیمت، مال فئی، صدقات آئیں گے ان میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دے گا وَرَسُوْلُهٗٓ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ تقسیم کریں گے۔ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ"۔ بیشک ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، اگر اس طرح وہ کرتے تو بڑی اچھی بات ہوتی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

پختہ بات ہے صدقات فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے ہیں اور ان

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ

لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں الفت ڈالی جائے اور گردنوں کو آزاد کرنے میں اور جو تاوان میں دبے ہوئے ہیں

وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

ان کے لئے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اور مسافروں کے لئے۔ یہ فریضہ ہے ٹھہرایا ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ

طرف سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے۔ اور ان منافقوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو تکلیف پہنچاتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں وہ کان ہیں تمہاری بہتری کے لیے،

بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ

وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور تصدیق کرتا ہے ایمان والوں کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

تم میں سے اور وہ لوگ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُؤَلَّفَةِ: جن کے دل کو نرم کیا جائے، اَلْغٰرِمِيْنَ: مقروض، يُؤْذُوْنَ: اذیت دیتے ہیں۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ صدقات کی تقسیم میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے تھے آگے فرمایا کہ دیکھو زکوٰۃ کے مصارف تو اللہ تعالیٰ نے خود بتائے ہیں۔ فقیر اور مساکین زکوٰۃ کے حقدار ہیں نیز زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے عاملین تالیف قلوب والے۔ کفار کی قید میں جو لوگ ہیں اُن کا تاوان ادا کرنے کے لیے اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے اور مسافروں کے لیے کہ اگر خدانخواستہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔

(تفسیری نکات) زکوٰۃ کے مصارف کا بیان:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ "فقراء" فقیر کی جمع ہے۔ پختہ بات ہے صدقات فقیروں کے لیے ہیں وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کے لیے ہیں۔ اور تیسرا مصرف وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا اور جو اس پر عمل کرتے ہیں، وصول کرنے اور تقسیم کرنے والے وہ بھی زکوٰۃ کے حق دار ہیں۔ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ اور ان لوگوں کے لئے ہیں جن کے دلوں میں الفت ڈالی جائے، اس کی دو طرح سے تفسیر کی گئی ہے۔

(اوّل): یہ کہ ابتداء میں جب مسلمان تھوڑے تھے اور اسلام کمزور تھا بعض اثر ورسوخ والے کافروں کو زکوٰۃ دینا جائز تھی جن کے ایمان لانے کی توقع ہوتی تھی تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں، یہ شق اب تمام کے نزدیک منسوخ ہے کسی کافر کو تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

(دوم): دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جو نئے مسلمان ہوئے تھے کافر برادری ان سے تعاون ختم کر دیتی تھی تو ایسے نومسلم کو تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی کہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائے، اور چونکہ وہ مسلمان ہوتا تھا اس لئے اس کو پاؤں پر کھڑا کرنے اور اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی، یہ شق اب بھی موجود ہے۔

وَفِي الرِّقَابِ اور گردنوں کو آزاد کرنے میں، اس زمانے میں غلام اور لونڈیاں ہوتی تھیں وہ آزادی چاہتے تھے اور اکثر مالک بغیر رقم کے آزاد نہیں کرتے تھے، تو ان لونڈیوں اور غلاموں کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہوتا کہ وہ اپنی آزادی حاصل کر سکیں۔ وَالْغٰرِمِيْنَ اور جو تاوان میں دبے ہوئے ہیں، اس کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً تاجر سے سامان لوٹ لیا گیا کہ اس کے پاس کچھ نہیں رہا، آگ لگ گئی مکان جل گیا یا دوکان جل گئی یا سیلاب آ گیا اور سب کچھ اس میں بہہ گیا، دشمنوں نے حملہ کیا اور سارا مال لے گئے، بیشک پہلے یہ مالدار تھا لیکن اب یہ تاوان میں آ گیا ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، مگر شرائط مذکور کے ساتھ کہ غیر مسلم نہ ہو اور سید نہ ہو اور بُرے کردار و افعال والا نہ ہو۔ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جو جہاد کرتے ہیں اور ان کے پاس خرچہ نہیں اسلحہ نہیں تو زکوٰۃ کی رقم سے ان مجاہدین کی امداد کرنا اگر وہ مالدار نہ ہوں، اگر وہ مالدار ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ اور مسافروں کے لئے کئی مسافر ایسے ہوتے ہیں کہ سفر میں ان کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہو جاتا ہے کہ ان کے پاس کرایہ نہیں رہا چاہے اپنے گھر میں وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں ان کی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں سے امداد کی جا سکتی ہے، تو یہ آٹھ مصارف ہیں زکوٰۃ کے اور جو حکم زکوٰۃ کا ہے وہی حکم فطرانے، عشر، کفارہ قسم اور کفارہ ظہار کا ہے۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ یہ فریضہ ہے ٹھہرایا ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے نہ دینے والا گناہ گار ہے اور یہ مسئلہ سمجھ لیں کہ زکوٰۃ لازم ہو جانے کے بعد فوراً اس کو ادا کر دے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

منافقین کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا:

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ اور ان منافقوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں، يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں اور کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف باتیں کرتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہیں۔ یہ لوگ جب آپس میں واہی تباہی قسم کی باتیں کرتے تھے تو دوسرے کہتے کہ یہ تمہاری باتیں اُن تک پہنچی تو تمہیں تنبیہ کریں گے تو کہنے لگے وہ تو کان ہی کان ہیں ہم جو کہیں گے وہ مان لیں گے، کیونکہ جو آدمی خود سچا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی سچا سمجھتا ہے اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ جب منافقین میں سے کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدخوئی کرتے تو دوسرے کہتے بھائی ایسی باتیں نہ کرو وہ نرا کان ہیں یہ باتیں اُن تک پہنچ جائیں گی، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ وہ کان ہیں تمہاری بھتری کے لئے يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور تصدیق کرتا ہے ایمان والوں کی وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے تم میں سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لقب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر

فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو مومن ہیں وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور وہ لوگ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپ ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے عام مسلمان کو کوئی قولا یا فعلا تکلیف پہنچائے تو اس کو سخت سزا ملے گی۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

منافقین قسم اٹھاتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے تاکہ تمہیں راضی کردیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ

رسول ﷺ زیادہ حقدار ہے۔ کہ یہ اس کو راضی کریں، اگر وہ مومن ہیں، کیا ان لوگوں نے نہیں جانا، کہ بیشک وہ شخص جو

يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ

مخالفت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی پس بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا

ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا

یہ رسوائی بہت بڑی ہے۔ ڈرتے ہیں منافق اس بات سے کہ نازل کی جائے ان پر کوئی سورۃ جو خبر دے ان کو ان چیزوں کی جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

ان کے دلوں میں ہیں۔ آپ ﷺ کہہ دیں کہ مذاق کرلو بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نکالنے والے ہیں اس چیز کو جس سے تم ڈرتے ہو،

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ

اور اگر آپ ﷺ ان سے سوال کریں تو وہ ضرور کہیں گے پختہ بات ہے ہم تو شغل کرتے تھے اور کھیلتے تھے آپ ﷺ کہہ

اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾

دیں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اور اس کی آیات کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تم مذاق کرتے تھے۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ

مت بہانے بناؤ تحقیق تم نے کفر کیا ہے ایمان ظاہر کرنے کے بعد اگر ہم معاف کردیں تم میں سے ایک گروہ کو،

نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع ۸ / ۱۴

ہم سزا دیں گے ایک گروہ کو اس وجہ سے کہ بیشک وہ مجرم ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا: کیا وہ نہیں جانتے، مَنْ يُّحَادِدِ: جو مقابلہ کرتا ہے، يَحْذَرُ: وہ ڈرتا ہے، تُنَبِّئُهُمْ: خبردار کردے ان

کو، اِسْتَهْزِءُوْا تم مذاق اڑاتے ہو، تَحْذَرُوْنَ تم ڈرتے ہو، سَاَلْتَهُمْ: (اگر) تو پوچھے ان سے، نَخُوْضُ: ہم گپ شب ہانگ رہے تھے، نَلْعَبُ: ہم کھیلتے ہیں، (كُنْتُمْ) تَسْتَهْزِءُوْنَ تم استہزا کرتے (تھے)، لَا تَعْتَذِرُوْا: عذر پیش نہ کرو، اِنْ نَّعْفُ: اگر ہم معاف کردیں، نُعَذِّبْ: ہم عذاب دیں گے۔

ربط:

پچھلی آیت میں بھی گزر چکا ہے کہ منافقین طرح طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے تھے ان آیات میں بھی ان کی بداطوریوں کا تذکرہ اوران کا جواب ہے۔

(تفسیری نکات) منافقین کی ایذارسانی کے مزید واقعات:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ منافقین قسم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہ ہم دل سے سچے ہیں ویسے ہی غیر محتاط بات منہ سے نکل گئی ہے یہ قسمیں کیوں کھاتے ہیں؟ لِيُرْضُوْكُمْ تاکہ تمہیں راضی کریں اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حقدار ہے کہ یہ ان کوراضی کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ راضی تو سارا جہان راضی ہوجائے تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی خوش قسمتی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اگر وہ مومن ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کوراضی کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوراضی کریں۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا ان لوگوں نے نہیں جانا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ بیشک وہ جو مخالفت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا پس بیشک ان کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ یہی رسوائی بہت بڑی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ ڈرتے ہیں منافق اس بات سے کہ نازل کی جائے ان پر کوئی سورۃ۔ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ جو خبر دے ان کو ان چیزوں کی جو ان کے دلوں میں ہیں۔ کہ وحی اترے گی اور ہماری حقیقت لوگوں کے سامنے کھل جائے گی اور ہم شرمندہ ہوں گے قُلِ اسْتَهْزِءُوْا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ مذاق کرلو۔ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نکالنے والے ہیں اس چیز کو جس سے تم ڈرتے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کریں۔ لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے۔ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ پختہ بات ہے ہم تو مذاق اور دل لگی کررہے تھے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اوراس کی آیات کے ساتھ وَرَسُوْلِهٖ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ تم مذاق کرتے تھے۔ اپنی واہی تباہی باتوں کا انکار تو نہ کرسکے البتہ یہ بہانہ بنایا کہ ہم خوش گپی کرتے تھے تاکہ سفر طے ہوجائے، حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی آیات اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ مت بہانے بناؤ تحقیق تم نے کفر کیا ہے ایمان ظاہر کرنے کے بعد۔ تمہاری دل لگی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہو سکتی تھی اور کوئی نہ تھا استہزاء کے لئے اور وقت گزارنے کے لئے۔ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ اگر ہم معاف کر دیں تم میں سے ایک گروہ کو۔ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةً ہم سزا دیں گے ایک گروہ کو۔ منافقین میں سے مخشی ابن حمیر کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی انہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب سے لڑتا ہوا شہید ہوا، تو جو نفاق کو چھوڑ دیں گے ان کو معافی مل جائے گی اور جو کفر پر اڑے رہیں گے ان کو سزا دیں گے، اور سب سے زیادہ سخت سزا منافقین کی ہے۔ قرآن پاک میں ہے " اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ". (النساء) " بیشک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ ان کو یہ سزا کیوں دیں بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ اس وجہ سے کہ بیشک وہ مجرم ہیں چونکہ جرم سخت ہے لہٰذا سزا بھی سخت ہو گی۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں یہ بعض بعض سے ہیں، حکم دیتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور روکتے ہیں

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

اپنے ہاتھوں کو، انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھلا دیا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا، بیشک منافق لوگ وہی ہیں

الْفٰسِقُوْنَ ﴿67﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ

نافرمان لوگ۔ وعدہ کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کے ساتھ اور کافروں کے ساتھ جہنم کی آگ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿68﴾

کا ہمیشہ رہیں گے اس میں یہ ان کو کافی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہو گا۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ

ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے گزرے ہیں وہ زیادہ طاقت والے تھے تم سے اور زیادہ تھے مالوں میں اور اولاد میں

فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ

پس انہوں نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا پس تم نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا، جس طرح کہ فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو تم سے

قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

پہلے تھے اپنے حصے سے اور شغل کیا تم نے جیسا کہ شغل کیا انہوں نے یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہو گئے ہیں دنیا میں

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

بھی اور آخرت میں بھی اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَقْبِضُوْنَ: بند رکھتے ہیں، فَنَسِيَهُمْ: پس وہ بھول گیا ان کو، اَلْمُنٰفِقٰتِ: منافق عورتیں، حَسْبُهُمْ: ان کو کافی ہے، اَمْوَالًا: مال، اَوْلَادًا: اولاد، فَاسْتَمْتَعُوْا: پس انہوں نے فائدہ اٹھایا، بِخَلَاقِهِمْ: ان کے حصہ سے، بِخَلَاقِكُمْ: تمہارے حصہ سے، خُضْتُمْ: تم چلے، خَاضُوْا: وہ چلے۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی منافقین کی بداعمالیوں کا ذکر چل رہا ہے ان آیات میں بھی انہی کے اعمال بد کا ذکر ہے۔

(تفسیری نکات) منافقین کی اطوار بد:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ منافق مرد اور منافق عورتیں یہ بعض بعض سے ہیں۔ کیونکہ "الجنس یمیل الی الجنس"۔ "جنس کو جنس پیاری ہوتی ہے"۔ مومن کو مومن کے ساتھ الفت ہوتی ہے اور کافر کو کافر کے ساتھ محبت ہوتی ہے، منافق کو منافق کے ساتھ پیار ہوتا ہے، منافقوں کی خصلت ہے يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ حکم دیتے ہیں برائی کا۔ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ اور منع کرتے ہیں نیکی سے۔ اگر کوئی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ نماز میں کیا ہے روزے دار کو کہتے ہیں روزے میں کیا رکھا ہے فلاں کام میں کیا ہے فلاں کام میں کیا ہے۔ ایسا ذہن بناتے ہیں کہ کچے ذہن کے لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں اور برائیوں کی ترغیب دیتے ہیں، اور مومن خود بھی نیکی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کا سبق دیتا ہے خود برائی سے رکتا ہے اور دوسروں کو بھی برائی سے منع کرتا ہے، اور منافق اس کے برعکس ہیں وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ اور روکتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ جہاں خرچ کرنے کی جگہ ہوتی ہے وہاں سے ہاتھ روکتے ہیں اور جہاں خرچ نہیں کرنا وہاں بے تحاشہ خرچ کرتے ہیں، نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھلا دیا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ بھولتا تو نہیں ہے اس کی شان ہے "وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا"۔ (مریم:٦٤) "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔" تو نسی کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا ہے کہ جو کرتے ہیں کرتے ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ واحکام کو بھلا دیا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی پرواہ نہیں کی اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ بیشک منافق لوگ وہی ہیں نافرمان۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہیں وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ وعدہ کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے

منافق مردوں اور منافق عورتوں کے ساتھ اور کافروں کے ساتھ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ جہنم کی آگ کا ہمیشہ رہیں گے اس میں هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ یہ ان کو کافی ہے۔ اور سب سے زیادہ سخت عذاب منافقوں کو ہوگا " اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ "۔ (النساء: ۱۴۵) "بیشک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ جس میں سب سے زیادہ سزا ہوگی، آگ کے علاوہ انکو بچھوڈسیں گے اور ایک ایک بچھو خچر کے برابر ہوگا ایک ڈنگ مارے گا تو ساری عمر اس کی جلن نہیں جائے گی اور سانپ ڈسیں گے، فرشتے، ہتھوڑے ماریں گے بھوک پیاس ہوگی اور ضریع جیسی خاردار جھاڑیاں کھانی پڑیں گی، پیاس لگے گی تو پیشاب اور غلاظت ان کو پلائی جائے گی۔ آج کوئی انسان اس کا تصور نہیں کرسکتا، وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔ کبھی بھی عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔

منافقین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ:

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے گذرے ہیں۔ تمہارا طریقہ بھی ان کی طرح ہے اور یاد رکھو كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً تم سے زیادہ سخت تھے قوت میں قد ان کے بڑے بڑے تھے بدنی قوت میں بھی بڑے مضبوط تھے اور للکارتے تھے " مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً "۔ (حم سجدہ: ۱۵) ہم سے زیادہ کون طاقتور ہے وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ اور زیادہ تھے مالوں میں اور اولاد میں۔ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس انہوں نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا۔ یعنی پہلی اُمتوں کے جو منافق اور کافر تھے۔ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ پس تم نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا۔ جو رزق تمہارے مقدر میں ہے کھا پی رہے ہو رزق کا دروازہ اللہ تعالیٰ کافروں پر بھی بند نہیں کرتا " وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ "۔ (نور: ۳۸) رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

کفار، مشرکین اور منافقین کے نیک اعمال کا کوئی بدلہ نہیں:

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جس طرح کہ فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے۔ بِخَلَاقِهِمْ اپنے حصے کا۔ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اور شغل کیا تم نے جیسا کہ شغل کیا انہوں نے۔ وہ شغل کیا تھا کفر کی حمایت حق کی مخالفت، برے کام کرنے اور اچھے کاموں سے روکنا۔ جو انہوں نے کیا تم بھی وہی کر رہے ہو وہ دنیاوی طور پر نیکی کے کام بھی کرتے تھے کہ راستہ بنا دیا، کنواں کھدوا دیا، مسافروں کو کھانا کھلاتے، صدقہ خیرات کرتے، کافر منافق یہ کام دکھلاوے کے طور پر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جو نیکی کے کام انہوں نے کئے کسی غریب کی ہمدردی کی، مالی معاونت کی، کسی بیمار کا علاج کرایا کسی گرے ہوئے کو سہارا دیا وغیرہ تمام نیکیاں ختم ہو گئیں، کیونکہ نیکیوں کی

قبولیت کامدار ایمان، اخلاص اور اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو نیکی ایمان، اخلاص، اتباع سنت کے بغیر ہوگی اس کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نیکی بدی کا راستہ بتلا کر خبردار کر دیا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ

کیا نہیں آئی ان کے پاس خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے ہیں نوح علیہ السلام کی قوم کی خبر اور قوم عاد کی خبر اور قوم ثمود کی خبر

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی خبر اور مدین والوں کی خبر اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں آئے ان کے پاس رسول واضح دلائل

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

کے ساتھ، پس نہیں تھا اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرتا اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ اور مومن مرد

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور مومن عورتیں ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں حکم کرتے ہیں وہ نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور قائم کرتے ہیں

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ

نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی لوگ ہیں کہ عنقریب ان پر

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ رحم فرمائے گا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے مومن مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً

اور مومن عورتوں کے ساتھ باغات کا جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں اور پاکیزہ مکانات کا

فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ ع ١٥

وعدہ کیا ہے رہنے کے باغوں میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا مندی تو سب سے بڑی ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُؤْتَفِكٰتِ: اُلٹ دی جانے والی بستیاں، اَتَتْهُمْ: پہلے ان کے پاس، لِيَظْلِمَهُمْ: تاکہ وہ ان پر ظلم کرے، يُطِيْعُوْنَ: وہ اطاعت کرتے ہیں، سَيَرْحَمُهُمْ: عنقریب وہ رحم کرے گا ان پر، (جَنّٰتِ) عَدْنٍ: ہمیشگی (کے باغوں

میں)۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی منافقین کو گزری ہوئی اقوام کے متعلق بتلا کر تنبیہ کی گئی ان آیات میں سے بھی پہلی آیت میں سابقہ امتوں کا تذکرہ کیا گیا اور مؤمنین کے لیے جو انعامات اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھے ہیں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(تفسیری نکات) سابقہ امتوں کا تذکرہ:

اَلَمْ یَاْتِهِمْ کیا نہیں آئی ان کے پاس۔ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کی خبر۔ کہ ان کی قوم نے نافرمانی کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو سیلاب میں تباہ و برباد کیا، اللہ تعالیٰ کی قدرت اب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی وَّعَادٍ اور قوم عاد کی خبر۔ کہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیز وتند ہوا ان پر چھوڑ دی سات دن اور آٹھ راتیں کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچا وَّثَمُوْدَ ۬ۙ اور قوم ثمود کی خبر۔ کہ زلزلے نے ان کو آ پکڑا اور چیخ نازل ہوئی۔ ان کے جگر پھٹ گئے اور ہر چیز تہہ و بالا ہوگئی اور پوری کی پوری قوم تباہ ہوگئی وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی خبر۔ کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ اور مدین والوں کی خبر۔ مدین شہر کا نام بھی تھا اور قوم کا نام بھی تھا۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اس قوم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر سخت گرمی مسلط فرمائی کہ آسانی سے سانس نہیں لے سکتے تھے بادل کا ایک ٹکڑا آیا کچھ لوگ اس کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے اور دوسروں کو بھی آواز دی کہ یہاں سانس آسانی سے آتا ہے فوراً یہاں آ جاؤ، چنانچہ وہ ساری قوم اس بادل کے نیچے اکٹھی ہوگئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بادل میں سے آگ کے شعلے برسائے سب کے سب تباہ ہو گئے وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں تھیں۔ "جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا" حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آ کر زمین پر پر مارے اور زمین کو اٹھا کر الٹا کر دیا اور وہ سب لوگ ہلاک کر دیئے گئے، فرمایا کہ ان قوموں کا حال ان منافقوں کے پاس نہیں پہنچا کہ یہ اس سے عبرت حاصل کریں اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ آئے ان کے پاس رسول واضح دلائل کے ساتھ، معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور ہلاک ہوئے فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ پس نہیں تھا اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرتا۔ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ کہ نافرمانیاں کیں اور ان کی سزا بھگتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو کسی پر رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

مؤمنین کی صفات اوران پر انعامات کا ذکر:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ الفت، محبت، خیرخواہی اور ہمدردی ان کا کام ہے اور ان کا کیا کام ہے يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتے ہیں وہ نیکی کا۔ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکتے ہیں برائی سے۔ برائی سے روکنا جس طرح مردوں کا کام ہے اسی طرح عورتوں کا بھی کام ہے وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو۔ مومن مرد بھی اور مومن عورتیں بھی اور صرف خود ہی قائم نہیں کرتے بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں اور ان کی نماز کا بھی خیال رکھتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتے ہیں۔

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جس طرح اطاعت مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے، جس طرح دین مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے، جس طرح قرآن پاک مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ یہی لوگ ہیں کہ عنقریب ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحم فرمائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے مومن مردوں کے ساتھ مومن عورتوں کے ساتھ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ جو خوش نصیب، نیک بخت، جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا وہاں سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور پاکیزہ مکانات کا وعدہ کیا ہے۔ جو بڑے صاف ستھرے ہونگے نہ مکھی ہوگی، نہ مچھر ہوگا نہ کیڑا مکوڑا ہوگا، ان کی صحیح کیفیت کا آج تصور بھی نہیں ہوسکتا فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ رہنے کے باغوں میں۔ یہ جو دنیا کے باغ ہیں ان پر کبھی پھل ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جنت کے باغوں کی یہ خوبی ہے کہ پھل توڑیں گے ساتھ ہی دوسرا پھل اس کی جگہ لگ جائے گا "لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ"۔ نہ وہ قطع کئے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے (واقعہ ۳۳) نہ وہاں کے درختوں کے پتے جھڑیں گے نہ خشک ہوں گے۔

مؤمنین ومومنات جنتیوں کو اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی تو سب سے بڑی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس پر راضی ہوجائے بہت بڑی بات ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ لقب اور سند دنیا میں ہی عطا فرما دی "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے راضی ہوگئے"۔ ذٰلِكَ

هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ کہ آدمی سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے بندہ اللہ تعالیٰ کے غصے اور ناراضگی سے بچ جائے، جنت میں پہنچ جائے، جنت کی نعمتیں حاصل ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو نصیب فرمائے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ

اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ جہاد کریں کافروں اور منافقوں کے ساتھ اور ان پر سختی کریں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ

اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا اور البتہ تحقیق انہوں نے

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ

کہی ہے کفر کی بات اور کفر کیا انہوں نے اسلام ظاہر کرنے کے بعد اور انہوں نے ارادہ کیا اس چیز کا جس کو وہ پا نہ سکے

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

اور انہوں نے نہیں بدلہ لیا مگر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غنی کر دیا اور اس کے رسول ﷺ نے بھی اپنے کرم سے

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا

پس اگر وہ توبہ کر لیں تو بہتر ہوگا ان کے لیے اور اگر اعراض کریں گے تو سزا دیگا اللہ تعالیٰ ان کو دردناک سزا دنیا میں

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کے لیے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَاهِدِ: جہاد کر، وَاغْلُظْ: سختی کر، اِسْلَامِهِمْ: مسلمان ہونا ان کا، لَمْ يَنَالُوْا: انہوں نے حاصل نہ کیا، مَا نَقَمُوْٓا: نہیں بدلہ ملا، اَغْنٰىهُمْ: غنی کر دیا ان کو، (فَاِنْ) يَّتُوْبُوْا: (پس اگر) وہ توبہ کریں، اِنْ يَّتَوَلَّوْا: اگر وہ روگردانی کریں۔

ربط:

اوپر منافقوں کا ذکر تھا پھر اسی مناسبت سے مومنین کا ذکر فرمایا تھا پھر اب دوبارہ کفار کا ذکر ہے اور منافقین کا ذکر ہے۔

(تفسیری نکات) کفار اور منافقین سے جہاد کی نوعیت:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ جہاد کریں کافروں اور منافقوں کے ساتھ۔ جہاد تلوار کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ ہجرت کے سال فرض ہوا تھا اور منافقوں کے ساتھ جہاد زبان کے ساتھ ہوتا ہے تلوار سے نہیں، بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم کافروں کے ساتھ لڑنے کے لئے دور دراز کے محاذوں پر جاتے ہیں اور یہ منافق لوگ ہمارے قریب ہیں ہم ان کے ساتھ جہاد کر کے تلوار کے ساتھ ان کا صفایا نہ کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ تلوار کا جہاد نہیں کرنا "ان الناس یقولون ان محمدا ﷺ یقتل اصحابہ" "لوگ کہیں گے کہ بیشک محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں"۔ کیونکہ بظاہر یہ کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں عوام سطحی ہوتے ہیں وہ انکی منافقت کو نہیں جانتے لهذا اگر ان کو قتل کیا گیا تو عوام پر اس کا برا اثر پڑے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچے لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ بد دل ہو جائیں گے اور نئے مسلمان نہیں ہوں گے، زبانی جہاد کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ کوئی بات کریں تو ان کو معقول طریقے سے ایسا جواب دو کہ جو منہ توڑ ہو کہ پھر ایسی بات نہ کر سکیں وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ اور ان پر سختی کریں۔ سختی کا یہ مطلب نہیں کہ گالیاں دو نہیں بلکہ بات معقول ہو اور لہجہ اور انداز ایسا ہو کہ ان کو پتا چلے کہ یہ سخت بات کر رہا ہے، بالکل نرمی کرو گے تو یہ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

منافقوں کا آپ ﷺ کو نعوذ باللہ شہید کرنے کا تذکرہ:

منافقین نے لثام (نقاب) باندھ کر آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا آپ غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے آپ کے ساتھ دو صحابی تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم تو منافقین کی جماعت چھپ کر بیٹھ گئی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے بددعا کی وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئے صرف ایک شخص جُلاس ان میں سے مسلمان ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ اور البتہ تحقیق انہوں نے کہی ہے کفر کی بات، کہ آپ ﷺ کی تحقیر کی اور مذاق اڑایا معاذ اللہ تبارک وتعالیٰ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ اور انہوں نے کفر کیا اسلام ظاہر کرنے کے بعد کہ دل سے تو ایمان نہیں لائے تھے زبانی طور پر کلمہ پڑھتے تھے اور زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے بعد قولاً فعلاً یہ کفریہ کارروائی کی کہ آپ ﷺ کے شہید کرنے کے درپے ہوئے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ اور انہوں نے ارادہ کیا اس چیز کا جس کو وہ پا نہ

سکے۔ کہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اور کر نہ سکے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ انہوں نے نہیں بدلہ کیا، آپ ﷺ کی عیب جوئی نہیں کی، آپ ﷺ کے خلاف کارروائی نہیں کی مگر اس بات سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو غنی کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے زکوٰۃ صدقات اور فطرانہ سے رقم دے کر اور بیت المال سے امداد کر کے ان منافقین کو مالدار کر دیا اپنے کرم۔ جس کا منافقین یہ بدلہ دے رہے ہیں فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ پس اگر توبہ کرلیں تو بہتر ہوگا ان کے لیے۔ جس طرح جلاس نے سچے دل سے توبہ کی اور ایمان والے ہو گئے وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا اور اگر توبہ سے اعراض کریں گے۔ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تو سزا دیگا اللہ تعالیٰ ان کو دردناک سزا دنیا میں۔ کہ جس وقت ان منافقین کے پیٹ میں مروڑ پڑتا تھا تو گدھے کی طرح زمین میں لوٹنیاں لگاتے تھے اور چیخیں مارتے تھے، ایسی تکلیف سے اللہ تبارک وتعالیٰ بچائے اور آخرت میں جو سزا ہوگی وہ علیحدہ ہے وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ اور نہیں ہوگا ان کے لیے زمین میں مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ کوئی حمایتی کہ زبانی کلامی حمایت کرے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس طرح کا بھی کوئی نہیں ہوگا اور نہ کوئی ان کا عملی طور پر مددگار ہوگا جب یہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئیں گے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ

اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کہ اگر دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے فضل

لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿75﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ

سے تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے اور البتہ ہم ضرور ہوں گے نیکوں میں سے۔ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو دیا

فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿76﴾ فَاَعْقَبَهُمْ

اپنے فضل سے تو انہوں نے بخل کیا اس میں اور انہوں نے اعراض کیا اور وہ اعراض کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ

نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

نے ان کے پیچھے لگا دیا ان کے دلوں میں اس دن تک جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کریں گے اس وجہ سے کہ انہوں

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

نے خلاف ورزی کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس چیز کی جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس لئے کہ وہ

يَكْذِبُوْنَ ﴿77﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ

جھوٹ بولتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے ان کی مخفی بات کو اور ان کی سرگوشی کو اور بیشک

اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر طرح کے غیب کا جاننے والا ہے۔ منافق وہ ہیں جو عیب لگاتے ہیں خوشی سے کرنے والوں پر ایمان والوں

فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ

میں سے صدقہ خیرات اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت پس وہ مسخرہ پن کرتے ہیں ان اہل ایمان کے ساتھ،

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ساتھ مسخرہ پن کرے گا، بدلہ دے گا ٹھٹھے کا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عٰهَدَ: عہد کیا (اللہ سے)، اٰتٰنَا: (اگر) وہ دے ہم کو، لَنَصَّدَّقَنَّ: البتہ ضرور ہم صدقہ کریں گے، فَاَعْقَبَهُمْ: اس نے سزا دی انہیں، يَلْقَوْنَهٗ: وہ اس سے ملیں گے، اَخْلَفُوا: انہوں نے خلاف کیا، مَا وَعَدُوْهُ: جو انہوں نے اس سے وعدہ کیا، سِرَّهُمْ: ان کی پوشیدہ باتیں، اَلْمُطَّوِّعِيْنَ: نفلی خیرات کرنے والے۔

ربط:

منافقین کی منافقانہ سرگرمیوں اور سازشوں کا ذکر چل رہا ہے یہ آیات بھی اسی مضمون کا تسلسل ہیں۔

اہم نکات: ثعلبہ ابن ابی حاطب بدری صحابی نہیں بلکہ اس نام کا کوئی دوسرا ہے:

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ ایک شخص ثعلبہ ابن حاطب نے آپ ﷺ سے آ کر کہا کہ میں بڑا غریب ہوں دعا کریں میں مالدار ہو جاؤں، آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ مال تجھے عبادت سے غافل کر دے گا تو اس نے کہا کہ میں نماز، روزے کی اور عبادات کی پابندی کروں گا، تو آپ ﷺ نے دعا کی بہت سامال حاصل ہوا پہلے باجماعت نماز چھوٹی بعد میں جمعہ چھوٹا حتی کہ زکوۃ کا انکار کر دیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس زکوۃ لایا لیکن آپ ﷺ کے ہاں قبول نہ ہوئی، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں قبول نہ ہوئی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں قبول نہ ہوئی، پر یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوا اسی نام کے ایک ثعلبہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں اور بدر میں شہید ہو گئے تھے یہ تمام تفصیل اسماء الرجال کی کتابوں میں ہے۔ طبرانی کے حوالے سے یہ ہے کہ ثعلبہ ابن ابی حاطب منافق اور شخصیت ہے جس کا یہاں تذکرہ مقصود ہے اور حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور ہیں جو کہ بدری صحابی ہیں اور غزوہ بدر میں انہوں نے شہادت پائی۔

منافقین کا مخلصین کے صدقات پر طعن و تمسخر کرنا:

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو چار ہزار درھم کی تھیلی پیش

کی منافقوں نے کہا کہ یہ شہرت کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ ابوعقیل بن حجاب ﷜ صحابی گھر آئے پوچھا کچھ ہے گھر والی کہنے لگیں کہ کچھ بھی نہیں۔ یہ صحابی ایک یہودی کے پاس گئے اور کہا کہ تیرے باغ کو پانی دوں گا ڈول کھینچ کر تو اس کے بدلے کیا دیگا وہ کہنے لگا کہ دوصاع کھجور۔ ابوعقیل ﷜ نے پوری رات ڈول کھینچ کر باغ کو سیراب کیا۔ معاوضہ میں جو کھجوریں ملیں وہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس پر منافقین نے تمسخر کرنا شروع کیا کہ ان کھجوروں کی کیا ضرورت تھی پوری رات کبڑا ہوتا رہا۔

(تفسیری نکات) منافقین کی اللہ سے بدعہدی:

ثعلبہ ابن ابی حاطب منافق کا ان آیات میں تذکرہ ہو رہا ہے یاد رہے کہ ثعلبہ بن حاطب اوسی ﷜ بدری صحابی ہیں یہ ان کے علاوہ کوئی ہم نام منافق ہے۔ تفصیل اہم نکات میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ کہ اگر دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے مال۔ لَنَصَّدَّقَنَّ تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے۔ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور البتہ ہم ضرور ہوں گے نیکوں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پس جب ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا بَخِلُوْا بِهٖ تو انہوں نے بخل کیا اس میں وَتَوَلَّوْا اور انہوں نے اعراض کیا۔ یعنی وعدے سے پھر گئے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اعراض کرنے والے ہیں۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے پیچھے لگا دیا نفاق کو فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں میں اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ اس دن تک جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ یعنی مرتے دم تک منافقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہے بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے۔ مَا وَعَدُوْهُ اس چیز کی جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ سے۔ کہ صدقہ خیرات کریں گے نیک بنیں گے وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے، زبان پر کچھ اور اندر کچھ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے ان کی مخفی بات کو اور ان کی سرگوشی کو، وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غیبوں کا جاننے والا ہے۔

منافقین مخلص مسلمانوں کے اعمال کا بھی مذاق اُڑاتے تھے:

تفصیل اس کی اہم نکات میں گزر چکی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ منافق وہ ہیں جو عیب لگاتے ہیں خوشی سے کرنے والوں پر مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں میں سے فِي الصَّدَقٰتِ صدقہ خیرات۔ دل کھول کر صدقہ خیرات کرنے والوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جیسے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر عیب لگایا کہ یہ ریا کاری سے دکھلاوے کے لئے یہ کام کیا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت۔

جیسے حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ کہ مشقت کر کے لائے ان کو بھی معاف نہیں کیا فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ پس وہ مسخرہ پن کرتے ہیں ان کے ساتھ۔ کہ دیکھو ساری رات یہودی کے باغ کو پانی دیتا رہا اور ایک صاع کھجوروں کا لا کر پیش کیا اگر نہ لاتا تو کیا ہو جاتا اور اب تیرے صاع کے ساتھ کون سی فتح ہو جاتی ہے سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ساتھ مسخرہ پن کرے گا، بدلہ دے گا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ کہ یہ منافق کسی کو معاف نہیں کرتے۔ شریر آدمی ہمیشہ شرارت کی بات کرتا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ طلب کریں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں،

سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ

پس اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ع وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿80﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ

کے حکموں کا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔ خوش ہیں جو پیچھے چھوڑ گئے اپنے بیٹھے رہنے پر اللہ تعالیٰ کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے

اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا

راستے میں اور انہوں نے کہا نہ کوچ کرو تم گرمی میں۔ اے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں جہنم کی آگ بہت سخت گرم ہے کاش کہ

يَفْقَهُوْنَ ﴿81﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿82﴾

وہ سمجھ لیں۔ پس چاہیے کہ وہ ہنسیں تھوڑا، اور چاہیے کہ وہ روئیں زیادہ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جُهْدَهُمْ: ان کی اپنی محنت، سَخِرَ: اس نے ٹھٹھہ کیا، لَا تَسْتَغْفِرْ: تو (ان کے لیے) بخشش نہ مانگے، فَرِحَ: وہ خوش

ہوا، اَلْمُخَلَّفُوْنَ: چھوڑے ہوئے، بِمَقْعَدِهِمْ: اپنے بیٹھنے کی وجہ سے، كَرِهُوْٓا: انہوں نے ناپسند کیا، اَلْحَرِّ: گرمی، حَرًّا: گرمی، فَلْيَضْحَكُوْا: پس چاہیے کہ وہ ہنس لیں، وَلْيَبْكُوْا: چاہیے کہ وہ روئیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے منافقین کے اعمال بد کا تذکرہ چل رہا ہے۔ اب ان آیات میں بھی منافقین کے انہی منافقانہ طور اطور کا مزید بیان ہے۔

اہم نکات: عبداللہ بن ابی کا نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لئے استغفار کرنا:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا عبداللہ مسلمان تھا۔ باپ رئیس المنافقین تھا انہوں نے آکر آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا والد فوت ہوگیا ہے اس کے لیے دعا کریں اور نماز جنازہ پڑھائیں آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہزار مرتبہ اس کے لئے استغفار مانگیں تو معاف نہیں ہوگا۔

(تفسیری نکات) منافقین کی بخشش کسی صورت نہیں ہے:

عبداللہ بن اُبی مدینہ میں رئیس المنافقین تھا نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس نے ہر قدم پر آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ جب یہ مر گیا تو اس کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچے اور کھرے پکے مسلمان تھے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ میرے والد کا جنازہ پڑھا دیں آپ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی منافق کو اپنا کرتا بطور کفن کے دیا۔ اس کے منہ میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور نماز جنازہ بھی پڑھائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا۔ ان آیات میں اسی بابت ذکر ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ آپ ﷺ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ طلب کریں۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اگر آپ ﷺ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں۔ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ پس اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ یہ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں کا اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کا، نہ دل سے انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو مانا، نہ قرآن پاک کو مانا اور نہ رسول اللہ ﷺ کو مانا اور زبان سے ماننے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور ظاہری اعمال کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے اگر دل میں ایمان نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔

منافقین کا بہانے کر کے غزوۂ تبوک کی حاضری سے جان چھڑا لینے پر عتاب:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ خوش ہیں جو پیچھے چھوڑ گئے ، شیطان کے بہکاوے میں آکر پیچھے رہ گئے اور خوش ہو گئے بِمَقْعَدِهِمْ اپنے بیٹھے رہنے پر۔ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے رسول کے پیچھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک تشریف لے گئے اور یہ پیچھے گھروں میں بیٹھ کر خوش ہوتے اور گپیں مارتے رہے کہ ہمارا بڑا داؤ لگا ہے وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اور انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں۔ وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے دوسروں کو۔ لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ نہ کوچ کرو تم گرمی میں۔ سخت گرمی کا مہینہ تھا اور تقریباً ایک ماہ کا سفر تھا چل چل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور ناخن اتر گئے قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ جہنم کی آگ بہت سخت گرم ہے۔ تم اس دنیا کی گرمی سے بچنے کی کوشش کرتے ہو اس آگ کی گرمی سے بچا کرو جو اس دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ یہی تمہارا ٹھکانہ ہے لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ کاش کہ وہ سمجھ لیں۔ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا پس چاہیے کہ وہ ہنسیں تھوڑا۔ دنیا میں کوئی کتنا عرصہ ہنس لے گا کسی کی عمر دس سال کسی کی بیس سال، کسی کی تیس سال، سو سال، پچاس سال جتنی زندگی ہے اتنا ہی ہنسیں گے وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ اور چاہیے کہ وہ روئیں۔ آگے پھر ساری زندگی رونا ہی ہے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مجرم جس وقت روئیں گے تو ان کے آنسوؤں سے رخساروں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور ایک ایک مجرم اتنا روئے گا کہ اس کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائیں تو چل پڑیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سارے واقعات عبرت کے لیے ہمیں ابھی بتائے ہیں تا کہ جو نیکی کرنا چاہتا ہے اب کر لے اور آخرت کی فکر کر لے۔ آخرت کے عذاب سے بچنا اور اس کی فکر کرنا دین کا بڑا اہم حصہ ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ زیادہ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔ اور جس نے جو کمائی کرنی ہے اس کو اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے۔

فَاِنْ	رَّجَعَكَ	اللّٰهُ	اِلٰى	طَآئِفَةٍ	مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ

پس اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹائے ان میں سے ایک گروہ کی طرف پس وہ اجازت طلب کریں

لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلنے کی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ کبھی بھی اور نہ لڑو تم میرے ساتھ ہو کر دشمن سے

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿83﴾ وَلَا تُصَلِّ

بیشک تم راضی ہو چکے ہو بیٹھے رہنے کے ساتھ پہلی مرتبہ پس بیٹھ جاؤ پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ

عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

پڑھائیں کسی کا ان میں سے جو مر گیا ہو کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر بیشک انہوں نے انکار کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ

وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿84﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

کے احکام کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ نافرمان ہیں۔ اور نہ تعجب میں ڈالیں

اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کے مال اور ان کی اولاد بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ ان کو سزا دے ان کے مالوں کی

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿85﴾

وجہ سے دنیا میں اور نکلیں ان کی جانیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(اِنْ) رَّجَعَكَ: (اگر) وہ تجھے لوٹائے، فَاسْتَاْذَنُوْكَ: پھر وہ تجھ سے اجازت چاہیں، (لَنْ) تَخْرُجُوْا: تم (ہرگز نہ) نکلو گے، اَلْقُعُوْدِ: بیٹھ رہنا، اَلْخٰلِفِيْنَ: پیچھے رہ جانے والے، لَا تُصَلِّ: تو نماز نہ پڑھ، قَبْرِهٖ: اس کی قبر۔

ربط:

منافقین کا بیان سابقہ آیات سے چل رہا ہے ان آیات میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا جا رہا ہے کہ منافقین کو کہہ دیا جائے کہ وہ آئندہ کسی بھی جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ نہ نکلیں۔ دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کا جنازہ جو پڑھایا تھا ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا جنازہ پڑھانے اور حتیٰ کہ ان کی قبر کے پاس کھڑے ہونے سے بھی منع فرما دیا گیا۔

(تفسیری نکات) منافقین کو آئندہ جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ نکلنے کی ممانعت:

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ پس اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹائے تبوک سے مدینہ طیبہ کی طرف ان منافقوں میں سے ایک گروہ کی طرف، "منھم" اس لئے فرمایا کہ ایک دو منافق بعد میں تائب ہو کر مخلص مسلمان ہو گئے تھے فَاسْتَاْذَنُوْكَ آئندہ وہ اجازت طلب کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ لِلْخُرُوْجِ نکلنے کی۔ جہاد کے لئے، فَقُلْ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِىَ اَبَدًا کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ کبھی بھی۔ آئندہ جہاد کا موقع آیا تو انہوں نے شامل ہونے کے لئے اجازت مانگی ہے تاکہ جو خفت ہوئی ہے اس کا مداوا ہو جائے وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اور نہ لڑو تم میرے ساتھ ہو کر دشمن سے۔ میں تمہیں اجازت نہیں دیتا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ بیشک تم راضی ہو چکے ہو بیٹھے رہنے کے ساتھ پہلی مرتبہ۔ تبوک کے مقام پر تم نے شرکت نہیں کی حالانکہ وہاں شرکت بہت ضروری تھی لہٰذا

اب بھی بیٹھے رہو فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ پس بیٹھ جاؤ پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ، لنگڑے، لولے، بیمار، نابینے، بوڑھے جو نہیں لڑ سکتے ان کے پاس بیٹھے رہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کی نمازِ جنازہ اور قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع فرمادیا گیا:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ پڑھائیں، ان میں سے کسی کا جو مر گیا ہو کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا اس کے بیٹے کی دلجوئی کے لئے جو بڑے مخلص صحابی تھے۔ ان کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا دیا مگر ان آیات کے نزول کے بعد کسی بھی منافق کے لئے دعا کرنا جائز نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمادیا ہے کیونکہ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بیشک انہوں نے انکار کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کا۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کا وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ نافرمان ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ان کا جنازہ پڑھیں نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں اور نہ ان کے لئے دعا کریں۔

غیر مسلموں کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں:

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان منافقوں کے مال اور ان کی اولاد۔ کہ جب یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نافرمان ہیں تو ان کو مال کیوں ملا ہے، اولاد کیوں ملی ہے؟ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ارادہ کرتا ہے۔ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا کہ ان کو سزا دے ان کے مالوں کی وجہ سے دنیا میں۔ مال اولاد ان کے لئے وبالِ جان بن جائیں مال اولاد کی فکر میں ہی رہیں اور یہ ان کے لئے مصیبت بنا رہے گا۔ وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور نکلیں ان کی جانیں اس حال میں کہ کفر کرنے والے ہوں، لہٰذا اس کی مال اور اولاد کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے اگر ایمان اور عمل صالح نہیں ہیں تو یہ چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکو بطور سزا کے دی ہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ کہ ایمان لاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور جہاد کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ

ساتھ مل کر تو رخصت مانگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طاقت والے لوگ ان میں سے اور کہتے ہیں چھوڑ دو ہمیں تا کہ ہو جائیں

مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿86﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

ہم پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ وہ راضی ہو چکے ہیں اس بات پر کہ ہوں یہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿87﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا

ان کے دلوں پر پس وہ نہیں سمجھتے۔لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ جہاد کرتے ہیں

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿88﴾ اَعَدَّ

اپنے مالوں کو لیکر اور اپنی جانوں کو لیکر یہی لوگ ہیں جن کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔تیار کئے

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿89﴾ ع

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے باغات، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں رہیں گے ان باغوں میں یہی بڑی کامیابی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَاْذَنَكَ: اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے، ذَرْنَا: چھوڑ دے ہمیں، اَلْخَوَالِفِ: پیچھے رہ جانے والی عورتیں، طُبِعَ: مہر لگا دی گئی۔

ربط:

منافقین اور ان کے جہاد سے جان چھڑانے کے بہانے اور حیلہ سازیوں کا ذکر سابقہ آیات سے ہی چل رہا ہے اب بھی اسی تسلسل کو جاری رکھا گیا ہے۔

(تفسیری نکات) نزول قرآن کے بعد اور ایمان لانے کے بعد جہاد کا حکم:

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ۔قرآن پاک کی اور اس میں حکم ہوتا ہے اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ کہ ایمان لاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ۔ایمان تمام نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام احکام کو تسلیم کرو، اس کے پیغمبروں کو اس کی کتابوں کو جو کچھ بھی ایمانیات میں ہے وہ "اٰمِنُوْا" میں شامل ہے، اور حکم ہوتا ہے وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اور جہاد کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر۔یعنی ان کی معیت میں کافروں کے ساتھ لڑو اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ تو رخصت مانگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاقت والے لوگ ان میں سے۔یعنی ان کو بدنی اور مالی قوت حاصل ہے۔

جہاد ترک کرنے والے عورتوں اور معذوروں کی طرح ہیں:

وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ چھوڑ دو ہمیں تاکہ ہو جائیں ہم پیچھے بیٹھنے والون کے ساتھ۔ لنگڑے، لولے، اندھے، بیمار، بوڑھے، معذوروں کے ساتھ۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا وہ راضی ہو چکے ہیں اس بات پر کہ ہوں یہ۔ مَعَ الْخَوَالِفِ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ۔ خوالف خالفۃ کی جمع ہے اس عورت کو کہتے ہیں جو پیچھے گھر میں رہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو منافقوں کو مرد بنایا ہے جہاد مردوں کا کام ہے اور یہ گھر رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھے رہیں وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان:

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ پس وہ نہیں سمجھتے۔ بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے یہاں تک تو منافقوں کی کارستانیوں کا ذکر تھا آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مومنوں کا ذکر ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وہ جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں کو لیکر اور اپنی جانوں کو لیکر۔ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس شریک ہوئے اور مجاہدین نے اس غزوہ میں بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بھلائیاں ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے باغات۔ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر صحیح العقیدہ مسلمان مرد عورت کو نصیب فرمائے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا

اور آئے عذر پیش کرنے والے دیہاتیوں میں سے تاکہ اجازت دی جائے ان کو اور بیٹھ گئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عنقریب پہنچے گا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ان میں سے دردناک عذاب

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جو نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں، کوئی گناہ جب کہ وہ اخلاص سے پیش آئیں

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، نہیں ہے نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

والا مہربان ہے۔ اور نہیں ہے کوئی گناہ ان لوگوں پر جو آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سواری دیں تو

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں پاتا وہ چیز جس پر تم کو سوار کروں وہ پھرے اور آنکھیں ان کی بہا رہی تھیں آنسو غم کرتے

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

ہوئے کہ نہیں پاتے وہ اس چیز کو جس کو وہ خرچ کریں۔ بیشک الزام ان لوگوں پر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے ہیں

وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

حالانکہ وہ مالدار ہیں وہ راضی ہو گئے اس بات پر کہ ہو جائیں وہ بیٹھنے والی عورتوں کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہر لگا دی

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ان کے دلوں پر پس وہ نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُعَذِّرُوْنَ: بہانے بنانے والے، اَلْاَعْرَابِ: دیہاتی، لِيُؤْذَنَ: تاکہ (انہیں) اجازت مل جائے، قَعَدَ: بیٹھ گئے (اِذَا) نَصَحُوْا: (جب) انہوں نے خیر خواہی کی، اَتَوْكَ: وہ آئے تیرے پاس، لِتَحْمِلَهُمْ: تاکہ تو سواری دے ان کو، اَحْمِلُكُمْ: میں سوار کروں تمہیں، حَزَنًا: غم کی وجہ سے، يَسْتَاْذِنُوْنَكَ: وہ (جو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے ہیں۔

ربط:

پہلے ان منافقین کا ذکر تھا جو شہری تھے اب دیہاتیوں کا ذکر ہے کہ انہوں نے بھی عدم شرکت کی چھٹی لی۔ بعض دیہاتی منافق آئے ہی نہیں چھٹی لینے کے لیے کہ ان مسلمانوں کو تو رومیوں نے ختم کر دینا ہے ہمیں چھٹی لینے کی کیا ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو بھی انجام بتا دیا۔

اہم نکات: مخلص مسلمان جو غربت کی وجہ سے جانے کے قابل نہ تھے:

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ چھ آدمی آئے ان میں سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے سوال کیا کہ ہمیں سواری چاہیے ہم غریب ہیں اگر سواری میسر آجائے تو ہم غزوہ تبوک میں جانے کے لیے دل وجان سے تیار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا تو وہ رونے لگ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اس لئے کیا کہ سواری نہیں تھی اتفاقاً سواریاں آگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا سواریاں دیں۔

(تفسیری نکات) دیہات کے منافقین کی حیلہ سازیاں:

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ اور آئے عذر پیش کرنے والے دیہاتیوں میں سے۔ یہ لوگ مدینہ طیبہ کے آس پاس دیہاتوں میں رہنے والے تھے لِيُؤْذَنَ لَهُمْ تاکہ اجازت دی جائے۔ ان کو پیچھے رہنے کی اور جہاد میں شریک نہ ہوں۔ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ ان کو اور بیٹھ گئے وہ لوگ۔ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کہ ہم مومن ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں تھے اس لئے وہ بلا عذر جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جھوٹے عذر اور بہانے بنانے والوں اور بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے فرمایا سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ عنقریب پہنچے گا ان لوگوں کو۔ كَفَرُوْا مِنْهُمْ جنہوں نے کفر اختیار کیا ان میں سے۔ منافق کافروں سے بھی بدتر ہیں "ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار"۔ بیشک منافق جہنم کا جو سب سے نیچے والا طبقہ ہے اس میں ہوں گے جس کا عذاب سب سے زیادہ سخت ہے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب۔ کیونکہ انہوں نے کلمہ پڑھا مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

معذوروں اور سامان جہاد نہ رکھنے والوں کے لیے چھوٹ:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ نہیں ہے ضعیفوں پر وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اور نہ بیمار لوگوں پر۔ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ اور نہ اُن لوگوں پر جو نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں۔ حَرَجٌ کوئی گناہ۔ یعنی جن لوگوں کا ذکر ہوا جیسے بوڑھے، ضعیف، بیمار، مالی لحاظ سے کمزور لوگ جو زادراہ نہیں مہیا کر سکتے ہیں یا اسلحہ وغیرہ نہیں خرید سکتے ہیں یہ اگر جہاد میں شرکت نہ کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے مخلص بھی تھے کہ ان کو تلوار لینے کی توفیق نہیں تھی سفر خرچ نہیں تھا سواری کا انتظام نہیں تھا۔ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جب کہ وہ اخلاص سے پیش آئیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر خواہ بن کر رہیں، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا نہ کریں غلط افوائیں نہ پھیلائیں مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

بعض مخلص مسلمانوں کا تذکرہ:

بعض مخلص مسلمان جن کا تذکرہ اہم نکات میں ہوا ان کے اخلاص کو اللہ تعالیٰ یہاں عمدہ انداز میں ذکر فرما رہے ہیں۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر اِذَا مَآ اَتَوْكَ جو آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لِتَحْمِلَهُمْ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو سواری دیں قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تو کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں نہیں پاتا وہ چیز جس

پر تم کو سوار کروں تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ وہ پھرے اور آنکھیں ان کی بہا رہی تھیں آنسو۔ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ غم کرتے ہوئے کہ نہیں پاتے وہ اس چیز کو جس کو وہ خرچ کریں۔

بلا عذر جہاد سے منہ موڑنے والے:

اب یہاں اللہ تعالیٰ نے ان صاحب استطاعت لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو بلا عذر جہاد میں شرکت کرنے سے اعراض کرتے ہیں فرمایا اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ بیشک الزام ان لوگوں پر ہے يَسْتَاْذِنُوْنَكَ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے ہیں وَهُمْ اَغْنِيَآءُ حالانکہ وہ مالدار ہیں۔ سواریاں مہیا کر سکتے ہیں اور بدنی اعتبار سے بھی قوی ہیں بوڑھے نہیں، لنگڑے لولے نہیں پھر جہاد سے جان کتراتے ہیں۔ رَضُوْا وہ راضی ہو گئے۔ بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ اس بات پر کہ ہو جائیں وہ گھر بیٹھنے والی عورتوں کے ساتھ۔ ان میں مردانہ اوصاف نہیں ہیں وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر نفاق کی وجہ سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھوٹ بولنے کی وجہ سے فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ پس وہ نہیں جانتے۔ جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتے حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے ہیں اگر آدمی ان اسباب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے تو اٹھا سکتا ہے۔

الجزء الحادی عشر (١١)

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

عذر پیش کریں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹیں گے ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم عذر پیش

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى

نہ کرو ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تمہاری کچھ خبریں بتا دی ہیں اور عنقریب دیکھ لے گا

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی پھر تم لوٹائے جاؤ گے عالم الغیب والشہادہ کی طرف

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

پس وہ تمہیں خبر دے گا اس چیز کی جو تم کرتے رہے۔ عنقریب یہ لوگ قسمیں کھائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی

اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کے جائیں گے ان کی طرف تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں ان سے

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ

پس اعراض کرو تم ان سے بیشک وہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔ وہ قسمیں اٹھائیں

لَكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ

گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾ اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا

نہیں راضی ہوگا فاسق قوم سے۔ دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر میں اور منافقت میں اور زیادہ لائق ہیں کہ وہ جانیں

حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾

وہ حدود جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کیے ہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ

اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں اس چیز کو جو خرچ کرتے ہیں تاوان اور انتظار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۸﴾

متعلق گردشوں کا، انہیں پر پڑے بری گردش اور اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَعۡتَذِرُوۡنَ: وہ عذر پیش کرتے ہیں، نَبَّاَنَا: ہم کو خبر دیدی ہے، اَخۡبَارِكُمۡ: تمہارے حالات، عَمَلَكُمۡ: تمہارے کام، تُرَدُّوۡنَ: تم لوٹائے جاؤ گے، لِتَرۡضَوۡا: تاکہ تم راضی ہو جاؤ، اَجۡدَرُ: زیادہ لائق ہے، مَغۡرَمًا: تاوان، يَتَرَبَّصُ: وہ انتظار کرتا ہے، الدَّوَآئِرَ: گردشیں، السَّوۡءِ: بری۔

ربط:

سابقہ آیات میں ان منافقوں کا ذکر تھا جنہوں نے مختلف حیلے بہانوں سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت لی اور یہاں ان منافقوں کا ذکر ہے جنہوں نے اجازت بھی لینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

(تفسیری نکات) غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کے عذر قبول نہ ہونے کا اعلان:

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ عذر پیش کریں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ ؕ جس وقت اے مسلمانوں! تم ان کی طرف لوٹو گے۔ قُلۡ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیں۔ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا تم عذر پیش نہ کرو۔ کیونکہ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ تمہارے عذر اور بہانوں کو ہم نہیں مانیں گے۔ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ؕ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تمہاری کچھ خبریں بتادی ہیں۔ کہ منافق ہیں جھوٹے ہیں اور ان کو کوئی عذر نہیں تھا یہ منافقت کی وجہ سے نہیں گئے۔ اور آئندہ کے لیے وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ اور عنقریب

دیکھ لے گا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کے رسول ﷺ بھی۔ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ پھر تم لوٹائے جاؤ گے عالم الغیب والشھادہ کی طرف۔

عالم الغیب کا معنی ہے " ما غاب عن الخلق "۔ جو مخلوق سے غیب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ عالم الغیب ہماری نسبت سے ہے یعنی جو چیز مخلوق سے غائب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے۔ پھر تمہارا معاملہ اس کے ساتھ ہوگا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ پس وہ تمہیں خبر دے گا اس چیز کی جو تم کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسمیں کھانا منافقین کی نشانی ہے:

سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ عنقریب یہ لوگ قسمیں کھائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ جب آپ ﷺ لوٹیں گے ان کی طرف تبوک سے، تو یہ قسمیں کھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے ہم تو بالکل تیار تھے یہ مجبوری آگئی تھی یہ مجبوری آگئی تھی آپ ﷺ کو اعتماد میں لینے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائیں گے لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ تاکہ آپ ﷺ اعراض کریں ان سے کہ انکو کچھ نہ کہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ پس اعراض کریں آپ ﷺ ان سے۔ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ بیشک وہ پلید ہیں۔ وَّمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔ يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ یہ جھوٹے منافق آپ ﷺ کے سامنے قسمیں اٹھائیں گے لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ ۚ تاکہ آپ ﷺ ان سے راضی ہوجائیں۔ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ پس بالفرض اگر آپ ﷺ ان سے راضی ہوگئے۔ ظاہر کو دیکھتے ہوئے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں راضی ہوگا فاسق قوم سے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ظاہر باطن کو جانتا ہے اس کو معلوم ہے کہ یہ جھوٹی قسمیں اٹھا رہے ہیں۔

دیہاتی کافر اور منافق زیادہ کٹر ہوتے ہیں:

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر میں اور منافقت میں۔

دیہات میں علم کے مواقع کم ہوتے ہیں بہت ساری تکالیف ہوتی ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے بھی گاؤں والے سخت ہوتے ہیں وَّاَجۡدَرُ اور زیادہ لائق ہیں وہ گاؤں والے اس بات کے۔ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ کہ وہ جانیں وہ حدود جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کئے ہیں اپنے رسول ﷺ پر۔ علم کی کمی کی وجہ سے وہ ان چیزوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتے وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ بھی ہیں مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا جو بناتے ہیں اس چیز کو جو خرچ کرتے

ہیں تاوان۔ زکوٰۃ، عشر، فطرانہ وغیرہ کو تاوان اور جرمانہ سمجھتے ہیں، بوجھ سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کے ایمان پختہ نہیں ہیں۔ وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ط اور انتظار کرتے ہیں (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گردشوں کا۔ کہ مسلمانوں پر کوئی آفت آئے اور ہم ان کی گرفت سے بچ جائیں کیونکہ اس زمانے کے کافر گیدڑ بھبکیاں دیتے رہتے تھے۔ یہ کریں گے اور وہ کریں گے اور منافق اندر اندر سے خوش ہوتے تھے کہ مکہ والے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیں، غسانی بادشاہ ان کو ختم کر دے، ساسانی ان کو ختم کر دیں گے، نجرانی ان کو ختم کر دیں گے، ان گردشوں کے منتظر رہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں مومنوں پر گردش نہیں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ط انہی پر پڑے بری گردش۔ یہ لوگ ختم ہوں گے ذلیل ہوں گے ان کے نظریات مٹ جائیں گے " وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ". اللہ تبارک وتعالیٰ نور ایمان کو مکمل کرے گا چاہے مشرک کڑھتے رہیں۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے نہ ان منافقین کی باتیں اور نہ ان کے اعمال مخفی ہیں چاہے وہ قولی اعمال ہوں یا فعلی اعمال ہوں۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اور بناتے ہیں اس چیز کو جو وہ

يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ

خرچ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ ہیں۔ عنقریب داخل کرے گا ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی

رَحْمَتِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ

رحمت میں بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور ایمان میں سبقت لے جانے والے سب سے پہلے

الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ

مہاجرین اور انصار میں سے اور جنہوں نے ان کا اتباع کیا اخلاص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تبارک وتعالیٰ سے راضی ہوئے۔ تیار کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ

ع ١٢ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾

رہا کریں گے ان میں یہی بڑی کامیابی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قُرُبٰتٍ: خوشنودی حاصل ہونے کے ذرائع، قُرْبَةٌ: مرتبہ کا قرب، اَلسّٰبِقُوْنَ: آگے بڑھنے والے، اَلْاَوَّلُوْنَ: سب

سے پہلے والے، اَلۡمُهٰجِرِيۡنَ: ہجرت کرنے والے، اِتَّبَعُوۡهُمۡ: انہوں نے پیروی کی ان کی۔

ربط:

سابقہ آیات میں شہری اور دیہاتی منافقین کا تذکرہ ہوا تھا اب شہری اور دیہاتی مخلص اور نیک ایمان والوں کا تذکرہ اور ان کے انعامات اخرویہ کا ذکر ہو رہا ہے۔

(تفسیری نکات) مخلص اور ایمان والے دیہاتی لوگوں کا تذکرہ:

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر۔ وَيَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ اور بناتے ہیں اس چیز کو جو وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا ذریعہ یعنی وہ مال اس نظریئے سے خرچ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں دعائیں دیں گے جب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صدقہ خیرات پیش کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کے لئے دعا فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ آگاہ ہو جاؤ بیشک یہ ان کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ صدقات کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے "اَلصَّدَقَةُ تَدۡفَعُ مَيۡتَةَ السُّوۡءِ"۔ جو شخص صدقہ خیرات کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بری موت سے بچائے گا اور یہ بھی حدیث پاک میں آتا ہے "اَلصَّدَقَةُ تَدۡفَعُ الۡبَلَاۤءَ" صدقہ خیرات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ عنقریب ان کو داخل کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت میں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اگر نیکی کرنے والوں سے چھوٹی موٹی غلطی ہوگی تو معاف کر دے گا۔

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو اللہ کی طرف سے بشارت:

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ اور ایمان اور عمل میں سبقت لے جانے والے سب سے پہلے بھی مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ مہاجرین اور انصار میں سے۔ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ اور جنہوں نے ان کا اتباع کیا اخلاص کے ساتھ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ سے کون حضرات مراد ہیں:

اس سلسلے میں مفسرین رحمۃ اللہ علیہم سے تین تفاسیر منقول ہیں:

١ ...... یہ کہ اس سے وہ مہاجرین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور وہ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے سب سے پہلے مہاجرین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور نصرت کی تو یہ حضرات مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں داخل ہیں اور جنہوں نے دوسرے یا تیسرے نمبر پر مدد کی وہ ان کی اتباع کرنے والے ہیں اس تفسیر کی رُو سے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بھی اور ان کی اتباع کرنے والے بھی سب مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم ہوئے۔

٢ ...... دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں یہ کہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے مراد تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں "اِتَّبَعُوْهُمْ" سے مراد تابعین رحمہم اللہ ہیں اور تابعی اسے کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا، جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار کو دیکھا ہے وہ تابعین رحمہم اللہ ہیں انہوں نے اخلاص کے ساتھ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی پیروی کی ان سے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہے۔

٣ ...... تیسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ "اتبعوھم" سے مراد وہ لوگ ہیں جو مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی ایمان میں عمل صالح میں، جہاد میں ہجرت میں پیروی کرنے والے ہیں قیامت تک، ان کے ساتھ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے راضی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو مہاجرین انصار کا دامن تھامنے والے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

اہل ایمان دیہاتی اور شہری رضی اللہ عنہم کے لیے جنتیں ہیں:

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ تیار کئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے لیے باغات، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ہمیشہ رہا کریں گے ان باغوں میں ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے، اللہ تعالیٰ تمام مومن مرد اور عورتوں کو نصیب کریں۔ آمین

مع ٥ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۫ مَرَدُوْا عَلَى

اور ان میں سے جو تمہارے اردگرد ہیں دیہاتوں میں رہنے والے منافق ہیں اور بعض مدینہ طیبہ میں سے بھی جوڑے ہوئے

النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

منافقت پر اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو نہیں جانتے صرف ہم ہی ان کو جانتے ہیں۔ بتاکید ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ١٠١ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

پھر وہ لوٹائیں جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔ اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کیا ہے اپنے گناہوں کا،

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

ملایا ہے انہوں نے نیک عمل اور برے اعمال قریب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر رجوع کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

مہربان ہے۔ آپ ﷺ لیں انکے مالوں میں سے صدقہ آپ ﷺ پاک کریں ان کو اور صاف کردیں ان کو اس صدقے کی

وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

وصولی کے ساتھ اور دعا کریں ان کے لیے بیشک آپ ﷺ کی دعا ان کے لئے تسکین کا باعث ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور وہی وصول کرتا

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا

ہے اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والے مہربان ہے۔ اور آپ ﷺ ان سے کہہ دیں عمل کرتے رہو

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ

عنقریب دیکھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کے رسول ﷺ بھی دیکھیں گے اور مومن بھی دیکھیں گے

وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے اس ذات کی طرف جو غیب اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے پس وہ ذات تمہیں بتادے گی

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

وہ عمل جو تم کرتے تھے۔۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَوْلَكُمْ: تمہارے اردگرد، مَرَدُوْا: انہوں نے ضد کی، اَلنِّفَاقِ: منافقت، لَا تَعْلَمُهُمْ: آپ ﷺ نہیں جانتے ان کو، نَعْلَمُهُمْ: ہم جانتے ہیں انہیں، سَنُعَذِّبُهُمْ: عنقریب ہم عذاب دیں گے انہیں، مَّرَّتَيْنِ: دوبارہ، اٰخَرُوْنَ: دوسرے، اِعْتَرَفُوْا: انہوں نے اقرار کیا، خَلَطُوْا: انہوں نے خلط ملط کیا، عَمَلًا: عمل/کام، سَيِّئًا: برا، تُطَهِّرُهُمْ: تو پاک کرے انہیں، تُزَكِّيْهِمْ: تو تزکیہ کرے ان کا، صَلِّ: نماز پڑھ، صَلٰوتَكَ: تیری نماز، سَكَنٌ: تسکین، يَقْبَلُ: وہ قبول کرتا ہے، يَاْخُذُ: وہ لیتا ہے۔

ربط:

پہلے منافقین کا ذکر تھا پھر مومنین کا تذکرہ فرمایا گیا اب پھر منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ بیان فرمار ہا ہے۔

(تفسیری نکات) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام منافقین سے واقف نہ تھے:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ اور ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد ہیں مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ دیہاتوں میں رہنے والے لوگ منافق ہیں، اردگرد سے مراد وہ دیہات ہیں جو مدینہ طیبہ سے دو تین چار چھ دس بارہ میل کے فاصلے پر آبادیاں تھیں اور وہ سودا سلف خریدنے کے لیے مدینہ طیبہ آتے تھے وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ اور بعض مدینہ طیبہ میں سے بھی منافق ہیں مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ جوڑتے ہوئے ہیں منافقت پر لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو نہیں جانتے نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ صرف ہم ہی ان کو جانتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عالم الغیب تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنَ" کا علم حاصل تھا۔

کیونکہ یہ سورۃ توبہ قرآن کریم کی بڑی سورتوں میں سے آخری سورت ہے اس کے بعد صرف "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ" نازل ہوئی ہے اور کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی، چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ قرآن پاک کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورۃ، سورت توبہ ہے۔

منافقین کو تین گنا عذاب ہوگا:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ بتاکید ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے۔ ایک اس وقت جب فرشتے کافر منافق کی جان نکالتے ہیں تو ہتھوڑے سے مارتے ہیں " يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ" ان کے چہروں پر مارتے ہیں اور پشتوں پر مارتے ہیں۔ (انفال: ۵۰) اور حدیث پاک میں آتا ہے ان کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے گیلی اون سے لوہے کی گرم سلاخ کو کھینچا جائے تو سی کی آواز آئی ہے، اور دوسری سزا قبر میں ہوگی ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ پھر وہ لوٹائیں جائیں گے بڑے عذاب کی طرف، یہ تیسرا عذاب آخرت کا ہوگا، اور یہ سب سے بڑا اور ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔

کچھ مخلص مسلمانوں کا ذکر جو غزوۂ تبوک میں رہ گئے تھے:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کیا ہے اپنے گناہوں کا خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ ملایا ہے انہوں نے نیک عمل اور دوسرا برا عمل کہ اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ قریب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر رجوع کرے گا کہ ان کی توبہ قبول کرلے گا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ سات آدمی زکوۃ لے کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گریز کیا کہ یہ لوگ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ اپنے لئے نہیں لیتے تھے بلکہ جمع کر کے فقیروں، مسکینوں، ضرورت مندوں پر خرچ کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لیں ان کے مالوں میں سے صدقہ زکوٰۃ تُطَهِّرُهُمۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاک کریں ان کو وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا اور صاف کر دیں ان کو اس صدقہ زکوٰۃ کی وصولی کے ساتھ، بخل سے تطہیر سے مال پاک ہوگا اور تزکیہ سے دل پاک ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے لیے دعا کرنے کا حکم:

وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں ان کے لئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جو آدمی زکوٰۃ لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ بَنِيۡ فُلَانٍ" اے اللہ فلاں کی آل اولاد پر رحمت فرما اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کے لئے تسکین کا باعث ہے۔ ویسے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بنسبت عام لوگوں کے نیکوں کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے مگر سب سے زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے پیغمبروں کی دعا قبول فرماتا ہے وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اُسے معلوم ہے کہ یہ نہ تو منافق ہیں اور نہ ہی ریاکار ہیں سستی سے غلطی ہوئی ہے اور اپنی کوتاہی کا اقرار بھی کر رہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے " وَمَنۡ يَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ "۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا گناہ کون معاف کر سکتا ہے۔

اعمال کی قبولیت اللہ تعالیٰ کرتا ہے:

وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ اور وہی وصول کرتا ہے صدقات یعنی قبول کرتا ہے، جو صدقہ اخلاص کے ساتھ دیا جاتا ہے اس کے لیے قبولیت ہوگی وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے وَقُلِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں اعۡمَلُوۡا عمل کرتے رہو فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ عنقریب دیکھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے اور مومن بھی دیکھیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ تو حقیقت جانتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتلانے سے جانتے ہیں اور عام مومن قرائن اور شواہد سے جانتے ہیں کہ یہ شخص مخلص ہے یا نہیں، باقی اندر کی بات کو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے اس ذات کی طرف جو غیب اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے، یعنی جو چیزیں تمہارے سامنے حاضر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور جو چیزیں تم سے غائب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے وہ مخلوق کی نسبت سے عالم الغیب ہے یعنی جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں وہ انکو بھی جانتا ہے فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ پس وہ ذات تمہیں بتا دیگی وہ عمل جو تم کرتے تھے۔ یعنی ان کا نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔

وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا

اور بعض دوسرے لوگ ہیں جن کو مہلت دی گئی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ انکو سزا دے گا یا ان کی

يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا

توبہ قبول کرے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضرر دینے

وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًۢا بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ

کے لئے اور کفر کے لئے اور ایمان والوں کے درمیان تفریق ڈالنے کے لئے اور اڈا بنانے کے لئے اس شخص کے لئے جو لڑتا رہا

اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سے پہلے، اور البتہ یہ لوگ قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم نے نہیں ارادہ

اِلَّا الۡحُسۡنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ

کیا مگر نیکی کا اور اللہ تبارک وتعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ البتہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھڑے ہوں اس مسجد میں کبھی بھی البتہ

اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ

وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی تقوی پر پہلے دن سے، زیادہ حقدار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کھڑے ہوں اس میں مرد ہیں

فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ وہ پاکیزگی حاصل کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ پسند کرتا ہے طہارت حاصل کرنے والوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُرۡجَوۡنَ: ڈھیل دیے ہوئے، **مَسۡجِدًا**: مسجد، سجدہ گاہ، **تَفۡرِيۡقًا**: پھوٹ ڈالنے کے لیے، **اِرۡصَادًا**: گھات لگانے کے لیے، **(مَنۡ) حَارَبَ**: (جو) لڑ رہا ہے، **لَيَحۡلِفُنَّ**: البتہ وہ ضرور قسمیں کھائیں گے، **اُسِّسَ**: جس کی بنیاد رکھی گئی، **اَنۡ تَقُوۡمَ**: یہ کہ تو کھڑا ہو، **اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا**: کہ وہ پاک رہیں، **اَلۡمُطَّهِّرِيۡنَ**: پاک رہنے والا۔

ربط:

غزوۂ تبوک اور منافقین کا ذکر چل رہا ہے اس میں پہلے سات عام مسلمانوں کا ذکر کیا گیا جو جہاد سے رہ گئے تھے ان میں تین خاص مومنوں کا ذکر ہے۔ بعد ازاں مسجد ضرار جو منافقین کی شرانگیزیوں کا مرکز تھا اس کے گرانے کے واقعہ کا ذکر ہے نیز تقویٰ و پرہیزگاری والی مسجد یعنی مسجد قباء کا ذکر ہے۔

(اہم نکات) مسجد ضرار کی بناء:

وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا مسجد قبا کے قریب بارہ منافق تھے انہوں نے منصوبہ بنایا کہ ہم مسجد کے نام سے بدمعاشی کا اڈہ بناتے ہیں۔ مقصد یہ ہوگا کہ لوگ نہ مسجد نبوی میں جائیں گے اور نہ مسجد قبا میں اس طرح وہ تبلیغ سے رہ جائیں گے اور اسلام ان کے ذہن سے آہستہ آہستہ مٹ جائے گا نیز ابو عامر راہب جو ان کا پوپ تھا وہ بھی یہاں آکر ٹھہرے گا۔ غزوہ تبوک کی طرف جانے کی آپ ﷺ تیاریاں کررہے تھے منافقین آپ ﷺ کے پاس آئے کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ضرور تشریف لائیں اور ہماری مسجد کا افتتاح کردیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو میں جنگ تبوک کی تیاریوں میں ہوں، واپسی پر حاضر ہوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے مالک بن دخشم، معن بن عدی، عامر بن سکن، وحشی بن حرب ان مسلمانوں کو بھیجا کہ جاؤ منافقین کی اس جھوٹی مسجد کو آگ لگادو۔ بعد میں انہوں نے بڑا پروپیگنڈا کیا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کے رسول بنے پھرتے ہیں اور مسجدوں کو آگ بھی لگاتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

(تفسیری نکات) تین کبار صحابہ کا تذکرہ جو غزوہ تبوک سے رہ گئے:

دس مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محض گرمی اور لمبے سفر سے بچنے کے لئے غزوہ تبوک میں شرکت نہیں کی، ان میں سے سات تو عام تھے جن کی توبہ فوراً قبول ہوگئی جن کے متعلق آپ پڑھ چکے ہو اور تین خاص تھے۔ حضرت کعب ابن مالک، حضرت مرارہ ابن ربیع اور ہلال ابن امیہ رضی اللہ عنہم ان میں سے دو تو بدری صحابی تھے اور اصحاب بدر کا درجہ بہت بلند ہے، تیسرے بدری نہیں تھے مگر " وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ " میں سے تھے۔ چونکہ ان کا مقام بہت اونچا تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی توبہ فوراً قبول نہیں فرمائی، بخاری اور مسلم کی روایات میں ان کے واقعے کی بڑی تفصیل ہے مکمل پچاس دن ان کا بائیکاٹ رہا کوئی مسلمان ان کو نہ سلام کرتا تھا اور نہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا ان کا ذکر ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اور بعض دوسرے ہیں جن کو مہلت دی گئی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اِمَّا يُعَذِّبُهُمۡ یا تو ان کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا وَاِمَّا يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ یا ان کی توبہ قبول کرے گا آگے آئے گا کہ انہوں نے رو رو کے اللہ تبارک وتعالیٰ کو منایا پچاس دن کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

منافقین کی بنائی ہوئی مسجد کے گرانے کا فیصلہ:

وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّكُفۡرًا اور وہ لوگوں جنہوں نے بنائی مسجد ضرر دینے کے لیے مسلمانوں کو اور اپنے کفر کو پھیلانے کے لئے وَّتَفۡرِيۡقًا بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور ایمان والوں کے درمیان تفریق ڈالنے کے لئے وَاِرۡصَادًا

لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ اور اڈا اور مورچہ اس شخص کے لیے جولڑتا رہا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سے پہلے، وہ شخص کون ہے جس کے لئے مورچہ بنا رہے تھے وہ ابو عامر راہب تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ اور البتہ یہ لوگ قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا مگر نیکی اور بھلائی کا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ منافق لوگ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ البتہ یہ لوگ جھوٹے ہیں انہوں نے مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے نہیں بنائی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی بھی۔

مسجد قباء اور اہل قباء کی فضیلت:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی تقوی پر پہلے دن سے اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ زیادہ حقدار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کھڑے ہوں یعنی مسجد قبا۔

چار مسجدیں بڑے درجے والی ہیں، ایک مسجد حرام، دوسری مسجد اقصی، تیسری مسجد نبوی، اور چوتھی مسجد قبا اور یہ چاروں مسجدیں پیغمبروں کے ہاتھ سے بنی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فِيْهِ رِجَالٌ اس میں مراد ہیں يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ وہ پاکیزگی حاصل کریں، ترمذی شریف اور دیگر احادیث کی کتابوں میں روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا والوں کو بلا کر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے بتاؤ وہ کون سی پاکیزگی ہے جو تم حاصل کرتے ہو؟ تو قبا والوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم جب پیشاب پاخانے سے فارغ ہوتے ہیں تو پہلے ڈھیلے استعمال کرتے ہیں پھر پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بات پر تمہاری تعریف کی ہے لہذا اس عمل کو قائم رکھنا۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ پسند کرتا ہے طہارت حاصل کرنے والوں کو، جتنا کوئی بدنی اور اخلاقی لحاظ سے پاک رہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کو اتنا ہی تقرب حاصل ہوگا۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ

کیا پس وہ شخص جس نے بنیاد رکھی ہے اپنی عمارت کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے

خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ

لئے یہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی گڑھے کے کنارے پر جو گرنے والا ہے پس وہ اس کو لے گرا جہنم کی آگ

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ

میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ ہمیشہ رہے گی ان کی عمارت جو انہوں نے تعمیر کی تھی تردد اور شک ان کے

قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ

دلوں میں، مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ

نے خرید لی ہیں مومنوں سے انکی جانیں اور ان کے مال کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي

اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں پس وہ قتل کرتے ہیں دشمنوں کو اور خود قتل کئے جاتے ہیں یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ذمے سچا

التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے عہد کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے پس تم خوش ہو جاؤ

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

اپنے اس سودے پر جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا ہے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسَّسَ: اس نے بنیاد رکھی، بُنْيَانَهٗ: اس کی عمارت، جُرُفٍ: کھائی، هَارٍ: گرنے والا، فَانْهَارَ (بِهٖ): پھر وہ اس کو لے کر گر پڑا، لَا يَزَالُ: زائل نہیں ہوگا (ہمیشہ رہے گا)، بُنْيَانُهُمْ: ان کی عمارت، بَنَوْا: انہوں نے بنائی، رِيْبَةً: شک شبہ، اَنْ تَقَطَّعَ: یہ کہ وہ ٹکڑے ہو جائے، اِشْتَرٰى: اس نے خرید لیا، فَيَقْتُلُوْنَ: پھر وہ قتل کرتے ہیں، اَوْفٰى: اس نے پورا کیا، فَاسْتَبْشِرُوْا: پس تم خوش ہو جاؤ، بِبَيْعِكُمْ: اپنے معاملہ کے سبب، بَايَعْتُمْ: تم نے معاملہ کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کی مسجد ضرار اور مخلص مسلمانوں کی مسجد قباء کا ذکر تھا اب بھی انہی دونوں مسجدوں کے بنانے والوں کی نیتوں اور انجام کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد مخلص اور کامیاب مسلمان یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی گئی ہے۔

(اہم نکات) دیانند سرسوتی کا اعتراض اور مولانا قاسم نانوتوی کا جواب:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اوپر جہاد سے گریز کرنے والوں کا ذکر تھا۔ ان میں دس مسلمان اور باقی منافق تھے۔ آگے ان صحابہ اور مومنین کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی جانیں پیش کیں۔ یہاں پر اشتریٰ کا لفظ مجازی ہے ورنہ تو اشتراء ملکیت پر بولا جاتا ہے۔ جو چیز ملکیت میں ہو اس کو بیچا جاتا ہے۔ جبکہ مومنین کی جان تو اپنے قبضہ میں نہیں بلکہ اللہ کی قدرت میں ہوتی ہے۔ دیانند سرسوتی اعتراض کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پر کہ کیا اللہ تعالیٰ چوری اور زنا پر بھی قادر ہے۔ تو اس کا جواب مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتصار الاسلام میں دیا ہے کہ پہلے

اعتراض کا جواب یہ ہے کہ آپ غیر کی ملک ثابت کریں تو چوری ہم ثابت کرتے ہیں اور غیر کی ملک ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ سب کچھ اللہ کا ہے اور چوری تو وہ ہوتی ہے کہ غیر کے مال کو لیا جائے جب ساری دنیا ومافیہا اللہ تعالیٰ کی ہے تو چوری کس طرح! دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ زنا کے لئے جسم اور جسمانیت ضروری ہے، آپ یہ ثابت کریں ہم زنا ثابت کر دیں گے۔

(تفسیری نکات) مسجد قباء اور مسجد ضرار بنانے والوں کی نیتوں کا تقابل:

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى کیا پس وہ شخص جس نے بنیاد رکھی ہے اپنی عمارت کی تقوی پر مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے، زمین حضرت کلثوم ابن ہدم رضی اللہ عنہ نے دی تھی جو بڑے نیک صحابی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد رکھی تھی خَيْرٌ یہ بہتر ہے اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی گڑھے کے کنارے پر" شفا شین کے فتح کے ساتھ ہو تو اس کا معنی کنارہ اور شین کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے صحت یابی، جس طرح شہد کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا" فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ "۔ اس میں لوگوں کے لئے صحت یابی ہے۔ اور قرآن پاک کے بارے میں فرمایا" شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ " کہ قرآن پاک دل کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ اور" جرف " کا معنی گڑھا، یوں سمجھو کہ بہت بڑا گڑھا ہو اور ہو بھی گرنے والا اور اس کے کنارے مکان ہو گڑھا گرا، مکان گرا اور مکان والے بھی گر گئے، یہ مثال ہے مسجد ضرار کی کہ اس کی بنیاد رکھی ایسے گڑھے کے کنارے پر کہ وہ خود گرنے والا ہے هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ جو گرنے والا ہے پس وہ اس کو لے گرا جہنم کی آگ میں۔ کہ وہاں سے سیدھا دوزخ میں چلا گیا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تبارک وتعالیٰ زبردستی ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ ہمیشہ رہے گی ان کی مسجد ضرار کی عمارت بَنَوْا جو انہوں نے بنائی رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ تردد اور شک ان کے دلوں میں، کیونکہ اگر کسی کا منصوبہ ناکام ہو جائے تو اس پر اس کا بڑا صدمہ ہوتا ہے لہٰذا یہ عمارت ان کو ہمیشہ کھٹکتی رہے گی کہ ہم نے تو کچھ اور سکیم بنائی تھی مگر ہو کچھ اور گیا یہ ناکامی ان کو ہمیشہ یاد رہے گی اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ ان میں سمجھ کی صلاحیت ہی نہیں رہے یعنی مرجائیں تو تردد ختم ہوگا اور بھول جائیں گے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف فرمانا:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال، یہ خریدنا مجازی طور پر کہا ہے اپنے لطف اور کرم کا اظہار کرتے ہوئے اس لئے کہ خریدی تو

دوسرے کی چیز جاتی ہے مومنوں کے مال اور جانیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مجازاً فرمایا ہے کہ مومنوں کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور کس چیز کے بدلے میں خریدے ہیں؟ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ اس کے بدلے میں ان کے لیے جنت ہے، مومن کرتے کیا ہیں؟ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لڑتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں، دنیا میں لڑائیاں تو بہت ہیں کسی کا کوئی مقصد ہے کسی کا کوئی مقصد ہے کوئی کسی چیز کے لئے لڑتا ہے کوئی کسی چیز کے لئے لڑتا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں وہ لڑائی پسندیدہ ہے جو فی سبیل اللہ لڑی جائے۔ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ پس وہ قتل کرتے ہیں دشمنوں کو اور خود بھی قتل کئے جاتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ذمے سچا کہ ان کو جنت دے گا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور قرآن پاک میں یہ بھی ہے " ومن اصدق من الله قيلا ". اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بات کہنے کے اعتبار سے (النساء: ١٢٢) فرمایا وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے عہد کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے، سب سے سچا عہد تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہی ہے لہذا اس نے جو مجاہدین کے ساتھ وعدہ کیا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ پس تم خوش ہو جاؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں سے مال اور جانیں جنت کے بدلے میں خرید لی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کمال شفقت دیکھو کہ ہے بھی سب کچھ اس کا یعنی مال بھی اس کا جانیں بھی اسی کی پھر فرما رہے ہیں کہ میں نے تم سے خرید لی ہیں۔ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی کامیابی، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں تعریف کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں رکوع کرنے والے ہیں سجدہ

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ

کرنے والے ہیں نیکی کا حکم کرنے والے ہیں اور برائی سے روکنے والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی حدود کی

لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ

حفاظت کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنا دیں ایمان والوں کو۔ نہیں تھا لائق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ ان کے

اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لئے جو ایمان لائے ہیں کہ بخشش طلب کریں مشرکوں کے لئے اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے ان کے

لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

سامنے واضح ہو چکا کہ بیشک وہ دوزخ والے ہیں۔ اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدے

وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ

کی بنا پر جو انہوں نے اپنے والد سے کر رکھا تھا پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا

اس سے بیزار ہو گئے بیشک ابراہیم علیہ السلام زاری کرنے والے تحمل والے تھے۔ اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کہ گمراہ کر دے

بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کسی قوم کو بعد اس کے کہ انکی راہنمائی کی ہے یہاں تک کہ بیان کر دے وہ باتیں جن سے انہوں نے بچنا ہے بیشک اللہ تعالیٰ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ

ہر چیز کو جانتا ہے۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ تمہارا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلتَّآئِبُوْنَ: توبہ کرنے والے، اَلْحَامِدُوْنَ: حمد کرنے والے، السَّآئِحُوْنَ: روزہ رکھنے والے، اَلسَّاجِدُوْنَ: سجدہ کرنے والے، اَلْاٰمِرُوْنَ: حکم کرنے والے، اَلنَّاهُوْنَ: روکنے والے، اَلْحٰفِظُوْنَ: حفاظت کرنے والے، اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا: یہ کہ وہ بخشش مانگیں، اِسْتِغْفَارُ: استغفار، بخشش مانگنا، مَوْعِدَةٍ: وعدہ، وَعَدَهَآ: اس کا وعدہ کیا، اَوَّاهٌ: نرم دل، هَدٰىهُمْ: اس نے ہدایت دی ان کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی گئی تھی یہاں بھی وہ بیان جاری ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا جا رہا ہے کہ مشرکین کے لیے مغفرت طلب نہ کریں اور اس سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بطور نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(تفسیری نکات) ایمان والوں کے اوصاف حمیدہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ ① اَلتَّآئِبُوْنَ توبہ کرنے والے ہیں اگر ان سے

گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرتے ہیں کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا بڑا گناہ ہے، فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے یعنی بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور مومنوں کی صفت یہ ہے کہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتے ہیں۔ ② الۡعٰبِدُوۡنَ عبادت کرنے والے ہیں۔ نہایت اخلاص سے نماز ادا کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حج کرتے ہیں یہ بڑی بڑی عبادتیں ہیں۔ ③ الۡحٰمِدُوۡنَ تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر وقت اور ہر حال میں راحت میں تکلیف میں غمی میں، خوشی میں، سفر میں حضر میں غرض ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ④ السّٰٓاۡىِٕحُوۡنَ اس کا ایک معنیٰ ہے روزہ رکھنے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اَلسِّيَاحَةُ اُمَّتِي الصِّيَامُ " میری امت کی سیاحت روزہ رکھنا ہے تو اس حدیث کی روشنی میں " السّٰٓاۡىِٕحُوۡنَ " کا ترجمہ ہوگا روزہ رکھنے والے ہیں، بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ نے یہ لفظ سیر وسیاحت کے معنیٰ میں لیا ہے تو اس وقت معنیٰ ہوگا چلنے پھرنے کا کہ مومن اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے چلتے پھرتے ہیں کیونکہ جہاد کے لئے بھی چلنا پڑتا ہے۔ بعض حضرات نے اس سے دینی مدارس کے طلباء مراد لئے ہیں۔ ⑤ الرّٰكِعُوۡنَ رکوع کرنے والے ہیں۔ ⑥ السّٰجِدُوۡنَ سجدہ کرنے والے ہیں۔ اطمینان سے۔ جس آدمی نے رکوع سجدہ اطمینان کے ساتھ نہ کیا، رکوع سے اٹھ کر صحیح طریقے سے قومہ نہ کیا، دونوں سجدوں کے درمیان قعدہ نہ کیا اس نے اپنا وقت ہی ضائع کیا ہے۔ نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی۔ ⑦ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں۔ نیکی کی تعلیم دیتے ہیں۔ ⑧ وَالنَّاهُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ اور برائی سے روکنے والے ہیں، ⑨ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ ؕ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی صرف دوسروں کو ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" نہیں کرتے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے خود بھی ان چیزوں کی پابندی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اہم اہم اوصاف بیان کر کے فرمایا وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنا دیں ایمان والوں کو اور اس کے بالمقابل مشرکوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء مغفرت بھی نہیں کر سکتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین مشرکین کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں:

مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا نہیں تھا لائق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ ان کے لئے جو ایمان لائے اَنۡ يَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ کہ بخشش طلب کریں مشرکوں کے لئے وَلَوۡ كَانُوۡۤا اُولِىۡ قُرۡبٰى اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ بعد اس کے کہ ان کے سامنے واضح ہو چکا کہ بیشک وہ دوزخ والے ہیں۔ کہ انہوں نے کلمے کا انکار کر دیا اور کفر پر مرے تو ان کے لئے مغفرت کی نہ نبی دعا کر سکتے ہیں اور نہ مومن کر سکتے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا والد جس کا نام آذر تھا، ساتویں پارے میں ہے " وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ ". اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر کو " اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ". تو بتوں کو معبود بناتا ہے

" اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ " بیشک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں (انعام : ۷۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو بڑا سمجھایا مگر وہ نہ مانا اور آخر دم تک شرک پر ڈٹا رہا تو اس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مغفرت کی دعا کیوں مانگی تھی؟ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لئے اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اپنے والد سے کر رکھا تھا جس کا ذکر سورۃ مریم آیت نمبر ۴۷ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو سمجھایا جب وہ نہ مانا تو کہا "سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا" ۔ میں بخشش طلب کرونگا تیرے لئے اپنے پروردگار سے بیشک وہ میرے ساتھ بہت مہربان ہے، اور امید تھی کہ یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گا اور بخشش کا اہل ہو جائے گا۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کہ بیشک ان کا باپ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن ہے تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ تو اس سے بیزار ہو گئے، بیزاری کا اعلان کر دیا پھر اس کے لئے مغفرت کی دعا نہیں مانگی ۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ بیشک ابراہیم علیہ السلام زاری کرنے والے تحمل والے تھے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ بعد اس کے کہ ان کی راہنمائی کی ہے حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ یہاں تک کہ بیان کر دے وہ باتیں جن سے انہوں نے بچنا ہے۔ ایک ہدایت تو فطری طور پر ہر آدمی میں موجود ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے " كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ " ہر بچے کو اللہ تبارک وتعالیٰ فطرت اسلام پر پیدا فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں اور حق کی آواز پہنچانے والے بھیجتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے پروگرام کی خوب تشہیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی سے آگاہ رہتے ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی گمراہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے زبردستی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا، ہدایت کے اسباب اس نے نازل اور پیدا کر دیئے ہیں، حجت تمام کر دی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے، اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ اس کی شان یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہی ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی، خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے زمین اور آسمانوں میں تصرف کا اختیار بھی صرف اسی کا ہے اس کے سوا یہ اختیارات اور کسی کو نہیں ہیں اور نہ ہی اس نے کسی کو دیئے ہیں يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کے پاس موت وحیات کا اختیار نہیں ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے گرفت اور عذاب آئے گا تو تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا نہ زبانی طور پر حمایت کر سکے گا اور نہ عملی طور پر کوئی تمہاری مدد کر سکے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی سب کچھ کرنے والی ہے۔ تو جب وہی حمایتی اور مددگار ہے تو وہی تمہارا

دوست اور ہمدم بھی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ مشرکین کو دوست نہ بناؤ۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

البتہ تحقیق رجوع فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی ﷺ پر اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے نبی ﷺ کا اتباع کیا

فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ

تنگی کی گھڑی میں بعد اس کے قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جاتے دل ان میں سے ایک فریق کے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رجوع

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ

فرمایا ان پر بیشک وہ ان کے ساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اور ان تین پر بھی اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا جن کا معاملہ

خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ

پیچھے رکھا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں بھی

عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ

اور انہوں نے یقین کر لیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مگر اسی کی طرف سے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ

تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ع۴

نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کر لیں بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَادَ: قریب ہے، يَزِيْغُ: ٹیڑھا ہو جائے، خُلِّفُوْا: وہ پیچھے چھوڑے گئے۔

ربط:

آگے مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ جنہوں نے تنگی کی گھڑیوں میں ساتھ دیا۔ ساعۃ عسرۃ سے مراد بعض تفسیروں میں ملے گا کہ ریگستان میں اونٹ ذبح کر کے اوجھڑی والا پانی پیا۔ آگے ان تین صحابہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے کہ پچاس دن تک ان سے کسی نے کلام نہیں کیا، تو عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا میں ان تین صحابہ کرام کی معافی کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

(تفسیری نکات) غزوہ تبوک کے موقع پر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی ثابت قدمی کی تعریف:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ البتہ تحقیق رجوع فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی ﷺ پر وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم پر کہ ان کو ثابت قدم رکھا الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ جنہوں نے نبی ﷺ کا

اتباع کیا تنگی کی گھڑی میں، پیغمبر ﷺ تو معصوم ہیں اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی مخالفت نہیں کی تو یہاں تَابَ کا معنی ان کو توبہ پر قائم رکھا جو وہ پہلے سے کرتے ہیں۔ اس لشکر کو جیش العسرۃ تنگی کے وقت سفر کرنے والا لشکر کہتے ہیں، سفر لمبا تھا، گرمی کا موسم تھا دس دس آدمیوں کے پاس ایک سواری تھی ایک میل سوار اور نو میل پیدا چلنا ہوتا تھا اس سفر میں آپ ﷺ نے ایک ایک کھجور دو دو آدمیوں کو دی، آدھی ایک کو آدھی دوسرے کو یہ خوراک تھی، آدھا دانہ کیا کرے گا یہ تو بچے کو بھی کفایت نہیں کرتی۔

اس سفر میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک ساتھی پیاس کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر گیا، آواز لگائی گئی " هَلۡ مَعَ اَحَدٍ مِّنۡ مَّآءٍ " کسی کے پاس پانی ہے ستر ہزار آدمیوں میں سے کسی کے پاس پانی نہیں تھا کیونکہ ایک روایت میں غزوہ تبوک میں شریک ہونے والوں کی تعداد ستر ہزار بتلائی گئی ہے، جان خطرے میں تھی اونٹ ذبح کیا گیا اس کی اوجھڑی نچوڑ کر اُن صاحب کو پانی پلایا گیا تو اُن کی جان بچی، ضرورت کے وقت اس کی اجازت ہے۔

تو فرمایا انہوں نے تنگی میں پیغمبر ﷺ کی پیروی کی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا كَادَ بعد اس کے کہ قریب تھا یَزِيۡغُ قُلُوۡبُ فَرِيۡقٍ مِّنۡهُمۡ ٹیڑھے ہو جاتے دل ان میں سے ایک فریق کے ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ ؕ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رجوع فرمایا ان پر کہ توبہ پر قائم رکھا اِنَّهٗ بِهِمۡ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ بیشک وہ ان کے ساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ:

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ؕ اور ان تین پر بھی اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا ان کی بھی توبہ قبول ہو گئی جن کا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ ابن ربیع رضی اللہ عنہ، ہلال ابن امیہ رضی اللہ عنہ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ یہاں تک کہ جب ان پر تنگ ہو گئی زمین بِمَا رَحُبَتۡ باوجود کشادہ ہونے، کوئی آدمی ان کے ساتھ بات کرنے کے لئے تیار نہیں سلام کا جواب تک کوئی نہیں دیتا بیوی بھی بولنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دو بدری صحابی تھے اور حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ بھی بڑے بلند پائے کے صحابی تھے۔

آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو یہ آپ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس سفر میں تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں شریک ہوئے؟ ان حضرات نے صاف بات کہہ دی کوئی حیلہ بہانہ نہیں کیا کہ حضرت سواری بھی تھی، اسلحہ بھی تھا، سفر خرچ بھی تھا جانے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی صرف تن آسانی نے خراب کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ بائیکاٹ کرو ان کے ساتھ کوئی میل جول نہ رکھے حتی کہ ان کو سلام بھی نہ کرے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی غسان کے بادشاہ کے ساتھ دوستی تھی جو کہ کافر تھا، اس کو معلوم ہوا تو

اس نے رقعہ دیکر قاصد بھیجا کہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تم میرے پاس آجاؤ۔ قاصد ناواقف تھا جس کسی سے بھی ان کے متعلق پوچھتا زبان سے کوئی نہ بتلاتا صرف اشارہ کرتے کہ اس طرف جا اس طرف جا۔ بالآخروہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا، اور رقعہ ان کے حوالے کیا وہاں تندور جل رہا تھا رقعہ پڑھ کر قاصد کے سامنے آگ میں پھینک دیا اور فرمایا کہ کافروں کو اتنی جرات ہوگئی ہے کہ میرے ایمان پر ڈاکا ڈالنے لگے ہیں۔ میں نے غلطی کی ہے کہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوا خطا کار ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو نہیں ہوں کہ کافروں سے جاملوں۔ بائیکاٹ کی حالت میں پچاس دن اور پچاس راتیں گذر گئیں اور ان کی بیویوں کو بھی حکم ہوگیا کہ ان کے قریب نہیں جانا اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول ہوگئی اس کا ذکر ہے۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کے کا چچازاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے بڑے گہرے دوست تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیکاٹ کے اعلان کے بعد یہ ان کے پاس گئے کہ بھائی تو تو میرے ساتھ بات کرے گا باقیوں نے تو بائیکاٹ کیا ہے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا خاموش رہے جب انہوں نے بار بار کہا تو کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے آؤ پھر بولوں گا ورنہ نہیں گہرے دوست بھی بولنے کے لیے تیار نہیں ہیں وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں۔ ان کی جانیں بھی ان کے لئے وبال بن گئیں کہ گھر کے افراد بھی سلام کلام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ اور انہوں نے یقین کرلیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آفت سے بچنے کے لیے مگر اسی کی طرف سے، چونکہ ایمان پختہ تھا اس لئے سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی معافی دینی ہے اور کوئی حل نہیں ہے۔ حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کو بعض ساتھیوں نے کہا کہ آپ گفتگو کرنے کے ماہر تھے کوئی بہانہ ذکر کردیتے معافی مل جاتی پھر توبہ کرلیتے یہ آپ کے لئے آسان تھا کہنے لگے توبہ توبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولتا اور میرے جھوٹے ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی ہوتی یہ میرے سے نہیں ہوسکتا تھا میں نے سچی بات کہہ دی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فضل کرے گا، اس سچائی کی بنا پر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ فرمایا ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا لِيَتُوْبُوْا ۭ تاکہ وہ توبہ کرلیں، سچے دل سے توبہ کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔ نہیں تھا مناسب مدینہ طیبہ والوں کے لئے

وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

اور نہ ان لوگوں کے لئے جو مدینہ طیبہ کے اردگرد رہتے ہیں، دیہاتیوں میں سے کہ وہ پیچھے رہ جاتے اللہ تبارک وتعالیٰ

وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ‌ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ یہ مناسب تھا کہ وہ عزیز سمجھتے اپنی جانوں کو اس کی جان سے یہ اس لئے کہ بیشک وہ جن کو نہیں پہنچے

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔـوۡنَ

گی پیاس اور نہ تھکاوٹ اور نہ بھوک اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اور نہ وہ روندیں گے کسی راستے کو جو کافروں کو غصے میں

مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ‌ؕ

ڈالے اور نہیں پائیں گے وہ دشمن سے کوئی غنیمت کا مال مگر یہ کہ ان سب کے بدلے میں لکھا جائے گا نیک عمل بیشک اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝١٢٠ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً

ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔ اور نہیں خرچ کریں گے کوئی خرچہ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کریں گے وہ کسی میدان کو مگر

وَّلَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝١٢١

ان کے لئے نیکی لکھی جائے گی، تا کہ بدلہ دے ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر اس کام کا جو وہ کرتے رہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَوۡلَهُمۡ: ان کے اردگرد، لَا يَرۡغَبُوۡا: وہ نہ چاہیں، ظَمَاٌ: پیاس، نَصَبٌ: تھکاوٹ، مَوۡطِئًا: قدم، لَا يَنَالُوۡنَ: وہ نہیں حاصل کرتے، نَيۡلًا: حاصل کرنا، صَغِيۡرَةً: چھوٹا، وَادِيًا: میدان/ وادی۔

ربط:

پہلے غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کو خاصی تنبیہ ہوئی آگے اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہو اور آگے تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کو پھر تنبیہ ہے۔

(تفسیری نکات) سچوں کے ساتھ ہو جاؤ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو، اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو اللہ تبارک وتعالیٰ سے، اس کے احکام مانو نافرمانی نہ کرو، وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ، جن لوگوں نے سچ بولا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان سے راضی ہو گیا اور جنہوں نے جھوٹ بولا ان کے متعلق فرمایا "يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ" منافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹی قسمیں اٹھائیں گے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو جائیں "فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ" پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو جائیں "فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ" بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ

راضی نہیں ہوتا فاسق قوم سے، قرآن کی یہ آیت کریمہ بتلا رہی ہے کہ جو لوگ سچے ہیں عقیدے کے لحاظ سے، عمل کے لحاظ سے، اخلاق کے لحاظ سے، سیاسی لحاظ سے ان کا ساتھ دینا چاہیے اور جھوٹوں کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔

غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں پر دوبارہ ناراضگی کا اظہار:

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ نہیں تھا مناسب مدینہ طیبہ میں رہنے والوں کے لئے وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اور نہ ان لوگوں کے لئے مناسب تھا جو مدینہ طیبہ کے اردگرد رہتے ہیں دیہاتیوں میں سے اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ کہ وہ پیچھے رہ جاتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو اس لمبے سفر میں تکالیف برداشت کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے مخلص ہو کر گھروں میں بیٹھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لیے جائیں اور تم گھروں میں آرام کرو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ اور نہ یہ مناسب تھا کہ وہ عزیز سمجھتے اپنی جانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ "۔تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اس کو زیادہ محبوب ہو جاؤں اس کی اولاد سے اس کے ماں باپ سے اور تمام انسانوں سے۔

جہاد کی مشقت میں مومنوں کے لیے بہت نیکیاں ہیں:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ یہ اس لئے کہ بیشک وہ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ نہیں پہنچے گی ان کو پیاس وَّلَا نَصَبٌ اور نہ سفر کی تھکاوٹ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور نہ بھوک اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا اور نہ وہ روندیں گے کسی راستے کو ایسا روندنا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ جو کافروں کو غصے میں ڈالے، ظاہر بات ہے کہ مومن جہاد کے لیے راستے پر چلیں گے تو کافروں کو دکھ ہو گا وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اور نہیں پائیں گے وہ دشمن سے کوئی غنیمت کا مال اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ مگر یہ کہ ان سب کے بدلے میں لکھا جائے گا نیک عمل، جہاد کے راستے میں جو پیاس لگے گی یہ ان کی نیکی ہے، چلنے سے جو تھکاوٹ ہو گی وہ نیکی ہے، بھوک لگے گی وہ بھی نیکی ہے، کافروں کے ساتھ جہاد کے لئے سفر کافروں کو ناگوار ہے، یہ چلنا بھی باعث ثواب ہے اور کافروں سے جو مال غنیمت حاصل کیا اس پر بھی ثواب ملے گا، مجاہد اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جب ایک قدم رکھتا ہے تو اس کی ادنیٰ ترین نیکی سات سو ہے ۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً اور نہیں خرچ کریں گے کوئی خرچہ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً چھوٹا اور نہ بڑا وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اور نہ طے کریں گے وہ کسی میدان کو اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ مگر ان کے لیے نیکی لکھی جائے گی جس کا ادنیٰ ترین سات سو ہے لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تبارک

وتعالیٰ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بہتر اس کام کا جو وہ کرتے رہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

اور مناسب نہیں مومنوں کے لئے کہ کوچ کر جائیں سارے کے سارے پس کیوں نہیں کوچ کیا ہر خاندان میں سے ایک گروہ

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

ان میں سے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو جس وقت کہ واپس لوٹیں ان کی طرف تاکہ وہ

ع يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا

بچ جائیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے قریب ہیں کافروں میں سے اور چاہیے کہ وہ پائیں

فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

تمہارے اندر سختی اور تم جان لو کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ اور جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

پس بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں تم میں سے کس کا زیادہ کیا ہے اس سورۃ نے ایمان پس بہر حال وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ایمان لائے ہیں پس وہ سورۃ ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَنْفِرُوْا: کہ وہ کوچ کریں، (فَلَوْلَا) نَفَرَ: (پس وہ کیوں نہ) نکلا، فِرْقَةٍ: فرقہ، لِيَتَفَقَّهُوْا: تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں، لِيُنْذِرُوْا: تاکہ وہ ڈرائیں، رَجَعُوْٓا: (جب) وہ لوٹ آئیں، يَحْذَرُوْنَ: وہ ڈریں گے، يَلُوْنَكُمْ: وہ (جو) تمہارے نزدیک ہیں، غِلْظَةً: سختی، اَيُّكُمْ: تم میں سے کون، زَادَتْهُ: زیادہ کیا اس کو۔

ربط:

پہلے تنبیہ تھی، بعد میں بنو جزیمہ کے خلاف غزوہ تبوک کے بعد لڑائی تھی وہاں ضرورت سے زائد سب چلے گئے چونکہ پہلے تبوک پر تنبیہ ہو چکی تھی اس لئے تمام لوگ بھرپور گئے تو اللہ نے تنبیہ فرمائی۔

(تفسیری نکات) سریہ بنو جزیمہ میں ضرورت سے زیادہ لوگوں کے جانے پر تنبیہ:

غزوہ تبوک کے بعد ایک چھوٹا معرکہ پیش آیا تھا اس میں مورخین کا اختلاف ہے کہ وہ معرکہ بنو جذیمہ تھا یا کوئی اور،

اس سریہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے کہ ضرورت نہیں تھی اس سریہ میں ضرورت سے زیادہ لوگ چلے گئے تھے حالانکہ اتنے آدمیوں کے جانے کی ضرورت نہیں تھی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو آدمی بہت تھوڑے تھے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ جس طرح جہاد میں نہ جانا گناہ ہے اسی طرح ضرورت سے زیادہ آدمیوں کا جانا بھی اچھی بات نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ اور مناسب نہیں ہے مومنوں کے لئے کہ کوچ کر جائیں جہاد کے لئے سارے کے سارے فَلَوْلَا نَفَرَ پس کیوں نہ کوچ کیا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ ہر خاندان میں سے مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ان میں سے ایک گروہ، ہر خاندان میں سے کچھ آدمی چلے جاتے باقی رہ جاتے لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے والے دین کی سمجھ حاصل کرتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہر وقت دین کی باتیں ہوتی تھیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین نہ سیکھتے اور نہ پہنچاتے تو کلمہ دین کسی تک نہ پہنچتا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے "تفقہ فی الدین" کا سبق دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ فقہ بھی بڑی چیز ہے بعض سطحی قسم کے لوگ ہیں جو فقہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں تفقہ فی الدین مطلوب ہے۔

وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو، جنہوں نے دین کی سمجھ حاصل کی ہے ڈرائیں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ جس وقت کہ وہ واپس لوٹیں جہاد سے ان کی طرف کہ تمہاری غیر موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ تاکہ وہ بھی بچ جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخالفت سے تو تفقہ فی الدین از روئے قرآن، از روئے حدیث از روئے عقل بہت بلند چیز ہے۔

دوبارہ جہاد کی ترغیب:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ لڑو ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے قریب ہیں کافروں میں سے جیسے بھارت ہمارے قریب ہے وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ اور چاہیے کہ وہ پائیں تمہارے اندر سختی، نرمی نہ کرو اور سختی بھی ایسی کرو کہ ان کو پتہ چل جائے کہ لڑنا کسے کہتے ہیں، الحمد للہ! چند سو مجاہدین اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں اور کافروں کے دانت کھٹے کئے ہوئے ہیں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور تم جان لو کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ان کی امداد فرمائے گا۔

منافقین کے ایک استہزاء کا جواب:

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ پس بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ تم میں سے کس کا زیادہ کیا ہے اس سورۃ نے ایمان، یہ بات وہ تمسخر کے طور پر کہتے تھے کہ اس سورۃ نے کس کا ایمان بڑھا دیا ہے، اور مومن جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی تو اس پر ایمان

لاتے تھے اور پڑھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا پس وہ سورۃ ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہے۔ چونکہ اس سے پہلے اتنی چیزوں پر ایمان تھا جتنی نازل ہو چکی تھیں اور سورۃ جب اتری تو اس کو بھی مانا اس میں جو احکامات نازل ہوئے ان کو بھی مانا تو ایمان بڑھ گیا اسی طرح مسلمانوں کا جوں جوں قرآن کی سورتیں نازل ہوتی جاتی ایمان بڑھتا جاتا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ اور وہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تازہ حکم ہماری طرف نازل ہوا ہے اور ہمارا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ رابطہ ہے آگے ذکر آئے گا کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو منافق کڑھتے ہیں کہ یہ حکم کیوں نازل ہوا ہے؟

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ

اور بہرحال وہ لوگ جن کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے پس زیادہ کرتی ہے یہ سورۃ ان کے لئے گندگی کو، ان کی گندگی

وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِیْ

کے ساتھ اور مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیا اور وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بیشک وہ آزمائش میں

كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاِذَا مَآ

ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پھر وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور جس وقت کوئی

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ

سورت نازل کی جاتی ہے تو دیکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی طرف کہ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے پھر وہ کھسک جاتے ہیں،

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ

پھیر دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں کو بیشک وہ قوم ہے جو فقاہت سے محروم ہے۔ البتہ تحقیق آئے تمہارے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے گراں گزرتی ہے ان پر وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے بہت ہی حریص ہیں تم پر مومنوں کے ساتھ

رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖؗ لَآ اِلٰهَ

شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔ پس اگر یہ لوگ پھر جائیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مجھے اللہ کافی ہے نہیں ہے کوئی الٰہ

ع ١٦ ٥ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿١٢٩﴾

مگر وہی اللہ تبارک وتعالیٰ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ رب ہے بہت بڑے عرش کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رِجْسًا: گندگی، رِجْسِهِمْ: گندگی ان کی، يُفْتَنُوْنَ: وہ آزمائے جاتے ہیں، نَظَرَ: اس نے دیکھا، اِنْصَرَفُوْا: وہ چلے گئے، صَرَفَ: پھیر دیا، حَرِيْصٌ: بہت حریص ہے، حَسْبِيَ: مجھے کافی ہے، تَوَكَّلْتُ: میں نے بھروسہ کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ہی منافقین کے خبث باطن کا ذکر تھا اب بھی ان کی منافقانہ حرکتوں کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مومنین کے لیے پیکر شفقت محبت اور مؤدت ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(تفسیری نکات) قرآن منافقین کے خبث باطن کو ظاہر کرتا ہے:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور بہرحال وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے منافقت کی فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ پس زیادہ کرتی ہے یہ سورۃ ان کے لئے گندگی کو گندگی کے ساتھ، پہلے بھی ان کے دل گندے ہیں سورۃ نازل ہوئی اس کا انکار کیا تو مزید گندے ہو گئے گندگی بڑھ گئی، یہ مطلب ہے گندگی کے زیادہ کرنے کا ورنہ قرآن پاک تو نور ہدایت ہے یہ گندگی کیسے بڑھاتا ہے؟ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوتے ہیں۔

منافقین اپنی حرکتوں کی وجہ سے کسی نہ کسی آزمائش سے دوچار رہتے ہیں:

اَوَلَا يَرَوْنَ کیا اور وہ منافق دیکھتے نہیں ہیں اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ کہ بیشک وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ پھر وہ توبہ نہیں کرتے وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں، اور مومن کو تو تکالیف آتی ہیں وہ اس کے گناہ کا کفارہ بنتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو جو تکلیف آتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ اور حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے " اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا يُصِبْهُ" جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں، بدنی تکلیف، مالی تکلیف، اہل خانہ کی طرف سے پریشانی، اولاد کی نافرمانی مومن آدمی جب ان چیزوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور منافق کسی تکلیف سے کوئی اثر نہیں لیتا جیسے اونٹ کو باندھ دیا اور کھول دیا اس کو نہیں پتہ کہ مجھے باندھا کیوں ہے اور کھولا کیوں ہے۔

قرآن کے احکامات سے منافقین جان چھڑاتے ہیں:

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ تو یہ منافقین دیکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی طرف کیونکہ قرآن پاک کی سورتوں میں توحید کا مسئلہ بیان ہوتا قیامت کا مسئلہ بیان کیا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور صداقت کا مسئلہ بیان ہوتا اور یہ سارے مسئلے ان کو چبھتے تھے اور کڑھتے تھے

کیونکہ دل میں منافقت تھی، مجبوراً زبانی طور پر کلمہ پڑھتے تھے کہ اسلام کا غلبہ تھا، مال غنیمت، زکوٰۃ کا مال، بیت المال سے حصہ ملتا تھا۔ بس اس خوف اور لالچ کی وجہ سے کلمہ پڑھتے تھے هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے، ان کا مطلب یہ ہوتا کہ مجلس میں موجود مخلص مسلمانوں میں سے اگر کوئی نہیں دیکھ رہا تو بادل نخواستہ بیٹھے رہتے اگر سمجھتے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ نہیں ہیں تو ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۚ پھر وہ کھسک جاتے ہیں، جوتی اٹھاتے اور چل پڑتے کیونکہ قرآن پاک کو سننا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود عرب تھے اس لئے مطلب سمجھتے تھے صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ پھیر دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں کو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قانون ہے "نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى "ہم اس کو پھیر دیں گے جس طرف کہ اس نے رخ کیا ہے (النساء ۱۱۵) جس طرف کوئی جانا چاہتا ہے اس طرف چلنے کی توفیق دے دیتے ہیں، ایمان کے راستے پر چلنا چاہے تو ایمان کی توفیق دیدیتے ہیں، کفر کی طرف چلنا چاہے تو کفر کے راستے پر چلنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ اس وجہ سے کہ بیشک وہ قوم ہے جو فقاہت اور سمجھ سے محروم ہے۔ اور دین کی سمجھ تو بڑی چیز ہے۔ "مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ" اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنین کے لیے باعث رحمت ہیں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ البتہ تحقیق آئے تمہارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تم میں سے یعنی تمہاری ہی جنس بشر اور انسانوں میں سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام رسول بشر اور انسان تھے اور اس کے متعلق تم کئی دفعہ پڑھ چکے ہو اور میں سمجھا چکا ہوں کہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرعی مسئلہ نہیں ہے، یہ عقیدے کا بنیادی مسئلہ ہے، فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا طبقہ دین کے معاملے میں بڑا محتاط طبقہ ہے وہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ گراں گذرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مَا عَنِتُّمْ وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے۔

تو ساتھیوں کی تکلیف اور مشقت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہو جاتے تھے حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بہت ہی حریص ہیں تم پر ایمان اور نیکی کے لئے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ مومنوں کے ساتھ شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رءوف رحیم ہونا مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ مخلوق میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندوں پر زیادہ شفقت کرنے والے ہیں، خالق والی شفقت خالق کے ساتھ خاص ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ لوگ پھر جائیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے اعراض کریں فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ نہیں ہے کوئی الہ مگر وہی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سوا کوئی الہ نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی سجدے کے لائق نہیں ہے کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی مشکل کشا نہیں ہے، کوئی فریاد رس نہیں ہے، کوئی رزق دینے والا نہیں ہے، کوئی بیماروں کو شفا دینے والا نہیں ہے، کوئی اولاد دینے

والانہیں، کوئی مارنے اور زندہ کرنے والانہیں کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں مگر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور وہ رب ہے بہت بڑے عرش کا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش جسم اور حجم کے لحاظ سے ساری مخلوقات سے بڑا ہے جس کے اندر آسمان، زمین، کرسی سب کچھ ہے لیکن درجے، رتبے اور شان کے لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند ہیں نہ اس جہان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کا کوئی ہے اور نہ اس جہان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کی کوئی مثال ہے، یہ دعا " حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ". سات دفعہ صبح اور سات دفعہ رات کو پڑھا کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مہمات میں کامیابی اور ضروریات پوری فرمائے گا۔

سُوۡرَةُ یُوۡنُسَ مَکِّیَّةٌ

سورۂ یونس مکی سورت ہے اس کا قرآنی ترتیب کے لحاظ سے دسواں (۱۰) اور نزول کے اعتبار سے پچاسواں (۵۰) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل انچاس (۴۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس کی ایک سو نو (۱۰۹) آیات اور گیارہ (۱۱) رکوع ہیں۔ چونکہ اس سورت میں حضرت یونس علیہ السلام اور اُن کی قوم کا ذکر ہے اس لیے اس سورت کا نام نامی حضرت یونس علیہ السلام کے اوپر ہے۔ قرآنی سورتوں میں یہ پہلی سورت ہے جس کا نام کسی پیغمبر کے نام پر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

المنزل الثالثۃ

الٓرٰ ۚ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی۔ کیا ہے لوگوں کے لئے تعجب اس بات میں کہ ہم نے وحی بھیجی ان میں سے ایک شخص پر یہ کہ

مِّنۡہُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَہُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ

ڈرائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اور خوشخبری دیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے کہ بیشک ان کے لئے سچائی کا قدم ہے ان کے

وقف النبی علیہ السلام

رَبِّہِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ

رب کے ہاں۔ کہا کافروں نے بیشک یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم البتہ جادوگر ہیں کھلے (نعوذ باللہ)۔ بیشک تمہارا رب اللہ تبارک وتعالیٰ ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پھر وہ مستوی ہوا عرش پر وہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی نہیں ہے کوئی

شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا

سفارشی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت کے بغیر یہی ہے تمہارا اللہ تمہارا پروردگار پس اسی کی عبادت کرو کیا پس تم

تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ اِلَیۡہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ اِنَّہٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ

نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اسی کی طرف ہے تم سب کا لوٹنا اللہ کا وعدہ سچا ہے بیشک وہی مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹائے گا

لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے انصاف کے مطابق اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

ان کے لیے پینا ہوگا کھولتا ہوا پانی اور عذاب ہوگا دردناک اس لئے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الٓرٰ: ان کے معنی کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، عَجَبًا: باعث تعجب، قَدَمَ: قدم، مرتبہ، صِدْقٍ: سچائی، يُدَبِّرُ: وہ تدبیر کرتا ہے، يَبْدَؤُا: وہ پہلی بار ابتداء کرتا ہے، حَمِيْمٍ: گرم پانی۔

ربط:

سورۃ توبہ کے آخر میں قرآن کریم کا ذکر تھا۔ کہ جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر تھا اور آخر میں توحید کا ذکر تھا اس سورت کے آغاز میں بھی اسی ترتیب سے ان تینوں چیزوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اہم نکات: قَدَمَ صِدْقٍ سے کون مراد ہے؟:

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ

قَدَمَ صِدْقٍ سے کون مراد ہے، اس میں تین تفسیریں آپ کو ملیں گی۔

① ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔

② ۔ جو نیکیاں انسان آگے بھیجتا ہے اس سے وہ نیکیاں مراد ہیں اور قیامت والے دن اُس نیک انسان کو اس کا بدلہ ملے گا یہ تفسیر جلالین وغیرہ میں ملے گی۔

③ ۔ تیسری تفسیر یہ ہے جس کو علامہ آلوسی اور علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ان کے لئے سچائی کا قدم ہوگا اور جب قیامت والے دن نیک لوگوں کا اللہ کے حضور کھڑا ہونا ہوگا تو قدم ثابت رہیں گے اور کمزور ایمان والے اور کافر ومشرک لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔

(تفسیری نکات) قرآن اور صاحب قرآن کی شان:

الٓرٰ یہ حروف مقطعات ہیں اور سورۃ البقرہ میں ان سے متعلق بحث گزر چکی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی، یعنی یہ آیتیں جو تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں، اس کتاب کی ہیں جو حکیم ہے، حکیم کا معنی ہے دانا، تو مطلب یہ بنے گا کہ یہ دانائی والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جتنی کتابیں نازل ہوتی ہیں سب برحق ہیں مگر ان تمام کتابوں میں سے زیادہ دانائی اور حکمت اس کتاب میں ہے اور حکیم کا معنی محکم اور اٹل بھی کرتے ہیں کہ یہ کتاب اپنی جگہ بڑی محکم اور اٹل ہے۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا کیا لوگوں کے لیے تعجب ہے اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اس بات میں کہ ہم نے وحی بھیجی ان میں سے ایک شخص پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔ کافروں کو اس بات پر تعجب تھا کہ وحی الٰہی مکہ مکرمہ کے ایک ایسے شخص پر نازل ہوئی ہے جو یتیم ہیں۔ اُن کا کاروبار ہے نہ اُن کے پاس مال و دولت ہے۔ کہتے تھے "لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ"۔ (الزخرف: ۳۱) "کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔" کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے کسی بڑے مال دار آدمی پر قرآن کیوں نہیں اتارا گیا۔ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ یہ کہ ڈرائیں آپ ﷺ لوگوں کو کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اس پر دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے اور آئیگا اور قبر اور آخرت کا عذاب تو اپنی جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اور خوشخبری دیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ کہ بیشک ان کے لئے سچائی کا قدم ہے۔ قَدَمَ صِدْقٍ کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی عدالت میں کھڑے ہونگے تو ڈگمگائیں گے نہیں بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو فرمائیں گے اس کا جواب دیں گے۔ اور قَدَمَ صِدْقٍ کا ایک معنیٰ یہ کرتے ہیں جو سچائی انہوں نے آگے بھیجی ہے، یعنی جو نیکیاں وہ زندگی میں کر چکے ہیں وہ ان کو ملیں گی اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔ اور بعض حضرات نے قَدَمَ صِدْقٍ سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی مراد لی ہے کہ آپ ﷺ سچائی کا پہاڑ تھے۔ جن قدموں پر کھڑے ہوتے آخر دم تک وہاں سے نہ ہٹتے۔ مشن اور پروگرام کے اعتبار سے آپ ﷺ کی ذات اقدس ایمان والوں کے لئے سچائی کا قدم ہے۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے ہاں قَالَ الْكٰفِرُوْنَ کہا کافروں نے اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ بیشک یہ پیغمبر ﷺ البتہ جادوگر ہے کھلا، معاذ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر جو معجزات صادر کئے تھے ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو یہ مشرکین عرب جادوگر کہتے تھے کہ یہ جادو کے ذریعے لوگوں پر اثر ڈالتے ہیں۔

زمین وآسمان کی تخلیق:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ بیشک تمہارا رب اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ تمہارا پالنے والا، تربیت کرنے والا اللہ جل جلالہ ہے۔ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں، چھ دنوں سے مراد چھ دن کا وقفہ ہے حقیقتاً دن مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو دن کہتے ہیں سورج کے طلوع ہونے سے غروب ہونے تک کو کہ سورج طلوع ہوا تو دن ہو گیا اور غروب ہوا تو دن ختم ہو گیا۔ حالانکہ اس وقت نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، تو چھ دنوں کا وقفہ مراد ہے اور اس طرح پیدا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت ہے ورنہ اس کی قدرت یہ ہے کہ ایک دن میں پیدا کر سکتا ہے اور فنا بھی کر سکتا ہے "اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ"۔

(یس:۸۲) "بیشک اس کا حکم جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے بارے میں تو کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے"۔ رہی یہ بات کہ قادر مطلق ہو کر بتدریج اور آہستہ آہستہ کیوں پیدا فرمایا ہے؟ تو اس سے مخلوق کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ دنیا میں ہر کام آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ قادر مطلق ہو کر میں نے زمین آسمان چھ دنوں میں پیدا فرمائے ہیں لہٰذا تم بھی جو کام کرو آہستہ آہستہ کرنا ہے۔

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا کیا مطلب و معنی ہے:

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر۔ عرش پر وہ کیسے مستوی ہے؟ کیونکہ اسْتَوٰى کا معنی ہے بیٹھنا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام دار الهجرت ہیں، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی اور جنت البقیع میں آرام فرما ہیں، ان سے ان کے شاگردوں نے پوچھا حضرت! اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے مستوی ہے؟ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رکھو!" الایمان به واجب "۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے،" وكيفيته مجهوله "۔ اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ہم یہی کہہ سکتے ہیں جو استوی اس کی شان کے لائق ہے" والسوال عنه بدعة "۔ اور اس کے متعلق سوال کرنا یعنی بار بار پوچھنا بدعت ہے اس کے قریب نہ جاؤ، محترم ساتھیو! ہم اس کی باقی صفات کب سمجھ سکتے ہیں مثلاً وہ سنتا ہے مگر مخلوق کی طرح کے اُس کے کان نہیں ہیں، وہ دیکھتا ہے لیکن مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نہیں ہیں۔ بولتا ہے لیکن ہماری طرح ہونٹ اور دانت نہیں ہیں " بِيَدِهِ الْمُلْكُ "۔ میں ایک ہاتھ کا ذکر ہے۔ کہ اس کے ہاتھ میں شاہی ہے " بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ " میں دو ہاتھوں کا ذکر ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ اب اس کے ہاتھ کیسے ہیں؟ ہم نہیں سمجھ سکتے بس یہی کہیں گے جو اس کی شان کے لائق ہیں، اور رحمن کے بارے میں جس طرح یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے اسی طرح یہ بھی ماننا اور تسلیم کرنا ہے کہ " وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ "۔ (الحدید:٤) " اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ " صرف عرش پر ہی نہیں ماننا۔ اس کا ارشاد ہے " نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ "۔ (ق:١٦) " اور ہم زیادہ قریب ہیں اس سے اس کی دھڑکتی ہوئی رگ سے "۔ حبل الورید سے مراد"۔ جس کو شاہ رگ کہتے ہیں جو دل سے دماغ تک جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قریب ہے، یہ تمام باتیں قرآن کریم میں موجود ہیں يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ وہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی، زمین و آسمان کا مدبر وہی ہے، خدائی اختیارات اس نے کسی کو نہیں دیئے اور یہ سب غلط نظریے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان اقدس:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ نہیں ہے کوئی سفارشی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت کے بعد۔ یعنی اس

کے اجازت اور حکم کے بعد کوئی سفارش کر سکے گا اس سے پہلے کوئی نہیں کر سکتا۔ قیامت کے دن جب ساری کائنات پریشان ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ تبارک وتعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تسبیحات بتلائیں گے جو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے "یا محمد ارفع راسك اشفع تشفع"۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کرنے کی اجازت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کی جائے گی"۔ اس کو شفاعت کبری کہتے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی فرشتہ، نہ کوئی پیغمبر، نہ کوئی اور دم مار سکتا ہے۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ یہی ہے تمہارا اللہ تبارک وتعالی تمہارا پروردگار فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ پس تم اسی کی عبادت کرو اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے، یہ باتیں تمہیں سمجھ نہیں آتیں اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ؕ اسی کی طرف ہے تم سب کا لوٹنا وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ سب نے اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ بیشک وہی مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹائے گا۔ اگر تم اس کے لوٹانے میں شک کرتے ہو تو پھر یہ بھی کہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا اور اس کا تم انکار نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ خالق نہیں ہے بلکہ اسی کو خالق مانتے ہو، تو پھر یہ بھی تسلیم کرو کہ وہی لوٹائے گا۔ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل اچھے کیے بِالۡقِسۡطِ ؕ انصاف کے ساتھ۔

کافروں کا انجام:

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا، لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ان کے لئے پینا ہوگا کھولتا ہوا پانی، اتنا گرم کہ ہونٹ کے ساتھ لگائیں گے تو "يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ" ہونٹ جل جائیں گے، پھر وہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیٹ میں ڈالیں گے۔ جب چند قطرے پیٹ میں جائیں گے "قَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ" وہ انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پاخانے کے راستے نکال دے گا۔ یہ سب قرآن کریم میں ہے۔ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ اور عذاب ہوگا دردناک بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ اس لئے کہ وہ کفر کرتے تھے۔ لہٰذا قیامت ضرور قائم ہوگی تاکہ نیک کو نیکی کا بدلہ ملے اور برے کا برائی کا۔

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ

وہی اللہ ہے جس نے بنایا ہے سورج کو روشن اور چاند کو نور اور مقرر کی ہیں اس کے لئے منزلیں تاکہ جان لو تم سالوں کی گنتی

وَالۡحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ

اور حساب۔ نہیں پیدا کیا اللہ تبارک وتعالی نے اس کو مگر حق کے ساتھ وہ تفصیل سے بیان کرتا ہے آیتیں اس قوم کے لئے

يَّعۡلَمُوۡنَ ۞ اِنَّ فِى اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

جو جانتی ہے۔ بیشک رات اور دن کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ تبارک وتعالی نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا

البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو پرہیز گار ہے۔ بیشک وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی اور راضی ہو گئے ہیں

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ

وہ دنیا کی زندگی پر اور وہ مطمئن ہو گئے ہیں اس زندگی پر اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کا

النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ

ٹھکانہ دوزخ ہے بسبب اس کے جو وہ کماتے رہے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت

رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا

پر قائم رکھے گا ان کے ایمان کے وجہ سے جاری ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں نعمتوں کے باغوں میں۔ اور پکار ان کی ان

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ

باغوں میں اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور ملاقات ان کی اس کے اندر سلام ہوگا اور ان کی آخری دعا ہوگی کہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ضِيَآءً: روشن، قَدَّرَهٗ: اس نے مقرر کیا اس کو، عَدَدَ: گنتی، يُفَصِّلُ: وہ تفصیل بیان کرتا ہے، لِقَآءَنَا: ہماری ملاقات، اِطْمَاَنُّوْا: وہ مطمئن ہو گئے، تَحِيَّتُهُمْ: ان کی دعا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کے بنانے کا تذکرہ فرمایا تھا اب ان آیات میں سورج اور چاند کے روشن ہونے کا تذکرہ، رات اور دن کا تذکرہ فرمانے کے بعد کافروں کو انجام بد اور مؤمنین کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

(تفسیری نکات) سورج، چاند کا روشن ہونا اور رات دن کا آنا جانا:

هُوَالَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وہی اللہ ہے جس نے بنایا ہے سورج کو روشن، سورج کی روشنی کا فائدہ ساری دنیا

جانتی ہے۔ کوئی شخص سورج کی روشنی سے اور اس کے ذریعے فصلوں، میوے اور پھلوں کے پکنے سے انکار نہیں کرسکتا۔ وَّالْقَمَرَ نُوْرًا اور چاند کو نور بنایا ہے وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ اور مقرر کی ہیں اس کے لئے منزلیں۔ ۲۹ یا ۳۰، کبھی چھوٹا ہوتا ہے کبھی بڑا ہوتا ہے لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ تاکہ جان لو تم سالوں کی گنتی اور حساب، دنیا میں دو قسم کے حساب ہیں۔ ایک کا تعلق سورج کے ساتھ اور ایک کا چاند کے ساتھ ہے۔ جنوری، فروری، مارچ، اپریل وغیرہ کا تعلق سورج کے ساتھ ہے اور جو اسلامی مہینے ہیں محرم، صفر، ربیع الاول وغیرہ یہ چاند کے لحاظ سے ہیں۔ ہماری عبادات کا تعلق دونوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً رمضان المبارک کا مہینہ ہے اس کا تعلق چاند کے ساتھ ہے، رمضان المبارک کا چاند چڑھے گا تو لوگ روزہ رکھیں گے، شوال کا چاند طلوع ہوا تو ہم نے عید کرلی، اسی طرح ذوالحجہ کا چاند طلوع ہوگا تو حج کے احکام کی تیاری ہوگی اور نو ذوالحجہ کو حج ہوگا جبکہ ہماری نمازوں کے اوقات، روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا تعلق سورج کے ساتھ ہے۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ نہیں پیدا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو مگر حق کے ساتھ۔ سورج بھی تمہارے فائدے کے لئے ہے اور چاند بھی تمہارے فائدے کے لئے ہے۔ دنیا کی ہر چیز تمہارے فائدے کے لئے ہے يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ وہ تفصیل سے بیان کرتا ہے آیتیں اس قوم کے لئے جو جانتی ہے، علم سے فائدہ حاصل کرتی ہے اور جس نے آنکھیں بند کرلی ہیں اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاند سورج کا انعام ہونا بتایا ہے آگے قدرت کی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ بیشک رات اور دن کے بدلنے میں۔ دن رات بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

زمین اور آسمان میں دیگر نعمتوں کا تذکرہ:

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین میں، چاند، سورج، ستارے اور بیشمار چیزیں آسمانوں میں پیدا کی ہیں اور زمین میں پہاڑ، میدان، دریا، درخت، انسان، حیوان، کیڑے مکوڑے، پھل فروٹ، اناج، عجیب قسم کے پھول ترکاریاں اور فصلیں پیدا فرمائیں ہیں۔ یہ تمام چیزیں لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو پرہیزگار ہیں۔ اس کی وحدانیت کی دلیلیں ہیں اور اس کے انعامات ہیں۔

اللہ سے غافل لوگوں کا حال:

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا بیشک وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی یعنی قیامت کے قائل نہیں ہیں وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور راضی ہوگئے ہیں وہ دنیا کی زندگی پر وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا اور وہ مطمئن ہوگئے ہیں اس زندگی

پر۔ اس طرح کہ نہ نماز کا خیال ہے، نہ حلال حرام کی پرواہ ہے۔ بس یہی خیال ہے کہ دنیا آئے چاہے جس طرح آئے۔ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں اُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ یہی لوگ ہیں کہ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ یعنی جو لوگ قیامت کی امید نہیں رکھتے دنیا کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہیں اور آخرت کی فکر نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے غافل ہیں۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ بسبب اس کے جو وہ کماتے رہے ہیں۔ اس کا پھل ان کو ملے گا۔

ایمان والوں کا تذکرہ اوران کے انعامات:

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے کیونکہ محض دعویٰ ایمان سے کچھ نہیں بنتا ساتھ اچھے عمل بھی چاہئیں يَهۡدِيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِاِيۡمَانِهِمۡ‌ ۚ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت پر قائم رکھے گا اور ان کو پہنچائے گا ان کے ایمان کی وجہ سے تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ نعمتوں کے باغوں میں۔ دَعۡوٰٮهُمۡ فِيۡهَا اور پکار ان کی جنت کے باغوں میں سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی اے اللہ تیری ذات پاک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ تسبیح غیر ارادی طور پر جنتیوں کی زبان پر جاری ہوجائے گی، جس طرح سانس انسان بغیر ارادے کے لیتا ہے کہ ہم ہر وقت سانس لیتے رہتے ہیں۔ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ‌ ۚ اور ملاقات ان کی اس کے اندر سلام ہوگا، جنتی آپس میں ملاقات کریں گے، تو کہیں گے " سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ "فرشتے بھی سلام کریں گے، جنت میں حوریں بھی ملیں گی اور غلمان جنتی بچے ملیں گے خدمت کے لیے پروردگار کی طرف سے بھی سلام ہوگا"سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ "۔ (سورۃ یس) جنت میں داخلے کے وقت سے ہی سلام شروع ہوجائے گا "وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَـتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ "۔ (سورۃ الزمر: ۷۳)"اور کہیں گے اس کے داروغے سلام ہو تم پر، خوش رہو داخل ہوجاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے والے"۔ وہاں کوئی خطرہ ہوگا اور نہ فکر ہوگی، نہ کوئی بیماری نہ کوئی جھگڑا، دلوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کدورت نکال دیں گے دل شیشے کی طرح صاف ہونگے، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی راحت اور آرام کے ساتھ نصیب ہوگی، جنتی جب مجلس برخاست کریں گے تو وَاٰخِرُ دَعۡوٰٮهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ اور انکی آخری دعا ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، جس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں یہاں پہنچایا ہے۔

وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ بِالۡخَيۡرِ لَقُضِىَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ‌ ؕ

اور اگر اللہ تعالیٰ جلدی کرے لوگوں کے لئے برائی کو جیسا کہ وہ جلدی طلب کرتے ہیں خیر کو تو البتہ فیصلہ کردیا جائے ان کی

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾

طرف ان کی عمروں کا پس ہم چھوڑتے ہیں ان لوگوں کو جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں ہو رہے ہیں

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ

اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو وہ پکارتا ہے ہمیں اپنے پہلو کے بل یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا پس جب ہم کھول دیتے ہیں

ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ

اس سے اس کی تکلیف کو تو وہ گزرتا ہے گویا کہ اس نے ہمیں پکارا ہی نہیں کسی تکلیف کی طرف جو اس کو پہنچتی تھی اسی طرح مزین

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

کیا گیا ہے مسرفوں کے لئے وہ جو کچھ کیا کرتے تھے۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا ہے کئی قوموں کو تم سے پہلے جب کہ

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾

انہوں نے ظلم کیا اور آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل کے ساتھ اور نہیں تھے وہ لوگ کہ وہ ایمان لاتے اسی طرح

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾

ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو۔ پھر ہم نے بنایا تم کو نائب زمین میں تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُعَجِّلُ: وہ جلدی دے، اِسْتِعْجَالَهُمْ: جلدی مانگنا ان کا، دَعَانَا: اس نے ہمیں پکارا، لِجَنْۢبِهٖٓ: اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے، قَاعِدًا: بیٹھ کر، ضُرَّهٗ: اس کی تکلیف، لَمْ يَدْعُنَآ: اس نے ہمیں نہیں پکارا، مَسَّهٗ: پہنچی اس کو، اَلْقُرُوْنَ: جماعتیں، لِنَنْظُرَ: تاکہ ہم دیکھیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا حال بیان فرمایا جو اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ اب یہاں ذکر فرماتے ہیں کہ انسان ایسا بے وقوف جلد باز ہے کہ اپنے لیے بُرائی اور عذاب کے لیے جلدی کرتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے کہ وہ بلا تخصیص کافر و مسلمان مہربان ہے اور کافروں پر بھی رحمت کرتا ہے کہ نافرمانوں کو اُن کے اعمال بد کی وجہ سے فوراً عذاب میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔

(تفسیری نکات) کافروں کے جلد عذاب مانگنے پر اللہ تعالیٰ کا جواب:

وَلَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلدی کرے لوگوں کے لئے برائی کو۔ خیر کو شر سے بدل دے اسۡتِعۡجَالَهُمۡ بِالۡخَيۡرِ جیسا کہ وہ جلدی طلب کرتے ہیں خیر کو۔ مال مانگتے ہیں، اولاد مانگتے ہیں، صحت مانگتے ہیں، دنیا کی ترقی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دیتا ہے، تو جس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے ہیں اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کو شر دیدے تو لَقُضِیَ اِلَیۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ ؕ تو البتہ فیصلہ کر دیا جائے ان کی طرف ان کی عمروں کا کہ زندگی کی میعاد ختم کر دی جائے مگر نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہے۔ فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ پس ہم چھوڑتے ہیں ان لوگوں کو لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی، قیامت پر ان کا ایمان نہیں ہے فِیۡ طُغۡیَانِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں ہو رہے ہیں۔

انسانوں کا کسی مشکل اور بیماری میں عمل:

وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف، دکھ دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا تو وہ پکارتا ہے ہمیں پہلو کے بل یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان جب کسی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو ہمیں پکارتا ہے فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُ ضُرَّهٗ پس جب ہم کھول دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں مَرَّ كَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ تو وہ گذرتا ہے چلتا پھرتا ہے گویا کہ اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ کسی تکلیف کی طرف جو اس کو پہنچی تھی، بیمار ہوتا ہے، زندگی سے مایوس ہوتا ہے تو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے کہتا ہے اے اللہ! مجھے صحت دیدے، میری بیماری دور کر دے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ صحت یاب کر دیتے ہیں اور چلنے پھرنے لگتا ہے تو اس طرح پھرتا ہے کہ گویا اس کو کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضرورت پڑی ہی نہیں ہے۔ یہ انسان کی خصلت اور عادت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ اسی طرح مزین کیا گیا ہے مسرفوں کے لئے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے، برے کام کرتے ہیں برے کاموں پر راضی ہیں اچھے کاموں سے انہیں نفرت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ مسرف ہونے سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

پہلی امتوں کی ہلاکت کے اسباب:

وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ قرن کے عربی لغت میں بہت سے معانی آئے ہیں مثلاً ایک معنی اس کا صدی ہے، دوسرا معنی جماعت اور آدمیوں کا گروہ ہے وغیرہ۔ اس مقام پر قرن کا معنی جماعت ہے اور قرون کا معنی جماعتیں، ہو گا اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا ہے کئی جماعتوں اور قوموں کو تم سے پہلے، نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم شعیب علیہ السلام کی قوم، آل فرعون وغیرہ کو لَمَّا ظَلَمُوۡا ۙ جب کہ انہوں نے ظلم کیا اللہ تعالیٰ

کے حق میں کہ اس کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہرایا کیونکہ " اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ " بیشک شرک بڑا ظلم ہے"۔ اور بندوں پر بھی انہوں نے بڑا ظلم کیا زیادتی کی تو جب انہوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں وہ قومیں بے خبری میں نہ مارے گئے ہوں ان کو کسی شے کا علم نہ ہو، جائز ناجائز کا، حلال حرام کا، ایمان اور شرک کا؟ فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لیکر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف قوم کی بولی میں سمجھانے والا بھیجا اور بڑے عرصے تک اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر نے ان کو سمجھایا حجت مکمل فرمائی عموماً غیر قوم کا نبی نہیں بھیجا انہی میں سے بھیجا تا کہ یہ نہ کہیں کہ ہم اس کی بولی نہیں سمجھتے تھے لیکن وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا اور نہیں تھے وہ لوگ کہ ایمان لاتے، کفر پر ڈٹے رہے، كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو، تم جرم کرو گے تو تم بھی سزا پاؤ گے۔ ان قوموں کے بعد ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ پھر بنایا ہم نے تم کو نائب زمین میں، اے اس وقت زمین میں رہنے والو! ان کے بعد تمہیں زمین میں نائب اور خلیفہ کیوں بنایا مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ واقعات اس لئے بیان فرمائے ہیں تا کہ کوئی بے خبری میں نہ رہے اور کل اللہ تعالیٰ کی عدالت میں یہ نہ کہہ سکے کہ میں جاہل تھا، بے خبری میں تھا مجھے کچھ معلوم نہ تھا لہٰذا میں بے قصور ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر، کتابیں اور اہل حق بھیج کر حجت پوری کر دی۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں صاف صاف تو کہتے ہیں وہ لوگ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی، لے آ کوئی

بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ

قرآن اس کے علاوہ یا اس کو تبدیل کر دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں نہیں ہے مجھے کوئی اختیار یہ کہ تبدیل کروں اس کو اپنی طرف

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

سے، نہیں پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف بیشک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ

کی بڑے دن کے عذاب سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا نہ تلاوت کرتا میں اس قرآن کی تم پر اور نہ پروردگار

بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ

تمہیں بتاتا یہ قرآن پس بیشک میں ٹھہر چکا ہوں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس سے پہلے کیا تم نہیں سمجھتے۔ پس کون زیادہ

اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ

ظالم ہے اس شخص سے جس نے افتراء باندھا اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ کا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو بیشک شان یہ ہے

لَا یُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۷﴾

کہ نہیں فلاح پائیں گے مجرم۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَدِّلۡہُ: تبدیل کر اس کو، اَنۡ اُبَدِّلَہٗ: یہ کہ میں بدل ڈالوں اس کو، مَاتَلَوۡتُہٗ: میں تلاوت نہ کرتا اس کی، (لَا) اَدۡرٰکُمۡ (بِہٖ): وہ تمہیں (اس کے ساتھ) نہ اطلاع دیتا، عُمُرًا: ایک عمر۔

ربط:

سابقہ آیات میں پچھلی قوموں کا تذکرہ ہوا کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کا انکار کیا اب یہاں کفار مکہ کا تذکرہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ ہمیں یہ قرآن نہیں دوسرا قرآن ہماری مرضی کا لا کر دو۔

مزید ایک اور ربط تفسیر سبق الغایات میں بیان ہوا ہے کہ سورۃ کے ابتداء میں کتاب کا ذکر کیا تھا تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ میں۔ یہاں بھی اسی کا ذکر ہے کہ جب ان پر قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآن کو بدل ڈالیں یا اس کے علاوہ کوئی دوسری کتاب لے کر آئیں گے تو پھر ہم مانیں گے۔ اگر اس کو بدلیں گے نہیں یا دوسری کتاب لے کر نہیں آتے تو ہم اس کتاب کو نہیں مانتے۔

(تفسیری نکات) کفار مکہ کا بے وقوفانہ مطالبہ اور اس کا جواب:

وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان لوگوں پر ہماری آیتیں صاف صاف، کیونکہ ان کی زبان بھی عربی تھی اور قرآن کریم بھی عربی میں تھا اس لئے مطلب اور مفہوم کو سمجھتے تھے۔

قَالَ الَّذِیۡنَ کہتے ہیں وہ لوگ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ ھٰذَآ لے آ کوئی قرآن اس کے علاوہ اور اگر یہی قرآن رکھنا ہے تو اَوۡ بَدِّلۡہُ ؕ یا اس کو تبدیل کر دیں، اس میں ترمیم کر دیں۔

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیں مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ نہیں ہے مجھے کوئی اختیار اَنۡ اُبَدِّلَہٗ مِنۡ تِلۡقَآیِٔ نَفۡسِیۡ ۚ یہ کہ میں تبدیل کروں اس کو اپنی طرف سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس نے نازل کیا ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں، میں اس میں تبدیلی کا قطعاً مجاز نہیں ہوں اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ۚ نہیں پیروی کرتا میں مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو پیغام میری طرف آتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں اس کو بدلنے کا مجھے اختیار نہیں ہے، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہی کلام پاک ہیں جو لوح محفوظ میں ہے وہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے ہیں اور آپ علیہ السلام نے امت کے سامنے پیش کیا، الحمد للہ تعالیٰ آج ہمارے سامنے وہی قرآن کریم موجود ہے۔ اِنِّیۡۤ

اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بیشک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی ڈرتا ہوں بڑے دن کے عذاب سے مراد قیامت کا دن قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ نہ تلاوت کرتا میں اس قرآن کی تم پر، اللہ تعالیٰ چاہتا تو میرے اوپر نازل ہی نہ کرتا، مجھے نبی نہ بناتا، مجھے پڑھنے کا حکم نہ دیتا، کیونکہ نبی بنانا اللہ تعالیٰ پر لازم تو نہیں ہے یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے نبی بھیجے کتابیں نازل فرمائیں، دنیا پیدا فرمائی۔ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ اور نہ اللہ تعالیٰ تمہیں بتاتا یہ قرآن پاک، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے میں تو اس کا پیغمبر ہوں، اس کے حکموں کی تعمیل کرنے کے لئے آیا ہوں، اپنی طرف سے تبدیلی اور ترمیم کا اختیار نہیں رکھتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سابقہ زندگی گواہ تھی کہ آپ صادق اور امین ہیں:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ پس تحقیق میں ٹھہر چکا ہوں تمہارے اندر عمر کا ایک حصہ اس سے پہلے۔

چالیس سال کا عرصہ بڑا ہوتا ہے اور وہ چالیس سال کی زندگی بھی ایسی کہ نہ ماں کی سرپرستی، نہ باپ، نہ دادا کی، نہ بھائی ہے، نہ بہن ہے، نہ ہی مال و دولت ہے، ان حالات میں بچے عموماً آوارہ ہو جاتے ہیں مگر یہاں حالت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ مکرمہ کی گلیوں سے گزرتے تو کیا مکہ کے سردار اور کیا غلام، کیا مرد اور کیا عورتیں، سب آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ ایسا شریف انسان ہم نے نہیں دیکھا۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہیں سمجھتے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ کا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پر افتراء یہ ہے کہ کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے کہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی بنایا ہے، میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا سچا پیغمبر ہوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر افتراء نہیں باندھ رہا اور نہ ہی میں قرآن کریم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف غلط منسوب کر رہا ہوں بلکہ من وعن وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری طرف نازل فرمایا ہے وہی قرآن میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ نہیں فلاح پائیں گے مجرم، مجرم لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے معلوم ہو جائے گا کہ کامیابی کس کو حاصل ہوتی ہے، اگر مجھے کامیابی حاصل ہوئی اور ہوگی کہ چند سالوں میں سارا عرب اسلام کے جھنڈے تلے آجائے گا تو پھر سب کو معلوم ہو جائے گا کہ مجرم کون ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ

اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے اس مخلوق کی جو ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتی

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا

ہے، اور وہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں کیا تم بتاتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ چیز

لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

جس کو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اس کی ذات پاک ہے اور بلند ہے ان چیزوں سے جن کو اس کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا

شریک بناتے ہو۔ اور نہیں تھے لوگ مگر ایک ہی گروہ پس انہوں نے اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو طے ہو چکی ہے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے تو البتہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا

اور کہتے ہیں کیوں نہیں اتاری گئی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات

الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

ہے کہ غیب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَعْبُدُوْنَ: وہ عبادت کرتے ہیں، شُفَعَآؤُنَا: ہماری سفارش کرنے والے، اَتُنَبِّئُوْنَ: کیا تم خبر دیتے ہو، سَبَقَتْ: پہلے ہو چکی۔

ربط:

کفار مکہ کا سابقہ آیات میں قرآن سے متعلق عقیدہ بیان کیا گیا اب یہاں ان کے بتوں کو پوجنے سے متعلق باطل اور کمزور دلائل کا بیان اور اُن کا ردّ ہے۔

(تفسیری نکات) کفار کا بتوں کی پوجا کے متعلق عقائد:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے، وہ عبادت کبھی نذر و نیاز کی شکل میں ہے، کبھی سجدہ کرنے کی شکل میں ہے، کبھی طواف کرنے کی شکل میں ہے اور غیر اللہ کے نام پر کوئی چیز دینا یہ بھی اس کی عبادت کرنا ہے مَا لَا يَضُرُّهُمْ اس مخلوق کی جو ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتی ہے کیونکہ نفع اور ضرر کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اور وہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تبارک

وتعالی کے پاس، مافوق الاسباب جوسفارش ہے یہی شرک ہے۔

قُلۡ آپ کہہ دیں اے نبی کریم ﷺ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰهَ کیا تم بتاتے ہو اللہ تبارک وتعالی کو بِمَا لَا یَعۡلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وہ چیز جس کو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اللہ تعالیٰ کو تو اپنا شریک نہ آسمانوں میں معلوم ہے نہ زمینوں میں۔ اگر کوئی اس کا شریک ہوتا تو اس کے علم میں تو ہوتا اور " اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰهَ " کی دوسری تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ کیا تم اللہ تبارک وتعالی کو خبر دیتے ہو اس مخلوق کی کہ وہ مخلوق نہیں جانتی آسمانوں میں اور زمینوں میں، یعنی جس کو آسمانوں اور زمینوں کا علم نہیں ہے اس کو تم اللہ تبارک وتعالی کا شریک بناتے ہو بتاؤ کس معنی میں تم ان کو سفارشی بنا کر پکارتے ہو سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ اس کی ذات پاک ہے اور بلند ہے ان چیزوں سے جن کو اس کے ساتھ شریک بناتے ہو۔

دنیا میں شرک اور بت پرستی کیسے شروع ہوئی:

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور نہیں تھے لوگ مگر ایک ہی گروہ فَاخۡتَلَفُوۡا ؕ پس انہوں نے اختلاف کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک سارے کے سارے لوگ دین کے اعتبار سے ایک تھے، پہلی مشرک قوم جو پیدا ہوئی وہ نوح علیہ السلام کی قوم ہے اور شرک کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ پانچ بزرگ تھے جن کا نام سورۃ نوح میں آتے ہیں ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ود حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب تھا اور باقی چار ان کے نیک بیٹے تھے اور کتاب التفسیر بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "اَسۡمَاءُ رِجَالُ الصَّالِحِیۡنَ" "یہ پانچ بزرگ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک بندوں کے نام ہیں۔" یہ لوگوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت کرتے تھے۔

جب یہ بزرگ دنیا سے رخصت ہو گئے تو لوگ پریشان ہو گئے اور اداس رہنے لگے، ابلیس لعین بزرگانہ شکل ولباس میں آپہنچا لوگ سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگا کیا بات ہے کیوں پریشان ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے بزرگ تھے ہمیں دین کے متعلق بتاتے تھے اب وہ دنیا سے چلے گئے تو ہم پریشان ہیں۔ ابلیس نے کہا واقعی تمہارا صدمہ بجا ہے مگر وہ تو اب واپس نہیں آسکتے لہذا تم اس طرح کرو کہ ان کے مجسمے اور تصویریں بنا کر گھروں اور عبادت خانوں میں رکھ لو اور یوں سمجھو کہ وہ ہمارے اندر موجود ہیں اور اس وقت جاندار چیز کی تصویر بنانی جائز تھی، یہ تو نہ کر سکا کہ ان کی عبادت کرواتا کیونکہ یہ پختہ ذہن کے لوگ تھے انہوں نے مجسموں کو سجدہ نہیں کرنا تھا، ان سے صرف مجسمے اور تصویریں بنوائیں، جب یہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور دوسری نسل آئی تو اس کو یہ سبق پڑھایا کہ تمہارے بڑے ان کی پوجا کرتے تھے تو

انہوں نے انکی پوجا شروع کر دی، یہ پہلی مشرک قوم تھی دنیا میں جس نے شرک کی ابتداء کی اور ان کی طرف نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا اس سے پہلے لوگ ایک ہی مذہب تھے، توحید پر تھے اس طرح انہوں نے توحید پر اختلاف کیا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو طے ہو چکی ہے تیرے رب کی طرف سے، وہ کونسی بات ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہر قوم کے فنا اور تباہ ہونے کا ایک وقت مقرر ہے۔ اگر پہلے سے یہ بات طے نہ ہوتی تو جس وقت انہوں نے اختلاف شروع کیا تھا اسی وقت ان کو ختم کر دیا جاتا لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ تو البتہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں اختلاف کرتے ہیں۔

کفار مکہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طرح بے طرح کے معجزات کا مطالبہ:

وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ کیوں نہیں اتاری گئی ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے، جس کو وہ نشانی سمجھتے تھے کہ صفا مروہ کی چٹانیں سونا بن جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوٹھی سونے کی ہونی چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہونا چاہیے اور یہ بھی کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اڑ کر ہمارے سامنے آسمان کی طرف چلے جائیں خالی ہاتھ اور وہاں سے کتاب لے کر آئیں" اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا". یا ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو لا کھڑا کریں، آگے اللہ تعالیٰ ہو اور اس کے پیچھے فرشتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کہے کہ واقعتاً یہ میرے پیغمبر ہیں میں نے ان کو بھیجا ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی تائید کریں کہ ہمارا رب ٹھیک کہتا ہے پھر ہم مانیں گے، یہ تھیں ان کی نشانیاں منہ مانگی ورنہ اگر محض نشانیوں کی بات ہوتی تو قرآن کریم کوئی چھوٹی نشانی ہے کہ ساری دنیا اس کی مثل لانے سے عاجز ہے، اس کی ایک سورۃ کی مثال لانے سے عاجز ہے، چاند کا دو ٹکڑے ہونا نشانی نہیں تھی، درختوں کا چل کے آنا، پتھروں کا بولنا نشانی نہیں تھی، انگلیوں سے پانی کا نکلنا، تھوڑی چیز کا زیادہ ہو جانا نشانی نہیں ہے؟ نشانیاں تو بڑی تھیں، مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے، ضد کا علاج تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں کے پاس بھی نہیں ہے، پھر کہتے تھے کہ آنی کب ہے؟ فرمایا فَقُلْ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں ان کو اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ پختہ بات ہے کہ غیب اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے، میں غیب دان نہیں ہوں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کب کوئی نشانی آنی ہے اسکی طرف سے اور سورۃ النحل آیت نمبر ۷۷ میں فرمایا" وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ". "اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہی ہے غیب آسمانوں اور زمین کا"۔ اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں ہے فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں، دیکھو نشانی کب نازل ہوتی ہے۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ط

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت تکلیف کے بعد جو ان کو پہنچی ہے تو اچانک وہ تدبیریں کرتے ہیں ہماری آیتوں کو

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا

گرانے کے لیے۔ آپ ﷺ فرمادیں اللہ تعالیٰ بہت جلد تدبیریں کرنے والا ہے بیشک ہمارے فرشتے لکھتے ہیں جو

تَمْكُرُوْنَ ﴿21﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ

تم تدبیریں کرتے ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہی ذات ہے جو چلاتا ہے تمہیں خشکی میں اور سمندر میں یہاں تک کہ جب تم

فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ

ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ کشتیاں ان لوگوں کو لیکر چلتی ہیں۔ خوشگوار ہوا کے ساتھ اور وہ اس کے ساتھ خوش ہوجاتے ہیں

وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ

تو آجاتی ہے ان پر ہوا بڑی تیز وتند اور آتا ہے ان پر طوفان ہر طرف سے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ بیشک وہ گھیرے گئے ہیں

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ

پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لئے دین اگر تو نے ہمیں نجات دے دی اس مصیبت سے البتہ

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿22﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي

ضرور ہم ہوجائیں گے شکر کرنے والوں میں سے۔ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو نجات دی اچانک وہ سرکشی کرتے ہیں

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ

زمین میں ناحق۔ اے لوگو! بیشک تمہاری سرکشی تمہاری جانوں پر پڑے گی یہ سامان ہے دنیا کی زندگی کا پھر

الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿23﴾

ہماری طرف ہے تم کو لوٹنا پس ہم تمہیں خبر دیں گے اس کارروائی کی جو تم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَذَقْنَا: ہم نے چکھایا، مَكْرًا: تدبیر، تَمْكُرُوْنَ: تم مکر کرتے ہو، يُسَيِّرُكُمْ: وہ (جو) چلاتا ہے تمہیں، جَرَيْنَ: وہ جاری ہوتی ہیں، جَاۗءَتْهَا: آئی ان کے پاس، عَاصِفٌ: تند، تیز ہوا، اَلْمَوْجُ: موج، اُحِيْطَ (بِهِمْ): وہ گھیر لیے گئے، دَعَوُا: انہوں نے پکارا، اَنْجَيْتَنَا: تو نے ہمیں نجات دی، بَغْيُكُمْ: تمہاری سرکشی، فَنُنَبِّئُكُمْ: پس ہم خبر دیں گے تمہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ کفار مکہ منہ مانگی نشانیاں مانگتے تھے یہاں اللہ تعالیٰ ان کے ضد اور کافرانہ طرز عمل کا تذکرہ کرتے ہیں اور پھر سمندروں میں کشتیوں کے چلنے کو اپنی خالقیت کی نشانی کے طور پر ذکر فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ

سرکشی اور ہٹ دھرمی تمہاری ہی جانوں کے لیے نقصان دہ اور باعث ہلاکت ہے۔

اہم نکات: عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کا واقعہ:

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

نسائی شریف میں روایت ہے کہ ۸ھ کو فتح مکہ ہوا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ بھاگ گئے وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ اور صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بھی بھاگ گئے۔ اس زمانہ میں جدہ نہیں ہوتا تھا، ۳ میل مسافت پر سمندر تھا اس جگہ پر کچھ جھونپڑیاں تھیں۔ عکرمہ حبشہ کی طرف جانے کے لئے گئے۔ کئی دِن پڑے رہے کشتی آئی اور وہ بھی اس میں سوار ہوگئے اتفاقاً طوفان آیا، کشتی ڈگمگانے لگی، انہوں نے اپنے بتوں کو پکارا تو ملاح نے کہا یہاں صرف اللہ واحد کو پکارو اس پر عکرمہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ میں جا کر ایمان لاؤں گا موسم خراب ہوا تو ملاح نے کشتی واپس موڑلی۔ ساحل پر پہنچے تو دیکھا کہ اُن کی بیوی جن کا نام امّ حکیم رضی اللہ عنہا تھا وہ ساحل پر کھڑی ہیں۔ اپنے شوہر سے کہنے لگیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں امان دے دی ہے اور بطور ضمانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پگڑی میں لے کر آئی ہوں۔ تب عکرمہ رضی اللہ عنہ نے واپس مکہ آ کر اسلام قبول کرلیا۔

(تفسیری نکات) انسانوں کی حالت زار:

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ تکلیف کے بعد جوان کو پہنچی ہے اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ تو اچانک وہ تدبیریں کرتے ہیں ہماری آیتوں کو گرانے کے لئے، آدمی بیمار ہوجائے اور اپنی زندگی سے نا امید ہوجائے کہ ڈاکٹر بھی علاج کر کے تھک جائیں اور حکیم بھی کہ ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے تو آدمی دعائیں کرواتا ہے کہ میرے لئے دعا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے شفا دے اور اپنے دل میں بھی تہیہ کرتا ہے کہ میں نمازیں پڑھوں گا، روزے رکھوں گا، اچھے کام کروں گا، برائیوں سے بچوں گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے بڑے بڑے وعدے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو قادر مطلق ہے مجھے شفا دیدے میں یہ کروں گا وہ کروں گا۔ پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ شفا دے دیتا ہے، صحتمند اور طاقتور ہوجاتا ہے کچھ دن گزرتے ہیں تو وہ سارے کئے ہوئے وعدے بھول جاتا ہے "كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ "۔ پھر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کو کبھی اللہ تعالیٰ سے واسطہ ہی نہیں پڑا، انسان کتنے رنگ بدلتا ہے ہر آدمی کو اپنے اوپر غور کرنا چاہیے، صحیح انسان وہ ہے جو اپنی حقیقت کو سمجھے اور اپنے اوقات کو یاد رکھے۔

قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اللہ تبارک وتعالیٰ بہت جلد تدبیریں کرنے والا ہے۔ تمہاری تدبیریں دھری رہ جائیں گی اور ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اور جو وہ چاہے گا۔ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ بیشک ہمارے فرشتے لکھتے ہیں جو تدبیریں تم کرتے ہو، ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے دن کو ہوتے ہیں اور دو رات کو ہوتے ہیں، ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ انسان جو لفظ بولتا ہے وہ لکھ لیتے ہیں " وَيَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ". اور وہ

جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو" سب احاطہ تحریر میں آرہا ہے۔

خشکی اور سمندر میں اللہ تعالیٰ ہی تمہیں چلاتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہی ہے جو چلاتا ہے تمہیں خشکی میں اور سمندر میں۔ خشکی میں چلنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا فرمائے ہیں۔ اس زمانے میں یہی سواریاں ہوتی تھیں، ان پر تم سوار ہوتے ہو اور غریب پیدل چلتے تھے، بہر حال یہ چلنے کی توفیق پیدل یا سواری پر اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں عطا فرمائی ہے، اور سمندر میں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ ہی چلاتا ہے۔ اس زمانے میں کشتیاں ہوتی تھیں جن پر لوگ سفر کرتے تھے حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ اور وہ کشتیاں ان کو لیکر چلتی ہیں خوشگوار ہوا کے ساتھ کہ بظاہر ان کے غرق ہونے کا امکان نہیں ہوتا وَّفَرِحُوْا بِهَا اور وہ اس کے ساتھ خوش ہوجاتے ہیں کہ ہم جدھر جانا چاہتے ہیں ہوا کا رخ بھی ادھر ہی ہے کشتیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسی خوشی میں ہوتے ہیں کہ جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ تو آجاتی ہے ان پر ہوا بڑی تیز وتند وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ اور آتا ہے ان پر طوفان ہر طرف سے۔ دائیں بائیں سے، آگے پیچھے سے وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ بیشک وہ گھیرے گئے ہیں ان میں ہمارا بچنا مشکل ہے، جب وہ زندگی سے ناامید ہوجاتے ہیں دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لئے دین کو، خالص اسی پر یقین رکھتے ہوئے، اس حالت میں مکہ مکرمہ اور عرب کے مشرک سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور کسی کو نہیں پکارتے تھے۔

مشرکین بھی مشکل کے وقت اللہ کو ہی پکارتے:

لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ اگر تو نے ہمیں نجات دے دی اس مصیبت سے تو البتہ ضرور ہم ہوجائیں گے شکر کرنے والوں میں سے فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ پس جب اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ تو اچانک وہ سرکشی کرتے ہیں زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ ناحق کہ دریا اور سمندر میں تو اکیلے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور باہر آکر کہتے ہیں فلاں نے بچالیا فلاں نے بچالیا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ بیشک تمہاری سرکشی تمہاری جانوں پر پڑے گی، اللہ تعالیٰ کا کیا بگڑے گا مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ یہ سامان ہے دنیا کی زندگی کا، فائدہ اٹھالو ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ پھر ہماری طرف ہے تم کا لوٹنا، آنا تو ہمارے پاس ہی ہے فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس ہم تمہیں خبر دیں گے اس کارروائی کی جو تم کرتے تھے۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

پختہ بات ہے مثال دنیا کی زندگی کی ایسے ہی ہے جیسے پانی، جسے نازل کیا ہم نے آسمان سے پس مل گیا اس کے ساتھ زمین

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ

کا سبزہ جس کو کھاتے ہیں لوگ اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑ لیتی ہے اپنی رونق اور زمین مزین ہو جاتی ہے اور گمان کرتے ہیں

وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

زمین کے رہنے والے کہ بیشک وہ اس پر قادر ہیں، تو آیا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پس ہم نے کر دیا اس کو کٹی ہوئی کھیتی گویا

حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ

کہ وہ نہیں تھی کل وہاں، اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتیں ایسی قوم کے لئے جو فکر کرتی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ

يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا

دعوت دیتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔ ان لوگوں کے لئے جو نیکی

الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

کرتے ہیں اچھائی ہوگی اور مزید کچھ ہوگا اور نہیں چڑھے گی ان کے چہرے پر سیاہی اور نہ ذلت، یہی لوگ ہیں جنت والے وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ

جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں بدلہ برائی کا اس جیسا ہی ہوگا اور چھا جائے گی

مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا

ان پر ذلت، نہیں ہوگا ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کوئی بچانے والا گویا کہ ڈھانپ دیئے گئے ہیں ان کے چہرے

مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

رات کے ٹکڑوں کے ساتھ جو کالی رات ہے یہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخَذَتِ: اس نے پکڑ لیا، زُخْرُفَهَا: اس کی اپنی زینت، ظَنَّ: اس نے گمان کیا، اَهْلُهَآ: اس کے لوگ، قٰدِرُوْنَ: قدرت رکھنے والے، اَتٰىهَآ: آ گیا اس پر، لَيْلًا: رات کو، نَهَارًا: دن کو، حَصِيْدًا: کٹی ہوئی کھیتی کی طرح، لَمْ

تَغۡنَ: وہ نہیں رہے، اَلۡاَمۡسِ: کل، لَا یَرۡهَقُ: نہیں ڈھانپے گی، قَتَرٌ: سیاہی، تَرۡهَقُهُمۡ: ڈھانپے گی ان کو، عَاصِمٍ: بچانے والا، اُغۡشِيَتۡ: اُڑھادیئے گئے، قِطَعًا: ٹکڑے، مُظۡلِمًا: تاریک۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کے باطل عقیدے کا ذکر کیا گیا تھا ان آیات میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا تذکرہ ہے اور جو لوگ دنیا کے ان ایام کو، اپنی زندگی کو اللہ کے احکام کے مطابق بسر کریں گے ان کے لیے آخرت میں انعام ہیں اور جو دنیا میں اللہ کے احکام سے روگردانی کریں گے وہ اپنی سرکشی اور کفر کا انجام پائیں گے۔

(تفسیری نکات) دنیا کی زندگی کچھ لمحوں میں ختم ہوجاتی ہے:

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا پختہ بات ہے مثال دنیا کی زندگی کی كَمَآءٍ ایسے ہی ہے جیسے پانی ہے اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ جس کو ہم نے نازل کیا ہم نے آسمان سے کہ بارش برسی فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ پس مل گیا اس پانی کے ساتھ زمین کا سبزہ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ جس کو کھاتے ہیں لوگ جیسے ساگ، مولی اور ٹماٹر وغیرہ سبزیاں جو انسان کھاتے ہیں وَالۡاَنۡعَامُ ؕ اور جانور کھاتے ہیں۔ پہلے زمین پر کوئی چیز نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بارش ہوتی ہے۔ جس سے چارہ اور فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور جانور کھاتے ہیں حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا یہاں تک کہ جب زمین پکڑ لیتی ہے اپنی رونق "وَازَّيَّنَتۡ" اور مزین ہوجاتی ہے وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَاۤ ۙ اور گمان کرتے ہیں زمین پر رہنے والے کہ وہ بیشک اس پر قادر ہیں کاٹنے کے لئے اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا تو آیا اس پر ہمارا حکم عذاب کا رات کو یا دن کو فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا پس ہم نے کر دیا اس کو کٹی ہوئی کھیتی كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ گویا کہ وہ نہیں تھی کل وہاں، سیلاب آیا سب کو بہا کر لے گیا، آگ آئی سب کو جلا کے راکھ کر دیا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب نے سرسبز زمین کو کھنڈر بنا دیا ایسے ہی تم زندگی کو سمجھو۔ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتیں ایسی قوم کے لئے جو فکر کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کو جنت کی دعوت دیتا ہے:

وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ اور اللہ تبارک وتعالیٰ دعوت دیتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف، جنت کا نام دارالسلام بھی ہے اس لئے کہ جس وقت جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے کہیں گے "سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ" سلام ہو تم پر، اندر قدم رکھیں گے تو حوریں سلام کریں گی وہاں جو بچے ہوں گے غلمان ہوں گے وہ سلام کریں گے حتی کہ "سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ"۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی اپنے بندوں کو سلام کہے گی، اور اس لئے بھی دارالسلام ہے کہ وہاں کسی قسم کی

کوئی تکلیف اور کوئی بیماری نہیں ہوگی، نہ پیٹ درد، نہ جھگڑا فساد، یہ جتنی بیماریاں اور شرارتیں دنیا میں ہیں جنت میں یہ سب ختم ہوجائیں گی، آرام ہی آرام، سکون ہی سکون ہوگا وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف، اور ہدایت دیتا کن لوگوں کو ہے "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"۔ (سورۃ عنکبوت: ٦٩) "اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہمارے لئے ہم ضرور راہنمائی کریں گے ان کی اپنے راستوں کی طرف، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں، نیکی کے کام کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ان لوگوں کے لئے جو نیکی کرتے ہیں بھلائی ہوگی اور مزید بہت کچھ اور ہوگا۔

قیامت کے دن مؤمنین کے چہرے روشن اور کفار کے سیاہ ہوں گے:

وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ اور نہیں چڑھے گی ان کے چہرے پر سیاہی اور نہ ذلت۔ قتر تارکول کو کہتے ہیں لک جو سڑکوں پر ڈالی جاتی ہے، مراد سیاہی ہے، اور کافروں کے بارے میں آتا ہے "تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ"۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور نافرمانوں کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ "خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ"۔ آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت سوار ہوگی۔" ایمان والوں کے چہرے منور اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ ہیں جنت والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ اور وہ لوگ جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا برائی کا بدلہ اس جیسا ہی ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت دیکھو کہ ایک نیکی پر دس گنا اجر ملتا ہے اور برائی ایک کی دو نہیں ہوتیں، ایک ہی رہے گی۔ دس دفعہ سبحان اللہ کہو تو سو نیکیاں درج ہوتی ہیں اور دس برائیاں کرو تو دس ہی لکھی جائیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت دیکھو! اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان جنت سے محروم رہے تو واقعی بڑا بدقسمت ہے وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ اور چھا جائے گی ان پر ذلت۔ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ نہیں ہوگا ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کوئی بچانے والا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی گرفت سے انکو کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا گویا کہ ڈھانپ دیئے گئے ہیں ان کے چہرے رات کے ٹکڑوں کے ساتھ جو کالی رات ہے، ان کے چہرے ایسے کالے سیاہ ہوں گے جیسے کالی رات کے ٹکڑے اتار کر ان کے چہروں پر لگا دیئے گئے ہیں بڑی بُری شکلیں ہونگی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے یہ کافر و مشرک اور منافق نکل نہیں پائے گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ

اور جس دن ہم جمع کریں گے ان سب کو پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو تم اور تمہارے

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿28﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ

شریک بھی پھر ہم ان کو الگ الگ کردیں گے اور کہیں گے ان کے شریک، تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ پس کافی ہے اللہ تعالیٰ

شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿29﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ

گواہ ہمارے تمہارے درمیان، بیشک ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔ اس مقام پر جانچ لے گا ہر نفس جو اس نے آگے

مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

بھیجا ہے اور لوٹائے جائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا آقا ہے۔ اور غائب ہو جائے گی ان سے وہ چیز جو

يَفْتَرُوْنَ ﴿30﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ

افتراء باندھتے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کون رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے، اور زمین سے آیا کون ہے مالک کانوں کا

وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ

اور آنکھوں کا اور کون ہے جو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون سب معاملات کی تدبیر کرتا ہے،

الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿31﴾ فَذٰلِكُمُ

پس یقیناً وہ کہیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں پھر تم شرک سے کیوں نہیں بچتے۔ پس یہی ہے

اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿32﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا سچا پروردگار پس کیا ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے پس کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَكَانَكُمْ: تم اپنی جگہ (رہو)، فَزَيَّلْنَا تو ہم نے تفریق ڈال دی، اِيَّانَا: ہماری ہی، عِبَادَتِكُمْ: تمہاری عبادت، تَبْلُوْا: آزمائے گی، اَسْلَفَتْ: اس نے پہلے کیا، يَرْزُقُكُمْ: وہ رزق دیتا ہے تمہیں، اَلسَّمْعَ: سننا، اَلْاَبْصَارَ: دیکھنا، تُصْرَفُوْنَ: تم پھیرے جاتے ہو۔

ربط:

اس سے قبل جنت و دوزخ کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں مشرکین کا جو حال قیامت والے دن ہوگا اُن حالات کا ذکر ہے۔

(تفسیری نکات) مشرکین اور معبودانِ باطلہ کا یوم حشر میں احوال:

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا اور جس دن ہم جمع کریں گے ان سب کو، قیامت کا دن ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو جمع کریں گے ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا پھر ہم کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا مَكَانَكُمْ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ تم اور تمہارے شریک بھی کہ جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تھا، کچھ وقت کے لئے سب اکٹھے ہوں گے ایک دوسرے کی شکلیں صورتیں قدوقامت دیکھیں گے ایک دوسرے کی شناخت کرلیں گے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا الگ الگ ہوجاؤ، فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ پھر ہم ان کو الگ الگ کردیں گے، جو مشرک عبادت کرنے والے تھے علیحدہ اور جن کو معبود بنایا تھا وہ علیحدہ درجہ بندی ہوگی۔ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ اور کہیں گے ان کے شریک، جن کو ان مشرکین نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا تھا مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ پس کافی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ گواہ ہمارے تمہارے درمیان اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ بیشک ہم تمہاری عبادت سے غافل اور بے خبر تھے۔ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ تم نے کس کی عبادت کی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ معبود کون ہیں؟ جو اپنی عبادت کے منکر ہوں گے تو تفاسیر میں آتا ہے کہ بت تو ظاہر بات ہے کہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہاں اللہ کے نیک بندے جیسے حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت جبرائیل علیہ السلام وغیرہم تو یہ حضرات کیا جانیں کہ کس نے کہاں کس وقت اور کیوں ان کی عبادت کی تو یہ جواب ان ہستیوں کا ہوگا جو اس آیت میں مذکور ہے۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ اس مقام پر جانچ لے گا ہر نفس جو اس نے آگے بھیجا ہے، نیکیاں بھیجی ہیں وہ بھی سامنے آجائیں گی، برائیاں بھیجیں ہیں وہ بھی سامنے آجائیں گی، توحید سامنے آئی گی، شرک سامنے آئے گا، سنت پر عمل سامنے آئے گا، بدعت سامنے آئی گی، سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس عدالت سے غائب یا غیر حاضر ہو۔ وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اور لوٹائے جائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا آقا ہے۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور غائب ہوجائے گی ان سے وہ چیز جو افتراء باندھتے رہے تھے۔ نہ شرک کام آئے گا، نہ مال، نہ اولاد کام آئے گی، نہ گروہ، نہ پارٹی کام آئے گی غرضیکہ کوئی شے کام نہیں آئے گی۔

مالک، رازق، خالق اللہ تعالیٰ ہے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں، اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے پوچھیں مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کون رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے۔ آسمان سے رزق دینے کا مطلب یہ ہے کہ اوپر سے بارش برستی ہے جس

سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں، سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں جس سے فصلیں بڑھتی اور پکتی ہیں، چاند کی مدھم روشنی کا بھی فصلوں پر اثر پڑتا ہے، ستاروں کی روشنی کا بھی فصلوں اور پھلوں پر اثر پڑتا ہے، جو اوپر سے آتی ہے اس کا بھی فصلوں پر اثر پڑتا ہے اور بالفعل فصلیں اور پھل زمین سے اگتے ہیں۔ تم زمین میں دانے بکھیر کر آجاتے ہو یہ دانے کون اگاتا ہے، ان کو فصلیں کون بناتا ہے؟ تو ایک سوال یہ ہے کہ زمین اور آسمان سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ دوسرا سوال اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ کون ہے مالک کانوں کا اور آنکھوں کا، کانوں میں سننے اور آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت کس نے رکھی ہے؟ سورۃ الانعام میں ہے " اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ "۔ (الانعام: ۴۶) " اگر اللہ تبارک وتعالیٰ لے لے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو کون ہے معبود اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا جو لائے تمہارے پاس اس چیز کو"۔

تیسرا سوال وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے، انڈہ بے جان ہے اس سے چوزہ نکلتا ہے اور منی کا قطرہ بے جان ہے اس سے بچہ کون پیدا کرتا ہے کافر سے مومن، جاہل سے عالم پیدا ہوتا ہے وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ مردہ سے زندہ پیدا کرنے والا کون ہے؟ انسان زندہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے منی پیدا فرمائی جس سے آگے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ مرغی سے انڈا پیدا ہوتا ہے اس میں بظاہر جان نہیں ہوتی۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کا بیٹا کنعان کافر ہے تو مومن سے کافر کس نے پیدا کیا؟ کئی عالم ایسے ہیں کہ ان کی اولاد علم سے بالکل کوری ہے۔ تو عالم سے جاہل پیدا کرنے والا کون ہے؟ یہ ان مشرکوں سے پوچھا ہے۔ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اور کون سب معاملات کی تدبیر کرتا ہے؟ جہاں کے سارے نظام کو چلانے والا کون ہے فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ پس یقیناً وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پھر تم شرک سے کیوں نہیں بچتے ہو۔ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ پس یہی ہے اللہ تعالیٰ تمہارا سچا پروردگار فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ پس کیا ہے حق کے بعد سوائے گمراہی کے فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ پس کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو۔ کیا تمہیں اپنے پروردگار کا ذرا بھی خوف نہیں۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

اسی طرح لازم ہو چکا ہے فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا ان لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی کہ بیشک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں سے جو ابتداء سے مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ لوٹائے

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ ہی ابتداء سے مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہ اس کو دوبارہ لوٹائے گا پس تم کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو،

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ

کہہ دیں کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو راہنمائی کرے حق کی طرف آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ

لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

ہی راہنمائی کرتا ہے حق کی کیا پس وہ جو ہدایت دیتا ہے حق کی طرف زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو ہدایت

فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝٣٥ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ

نہیں پا سکتا مگر یہ کہ اس کو ہدایت دی جائے پس کیا ہو گیا ہے تمہیں تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے

اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝٣٦

اکثر مگر گمان کی بیشک گمان نہیں کفایت کرتا حق کے سامنے کچھ بھی، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ

اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور لیکن تصدیق ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہے

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٧ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

اور یہ تفصیل ہے کتاب کی نہیں شک اس میں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے آپ ﷺ کہہ دیں پس لاؤ ایک چھوٹی سورت اس جیسی اور بلاؤ جس کو بھی طاقت رکھتے ہو

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٣٨

اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَقَّتْ: وہ ثابت ہوگئی، فَسَقُوْٓا: وہ (جو) فاسق ہو گئے، شُرَكَآئِكُمْ: تمہارے شریک، اَنْ يُّتَّبَعَ: یہ کہ اس کی پیروی کی جائے، (لَا) يَهِدِّيْ: وہ ہدایت حاصل نہیں کرتا، (اَنْ) يُّهْدٰى: یہ کہ اس کو ہدایت کی جائے، تَحْكُمُوْنَ: تم حکم کرتے ہو، ظَنًّا: ظن، گمان، لَا يُغْنِيْ: وہ کفایت نہیں کرتا، (اَنْ) يُّفْتَرٰى: (یہ کہ) گھڑ لیا جائے، تَصْدِيْقَ: سچا ثابت کرنا، تَفْصِيْلَ: وضاحت کرنا، افْتَرٰىهُ: اس نے گھڑ لیا ہے اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو بنیادی چیزوں کا مالک اور تمام نظام کائنات کا چلانے والا سمجھتے

تھے۔ مگر یہ بھی کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بہت دور ہے اور یہ ہمارے جھوٹے معبودانِ باطلہ اور بت ہمیں اللہ کے قریب کر دیتے ہیں اور یہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ مشرکین سے ان معبودانِ باطلہ کے متعلق استفسار فرما رہے ہیں کہ کیا یہ سُن سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں کسی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں؟

اہم نکات: منکرین حدیث کی دلیل کہ حدیث ظنی ہے:

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا بے شک گمان کفایت نہیں کرتا ہے حق کے مقابلے میں کچھ بھی لہٰذا منکرین حدیث نے کلیتہً حدیث کا انکار کیا ہے ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث ظنّی ہے اور قرآن کہتا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا تمام حدیثوں کا ظنی ہونا مرجوح ہے بلکہ کچھ احادیث متواترہ ہیں۔ تمام کے تمام کو ظنّی کہنا زیادتی ہے۔ نیز تواتر کی چار قسمیں ہیں۔ ① لفظی، ② معنوی، ③ طبقہ، ④ توارث۔ یہ تقسیم فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص ۲۴ میں سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہیں نیز فتح الملہم کے مقدمہ میں اور فیض الباری کے مقدمہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے کہ تواتر کی چار اقسام ہیں ① لفظی کا معنی یہ ہے کہ ایک روایت کے الفاظ کو کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نقل کریں ② معنوی کا معنی یہ ہے کہ لفظ الگ ہوں مفہوم سب کا ایک ہو۔ ③ طبقہ مثلاً یہ معلوم ہو کہ قرآن پہلوں نے ہم تک پہنچایا ہے اگرچہ اسماء معلوم نہ ہوں، ④ توارث کا مطلب مثلاً جمعہ، عیدین نماز کے اوقات وغیرہ نیز ظن علم میں فائدہ نہیں دیتا عمل میں فائدہ دیتا ہے۔

(تفسیری نکات) مشرکین سے اللہ تعالیٰ کے معبودانِ باطلہ سے متعلق سوالات:

كَذٰلِكَ حَقَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ اسی طرح لازم ہو چکا ہے فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کا عَلَى الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡۤا ان لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی ہے کہ سب کچھ جانتے اور مانتے ہوئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں تو ان کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ لازم ہو گیا ہے کہ اَنَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ کہ بیشک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

قُلۡ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیں، هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں سے مَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ جو ابتداء سے ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہو پھر دوبارہ اس کو لوٹائے، ابتداء سے ہی انسان، جنات، فرشتے، حیوانات وغیرہ کو پیدا کیا ہو پھر قیامت والے دن دوبارہ اس کو لوٹائے تمہارے جھوٹے معبودوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرے؟ قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہہ دیں اللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ اللہ ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہ اس کو دوبارہ لوٹائے گا فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ پس تم کدھر الٹے پھیرے جا رہے ہو قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے، جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے مَّنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ ؕ جو راہنمائی کرے حق کی طرف۔ حق کو سمجھنے کے لئے جو چیزیں درکار ہیں مثلاً عقل ہے، کان ہیں کہ ان کے ذریعے سنتا ہے، آنکھیں

ہیں ان کے ذریعے دیکھتا ہے دل ہے جس کے ذریعے سوچتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی ہے جو تمہیں یہ چیزیں دے سکتا ہو؟ کتابوں کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کتابیں کسی نے نازل کی ہیں؟ پیغمبروں کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کس نے پیغمبر بھیجے ہیں؟ قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی راہنمائی کرتا ہے حق کی۔ اب تم خود فیصلہ کرو اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ کیا پس وہ جو ہدایت دیتا ہے حق کی طرف اَحَقُّ زیادہ حقدار ہے اَنْ يُّتَّبَعَ کہ اس کی پیروی کی جائے اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ یا وہ جو ہدایت نہیں پا سکتا اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى مگر یہ کہ اس کو ہدایت دی جائے۔ یعنی ایک وہ ہے جو ہدایت دیتا ہے، ہدایت کے اسباب پیدا کرتا ہے اور ایک وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے تو اس کو ہدایت نہیں مل سکتی۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ پس کیا ہو گیا ہے تمہیں تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ یاد رکھنا! عقیدہ بڑی اور اصل چیز ہے۔ صحیح عقیدے کو اپنانا ہی بڑی بات ہے وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر گمان کی۔ اکثریت اپنے گمان پر چلتی ہے، حق کو ماننے والے دنیا میں بہت تھوڑے لوگ ہیں اور ضابطہ یہ ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــًٔا بیشک گمان نہیں کفایت کرتا حق کے سامنے کچھ بھی گمان سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں۔

قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کہ کسی اور نے اس کو بنایا ہو۔ ایسا قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ اور لیکن تصدیق کرتا ہے وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ اور یہ تفصیل ہے کتاب کی اور تمام اصول وعقائد ونظریات موجود ہیں جو پہلی کتابوں میں نازل ہوئے لَا رَيْبَ فِيْهِ اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

مشرکین نے یہ شوشہ بھی چھوڑا تھا کہ یہ قرآن "اِفْتَرٰهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ "۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے گھڑا ہے (نعوذ باللہ) اور ایک قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی ہے۔ فسطاس رومی ایک غلام تھا اس کی طرف نسبت کرتے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھاتا ہے، حالانکہ وہ بیچارہ ٹوٹی پھوٹی عربی بھی نہیں بول سکتا تھا اور قرآن کریم تو بڑا فصیح اور صاف عربی میں ہے اس عجمی نے کیسے سکھا دیا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ "۔ (سورۃ نحل: ۱۰۳) "اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن صاف واضح عربی زبان میں ہے"۔ تو اس طرح کے شوشے چھوڑتے رہتے تھے۔

تمام دنیا کے جن وانس کو اللہ تعالیٰ کا چیلنج کے قرآن جیسا کلام بنالاؤ:

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلا چیلنج دیا کہ اگر یہ قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے بنا کر لائے ہیں تو تم سارے جمع ہو کر اس جیسا قرآن لے آؤ اور اپنے ساتھ جنات کو بھی ملا لو، پھر تحدی فرمادی اور فرمایا قُلْ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیں " قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا "۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۸) "اگر اکھٹے ہو جائیں انسان اور جنات سارے اس بات پر کہ وہ لائیں اس قرآن کے مثل تو نہیں لائیں گے اس کو مثل اگرچہ بعض ان کے بعض کے مددگار رہوں گے۔" کئی سال اس چیلنج پر گذر گئے اور وہ نہ لا سکے تو پھر ان کو چھوٹ دی گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں، تمہیں ایک سو چار معاف" فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ "۔ "لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئیں"۔ اور یہاں بھی فرمایا "وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ"۔ (سورۃ ھود: ۱۳) "اور بلا لو جس کو تم طاقت رکھتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اگر ہو تم سچے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے سوا انسان، جن اور فرشتے سب کو ملا لو اور اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ۔ مگر سالہا سال گذر گئے وہ قرآن کریم کی دس سورتوں کے مثل نہ لا سکے تو آخر میں فرمایا" اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ "۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ پس لاؤ ایک چھوٹی سورت اس جیسی۔

سُوۡرَةٍ کی تاء پر جو تنوین ہے وہ تقلیل کے لیے ہے یعنی چھوٹی سی سورت قرآن پاک جیسی لاؤ، قرآن کریم کی تین سورتیں چھوٹی ہیں سورۃ العصر، سورۃ الکوثر، اور سورۃ النصر، ان تینوں کی تین تین آیتیں ہیں، ان جیسی کوئی سورت لاؤ اور پہلے پارے میں ہے" فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا "۔ " پھر اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اور بلا لو جس کو بھی طاقت رکھتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر جس کو چاہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

بَلۡ كَذَّبُوۡا بِمَا لَمۡ يُحِيۡطُوۡا بِعِلۡمِهٖ وَلَمَّا يَاۡتِهِمۡ تَاۡوِيۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

بلکہ جھٹلایا انہوں نے اس چیز کو جس کے علم کا احاطہ نہیں کیا انہوں نے اور ابھی تک نہیں آئی ان کے پاس اس کی حقیقت اسی

الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿39﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يُّؤۡمِنُ

طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پس دیکھو کیا انجام ہوا ظالموں کا۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے

بِهٖ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿40﴾ ع وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ

ہیں اس قرآن پر اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور تیرا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو۔ اور اگر یہ لوگ

فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے لئے میرا عمل ہے تم بیزار ہو اس چیز سے جو میں کرتا ہوں اور میں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿41﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ

بیزار ہوں اس چیز سے جو تم کرتے ہو۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کان لگا کے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿42﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہروں کو سنا سکتے ہیں اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿43﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

دیکھتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہیں اگرچہ وہ نہ دیکھتے ہوں۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں

النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿44﴾

کرتا کچھ بھی اور لیکن لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ يُحِيْطُوْا: انہوں نے احاطہ نہیں کیا، عَمَلِيْ: میرا عمل، بَرِيْٓـُٔوْنَ: بے تعلق، اَعْمَلُ: میں عمل کرتا ہوں، تُسْمِعُ: تو سناتا ہے، لَا يَعْقِلُوْنَ: وہ سمجھتے نہیں۔

ربط:

اوپر ذکر تھا کہ کفار مکہ اور عرب کے مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن کریم کی تکذیب کی تو فطری طور پر کفار ومشرکین کی ان باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کریں۔

(تفسیری نکات) اللہ کے احکامات کو جھٹلانے کا انجام تباہی ہے:

بَلْ كَذَّبُوْا بلکہ جھٹلایا ہے انہوں نے بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ اس چیز کو جس کے علم کا احاطہ نہیں کیا انہوں نے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آسمانی کتابوں میں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس کے اصول اور قواعد جامع ومانع ہیں جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت ہیں۔ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ اور ابھی تک نہیں آئی ان کے پاس اس کی حقیقت

قرآن کریم کی تکذیب کا نتیجہ ہے عذاب وہ ابھی تک ان پر نہیں آیا آئے گا ضرور کیونکہ جن لوگوں نے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیم کو جھٹلایا ہے ان پر عذاب آیا ہے۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے اور اس کا نتیجہ بھی سامنے آگیا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ پس دیکھو کیا انجام ہوا ظالموں کا عرب قوم تاجر تھی تجارت کے سلسلے میں شام جاتے تھے یمن جاتے تھے لوط علیہ السلام کی بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے حجر اور مدین کے علاقے سے گزرتے تھے تباہ ہونے والی قوموں کی جگہیں ان کے قصے بیان کرتے کہ فلاں قوم اس طرح تباہ ہوئی فلاں قوم اس طرح تباہ ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس قرآن پر۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد اس کو ماننے والے بھی تھے اگرچہ تعداد میں وہ اس وقت تھوڑے تھے سے وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے اس قرآن پر۔ ہر دور میں حق والے بھی رہے ہیں اور اہل باطل بھی رہے ہیں۔ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتے وہ فسادی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا:

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ اور اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو اپنا کام کرتے رہو میں اپنے کام کو نہیں چھوڑوں گا اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ تم بیزار ہو اس چیز سے جو میں کرتا ہوں وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ اور میں بیزار ہوں اس چیز سے جو تم کرتے ہو۔ تمہارے کفر و شرک سے میں بیزار ہوں اور میں توحید پر قائم ہوں اور توحید کا سبق دیتا ہوں، قیامت کو مانتا ہوں اور اس کی تلقین کرتا ہوں، قرآن کریم کو مانتا ہوں اور اس کا درس دیتا ہوں تم اس سے بیزار ہو میرا عمل میرے ساتھ اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ "لکم دینکم ولی دین"۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اس لیے سنتے تھے تا کہ کوئی اعتراض کا پہلو نکال سکیں:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کان لگائے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اور ان کا یہ کان لگانا اس لیے ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر کوئی طنز و تشنیع کر سکیں یا کوئی تمسخر کا پہلو نکال سکیں یا کوئی اعتراض جڑ سکیں۔ تو وہ برائی کرنے کے لئے سنتے ہیں لیکن دل کے کان انہوں نے بند کئے ہوتے ہیں اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہروں کو سنا سکتے ہیں وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں۔ جس آدمی نے

توجہ سے بات نہیں سنی اور دل پر تالا لگا یا ہوا ہے اس کو سنانے کا کیا فائدہ ہوگا اس کا تو دل بند ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہیں وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ اگرچہ وہ نہ دیکھتے ہوں، مثلاً دوپہر کا وقت ہو سورج بالکل سر پر ہو بادل اور دھند بھی نہ ہو، غبار بھی نہ ہو یعنی مطلع بالکل صاف ہو اور کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کہے کہ مجھے سورج دکھاؤ، تو جب اس نے آنکھیں ہی بند کر لیں ہیں تو اُسے سورج کون دکھائے گا؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا کچھ بھی، رتی کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن لوگ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہیں مانتے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہیں لاتے پیغمبروں کو نہیں مانتے، دنیا کے نشے میں ہیں۔ مرنے کے بعد جب آنکھیں کھلیں گی تو پتہ چلے گا کہ ہم اپنے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ

اور جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا گویا کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر دن کی ایک گھڑی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانے گے

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝45 وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ

تحقیق خسارہ اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے جھٹلایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات کو اور نہیں تھے وہ ہدایت یافتہ۔ اور اگر ہم دکھا

بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض وہ عذاب جس کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دیں پس ہماری

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ۝46 وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا

طرف ہے ان کا لوٹنا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ گواہ ہے اس کاروائی پر جو وہ کرتے ہیں۔ اور ہر امت کے لئے رسول ہے پس جب

جَاۗءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝47 وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

آئے گا ان کا رسول تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ کہتے ہیں کب

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝48 قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ

آئے گا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں مالک نہیں ہوں اپنے لئے ضرر کا اور نہ نفع کا مگر وہ جو رب چاہے ہر

اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝49

امت کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جب آئے گی ان کی میعاد پس نہیں موخر ہوں گے ایک گھڑی اور نہ آگے ہو سکتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ یَلْبَثُوْٓا: وہ نہیں رہے، یَتَعَارَفُوْنَ: وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے، (اِمَّا) نُرِیَنَّكَ: اگر ہم آپ ﷺ کو دکھلا دیں، نَعِدُهُمْ: ہم وعدہ دیتے ہیں انہیں، نَتَوَفَّیَنَّكَ: ہم وفات دے دیں آپ ﷺ کو، رَسُوْلُهُمْ: ان کے پیغمبر۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ کی آیات اور احکامات نہ ماننے والی پہلی قوموں کا تذکرہ ہوا تھا کہ اُن کا دنیا میں کیا انجام ہوا اب ان آیات میں ان نافرمانوں کا آخرت میں کیا حشر ہوگا اس کا بیان ہے۔

(تفسیری نکات) نافرمان قوموں کا آخرت میں انجام:

وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ اور جس دن اللہ تبارک وتعالی ان کو اکٹھا کرے گا۔ محشر کا معنی ہے اکٹھا ہونے کی جگہ، میدان محشر جب برپا ہوگا کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ گویا کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر دن کی ایک گھڑی۔ جمہور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ان کو یوں محسوس ہوگی کہ گویا ہم دنیا میں ایک گھڑی رہے ہیں۔ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانے گے، جیسے ہم یہاں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح میدان محشر میں بھی اور جنت دوزخ میں بھی سب ایک دوسرے کو پہچانے گے، قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا تحقیق خسارہ اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے جھٹلایا بِلِقَآءِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو، قیامت قائم ہونے کو اور اللہ تعالیٰ کی عدالت کو تسلیم نہیں کیا۔ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ اور نہیں تھے وہ ہدایت یافتہ۔

وَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اور اگر ہم دکھادیں آپ ﷺ کو بعض وہ عذاب جس کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں، یعنی جس عذاب کی ہم انکو دھمکی دے چکے ہیں اگر آپ ﷺ کی موجودگی میں آئے تو اس پر بھی ہم قادر ہیں اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ یا ہم آپ ﷺ کو وفات دے دیں تو پھر بھی یہ عذاب سے نہیں چھوٹ سکتے فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ پس ہماری طرف ہے ان کا لوٹنا، ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ پھر اللہ تبارک وتعالی گواہ ہے اس کارروائی پر جو وہ کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالی کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ اور ہر امت کے لئے رسول ہے فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ پس جب آئے گا ان کا رسول (میدان محشر میں) قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مشرکین کہتے تھے قیامت کب آئے گی اس کا جواب:

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اور وہ کفار ومشرکین کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ، قیامت کب لاؤ گے، فیصلے کب

ہوں گے؟ بتاؤاِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے۔قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا میں مالک نہیں ہوں اپنے لئے ضرر کا اور نہ نفع کا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے، یاد رکھنا! خدائی اختیارات اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی کو نہیں دیئے نفع دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور نقصان پہنچانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سورۃ یونس آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے " وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ "۔اور اگر پہنچائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ ضرر تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا " وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ "۔اور اگر پہنچائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں ہے اس کے فضل کو"۔اور سورۃ جن میں ہے " لَاۤ اَمۡلِكُ لَـكُمۡ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا " میں تمہارے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں"۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بہتر شخصیت اپنے لئے نفع اور نقصان کی مالک نہیں ہے تو اور کون ہوتا ہے کہ اس کے پاس خدائی اختیارات ہوں لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ ہر امت کے لئے ایک میعاد مقرر ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ جب آئے گی ان کی میعاد فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً پس نہیں موخر ہوں گے ایک گھڑی وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ اور نہ آگے ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا قانون بڑا اٹل اور مضبوط ہے۔

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوۡ نَهَارًا مَّاذَا يَسۡتَعۡجِلُ مِنۡهُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بھلا تم بتلاؤ اگر آجائے اس کا عذاب رات کے وقت یا دن کے وقت کیا جلدی کریں گے اس سے مجرم لوگ

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ ؕ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾

پھر کیا جس وقت وہ واقع ہو گیا تو اس پر ایمان لاؤ گے اب ایمان لاتے ہو، اور تحقیق تھے تم اس کے ساتھ جلدی کرنے والے۔

ثُمَّ قِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُـلۡدِ‌ ۚ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا بِمَا كُنۡتُمۡ

پھر کہا جائے گا ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا چکھو ہمیشہ کا عذاب، نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اس کا جو تم

تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسۡتَنۡۢبِئُوۡنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ ؕ قُلۡ اِىۡ وَرَبِّىۡۤ

کماتے تھے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر طلب کرتے ہیں کیا یہ بات سچ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم ہے

اِنَّهٗ لَحَقٌّ ‌ؕ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِى الۡاَرۡضِ

بیشک البتہ یہ بات حق ہے اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے۔اور اگر ہو ہر نفس کے لئے جس نے ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے

لَافۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ‌ ۚ وَقُضِىَ

البتہ وہ فدیہ دے اس کے ساتھ اور چھپائیں گے شرمندگی کو جب کہ دیکھیں گے وہ عذاب کو اور فیصلہ کر دیا جائے گا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿54﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہی ہے جو کچھ آسمانوں

وَالۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿55﴾

میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔

هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿56﴾

وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَذَابُهٗ: اس کا عذاب، يَسۡتَعۡجِلُ: وہ جلدی کرتا ہے، اَلۡخُلۡدِ: ہمیشہ، يَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ: وہ پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے، اِیۡ: ہاں، ظَلَمَتۡ: اس نے ظلم کیا، اَلنَّدَامَةَ: پشیمانی۔

ربط:

اس سے پہلے والی آیات میں قیامت کے آنے پر سوال اور حق ہونے پر سوال ہوا تو اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اچانک قیامت جب بھی آئے گی تو تمہارا کچھ فدیہ دینا کام نہیں آئے گا اگرچہ کوئی نفس پوری زمین کو فدیہ میں دینا چاہے تو بھی قبول نہ ہوگی۔

(تفسیری نکات) قیامت کو جلد مانگنے والوں سے اللہ تعالیٰ کے سوال:

قُلۡ آپ ﷺ کہہ دیں اَرَءَيۡتُمۡ تم بتلاؤ اِنۡ اَتٰىكُمۡ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اگر آجائے اس کا عذاب رات کے وقت اَوۡ نَهَارًا یا دن کے وقت مَّاذَا يَسۡتَعۡجِلُ مِنۡهُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ کیا جلدی کریں گے اس سے مجرم لوگ بچنے کے لئے، جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو اس سے بچاؤ کا کیا انتظام کرسکو گے؟ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ پھر کیا جس وقت وہ عذاب واقعہ ہوگا اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ ؕ تو اس پر ایمان لاؤ گے اور بعض مفسرین بہ کی ضمیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بھی لوٹاتے ہیں اس وقت اس کا مطلب ہوگا کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لاؤ گے، اس کی ضمیر قرآن کریم کی طرف بھی لوٹاتے ہیں تو پھر معنی ہوگا پھر قرآن کریم پر ایمان لاؤ گے اور عذاب کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے، اس وقت معنی ہوگا پھر عذاب پر ایمان لاؤ گے۔ جب واقع ہوجائے گا پھر مانو گے۔ اس وقت کہا جائے گا آٰلۡـٰٔنَ اب ایمان لاتے ہو وَقَدۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ اور تحقیق تھے تم اس کے ساتھ جلدی کرنے والے اور کہتے تھے "مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ" یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب آجائے اس وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔

صرف حضرت یونس علیہ السلام کی قوم تھی کہ جب عذاب کا آغاز ہوا تو وہ لوگ ایمان لائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس

قوم کے عذاب کو ٹال دیا باقی کسی قوم سے نہیں ٹلا ثُمَّ قِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا پھر کہا جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ ۚ چکھو تم ہمیشہ کا عذاب، مجرموں پر جب عذاب آتا ہے تو پھر اس کا تسلسل ختم نہیں ہوتا، دنیاوی عذاب کے بعد قبر کا عذاب، پھر میدان محشر میں، پھر پل صراط پر گذرتے ہوئے اور پھر دوزخ کا عذاب تو یہ عذاب کا ایک سلسلہ ہمیشہ کا ہے جو ختم ہونے میں نہیں آئے گا هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اس کا جو تم کماتے ہو۔

عذاب الٰہی کائنات کا سونا چاندی دے کر بھی ختم نہیں ہوگا:

وَيَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ اور آپ ﷺ سے یہ خبر طلب کرتے ہیں کافر مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے یہ جو آپ ﷺ کہتے ہیں کہ عذاب آئے گا کیا یہ حق ہے سچ ہے؟ قُلۡ آپ ﷺ کہہ دیں اِىۡ وَرَبِّىۡۤ ۔ ہاں میرے رب کی قسم ہے اِنَّهٗ لَحَـقٌّ ؕ بیشک یہ بات البتہ حق ہے، تمہارے انکار کرنے کی وجہ سے وہ ٹلے گا نہیں اور آئے گا اپنے وقت پر وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب نہ لا سکے معاذ اللہ تعالیٰ آج تو تم ایسی باتیں کرتے ہو کل کیا بنے گا وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ اور اگر ہو ہر نفس کے لیے جس نے ظلم کمایا مَا فِى الۡاَرۡضِ جو کچھ زمین میں ہے وہ سارا اس کو مل جائے اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۱ میں ہے "فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِهِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افۡتَدٰى بِهٖ " پس ہرگز قبول نہیں کی جائے گی ان میں سے کسی ایک سے ساری زمین سونے سے بھری ہوئی ہو مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک زمین کے فرش سے لیکر آسمان کی چھت تک سونا ہی سونا ہو جائے اگرچہ وہ اس کا فدیہ دیدے "وَ مِثۡلَهٗ مَعَهٗ " اور اتنی دنیا اور تصور کر لو وہ بھی سونے کے ساتھ بھری ہوئی ہو اور اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں کہ اے بندے سب کچھ دیکر اپنی جان چھڑانے کے لیے آمادہ ہے: مَا فِى الۡاَرۡضِ لَافۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ البتہ وہ فدیہ دیدے اس کے ساتھ اگر بالفرض کسی کے پاس ہو اور سورۃ المعارج: (آیت) "۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، میں ہے، مجرم خواہش کریگا کاش کہ وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو فدیہ میں دیدے اور اپنی بیوی اور بھائی کو اور اپنے قبیلے کو جو اس کو پناہ دیتا تھا اور سب زمین پر رہنے والوں کو بھی (فدیہ میں پیش کردے) پھر اپنے آپ کو بچالے ہرگز ایسا نہیں ہوگا دنیا میں تو بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ آدمی نے اپنی ماں کے لیے باپ کے لیے بیٹے بیٹی کے لیے جان دیدی اور ان کو بچالیا لیکن حشر میں ایسا نہیں ہوگا۔

یوم حشر جہنمی شرمندہ ہوں گے اور نظر نہ اٹھائیں گے:

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اور چھپائیں گے شرمندگی کو جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی " وَاُزۡلِفَتِ الۡجَـنَّةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ غَيۡرَ بَعِيۡدٍ " (سورۃ ق ۳۱) اور قریب کردی جائے گی جنت متقیوں کے اور دوزخ گمراہوں کے

سامنے کردی جائے گی: لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ جب کہ دیکھیں گے وہ عذاب کو "خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ" آنکھیں ان کی جھکی ہوں گی تاکہ ہمارے دشمن ہمیں نہ دیکھیں گے مگر کب تک اپنے آپ کو چھپائیں گے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ جو نیکی قاعدے کے مطابق کی ہے اس کا اجر ملے گا اور جو برائی نہیں کی وہ ذمے نہیں لگائی جائے گی۔ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہی ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ ان کا خالق بھی وہی ہے اور ملک بھی اسی کی ہیں اور زمین اور آسمانوں میں تدبیر بھی وہ کرتا ہے قیامت بھی اسی نے برپا کرنی ہے اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ قیامت کا سچا ہے وہ آکے رہے گی وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔ اور یاد رکھو! هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے اور یہ تمہارے مشاہدے کی بات ہے وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

اے انسانو! تحقیق آچکی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور شفا ہے ان بیماریوں کے لئے جو سینوں میں

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

ہیں اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ کے فضل پر اور اس کی رحمت پر

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿58﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

پس اس لئے ان کو چاہیے کہ وہ خوش ہوں یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ اکٹھا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بتلاؤ

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ

(اے لوگو) جو اللہ نے نازل کیا ہے تمہارے لئے رزق پس بنایا تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿59﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

دیں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے یا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ اور کیا خیال ہے ان لوگوں کا

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

جو جھوٹ باندھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر قیامت کے دن بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر اور لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿60﴾ ع ۱۱

اکثر ان میں سے شکر ادا نہیں کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شِفَآءٌ: شفاء، حَرَامًا: حرام، اَذِنَ: اس نے حکم دیا، تَفْتَرُوْنَ: تم بہتان باندھتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں پہلے توحید کا مسئلہ بیان ہوا پھر قیامت کا اور اب قرآن پاک کی حقانیت بیان فرمائی جا رہی ہے۔

(تفسیری نکات) قرآن حکیم لوگوں کے لیے نصیحت، رحمت اور شفا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق آچکی نصیحت تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے یہ قرآن پاک بڑی نصیحت والی کتاب ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ اور شفا ہے ان تمام بیماریوں کے لیے جو سینوں میں ہیں، جیسے کفر ہے، شرک ہے بغض ہے، حسد اور کینہ ہے، دنیا کی محبت ہے۔ قرآن کریم ان بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ قرآن کریم جس طرح روحانی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ ایسے ہی جسمانی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اس سے فائدہ وہ اٹھاتے ہیں ورنہ "بالقوۃ ھدی للناس"۔ ہے اور تمام مکلف مخلوق چاہے انسان ہوں یا جنات ہوں سب کے لئے رحمت اور ہدایت ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل پر اور اس کی رحمت پر۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ فضل سے مراد اسلام ہے اور رحمت سے مراد قرآن ہے فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا پس اس لئے انکو چاہیے کہ وہ خوش ہوں، جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اسلام کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کی دولت نصیب فرمائے پھر اس کو قرآن کریم کی سمجھ عطا فرمائے۔ اس سے بڑا خوش نصیب کوئی نہیں۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ اکٹھا کرتے ہیں، سونا چاندی مال دولت جو کچھ بھی جمع کرتے ہیں اس کے مقابلے میں یہ بہتر ہے اور قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کے خزانے ہیچ ہیں۔

حلال اور حرام کرنے کا اختیار اللہ کے پاس ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں بتلاؤ (اے لوگو) مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کیا ہے تمہارے لئے رزق، نازل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بارش آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے اس رزق سے پھل فصلیں پیدا ہوتی ہیں فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا پس بنایا تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال اپنی مرضی سے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کسی چیز کو حلال کرو اور کسی چیز کو حرام کرو۔

تو فرمایا کہ یہ جو تم چیزوں کو حلال وحرام کرتے ہو کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے اَمْ عَلَى اللّٰهِ

تَفۡتَرُوۡنَ یا تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی دنیا کی کوئی طاقت اس کو حرام نہیں کرسکتی اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے اس کو کوئی حلال نہیں کرسکتا۔

اللہ پر جھوٹا بہتان باندھنے والوں کی پکڑ ہوگی:

وَمَا ظَنُّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اور کیا خیال ہے ان لوگوں کا جو جھوٹ باندھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر قیامت کے دن، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں نعوذ باللہ "عزیر ابن اللہ اور مسیح ابن اللہ کہتے ہیں، " وَیَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰہِ الۡبَنٰتِ "۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بیٹیاں بناتے ہیں، یہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا کیا خیال ہے قیامت والے دن کیا ہوگا ایسے ہی چھوٹ جائیں گے باز پرس نہیں ہوگی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر کہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، اس کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں، اس کے پیغمبروں کی توہین کرتے ہیں، انکار کرتے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے اولاد دیتا ہے کتنا بڑا مہربان ہے وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ لَا یَشۡکُرُوۡنَ اور لیکن اکثر ان میں سے شکر ادا نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔

وَمَا تَکُوۡنُ فِیۡ شَاۡنٍ وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّلَا تَعۡمَلُوۡنَ

اور نہیں ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حال میں اور نہیں تلاوت کرتے اس حال میں قرآن سے اور نہیں عمل کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیۡکُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ ؕ وَمَا یَعۡزُبُ

کوئی عمل مگر ہم حاضر ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہوتے ہیں اس کام میں اور نہیں غائب

عَنۡ رَّبِّکَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصۡغَرَ مِنۡ ذٰلِکَ وَلَاۤ اَکۡبَرَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب سے ایک ذرہ برابر چیز بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس ذرے سے کوئی چھوٹی چیز اور نہ بڑی

اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ

مگر وہ ایسی کتاب میں درج ہے جو واضح ہے۔ خبردار! بیشک جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اولیاء ہیں نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ

یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا

وہ غمگین ہوں گے۔ ولی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور وہ متقی ہیں۔ ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں

وَفِی الۡاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۶۴﴾

اور آخرت میں، نہیں ہے تبدیلی اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلمات میں یہی ہے بڑی کامیابی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شَأۡنٍ: حالت، شُهُوۡدًا: حاضر، تُفِيۡضُوۡنَ: تم شروع کرتے ہو، مَا يَعۡزُبُ: نہیں غائب ہوتا، اَصۡغَرَ: چھوٹا، تَبۡدِيۡلَ: تبدیلی، لِلّٰهِ: اللہ تعالیٰ کے لیے۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ کفار نے اپنی مرضی سے کچھ چیزیں حلال اور کچھ حرام کر رکھیں تھیں اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کو خطاب فرما رہے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اور مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور جانتا ہے کہ فلاں مخلوق اس وقت کیا کر رہی ہے اور اس نے اپنے معاملات لوح محفوظ میں درج فرما رکھیں ہیں۔

اہم نکات: تقویٰ کا اعلیٰ مرتبہ کیا ہے:

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متقین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ تقویٰ کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کفر و شرک سے بچے اور ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ خلاف اولیٰ امور سے بچنے کا اہتمام کرے اور ان دونوں مراتب کے درمیان میں کئی مراتب ہیں۔

(تفسیری نکات) اللہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے:

وَمَا تَكُوۡنُ فِىۡ شَاۡنٍ اور نہیں ہوتے، آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حال میں وَّمَا تَتۡلُوۡا مِنۡهُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ اور نہیں تلاوت کرتے اس حال میں قرآن سے۔ اس حال سے مراد یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تلاوت کرتے ہیں، بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں، لیٹ کر تلاوت کرتے ہیں، چلتے پھرتے کرتے ہیں، سب اللہ تبارک وتعالی کے سامنے ہے، آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو خطاب ہے وَلَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اور اے امتیو! نہیں عمل کرتے تم کوئی عمل اِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُوۡدًا مگر ہم حاضر ہوتے ہیں تم پر یعنی اس عقیدے کو تم اچھی طرح ذہن میں رکھو کہ تم جو کچھ عمل کرتے ہو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ہے وہ دیکھ رہا ہے، جو کام تم کرتے ہو اور جس کام میں تم مصروف ہو وہاں موجود ہے اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ جس وقت تم مشغول ہوتے ہو اس کام میں، تو اللہ تعالیٰ کی صفت حاضر و ناظر میں کوئی شریک نہیں ہے۔ آگے صفت علم کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر شے کا علم رکھتا ہے:

وَمَا يَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّكَ اور نہیں غائب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب سے مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ ایک ذرہ برابر چیز بھی زمین میں وَلَا فِى السَّمَآءِ اور نہ آسمان میں، وہ ذرہ چاہے زمین میں ہو یا آسمان میں ہو، ذرہ سرخ رنگ کی

چیونٹی کو بھی کہتے ہیں جو نظر نہیں آتی اور ہوا میں جو باریک ذرات ہیں ان پر بھی اطلاق ہوتا ہے، تو یہ عقیدہ رکھو کہ ہر جگہ حاضر و ناظر بھی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اور ذرے ذرے کا علم بھی اللہ تعالیٰ رکھتا ہے وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اور نہ اس ذرے سے کوئی چھوٹی چیز اور نہ بڑی چیز ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم سے خارج ہو، اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ مگر وہ ایسی کتاب میں درج ہے جو واضح ہے، کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے دنیا پیدا کی ہے اس وقت سے لے کر دخول جنت و نار تک کی سب چیزیں لوح محفوظ میں درج ہیں، دنیا کی پیدائش سے پہلے کی چیزیں اور مومن کافر کے جنت دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہمیشہ کی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کیونکہ لوح محفوظ ایک متعین چیز ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ازلی اور ابدی ہے، جس کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء ہے اور لوح محفوظ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم سے کروڑ در کروڑ واں حصہ بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت علم میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔

اولیاء کون ہیں؟

اَلَآ خبردار! اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے جو ولی ہیں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ نہ خوف ہوگا ان پر وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے، آئندہ کے لئے کسی شے کا خدشہ ہو تو اس کو خوف کہتے ہیں، جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم اور مہربانی سے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو آئندہ پھر کوئی خطرہ نہیں ہوگا کہ ہمیں یہاں سے نکالا جائے گا یا ہم بیمار ہوں گے یا مر جائیں گے اور یہ جنت کی نعمتیں ہم سے چھین لی جائیں گی، اور حزن کہتے ہیں گذشتہ کسی چیز پر غم کھانا ،تو وہ اس بات کا غم نہیں کھائیں گے کہ کاش ہم دنیا میں نیکیاں کر لیتے کیونکہ الحمد للہ انہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں تھیں، اب رہی یہ بات کہ ولی کہتے کسے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے بالکل مختصر دو جملوں میں ولی کی تعریف کی ہے۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ولی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے تو ولی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور وہ متقی ہیں، یہ دوسری شرط ہے، متقی اسے کہتے ہیں کہ قرآن اور سنت مطہرہ نے جو کام کرنے کو کہا ہے ان کو پابندی سے کرتا ہو اور جن کاموں سے روکا ہے اُن سے بالکل اجتناب کرتا ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ روایات میں آتا ہے کہ مومن صالح کی جب وفات ہوتی ہے تو فرشتے اس کے سامنے جنت میں اس کے محل کو اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے یہاں پر جانا ہے تو اس کے دل میں شوق پیدا ہوتا ہے کہ جلدی جاؤں اور کافر کے سامنے جہنم کا نقشہ پیش ہوتا ہے تو وہ زاری کرتا ہے اور کہتا ہے " لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ "۔ (سورۃ منافقون) " اے میرے پروردگار کیوں نہیں تو نے مجھے

مہلت دی تھوڑی سی مدت تک تاکہ میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا نیکوں میں سے"۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ نہیں ہے تبدیلی اللہ تعالیٰ کے کلمات میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی خوشخبری ملے، آخرت میں بھی خوشخبری ملے اور عذاب سے بچ جائیں۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿65﴾

اور نہ غم میں ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات بیشک عزت اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے سب وہی سننے والا جاننے والا ہے،

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ

خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور وہ مخلوق جو زمینوں میں ہے اور نہیں پیروی کرتے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا دوسرے شریکوں کو نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر

يَخْرُصُوْنَ ﴿66﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

اٹکل سے بات کرتے۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿67﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

اور دن کو روشن بنایا اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں اس قوم کے لئے جو سنتی ہے۔ کہا ان لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

نے اولاد بنالی ہے اس کی ذات پاک ہے وہ بے پرواہ ہے اسی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمینوں میں

اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ

نہیں ہے تمہارے پاس کوئی دلیل اس کی کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر وہ چیز جو تم نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک وہ لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿69﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا

جو افتراء باندھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ کا وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ تھوڑا سا فائدہ ہے دنیا میں پھر ہماری طرف

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾

ہی ہے ان کا لوٹنا ہے پھر ہم ان کو چکھائیں گے سخت عذاب اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِتَسْكُنُوْا: تاکہ تم آرام پاؤ، مُبْصِرًا: دکھانے والا، لَا يُفْلِحُوْنَ: وہ کامیاب نہیں ہوں گے، نُذِيْقُهُمْ: ہم چکھادیں گے انہیں۔

ربط:

سابق آیات میں اللہ کے ولیوں کا تذکرہ تھا کہ اُن کو کوئی خوف اور غم نہیں ہوتا اُسی مناسبت سے ان آیات میں امام الاولیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی اللہ پاک فرما رہے ہیں۔

(تفسیری نکات) عزت اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی باتوں سے تکلیف اور رنج ہوتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اور نہ غم میں ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی بات کہ مخالف کا کام ہے مخالفت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں کیونکہ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ بیشک عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور سورۃ منافقون میں ہے۔" وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ "۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور مومنوں کے لئے"۔ عزت وہ ہے جو دل میں ہو، زبان سے انسان بہت کچھ کہہ جاتا ہے، اس میں ہمارے لئے سبق ہے کہ اگر مخالف تمہارے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے تو اس نے جو کچھ بھی کرنا ہے تم اس کی پرواہ نہ کرو اور اپنا کام کرتے جاؤ۔

شرک کرنے والوں کی باتیں محض اٹکل ہیں:

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وہی سننے والا جاننے والا ہے اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ خبردار بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور وہ مخلوق جو زمینوں میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں اور زمین میں انسان ہیں، جنات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوق ہے سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور سب پر تصرف اللہ تعالیٰ کا ہے کسی اور کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ اور نہیں پیروی کرتے وہ لوگ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ جو پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا دوسرے شریکوں کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر، اپنے گمان میں وہ ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں، حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا شریک کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک لہٗ" ہے۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی، اپنے گمان سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہوئے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں یہ حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کے قطعاً شریک نہیں ہیں وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ اور نہیں ہیں وہ مگر

اٹکل سے بات کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت:

هُوَالَّذِيْ وہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات ہی ہے جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ جس نے بنائی تمہارے لئے رات لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تا کہ تم اس میں آرام حاصل کرو، رات اللہ تبارک وتعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں نیند کا بھی ذکر فرمایا ہے" وَالنَّوْمَ سُبَاتًا " اگر مسلسل کسی کو نیند نہیں آتی تو وہ پاگل ہو جاتا ہے اطبا لکھتے ہیں کہ نوجوان کے لئے تقریباً سات یا آٹھ گھنٹے نیند ہونی چاہیے چوبیس گھنٹوں میں اور بوڑھوں کے لئے تین چار گھنٹے بھی کافی ہیں، فرمایا وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اور دن کو روشن بنایا تا کہ تم دن کی روشنی میں دین کے کام بھی کرو اور دنیا کے کام بھی کرو اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں، رات اور طرح ہے دن اور طرح ہے، رات کے کام اور ہیں دن کے کام اور ہیں سورج ہے، چاند ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اس قوم کے لئے جو سنتی ہے اور مانتی ہے، اور جس نے سننا ماننا نہیں ہے اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے وہ " صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ " بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، عبرت حاصل کرنے والے ہی صحیح طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ اولاد، بیوی سے پاک ہے:

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا کہا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ نے اولاد بنالی ہے اور سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۰ میں ہے " وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ "۔ اور کہا یہودیوں نے عزیر اللہ تبارک وتعالی کا بیٹا ہے اور کہا نصاری نے مسیح اللہ تبارک وتعالی کا بیٹا ہے"۔ پہلے تو عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالی کا بیٹا بنایا جب تھوڑا سا لوگوں کا ذہن بن گیا تو پھر دعوی کر دیا" وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ "۔ (المائدہ: ۱۸) "اور کہا یہودیوں نے اور نصرانیوں نے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں"۔ اور عرب اور غیر عرب میں جو جاہل قسم کے لوگ تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، سورۃ النحل آیت نمبر ۵۶ میں ہے "وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ "۔ اور ٹھہراتے ہیں یہ لوگ اللہ تبارک وتعالی کے لیے بیٹیاں سُبْحٰنَهٗ ؕ پاک ہے اس کی ذات بیٹیوں سے بھی اور بیٹوں سے بھی"۔ ان کے دعوے سب جھوٹے ہیں۔

هُوَالْغَنِيُّ ؕ وہ بے پرواہ ہے، انسان تو اولاد اس لئے مانگتا ہے کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو میری خدمت کرے گی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے اولاد کی وہ تو ان ضرورتوں اور محتاجی سے بالکل بے پرواہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالی ان تمام ضرورتوں سے پاک ہے۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اسی کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں، اس کے سوا کوئی مالک نہیں کسی کا دخل نہیں ہے اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

سُلۡطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ نہیں ہے تمہارے پاس کوئی دلیل اس کی کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یا مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالی کے بیٹے ہیں یا فرشتے اللہ تبارک وتعالی کی بیٹیاں ہیں " مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا "۔ (جن: ۳) "نہیں بنائی اس نے اپنے لئے کوئی بیوی اور نہ اولاد"۔ وہ ان سب چیزوں سے پاک ہے نہ اس کی ابتداء ہے نہ اس کی انتہاء ہے۔ اس کے سارے اوصاف وکمالات ذاتی ہیں، مخلوق کے جتنے اوصاف ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں۔

اللہ پر جھوٹا بہتان باندھنے کا انجام:

اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ کیا کہتے ہو تم اللہ تعالیٰ پر وہ چیز جو تم نہیں جانتے قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ بیشک وہ لوگ جو افتراء باندھتے ہیں اللہ تبارک وتعالی پر جھوٹ کا لَا يُفۡلِحُوۡنَ وہ فلاح نہیں پائیں گے، ان کو کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوگی کتنے دن عیش کرلیں گے؟ اللہ تبارک وتعالی کی گرفت یقیناً آئے گی اس سے بچ نہیں سکتے مَتَاعٌ فِى الدُّنۡيَا تھوڑا سا فائدہ ہے دنیا میں، کچھ دن کھالیں گے یا پھر کچھ سال کھالیں گے، اور آخرت کی طویل زندگی کے مقابلے میں یہ ماہ وسال کچھ بھی نہیں ہے۔

ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ پھر ہماری طرف ہی ہے ان سب کا لوٹنا ثُمَّ نُذِيۡقُهُمُ الۡعَذَابَ الشَّدِيۡدَ پھر ہم ان کو چکھائیں گے سخت عذاب۔ دیکھو! دنیا کی آگ میں پتھر، لوہا، تانبا پگھل جاتے ہیں، اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا زیادہ تیز ہے۔ اگر بندے کو مارنا مقصود ہوتو اس آگ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن مرجائے تو سزا کس کو ہوگی، " لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى "۔ نہ دوزخ میں مرے گا نہ جئے گا۔ مرے گا اس لئے نہیں کہ سزا کون بھگتے گا اور عذاب کی زندگی کوئی زندگی نہیں۔

ان کی موت کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی اور سخت عذاب میں رہیں گے بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے تھے، پیغمبروں کی رسالت کا انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا انکار کرتے تھے، حق کی باتوں کا انکار کرتے تھے، قیامت کا انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے تھے، کفر پر ڈٹے ہوئے تھے اس لئے سخت سے سخت عذاب ان کو دیا جائے گا۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ

اور اے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھ کر سنائیں خبر نوح علیہ السلام کی جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر گراں

كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ

گذرتا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور میرا نصیحت کرنا اللہ تبارک وتعالی کی آیتوں کے ساتھ تو میں اللہ تبارک وتعالی پر توکل رکھتا ہوں

فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا

پس تم جمع کرلو اپنا معاملہ اور اپنے شریکوں کو، پھر نہ ہو تمہارے معاملے میں تم پر کوئی اشتباہ پھر فیصلہ کرلو میرے خلاف

اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔ پس اگر تم نے روگردانی کی پس میں نہیں سوال کرتا تم سے کسی معاوضے کا، نہیں ہے میرا اجر مگر

اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے۔ پس جھٹلایا ان لوگوں نے نوح علیہ السلام کو

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

پس نجات دی ہم نے ان کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ تھے کشتی میں اور بنایا ہم نے ان کو نائب اور غرق کیا ہم نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو پس دیکھو کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَقَامِيْ: میرا رہنا، تَذْكِيْرِيْ: میرا نصیحت کرنا، فَاَجْمِعُوْٓا: پس تم جمع کرلو، اَمْرَكُمْ: اپنا معاملہ، غُمَّةً: چھپا ہوا، اِقْضُوْٓا: تم فیصلہ کرو، مَاسَاَلْتُكُمْ: میں نے تم سے نہیں مانگا، اَجْرِيَ: میری مزدوری، فَنَجَّيْنٰهُ: ہم نے اسے نجات دی، جَعَلْنٰهُمْ: ہم نے انہیں کردیا، اَلْمُنْذَرِيْنَ: ڈرائے ہوئے لوگ۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں آپ نے پڑھا کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعی طور پر دکھ پہنچتا تھا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے تسلی کے لئے چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا کہ ان کو بھی تکلیفیں دی گئیں، ان میں سے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا کیونکہ عرب میں قریش کے بعد آبادی کے اعتبار سے یہود زیادہ تھے۔

(تفسیری نکات) حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کا تذکرہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور اے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھ کر سنائیں نَبَاَ نُوْحٍ۔ نوح علیہ السلام کی خبر اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جب کہا انہوں نے اپنی قوم سے يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ اگر گراں اور بھاری گذرتا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا تبلیغ کے لیے وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور میرا نصیحت کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات کے ساتھ تمہاری طبائع پر ناگوار گزرتا ہے تو ہوا کرے میں تو اس سے باز

نہیں آؤں گا۔ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ میں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہوں تم میرے خلاف جو کر سکتے ہو کرو فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ پس تم جمع کرلو اپنا معاملہ وَشُرَكَآءَكُمۡ اور اپنے شریکوں کو بھی جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا مقابل کا شریک بنایا ہے ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، ان کو بھی بلالو۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک بزرگ تھے اور اُن کی وفات پا جانے کے بعد قوم نے اُن کی پوجا شروع کر دی۔

ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً پھر نہ ہو تمہارے معاملے میں تم پر کوئی اشتباہ ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ پھر فیصلہ کرلو میرے خلاف تم بھی اور تمہارے الٰہ بھی وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ اور تم مجھے مہلت بھی نہ دو میرا جو کچھ تم کر سکتے ہو کرلو

فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ پس اگر تم نے روگردانی کی حق سے، توحید سے، قیامت سے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر کی رسالت سے، فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ پس میں نہیں سوال کرتا تم سے کسی معاوضے کا کہ تمہیں یہ خیال ہو کہ میں وعظ تبلیغ کا تم سے معاوضہ مانگوں گا ہرگز نہیں اور جتنے بھی پیغمبر علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے سب نے یہی کہا کہ ہم تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے وہ خود دے گا وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں سے ہو جاؤں فَكَذَّبُوۡهُ پس جھٹلایا ان لوگوں نے نوح علیہ السلام کو، صاف لفظوں میں کہا کہ تم جھوٹے ہو شریر ہو تمہاری وجہ سے قوم میں اختلاف پیدا ہوا ہے ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔

فَنَجَّيۡنٰهُ پس ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡفُلۡكِ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے کشتی میں وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓئِفَ اور بنایا ہم نے ان کو نائب تمام لوگوں کی تباہی کے بعد، جب زمین سے پانی خشک ہوا تو یہی لوگ زمین میں خلیفہ ہوئے وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا اور ہم نے غرق کیا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو کیا ہے فَانۡظُرۡ پس دیکھو اے مخاطب كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا، آج کے نافرمانوں کا بھی یہی انجام ہوگا جو ان کا ہوا۔

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا

پھر بھیجے ہم نے اس کے بعد کئی رسول ان کی قوم کی طرف پس وہ آئے ان کے پاس کھلے دلائل لیکر پس نہیں تھے وہ لوگ

لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿74﴾ ثُمَّ بَعَثۡنَا

کہ ایمان لاتے اس چیز پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر۔ پھر بھیجا ہم

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿75﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿76﴾

مجرم قوم تھی۔ پس جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے کہنے لگے بیشک یہ البتہ کھلا جادو ہے۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿77﴾

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا کہتے ہو حق کے بارے میں جب وہ حق تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے حالانکہ نہیں فلاح پاتے جادوگر

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا

کہنے لگے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس تاکہ تم ہمیں پھیر دو اس چیز سے جس پر پایا ہے ہم نے اپنے باپ دادا کو اور ہو جائے تم دونوں

الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿78﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ

(بھائیوں) کے لئے سرداری زمین میں اور نہیں ہیں ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے۔ اور کہا فرعون نے لاؤ میرے پاس

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿79﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿80﴾

ہر جادوگر فن کو جاننے والا۔ پس جب آئے جادوگر کہا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے ڈالو تم وہ چیز جو ڈالنا چاہتے ہو۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس جب انہوں نے ڈالا فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ عنقریب اس کو باطل کر دے گا بیشک

لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿81﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿82﴾ ع ٨ ١٢

اللہ تعالیٰ درست نہیں کرتا فسادیوں کے عمل کو۔ اور ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق کو فیصلوں کے ساتھ اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَآءُوْهُمْ : وہ لائے ان کے پاس، اَلسّٰحِرُوْنَ: جادوگر، لِتَلْفِتَنَا: تاکہ تو ہمیں پھیر دے، اَلْكِبْرِيَآءُ: بڑائی، ائْتُوْنِىْ : لے آؤ میرے پاس، مُّلْقُوْنَ: ڈالنے والے، (مَا) جِئْتُمْ (بِهٖ): (جو) تم لاتے ہو، سَيُبْطِلُهٗ: عنقریب وہ اسے باطل کر دے گا، لَا يُصْلِحُ: وہ اصلاح نہیں کرتا۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہوا اب ان آیات میں پہلے بغیر نام لیے بتایا گیا کہ ہم نے

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بہت سے پیغمبر بھیجے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور فرعون کا قصہ شروع کیا گیا ہے۔

(تفسیری نکات) حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بہت سے پیغمبر آئے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا پھر بھیجے ہم نے ان کے بعد کئی رسول اِلٰى قَوْمِهِمْ ان کی قوم کی طرف فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پس وہ آئے ان کے پاس کھلے دلائل لیکر فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا پس نہیں تھے وہ لوگ کہ ایمان لاتے بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ اس چیز پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بیشمار پیغمبر تشریف لائے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پیغمبروں کو دلائل اور معجزات دیکر بھیجا لیکن لوگ بڑے ضدی تھے ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہوئے جب وہ ضد پر اڑ گئے، پہلے جھٹلا دیا پھر مانے نہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں کہ وہ حد سے تجاوز کر گئے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو، یہ دونوں بھائی تھے، حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے، قرآن کریم میں دونوں کے واقعات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف یعنی اس کی جماعت کی طرف بھیجا گیا فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا بہت سارے فراعنہ گزرے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا لقب مصعب بن ریان تھا، یہ بڑا چالاک، ہوشیار اور شاطر تھا، بِاٰيٰتِنَا اپنی نشانیاں دے کر بھیجا، نو نشانیوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، ایک موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک تھا جو اژدھا بن جاتا تھا۔ دوسری نشانی یہ کہ ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تو سورج کی طرح روشن ہوتا تھا اس کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مصریوں پر مکڑیاں مسلط فرمائیں، مینڈک مسلط کئے، ان کا کھانا خون بن جاتا تھا، بڑا کچھ ہوا مگر فَاسْتَكْبَرُوْا پس انہوں نے تکبر کیا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ اور تھی وہ قوم مجرم، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان دونوں پیغمبروں نے پورا زور لگایا لیکن انہوں نے حق کو قبول نہیں کیا فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا پس جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے قَالُوْٓا کہنے لگے اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ بیشک البتہ یہ کھلا جادو ہے کہ لاٹھی اژدھا بن جاتی ہے، ہاتھ چمکنے لگ جاتا ہے یہ تو ہم بھی کر سکتے ہیں قَالَ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ کیا کہتے ہو حق کے بارے میں جب وہ حق تمہارے پاس آیا اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ کیا یہ جادو ہے؟ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ حالانکہ نہیں فلاح پاتے جادوگر۔

قَالُوْٓا کہا انہوں نے اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کیا تم آئے ہو ہمارے پاس تاکہ تم ہمیں پھیر دو اس چیز سے جس پر ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادا کو کہ ہمارے باپ دادا تو بہت سے معبودوں کے قائل تھے تمہاری

بات مان کر ہم ان سب کو چھوڑ دیں اور صرف ایک اللہ تعالیٰ کے قائل ہو جائیں۔

وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ اور ہو جائے تم دونوں بھائیوں کے لیے سرداری زمین میں۔ ہمیں باپ دادا کے دین سے پھیر کر مصر کی زمین میں تم دونوں اپنا اقتدار چاہتے ہو۔" لہٰذا صاف طور پر سن لو وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے، کتنا صاف اور کورا جواب ہے جو فرعون، ہامان، قارون اور ان کی جماعت نے دیا۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے مقابلہ کے لیے جادوگروں کا بلایا جانا:

جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا اور وہ اژدھا بن گیا لوگ اس کو دیکھ کر گھبرائے اور فکر کرنے لگے اس اثر کو زائل کرنے کے لئے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ اور کہا فرعون نے لاؤ میرے پاس بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ہر جادوگر فن کو جاننے والا ماہر، اگر اس نے سانپ نکالا ہے تو ہم بھی سانپ نکالیں گے چنانچہ جادوگر آئے اور وہ کتنے تھے؟ تفسیروں میں مختلف روایات ہیں ۸۰ ہزار اور ۷۲ ہزار اور اس سے کم اور زیادہ کا بھی ذکر آتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ پس جب آئے جادوگر ہزاروں کی تعداد میں مقابلہ کے لیے آئے قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى کہا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ڈالو تم وہ چیز جو تم ڈالنا چاہتے ہو فَلَمَّآ اَلْقَوْا پس جب انہوں نے ڈالا۔ جس کا سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۶۶ میں ہے "فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ"۔ "اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں"۔ ہر جادوگر نے ایک لاٹھی اور ایک رسی ڈالی وہ سانپ بن گئیں، لوگوں نے نعرے مارنے شروع کر دیئے فرعون زندہ باد فرعون زندہ باد ذرا تصور کرو کہ کس قدر عجیب قسم کا منظر ہوگا "فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ"۔ "پھر ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو پس اچانک وہ نگلتی تھی اس چیز کو جو ان لوگوں نے بنایا تھا۔" وہ ایک لاکھ چوہتر ہزار کے قریب جو سانپ تھے موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا وہ سب نگل گیا۔

قَالَ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو باطل کر دے گا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا وہ سب کو نگل گیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ درست نہیں کرتا فسادیوں کے عمل کو وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اور ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق کو اپنے فیصلوں کے ساتھ، چنانچہ اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ عطا کیا اور سارے جادوگر شکست کھا گئے وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ حق کو ثابت کرتا ہے اور باطل کو مٹاتا ہے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ

پس نہیں ایمان لائے موسیٰ علیہ السلام پر مگر کچھ نوجوان ان کی قوم میں سے ڈرتے ہوئے فرعون اور اس کی جماعت سے کہ وہ ان کو

يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿83﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

فتنے میں مبتلا کر دے گا اور بیشک فرعون سرکشی کرنے والا تھا زمین میں اور بیشک وہ حد سے گذرنے والا تھا۔ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام

يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿84﴾ فَقَالُوْا عَلَى

نے اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ پر پس اس پر بھروسہ کرو اگر ہو تم مسلمان ۔ پس کہا انہوں نے ہم نے

اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اے ہمارے پروردگار نہ بنا ہمیں آزمائش ظالم قوم کے لیے۔ اور نجات دے ہمیں اپنی رحمت کیساتھ

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

کافر قوم سے۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کی طرف کہ بناؤ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر کے اندر گھر اور

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿87﴾

بناؤ اپنے گھروں کو مسجد اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دو ایمان والوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَلَا۟ئِهِمْ: ان کے سردار، (اَنْ) يَّفْتِنَهُمْ: یہ کہ ان کو عذاب دے، لَعَالٍ: غالب، نَجِّنَا: تو ہمیں نجات دے، تَبَوَّاٰ: تم دونوں جگہ دو، لِقَوْمِكُمَا: اپنی قوم کے لیے، مِصْرَ: مصر، اِجْعَلُوْا: تم کرو۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ چل رہا ہے ان آیات میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اس کی ظالم قوم کا بیان ہے۔

(تفسیری نکات) فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے لوگ ایمان نہ لائے:

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى پس نہیں ایمان لائے موسیٰ علیہ السلام پر اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ مگر کچھ نوجوان ان کی قوم میں سے، ذریت کا معنی بچے نوجوان اور نوعمر ہے، وہ نوجوان بنی اسرائیل میں سے تھے جو ایمان لائے عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ ڈرتے ہوئے فرعون اور انکی جماعت سے، "مَلَا۟ئِهِمْ"۔ سے ان کے وڈیرے مراد ہیں۔ تو وہ وڈیروں سے

بھی ڈرتے تھے کہ ہم ایمان لائیں گے تو وہ ہمیں ماریں گے کیونکہ وہ بھی بڑے ظالم تھے فرعون کی طرف اور خوف کس بات کا تھا اَنْ يَّفْتِنَهُمْ کہ وہ ان کو فتنے میں مبتلا کر دے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان نوجوانوں کا خوف بلاوجہ نہیں تھا اس لئے کہ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ اور بیشک فرعون سرکشی کرنے والا تھا زمین میں وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ اور بیشک وہ حد سے گذرنے والا تھا، اس لئے ان نوجوانوں کا خوف بے جا نہ تھا اور عالم اسباب میں خوف والی چیزوں سے خوف کرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی دعا:

وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لائے ہو فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا پس اسی اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرو، توکل کا معنی ہے ظاہری اسباب اختیار کر کے نتیجہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر چھوڑ دینا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ اگر ہو تم مسلمان، تو اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ کرو وہ مسبب الاسباب ہے خود اسباب پیدا کر دے گا۔ فَقَالُوْا پس کہا ان نوجوانوں نے جو تھوڑی دیر پہلے مسلمان ہوئے تھے عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہی بھروسہ کیا ہے اور ساتھ ہی دعا کی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اے پروردگار ہمارے! نہ بنا ہمیں آزمائش ظالم قوم کے لیے۔ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں ظالموں کے لیے تختۂ مشق نہ بنا کہ وہ ہم پر ظلم ڈھاتے رہیں یعنی ہمیں ان کے ظلم سے بچا۔ اور بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمیں اتنا کمزور نہ بنا کہ وہ ہماری کمزوری کو دیکھ کر کہیں کہ یہ اگر حق پر ہوتے تو اتنے کمزور نہ ہوتے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ اور ان کے دل بڑھ جائیں اور ہمارے ساتھ زیادتیاں کرنے لگ جائیں وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور نجات دے ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ کافر قوم سے۔

بنی اسرائیل کو اپنے گھروں کو مسجد بنانے کا حکم:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ھارون علیہ السلام کی طرف۔ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا کہ بناؤ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر کے اندر گھر اور گھروں میں رہو، کیونکہ ان کے جذبات ابھرے ہوئے ہیں۔ چلو پھرو گے تو وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً اور بناؤ اپنے گھروں کو مسجد۔ یہ ان کو عارضی طور پر گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت ملی ورنہ عموماً ان کو مسجدوں کے بغیر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کرو۔ ان کے لئے صرف دو نمازیں تھیں ایک فجر اور ایک عصر کی، اور رکعتیں کتنی تھیں؟ اس کے متعلق بھی ہم قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کتنی رکعات تھیں۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور

خوشخبری دو ایمان والوں کو، اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ جو مومن ہیں ان کو خوشخبری سنادو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کا ایمان ضائع نہیں کرے گا نہ کسی کا عمل ضائع کرے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو کامیابی نصیب فرمائے گا۔ لیکن ان دنوں میں گھروں سے باہر نہ نکلو اور نماز گھروں میں ہی پڑھو اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ اور یقین رکھو۔

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے رب بیشک تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کی جماعت کو زینت اور مال، دنیا کی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى

اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ گمراہ کریں تیرے راستے سے، اے ہمارے پروردگار مٹادے ان کے مالوں کو اور سخت کر

قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿88﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ

دے ان کے دلوں کو پس وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تحقیق قبول

دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿89﴾

کرلی گئی ہے تم دونوں کی دعا پس تم دونوں ڈٹ کر قائم رہو اور نہ پیروی کرنا تم ان لوگوں کے راستے کی جو نہیں جانتے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ

اور ہم نے پار کردیا بنی اسرائیل کو سمندر سے پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے اور اس کے لشکر نے سرکشی کرتے ہوئے اور زیادتی

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

کرتے ہوئے یہاں تک کہ جب پالیا فرعون کو غرق ہونے نے کہنے لگا ایمان لایا میں کہ بیشک شان یہ ہے کہ کوئی معبود نہیں ہے

اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿90﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ

مگر وہی جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں۔ اب تو اسلام لاتا ہے اور تحقیق تو نے نافرمانی کی

قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿91﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ

اس سے پہلے اور تو فسادیوں میں سے تھا۔ پس آج کے دن بچالیں گے ہم تیرے جسم کو تاکہ ہوجائے تو ان لوگوں کے لئے

ع ۱۴ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿92﴾

جو تیرے بعد آئیں گے نشانی، اور بیشک بہت سے لوگوں میں ایسے ہیں جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰتَيْتَ: تو نے دیا، مَلَاَهٗ: اس کے سردار، لِيُضِلُّوْا: (تاکہ) وہ گمراہ کریں، سَبِيْلِكَ: تیرا راستہ، اِطْمِسْ: بنیست

ونابود کرنا، اُشْدُدْ: سختی کر، اُجِيْبَتْ: قبول کی گئی، دَّعْوَتُكُمَا: تمہاری دعا، اِسْتَقِيْمَا: تم ثابت قدم رہو، لَا تَتَّبِعٰٓنِّ: تم پیروی نہ کرو، اَتْبَعَهُمْ: اس نے ان کا تعاقب کیا، اَدْرَكَهُ: اس نے اسے پالیا، اَلْغَرَقُ: غرق ہونا، اٰمَنْتُ: میں ایمان لایا، بَنُوْٓا: بیٹے، نُنَجِّيْكَ: ہم تجھے نجات دیں گے، بِبَدَنِكَ: تیرا بدن، خَلْفَكَ: تیرے پیچھے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ چل رہا ہے ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

(تفسیری نکات) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے بددعا:

وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ہارون علیہ السلام نے آمین کہی، رَبَّنَآ اے ہمارے پروردگار! اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً بیشک دی تو نے فرعون کو اور اس کی جماعت کو زینت وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور مال دنیا کی زندگی میں، بادشاہی، کرسی، اقتدار، مال دولت، کوٹھیاں باغات اور بڑا کچھ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ اے رب ہمارے اس لئے کہ وہ گمراہ کریں تیرے راستے سے، مال دیا ہے ان کو کہ مال کے بل بوتے پر انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ اے ہمارے پروردگار! مٹا دے ان کے مالوں کو وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور سخت کر دے ان کے دلوں کو فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ پس وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو۔

قَالَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا تحقیق قبول کر لی گئی ہے تم دونوں کی دعا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی اور ہارون علیہ السلام نے امین کہی تھی، امین کہنے والا بھی دعا میں شریک ہوتا ہے۔

اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کے سونے چاندی کے سکے پتھر بن گئے اور ہیرے موتی سب عام پتھر بن گئے۔ وہ جب برتنوں کو کھول کر دیکھتے تو سونے چاندی کے سکوں کی جگہ پتھر پڑے ہوئے تھے فرعون اور اس کی قوم والوں کے باغ اجڑ گئے، دوکانیں تباہ ہو گئیں، قیمتی چیزیں پتھر بن گئیں، اٹھا کے سڑک کے کنارے پھینک دیتے، مالی حیثیت ختم ہو گئی اور دعا کی قبولیت سامنے آ گئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَقِيْمَا پس تم دونوں ڈٹ کر رہو، تھوڑے سے آدمی ان کے ساتھ تھے کیونکہ فرعون کا غلبہ تھا، اقتدار تھا اور بڑا ظالم تھا جو کلمہ پڑھتا تھا اس پر بڑی سختی کرتا تھا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور نہ پیروی کرنا تم ان لوگوں کے راستے کی جو نہیں جانتے۔

فرعون کا غرقابی کے وقت توبہ کی کوشش کرنا:

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ اور ہم نے پار کر دیا بنی اسرائیل کو سمندر سے فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ پس

پیچھا کیا ان کا فرعون نے اور اس کے لشکر نے، بہت بڑا لشکر تھا بَغۡيًا وَّعَدۡوًا ؕ سرکشی کرتے ہوئے اور زیادتی کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی کے حقوق میں سرکشی کی اور اللہ تبارک وتعالی کے بندوں پر زیادتی کے لئے تیار ہو گئے، سارے غرق ہو گئے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدۡرَكَهُ الۡغَرَقُ ۙ یہاں تک کہ جب پا لیا فرعون کو غرق ہونے نے قَالَ کہنے لگا اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِيۡلَ ایمان لایا میں کہ بیشک شان یہ ہے کوئی معبود نہیں ہے مگر وہی جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اور میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں آٰلۡـٰٔنَ اللہ تبارک وتعالی کے فرشتے جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی اب ایمان لاتا ہے وَقَدۡ عَصَيۡتَ قَبۡلُ اور تحقیق تو نے نافرمانی کی اس سے پہلے وَكُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ اور تو فسادیوں میں سے تھا۔

فرعون کی لاش کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا:

فَالۡيَوۡمَ نُـنَجِّيۡكَ بِبَدَنِكَ پس اے فرعون ہم آج کے دن تیرے جسم کو بچا لیں گے اور ہم تیرے بدن کو سمندر کے کنارے پھینک دیں گے لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰيَةً ؕ تاکہ ہو جائے تو ان لوگوں کے لیے جو تیرے بعد آئیں نشانی۔ اور ایک تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے یعنی تیری بدن کو سلامت رکھیں گے، پھر فرعون کی لاش مشک بنی ہوئی باہر پڑی تھی کہ پیٹ میں پانی بھر گیا تھا تاکہ پچھلوں کو پتا چلے کہ یہ ہے وہ فرعون جو کہتا تھا " اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى " (نازعات:۲۱) " تمہارا بڑا رب تو میں ہوں "۔ آج دیکھو اس کا یہ حال ہے، مصر کے عجائب گھر میں کئی فرعونوں کی لاشیں پڑی ہیں، صدیاں گذر گئیں ہیں لوگ وہاں جا کے دیکھتے ہیں، آج سے چند سال قبل مصر کی حکومت نے کہا کہ اس کو دفن کر دینا چاہیے، دوسروں نے کہا کہ نہیں! کیونکہ یہی سلسلہ چلا آ رہا ہے اور لوگ آ کر اس کو دیکھتے ہیں لہذا دفن نہیں کرنا چاہیے تو پھر حکومت کی رائے بدل گئی وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ اور بیشک بہت سے لوگوں میں ایسے ہیں عَنۡ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں، ہماری قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور ہماری نشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ‌ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا

اور البتہ تحقیق ہم نے جگہ دی بنی اسرائیل کو بڑی اچھی جگہ اور ان کو روزی دی پاکیزہ چیزوں کی پس نہیں اختلاف کیا انہوں نے

حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ

یہاں تک کہ ان کے پاس علم آ گیا۔ بیشک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں کے بارے میں

یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنۡ كُنۡتَ فِیۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ فَسۡـَٔلِ

جن میں اختلاف کرتے تھے۔ پس اگر آپ ﷺ شک میں ہیں اس چیز کے بارے میں جو ہم نے آپ ﷺ کی طرف

الَّذِیۡنَ یَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَقُّ

نازل کی پس آپ ﷺ پوچھ لیں ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب آپ ﷺ سے پہلے، البتہ تحقیق آچکا ہے حق

مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۹۴﴾

آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے رب کی طرف سے پس ہرگز نہ ہوں آپ ﷺ شک کرنے والوں میں سے۔

وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوۡنَ مِنَ

اور ہرگز نہ ہوں ان لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتوں کو پس آپ ﷺ ہوجائیں گے نقصان

الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ عَلَیۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۶﴾

اٹھانے والوں میں سے۔ بیشک وہ لوگ جن پر لازم ہوچکا ہے آپ ﷺ کے رب کا فیصلہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۹۷﴾

اوراگرچہ آجائے ان کے پاس ہرقسم کی نشانی یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَوَّاۡنَا: ہم نے ٹھکانہ دیا، اِسۡئَلِ: توسوال کر، یَقۡرَءُوۡنَ: وہ پڑھتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ چل رہا تھا ان آیات میں بنی اسرائیل پر انعامات اوران کی ناشکریوں کا تذکرہ ہے۔

(تفسیری نکات) بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اوران کی سرکشی:

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ اورالبتہ تحقیق ہم نے جگہ دی بنی اسرائیل کو بڑی اچھی جگہ، بنی اسرائیل جب وادی تیہ پہنچے (جس کو آج کل وادی سینا کہتے ہیں)۔ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ اورہم نے ان کو روزی دی پاکیزہ چیزوں کی، تیارکھانا من وسلویٰ وقت پر آجاتا تھا لیکن کہنے لگے ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کرسکتے ہمیں پیاز، دال مسور کی اورفلاں فلاں چیزیں چاہئیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں اعلیٰ چیزیں بلا مشقت مل رہی ہیں ان کو چھوڑ کرادنیٰ مانگتے ہو " اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ "۔ (بقرہ:۶۱) "شہر میں اترجاؤ بیشک تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جو

تم نے مانگا ہے"۔ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی اس کے بعد یہ وادی سیناء سے نکل کر شام کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت شام، فلسطین، اردن اور وہ علاقہ جو اس وقت اسرائیل کے پاس ہے یہ سارا مجموعہ ارض مقدس اور کنعان کہلاتا تھا۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ پس نہیں اختلاف کیا انہوں نے یہاں تک کہ ان کے پاس آ گیا، علم آنے کے بعد انہوں نے اختلاف کیا اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے، یہ اختلاف ان کا محض ضد کی وجہ سے تھا۔

فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ کی تفسیر:

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم شک میں ہیں، یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر سمجھایا امت کو جا رہا ہے، بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ۔

؎ گفتہ اید در حدیث دیگراں

سمجھانا کسی کو ہوتا ہے اور خطاب کسی اور کو ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شک ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اس چیز کے بارے میں جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے، پھر سمجھ لیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے لوگوں کو بتایا ہے کہ اگر تمہیں شک ہے تو پہلے ان لوگوں سے پوچھ لو جو کتاب پڑھتے ہیں۔ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ البتہ تحقیق آ چکا ہے حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس ہرگز نہ ہوں آپ شک کرنے والوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے دوسروں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اے عرب کے رہنے والو! اگر تمہیں اپنے بارے میں نبوت ورسالت اور کتاب کے ملنے میں شک ہے تو پہلے جو کتابیں پڑھتے ہیں توریت انجیل ان سے پوچھ لیں، کیونکہ توریت، انجیل اور زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں موجود ہیں، ہزارہا تحریفات کے باوجود آج بھی اشارات موجود ہیں، انجیل یوحنا میں یہ آیت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں اور حواریوں سے فرمایا کہ "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"۔ (باب ۱۵: آیت ۳۰)

اور انجیل متی میں ہے "میں آنے والے کی جوتیاں اٹھانے کے قابل بھی نہیں ہوں"۔ بیشک عیسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ پیغمبر ہیں، نبی ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا تو کوئی پیغمبر بھی نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ساری مخلوق میں آپ ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور ہرگز نہ ہوں ان لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتوں کو، آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا جا رہا ہے، فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ پس آپ ﷺ ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ یہ بھی امت کو خطاب کیا جا رہا ہے۔

یہود اور نصاریٰ ضد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے:

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ بیشک وہ لوگ جن پر لازم ہو چکا ہے آپ ﷺ کے ربّ کا فیصلہ لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ شروع ہی سے فیصلہ نہیں فرما دیتے کہ یہ ایمان نہیں لائے گا، بلکہ جب وہ کفر پر ڈٹ جاتے ہیں اور ایمان نہ لانے کا فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم نے نہیں ماننا تب اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے متعلق فیصلہ فرما دیتے ہیں اور ان سے ایمان لانے کی صلاحیت ختم کر دیتے ہیں پھر وہ ایمان نہیں لاتے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جبراً نہ کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ گمراہ کرتا ہے۔ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ اور اگرچہ آ جائے ان کے پاس ہر قسم کی نشانی ایمان نہیں لائیں گے حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا

پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر نفع پہنچاتا اس کو اس کا ایمان مگر یونس علیہ السلام کی قوم جس وقت وہ ایمان لائی دور کر دیا

كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ

ہم نے ان سے رسوائی والا عذاب دنیا کی زندگی میں اور ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ایک وقت تک۔ اور اگر چاہے

رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى

تیرا رب البتہ ایمان لے آئیں جو بھی ہیں زمین میں سب کے سب، کیا پس آپ ﷺ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں یہاں تک کہ

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى

وہ ہو جائیں مومن۔ اور نہیں ہے کسی نفس کو اختیار کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان

الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ

لوگوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ فرما دیں کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور نہیں فائدہ دیتیں نشانیاں

وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا

اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے۔ پس یہ نہیں انتظار کرتے مگر ان لوگوں کے دنوں کی طرح جو گزرے ہیں

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ قُلۡ فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّیۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّیۡ

ان سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں پس تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم نجات

رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیۡنَا نُنۡجِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿١٠٣﴾ ع ١٥

دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے، اسی طرح لازم ہے ہمارے اوپر کہ ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَفَعَهَاۤ: اس نے انہیں نفع دیا، مَتَّعۡنٰهُمۡ: ہم نے انہیں نفع دیا، كُلُّهُمۡ: سب کے سب، تُكۡرِهُ: تو مجبور کرتا ہے، اُلنُّذُرُ: ڈرانے والے، یَنۡتَظِرُوۡنَ: وہ انتظار کرتے ہیں، نُنَجِّیۡ: ہم نجات دیں گے، نُنۡجِ: ہم نجات دیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرمایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل جس قدر مرضی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں ایمان لانے والے نہیں ہیں یہاں ذکر ہے کہ صرف عذاب کی نشانی دیکھ کر توبہ کرنے والی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم تھی۔

(تفسیری نکات) حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے علاوہ سرکش قوموں میں سے کسی کو نجات نہیں ملی:

فَلَوۡلَا كَانَتۡ قَرۡیَةٌ اٰمَنَتۡ پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی فَنَفَعَهَاۤ اِیۡمَانُهَاۤ پھر نفع پہنچاتا اس کو اس کا ایمان، یعنی عذاب آنے کے بعد کسی بستی والوں کو ان کے ایمان نے نفع نہیں دیا اِلَّا قَوۡمَ یُوۡنُسَ ؕ مگر یونس علیہ السلام کی قوم لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا جس وقت وہ ایمان لائی كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡیِ دور کر دیا ہم نے ان سے رسوائی والا عذاب فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا دنیا کی زندگی میں وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰی حِیۡنٍ اور ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ایک وقت تک، عذاب آجانے کے بعد کسی قوم کو نجات نہیں ملی سوائے یونس علیہ السلام کی قوم کے۔

حضرت یونس علیہ السلام کے حالات وواقعات:

عراق کے صوبہ موصل میں ایک شہر جس کا نام نینوا تھا اور یہ شہر آج بھی موجود ہے، یہ بڑا مرکزی شہر تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب اس کی آبادی تھی، سورۃ الصافات میں ہے "وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ یَزِیۡدُوۡنَ"۔ اور بھیجا ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف"۔ حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام متی تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت ورسالت عطا فرما کر اس قوم کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی شادی بھی ہوئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے دولڑکے بھی عطا فرمائے۔ عرصہ دراز تک انہوں نے اس قوم کو حق سنایا اور پہنچایا مگر کوئی شخص بھی ایمان نہ

لایا سوائے اہلیہ محترمہ کے اور والد صاحب فوت ہو گئے تھے اور کوئی رشتہ دار نہیں تھا، اللہ تعالیٰ، نے دھمکی بھیجی کہ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا، ایک آدمی نے استہزاء کے طور پر کھڑے ہو کر کہا کہ کب تک آئے گا؟ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تین دن تک آئے گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا چالیس دن تک آئے گا حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دن کی تعیین نہیں تھی یہ حضرت یونس علیہ السلام سے اجتہادی غلطی ہوئی کہ انہوں نے از خود تعیین فرما دی، پھر جب تین دن یا چالیس دن پورے ہونے لگے تو حضرت یونس علیہ السلام اپنی بیوی اور دونوں بچوں کو جن میں ایک کی عمر دس سال تھی اور ایک کی سات سال تھی لیکر چل پڑے کہ ان پر تو عذاب آئے گا میں اس معذب قوم میں کیوں رہوں؟ حالانکہ اُن کو اُس علاقے سے جانے کا حکم بھی ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا تھا یہ بھی انہوں نے اپنے اجتہاد کے ساتھ ایسا کیا اور ایک تفسیر یہ بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ میری تعیین کا پابند تو نہیں ہے کہ وہ تین دن یا چالیس دن میں عذاب لے لائے اور اگر عذاب نہ آیا تو لوگ مجھے شرمندہ کریں گے اس لئے وہاں سے چل پڑے، اب یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ کہاں جانا ہے؟ ایک طرف رخ کر کے چل پڑے کچھ آگے گئے تو دیکھا کہ معزز لوگوں کا قافلہ آ رہا ہے، قافلے والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو گھیر لیا اور کہنے لگے تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغمبر ہوں قوم کو تبلیغ کرتا رہا ہوں لیکن انہوں نے مانا نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عذاب کی دھمکی سنا کر میں جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بیوی کو ساتھ نہیں لے جا سکتے بڑی منت سماجت کی بحث مباحثہ ہوا فرمایا پیغمبر کی بیوی ہے کہنے لگے ہوگی مگر ہم نہیں چھوڑیں گے چنانچہ چھین کر لے گئے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ کتنے صدمے کی بات تھی آگے گئے تو ایک نہر تھی جس کا پانی بڑا تیز چل رہا تھا اس کو عبور کر کے دوسری طرف جانا تھا ایک بچے کو نہر کے کنارے بٹھایا کہ ایک کو چھوڑ آؤں پھر دوسرے کو لے جاؤں گا، جس وقت نہر کے درمیان میں پہنچے تو دیکھا کہ کنارے والے بچے کو بھیڑیا اٹھا کے لئے جا رہا ہے دریا کے کنارے والے بچے کی حالت کو دیکھ کر کانپ گئے تو جو بچہ کندھے پر تھا وہ نہر میں گر گیا بڑی کوشش کی کچھ نہ کر سکے، باہر نکل کر پریشانی میں گھوم رہے ہیں، کبھی ادھر کبھی ادھر، دونوں کا کوئی سراغ نہ لگا، بیوی بچوں سے ناامید ہو کر آگے چلے تو آگے دریا تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریائے فرات تھا جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ دریائے دجلہ تھا، دریائے فرات کے کنارے کشتی تھی اس پر سوار ہوئے کشتی ہچکولے کھانے لگی ملاحوں نے کہا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آتا ہے تب کشتی کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ غلام میں ہوں کسی کو یقین نہ آیا شکل غلاموں والی نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام پیغمبر نورانی خوبصورت بارعب چہرہ والے ہوتے ہیں اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ کشتی میں سواریاں زیادہ تھیں اگر ایک سواری کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقیوں کی جان بچ سکتی ہے "فَسَاهَمَ" اس کے لیے قرعہ اندازی ہوئی

حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا کشتی والوں نے ان کو دریا میں ڈال دیا حضرت یونس علیہ السلام "فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ"۔(سورۃ الصّف) "پس لقمہ بنالیا ان کو ایک مچھلی نے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یہ تیری خوراک نہیں ہیں تیرا پیٹ ان کے لئے جیل خانہ ہے، مچھلی کے پیٹ میں کتنے دن رہے؟ مختلف تفسیریں ہیں تین دن، آٹھ دن، بیس دن یا چالیس دن، مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا کی "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔(سورۃ الانبیاء) "نہیں کوئی معبود سوائے تیرے تیری ذات پاک ہے بیشک میں ہی قصورواروں میں سے ہوں"۔ "فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ"۔ پس ہم نے ان کی بات کو سن لیا اور ہم نے ان کو نجات دی غم سے"۔ اور سورۃ صافات میں فرمایا کہ اگر یہ دعا نہ کرتے "لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ"۔ البتہ ٹھہرتے وہ اس مچھلی کے پیٹ میں لوگوں کے دوبارہ اٹھنے کے دن تک"۔ یعنی دنیا کی طرف آنا نصیب نہ ہوتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا حضرت یونس علیہ السلام کی حالت اُس وقت انتہائی کمزور تھی کہ کئی دن خوراک بھی نہیں ملی اور تازہ ہوا بھی نہ ملی بڑے پریشان ہوئے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیل دار درخت اگا کے سائے کا انتظام فرمایا، سورۃ صافات میں ہے "وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ"۔ اور اگایا ہم نے ان کے اوپر ایک بیلدار درخت جیسے کدو کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں تاکہ ان کو دھوپ میں تکلیف نہ ہو، ادھر ہرنی کا بچہ گم ہو گیا تھا وہ اپنے بچے کو تلاش کرتی پھرتی تھی حضرت یونس علیہ السلام ملے تو اس نے سمجھا کہ میرا بچہ یہاں ہے قریب آئی انہوں نے لیٹے لیٹے ہرنی کا دودھ پیا تازہ ہوا بھی لگی بدن میں قوت آئی اٹھ کر چل پڑے۔ ایک قافلے والوں کے پاس اپنا بچہ دیکھا ان کو کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اس کے وارث کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں فرمایا وارث تو میں ہوں یہ میرا بیٹا ہے نہر میں گر گیا تھا انہوں نے کہا کہ یہ نہر میں بہتا جارہا تھا ہم نے اس کو نہر سے نکال لیا، فرمایا میرے ایک بیٹے کو بھیڑیا لے گیا تھا وہ کہنے لگے کہ فلاں علاقے والوں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک چرواہے نے بھیڑے سے بچہ چھڑوایا ہے اور وہ بچہ ان لوگوں کے پاس ہے، وہاں گئے تو دوسرا بچہ بھی مل گیا بڑی خوشی ہوئی غم کافی کم ہو گیا آگے جارہے تھے تو دیکھا جنہوں نے بیوی چھینی تھی وہ قافلے والے بیوی لے کر آرہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے انہوں نے کہا لو تمہارا امتحان ہو گیا ہے بیوی لے جاؤ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں، یہ میکائیل علیہ السلام ہے، یہ اسرافیل علیہ السلام ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنسی خواہشات سے بالکل پاک ہیں، بیوی بچے مل گئے بڑی خوشی ہوئی، ادھر قوم نے جب اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آثار دیکھے تو من الحیث القوم سب نے توبہ کی روئے گڑگڑائے ان کو روتا دیکھ کر جانور بھی رونے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی اور عذاب ٹال دیا۔ اب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش شروع کی کہ کہاں ہیں مل جائیں تو ہم ان کی بیعت کریں حضرت یونس علیہ السلام واپس آگئے قوم کو بڑی خوشی ہوئی قوم نے کہا حضرت اللہ تعالیٰ کا عذاب آچکا تھا ہم نے

توبہ کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے عذاب ٹال دیا، ہم آپ کی تلاش میں تھے اب آپ ہمیں مسلمان بنائیں، یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے جو حضرت یونس علیہ السلام اور آپ کی قوم کے ساتھ پیش آیا۔

اللہ چاہے تو روئے زمین کے سب جن وانس کو مؤمن بنادے:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ اور اگر چاہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ البتہ ایمان لائیں جو بھی ہیں زمین میں سب کے سب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو ایمان پر مجبور کردے جیسا کہ فرشتوں میں کفر کا مادہ ہی نہیں رکھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان پر مجبور کیا ہوا ہے اسی طرح انسانوں اور جنوں کو بھی مجبور کرسکتا ہے کہ یہ کفر کر ہی نہ سکیں، مگر ایسا کرتا نہیں ہے کیونکہ پھر امتحان ختم ہوجاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرسکتے:

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو مجبور کرسکتے ہیں حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یہاں تک کہ وہ ہوجائیں مومن، ایمان پر مجبور کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے حق پہنچا دینا وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ اور نہیں ہے کسی نفس کو اختیار کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ جب اپنی مرضی سے ایمان کی طرف قدم اٹھائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق عطا کرے گا اور اگر قدم نہیں اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ زبردستی توفیق نہیں دیتا، تو انہوں نے ایمان کی طرف قدم نہیں اٹھایا کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ڈالتا ہے گندگی، ان لوگوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے عقل سے کام نہیں لیتے، ان کے ذہن گندے، ان کے دل گندے اور ان کے بدن روحانی طور پر گندے ہیں قُلِ انْظُرُوْا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں دیکھو مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

ایمان نہ لانے والوں کو نشانیاں اور رسول بھی فائدہ نہیں دیتے:

وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ اور نہیں فائدہ دیتیں نشانیاں اور ڈرانے والے عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے۔ جو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں وہاں نشانیاں کیا کریں گی اور ڈرانے والے کیا کریں گے، آپ کئی دفعہ پڑھ چکے ہو کہ مکہ کے مشرکوں نے کہا کہ یہ چاند دو ٹکڑے ہوجائے تو ہم مان لیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کردیا، ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ تجھے بھی دو نظر آرہے ہیں؟ وہ کہتا ہاں! لیکن ایک بھی ایمان نہیں لایا۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ پس یہ نہیں انتظار کرتے اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ مگر ان لوگوں کے دنوں کی طرح خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ جو گذرے ہیں ان سے پہلے، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، حضرت ہود علیہ السلام کی قوم، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم،

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہ یہ اس انتظار میں ہیں کہ ان قوموں کی طرح عذاب آئے تو پھر مانیں گے قُلْ آپ فرما دیں فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ پس تم انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں، دیکھتا ہوں تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا پھر ہم نجات دیتے ہیں اپنے رسولوں کو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ان کو جو ایمان لائے كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ اسی طرح لازم ہے ہمارے اوپر کہ ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے انسانو! اگر ہو تم شک میں میرے دین کے بارے میں پس میں نہیں عبادت کروں گا ان کی جن

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ

کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے درے درے اور لیکن میں عبادت کروں گا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو تمہیں وفات

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿104﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ

دیتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں ایمان والوں میں سے۔ اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ قائم رکھیں اپنے چہرے کو دین

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿105﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

کے لئے یکسو ہو کر اور ہرگز نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرک کرنے والوں میں سے۔ اور نہ پکار اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے

یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا

اس مخلوق کو کہ وہ نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان پس بالفرض اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا پس بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت

مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿106﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا

ناانصافی کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پس نہیں کوئی دور کرنے والا مگر

هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۗ یُصِیْبُ بِهٖ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اور اگر وہ ارادہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھلائی کا پس کوئی نہیں رد کرنے والا اس کے فضل کو،

مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿107﴾ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ

پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے انسانو!

قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس حق تمہارے ربّ کی طرف سے پس جس نے ہدایت حاصل کی پس پختہ بات ہے اس نے

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ

ہدایت حاصل کی اپنے نفس کے لئے اور جو گمراہ ہوا پس پختہ بات ہے کہ وہ گمراہ ہوا ہے اپنے نفس کے برے کے لیے، اور نہیں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى

ہوں میں تم پر وکیل۔ اور پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں یہاں تک

يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ١٦

کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دِيْنِيْ: میرا دین، اَقِمْ: سیدھا رکھ، لَا تَدْعُ: تو نہ پکار، لَا يَنْفَعُكَ: وہ تجھے نفع نہیں دے گا، لَا يَضُرُّكَ: وہ تجھے نقصان نہیں دے گا، فَعَلْتَ: آپ نے ایسا کیا، يُرِدْكَ: (اگر) وہ تیرا ارادہ کرے، رَآدَّ: لوٹانے والا، اِهْتَدٰى: (جس نے) راہ پائی، يَهْتَدِيْ: وہ ہدایت پاتا ہے، وَاصْبِرْ: اور صبر کر۔

ربط:

سابقہ آیات میں مجرم اور سرکش قوموں کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ نیز آغاز سورۃ میں توحید کا تذکرہ فرمایا گیا تھا اب اختتام سورۃ میں شرک کی مذمت اور کفر کا رد کیا جا رہا ہے۔

(تفسیری نکات) اللہ کی وحدانیت کا اعلان اور شرک و کفر کی مذمت:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے انسانو! کالے ہو گورے ہو، عربی ہو، عجمی ہو جہاں کہیں بھی رہتے ہو اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ اگر ہو تم شک میں میرے دین کے بارے میں تو اس کو دور کر لو فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پس میں نہیں عبادت کروں گا ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے، غیر اللہ کی عبادت تم کرتے ہو میں نہیں کروں گا، وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ اور لیکن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کروں گا الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ جو تمہیں وفات دیتا ہے۔ یعنی جس کے قبضے میں موت وحیات ہے اس خالق ومالک کے سوا میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔

وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ ہو جاؤں میں ایمان والوں میں سے اور مجھے اس کا حکم ہے کہ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ اور یہ کہ قائم رکھیں اپنے چہرے کو دین کے لئے یکسو ہو کر، مطلب یہ ہے کہ صرف دین پر چلیں، ایسا نہیں کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کہ کچھ کام دین کے کر لیے اور کچھ رسمیں کر لیں، کچھ اللہ تعالیٰ کی

عبادت کرلی اور کچھ قبروں کی پوجا کرلی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کے دین پر چلیں ، یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھایا ہے وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ہرگز نہ ہوں آپ ﷺ شرک کرنے والوں میں سے۔ نبی اور شرک جمع ہونے کا تصور بھی نہیں ، آگ اور پانی تو جمع ہو سکتے ہیں لیکن نبی اور شرک جمع نہیں ہو سکتے۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ پکار اللہ تعالیٰ سے ورے ورے مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ اس مخلوق کو کہ وہ نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان ، نافع بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور ضار بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ، نفع بھی وہی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی وہی پہنچاتا ہے۔

فَاِنْ فَعَلْتَ پس بالفرض اگر آپ ﷺ نے ایسا کیا فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ پس بیشک آپ ﷺ اس وقت ناانصافی کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا نہیں :

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ اور اگر پہنچائے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ پس کوئی نہیں دور کرنے والا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ اور اگر وہ ارادہ کرے آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ پس کوئی نہیں رد کرنے والا اس کے فضل کو۔

يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَهُوَ الْغَفُوْرُ اور وہ بخشنے والا ہے ، انسان قاعدے کے مطابق سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا الرَّحِيْمُ وہ رحم کرنے والا ہے ، قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ تحقیق آچکا ہے حق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے فَمَنِ اهْتَدٰى پس جس نے ہدایت حاصل کی فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے اس نے ہدایت حاصل کی اپنے نفس کے لیے کہ اس کا فائدہ خود کو ہوگا وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا پس پختہ بات ہے کہ وہ گمراہ ہوا ہے اپنے نفس کے برے کے لئے کہ اس کی گمراہی اس کے نفس پر ہوگی وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ اور نہیں ہوں میں تم پر وکیل کہ زبردستی تمہیں کفر شرک سے ہٹاؤں اور ہدایت پر مجبور کروں یہ میرا کام نہیں ہے۔ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ اور پیروی کریں اس چیز کی جو وحی کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف ، اس پیروی میں تکلیفیں بھی آئیں گی اور آئی بھی ہیں لیکن وَاصْبِرْ اور آپ ﷺ صبر کریں ، مخالفت ہوگی ، لڑائی جھگڑے ہوں گے ، گالیاں ہوں گی ، ماریں گے ، ہجرت بھی کرنی پڑے گی ، حق کہنا آسان بات نہیں ہے حق پر قائم رہنا بڑی مشکل بات ہے۔ تو فرمایا صبر کرو حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فیصلہ کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ " وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ "۔ (سورۃ صف) " اور اللہ تبارک وتعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں "۔ کڑھتے رہیں وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ، اللہ تعالیٰ علیم ہے ظاہر باطن کو جانتا ہے ، اس سے بہتر فیصلہ کون کر سکتا ہے؟

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ

سورۃ ھود علیہ السلام مکی سورۃ ہے قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس کا گیارواں نمبر (۱۱) ہے اور نزولی ترتیب کے لحاظ سے اس کا باون (۵۲) واں نمبر ہے یعنی اس سے پہلے اکیاون (۵۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس سے پہلے نازل ہونے والی سورت سورۃ یونس علیہ السلام ہے جو اس سے بالکل متصل قرآنی ترتیب کے لحاظ سے بھی ہے۔اس سورت کا نام حضرت ہود علیہ السلام کے نام نامی اسم گرامی کی مناسبت سے ہے اس لیے کہ اس میں اُن کا اور اُن کی قوم کا تذکرہ موجود ہے اس کی ایکسو تیئیس (۱۲۳) آیات ہیں اور دس (۱۰) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

الٓرٰ یہ کتاب ہے اس کی آیات کو محکم کیا گیا ہے پھر تفصیل کی گئی ہے حکمت والے اور خبردار کی طرف سے۔کہ نہ عبادت کرو تم مگر

اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿٢﴾ وَّاَنِ

صرف اللہ تعالیٰ کی بیشک میں تمہارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ

تم معافی مانگو اپنے پروردگار سے پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ فائدہ پہنچائے گا تم کو اچھا فائدہ ایک مدت مقرر تک اور دے گا

ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى اللّٰهِ

ہر فضیلت والے کو اس کی فضیلت۔اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں بڑے دن کے عذاب کا۔اللہ ہی کی

مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ

طرف تمہارا لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز قادر ہے۔خبردار بیشک وہ دوہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ چھپ جائیں اس سے

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ

خبردار جس وقت وہ پہنچتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے وہ جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾

مشکل الفاظ کے معانی:

اُحْكِمَتْ: ثابت کی گئیں، فُصِّلَتْ: واضح کی گئیں، مِنْ لَّدُنْ: نزدیک، اَلَّا تَعْبُدُوْٓا: یہ کہ تم عبادت نہ کرو، يُمَتِّعْكُمْ: وہ فائدہ دے گا تمہیں، يَثْنُوْنَ: وہ دہرے کرتے ہیں، يَسْتَغْشُوْنَ: وہ اوڑھتے ہیں، ثِيَابَهُمْ: اپنے کپڑے۔

ربط:

سورۂ یونس علیہ السلام کی آخری آیات میں شرک کی مذمت اور ردّ کیا گیا تھا۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان کروایا جارہا ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور تم اپنے گناہوں سے معافی کے لیے اُسی ذات کی طرف رجوع کرو جو ہر چیز پر قادر ہے۔

اہم نکات:

یہ سورت بھی حروف مقطعات سے شروع ہورہی ہے اور حروف مقطعات کی بحث ہم سورۃ البقرہ میں کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کرلی جائے۔

(تفسیری نکات) قرآن کے مضامین حکمت ودانائی پر مشتمل ہیں:

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ یہ کتاب ہے اس کی آیات کو محکم کیا گیا ہے، یعنی جو مضامین آیات میں ہیں وہ بڑے ٹھوس، بڑے مضبوط اور اٹل ہیں اور "احکمت" کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس کی آیتیں حکمت والی دانش ودانائی والی بنائی گئی ہیں ثُمَّ فُصِّلَتْ پھر تفصیل کی گئی ہے ان آیتوں کی یعنی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ حکمت والے اور خبردار کی طرف سے، حکیم خبیر اللہ تبارک وتعالی کے صفاتی نام ہیں اس سے بڑا حکمت والا کوئی نہیں ہے اور اس سے بڑا خبردار بھی کوئی نہیں ہے۔

قرآن حکیم کا اولین پیغام اللہ کی وحدانیت کا اعلان ہے:

اس کتاب قرآن پاک کا پہلا سبق یہ ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اللہ تعالیٰ کی، تمام پیغمبروں کا سبق اس جملے سے شروع ہوتا تھا "يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "۔اے میری قوم عبادت کرو اللہ تبارک وتعالی کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔" کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی مشکل کشا نہیں ہے، کوئی فریادرس اور دستگیر نہیں ہے، نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں، اگر تم اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرو

گے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا اور آخرت میں بھی اور قبر میں بھی عذاب ہوگا اور اگر تم فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں بھی آرام دے گا قبر میں بھی راحت ہوگی اور آخرت میں بھی کامیاب ہو جاؤ گے۔

اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو اور رجوع کرو:

وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اور یہ کہ تم معافی مانگو اپنے پروردگار سے۔ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ پھر اس کی طرف رجوع کرو، معافی کے بعد نیکیاں کرو یعنی توبہ سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں فرق ہونا چاہیے، جو کام پہلے کرتے تھے اب نہیں کرنے چاہئیں، یُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا وہ فائدہ پہنچائے گا تم کو اچھا فائدہ پہنچانا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک، جو وقت تمہاری موت کا لکھا ہوا ہے اس وقت تک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں پاک صاف ستھری زندگی عطا فرمائے گا وَّیُؤۡتِ كُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ اور دے گا ہر فضیلت والے کو اس کی فضیلت کا اجر، نماز روزے کا اجر دے گا، قرآن کریم پڑھتا ہے، درود شریف پڑھتا ہے اس کا اجر دے گا، تعلیم دیتا ہے تبلیغ کرتا ہے اس کا اجر ملے گا، اچھی بات کرتا ہے برائی سے منع کرتا ہے اس کا اجر ملے گا، مختصر یہ کہ ہر نیکی کا اللہ تبارک وتعالیٰ اجر دے گا وَاِنۡ تَوَلَّوۡا اور اگر تم پھر جاؤ گے اُس کے احکامات پر عمل نہیں کرو گے روگردانی کرو گے فَاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡكُمۡ تو بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں عَذَابَ یَوۡمٍ كَبِیۡرٍ بڑے دن کے عذاب کا، وہ بڑے دن کا عذاب مرنے کے بعد ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "مَنۡ مَّاتَ قَدۡ قَامَتۡ قِیَامَتُهٗ"۔ جو شخص مر گیا تحقیق اس کی قیامت قائم ہوگئی"۔ مجرم کو مرنے کے بعد جو سزا شروع ہوگی وہ کبھی ختم نہیں ہوگی، پہلے قبر میں پھر حشر میں پھر پل صراط پر گزرتے ہوئے پھر دوزخ میں ہوگی اور قیامت کا دن کہ جس میں حساب کتاب ہوگا وہ پچاس ہزار سال کا ہوگا اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس جانے میں شک نہ کرو کہ کس طرح جائیں گے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب احوال معلوم ہیں:

اب اگلی آیت کی دو تفسیریں ہیں اور دونوں احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

①: ایک یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے تھے تو سینے کو خوب جھکا کر بیٹھتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ادب کی خاطر کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ غلو فی الدین ہے۔ انسان انسان ہے پیشاب پاخانہ کرنا ہے غسل کرتے وقت بھی ننگا ہونا ہے، اسی طرح عورتوں کے ساتھ اختلاط کے وقت بھی ستر کھلتا ہے لہٰذا اتنا سکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَاۤ اِنَّهُمۡ یَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ خبردار بیشک وہ دہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو لِیَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ تاکہ چھپ جائیں اللہ تعالیٰ سے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے کون سی چیز چھپ سکتی ہے اَلَا حِیۡنَ یَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِیَابَهُمۡ خبردار جس وقت وہ پہنتے ہیں اپنے کپڑے یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ جانتا

ہے وہ جس کو وہ چھپاتے ہیں لہٰذا طبعی ضرورت کے وقت کپڑے اتارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے۔

②: دوسری تفسیر یہ ہے کہ منافق بھی آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تھے، جب ان کے مطلب کی بات ہوتی تو بڑے خوش ہو کر بیٹھتے اور جب ان پر کوئی ذمہ داری اور بوجھ پڑتا کہ جہاد کا حکم ہوتا یا چندے کی اپیل ہوتی یا آپ ﷺ فرماتے کہ فلاں آدمی کی امداد کرو تو اس وقت اپنے سینوں کو دوہرا کرتے چھپنے کے لئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ سے کون چھپ سکتا ہے؟ وہ تو سب کچھ جانتا ہے، جس کو مخفی کرتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے اور جس کو ظاہر کرتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو بندوں کے خیالات کو بھی اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتا ہے خالق جو ہوا اس پر کوئی شے مخفی نہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ

اور نہیں ہے کوئی جاندار چیز زمین میں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے ہے اس کا رزق اور وہ جانتا ہے اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو اور

مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اس کے سونپنے کی جگہ کو، ہر چیز کھلی ہوئی کتاب میں درج ہے۔ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ

اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ

دنوں میں اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ امتحان لے تمہارا کہ کون تم میں سے زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے۔ اور البتہ اگر

قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا

آپ ﷺ ان سے کہتے کہ بیشک تم کھڑے کئے جاؤ گے مرنے کے بعد البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں نہیں ہے یہ مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ

کھلا جادو۔ اور البتہ اگر ہم مؤخر کر دیں ان سے عذاب کو ایک مدت تک جو گنی ہوئی ہے البتہ ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا ہے

اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞

عذاب کو۔ خبردار جس دن آئے گا نہیں پھیرا جائے گا ان سے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رِزْقُهَا: اس کا رزق، مُسْتَقَرَّهَا: اس کے قرار کی جگہ، مُسْتَوْدَعَهَا: اس کو سونپنے کی جگہ، عَرْشُهٗ: اس کا عرش،

مَبْعُوْثُوْنَ: اٹھائے جانے والے، اَخَّرْنَا: ہم نے مؤخر کیا، مَا یَحْبِسُهٗ: کس نے روک رکھا ہے اسے، مَصْرُوْفًا: ٹالا ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان تھا ان آیات میں بھی اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت اور خالقیت کا بیان ہے۔

اہم نکات: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ
کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ انسانی ذہن میں طبعی طور پر یہ سوال آتا ہے کہ اوّل مخلوقات کیا چیز ہے؟ تو اس سلسلے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے النشر الطیب میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ نُوْرِیْ کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔

میں اس سلسلے میں تقریباً تیس سال سے سرگرداں ہوں، مصنف عبدالرزاق کے نسخے دستیاب نہ تھے، کسی نے مجھے بتلایا کہ کشمیر میں کسی کے پاس ایک نسخہ ہے میں وہاں گیا پہاڑوں پر کئی کئی گھنٹوں تک مسلسل سفر کیا لیکن وہاں سے بھی وہ روایت نہ مل سکی اور کئی جگہ لوگوں نے بتلایا کہ فلاں جگہ فلاں کے پاس ہے وہاں میں گیا کسی جگہ کو نہیں چھوڑا ابھی تک مصنف عبدالرزاق میں مجھے یہ روایت نہیں مل سکی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نور سے مراد روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ معنی مرقات وغیرہ میں ہے بعض نے اس کو جعلی روایت قرار دیا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ پہلے عرش کو پیدا کیا اور ایک اور روایت میں ہے کہ اوّل المخلوقات قلم ہے۔ ہماری ذاتی تحقیق یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے درست قلم والی روایت ہے عرش والی روایت صحیح نہیں اسی طرح عقل والی روایت بھی صحیح نہیں۔

(تفسیری نکات) تمام مخلوق کو رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے:

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اور نہیں ہے کوئی جاندار چیز جو حرکت کرتی ہے زمین میں چاہے وہ انسان ہوں یا جنات، حیوانات ہوں یا حشرات الارض، کیڑے مکوڑے ہوں یہ سب دابۃ کے تحت ہیں، تو لازمی معنی ہے جو جاندار چیز ہے۔ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے ہے اس کا رزق، حیوانات انسان کی بنسبت بہت زیادہ کھاتے ہیں ان کو بھی رزق اللہ تبارک وتعالیٰ دیتا ہے اور وقت پر دیتا ہے، کیڑے مکوڑوں، چرند پرند سب کو رزق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا اور وہ جانتا ہے اس جاندار کے مستقر کو کہ اس نے جہاں رات کو ٹھہرنا ہے وَمُسْتَوْدَعَهَا اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو کہ کہاں دفن کیا جائے گا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ہر چیز کھلی کتاب میں درج ہے کھلی کتاب کا نام لوح محفوظ ہے۔ جب سے کائنات پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر مؤمنین کے دخول جنت اور کفار کے جہنم میں داخل ہونے تک سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے لوح کا معنی تختی ہے یعنی وہ ایک تختی ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب کچھ لکھا ہوا ہے اور لوح محفوظ میں جو کچھ درج ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ در کروڑ واں حصہ بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے ابدی ہے مخلوق کی پیدائش سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا علم تھا دخول جنت اور نار کے بعد نہ ختم ہونے والی زندگی جو لوح محفوظ میں درج نہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے۔ لوح محفوظ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ ہے۔

زمین اور آسمانوں کی پیدائش کا بیان:

وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں۔

چھ دنوں سے مراد چھ دنوں کا ٹائم ہے کیونکہ دن تو نام ہے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کا اور اس وقت نہ سورج تھا نہ اس کا طلوع اور غروب ہونا تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین تھی یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں سب کچھ کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود زمین اور آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا مخلوق کو بتانے کے لئے کہ تمہارے کام بھی تدریجی یعنی آہستہ آہستہ ہونے چاہئیں وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ اور تھا اس کا عرش پانی پر، مستدرک حاکم حدیث کی کتاب ہے اس میں یہ روایت ہے کہ پوچھنے والے نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عرش کس چیز پر تھا؟ انہوں نے فرمایا "علی الریح"۔ ہوا پر تھا۔ ہوا کس چیز پر تھی؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت پر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سب سے بڑی ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے:

وَلَئِنْ قُلْتَ اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہتے اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ کہ بیشک تم کھڑے کئے جاؤ گے مرنے کے بعد لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ھذا کا مشار الیہ "بعث بعد الموت بھی ہے۔ پھر مطلب یہ بنے گا کہ مرنے کے بعد اٹھنا یہ جادو کی بات ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ اور البتہ اگر ہم مؤخر کر دیں ان سے عذاب کو ایک مدت تک جو گنی ہوئی ہے۔ یہاں امت سے تین معانی لیے گئے ہیں

① مدت اور یہاں یہی معنی مراد لیے گئے ہیں۔ ② گروہ، ③ امام یعنی پیشوا۔ لَّيَقُوْلُنَّ البتہ ضرور کہیں گے مَا يَحْبِسُهٗ کس چیز نے روکا ہے عذاب کو عذاب کیوں نہیں آتا؟ اَلَا خبردار يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ جس دن آئے گا وہ ان کے پاس نہیں پھیرا جائے گا ان سے۔ فرعون کے پاس عذاب آیا تو اس کو غرق کر کے چھوڑا، قوم عاد و ثمود کو نیست و نابود کیا، قوم لوط اور دوسری قوموں کو ہلاک کیا۔ ان کے پاس بھی عذاب آئے گا تو بچ نہیں سکیں گے۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے، جب عذاب آئے گا تو وہ ان کو گھیرلے گا اور ان سے ہٹایا نہیں جاسکے گا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿9﴾

اور البتہ اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت پھر ہم اس سے چھین لیں وہ رحمت بیشک وہ البتہ ناامید ہوجاتا ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ

ناشکری کرتا ہے اور البتہ اگر ہم اس کو چکھائیں نعمت تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی ہے البتہ ضرور کہے گا وہ دور ہوگئی ہیں مجھ سے

اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿10﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

تکلیفیں بیشک وہ اترانے والا اور شیخی بگھارنے والا ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اچھے عمل کئے انھی لوگوں کے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿11﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔ پس شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑنے والے ہیں بعض وہ چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی

وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ

ہے اور تنگ ہوتا ہے اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہیں اتارا گیا اس پر خزانہ یا کیوں نہیں آیا اس

مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿12﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کے ساتھ فرشتہ پختہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہر شے کا کارساز ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ

یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پس لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلالو جس کو تم طاقت

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿13﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ

رکھتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے اگر ہو تم سچے۔ اگر وہ جواب نہ دے سکیں پس تم جان لو بیشک یہ قرآن اتارا گیا

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کے مطابق اور یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف وہی پس کیا تم مسلمان ہونے والے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَزَعْنٰهَا: ہم چھین لیتے ہیں اسے، لَيَئُوْسٌ: نا اُمید، كَفُوْرٌ: ناشکرا، اَذَقْنٰهُ: ہم نے چکھا دیا اس کو، نَعْمَآءَ: نعمتیں، مَسَّتْهُ: پہنچی اس کو، لَفَرِحٌ: اترانے والا، فَخُوْرٌ: شیخی مارنے والا، لَعَلَّكَ: شاید کہ تو، تَارِكٌ: چھوڑنے والا، ضَآئِقٌ: تنگ، سُوَرٍ: سورتیں (جمع)، مُفْتَرَيٰتٍ: گھڑی ہوئی۔

ربط:

چونکہ عمومی طور پر سورت کے آغاز سے کفار کی ہٹ دھرمی اور انکار توحید کا بیان چل رہا ہے تو اب بھی وہی بیان ہے مگر دراصل یہ ہر اُس انسان کا طرز عمل ہے جو دین کی راہ پر نہیں ہے کہ راحت میں انسان شیخی خورہ اور اترانے والا ہوتا ہے اور حالت تکلیف میں انسان نا اُمیدی کی کیفیت میں ناشکری اور کفرانِ نعمت والے کلمات کہتا ہے۔

(تفسیری نکات) انسان اکثر ناشکرے اور شیخی باز ہوتے ہیں:

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً اور اگر ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت اللہ کی رحمتوں میں سے اولاد بھی رحمت ہے اور جائز طریقے سے جو مال حاصل کیا گیا ہے وہ بھی رحمت ہے دنیا کی ترقی اور جائز اقتدار بھی رحمت ہے۔ اسی طرح کاشتکار کی فصل خوب ہوتی ہے جانور پھلتے پھولتے ہیں یہ رحمت ہے تو رحمت کی بہت سی اقسام ہیں ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ پھر ہم اس سے چھین لیں وہ رحمت اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ بیشک البتہ وہ نا امید ہو جاتا ہے ناشکری کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ رحمتیں کرتا ہے وہ چھین بھی سکتا ہے نا امید اور ناشکرا ہونا کیسا ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ اور البتہ اگر ہم اس کو چکھائیں نعمت تکلیف کے بعد مَسَّتْهُ جو تکلیف اس کو پہنچی ہے اس سے پہلے دولت آ گئی نعمت آ گئی لَيَقُوْلَنَّ البتہ ضرور کہے گا وہ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ دور ہو گئی ہیں مجھ سے تکلیفیں اور تکلیفیں دور ہونے کے بعد عموماً لوگ غافل ہو جاتے ہیں اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ بیشک وہ اترانے والا اور شیخی بگھارنے والا ہوتا ہے ان نعمتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں اور شیخی بگھارتا ہے کہ میرے پاس یہ ہے وہ ہے، کچھ زبان سے ادا کرتا ہے اور کچھ دل سے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا تکلیفوں پر۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اور اچھے عمل کئے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ انہی لوگوں کے لئے بخشش ہے وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ اور بڑا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

مشرکین کے فضول مطالبے:

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ پس شاید کہ آپ ﷺ چھوڑنے والے ہیں بعض وہ چیز جو آپ ﷺ

کی طرف وحی کی گئی ہے وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اور تنگ ہوتا ہے اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ یعنی جو مشکل چیزیں ہیں ان کو نہ آپ نے چھوڑا اور نہ چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر امکان تو ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں اَنْ يَّقُوْلُوْا کہ یہ لوگ کہتے ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ کیوں نہیں اتارا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خزانہ"۔ اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ یا کیوں نہیں آیا ان کے ساتھ فرشتہ۔ دیکھو آج صوبے کا وزیر اعلیٰ یا گورنر سڑک پر سے گزرے تو آگے پیچھے پولیس ہوتی ہے راستہ صاف کرتی ہے کہ لوگو ہٹو! گورنر صاحب آرہے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب آرہے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں نہ ان کے پاس کوئی خزانہ ہے، نہ باغات ہیں، نہ سونے کی کوٹھی ہے، نہ کوئی فرشتہ گن مین کی طرح ہمراہ ہے اور کہتے یہ ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی ہوں اللہ تعالیٰ کے احکامات مخلوق تک پہنچاتا ہوں۔ یہ کیسے نبی بن گیا؟ اس طرح کے طعنے دیتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ پختہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ خدائی صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہیں۔

قرآن کا چیلنج:

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہر شے کا کارساز ہے کام بنانے والا اور محافظ ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا یہ کہتے ہیں افْتَرٰىهُ ؕ یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے۔ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پس لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی۔ قرآن کریم کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں ایک سو چار تمہیں معاف، اس سے پہلے بھی یہ چیلنج بیان کیا گیا تھا وہاں تھا کہ سارے انسانوں اور جنوں کو ساتھ ملالو اور یہاں فرمایا وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بلالو جس کو تم طاقت رکھتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے نیچے۔ فرشتوں کو ساتھ ملالو، انسانوں اور جنوں کو ساتھ ملالو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے تم ساری مخلوق مل کر بھی قرآن کریم کی دس سورتوں جیسی سورتیں نہ لا سکو گے تو پھر یہ اعتراض کرنا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے قرآن بنایا ہے کتنے ظلم کی بات ہے؟ اور تیسرا چیلنج پہلے پارے میں ہے "فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ"۔ "پس لاؤ تم ایک چھوٹی سی سورت قرآن جیسی"۔ قرآن پاک کی چھوٹی سورتیں تین ہیں سورۃ العصر، سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر ان کی تین تین آیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی مخلوق کو چیلنج فرما رہا ہے کہ تم ایسی کوئی ایک سورت لے آؤ۔

فرمایا "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ" "پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے پس بچو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے قرآن کریم کے اس چیلنج کو آج تک کسی نے قبول نہیں کیا حالانکہ اس وقت بڑے بڑے فصیح وبلیغ لوگ موجود تھے۔ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ پس اگر وہ جواب نہ دے سکیں فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ بیشک یہ

قرآن اتارا گیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کے مطابق، یہ کسی کا گھڑا ہوا نہیں ہے اور جس مسئلے سے یہ چڑتے ہیں وہ بھی سن لو وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور یہ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف وہی اللہ تبارک وتعالیٰ ۔ اس کے سوا نہ کوئی معبود، نہ کوئی مسجود، نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق، نہ کوئی حاجت روا، نہ کوئی مشکل کشا، نہ کوئی فریادرس، نہ کوئی دستگیر، نہ کوئی نفع نقصان کا مالک، نہ عزت ذلت کسی کے اختیار میں "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ"۔ (آل عمران: ۲۶) "اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں خیر ہے"۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس کیا تم مسلمان ہونے والے ہو، فرمانبرداری کرو گے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر کا کام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام پہنچانا، اس کے عذاب سے ڈرانا اور راحت کی خوشخبری دینا آگے تمہارے مرضی ہے اسلام لاؤ یا نہ لاؤ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ

جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا اور اس کی زیب وزینت کا ہم ان کو پورا پورا دیتے ہیں ان کے اعمال اس میں اور ان کو اس

فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

میں کوئی نقصان نہیں ہوتا یہ وہ لوگ ہیں نہیں ہے ان کیلئے آخرت میں مگر آگ اور اکارت ہو جائیگا جو انہوں نے کیا ہے اور باطل

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ

ہو جائے گی وہ چیز جو وہ کیا کرتے تھے کیا پس وہ شخص جو واضح دلیل پر ہے اپنے رب کی طرف سے اور اس کے ساتھ لگا ہوا ہے

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ

ایک گواہ اس (اللہ) کی طرف سے اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تھی راہنمائی کرنے والی اور رحمت، یہی لوگ ہیں جو

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ

اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو شخص انکار کرے گا اس کا گروہوں میں پس آگ اس کے وعدے کی جگہ ہے پس نہ ہو تو شک میں

مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

قرآن کے بارے میں بیشک یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور کون ہے زیادہ ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ

اس شخص سے جس نے افتراء باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ یہ لوگ پیش کئے جائیں گے اپنے رب کے سامنے اور کہیں گے گواہ

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلٰى رَبِّهِمۡ‌ ۚ اَلَا لَـعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۝۱۸ الَّذِيۡنَ

کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر، خبردار اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ظالموں پر وہ جو روکتے ہیں

يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۝۱۹

اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے اور تلاش کرتے ہیں اس راستے میں کجی اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زِيۡنَتَهَا: اس کی زینت، نُوَفِّ: ہم بدلہ دیں گے، لَا يُبۡخَسُوۡنَ: نہیں وہ کم کیے جاتے، صَنَعُوۡا: انہوں نے کیا تھا، يَتۡلُوۡهُ: وہ اس کے ساتھ لگا ہوا ہے، شَاهِدٌ: گواہ، اَلۡاَحۡزَابِ: فرقے، مَوۡعِدُهٗ: ٹھکانا اس کا، مِرۡيَةٍ: شک وشبہ کرنا، يُعۡرَضُوۡنَ: وہ پیش کیے جائیں گے، اَلۡاَشۡهَادُ: گواہی دینے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی مشرکین کا رڈ اور ان کی مذمت کا بیان ہو رہا تھا۔ اب ان آیات میں دنیا طلب کرنے والوں اور اللہ پر جھوٹی باتیں لگانے والوں کا بیان اور ان کا انجام بتلایا جا رہا ہے۔

(اہم نکات) اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ کی مختلف تفسیریں:

ربط: اوپر دو قسم کے لوگوں کا ذکر تھا۔ ایک مومن تھے دوسرے کافر اب آگے اللہ تعالیٰ مومنوں کے بارے میں فرماتے ہیں ''اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ'' یہاں روح المعانی، کشاف، البحر المحیط، بیضاوی وغیرہ میں خاصی تفصیل ہے۔ میں آسان باتیں کہتا ہوں۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ مَن کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ''اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ'' کیا وہ ذات جو واضح دلیل پر ہے واضح دلیل پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ توحید، رسالت، قیامت وغیرہ کے بنیادی عقیدے پیش کرتا ہے۔ رب کی طرف سے اس کی ذات اس کی شاہد بھی ہے، شاہد کیا ہے یہ قرآن کریم۔

دوسری تفسیر شاہد سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

تیسری تفسیر کہ شاہد سے مراد ہے معجزہ کہ وہ شخصیت رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ گواہ ہیں۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا، معراج جسمانی پر جانا، پتھروں کا سلام کرنا، درختوں کا چل کے آنا، یہ معجزات اس کے شاہد ہیں، ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ

يَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ ہیں۔

ایک تفسیر آپ کو یہ بھی ملے گی کہ بَيِّنَةٍ سے مراد قرآن کریم ہے۔ تو وہ ذات جو واضح دلیل پر ہے قرآن اُسے ملا ہوا

ہے رَب کی طرف سے اور اس کے ساتھ گواہ بھی ہیں۔ کشاف والا کہتا ہے کہ گواہ سے مراد قرآن کا معجز اور فصیح ہونا۔

یہ تفسیر بھی ہے کہ مَنْ سے مراد مومنین ہیں کیونکہ مَنْ لفظاً مفرد ہے معنی جمع ہے معنی یہ ہے کہ کیا وہ لوگ (مومنین) جو کہ واضح دلیل پر ہیں رَب کی طرف سے اور ان کے ساتھ گواہ بھی موجود ہیں یعنی قرآن پاک جیسی کتاب ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور قرآن کا معجز ہونا۔

اشہاد سے کیا مراد ہے؟

ایک تفسیر یہ ہے کہ اشہاد سے مراد پیغمبر ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ فرشتے مراد ہیں جو اعمال لکھتے ہیں۔

تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ اُمت پہلے لوگوں پر گواہ ہوگی۔ لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

چوتھی تفسیر یہ ہے کہ ان کے ہاتھ و پاؤں یہ گواہی دیں گے۔

تفسیری نکات: طالب دنیا کے لیے آخرت میں عذاب ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا کہ وہ دنیا میں کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے وَزِيْنَتَهَا اور دنیا کی زیب وزینت کا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا ہم ان کو پورا پورا دیتے ہیں ان کے اعمال دنیا میں، جو محنت کریں گے اس کا پھل ملے گا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اور ان کو اس دنیا میں مجموعی لحاظ سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

انفرادی طور پر کسی وقت کچھ خسارہ ہو تو وہ بات الگ ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہ لوگ ہیں لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ نہیں ہے ان کے لئے آخرت میں مگر آگ ہی کیونکہ آخرت کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا آخرت میں ان کے لئے آگ ہی آگ ہے اور کچھ نہیں وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا اور اکارت ہو جائیں گے جو انہوں نے کیا ہے دنیا میں نیکی کا کام آخرت کے لئے۔ کیونکہ ایمان نہیں ہے اور ایمان کے بغیر بڑی سے بڑی نیکی کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور باطل ہو جائے گی وہ چیز جو وہ کماتے تھے، جو عمل بھی انہوں نے نیکی کا کیا وہ سب کا سب باطل ہو جائے گا کیونکہ ایمان تمام اعمال کی بنیاد ہے۔ قبول اعمال کی تین شرائط: ① ایمان، ② اخلاص، ③ اتباع سنت۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا پس وہ شخص جو واضح دلیل پر ہے اپنے رب کی طرف سے، اس شخصیت سے مراد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات گرامی ہے وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ اور اس کے ساتھ لگا ہوا ہے ایک گواہ اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے، گواہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق ہم اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔

قرآن سے پہلے گواہ تورات تھی:

تو فرمایا کہ اس کی گواہی دینے والی چیزیں بھی ساتھ موجود ہیں وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات تھی اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ راہنمائی کرنے والی لوگوں کی اور رحمت تھی۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ یہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں یعنی جو لوگ صحیح طریقے سے تورات کو مانتے ہیں وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں اور آخری پیغمبر پر بھی ایمان لاتے ہیں، اور نویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو " اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ "۔" پاتے ہیں اس پیغمبر کو لکھا ہوا تورات اور انجیل میں"۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ اور جو شخص انکار کرے گا اس کا گروہوں میں سے جو عرب کی سرزمین پر رہتے ہیں فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ پس آگ اس کے وعدے کی جگہ ہے اس کا ٹھکانہ ہے اے مخاطب! فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ پس نہ ہو تو قرآن کے بارے میں شک کرنے والوں میں سے، قطعاً کوئی شک نہ کرنا اسے سننے والے! اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بیشک یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے، اس کا پڑھنا ثواب، اس کا سمجھنا ثواب، اس کو ہاتھ لگانا ثواب، اس کو دیکھنا ثواب، قرآن پاک کی ایک آیت بغیر ترجمے کے پڑھنے کا ثواب سو نفل پڑھنے سے زیادہ ہے اور ترجمے کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ہزار نفل پڑھنے سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگانے والوں کا انجام:

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ اور کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ جس نے افترا باندھا اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ کا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کی کہ عزیر علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں اور کسی نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں، جہلائے عرب نے کہا کہ فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس کے بعد پھر اپنے متعلق دعویٰ کر دیا " نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ "۔ (مائدہ: ۱۸) " ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں"۔ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ پر افترا ہے اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے قیامت والے دن وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ شاہد کی جمع ہے، اور کہیں گے گواہ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر، یہ گواہ کون ہوں گے۔ اس کے متعلق ہم اہم نکات میں لکھ آئے ہیں۔

ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ خبردار اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

ظالم ہیں کون؟ تو اس مقام پر ظالموں کی تین صفتیں بیان فرمائی ہیں۔

①: الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وہ جو روکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے، قولا روکیں یا فعلا یہ ظالم ہیں۔

②: وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ اور تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کجی۔ یعنی اللہ کے احکامات میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق مطلب اخذ کرنا۔

③: وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ چاہے عقیدے کے لحاظ سے منکر ہوں اور چاہے عقیدے کے لحاظ سے انکار نہ بھی کریں مگر تیاری بھی نہ کریں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۘ

یہ لوگ ہیں عاجز نہیں کرسکتے زمین میں اور نہیں ہے ان کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی،

یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ﴿20﴾ اُولٰٓئِكَ

دگنا کیا جائے گا ان کیلئے عذاب، وہ نہیں طاقت رکھتے سننے کی اور نہیں تھے۔ وہ دیکھتے یہی لوگ ہیں

الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿21﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو اور گم ہو جائیگی ان سے وہ چیز جو وہ افتراء کرتے تھے ضرور بضرور بیشک وہ آخرت

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿22﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ

میں بہت نقصان اٹھانے والے ہیں بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے اور جھکے وہ اپنے رب کی طرف

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿23﴾ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ

یہی لوگ جنت والے ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ مثال دونوں گروہوں کی جیسے اندھا اور بہرہ

ع ۲ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿24﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور دیکھنے والا اور سننے والا کیا یہ دونوں برابر ہیں مثال میں، کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے

نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ ۫ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿25﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

رسول بنا کر نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف، بیشک میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں کھول کر یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اللہ تعالیٰ

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿26﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کی بیشک میں خوف کھاتا ہوں تم پر دردناک دن کے عذاب سے۔ پس کہا سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا ان کی قوم میں

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ

سے ہم نہیں دیکھتے آپ کو مگر اپنے جیسا انسان اور ہم نہیں دیکھتے آپ کو کہ تیری پیروی کی ہو مگر وہ لوگ جو ہم میں سے کم تر درجہ

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

ہیں سرسری رائے والے اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت بلکہ ہم خیال کرتے ہیں تمہیں جھوٹا کہا نوح علیہ السلام

كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

نے اے میری قوم بتاؤ تم، اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور دی اس نے مجھے رحمت اپنی طرف سے

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾

اور وہ مخفی ہوگئی تم پر، کیا ہم لازم کردیں گے تم پر حالانکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُضٰعَفُ: دوگنا دیا جائے گا، لَا جَرَمَ: کوئی شک نہیں، الْاَخْسَرُوْنَ: زیادہ نقصان اٹھانے والے، اَخْبَتُوْٓا: انہوں نے عاجزی کی، اَلْاَصَمِّ: بہرا، اَلسَّمِيْعِ: سننے والا، بَشَرًا: آدمی، مِثْلَنَا: ہم جیسا، اَرَاذِلُنَا: ہم میں سے کم تر درجہ، بَادِيَ: ظاہری، نَظُنُّكُمْ: ہم خیال کرتے ہیں تمہیں، اٰتٰىنِيْ: اس نے دی مجھے، فَعُمِّيَتْ: پس اس کو مخفی رکھا گیا، اَنُلْزِمُكُمُوْهَا: کیا ہم لازم کریں گے اُس کو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ کا مزید ربط:

ابھی آپ نے دو فریقین کا ذکر پڑھا۔ ایک کو رب نے اعمٰی یعنی اندھے کہا دوسرے کو بصیر یعنی آنکھوں والے کہا، ایک کو اصم یعنی بہرا کہا دوسرے کو سمیع یعنی سننے والا کہا، اب آگے چند واقعات ہیں، ان فریقین کے، ایک طرف پیغمبر اور ان کے ماننے والے دوسری طرف منکر۔ آگے ان کے چند واقعات بیان کرتے ہیں جسمیں ایک تو آپ ﷺ کو تسلی ہے کہ آج ہی ایسے نہیں بلکہ پہلے سے ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے ایسے کافر پہلے بھی رہے ہیں اور دوسرا ان کافروں کو بتانا ہے کہ دیکھو جو عذاب پہلوں پر آیا وہ تم پر بھی آسکتا ہے۔

تفسیری نکات: کافر اپنے کفر سے اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے:

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ یہ لوگ ہیں عاجز نہیں کرسکتے اللہ تبارک وتعالیٰ کو زمین میں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے زلزلہ لے آئے، سیلاب لے آئے اور کوئی عذاب بھیج کر تباہ کردے۔ جن علاقوں میں سیلاب

آیا ہے ان کو جا کر دیکھو کس طرح ان کا کچومر نکلا ہے۔ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ اور نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی ان کا حمایتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے کوئی ساز گار نہیں ہے، کوئی مددگار نہیں ہے نہ کوئی مدد کرے گا؟ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ دگنا کیا جائے گا ان کیلئے عذاب قیامت والے دن، اس لئے کہ وہ خود بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے رکے اور دوسروں کو بھی روکا مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وہ طاقت نہیں رکھتے حق بات سننے کی وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ اور نہیں تھے وہ دیکھتے حق کی نشانیوں کو

کافر اور مشرک قیامت کے دن پچھتائیں گے:

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور کجی تلاش کرتے ہیں اور آخرت کے منکر ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور گم ہو جائیگی ان سے وہ چیز جو وہ افتراء کرتے تھے، آج تو کہتے ہیں " هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ "۔ (سورۃ یونس) یہ تو ہماری سفارشی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس"۔ اور کہتے ہیں کہ " مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى "۔ (سورۃ زمر) " ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر اس لئے کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب دلائیں گے"۔ مگر قیامت والے دن کوئی ان کے کام نہیں آئے گا ان کے سارے دعوے اور گمان کافور ہو جائیں گے لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ضرور بضرور بیشک وہ آخرت میں هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

مومنوں کو قیامت والے دن انعام واکرام سے نوازا جائے گا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے، یعنی محض مومن ہونے کے دعویدار ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے ہیں وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اور جھکے وہ اپنے رب کی طرف ، ہر وقت ان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق ہے، نمازوں میں، روزوں میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں، حلال حرام کی تمیز کرنے میں اللہ تعالیٰ کا حکم دیکھتے ہیں اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ یہی لوگ جنت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت میں داخل ہونے کے بعد هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے، آگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کا تقابل ایک مثال کے ذریعے کیا ہے۔ فرمایا مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ مثال دونوں گروہوں کی جیسے اندھا اور بہرہ اس کے مقابلے میں وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ اور دیکھنے والا اور سننے والا هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ کیا یہ دونوں برابر ہیں مثال میں، ایک اندھا ہے اور ایک دیکھنے والا ہے ایک بہرہ ہے اور ایک سننے والا ہے۔ کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! اسی طرح تم سمجھ لو کہ مومن اور کافر بھی برابر نہیں ہو سکتے اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت

حاصل نہیں کرتے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ:

آگے اللہ تبارک وتعالی نے کئی واقعات ذکر فرمائے ہیں، نوح علیہ السلام کا، ہود علیہ السلام کا، صالح علیہ السلام کا، ابراہیم علیہ السلام کا، لوط علیہ السلام، کا، شعیب علیہ السلام کا کہ ایک طرف حق والے ہیں اور دوسری طرف باطل والے ہیں ان واقعات کے ضمن میں حق والوں کا نتیجہ دیکھ لو اور باطل والوں کا حشر دیکھ لو، ارشاد ربانی ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے رسول بنا کر نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ بیشک میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں کھول کر، لگی لپٹی گول مول بات نہیں کرتا کہ میں تمہیں اندھیرے میں رکھوں، کیونکہ بات کھلی اور صاف ہو تو پھر ہی سمجھ آتی ہے اور سب سے پہلی بات جو میں نے تمہارے سامنے کرنی ہے وہ یہ ہے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اللہ کی۔ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ بیشک میں خوف کھاتا ہوں تم پر دردناک دن کے عذاب کا فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ پس کہا سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا ان کی قوم میں سے، یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے لوگوں نے ان کا جواب دیا مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر اپنے جیسا انسان کہ ہماری طرح کھاتے پیتے ہو، لباس پہنتے ہو، بازاروں میں چلتے پھرتے ہو، بیوی بچے رکھتے ہو، یہ نبوت کا دعوی کیسے کر رہے ہو، کفار مشرکین ہمیشہ اُس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ انسان نبی نہیں بن سکتا منصب رسالت کیلئے کوئی فرشتہ نوری مخلوق ہونی چاہیے۔

اور دوسرا اعتراض یہ کیا کہ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا اور ہم نہیں دیکھتے آپ کو کہ تیری پیروی کی ہو مگر وہ لوگ جو ہم میں سے کم تر درجہ ہیں، رذیل لوگ ہیں، اگر آپ کا اتباع امیر کبیر لوگ کرتے تو ہم آپ کے دعوے پر غور کر سکتے تھے مگر آپ کے متبعین تو کمی کمین لوگ ہیں لہذا ہم اعلی خاندان والے تمہاری نبوت کو تسلیم نہیں کرتے اور صرف رذیل لوگ ہی نہیں بلکہ بَادِيَ الرَّاْيِ سرسری رائے والے ہیں۔

اور مشرکین نے نوح علیہ السلام کو یہ بھی کہا وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی فضیلت، تم ہم سے کسی طرح بھی بہتر نہیں ہو، نہ مال و دولت کے اعتبار سے نہ نوکر چاکر اور جائیداد کے اعتبار سے بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ بلکہ ہم خیال کرتے ہیں تمہیں جھوٹا، ہمارے نزدیک تمہارا دعوی نبوت درست نہیں ہے۔ قَالَ نوح علیہ السلام نے فرمایا قوم کے اعتراضات کے جواب میں يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ اے میری قوم! بتاؤ تم اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے وَاٰتٰىنِىْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ اور دی اس نے مجھے رحمت اپنی

طرف سے۔

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اور یہ چیز تم پر مخفی ہوگئی ہو، ظاہر ہے کہ جس کا عقیدہ فاسد اور عمل باطل ہے تو اس کے اندر باطنی روشنی ہی موجود نہیں ہے جس کے ذریعے وہ ان انعامات الٰہی کا مشاہدہ کر سکے، اس میں وہ صلاحیت ہی موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے اسے کمالات نبوت نظر آسکیں اور وہ نبی کے مرتبہ کو پہچان سکے، فرمایا اگر تم میرے واضح راستے اور مجھ پر ہونے والی خصوصی رحمت کا ادراک نہ کرو اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ کیا ہم لازم کر دیں گے تم پر حالانکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کی رحمت کو پسند ہی نہیں کرتے تو ہم کیسے زبردستی تمہیں چمٹا دیں، اللہ تبارک وتعالیٰ زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو نیت اور ارادہ کرے اور طالب ہو اسے دیتا ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

اور اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی مال نہیں ہے میری مزدوری مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے اور نہیں میں دھکیلنے

اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿29﴾

والا ان لوگوں کو جو ایمان لائے، بیشک وہ ملنے والے ہیں اپنے پروردگار سے اور لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿30﴾

اور اے میری قوم کون میری مدد کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اگر میں نے ان کو دھکیل دیا کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ

اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں اور میں

وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

نہیں کہتا ان لوگوں کو جنہیں تمہاری آنکھیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ان کو ہرگز نہیں دے گا اللہ تعالیٰ خیر، اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جانتا

بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿31﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ

ہے جو ان کے نفسوں میں ہے بیشک میں اس وقت البتہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ کہا نوح علیہ السلام کی قوم نے اے نوح علیہ السلام

جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

تم نے جھگڑا کیا ہے ہمارے ساتھ پس بہت زیادہ جھگڑا کیا ہے پس لے آ تو ہمارے پاس وہ چیز جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر ہے

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿32﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

تو سچوں میں سے۔ فرمایا نوح علیہ السلام نے بیشک لائے گا اس کو تمہارے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ اگر وہ چاہے اور تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے

بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ

اور نہیں فائدہ دے گی تمہیں میری نصیحت، جو میں چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں گمراہ کر

اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ

دے وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ گھڑ لایا ہے یہ اس قرآن کو آپ ﷺ فرما دیں

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

اگر میں نے اس کو گھڑا ہے پس مجھ پر ہی ہے میرا گناہ اور میں بری ہوں ان گناہوں سے جن کا تم ارتکاب کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَالًا: مال، بِطَارِدِ: دور ہٹانے والا، اَرٰىكُمْ: میں دیکھتا ہوں تم کو، مَنْ یَّنْصُرُنِیْ: کون میری مدد کرے گا، طَرَدْتُّهُمْ: میں نے دور ہٹا دیا اُن کو، تَزْدَرِیْٓ: حقیر سمجھتی ہیں، جٰدَلْتَنَا: تو نے جھگڑا کیا ہم سے، فَاَكْثَرْتَ: پس تو نے زیادہ کیا، جِدَالَنَا: ہم سے جھگڑنا، لَا یَنْفَعُكُمْ: نہیں نفع دے گا تمہیں، نُصْحِیْٓ: میرا نصیحت کرنا، اَرَدْتُّ: میں نے ارادہ کیا، اَنْ یُّغْوِیَكُمْ: یہ کہ وہ تمہیں گمراہ کرے، اِفْتَرَیْتُهٗ: میں نے بنالیا ہے اسے، اِجْرَامِیْ: میرا گناہ، تُجْرِمُوْنَ: تم گناہ کرتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہو رہا ہے ان آیات میں بھی وہی بیان ہے۔

اہم نکات:

مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ

اَیْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ، اَوْمِنْ بَأْسِ اللّٰهِ ، اَوْمِنْ عِقَابِ اللّٰهِ اَوْمِنْ نَكَالِ اللّٰهِ.

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ

بیضاوی، خازن، کمالین وغیرہ میں ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ جملہ درمیان میں معترضہ ہے پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر تھا، اگلے رکوع میں بھی نوح علیہ السلام کا قصہ ہے، درمیان میں اہل مکہ کا سوال اور اس کا جواب ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے اور تیسیرا اکثر مفسرین کے نزدیک راجح ہے وہ کہتے ہیں کہ جملہ معترضہ اس کو نہ بناؤ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا ہی تتمہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام اور قوم کے لوگوں کا مکالمہ:

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اور اے میری قوم! میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی مال کہ میں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اور تمہاری جو خیر خواہی کر رہا ہوں اس کا میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ نہیں ہے میری مزدوری مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے، جس مالک کی خوشنودی اور رضا کے لئے فریضہ تبلیغ انجام دے رہا ہوں میرا معاوضہ اسی کے پاس ہے اور وہی سب سے بہتر اجر ہوگا۔

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اور نہیں میں دھکیلنے والا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ ان کو میں اپنی مجلس سے اس لئے اٹھا دوں کہ بڑے لوگ میری بات سنیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ بیشک وہ ملنے والے ہیں اپنے پروردگار سے وہ اگرچہ غریب ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقبول ہیں وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ اور لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو۔ کہ اس قسم کے بیہودہ مطالبات پیش کرتے ہو۔ اہل ایمان کو حقیر سمجھنا جہالت کی بات ہے۔ ہاتھ سے کام کرنا تو قابل قدر ہے عربی کا مقولہ ہے "اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ"۔ کمائی کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے۔ ان کو حقیر سمجھنا حماقت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اور اے میری قوم کون میری مدد کریگا اللہ تعالیٰ کے سامنے اگر میں نے ان کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان اہل ایمان کو مجلس سے کیوں اٹھایا تھا تو میری جگہ کون جواب دے گا؟ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت نہیں حاصل کرتے ہو۔

نبیوں کے پاس مافوق الفطرت اختیار نہیں ہوتے ہیں:

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ ہوں اور مجھے حکم ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا راستہ دکھاؤں میں نے تو مال اور خزانوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا، خزانوں کا مالک تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ اور نہیں جانتا میں غیب، غیب دان صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، مخلوق میں سے کوئی بھی غیب دان نہیں ہے وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں کہ کھانے پینے، پہننے اور بیوی بچوں سے پاک ہوں بلکہ مجھے تو تمام لوازمات بشریت کی ضرورت ہے وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ اور میں نہیں کہتا ان لوگوں کو جنہیں تمہاری آنکھیں حقیر سمجھتی ہیں لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ کہ ان کو ہرگز نہیں دے گا اللہ تعالیٰ خیر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت سے نوازا ہے تو وہ ان کو بہتری اور کامیابی عطا کرے گا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جانتا ہے جو ان کے نفسوں میں ہے۔ اخلاص ہے، نفاق ہے، ان کی نیت کھوٹی ہے کھری ہے، یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس کا بدلہ بھی اسی نے دینا ہے میری اس معاملہ میں کوئی

ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم نے تو ظاہر کو دیکھنا ہے کہ وہ نیکی اور تقوی سے آراستہ ہے تو وہ ہمارا ساتھی ہے ہم اسے اپنی مجلس سے نہیں اٹھائیں گے اگر میں اس خیال سے غرباء کو اپنی مجلس سے نکال دوں کہ اس طرح امیر لوگ ایمان لے آئیں گے تو ایسا کرنے میں اِنِّیٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ بیشک میں اس وقت ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا، امیری اور غریبی کا تعلق ایمان کے ساتھ نہیں ہے۔ جو ایمان قبول کرے گا وہ فیض حاصل کرے گا خواہ غریب ہی کیوں نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ آدمی ہوگا اور جو ایمان قبول نہیں کرے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مردود ہے چاہے کتنا مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

قوم کا عذاب لانے کا مطالبہ:

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا کہا نوح علیہ السلام کی قوم نے اے نوح علیہ السلام تو نے جھگڑا کیا ہے ہمارے ساتھ یعنی بحث تکرار کیا ہے، فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا پس بہت زیادہ جھگڑا کیا ہے یعنی جھگڑے کو طول دیا ہے۔ ہمیں تبلیغ کرتے کرتے صدیاں گزر گئیں ہیں اب ہم ایسی باتوں کو مزید سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب یہ بحث بند ہونی چاہیے، اور حتمی بات کرو فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ پس لے آؤ تم ہمارے پاس وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو یعنی جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو وہ لے آؤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچوں میں سے، کہ قیامت آنے والی ہے اور عذاب نازل ہونے والا ہے۔ ہم تمہاری خالی دھمکیوں سے مرعوب ہونے والے نہیں ہیں۔

قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ فرمایا بیشک لائے گا اس کو تمہارے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ اگر وہ چاہے گا، یہ چیز میرے اختیار میں نہیں ہے وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ اور تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے تم اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ جب اس کا عذاب آئے گا تو وہ ٹالا نہیں جائے گا، جب بھی کسی پیغمبر کی قوم نے اس قسم کا مطالبہ کیا تو ہر نبی نے یہی جواب دیا کہ یہ چیز ہمارے اختیار میں نہیں ہے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ ہمارا کام تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام وفرامین کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ بھی فرمایا

وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اور نہیں فائدہ دے گی تمہیں میری نصیحت جو میں چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں یعنی مزید، کیونکہ اس سے پہلے ساڑھے نوسو سال تو نصیحت کرتے رہے اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ اگر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا کہ تمہیں گمراہ کر دے، ظاہر بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی وعظ، تبلیغ اور نصیحت مفید نہیں ہو سکتی، قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ جو لوگ ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، عناد اور تعصب سے کام لیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا، ہدایت اور گمراہی اللہ

تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ جبراً وہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ جبراً ہدایت دیتا ہے، بلکہ ہدایت اور گمراہی کے اسباب انسان خود پیدا کرتا ہے، تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نصیحت تم پر کارگر ثابت نہیں ہو سکتی اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی تمہیں گمراہی میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے۔ گمراہ کر دے هُوَ رَبُّكُمْ وہی تمہارا رب ہے۔ سارا اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے کسی کو ہدایت دے یا گمراہ رکھے ضابطہ کے مطابق، پھر تم ہدایت پر ہو یا ضلالت پر وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

کافروں کا الزام اور اس کا اللہ کی طرف سے جواب:

کافر یہ الزام بھی لگاتے تھے کہ یہ قرآن نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود گھڑ لایا ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ گھڑ لائے ہیں اس قرآن کو قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ اگر میں نے اس کو گھڑا ہے پس مجھ پر ہی ہے میرا گناہ۔ اس کا گناہ میرے اوپر ہوگا میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں اور اس کا خمیازہ بھگتوں گا وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ اور میں بری ہوں ان گناہوں سے جن کا تم ارتکاب کرتے ہو، تمہارے گناہوں کا حساب میں نے نہیں دینا تم نے اپنے گناہوں کا حساب خود دینا ہے۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا

اور وحی کی گئی نوح علیہ السلام کی طرف کہ بیشک ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم میں سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں پس آپ

تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي

غمگین نہ ہوں ان کاموں پر جو وہ کر رہے ہیں اور تیار کریں کشتی ہماری سامنے اور ہمارے حکم سے اور میرے ساتھ بات نہ کرنا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ

ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا ہے بیشک وہ غرق کئے جائیں گے اور وہ بناتے تھے کشتی اور جب بھی گزرتا تھا ان

مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

پر کوئی گروہ ان کی قوم کا تو ٹھٹھا کرتے تھے۔ فرمایا نوح علیہ السلام نے اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہمارے ساتھ پس بیشک ہم بھی تمہاری ہنسی

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

اڑائیں گے جس طرح تم ہنسی اڑاتے ہو پس عنقریب تم جان لو گے کہ کس کے پاس آتا ہے عذاب جو رسوا کرے اور کس

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

پر لازم ہوتا ہے یہاں تک کہ جب آیا ہمارا حکم اور جوش مارا تندور نے۔ کہا ہم نے سوار کر اس کشتی میں ہر قسم کے جوڑے کو

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

اور اپنے گھر والوں کو مگر وہ کہ جن پر پہلے بات طے ہو چکی ہے اور جو ایمان لائے اور نہیں ایمان لائے ان پر مگر بہت تھوڑے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَبْتَئِسْ: پس تو غمگین نہ ہو، وَاصْنَعِ: اور تو بنا، بِاَعْيُنِنَا: ہماری آنکھوں کے سامنے، وَحْيِنَا: ہماری وحی کے مطابق، لَا تُخَاطِبْنِيْ: تو مجھ سے بات نہ کر، مُغْرَقُوْنَ: غرق کیے جانے والے، تَسْخَرُوْا: (اگر) تم ہنستے ہو، نَسْخَرُ: ہم ہنسیں گے، يَّاْتِيْهِ: وہ آتا ہے اس پر، يُّخْزِيْهِ: وہ رسوا کرے گا اسے، فَارَ: ابل پڑا، اَلتَّنُّوْرُ: تنور، اِحْمِلْ: سوار کر، زَوْجَيْنِ: دو جوڑے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا بیان چل رہا ہے۔ ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

اہم نکات: کشتی نوح کی کیفیت:

تورات کتاب پیدائش میں ہے کہ گوپھر ایک لکڑی ہے اس کی یہ کشتی تھی تین سو ہاتھ لمبی تھی۔ فٹوں کے لحاظ سے ۵۵۰ فٹ لمبی تھی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی، یعنی ۹۱ فٹ ۸ آٹھ انچ اور تیس ہاتھ یعنی ۵۵ فٹ اونچی تھی۔ ہاتھوں کا حساب تو تورات میں سے لیا اور فٹوں کا حساب من ویزدان کے حوالہ سے نقل کیا۔

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ سے کیا مراد ہے؟

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے تھا وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ اور فُلْكَ مذکر ہے اور فِيْهَا میں ھا ضمیر مونث کی ہے تو جلالین تک آپ کو ملے گا کہ اَحْمِلْ فِيْهَا اَيِ السَّفِيْنَةِ مِنْ كُلٍّ اَيْ مِنْ كُلِّ نَوْعٍ یعنی ہر جانور کے جوڑے کشتی پر سوار کیے روضۃ الریان فی اسئلۃ القرآن میں ہے کہ زَوْجَيْنِ کے بعد اثْنَيْنِ کیوں لائے کہتے ہیں کہ اس لئے لائے کہ زوج کے معنی ہوتے ہیں جوڑا جب زوج کے معنی جفت ہیں تو زوجین تثنیہ ہوا اور یہ چار ہوئے کہتے ہیں کہ اثنین کا لفظ اس لئے لائے کہ یہاں زوج کے معنی جفت کے نہیں ہے کہ چار چار ہوں بلکہ اس زَوْجَيْنِ سے مراد ہے کہ نر مادہ دو ہوں۔ تو یہاں زوجین سے مراد دوسرے سے مل کر زوج کرنے والا۔

نوح علیہ السلام کے اہل خانہ کتنے مسلمان ہوئے؟

تورات وغیرہ کے حوالے سے سات ہیں چار بیٹوں کی بیویاں، تین بیٹے کل سات ہوئے۔ یہ تو واھلک میں داخل

ہے آگے جو قرآن کہتا ہے وَمَنْ اٰمَنَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی تھے دوسری بات یہ کہ پہلے آپ نے پڑھا کہ کافروں نے کہا تیرے پیروکار اَرَاذِلُنَا ہم میں سے کمی لوگ ہیں پیغمبر اشراف قوم میں سے ہوتا ہے، کمی لوگوں میں سے نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کے گھر والوں کے علاوہ اور بھی ساتھ تھے کفار نے اس کا طعنہ دیا۔ تیسری دلیل وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ اور ان خاندانوں پر بھی جو تیرے ساتھ ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کچھ اور خاندان بھی تھے۔ موچی، لوہار، ترکھان وغیرہ وغیرہ اور اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ سے مراد بیٹا کنعان اور بیوی واغلہ ہے۔

تفسیری نکات: کشتی کی تیاری کا حکم:

وَاُوْحِىَ اِلٰى نُوْحٍ اور وحی کی گئی نوح علیہ السلام کی طرف اور ان پر یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ کہ بیشک ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم میں سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں۔ اسی یا بیاسی افراد، ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ پس آپ غمگین نہ ہوں ان کاموں پر جو وہ کر رہے ہیں، اب انصاف کا وقت قریب آچکا ہے ان سے انتقام لیا جائے گا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا اور تیار کریں کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے "وَوَحْيِنَا" اور ہمارے حکم سے۔

وَلَا تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اور میرے ساتھ بات نہ کرنا ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا ہے ، آپ کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کیا اور آپ کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ ظالم لوگ ہیں کفر شرک میں مبتلا ہیں ان کے متعلق مجھ سے کوئی سفارش نہ کرنا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ بیشک وہ غرق کئے جائیں گے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ اور نوح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق کشتی بناتے تھے اور اس دوران وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ اور جب بھی گزرتا تھا ان پر کوئی گروہ ان کی قوم کا سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ تو ٹھٹھا کرتے تھے کہ دیکھو پیغمبر سے بڑھئی بن گئے۔ کبھی حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھتے کہ یہ کیا بناتے ہو؟ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے کہ ایک گھر بناتا ہوں جو پانی پر چلے گا اور ڈوبنے سے بچائے گا، وہ سن کر ہنسی اڑاتے کہ خشک زمین پر ڈوبنے کا بچاؤ کر رہے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام فرماتے کر لو مذاق جب غوطے کھاؤ گے اور تمہارے ہوش وحواس اڑے ہوئے ہوں گے چیخو گے، چلاؤ گے، ایک دوسرے کو بلاؤ گے اس وقت ہم بھی تمہارے ساتھ مسخرہ کریں گے کہ کیا حال ہے، کیا بنا ہے؟ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فرمایا حضرت نوح علیہ السلام نے اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہمارے ساتھ فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ پس بیشک ہم بھی تمہاری ہنسی اڑائیں گے جس طرح تم ہنسی اڑاتے ہو، پس تم نادان ہو وہ وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے وحی کے مطابق کہ وہ بڑا مشکل وقت ہوگا کوئی کسی کا رشتہ دار نہیں بنے گا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ پس عنقریب تم جان لو گے مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ کہ کس کے پاس آتا ہے عذاب جو رسوا کرے وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

عَذَابٌ مُّقِیْمٌ اور کس پر لازم ہوتا ہے دائمی عذاب، یہ مادہ جب ضرب یضرب" سے آئے تو معنی ہوتا ہے واجب اور لازم ہونا اور اگر حل یحل نصر سے آئے تو معنی ہوتا ہے اترنا، اور یہاں ضرب سے ہے لازم اور واجب ہونے کے معنی میں، اور وہ عذاب ایسا دائمی ہوگا کہ کبھی ختم نہیں ہوگا دنیا میں پھر برزخ قبر میں پھر میدان حشر میں پھر پل صراط سے گزرتے وقت پھر دوزخ میں۔

اللہ کے عذاب کا آغاز:

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا یہاں تک کہ جب آیا ہمارا حکم وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور جوش مارا تندور نے، ابلا تندور۔ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا کہا ہم نے نوح علیہ السلام کو سوار کریں اس کشتی میں۔

مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ ہر قسم کے جوڑے کو۔ چنانچہ تفسیروں میں موجود ہے کہ کتا کتی بھی سوار کئے گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کتنے آدمی تھے:

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کریں مگر وہ کہ جن پر بات پہلے طے ہوچکی ہے، وہ کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا اور نوح علیہ السلام کی بیوی اور دیگر عزیز۔ وَمَنْ اٰمَنَ اور جو ایمان لائے ان کو بھی سوار کریں۔ کتاب مقدس کے حصہ مکاشفہ، ملاکی عیقوق میں لکھا ہے کہ کشتی میں نوح علیہ السلام کے علاوہ صرف سات آدمی تھے تین ان کے بیٹے اور چار بہوئیں۔

لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اور تفسیریں بھی بتلاتی ہیں کہ صرف سات آدمی نہیں تھے بلکہ اور بھی تھے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کشتی میں سوار کریں وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ اپنے اہل کو مگر وہ جن پر بات طے ہوچکی ہے ان کو نہیں وَمَنْ اٰمَنَ اور ان کو بھی سوار کر جو ایمان لائے ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کے بیٹوں اور بہوؤں کے علاوہ بھی کچھ لوگ تھے۔ اور تفسیروں میں یہ لفظ بھی آئے ہیں "رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ وَّصِبْیَانٌ"۔ مرد بھی، عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے، اور یہ بھی تم پڑھ چکے ہو کہ نوح علیہ السلام کے مخالفین نے طعنہ دیا "وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ"۔ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تیرا اتباع کیا ہو مگر ان لوگوں نے جو ہم میں رذیل ہیں سرسری رائے والے ہیں۔ اگر تمہاری بات صحیح ہوتی تو ہم سرداروں کو سمجھ نہ آتی، ان کو کمی کہہ کر توہین کی، اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ پیغمبر اشراف قوم میں سے ہوتے ہیں تاکہ کوئی یہ طعنہ نہ دے کہ ہم نیچ قوم کے آدمی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں، تو اَرَاذِلُنَا کا جملہ بھی بتا رہا ہے کہ کچھ اور لوگ بھی تھے کہ جن کی تعداد کسی معتبر تفسیر میں اسی افراد سے زیادہ نہیں ملتی۔

وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ اور نہیں ایمان لائے ان پر مگر بہت تھوڑے۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ

اور فرمایا نوح علیہ السلام نے سوار ہو جاؤ اس کشتی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بیشک میرا رب بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۟ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ

والا مہربان ہے۔ اور وہ کشتی ان کو لے کر چل رہی تھی موجوں کے اندر جیسے پہاڑ ہوتے ہیں۔ اور پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو

وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى

اور تھا وہ الگ جگہ میں اے پیارے بیٹے سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور نہ ہو تو کافروں کے ساتھ اس نے کہا عنقریب میں پناہ

جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ

پکڑوں گا پہاڑ کی طرف وہ پہاڑ مجھے بچا لے گا پانی سے فرمایا نوح علیہ السلام نے نہیں ہے کوئی بچانے والا آج کے

اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

دن اللہ تعالیٰ کی حکم سے مگر وہ جس پر رحم کیا اس نے۔ اور حائل ہو گئیں ان کے درمیان موجیں پس ہو گیا وہ غرق ہونے والوں

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ

میں سے اور کہا گیا اے زمین نگل لے تو اپنے پانی کو اور اے آسمان اب تم تھم جاؤ اور خشک کر دیا گیا پانی اور فیصلہ کر دیا گیا

عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ

معاملے کا اور جا ٹکی وہ کشتی جودی پہاڑ پر اور کہا گیا دوری ہوئی ظالم قوم کے لئے اور پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پس کہا اے

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

میرے رب بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور بیشک وعدہ تیرا سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَجْرٖىهَا: چلنا اس کا، ابْنَهٗ: اس کا بیٹا، مَعْزِلٍ: کنارہ، يٰبُنَيَّ: اے میرے بیٹے، ارْكَبْ: سوار ہو جا، سَاٰوِيْ: عنقریب میں پناہ لوں گا، يَعْصِمُنِيْ: وہ بچا لے گا مجھے، رَحِمَ: اس نے رحم کیا، حَالَ: حائل ہوگئی، الْمُغْرَقِيْنَ: غرق کیے جانے والے، ابْلَعِيْ: نگل لے، مَآءَكِ: اپنا پانی اَقْلِعِيْ: تو تھم جا، غِيْضَ: خشک کر دیا گیا، اسْتَوَتْ: وہ ٹھہری، الْجُوْدِيِّ: جودی (پہاڑ کا نام ہے)، بُعْدًا: دوری، ابْنِيْ: میرا بیٹا، اَهْلِيْ: میرے گھر والے،

وَعْدَكَ: تیراوعدہ، اَحْكَمُ: بڑاحاکم۔

ربط:

سابقہ کئی آیات سے حضرت نوح علیہ السلام اوران کی قوم کا تذکرہ ہورہاہے اب بھی وہی تذکرہ چل رہاہے۔

تفسیری نکات: کشتی کا چلنا:

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا اورفرمایا نوح علیہ السلام نے سوار ہوجاؤ کشتی میں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اوراس کا ٹھہرنا۔ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک میرارب بخشنے والامہربان ہے۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ اوروہ کشتی ان کو لے کرچل رہی تھی فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ موجوں کے اندر جیسے پہاڑ ہوتے ہیں، خودہم نے تجربہ کیاہے کہ بعض دفعہ سمندر میں اتنی بڑی موج اٹھتی ہے کہ جہاز کی دوسری طرف کچھ نظرنہیں آتا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کوکشتی میں بلانا:

وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ اور پکارانوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ اورتھاوہ الگ جگہ میں۔ کنعان کی بیوی بھی کشتی میں سوارتھی کیونکہ وہ مومنہ تھی لیکن کنعان ضد پراڑاہواتھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا يّٰبُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے ارْكَبْ مَّعَنَا سوار ہوجا ہمارے ساتھ توکلمہ پڑھ کر ایمان قبول کرکے وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ اورنہ ہوتوکافروں کے ساتھ۔

قَالَ کنعان بیٹے نے مغرورانہ انداز میں کہا سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ عنقریب میں پناہ پکڑوں گا پہاڑ کی طرف يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ وہ پہاڑ مجھے بچالے گاپانی سے، اونچے اونچے پہاڑ ہیں کسی پرچڑھ جاؤں گاپانی میرا کیابگاڑے گا قَالَ نوح علیہ السلام نے فرمایا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ نہیں ہے کوئی بچانے والاآج کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ مگروہ جس پررحم کرے گااللہ تبارک وتعالیٰ اوراللہ تبارک وتعالیٰ رحم اسی پرکرے گاجوکلمہ پڑھ کرکشتی میں میرے ساتھ سوار ہوجائے گا۔ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ اورحائل ہوگئیں، باپ بیٹے کے درمیان موجیں فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ پس ہوگیاوہ غرق ہونے والوں میں سے۔ جونافرمان لوگ غرق ہوئے ان میں نوح علیہ السلام کابیٹاکنعان بھی تھی نیز آپ کی ایک بیوی بھی غرق ہونے والوں میں شامل ہے۔

کشتی کاکوہ جودی پرٹھہرنا:

وَقِيْلَ اورکہاگیا يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ اے زمین نگل لے تواپنے پانی کو وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ اوراے آسمان اب تو تھم جابارش روک لے، جب سیلاب برپاہواآسمان سے موسلہ دھار بارش شروع ہوگئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیاتووہ

بارش رک گئی وَغِيضَ الْمَآءُ اور خشک کردیا گیا پانی سارے علاقے کا تو نہیں جہاں کشتی جا کر ٹھہری تھی وہاں پانی خشک ہوگیا وَقُضِيَ الْأَمْرُ اور فیصلہ کر دیا گیا معاملے کا۔ جس قوم کو تباہ کرنا تھا وہ سب کے سب تباہ ہو گئے۔

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ اور جا ٹکی وہ کشتی جودی پہاڑ پر۔

جودی پہاڑ عراق کے صوبہ موصل میں ہے اور تورات میں اس پہاڑی کا نام ارارات ہے۔ کہتے ہیں کہ سطح سمندر سے تقریباً سترہ (۱۷) ہزار فٹ کی بلندی پر ہے، اور قرآن کریم میں اس پہاڑ کا نام جودی ہے، بخاری شریف میں ہے کہ "اَدْرَكْتُهَا اَوَائِلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ"۔ اس کشتی کا ڈھانشہ اس امت کے ابتدائی افراد نے بھی دیکھا ہے"۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین کرام رحمہم اللہ اور تبع تابعین میں سے بعض حضرات نے اس کشتی کا ڈھانچہ دیکھا ہے اور بعض سیاحوں نے اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں اور جو کچھ قرآن کریم نے بتلایا ہے اس کی تائید کی ہے۔ اور تورات میں ہے کہ ساتویں مہینے کی سترہ تاریخ کو یہ کشتی پہاڑ پر جا ٹکی گویا کہ یہ کشتی والے چھ ماہ سترہ دن کشتی میں رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے متعلق سوال کرنا:

وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور کہا گیا دوری ہوئی ظالم قوم کے لئے، یہاں نسبت بھی کام نہ آئی وَنَادٰى نُوحٌ رَّبَّهٗ اور پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو، یہ غرق ہونے سے پہلے کی بات ہے، جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہونے لگے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا سوار ہو جاؤ کشتی میں اس کا چلنا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ ہے اور اس کا لنگر انداز ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہے، ساتھی سوار ہو گئے تو بیٹے کو کہا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو، وہ نہ مانا، جب بچے کی طرف سے ناامید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے آگے درخواست کی فَقَالَ رَبِّ پس کہا اے میرے رب اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور بیشک وعدہ تیرا سچا ہے۔ قرآن کریم میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ ہم تجھے بھی بچائیں گے اور تیرے اہل کو بھی، اس وعدے کو نوح علیہ السلام یاد کروا رہے تھے کہ اے پروردگار! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں اور تمہاری اہل کو نجات دوں گا، اے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے وہ نافرمان ہے مگر آپ قادر مطلق ہیں دلوں کو پھیرنے پر قادر ہیں آپ ہی اس کے دل کو پھیر دیں کہ یہ کلمہ پڑھ کر کشتی میں سوار ہو جائے وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ اور تو سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے، جتنے فیصلہ کرنے والے ہیں ان سب میں بڑا فیصلہ کرنے والا تو ہے اس کے دل کو پھیر دے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اے نوح علیہ السلام بیشک یہ بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے بیشک اس کے عمل اچھے نہیں ہیں پس نہ

تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ

سوال کریں مجھ سے اس چیز کا جس کا آپ کو علم نہیں ہے بیشک میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں اس بات کی کہ نہ ہو جائیں

الْجٰهِلِيْنَ ﴿46﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ

آپ جاہلوں میں سے۔ عرض کیا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میں آپ کی پناہ لیتا ہوں آپ کی مدد کے ساتھ یہ کہ میں

اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ

سوال کروں گا آپ سے اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں ہے اور اگر آپ مجھے نہیں بخشیں گے اور رحم نہیں کریں گے تو ہو جاؤں گا میں

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿47﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ کہا گیا (اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے نوح علیہ السلام کو) اے نوح علیہ السلام اتر جاؤ نیچے سلامتی کے

وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ

ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں اور ان خاندانوں پر بھی جو آپ کے ساتھ ہیں اور کچھ امتیں ایسی

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿48﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

ہیں جن کو ہم فائدہ پہنچائیں گے پھر پہنچے گا ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ یہ نوح علیہ السلام کا واقعہ غیب کی خبروں میں

نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا

سے ہے ہم وحی کرتے ہیں اس واقعہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو نہیں جانتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿49﴾ ع

قوم جانتی تھی اس سے پہلے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں بیشک اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

معانقة ١ الوقف عند الشافعي حسن والوصل اولیٰ ١٢

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلَا تَسْـَٔلْنِ: پس تو نہ پوچھ مجھ سے، اَعِظُكَ: میں نصیحت کرتا ہوں تجھے، اَسْـَٔلَكَ: میں تجھ سے سوال کروں، تَرْحَمْنِيْٓ: (اگر) تو مجھ پر رحم (نہ) کرے، سَنُمَتِّعُهُمْ: عنقریب ہم فائدہ دیں گے انہیں، نُوْحِيْهَآ: ہم وحی کرتے ہیں اس کی، (مَا كُنْتَ) تَعْلَمُهَآ: تو نہیں جانتا تھا اسے۔

ربط:

آیت نمبر ۲۵ سے شروع ہونے والا حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ اب یہاں آ کر مکمل ہو رہا ہے۔

اہم نکات: ایک سوال اور اُس کے جوابات:

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ یہاں سوال ہوتا ہے کہ ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں حالانکہ سوال تو ہوتا ہی ایسی چیز کے بارے میں ہے جس کا علم نہ ہو۔

اس کا جواب تو وہ ہے جو شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے موضح القرآن میں دیا کہ سوال تو واقعی ایسی چیز کے بارے میں ہوتا ہے جس کا علم نہ ہو لیکن سوال کرنے والے کو بڑے کے مقام و مرتبے کا خیال ہونا چاہئے کہ میرے سوال کرنے سے وہ شخصیت ناراض تو نہیں ہوگا یعنی مرضی اس کی معلوم کرنی چاہئے تو بغیر بڑے کی مرضی معلوم کئے سوال کرنا یہ اچھی بات نہیں ہے تو بغیر مرضی حاصل کئے ہوئے سوال کرنا جہل ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ سَئَلَ يَسْئَلُ سُوَالًا مصدر آئے تو معنی سوال کرنا اور جب مصدر مسئلۃً آئے تو اس کے معنی مانگنا ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی مصدر مَسْئَلَةً ہے کہ نہ مانگ مجھ سے اپنے بیٹے کی نجات۔

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا

احمد رضا خان بریلوی کا خلاف عقل اور خلاف نقل استدلال:

احمد رضا خان بریلوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں تھے کہ آپ کو قرآن یاد تھا لیکن یہ بالکل عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے معلوم تھا تو غار حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کیوں ہوا اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ آیت "وَمَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا" اور اس مضمون کی دوسری آیات کو کہاں چھوڑیں جیسے "مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ" آگے دوسری جگہ آتا ہے "وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ الخ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو امید بھی نہ تھی کہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتاری جائیگی اب ان نصوص قطعیہ کو ہم کہاں چھوڑیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا حضرت نوح علیہ السلام کو جواب:

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اے نوح علیہ السلام بیشک یہ بیٹا آپ کے اہل میں سے نہیں ہے، بیٹا تو ہے لیکن اہل میں سے نہیں ہے کیوں نہیں ہے؟ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ بیشک اس کے عمل اچھے نہیں ہیں، یہ کام اچھے نہیں کرتا یہ کفر پر چلتا تھا۔ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ پس نہ سوال کر مجھ سے اس چیز کا جس کا آپ کو علم نہیں ہے اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ بیشک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اس بات کی کہ نہ ہو جائیں آپ جاہلوں میں سے۔ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ پس نہ سوال کریں مجھ سے اس چیز کا جس کا آپ کو علم نہیں ہے بیشک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ جاہلوں میں سے نہ ہو جائیں۔

قَالَ عرض کیا نوح علیہ السلام نے رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اے میرے رب بیشک

میں آپ کی پناہ لیتا ہوں آپ کی مدد کے ساتھ یہ کہ میں سوال کروں آپ سے اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں ہے مجھے معاف کر دے۔ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ اور اگر آپ مجھے نہیں بخشیں گے وَتَرْحَمْنِیْٓ اور رحم نہیں کریں گے اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ تو ہو جاؤں گا میں نقصان اٹھانے والوں میں سے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور مؤمنین کو کشتی سے اُترنے کا حکم:

قِیْلَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا اے نوح علیہ السلام اتر جاؤ نیچے سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے وَبَرَکٰتٍ عَلَیْكَ اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ اور ان خاندانوں پر بھی جو آپ کے ساتھ ہیں۔ اب پانی خشک ہو گیا ہے اپنا کام کرو جو تم نے کرنا ہے۔

اللہ کے بیان کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعے کو نہیں جانتے تھے:

وَاُمَمٌ اور کچھ امتیں ایسی ہیں سَنُمَتِّعُهُمْ جن کو ہم فائدہ پہنچائیں ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ پھر پہنچے گا ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب، کفر شرک کی وجہ سے، نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کے احکام ٹھکرانے کی وجہ سے سزا ہوگی، یہ نوح علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ یہ واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ ۚ ہم وحی کرتے ہیں اس واقعہ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف، بذریعہ وحی آپ کو بتایا ہے مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ کو نہیں جانتے تھے وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕ اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی اس سے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے پہلے قوم بھی نہیں جانتی تھی۔ فَاصْبِرْ ؕ پس آپ صبر کریں۔ جس طرح نوح علیہ السلام نے قوم کے اذیت دینے پر صبر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صبر کریں۔ نوح علیہ السلام کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیلئے نقل کیا ہے۔ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ بیشک اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ پرہیزگاروں کو ہی اللہ تعالیٰ فتح اور کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے، باطل پر چلنے والے تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نہیں ہے

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿50﴾ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ

تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا۔ نہیں ہو تم مگر افتراء باندھنے والے۔ اے میری قوم میں نہیں سوال کرتا تم سے اس پر کسی

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿51﴾ وَیٰقَوْمِ

معاوضے کا نہیں ہے میرا معاوضہ مگر اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا پس تم سمجھتے نہیں۔ اور اے میری قوم اپنے

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا

رب سے بخشش طلب کرو، پھر اس کی طرف رجوع کرو اور وہ چھوڑے گا تمہارے اوپر آسمان کو بارش برسانے والا اور زیادہ

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿52﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

کرے گا تمہارے لئے قوت کو تمہاری قوت کے ساتھ اور نہ پھرو تم جرم کرتے ہوئے۔ کہا انہوں نے اے ہود علیہ السلام نہیں لائے

بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل اور نہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تمہاری بات کی وجہ سے اور نہیں ہم تیرے اوپر

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿53﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ

ایمان لانے والے، ہم نہیں کہتے مگر تکلیف پہنچائی ہے تمہیں ہمارے خداؤں میں سے بعض نے۔ فرمایا ہود علیہ السلام نے بیشک میں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿54﴾ مِنْ

گواہ بناتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور تم بھی گواہ بن جاؤ بیشک میں بیزار ہوں اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے

دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿55﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

پس تم سب کرلو تدبیر میرے خلاف پھر تم مہلت نہ دو بیشک میں نے بھروسہ کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر جو میرا بھی رب ہے

رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿56﴾

اور تمہارا بھی رب ہے۔ نہیں ہے کوئی جاندار چیز مگر وہ پکڑنے والا ہے اس کی پیشانی کو بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُفْتَرُوْنَ: جھوٹ بولنے والے، فَطَرَنِيْ: (جس نے) مجھے پیدا کیا، يَزِدْكُمْ: وہ زیادہ دے گا تمہیں، قُوَّتِكُمْ: تمہاری قوت، لَا تَتَوَلَّوْا: اعراض نہ کرو، يٰهُوْدُ: اے ہودؑ (پیغمبر کا نام)، بِتَارِكِيْٓ: چھوڑنے والے، اٰلِهَتِنَا: ہمارے معبود، قَوْلِكَ: تیرا کہنا، اعْتَرٰىكَ: اس نے آسیب پہنچایا تجھے، اُشْهِدُ: میں گواہ بناتا ہوں، كِيْدُوْنِيْ: تم مکر کرو میرے حق میں، اٰخِذٌ: پکڑنے والا، نَاصِيَتِهَا: پیشانی اس کی۔

ربط:

اس سے پہلے تقریباً بیس پچیس آیات میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا بیان ہوا اب قوم عاد یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

اہم نکات: عاد کون تھے؟

عاد نوح علیہ السلام کا پڑ پوتا تھا۔ شجرہ نسب اس طرح ہے عاد بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام)۔ اس کی آگے نسل چلی اس قوم کے علاقے کے متعلق تاریخ والے بتلاتے ہیں کہ ایک طرف نجران دوسری طرف عمان تیسری طرف مغربی یمن اور چوتھی طرف حضرموت ہے اس کے درمیان کا علاقہ تھا۔ آج کل کے جغرافیہ میں ربع خالی دھابھی کہتے ہیں، ریتلا علاقہ ہے، عاد قوم کی طرف اللہ تبارک وتعالی نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

تفسیری نکات: حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۘ اور ہم نے عاد قوم کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا، بھائی اس لئے فرمایا کہ وہ قوم کے ایک فرد تھے۔ قَالَ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تبارک وتعالی کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا، تمام پیغمبروں کا سبق اسی جملہ سے شروع ہوتا ہے۔ یہی سبق حضرت نوح علیہ السلام نے دیا تھا اور یہی سبق حضرت ہود علیہ السلام نے دیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ نہیں ہو تم مگر افتراء باندھنے والے، تم نے اللہ تبارک وتعالی کے سوا جو معبود بنائے اور گھڑے ہوئے ہیں وہ نرا افترا اور جھوٹ ہے یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اے میری قوم! میں نہیں سوال کرتا تم سے اس پر کسی معاوضے کا، یہ تبلیغ تمہیں للہ فی اللہ محض اللہ تعالی کی رضا کے لئے کرتا ہوں تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا اگر تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو تو میرا یہ اعلان سن لو اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ نہیں ہے میرا معاوضہ مگر اس ذات پر جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ مجھے اس کا اجر وثواب اور معاوضہ دے گا میں تم سے کوئی چیز لینے کا روادار نہیں ہوں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر خشک سالی آئی تین سال تک بارشیں نہ ہوئیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانی کے چشمے خشک ہو گئے، درخت تک خشک ہو گئے لوگوں نے نقل مکانی شروع کر دی اور جو رہ گئے بڑی تنگی میں تھے تو اللہ تعالی کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش طلب کرو، کفر شرک سے معافی مانگو، ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ پھر اس کی طرف رجوع کرو اس کی بندگی اور عبادت کرو يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا اور وہ چھوڑے گا تمہارے اوپر آسمان کو بارش برسانے والا یعنی لگا تار بارش ہوگی۔ وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ اور زیادہ کرے گا تمہارے لئے قوت کو تمہاری قوت کے ساتھ، پہلے جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی رہے گا اور مزید بھی دے گا۔ بارشیں ہونگی فصلوں اور پھلوں کی فراوانی ہوگی وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ اور نہ پھرو تم جرم کرتے ہوئے، حق کی طرف پشت نہ کرو۔

قوم کا جواب:

قَالُوْا قوم کے لوگ کہنے لگے یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ اے ہود علیہ السلام نہیں لائے تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل، بھائی دلیل کیا ہے؟ تم کسے واضح دلیل کہتے ہو؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور یہ پروگرام لے کر آیا ہوں کہ عبادت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، کتنی واضح بات ہے مگر بات نہ ماننا ہو تو کہتے ہیں ہمیں تیری باتیں سمجھ نہیں آتیں کہنے لگے !وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ اور نہیں ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تیری بات کی وجہ سے تم ہمیں ہمارے خداؤں سے پھیرتے اور ہٹاتے ہو۔ ہم نہیں مانیں گے اور صاف لفظوں میں سن لو وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہم تیرے اوپر ایمان لانے والے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر کتنے پیارے الفاظ سے سمجھاتے ہیں "یٰقَوْمِ" اے میری قوم !اور قوم والے کہتے ہیں کہ ہمیں تمہاری بات سمجھ نہیں آتی اور ہم تیرے کہنے کی وجہ سے اپنی خداؤں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی ہم تیرے اوپر ایمان لائیں گے۔ بلکہ الٹی بات اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ ہم نہیں کہتے مگر تکلیف پہنچائی ہے تجھے ہمارے خداؤں میں سے بعض نے ،آپ پاگلوں والی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں (نعوذ باللہ تعالیٰ) کہ ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں یہ ہمارے خداؤں نے تجھے پاگل بنا دیا ہے تیری مت ماری گئی ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرک سے بیزاری کا اعلان:

قَالَ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ بیشک میں گواہ بناتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کو وَاشْھَدُوْٓا اور تم بھی گواہ بن جاؤ اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ بیشک میں بیزار ہوں اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے میں ان سب سے بیزار ہوں مِنْ دُوْنِہٖ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا پس تم سب ملکر کرلو تدبیر میرے خلاف ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ پھر تم مہلت نہ دو، تم اپنے خداؤں کے ساتھ مل کر جو میرا بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو، حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ؕ بیشک میں نے بھروسہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا ؕ نہیں ہے کوئی جاندار چیز مگر وہ پکڑنے والا ہے اس کی پیشانی کو، سب کے سب اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں کوئی چیز اس کی ملکیت اور تصرف سے خارج نہیں ہے، اور میری قوم یاد رکھو! اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ہے صراط مستقیم پر چلو گے تو تمہیں رب ملے گا اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ

پس اگر تم اعراض کرو گے پس تحقیق میں پہنچا چکا ہوں وہ بات جو میں دے کر بھیجا گیا تھا تمہاری طرف اور جانشین بنائے گا

رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا

میرا رب کسی قوم کو تمہارے سوا اور تم اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔ اور جس وقت

جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰهُمْ

آیا ہمارا حکم ہم نے نجات دی ہود علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی کے ساتھ اور نجات دی

مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا

ہم نے ان کو گاڑھے عذاب سے اور یہ عاد ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور انہوں نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ

رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

کے رسولوں کی اور انہوں نے پیروی کی ہر جبر کرنے والے سرکش کے حکم کی اور لگا دی گئی پیچھے اس دنیا میں لعنت اور قیامت

اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع

والے دن بھی خبردار بیشک قوم عاد نے اپنے رب کے احکام کا انکار کیا خبردار بربادی ہوئی عاد کے لئے جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَضُرُّوْنَهٗ: تم نقصان نہیں کر سکو گے اس کا، نَجَّیْنَا: ہم نے نجات دی، نَجَّیْنٰهُمْ: ہم نے نجات دی انہیں، جَحَدُوْا: انہوں نے انکار کیا، جَبَّارٍ: سرکش، عَنِیْدٍ: مخالف، دشمن، اُتْبِعُوْا: ان کے پیچھے سے آئی (لعنت)۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہو رہا تھا ان آیات میں بھی انہی کا بیان ہے۔

اہم نکات: ایک سوال اور اُس کا جواب:

یہاں سوال یہ ہے کہ ہود علیہ السلام کے علاوہ تو قوم میں کوئی اور رسول نہیں آیا تھا تو جمع کے صیغہ کے ساتھ کیوں فرمایا۔ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ تو اس کا جواب آپ کو تمام تفسیروں میں یہ ملے گا کہ دراصل ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی تکذیب ہے، ایک رسول کو جھوٹا قرار دینا گویا تمام رسولوں کو جھوٹا قرار دینا ہے، تو اس لئے جمع کا صیغہ رُسُل کا لفظ لایا گیا۔

تفسیری نکات: حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو سمجھانا:

فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر تم اعراض کرو گے فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ ؕ پس میں پہنچا چکا ہوں وہ بات جو میں دے کر بھیجا گیا تھا تمہاری طرف۔ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۚ اور جانشین بنائے گا میرا رب کسی قوم کو تمہارے سوا۔ تمہیں تباہ و برباد کر کے کسی اور قوم کو لا کر یہاں آباد کرے گا وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا ؕ اور تم اللہ تعالیٰ کو کچھ

نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔ ہر چیز کی حفاظت کرنے والا صرف میرا رب ہے، میری حفاظت بھی کرے گا میرے ساتھیوں کی حفاظت بھی کرے گا ہمارے ایمان کی بھی حفاظت کرے گا، ہمیں تمہاری دھمکیوں کا کوئی خوف نہیں ہے۔ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور جس وقت آیا ہمارا حکم نَجَّيْنَا هُوْدًا ہم نے نجات دی ہود علیہ السلام کو وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو بھی نجات دی بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ اپنی مہربانی کے ساتھ۔

قوم عاد پر عذاب کا نزول:

تقریباً تین سال مسلسل بارش نہ ہوئی خشک علاقہ تھا، کنوؤں کا پانی خشک ہو گیا، چشمے خشک ہو گئے، درخت جھلس گئے، جانور بھوک پیاس سے مرنے لگے، حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! توبہ کرو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، "یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا" چھوڑ دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان کو تمہارے اوپر بارش برسانے والا۔

قوم نے کہا اگر تیری وجہ سے بارش ہوئی ہے کہ ہم تیرا کلمہ پڑھ لیں تیری باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں تو بارش آئے گی تو ہمیں ایک قطرے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ضد کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ان کے علاقہ کا نام احقاف تھا جس کا ذکر چھبیسویں پارے میں ہے۔ چنانچہ تین سال تک مسلسل بارش نہ ہوئی اس کے بعد بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا بڑے خوش ہوئے بھنگڑا ڈالا اور کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔ ترمذی شریف صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں روایت ہے کہ بادل سے آواز آئی رِمَادًا رِمَادًا اَلَا تَذَرْ مِنْ عَادٍ اَحَدًا ان کو راکھ اور خاک کر کے رکھ دے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا۔ لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ وہ بادل جب ان کے قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں سے ایسی تند و تیز ہوا نکلی ان کو اٹھا اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ حالانکہ ان کے بڑے لمبے لمبے قد تھے اور بڑی قوت والے تھے۔ کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ ہوا نے اٹھا اٹھا کر کسی کو ایک میل پھینکا کسی کو دو میل پھینکا۔ لاشیں اس طرح پڑی تھیں كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ جیسا کہ وہ تنے ہیں اکھڑی ہوئی کھجوروں کے۔ ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔

مکہ والوں کو تنبیہ:

وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ اور نجات دی ہم نے ان کو گاڑھے عذاب سے، سخت عذاب سے، باد صرصر تند ہوا سے نجات دی وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ اور یہ عاد ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا، چونکہ یہ بستیاں مکہ والوں کے راستے میں تھیں اہل مکہ تاجر پیشہ لوگ تھے، شام جاتے، یمن جاتے، عراق جاتے تجارت کے لیے۔

تو یہ عرب کے لوگ ان علاقوں میں آتے جاتے تھے ان کی عمارتیں دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ اتنی بڑی بڑی

عمارتیں ہیں، ان کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو آثار تمہیں نظر آتے ہیں یہاں قوم عاد رہتی تھی، اپنے رب کی آیات کا انہوں نے انکار کیا وَعَصَوْا رُسُلَهٗ اور انہوں نے نافرمانی کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولوں کی۔ یہاں جمع کا صیغہ رُسُلَهٗ کیوں استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت اہم نکات میں بیان ہو چکی ہے۔

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور انہوں نے پیروی کی ہر جبر کرنے والے سرکش کے حکم کی، عَنِيْدٍ ضدی کو کہتے ہیں، جو حق کے ساتھ ٹکرانے والا ضدی اور عناد رکھنے والا تھا اس کی بات مان لی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے معصوم پیغمبر کی بات نہ مانی وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً اور لگا دی گئی ان کے پیچھے دنیا میں لعنت، دنیا میں ملعون ہوئے، عذاب بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اور قیامت والے دن بھی جب وہ اٹھیں گے تو ملعون ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت آئی تو ان پر عذاب آیا پھر وہ عذاب ختم ہونے میں نہیں آئے گا، برزخ قبر میں عذاب، میدان حشر میں عذاب، پھر پل صراط کا عذاب، پھر دوزخ کا عذاب، لعنت ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی، اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ خبردار بیشک قوم عاد نے اپنے رب کے احکام کا انکار کیا اَلَا خبردار بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ بربادی ہوئی عاد قوم کے لئے جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی، بعد کا لغوی معنی دوری ہے، مطلب بنے گا دوری ہوئی تباہی ہوئی قوم عاد کی، ان کا نام ونشان مٹ گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام اور اُن کے مومن ساتھی وہیں اُس علاقے میں موجود رہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

اور (بھیجا ہم نے) ثمود قوم کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو فرمایا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا

نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا اسی نے پیدا کیا تمہیں زمین سے اور اسی نے تمہیں آباد کیا اس زمین میں پس تم

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا

اس سے بخشش طلب کرو پھر رجوع کرو تم اس کی طرف بیشک میرا رب قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔ کہا انہوں نے

يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا

اے صالح علیہ السلام تحقیق تھے تم ہمارے درمیان امید کیا گیا اس سے پہلے، کیا آپ ہم منع کرتے ہیں اس بات سے کہ ہم عبادت

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

کریں جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور بیشک ہم شک میں ہیں اس چیز کے بارے میں جس چیز کی طرف آپ

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿62﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ

ہمیں دعوت دیتے ہیں وہ شک ہمیں اضطراب میں ڈالتا ہے فرمایا صالح علیہ السلام نے اے میری قوم بتلاؤ تم، اگر ہوں میں واضح

مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ

دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس نے دی ہو مجھے رحمت اپنے طرف سے پس کون میری مدد کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ

اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿63﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ

کے سامنے اگر میں نے اس کی نافرمانی کی پس نہیں زیادہ کروگے تم میرے لئے سوائے نقصان کے اور اے میری قوم یہ اللہ کی

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دو کھائے اللہ تعالیٰ کی زمین میں اور نہ تم اس کو ہاتھ لگاؤ تکلیف پہنچانے کے

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿64﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ

لئے پس پکڑے گا تمہیں قریبی عذاب۔ پس انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں پس فرمایا فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿65﴾

تین دن یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَعْمَرَكُمْ: اس نے آباد کیا تمہیں، اِسْتَغْفِرُوْهُ: تم بخشش مانگو اس سے، مُجِيْبٌ: قبول کرنے والا، مَرْجُوًّا: امید کیا ہوا، تَدْعُوْنَآ: تو بلاتا ہے ہمیں، مُرِيْبٍ: شک کرنے والا، عَصَيْتُهٗ: میں نے نافرمانی کی اس کی، تَزِيْدُوْنَنِيْ: تم بڑھاتے ہو مجھے، تَخْسِيْرٍ: نقصان کرنا، فَعَقَرُوْهَا: پس انہوں نے پاؤں کاٹے اس کے، تَمَتَّعُوْا: تم فائدہ اٹھالو، دَارِكُمْ: تمہارے گھر، مَكْذُوْبٍ: جھٹلایا ہوا۔

ربط:

مغضوب قوموں میں سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کا ذکر ہوا اس کے بعد قوم عاد کا ذکر ہوا اب تیسری مغضوب قوم، قوم ثمود کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔

اہم نکات:

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے زمین سے پیدا کیا ہے اس سے کیا مراد ہے تو آپ تیسرے پارے میں پڑھ چکے ہیں کہ ''اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ '' بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ

کے نزدیک ایسے ہی مثال ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی مثال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو تمہاری اصل تو زمین ہی ہے، یہی وجہ تھی کہ ابلیس نے کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ.

دوسرا مطلب یہ ہے کہ زمین سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں، دانے پیدا ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں، یہ تم کھاتے ہو اور تمہارے بدن میں خون پیدا ہوتا ہے پھر اسی خون سے مادہ تولید پیدا ہوتا ہے تو گویا اصل خلقت تو مٹی سے ہوئی۔

تفسیری نکات: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ اور بھیجا ہم نے ثمود قوم کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو، بھائی کا معنی پہلے میں نے سمجھایا ہے کہ انہی کی قوم اور برداری کے ایک فرد تھے اس لئے بھائی کہا ہے، جیسے ہم کہتے ہیں برادران وطن اور برادران وطن میں ہندو، سکھ، عیسائی، اور پارسی سارے آتے ہیں، ورنہ یہ پیغمبر اور مومن ہیں قوم کافر ہے اس معنی میں بھائی نہیں ہیں، قَالَ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اے میری قوم! اعْبُدُوا اللّٰهَ عبادت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ نہیں ہے تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود۔

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اسی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں زمین سے۔ زمین سے پیدا کرنے سے کیا مراد ہے یہ ہم اہم نکات میں وضاحت کر آئے ہیں وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا اور اسی نے تمہیں آباد کیا اس زمین فَاسْتَغْفِرُوْهُ پس تم اس سے بخشش طلب کرو اس سے معافی مانگو۔ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ پھر رجوع کرو تم اس رب کی طرف، اس کی فرمانبرداری اور عبادت کرو گناہوں سے معافی مانگی ہے تو دوبارہ گناہ نہ کرو، یہ کوئی توبہ نہیں ہے کہ زبان سے توبہ توبہ اور ساتھ ساتھ گناہ بھی چلتے رہیں اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ بیشک میرا رب قریب ہے دعا قبول کرنے والا ہے، کتنا قریب ہے؟ فرمایا " نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ". (سورۃ ق) " ہم اس کے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا دعا بھی کوئی قبول نہیں کر سکتا، یہ بات حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو حجر کے علاقہ میں سمجھائی، حجر بحرین اور سعودیہ کے درمیان میں ہے۔ قَالُوْا لوگوں نے جواب دیا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اے صالح علیہ السلام تحقیق تھا تم ہمارے درمیان امید کیے گئے اس تبلیغ سے پہلے۔ ہمیں تو امید تھی کہ آپ مستعد آدمی ہیں اب ہم اگر دس بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو آپ بیس بتوں کی پوجا کرائیں گے، اگر ہم نے دس بت خانے بنائے ہیں تو آپ بیس بنا کر دیں گے لیکن آپ نے تو ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ کہ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا کیا آپ ہمیں منع کرتے ہیں اس بات سے کہ ہم عبادت کریں جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ اور بیشک ہم شک میں ہیں اس چیز کے بارے میں جس چیز کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں، ہمیں تمہاری بات سمجھ نہیں آتی کہ الہ ایک ہو مُرِیْبٍ یہ ہمیں شک اور تردد میں ڈالتا ہے لہذا ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں قَالَ حضرت

صالح علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اے میری قوم اَرَءَيْتُمْ بتلاؤ تم اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے وَاٰتٰىنِىْ مِنْهُ رَحْمَةً اور اس نے دی ہو مجھے رحمت اپنی طرف سے، ہدایت، ایمان، تقویٰ، نیکی، فرمایا ان حالات میں فَمَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ پس کون میری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کے سامنے اگر میں نے اس کی نافرمانی کی فَمَا تَزِيْدُوْنَنِىْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ پس نہیں زیادہ کرو گے تم میرے لئے سوائے نقصان کے، مطلب یہ ہے کہ میں توحید کا سبق چھوڑ دوں اور تمہاری شرکیہ رسومات کی تردید کرنے کی بجائے خود کرنے لگ جاؤں تو مجھے نقصان کے سوا کیا حاصل ہوگا۔ لہٰذا نہ میں پیغام الٰہی پہنچانے سے باز آسکتا ہوں اور نہ تمہاری غلط بات کے پیچھے لگ سکتا ہوں۔

قوم کا اونٹنی کی نشانی کا مطالبہ:

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی بات کو تسلیم نہ کیا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغمبر اپنی ڈیوٹی دیتا رہا یہاں تک کہ وہ صالح علیہ السلام کی تبلیغ سے تنگ آکر کہنے لگے کہ اگر آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو ہماری فرمائش کو پورا کرو ہم تمہاری باتیں مان لیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ ایک بہت بڑی چٹان تھی اس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اس چٹان سے اونٹنی نکلے اور ساتھ ہی بچہ جن (جنم) دے۔ عادتاً تو اس فرمائش کے پورے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ پتھروں اور چٹانوں سے اونٹنی پیدا ہو اور پھر فوراً بچہ بھی جن دے اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ اس اونٹنی کے بال بڑے گھنے اور خوبصورت ہوں، چنانچہ اس کے لئے دن مقرر کیا گیا شہروں دیہاتوں میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ آؤ بھئی فلاں دن پتھر سے اونٹنی پیدا ہونی ہے، مذاق اڑاتے تھے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے اور جوان اکٹھے ہوئے عجیب قسم کا منظر تھا ایک میلہ لگا ہوا تھا، اشارہ کیا کہ اس چٹان سے اونٹنی نکلے سب نے آنکھوں کے ساتھ دیکھا اسی چٹان سے اونٹنی نکلی اور ساتھ ہی بچہ بھی جن دیا، اس کا ذکر ہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً اور اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ پتھروں میں سے کہاں اونٹنیاں نکلتی ہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نشانی دکھائی ہے۔ فَذَرُوْهَا پس اس کو چھوڑ دو تَاْكُلْ فِىْٓ اَرْضِ اللّٰهِ کھائے چارہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین میں وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور نہ تم اس کو ہاتھ لگاؤ تکلیف پہنچانے کیلئے ویسے برکت کیلئے ہاتھ لگا سکتے ہو، مالش کرو خدمت کرو لیکن تکلیف پہنچانے کیلئے ہاتھ نہ لگاؤ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ پس پکڑے گا تمہیں قریبی عذاب۔

اونٹنی کا قتل:

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو پہلے ہی خبردار کر دیا کہ اس اونٹنی کو برائی کے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ اس کو ضرر پہنچایا تو پھر تم پر عذاب آئے گا۔ سورت نمل آیت نمبر ۴۸ میں ہے " وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ " اور تھے شہر میں نو شخص جو فساد کرتے تھے زمین میں اور نہیں اصلاح کرتے تھے"۔ یہ تو اس

علاقے کے بدمعاش اور غنڈے تھے انکے سردار کا نام تھا قیدار ابن صالح، اس کا سر چھوٹا اور بلی کی طرح آنکھیں تھیں شیطانوں کا پیر تھا، ہر ڈاکے اور قتل میں یہ شریک ہوتے تھے۔۔ایک عورت تھی جس کا نام تھا عنیزہ بنت غنم تھا، اس کے پاس بھیڑ بکریاں، گائیں اور اونٹ بہت تھے اس کو جانوروں کے پانی پلانے میں دقت پیش آتی تھی، سورت شعراء آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے (آیت) " قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ "۔حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ اونٹنی ہے اس کے لئے پانی پینے کی باری ہے اور تمہارے لئے بھی پانی پینے کی باری ہے ایک مقرر دن پر "۔ایک دن تمہارے جانور پانی پئیں گے اور ایک دن یہ اونٹنی پانی پئے گی تمہارا کوئی جانور نہیں پئے گا، عنیزہ کے جانور بہت زیادہ تھے ، اوباش قسم کی عورت تھی خاوند فوت ہو چکا تھا جواں سال اس کی بیٹیاں تھیں، اس نے قیدار ابن صالح کے ساتھ ساز باز کی کہ میرے جانور پیاسے رہ جاتے ہیں تم درمیان سے اس اونٹنی کو ختم کرو تا کہ وہ پانی کی باری بھی ہمیں مل جائے۔قیدار نے اپنے غنڈوں کے ساتھ مشورہ کیا جس کا ذکر سورۃ النمل آیت نمبر ۴۹ میں ہے " قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ " کہا انہوں نے قسمیں کھاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی کہ ہم رات کے وقت صالح علیہ السلام اور ان کے گھروں کو حملہ کر کے ہلاک کر دیں گے، ہم کہیں گے ان کے دعویدار سے کہ ہم نہیں حاضر ہوئے ان کے اہل کے ہلاک ہونے کے وقت اور ہم سچے ہیں "۔یعنی انہوں نے مشورہ کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح علیہ السلام کو بمع اہل خانہ ہلاک کر دیں پھر ہم قسم اٹھا کر کہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے مارا ہے، پھر اونٹنی کو ہلاک کر دیں گے پھر مشورہ تبدیل کر لیا کہ پہلے اونٹنی کو مارو پھر صالح علیہ السلام کو، اس کا ذکر ہے فَعَقَرُوْهَا پس انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں " فَقَالَ " پس حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فائدہ اٹھالو تم اپنے گھروں میں تین دن، مثلاً بدھ والے دن انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کل جمعرات ہے پرسوں جمعہ ہے چوتھ (ترسوں) ہفتہ ہے، ان تین دنوں تک تمہیں مہلت ہے۔اور یہ بھی تفسیروں میں آتا ہے کہ فرمایا کل تمہاری شکلیں پیلی ہوں گی پرسوں سرخ ہوں گی پھر کالی ہو جائیں گی، یہ سب کچھ تمہیں نظر آئے گا بہتر ہے توبہ کر لو، کہنے لگے اگر تیری وجہ سے بچتے ہیں تو پھر موت ہی بہتر ہے، فرمایا فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں کیا جائے گا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ

پس جب آیا ہمارا حکم ہم نے نجات دی صالح علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی رحمت کے ساتھ

خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اور اس دن کی رسوائی سے، بے شک تیرا رب وہ قوی ہے غالب ہے اور پکڑا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ایک چیخ نے

فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَاۡ

پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے گویا کہ وہ ان گھروں میں آباد ہی نہیں ہوئے۔ خبردار بیشک قوم ثمود

كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ

نے اپنے رب کے احکامات کی نافرمانی کی خبردار دوری ہے قوم ثمود کے لئے، اور البتہ تحقیق آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام

بِالۡبُشۡرٰى قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيۡذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

کے پاس خوشخبری لے کر انہوں نے کہا سلام ابراہیم علیہ السلام نے بھی کہا سلام پس نہ ٹھہرے کہ لے آئے بچھڑا بھونا ہوا پس جب

رَاٰۤ اَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ

دیکھا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ہاتھوں کو کہ نہیں پہنچتے اس کی طرف تو اوپرا سمجھا ان کو اور محسوس کیا ان کی طرف سے خوف انہوں

اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿۷۰﴾ وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ

نے کہا خوف نہ کریں وہم بھیجے گئے ہیں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی پس وہ ہنس پڑی

فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ ﴿۷۱﴾

پس ہم نے ان کو خوشخبری دی اسحاق علیہ السلام کی اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَوۡمِئِذٍ: اس دن، اَلصَّيۡحَةُ: ہولناک آواز، سَلٰمٌ: سلام کرنا، مَا لَبِثَ: اس نے دیر نہ کی، حَنِيۡذٍ: بھونا ہوا، لَا تَصِلُ: (ان کے ہاتھ) نہیں آتے، نَكِرَهُمۡ: اس نے اوپرا سمجھا انہیں، اَوۡجَسَ: دل میں ڈرا، لَا تَخَفۡ: تو نہ ڈر، اُرۡسِلۡنَاۤ: ہم بھیجے گئے ہیں، لُوۡطٍ: جلیل القدر پیغمبر کا نام ہے، فَضَحِكَتۡ: تو وہ ہنسی، فَبَشَّرۡنٰهَا: ہم نے خوشخبری دی انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم، قوم ثمود کا تذکرہ تھا اب بھی ابتدائی آیات میں انہی کا تذکرہ ہے اور بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دینے کا ذکر ہے۔

اہم نکات: مقصود بالذات تو لوط علیہ السلام کا قصہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا قصہ کیوں آیا؟

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى مجرم قوموں میں چوتھی قوم یعنی قوم لوط علیہ السلام کا اس رکوع میں ذکر آئیگا، تفسیر بیان القرآن، کبیر، ابوالسعود وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ مقصود بالذات تو قصہ ہے لوط علیہ السلام کا، ابراہیم علیہ السلام کا قصہ کیوں آیا

تو اس کی دو وجوہ ہیں (اوّل) پہلی وجہ یہ ہے کہ وہی فرشتے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے، وہی آگے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بڑے عمر کے مہمانوں کی شکل میں آئے تھے، اور انہیں بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی، وہی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس نوعمر لڑکوں کی صورت میں آئے۔

(دوم) دوسری بات یہ ہے کہ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے تو واقعہ مستقل طور پر تو لوط علیہ السلام کا بیان کرنا تھا لیکن مناسبت کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان کیا۔

یہ فرشتے کون تھے؟ تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے کہ یہ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام تھے یہ بھی آپ کو ملے گا کہ یہ چھ فرشتے تھے، آٹھ تھے اور یہ بھی ملے گا کہ عشرۃ یعنی دس فرشتے تھے۔

تفسیری نکات: قوم ثمود پر عذاب الٰہی:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا پس جب آیا ہمارا حکم مراد عذاب ہے کہ جب ہمارا عذاب آیا نَجَّيْنَا صٰلِحًا نجات دی ہم نے صالح علیہ السلام کو وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ، جن کی تعداد تفاسیر میں تقریباً چار ہزار افراد میں بتائی گئی ہے۔ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی رحمت کے ساتھ ان کو نجات دی وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اور اس دن کی رسوائی سے بھی جو عذاب آنے کے بعد ہوئی اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ بیشک تیرا رب وہ قوی ہے غالب ہے۔ آگے عذاب کی شکل کا بیان ہے کہ وہ عذاب کس شکل میں آیا وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ اور پکڑا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ایک چیخ نے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی سی آواز نکالی اس سے سارے مجرم ہلاک ہو گئے جہاں جہاں بھی تھے ایک نفس بھی نہ بچا لیکن نہ حضرت صالح علیہ السلام کو کچھ ہوا اور نہ ان کے ساتھیوں کو حالانکہ وہ بھی وہیں تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی ہے کہ جگہ ایک ہو بعض عذاب میں مبتلا ہوں اور بعض کو کچھ بھی نہ ہو، حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اُس عذاب والی آواز نے کچھ نہ کہا اور جو مجرم تھے ان کو چھوڑا نہیں فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑنے والے، جس طرح ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں یہ انسان کی عاجزی کی حالت ہے، اس طرح قوم ثمود کے لوگ گھٹنوں کے بل گر کر تباہ و برباد ہو گئے كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ گویا کہ وہ ان گھروں میں آباد ہی نہیں ہوئے۔ یعنی گھر اسی طرح کھڑے ہیں بلکہ اب تک سعودی عرب میں وہ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر بنائے گئے گھر کھڑے ہیں مگر مکین صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ خبردار بیشک قوم ثمود نے اپنے رب کے احکامات کی نافرمانی کی، گویا ان کی تباہی کا سبب اور وجہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور پیغمبروں کی نافرمانی ہے۔ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ خبردار! دوری ہے قوم ثمود کیلئے دنیا سے

،اور لازمی معنی کرتے ہیں ہلاکت اور بربادی ہوئی قوم ثمود کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر فرشتوں کی آمد:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى اور البتہ تحقیق آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر۔ اس خوشخبری کا ذکر آگے آئے گا قَالُوْا سَلٰمًا ؕ انہوں نے کہا سلام۔ اور مسئلہ یہی ہے کہ آنے والے کو سلام کرو بڑا ہو یا چھوٹا ہو یہ آنے والے کا فریضہ ہے۔

قَالَ سَلٰمٌ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فَمَا لَبِثَ پس نہیں ٹھہرے حضرت ابراہیم علیہ السلام اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کہ لے آئے بچھڑا بھونا ہوا ڈش میں رکھ کر، اب بھنا تلا ہوا بچھڑا سامنے رکھا ہوا ہے فرشتے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں مگر کھانے کی طرف ہاتھ کسی کا نہیں بڑھتا، فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ پس جب دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ہاتھوں کو لَا تَصِلُ اِلَيْهِ کہ نہیں پہنچتے اس بچھڑے کے گوشت کی طرف نَكِرَهُمْ تو انکو اوپرا، اجنبی سمجھا۔ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ اور محسوس کیا ان کی طرف سے خوف کہ یہ لوگ کھانا نہیں کھا رہے لگتا ہے اچھے ارادے سے نہیں آئے مذہبی مخالف ہیں یا کوئی اور بات ہے، فرشتے سمجھ گئے تو قَالُوْا لَا تَخَفْ انہوں نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام خوف نہ کریں اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم بھیجے گئے ہیں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی اس انتظار میں کہ اور گوشت منگوائیں گے تو پکڑا دوں گی، جس وقت انہوں نے کہا ہم تو فرشتے ہیں فَضَحِكَتْ اہلیہ محترمہ ہنس پڑیں کہ ہمارے ساتھ کیا بنا ہے، یہ تو فرشتے ہیں جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں خوراک ان کی سبحان اللہ ہے۔ تو وہ ہنس پڑی کہ ہم نے کیا سمجھا اور نکلا کیا۔

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ پس ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کو خوشخبری دی اسحاق علیہ السلام کی۔ اے بی بی۔ تمہیں اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا اور نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود رکھا اسحاق علیہ السلام وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ یعنی آپ کی زندگی میں اسحاق علیہ السلام جوان ہوں گے شادی کریں گے شادی کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بیٹا دے گا اور اس پوتے کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود یعقوب علیہ السلام رکھا۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ

وہ کہنے لگیں ہائے افسوس مجھ پر کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں بیشک یہ تو البتہ

عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ

عجیب چیز ہے وہ (فرشتے) کہنے لگے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہوں

أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ

اے گھر والو بیشک وہ (اللہ) تعریفوں اور بزرگی والا ہے پس جب چلا گیا، ابراہیم علیہ السلام سے خوف اور آگئی ان کے پاس

الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ

خوشخبری، تکرار کرنے لگے ہمارے ساتھ قوم لوط کے بارے میں بیشک ابراہیم علیہ السلام بڑے بردبار آہ وزاری کرنے والے رجوع

مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ

کرنے والے تھے ۔ اے ابراہیم علیہ السلام اعراض کریں اس سے بیشک شان یہ ہے تحقیق آپ کے ربّ کا حکم آچکا ہے

وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾

اور بیشک ان لوگوں کے پاس آنے والا ہے ایسا عذاب جس کو لوٹایا نہیں جاسکتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

أَأَلِدُ: میں بچہ جنوں گی، عَجُوزٌ: بوڑھیا، بَعْلِي: میرا خاوند، شَيْخًا: بوڑھا، عَجِيبٌ: عجیب، أَتَعْجَبِينَ: کیا تو تعجب کرتی ہے، مَجِيدٌ: بزرگی والا، الرَّوْعُ: ڈر، يُجَادِلُنَا: وہ جھگڑتا ہے ہم سے، مُنِيبٌ: رجوع کرنے والا، آتِيهِمْ: آنے والا ہے ان پر، مَرْدُودٍ: لوٹایا ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات میں معلوم ہوا تھا کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر خوشخبری دینے کے لیے آئے اب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام اور فرشتوں کی گفتگو بیان کی گئی ہے۔

تفسیری نکات: حضرت سارہ علیہا السلام اور فرشتوں کی گفتگو:

قَالَتْ حضرت سارہ علیہا السلام کہنے لگی ہائے افسوس مجھ پر يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں، تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت سارہ (علیہا السلام) کی عمر ایک کم سو سال تھی اور ہمارے ہاں ننانوے سال کی بیبیاں لاٹھی لیکر بھی نہیں چل سکتیں۔ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال تھی، مطلب یہ ہے کہ میں بھی بوڑھی میرا خاوند بھی بوڑھا ہم تو اولاد کے قابل نہیں ہیں۔ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ بیشک یہ تو البتہ عجیب چیز ہے کہ بوڑھوں کے گھر بچہ پیدا ہو۔ ظاہری حالات کے مطابق تو بات ایسی ہی تھی قَالُوا فرشتے کہنے لگے أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر رَحْمَتُ اللَّهِ

تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہو وَبَرَكٰتُهٗ اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہوں عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ تم پرائے گھر والو اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ بیشک وہ تعریفوں والا اور بزرگ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے چاہے، جوانی میں اولا د دیدے چاہے بڑھاپے میں دیدے، چاہے نہ جوانی میں دے نہ بڑھاپے میں دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی گفتگو:

فَلَمَّا ذَهَبَ پس جب چلا گیا عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ ابراہیم علیہ السلام سے خوف، کیونکہ پہلے تو فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے پریشان تھے کہ کیوں نہیں کھاتے؟ لگتا ہے کسی اچھے ارادے سے نہیں آئے، مگر جب فرشتوں نے اپنی پوزیشن واضح کردی کہ ہم فرشتے ہیں اور لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی کیلئے بھیجے گئے ہیں اور تمہیں خوشخبری سنا کر جانا ہے وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى اور آگئی ان کے پاس خوشخبری بیٹے کی اور پوتے کی بھی اپنی زندگی میں اور نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود تجویز کئے، اسحاق علیہ السلام اور انکے بعد یعقوب علیہ السلام۔

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ تکرار کرنے لگے ہمارے ساتھ قوم لوط کے بارے میں اور سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۳۲ میں ہے "قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا"۔ کہا ابراہیم علیہ السلام نے اس بستی میں میرے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی رہتے ہیں۔" لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے بھائی کا نام حاران بن آذر، حا حلوے والی کے ساتھ لکھتے ہیں اور لاہور والی ہا کے ساتھ بھی لکھتے ہیں، قَالُوْا " فرشتوں نے کہا" نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا "۔ ہم خوب جانتے ہیں اس میں رہنے والوں کو " لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ "۔ ہم ضرور بچالیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو" اِلَّا امْرَاَتَهٗ " سوائے اس کی بیوی کے " كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ "۔ کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔" یہ ہے مطلب تکرار اور جھگڑے کا کہ تم بنی سدوم کی تباہی کے لئے جارہے ہو تو میرے بھتیجے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کا کیا بنے گا؟ جس کے متعلق فرشتوں نے وضاحت کر دی۔

اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی تعریف فرماتا ہے:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے بردبار بکثرت آہ وزاری کرنے والے بکثرت رجوع کرنے والے تھے۔ جتنا کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا اتنا ہی اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے کہا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اے ابراہیم علیہ السلام ان باتوں سے اعراض کریں، آپ انکی فکر نہ کریں لوط علیہ السلام بھی بچ جائیں گے اور جو مومن ہیں وہ بھی بچ جائیں گے ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ان پر کوئی زد نہیں پڑے گی اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ بیشک شان یہ ہے کہ تحقیق آپ کے رب کا حکم آچکا ہے قوم لوط کی تباہی کا وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ اور بیشک ان لوگوں کے پاس آنے والا ہے ایسا عذاب جس کو لوٹایا نہیں جاسکتا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ﴿۷۷﴾

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس پریشان کر دیئے گئے ان کی وجہ سے اور فرمایا یہ دن بڑا مشکل ہے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ

اور آئی ان کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی تیزی کیساتھ ان کی طرف اور اس سے پہلے وہ برے عمل کرتے تھے فرمایا اے

یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ

میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں پس تم ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور مجھے رسوا نہ کرو

اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ

میرے مہمانوں کے بارے میں، کیا نہیں ہے تم میں کوئی سمجھدار آدمی کہنے لگے وہ البتہ تحقیق آپ جانتے ہیں نہیں ہے

بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ

ہمیں آپ کی بیٹیوں کے بارے میں کوئی شوق اور بیشک آپ جانتے ہیں جو ہم ارادہ کرتے ہیں لوط علیہ السلام نے فرمایا کاش مجھے

لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ

تمہارے مقابلے میں قوت حاصل ہوتی یا میں پناہ پکڑتا ایسے بازو کی طرف جو سخت ہو بولے مہمان اے لوط علیہ السلام بیشک ہم آپ

رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا

کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے آپ تک پس آپ چلیں اپنے اہل والوں کو لے کر رات کے حصے میں

یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

اور نہ پلٹ کر دیکھے تم میں سے کوئی ایک مگر آپ کی بیوی بیشک شان یہ ہے کہ پہنچے گا اس کو وہ عذاب جو پہنچے گا ان کو بیشک ان

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا

کے وعدے کا وقت صبح ہے کیا صبح قریب نہیں ہے پس جس وقت آیا ہمارا حکم کر دیا ہم نے ان کے اوپر والے حصے کو

وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ

نیچے اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کنکر کے کونے والے تہہ بہ تہہ نشان لگائے ہوئے تیرے رب کی طرف سے

ع ۱۵ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾

اور نہیں ہے یہ ظالموں سے دور۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سِیْٓءَ: وہ غمگین ہوا، ضَاقَ: وہ تنگ ہوا، ذَرْعًا: دل میں گنجائش، عَصِیْبٌ: بڑا سخت، یُهْرَعُوْنَ: وہ دوڑتے ہیں، بَنَاتِیْ: میری بیٹیاں، لَا تُخْزُوْنِ: تم رسوانہ کرو مجھے، ضَیْفِیْ: میرے مہمان، رَشِیْدٌ: نیک، دانا، عَلِمْتَ: تجھے معلوم ہے، بَنٰتِكَ: تیری بیٹیاں، رُكْنٍ: پایہ، سہارا، لَنْ یَّصِلُوْٓا: وہ ہرگز نہیں پہنچیں گے، بِقِطْعٍ: ٹکڑا، کچھ، لَا یَلْتَفِتْ: وہ مڑ کر نہ دیکھے، اِمْرَاَتَكَ: تیری بیوی، مُصِیْبُهَا: پہنچنے والا اس کو، مَوْعِدَهُمُ: ان کے وعدہ کا وقت، اَلصُّبْحُ: صبح، عَالِیَهَا: اس کا اوپر والا، سَافِلَهَا: اس کا نیچے والا، سِجِّیْلٍ: کنکر، مَّنْضُوْدٍ: تہہ بہ تہہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں معلوم ہوا تھا کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کہ ہم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کے لیے بھیجے گئے ہیں ان آیات میں قوم کی خباثت، حضرت لوط علیہ السلام کا پریشانی کا عالم اور بعدازاں قوم پر آنے والے عذاب کا احوال ہے۔

اہم نکات: یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ بناتی سے کونسی بیٹیاں مراد ہیں؟

مستدرک حاکم میں آپ کو یہ روایت ملے گی بسند صحیح کہ لوطؑ کی دو بیٹیوں کا ذکر بھی ہے تین کا بھی ہے۔ لوطؑ نے فرمایا کہ تم میں جو سردار ہیں میری ایک بیٹی کے ساتھ ایک نکاح کرلو دوسری کے ساتھ دوسرا اور تیسری کے ساتھ تیسرا تو اس تفسیر کی رو سے بیٹیوں سے حقیقی بیٹیاں مراد ہیں۔

دوسری تفسیر جو اکثر مفسرین کرتے ہیں کہ قوم کی بیٹیاں مراد ہیں کہ پیغمبر قوم کا روحانی باپ ہوتا ہے جیسے قرآن میں آتا ہے ''وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ'' پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں تو ماں تو فرع ہے باپ کی تو مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کی بیوی اُم المومنین اور پیغمبر اَب المومنین ہوتا ہے۔

عذاب کی نوعیت کس طرح کی تھی؟

جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ یہاں آپ کو دو تفسیریں ملیں گی ایک یہ کہ اس سے وہ قریۃ مراد ہے ''اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ'' (سورۃ عنکبوت میں قریۃ کے لفظ آئیں گے) ہم نے اس قریۃ کے بالائی حصے کو نیچے کردیا اور دوسری تفسیر آپ کو یہ ملے گی کہ مراد اس سے الارض ہے کہ یہ جو زمین ہے تمہاری اس کے بالائی حصہ کو نیچے کریں گے اور اس پر پتھروں کی بارش برسائیں گے۔

مُّسَوَّمَةً (نشان لگے ہوئے) جس کو لگنا تھا اس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ان پتھروں پر نمبر تھا جس کو لگے۔

وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ بیضاوی، معالم التنزیل وغیرہ میں ایک تفسیر یہ ہے کہ هِیَ کی ضمیر اس علاقے کی

طرف راجع ہے جہاں لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کہ وہ علاقہ ان مکہ کے کافروں سے دور نہیں ہے، جب جاتے ہیں تو وہاں سے گزرتے ہیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ھِیَ کی ضمیر راجع ہے بسوئے حِجَارَۃٌ کہ جیسے پتھر ان پر آئے تھے وہ پتھر مکہ کے اِن ظالموں سے بھی بعید نہیں ان پر بھی آسکتے ہیں۔

تفسیری نکات: فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنا:

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس سِیْٓءَ بِهِمْ پریشان کردیئے ان کی وجہ سے وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا اور تنگ ہوا ان کو دیکھنے کی وجہ سے دل ان کا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ اور فرمایا یہ دن بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ قوم نے دیکھا کہ میرے گھر خوبصورت بچے آئے ہوئے ہیں تو قوم کے لوگ یقیناً بدمعاشی کے لئے آئیں گے ایک دوسرے کو آوازیں دیں کہ بڑے خوبصورت لڑکے آئے ہوئے ہیں۔ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ اور آئی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ دوڑتی ہوئی تیزی کیساتھ ان کی طرف۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی بے جا نہیں تھی کیونکہ وَمِنْ قَبْلُ اور اس سے پہلے كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ وہ برے کام کرتے تھے۔ یعنی اس قدر بے حیاء تھے کہ مجلس میں سرعام ایک دوسرے کے سامنے یہ فعل بد کرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو سمجھانا:

قَالَ لوط علیہ السلام نے فرمایا يٰقَوْمِ اے میری قوم! سب بدمعاش اکٹھے ہوکر آگئے ہو هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ یہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اور مجھے رسوا نہ کرو میرے مہمانوں کے بارے میں۔ قوم کو برائی سے بچانے کیلئے اور مہمانوں کی تکریم کیلئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے بیٹیوں کی پیشکش کردی۔ "هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ" کی دو تفاسیر معروف ہیں اور ہم نے دونوں اہم نکات میں لکھ دی ہیں۔ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ کیا نہیں ہے تم میں کوئی سمجھدار آدمی جو بات کو سمجھ لے۔

قَالُوْا قوم کے لوگ کہنے لگے وہ لَقَدْ عَلِمْتَ البتہ تحقیق آپ جانتے ہیں مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ نہیں ہے ہمیں آپ کی بیٹیوں کے بارے میں کوئی شوق کوئی رغبت نہیں ہے وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ اور بیشک آپ البتہ جانتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں جو ہمارا ارادہ ہے۔ ہم نے اپنا ارادہ پورا کرنا ہے لڑکیاں پیش کر کے ہمارے ارادے میں رکاوٹ ڈالتے ہو۔ اس موقع پر قَالَ فرمایا حضرت لوط علیہ السلام نے لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً کاش کہ مجھے تمہارے مقابلے میں قوت حاصل ہوتی تو میں تمہیں بتلاتا کہ تم بدمعاشی کس طرح کرتے ہو۔ اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ یا میں پناہ پکڑتا ایسے بازو کی طرف جو سخت ہو ایسے گروہ کی طرف جو قوی ہوتا کاش میرا بھی کوئی معاون گروہ ہوتا تو میں تمہیں بتلاتا کہ تم کس طرح

بد معاشی کرتے ہو۔

عذاب الٰہی کا کوڑا نافرمان قوم پر برستا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام جب قوم کیساتھ یہ گفتگو کر رہے تھے تو فرشتے سن رہے تھے جب فرشتوں نے دیکھا کہ پیغمبر کی پریشانی انتہا کو پہنچ گئی ہے قَالُوْا فرشتے بولے یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ اے لوط علیہ السلام: بیشک ہم آپ کے ربّ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ یہ ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے آپ تک فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ پس آپ چلیں اپنے اہل والوں کو لے کر بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ رات کے حصے میں کہتے ہیں کہ یہ مہمان جب آئے تھے تو ظہر کا وقت تھا بعض کہتے ہیں عصر کا وقت تھا بحث وتکرار میں کافی وقت گذر گیا جب رات آئی تو فرشتوں نے کہا آپ اپنے اہل کو جو آپ کے ماننے والے ہیں ساتھ لیکر چلیں جائیں وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اور نہ پلٹ کر دیکھے تم میں سے کوئی ایک اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ مگر آپ کی بیوی کہ اس کو نہیں لے جانا وہ کفر میں سخت تھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کہ دو یا تین بیٹیاں تھیں انہوں نے ماں کی بات نہیں مانی وہ باپ کے عقیدے پر تھیں فرمایا اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ بیشک شان یہ ہے کہ پہنچے گا اس کو وہ عذاب جو پہنچے گا اس قوم کو یعنی جو عذاب آپ کی قوم پر آئے گا وہ آپ کی بیوی پر بھی آئے گا کب آئے گا؟ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ بیشک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے یہ وقت اللہ تعالیٰ اس لئے دے رہے ہیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ سارے علاقے کو الٹا کر دینا ہے جب آپ لوگ یہاں سے چلے جاوگے پھر کارروائی ہوگی اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ کیا صبح قریب نہیں ہے؟

قوم لوط پر مختلف عذاب آئے:

اس قوم پر چار قسم کے عذاب آئے ہیں اور چاروں عذاب قرآن پاک میں مذکور ہیں پہلا عذاب " فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَهُمْ " (قمر: ۳۷) پس مٹا دیں ہم نے ان کی آنکھیں فرشتوں کو چھیڑنے کیلئے آگے بڑھے اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کو اندھا کر دیا دوسرا عذاب اسی مقام پر مذکور ہے اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کونے والے تہہ بہ تہہ۔

تیسرے عذاب کا ذکر سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۴ میں ہے " فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ". پس پکڑا ان کو ایک چیخ نے سورج نکلتے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز نکالی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور چوتھا عذب یہ آیا کہ ہم نے ان کے اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وہ دس میل کا علاقہ اپنے پر پر اٹھا کر پھینک دیا آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام بحر میت ہے چھ میل کے علاقہ میں علاقہ میں پانی ہے اس میں کوئی بھی جاندار چیز نہیں ہے حالانکہ تھوڑا سا پانی بھی ہو اس میں کیڑے مکوڑے مینڈک یا مچھلی پیدا ہو جاتی ہے مگر وہاں کوئی شے نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا پس جس وقت آیا ہمارا حکم جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا کر دیا ہم نے ان کے اوپر والے حصے کو نیچے، زمین کے بالائی حصے کو نچلا کر دیا نیچے والے کو اوپر اور اوپر والے کو نیچے وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کنکر کے کونے والے تہہ بہ تہہ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ نشان لگائے ہوئے تیرے رب کی طرف سے وَمَا هِيَ، هِيَ۔ کی ضمیر اس علاقے کی طرف لوٹ رہی ہے مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ اور نہیں ہے وہ علاقہ ان مکہ والے ظالموں سے دور کیونکہ جب یہ تجارت کیلئے شام جاتے تھے تو وہاں سے گذر کر جاتے تھے۔

اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ " هِيَ " کی ضمیر راجع ہے پتھروں کی طرف تو معنی ہوگا کہ اور نہیں ہیں وہ پتھر ان مکہ والے ظالموں سے دور جیسے ان پر پتھر برسائے گئے ان پر بھی برس سکتے ہیں۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (ہم نے رسول بنا کر بھیجا) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم عبادت کرو

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ

اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا اور نہ کمی کرو ماپ اور تول میں اور بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿84﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا

گھیرنے والے دن کے عذاب کا اور اے میری قوم پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف کیساتھ اور کم نہ دو لوگوں

تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿85﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ

کو انکی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا چھوڑا ہوا بہتر ہے تمہارے لئے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿86﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ

اگر ہو تم اور نہیں ہوں میں تم پر کوئی نگران کہا انہوں نے اے شعیب علیہ السلام کیا تمہاری مونماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے

اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ

تاکہ ہم چھوڑ دیں انکو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا یا یہ کہ ہم کریں اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں

اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿87﴾

بے شک آپ تحمل کرنے والے سمجھدار ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَنْقُصُوْا: نہ کم کرو، اَلْمِكْيَالَ: ماپ، تَاْمُرُكَ: وہ تجھے حکم دیتی ہے، نَتْرُكَ: ہم چھوڑ دیں، نَفْعَلَ: ہم کریں،

اَمْوَالِنَا: ہمارے مال۔

ربط:

اس سے پہلے قوم نوح علیہ السلام، قوم ہود علیہ السلام، قوم صالح علیہ السلام اور قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا حال بیان ہو چکا اب پانچویں قوم، مدین والوں کے عذاب و نافرمانی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قوم مدین کو حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ اور مدین قوم کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو ہم نے رسول بنا کر بھیجا بھائی اس لئے کہا کہ وہ اسی قوم کے ایک فرد اور اسی شہر کے رہنے والے تھے جسکا نام مدین تھا۔ مدین شہر کا نام بھی تھا اور قوم کا نام بھی تھا اور ان کو اصحاب الایکہ بھی کہا گیا ہے کیونکہ مدین شہر کے اردگرد جنگلات تھے اور درمیان میں مدین شہر تھا یعنی وہ لوگ جو جنگلات میں رہتے ہیں اس دور میں مدین بین الاقوامی منڈی تھی۔ لوگ دور دراز سے آکر وہاں سودا بیچتے اور خریدتے تھے خطیب الانبیاء حضرت شعیب علیہ السلام اپنے دور میں بڑے فصیح اور بلیغ تھے اور نماز بڑی دلجمعی کیساتھ پڑھتے تھے۔

قَالَ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی عبادت کے لائق ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ کوئی حاجت روا ہے نہ کوئی فریادرس ہے نہ کوئی دستگیر ہے۔

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ مکیال"۔ کا معنی پیمانا اور میزان کا معنی ترازو۔ معنی ہوگا اور نہ کمی کرو ماپ اور تول میں۔ اور مکیال اور میزان مصدر بھی آتے ہیں پھر مکیال کا معنی ہوگا ناپنا اور میزان کا معنی ہوگا تولنا۔ تو مطلب بنے گا ناپنے اور تولنے میں کمی نہ کرو اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ بیشک میں دیکھتا تم کو خیرو عافیت کیساتھ آدمی کمزور و غریب ہو وہ داؤ فریب کرے تو آدمی کہتا ہے چلو کمزور آدمی تھا اس لئے داؤ کیا۔ تم صاحب حیثیت ہو بڑے پیمانے پر تمہارا کاروبار ہے پھر تم ایسی خساست کرتے ہو کہ لیتے وقت پورا لیتے ہو اور دیتے وقت کمی کرتے ہو اچھے بھلے آسودہ حال ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہو۔ وَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ اور بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں گھیرنے والے دن کے عذاب کا۔ جس دن کا عذاب تم سب کو گھیر لے گا اور مجرموں میں سے کوئی بچے گا نہیں وَیٰقَوْمِ اور اے میری قوم، اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف کیساتھ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ اور کم نہ دو لوگوں کو انکی چیزیں۔ جتنی چیز کی ان سے رقم لی ہے اتنی ہی چیز ان کو دو بے ایمانی نہ کرو کہ مثلاً رقم تو لی ہے ایک سیر کی اور دو اس کو تین پاؤ چودہ چھٹانک۔ اس طرح نہ کرو پوری چیز دو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ اور نہ پھرو زمین میں فساد

مچاتے ہوئے۔ نہ ڈاکے ڈالو اور نہ کمی کر کے لوگوں کو لوٹو بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ اللہ تعالیٰ کا چھوڑا ہوا بہتر ہے تمہارے لئے اگر ہو تم مومن۔ لوگوں کا حق دے کر جو باقی تمہارے پاس رہے اس میں برکت ہے۔ اور یاد رکھو وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور نہیں ہوں میں تم پر کوئی نگران کہ ہر وقت تمہیں دیکھتا رہوں کہ تم کونسے پیمانے اور ترازو سے لیتے ہو اور کونسے پیمانے اور ترازو سے دیتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے قَالُوْا يٰشُعَيْبُ ان لوگوں نے کہا اے شعیب علیہ السلام اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ کہ ہم چھوڑ دیں ان کو جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا یہ لمبی لمبی جو اطمینان کیساتھ تم نماز پڑھتے ہو یہ تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیں۔ نماز کا طعنہ دیا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ یا یہ کہ ہم کریں اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں۔ مال ہمارے ہیں یا تمہارے ہیں؟ آگے استہزاء کے طور پر کہا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ بیشک آپ تحمل کرنے والے سمجھدار ہیں۔ تمام مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ استہزاء ہے۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سے مذاق کیا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا

فرمایا شعیب علیہ السلام نے اے میری قوم اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور اس اللہ نے مجھے روزی دی اپنی

حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ

طرف سے اچھی روزی اور میں نہیں ارادہ کرتا اس بات کا کہ میں مخالفت کروں تمہاری ان چیزوں کی طرف جن سے میں تمہیں

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ

منع کرتا ہوں نہیں ارادہ کرتا میں مگر اصلاح کا، جتنی میں توفیق رکھتا ہوں اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کیساتھ اسی

تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿88﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ

پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم نہ برانگیختہ کرے تمہیں میرے ساتھ اختلاف

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ

رکھنا اس بات پر کہ پہنچے تمہیں اس کے مثل جو پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم کو یا ہود علیہ السلام کی قوم کو یا صالح علیہ السلام کی قوم کو اور نہیں ہے لوط علیہ السلام

مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿89﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

کی قوم تم سے دور اور معافی مانگو اپنے رب مہربان سے پھر اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب مہربان ہے محبت کرنے

وَدُوْدٌ ۝٩٠ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا

والا ہے کہنے لگے اے شعیب علیہ السلام ہم نہیں سمجھتے بہت سی وہ باتیں جو تم کرتے ہو اور بیشک البتہ ہم دیکھتے ہیں تمہیں اپنے

ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝٩١ قَالَ

اندر کمزور اور اگر نہ ہوتی تمہاری برادری تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور نہیں ہے تو ہمیں کوئی پیارا فرمایا شعیب علیہ السلام نے

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ

اے میری قوم کیا میری برادری تمہیں زیادہ عزیز ہے اللہ تعالیٰ سے اور بنا لیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی پشتوں کے پیچھے

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝٩٢

بیشک میرا رب جو تم عمل کرتے ہو گھیرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَزَقَنِيْ: اس نے روزی دی مجھے، (اَنْ) اُخَالِفَكُمْ: (یہ کہ) میں تمہاری مخالفت کروں، اَنْهٰكُمْ: میں تمہیں منع کرتا ہوں، تَوْفِيْقِيْٓ: میری ہمت،، اُنِيْبُ: میں رجوع کرتا ہوں، شِقَاقِيْٓ: میری دشمنی، اَصَابَ: وہ (جو) پہنچ چکا، وَدُوْدٌ: بہت محبت کرنے والا، مَا نَفْقَهُ: ہم نہیں سمجھتے ہیں، رَهْطُكَ: تیری برادری، لَرَجَمْنٰكَ: البتہ ہم سنگسار کرتے تجھے، رَهْطِيْٓ: میرا قبیلہ، اَعَزُّ: زیادہ غالب، اِتَّخَذْتُمُوْهُ: کر دیا تم نے اس کو، وَرَآءَكُمْ: اپنے پس پشت، ظِهْرِيًّا: بھولا بسرا۔

ربط:

سابقہ آیات سے قوم مدین اور حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت شعیب علیہ السلام اور قوم کی گفتگو:

قَالَ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا يٰقَوْمِ اے میری قوم اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ بتلاؤ اگر ہوں میں واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے۔ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اور اس اللہ نے مجھے روزی دی ہے اپنی طرف سے اچھی روزی اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت اور رسالت کا رزق عطا فرمایا ہے۔ یعنی رزق سے مراد روحانی رزق ہے۔ اور یہ مفہوم بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں، بیٹا کوئی نہیں تھا، بھیڑ بکریاں رکھی ہوئی تھی خود بوڑھے تھے بیٹیاں ہی بھیڑ بکریاں چراتی تھیں ان کا دودھ پی کر گذارہ کر لیتے تھے، لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کہا کہ ہماری بات مان لو تو تم بھی ایسے ہی کھاؤ پیو گے جس طرح ہم کھاتے ہیں، اس کے جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا فرمایا ہے حلال وطیب، جس سے میرا گزارہ چل رہا ہے، وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اور میں نہیں ارادہ کرتا یہ کہ تمہاری مخالفت کروں اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ ان

چیزوں کی طرف جن سے تمہیں منع کرتا ہوں، وہ میں خود بھی نہیں کرتا ایسا نہیں ہے کہ تمہیں تو ان سے منع کروں اور خود کروں تا کہ تم کہو کہ کہتا کیا ہے اور کرتا کیا ہے۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ نہیں ارادہ کرتا مگر اصلاح کا جتنی میں توفیق رکھتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ، جتنی مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق دی ہے میں اس کے مطابق کام کرتا ہوں عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ اسی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر میرا بھروسہ ہے وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں، ظاہری اور باطنی طور پر اس کے ساتھ میرا ربط ہے اسی کے ساتھ میرا تعلق ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا سابقہ قوموں کا حال سنا کر اپنی قوم کو ڈرانا:

وَیٰقَوْمِ اور اے میری قوم لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ نہ برانگیختہ کرے نہ ابھارے تمہیں میرے ساتھ اختلاف رکھنا اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اس بات پر کہ پہنچے تمہیں اس کے مثل عذاب جو پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم کو۔ یعنی جس طرح نوح علیہ السلام کی قوم سیلاب سے تباہ ہوئی۔

اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ ہود علیہ السلام کی قوم کو کہ ان پر تند و تیز ہوا کا عذاب آیا تھا جس سے سب مجرم تباہ و برباد ہو گئے اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ یا صالح علیہ السلام کی قوم کو کہ ان پر زلزلہ بھی آیا تھا اور صیحہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی آواز نکالی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ اس طرح کا عذاب تم پر نہ آجائے۔ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ اور نہیں ہے لوط علیہ السلام کی قوم تم سے دور۔ رقبے کے لحاظ سے بھی دور نہیں ہے کہ مدین بحر میت کے قریب تھا اور زمانے کے لحاظ سے بھی وہ تم سے دور نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھر برسائے ان کو اندھا کیا اور ان پر آواز بھی مسلط کی اور اس علاقے کو الٹا کر دیا۔ ان قوموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی مخالفت کی توحید کا انکار کیا تباہ و برباد ہو گئے کہیں تم بھی ان کی طرح برباد نہ ہو جاؤ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرو معافی مانگو۔

ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ وہ توبہ کوئی توبہ نہیں ہے کہ زبان سے توبہ توبہ اور عملاً اس کی خلاف ورزی۔ یہ نرا دھوکہ ہے۔ اپنے رب کی طرف رجوع کرو سچے دل سے توبہ کرو اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ بیشک میرا رب مہربان ہے محبت کرنے والا ہے۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ کہنے لگے اے شعیب علیہ السلام مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ ہم نہیں سمجھتے بہت سی وہ باتیں جو تم کرتے ہو۔ پہلے گزر چکا ہے کہ کہتے تھے کہ یہ تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقے کو چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں اپنی مرضی سے تصرف نہ کریں۔ مال ہمارے ہیں یا تمہارے ہیں؟ یہ تمہاری باتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں کہ اکیلا رب سارا نظام چلا رہا ہے۔ کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی پوجا کرتے تھے۔ نہ

سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم مانتے ہی نہیں ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو پیغمبر کی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا اور بیشک البتہ ہم دیکھتے ہیں تمہیں اپنے اندر کمزور۔ تمہارا بھائی بیٹا کوئی نہیں صرف دو بیٹیاں ہیں وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ اور اگر نہ ہوتی تمہاری برادری جن کیساتھ ہمارا کچھ میل جول ہے تو تمہیں ہم سنگسار کر دیتے یعنی پتھر مار مار کے بالکل ختم کر دیتے۔ چونکہ برادری کے لوگوں کا ایک دوسرے کیساتھ تعارف ہوتا ہے تعلقات ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے کی رعایت ہوتی ان کا حیا ہمیں مارتا ہے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ اور نہیں ہے تو ہمیں کوئی پیارا۔ نہ سخت۔ تمہاری کوئی قدر نہیں ہے تمہاری برادری کے چند افراد کا خیال ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ کیا میری برادری زیادہ عزیز ہے تمہیں اللہ تعالیٰ سے کہ ان کا خیال رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا خیال نہیں رکھتے وَاتَّخَذْتُمُوْهُ اور بنالیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اپنی پشتوں کے پیچھے۔ اللہ تعالیٰ کو پس پشت ڈال دیا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے تمہیں رزق دیتا ہے جس نے تمہیں اولاد دی ہے اس کو تم نے بالکل بھلا دیا ہے اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ بیشک میرا رب جو تم عمل کرتے ہو گھیرنے والا ہے۔ علم کے لحاظ سے بھی اور قدرت کے لحاظ سے بھی۔ تمہارا سب کچھ اس کے علم اور قدرت کے احاطہ میں ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

اور اے میری قوم عمل کرو تم اپنے طریقے پر بیشک میں بھی عمل کرنے والا ہوں عنقریب تم جان لو گے اسکو جس پر عذاب آئیگا ایسا

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿93﴾ وَلَمَّا جَآءَ

جو اسکا رسوا کریگا اور وہ شخص جو جھوٹا ہے اور انتظار کرو تم بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ اور جب آیا ہمارا

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

حکم نجات دی ہم نے شعیب علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو ان کیساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی کیساتھ اور پکڑا ان لوگوں کو

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿94﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ

جنہوں نے ظلم کیا تھا چیخ نے، پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے گویا کہ وہ ان گھروں میں آباد ہی نہیں

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿95﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿96﴾ ع ٨

ہوئے خبردار دوری ہوئی مدین قوم کیلئے جیسا کہ دور ہوئی قوم ثمود اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝۹۷

سند دیکر فرعون اور اسکی جماعت کی طرف پس انہوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی، اور فرعون کا کا حکم درست نہیں تھا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝۹۸

اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا قیامت کے دن پس داخل کریگا وہ ان کو آگ میں اور برا ہے وہ گھات اتارے جانے کا

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝۹۹ ذٰلِكَ مِنْ

اور پیچھے لگادی گئی ان کے اس دنیا میں لعنت اور قیامت والے دن بھی برا ہے تحفہ جو انکو دے گیا، یہ ہیں بستیوں کی خبروں سے،

اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝۱۰۰

ہم بیان کرتے ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض ان میں سے قائم ہیں اور بعض ان میں سے کٹی ہوئی ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَاذِبٌ: جھوٹا، وَارْتَقِبُوْٓا: اور تم انتظار کرو، بَعِدَتْ: وہ مردود ہوئی، يَقْدُمُ: وہ آگے ہوگا، اَوْرَدَ: اس نے پہنچایا، اَلْوِرْدُ: گھاٹ، اَلْمَوْرُوْدُ: وارد ہونے کی جگہ، اَلرِّفْدُ: انعام، اَلْمَرْفُوْدُ: انعام دیا ہوا، نَقُصُّهٗ: ہم قصہ بیان کرتے ہیں اس کا، حَصِيْدٌ: کٹی ہوئی تباہ برباد کی گئی۔

ربط:

شعیب علیہ السلام کی قوم کے بعد اب موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا چونکہ موسیٰ علیہ السلام کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی اس لئے ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا۔

اہم نکات: سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے کیا مراد ہے؟

بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے توراۃ مراد ہے اور بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے وہ عصا مراد ہے جو سانپ بنا اور اس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے غلبہ حاصل کیا۔

تفسیری نکات: مدین والوں پر اللہ کے عذاب کا آنا:

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اور اے میری قوم کا انداز دیکھو اور پیغمبر کا بیان دیکھو۔ پھر بھی فرمایا اے میری قوم عمل کرو تم اپنے طریقے پر۔ اِنِّيْ عَامِلٌ ۭ میں بھی عمل کرنے والا ہوں۔ جب تم نے میری بات ماننی نہیں ہے تو جو چاہو کرتے پھرو لیکن میں اپنے طریقے پر عمل کرتا رہوں گا۔ لیکن یاد رکھنا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ عنقریب تم جان لوگے مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ اسکو جس پر عذاب آئیگا ایسا جو اسکو رسوا کریگا وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ اور اس کو بھی جان لو جو جھوٹا ہے

کون سچا ہے کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان ہے کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نجات کا ؟ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ اور انتظار کرو تم بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور جب آیا ہمارا حکم۔

تفاسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن ایسا ہوا کہ انتہائی شدید گرمی پھیلی کہ لوگوں کے سانس رکنے لگ گئے ۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان، مسافر اور مقامی سب پریشان ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ حضرت شعیب علیہ السلام ان کے گھر والوں اور ایمان والوں کو کچھ نہ ہوا حالانکہ یہ بھی وہیں موجود تھے ۔ لیکن مجرم پریشان ہو گئے اور گھر سے باہر نکل آئے کہ کھلی ہوا لگے گی ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ایک گہرے بادل کا ٹکڑا آیا ۔ چند آدمی اس کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے تو ان کا سانس کچھ ٹھیک ہو گیا ۔ انہوں نے باقیوں کو بھی آواز دی کہ ادھر آجاؤ یہاں سکون ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس درمیان میں گھنٹہ گذرا یا دو گھنٹے بہر حال سب مجرم وہاں اکٹھے ہو گئے اور بڑے خوش ہوئے یہاں ہمارا سانس آسانی سے آ جا رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قدرت کہ اس بادل سے آگ برسی اور ساتھ ڈراؤنی آواز آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ سب جل مر گئے ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ بہت سخت ہوتا ہے ۔

تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جب ہمارا حکم آیا کہ بادل کی صورت میں آگ برسی سب تباہ ہو گئے ۔ نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نجات دی ہم نے شعیب علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو ان کیساتھ ایمان لائے تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی مہربانی کیساتھ وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ اور پکڑا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا چیخ نے ۔ پہلے ڈراؤنی آواز آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے پھر آگ برسی فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے جو گھروں سے باہر تھے وہ وہاں ختم ہو گئے اور جو گھروں میں تھے وہ وہاں گر کر تباہ ہوئے ۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہیں ہوئے ۔ وہ گھر جہاں ہر وقت چہل پہل تھی، بھنگڑے اور ناچ تھے، رنگا رنگ کی باتیں تھیں وہاں اب کسی کا نام و نشان نہیں ہے اَلَا خبردار بُعْدًا لِّمَدْیَنَ دوری ہوئی مدین قوم کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ جیسے دور ہوئی ثمود قوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور ان پر پھٹکار پڑی ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے رسول بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر ۔ وہ نو معجزے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے ۔ ایک عصا مبارک کہ ڈالتے تو اژدھا بن جاتا تھا ہاتھ گریبان میں ڈالتے تھے تو سورج کی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ان کے علاوہ اس قوم کی نافرمانی کی وجہ سے ان پر قحط سالی مسلط کی گئی ۔ پھلوں میں کمی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈک مسلط کئے خون کا عذاب مسلط ہوا کہ کھانا سالن پکاتے تو خون بن جاتا ۔ پانی خون بن جاتا ۔ دودھ خون بن جاتا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جوئیں مسلط فرمائیں ۔ ایک کو اتارتے چار اور چمٹ جاتیں ۔ ہر وقت

خارش کرتے رہتے۔ وقفے وقفے سے ان پر یہ عذاب آئے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ چھوڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نہ دیا البتہ جادوگر ایمان لے آئے۔ وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور کھلی سند دیکر بھیجا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فرعون اور اسکی جماعت کی طرف۔

قیامت والے دن فرعون اور آلِ فرعون کا احوال:

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ پس ان لوگوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی۔ حکومت اقتدار اس کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے اس کی اتباع اور پیروی کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا، لیکن دنیاداروں اور دولت مندوں نے فرعون کا دامن ہی پکڑا، سرداری اس کی آخرت میں قائم رہے گی، کیسے؟ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ آگے آگے ہوگا وہ اپنی قوم سے قیامت والے دن، آگے فرعون ہوگا اس کے پیچھے ہامان پھر قارون اور دوسرے افسر فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ پس وہ داخل کرے گا ان کو آگ میں، یہاں بھی آگے چلتا تھا وہاں بھی آگے آگے چلے گا، وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ اور برا ہے وہ گھاٹ اتارے جانے کا، ورد کا معنی ہے پانی کا چشمہ اور مورود کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں پیاسے جانوروں کو پانی پلانے کیلئے اتارا جاتا ہے، تو جانور پانی کے چشمے پر جب جاتے ہیں تو آگے پیچھے لائن لگی ہوتی ہے۔ جس طرح جانوروں کے لئے وہ چشمہ گھاٹ ہے اسی طرح فرعونیوں کے لئے دوزخ کا گھاٹ ہوگا جس میں وہ اتارے جائیں گے وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً اور پیچھے لگا دی گئی ان کے اس دنیا میں لعنت کہ دنیا میں لوگ جب اس کا نام لیتے ہیں تو اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آج بھی اس کی لاش مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے لوگ اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ لعنتی تھا جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اور قیامت والے دن بھی لعنت اس کا پیچھا کرے گی بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ رفد کا معنی عطیہ اور تحفہ ہے مرفود کا معنی جس کو تحفہ دیا گیا، تو معنی ہوگا برا ہے تحفہ جو انکو دے دیا گیا، دنیا کا تحفہ بھی لعنت اور آخرت کا تحفہ بھی لعنت جو اس کی گردن پر پڑا ہوگا۔

ان قوموں کے احوال سنانے کا مقصد:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى یہ ہیں بستیوں کی خبروں سے، یہ جو مذکورہ واقعات ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا، حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا اور اسی طرح فرعون کا، یہ بستیوں کی خبروں میں سے کچھ ہیں، "من تبعیضیہ" ہے، نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ ہم بیان کرتے ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نافرمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا۔ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ بعض ان میں سے قائم ہیں، قوم ثمود نے پتھروں کو تراش کر جو مکان بنائے تھے وہ آج بھی موجود ہیں، جو لوگ سیر کرنے کے لئے جاتے ہیں وہ دیکھتے ہیں چٹانوں میں بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے ہیں مگر رہنے والا کوئی نہیں ہے وَّحَصِيْدٌ اور بعض ان میں سے کٹی ہوئی ہیں جیسے کھیتی کو کاٹ دیتے ہیں

اسی طرح کچھ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں ہیں، ان قوموں سے عبرت حاصل کرو۔

وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰكِنۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَمَاۤ اَغۡنَتۡ عَنۡهُمۡ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىۡ

اور ہم نے نہیں ظلم کیا ان پر اور لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پس نہیں کفایت دی ان کو ان کے معبودوں نے جن کو وہ

يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا

پکارتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے نیچے کچھ بھی، جب آ گیا تیرے رب کا حکم نہ زیادہ کیا انہوں نے ان کیلئے سوائے

زَادُوۡهُمۡ غَيۡرَ تَتۡبِيۡبٍ ۝۱۰۱ وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ

ہلاکت کے اور اسی طرح ہے تیرے رب کا پکڑنا جس وقت وہ پکڑتا ہے بستیوں کو اس حال میں کہ ان بستیوں میں رہنے والے

ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ۝۱۰۲ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنۡ خَافَ

ظلم کرنے والے ہوتے ہیں بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے سخت ہے۔ بیشک اس میں نشانی ہے اس شخص کے لئے جو خوف کھاتا

عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ۝۱۰۳

ہے آخرت کے عذاب سے وہ دن ایسا ہے کہ جمع کئے جائیں گے اس کیلئے لوگ اور وہ دن ہے کہ جس میں حاضری دی جائے گی

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ۝۱۰۴ يَوۡمَ يَاۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ۚ

اور ہم نہیں اس کو موخر کرتے مگر ایک وقت مقرر کیلئے جس دن آئے گا وہ دن نہیں کلام کرے گا کوئی نفس مگر اس کی اجازت سے

فَمِنۡهُمۡ شَقِىٌّ وَّسَعِيۡدٌ ۝۱۰۵ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ شَقُوۡا فَفِى النَّارِ

پس بعض ان میں سے بد بخت ہوں گے اور بعض ان میں نیک بخت پس بہر حال وہ لوگ جو بد بخت ہیں پس دوزخ میں ہوں

لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ وَّشَهِيۡقٌ ۝۱۰۶ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ

گے ان کے لئے اس میں گدھے کی آواز ہو گی پہلی اور پچھلی رہیں گے اس دوزخ میں ہمیشہ جب تک کہ آسمان اور زمین ہوں

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيۡدُ ۝۱۰۷ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ سُعِدُوۡا فَفِى الۡجَـنَّةِ

گے مگر جو تیرا رب چاہے تیرا رب کرنے والا ہے وہ جو وہ چاہے اور بہر حال وہ لوگ جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۝۱۰۸

رہیں گے وہ اس جنت میں ہمیشہ جب تک آسمان اور زمین ہوں گے مگر وہ جو تیرا رب چاہے یہ ایسا عطیہ ہے جو منقطع نہیں ہوگا۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

پس نہ ہوں آپ شک میں اس چیز کے بارے میں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں یہ لوگ نہیں عبادت کرتے مگر ایسے ہی جیسے ان

اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اس سے پہلے اور بیشک ہم ان کو پورا پورا دیں گے ان کا حصہ جو کم نہیں کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَاظَلَمْنٰهُمْ: ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، اَغْنَتْ: (نہ) کام دیا اس نے، اٰلِهَتُهُمُ: ان کے معبود، مَازَادُوْهُمْ: انہوں نے نہیں بڑھایا انہیں، تَتْبِيْبٍ: ہلاکت، اَخْذُ: پکڑ، ظَالِمَةٌ: ظلم کرنے والے، اَخْذَهٗٓ: اس کی پکڑ، مَجْمُوْعٌ: جمع کیا ہوا، مَشْهُوْدٌ: پیش کیا ہوا، نُؤَخِّرُهٗٓ: ہم مؤخر کرتے ہیں اسے، مَعْدُوْدٍ: مقرر، شَقِيٌّ: بدبخت، سَعِيْدٌ: نیک بخت، شَقُوْا: وہ بدبخت ہوئے، زَفِيْرٌ: چیخنا چلانا، شَهِيْقٌ: دھاڑنا، مَادَامَتِ: جب تک رہے، فَعَّالٌ: خوب کرنے والا، سُعِدُوْا: (جو) نیک بخت ہیں، عَطَآءً: بخشش، مَجْذُوْذٍ: کاٹا ہوا، لَمُوَفُّوْهُمْ: البتہ ہم پورا پورا دینے والے ہیں انہیں، غَيْرَ مَنْقُوْصٍ: نہ کم کیا ہوا۔

ربط:

سابقہ قوموں کا حال بیان کرنے کے بعد ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے ان قوموں پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بعد ازاں نافرمان قوموں اور لوگوں کا قیامت میں جو حال ہوگا اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اہم نکات:

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ

زفیر اور شہیق کی تحقیق:

قاموس، مختار الصحاح، صراح، منتہی العرب، تاج العروس وغیرہ میں ہے کہ زفیر گدھے کی وہ آواز ہے جو وہ رینکتے ہوئے پہلے پہلے نکالتا ہے بڑے زور سے اور شَهِيْقٌ گدھے کی وہ آواز جو آخر میں کچھ مدھم سی ہو جاتی ہے اور بعض حضرات نے اس کے برعکس بیان کیا ہے تو محقق قول اوّل ہے اور اس کے ساتھ تشبیہ کیوں دی آپ سورۃ لقمان میں پڑھیں گے ''اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ'' کہ ساری آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ

بعض حضرات کا استدلال ہے کہ دوزخ ہمیشہ نہیں رہے گی:

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب تک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت نہیں ہوئے تھے تو اس وقت تک وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ دوزخ ہمیشہ نہیں رہے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین رہے گے مگر جو تیرا رب چاہے تو اس سے نکال ڈالیں۔ اب اس استثناء سے شبہ پڑتا ہے کہ وہ نار ہمیشہ نہیں رہے گی تو تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر مدارک، تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ الّا استثناء کے لئے نہیں ہے یہ صفت ہے بمعنی غیر کے یا سواء کے معنی میں ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ ہمیشہ رھیں گے جب تک آسمان اور زمین رہیں گے سوا اس کے کہ اس سے زائد رب چاہے، دوسری تفسیر یہ ہے کہ ما بمعنی من کے ہے معنی یہ ہے کہ ہمیشہ رہیں گے مگر وہ جن کو چاہیں تو یہ استثناء تو ہے مگر خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سے نہ کہ السَّمٰوٰتِ سے یعنی وہ گناہگار جو ہوں گے وہ نکل آئیں گے باقی ہمیشہ رہیں گے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے دنیا کے سموات اور ارض مراد نہیں کہ یہ حادث اور فانی ہیں بلکہ وہ آسمان مراد ہے جو ہمیشہ رہے گا اور وہ زمین مراد ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ اس کا قرینہ آگے آئے گا کہ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن اس دنیاوی زمین کی جگہ دوسری زمین اور آسمان تبدیل کر کے لے آئے گا اور وہ زمین و آسمان فنا نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر رب ان کو فنا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن کرے گا نہیں یہ (اِلَّا ماشاء ربك کا معنی ہوگا)

تفسیری نکات: تباہ ہونے والی قومیں اپنی تباہی کی خود ذمے دار ہیں:

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے نہیں ظلم کیا ان پر جن کو ہم نے تباہ و برباد کیا ہم نے ان پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کی وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کیا، پیغمبروں کی نافرمانی کی ان کے احکامات کو تسلیم نہیں کیا، نیکی اختیار نہیں کی، بدی کو نہیں چھوڑا جس کے نتیجہ میں یہ سب کچھ ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی انہوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا، اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو معبود بنایا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑا تو فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ پس نہیں کفایت کی نہیں کام آئے ان کے الہ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کو وہ پکارتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، جن کو انہوں نے مشکل کشاء حاجت روا، فریاد رس، دستگیر بنا رکھا تھا وہ بھی ان کو عذاب سے نہ بچا سکے مِنْ شَيْءٍ کچھ بھی لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ جب آ گیا تیرے رب کا حکم، اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا آئی عذاب آیا تو ان کا کوئی اُن کی مدد کے لیے نہ آیا، اللہ تبارک وتعالی کے سوا کس کے پاس قدرت ہے؟ اس کے سوا کون الہ ہے؟ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ اور نہ زیادہ کیا ان کے لئے ہلاکت کے سوا"۔ ان کے الہ ان کی ہلاکت کا سبب

بنے بچاؤ کا سبب نہ بنے، یہ واقعات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى اور اسی طرح ہے تیرے رب کا پکڑنا اے مخاطب جس وقت وہ پکڑتا ہے بستیوں کو وَهِيَ ظَالِمَةٌ اس حال میں کہ ان بستیوں میں رہنے والے ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔

سورۃ ھود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوڑھا کر دیا:

ترمذی شریف، ابوداؤد شریف اور مسند احمد میں روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیس کے قریب بال سفید ہو گئے تھے، کچھ نیچے والے ہونٹ مبارک کے پاس اور کچھ دونوں کنپٹیوں میں اور کچھ سر مبارک میں۔ بیس سے زیادہ سفید نہیں تھے لیکن اٹھتے بیٹھتے کمزوری محسوس ہوتی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ حضرت آپ وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے ہیں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا شَيَّبَتْنِيْ هُوْدُ وَاَخَوَاتُهَا مجھے سورۃ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ تو اس کے متعلق اب سوال یہ ہے کہ سورت ہود میں کون سی ایسی چیز ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوڑھا کر دیا؟ تو اس کے متعلق مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تفسیر میں شاگرد تھے حضرت مولانا مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جو ہندوستان میں اپنے دور میں سب سے بڑے مفسر قرآن تھے، جنہوں نے سہارن پور میں مدرسہ مظاہر العلوم قائم کیا تھا اور حدیث میں شاگرد تھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ یہ جو آیت ہے "وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى"۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوڑھا کر دیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اور اسی طرح ہے پکڑنا تیرے رب کا جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو اور ان بستیوں کے رہنے والے ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس آیت کریمہ کو پڑھتے تھے تو خیال کرتے تھے کہ میری امت میں بھی گنہگار ہونگے تو وہ بھی تباہ ہوں گے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان اور مغموم ہوتے تھے اور غم، پریشانی اور تفکرات آدمی کو جلد بوڑھا کر دیتی ہے اور غم اور پریشانی نہ ہو اور آدمی کھاتا پیتا ہو تو جلدی بوڑھا نہیں ہوتا، تو حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پریشانی کی وجہ سے جلدی بوڑھے ہوئے۔

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ سورت ہود کی آیت "فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ"۔ پس آپ سیدھے رہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کیا "وَلَا تَطْغَوْا" اور حد سے آگے نہ بڑھو"۔ اس آیت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان تھے کہ آیا میری امت میری قوم حق پر ڈٹ سکتی ہے یا نہیں۔ تو اس پریشانی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلدی بوڑھا کر دیا۔

قیامت کا ہولناک منظر:

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ بیشک اس کا پکڑنا دردناک ہے سخت ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک ان قوموں کے ذکر میں نشانی ہے لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ اس شخص کے لئے جو خوف کھاتا ہے آخرت کے عذاب سے۔ جو رب دنیا میں عذاب دیتا ہے وہی آخرت میں بھی دے گا اور وہ آخرت کیا ہے؟ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وہ دن ایسا ہے کہ جمع کئے جائیں گے اس کیلئے لوگ۔ ساری کائنات، انسان، جن فرشتے اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میدان محشر میں جمع ہوگی وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ اور وہ دن ہے کہ جس میں حاضری دی جائے گی، حاضری کا دن ہے سب کو وہاں حاضر ہونا پڑے گا کوئی متنفس وہاں سے غیر حاضر نہیں ہوگا وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ اور ہم نہیں اس کو موخر کرتے مگر ایک وقت مقرر کے لئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے قیامت کب برپا کرنی ہے "يَوْمَ يَاْتِ" جس دن آئے گا وہ دن لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ نہیں کلام کرے گا کوئی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ساتھ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی نہیں بول سکے گا فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ پس بعض ان میں سے بدبخت ہونگے اور بعض ان میں نیک بخت، مومن بھی ہوں گے، سچے بھی ہوں گے، جھوٹے بھی ہونگے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا پس بہرحال وہ لوگ جو بدبخت ہیں فَفِي النَّارِ پس وہ دوزخ میں ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ بچائے، آج اس دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے، تانبا پگھل جاتا ہے، بعض پتھر جل جاتے ہیں اور وہ آگ اس سے انہتر گنا تیز ہوگی، اگر اس آگ میں ڈال کر مارنا مقصود ہو تو ایک شعلہ ایک جنگاری ہی اُس کی کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (اعلیٰ: ۱۳) "نہ مرے گا اس دوزخ میں اور نہ ہی وہ زندہ رہے گا"۔ کیونکہ اگر مار دیا جائے تو پھر سزا کون بھگتے گا، خود کافر مشرک دوزخ میں سڑنے والے کہیں گے "يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ"۔ (الحاقہ: ۲۷) "کاش کہ موت مجھے ختم ہی کر دیتی"۔ اور سورت زخرف آیت نمبر ۷۷ میں ہے دوزخ کے انچارج فرشتہ مالک کو کہیں گے "يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ"۔ اے مالک علیہ السلام! چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تمہارا رب۔ ہمیں فنا کر دے "قَالَ" وہ کہے گا "اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ"۔ بیشک تم رہنے والے ہو اسی مقام میں۔

جہنمی گدھوں کی طرح چیخیں گے:

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ان کے لئے اس میں گدھے کی آواز ہوگی پہلی اور پچھلی۔ زفیر گدھے کی اس آواز کو کہتے ہیں جو شروع میں زور سے نکالتا ہے اور "شَهِيْقٌ" گدھے کی وہ آواز جو آخر میں مدھم سی ہوتی ہے۔ اور گدھے کی آواز سے اس لئے تشبیہ دی کہ "اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ"۔ (لقمن: ۱۹) "سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے پیارے بیٹے ساران کو بہت سی نصیحتیں کی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ بیٹا بلا ضرورت اونچی آواز میں نہ بولو، اگر اونچا بولنا کوئی زیادہ فضیلت ہوتی تو گدھا بڑا افاضل ہوتا حالانکہ سب آوازوں میں بری

آواز گدھے کی ہے۔ تو جہنمی گدھے کی طرح آوازیں نکالیں گے اور چیخیں گے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ جب تک آسمان اور زمین ہونگے ، یہاں ایک بات سمجھ لیں کہ اس وقت جو زمین اور آسمان ہیں فانی ہے۔

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ میں ہے " یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ "۔ جس دن تبدیل کی جائے گی زمین اس کے علاوہ دوسری زمین کے ساتھ اور یہ آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے"۔ اور اس زمین کی جگہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زمین آجائے گی اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے آسمان آجائیں گے اور جب تک وہ زمین اور آسمان قائم رہیں گے یہ دوزخ میں رہیں گے اور انہوں نے فنا ہونا نہیں ہے۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ مگر جو تیرا رب چاہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے فنا کرنے پر مگر فنا کرے گا نہیں۔

جہنمی اور جنتی ہمیشہ ہمیشہ اپنے حال پر رہیں گے:

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ بیشک تیرا رب کرنے والا ہے وہ جو چاہے۔ وہ جو ارادہ کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ اور بہر حال وہ لوگ جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ جب تک آسمان اور زمین ہوں گے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ مگر وہ جو تیرا رب چاہے منقطع کرسکتا ہے مگر کرے گا نہیں عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ یہ ایسا عطیہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا، وہ ایسی ہمیشہ کی زندگی ہے جس کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ سو سال نہیں، ہزار سال نہیں، لاکھ سال نہیں، کروڑ سال نہیں، ارب کھرب سال نہیں، وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اس کو سوچتے سوچتے ہمارے دماغ فیل ہوجائیں گے، فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ پس اے مخاطب نہ ہو تو شک میں مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ اس چیز کے بارے میں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں مکہ والے۔ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ یہ لوگ نہیں عبادت کرتے مگر ایسے ہی جیسے ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے، اس سے پہلے تو ان کو ان کے خداؤں نے عذاب سے نہیں بچایا ان کو بھی نہیں بچا سکتے، اس سے پہلے آپ نے پڑھا ہے فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ پس نہ کام آئے اُن کے معبودان باطلہ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ اور بیشک ہم ان کو پورا پورا دیں گے ان کا حصہ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ جو کم نہیں کیا جائے گا، سزا پوری پوری دیں گے دنیا میں بھی آخرت میں بھی، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اُس سزا سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ اور محفوظ رکھے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب پس اختلاف کیا گیا اس میں اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ جو طے ہو چکا تھا تیرے رب

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا

کی طرف سے البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان اور بیشک وہ لوگ اس قرآن کے بارے میں شک میں ہیں جو ان کو تردد

لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۚ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

میں ڈالتا ہے۔اور بیشک سب کے سب البتہ پورا دے گا ان کو تیرا پروردگار ان کے اعمال کا صلہ بیشک وہ جو عمل کرتے ہیں

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

خبردار ہے۔ پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر رہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنھوں نے توبہ کی

وَلَا تَطْغَوْا ۚ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حد سے آگے نہ بڑھو بیشک جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔اور نہ جھکو ان لوگوں کی طرف

ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

جنہوں نے ظلم کیا پس چھوئے گی تم کو آگ اور نہیں ہوگا تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کوئی سازگار پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ

اور قائم کرو نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کی گھڑیوں میں بیشک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

قبول کرنے والوں کیلئے ۔ اور صبر کریں پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاخْتُلِفَ: پس اختلاف کیا گیا، لَيُوَفِّيَنَّهُمْ: البتہ وہ ضرور پورا دے گا، اِسْتَقِمْ: تو ثابت قدم رہ، اُمِرْتَ: تجھے حکم کیا گیا ہے، لَا تَطْغَوْا: حد سے نہ بڑھو، لَا تَرْكَنُوْٓا: تم نہ جھکو، فَتَمَسَّكُمُ: تمہیں پہنچے، لَا تُنْصَرُوْنَ: تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، طَرَفَيِ: دونوں طرف، زُلَفًا: کچھ ٹکڑے، يُذْهِبْنَ: وہ لے جاتی ہیں، لِلذّٰكِرِيْنَ: یاد رکھنے والوں کے لیے۔

ربط:

پہلے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا درمیان میں قیامت کا ذکر آیا پھر آگے قیامت کی تفصیل تھی پھر موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آگے چلا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی۔

تفسیری نکات: تورات کے ماننے میں بھی اختلاف کیا گیا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توراۃ، آسمانی کتابوں میں قرآن کریم

کے بعد تورات کا درجہ بہت بلند ہے ہزاروں انبیاء، بزرگ، علماء مشائخ اس پر عمل کرتے آئے ہیں لیکن فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ پس اختلاف کیا گیا اس میں۔ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ جو طے ہو چکا تھا، تیرے رب کی طرف سے کہ ہر قوم کی تباہی اور ہلاکت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اگر پہلے یہ طے نہ ہوا ہوتا تو لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان جن لوگوں نے اختلاف کیا تھا کہ فوراً ان کو تباہ کر دیا جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ کا پہلا فیصلہ قطعی ہے کہ فلاں وقت فلاں قوم کو تباہ کیا جائے گا وَاِنَّهُمْ اور بیشک یہ عرب لوگ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ منہ کی ضمیر قرآن کی طرف لوٹتی ہے۔ قرآن کریم میں شک کرتے ہیں مُرِيْبٍ ایسا شک جو ان کو تردد میں ڈالتا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی پرواہ نہ کریں، تورات میں لوگوں نے اختلاف کیا اور قرآن کریم کے بارے میں شک کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے سنانا، منوانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ نہیں ہے۔ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اور بیشک سب کے سب البتہ پورا پورا دے گا ان کو تیرا پروردگار اَعْمَالَهُمْ ؕ ان کے اعمال کا صلہ۔

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ بیشک وہ جو عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سے باخبر ہے، مخلوق جو بھی عمل کرتی ہے اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ بہت ساری قوموں کے حالات بیان کرنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر رہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید پر قائم رہو، رسالت پر قائم رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات پہنچانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم اور ڈٹ کر رہیں، وَمَنْ تَابَ مَعَكَ اور وہ بھی جنہوں نے کفر شرک سے توبہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا وہ بھی ڈٹ کر رہیں۔ یعنی مومنوں کو بھی کہا جا رہا ہے کہ وہ ان احکامات پر ڈٹ جائیں۔

ظلم کرنے والوں کی مدد نہ کرو:

وَلَا تَطْغَوْا ؕ اور حد سے آگے نہ بڑھو، اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کے خلاف سرکشی نہ کرو اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بیشک جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ یہ آیت کریمہ اچھی طرح یاد رکھنا، وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور نہ جھکو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا یعنی جو پارٹی شریعت کے خلاف ہو ان کی طرف مائل نہ ہو فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ پس چھوئے گی تم کو آگ۔ کیونکہ ظالموں کی طرف مائل ہونے کا مطلب یہ کہ تمہارا قارورہ ان کے ساتھ ملتا ہے، بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ آج لوگوں نے مفت ومفت دوزخ خریدی ہوئی ہے کہ ظالموں کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ وہ ظلم کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور یہ ظلم کے ساتھ تعاون اور ان کے ساتھ میل جول رکھنے کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

نماز کی پابندی کا حکم:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ اور نہیں ہوگا تمہارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے نیچے کوئی کارساز، مددگار کوئی نہیں ہوگا اور یہ بھی یادرکھو ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، جب اللہ تبارک وتعالیٰ پکڑے گا تو کوئی مددگار نہیں ہوگا لہٰذا حق کا ساتھ دو اور جو ذہنی طور پر ظالم ہیں ان کا ساتھ نہ دو، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں غم نہ کر اور پریشان نہ ہو وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ اور قائم کرو نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں مثلاً فجر کی نماز ہے پو پھوٹنے کے بعد اور ظہر اور عصر کی نماز ہے غروب آفتاب سے پہلے وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اور رات کی گھڑیوں میں "زُلَفًا زُلْفَةٌ" کی جمع ہے، رات کا حصہ۔ معنی ہوگا اور رات کی گھڑیوں میں، اس سے مراد مغرب اور عشاء کی نماز ہوئی۔

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ بیشک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو، مٹا دیتی ہیں، برائیوں کو، دیکھو وضو کی برکت سے صغیرہ گناہ ہاتھ پاؤں کے اور آنکھوں سے جھڑ جاتے ہیں، مسجد کی طرف آنے سے ایک ایک قدم کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ایک ایک صغیرہ گناہ خود بخود جھڑ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کیلئے اور اگر کوئی قبول نہ کرے اور اکڑ جائے تو اس کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، آگے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ یہ کافر آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور وعظ کرنے پر برا بھلا کہتے ہیں وَاصْبِرْ اور صبر کریں فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ پس بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا، آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ اجر دے گا، بدلہ دے گا اور درجات بلند فرمائے گا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ

"پس کیوں نہیں ہوئے ان جماعتوں میں سے جو تم سے پہلے گزری ہیں فضیلت والے لوگ جو منع کرتے زمین میں فساد سے،

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

مگر بہت تھوڑے ان میں سے جن کو ہم نے نجات دی اور پیروی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا اس چیز کی جس میں ان کو

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

خوشحالی دی گئی تھی اور تھے وہ مجرم۔ اور نہیں ہے تیرا رب کہ ہلاک کر دے بستیوں کو ظلم کی وجہ سے جب کہ وہاں کے رہنے

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا

والے اصلاح کرتے ہوں۔ اور اگر چاہے تیرا رب تو البتہ کر دے لوگوں کو ایک گروہ اور ہمیشہ رہیں گے یہ مختلف۔ مگر

مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

وہ جس پر تیرا رب رحم کرے گا اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا رب نے اور مکمل ہو چکا فیصلہ تیرے رب کا البتہ میں ضرور بھروں کا

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ

جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے اکٹھے ہوں گے ۔ اور ہر خبر ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رسولوں کی خبروں سے

مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ

جس کے ذریعے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو ثابت رکھتے ہیں اور آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان خبروں میں سے حق اور نصیحت

وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ

اور یاد دہانی مومنوں کے لئے ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے عمل کرو تم اپنے طریقہ پر

اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

بیشک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں اور انتظار کرو تم بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے غیب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ

آسمانوں کا اور زمین کا اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰

اور نہیں تیرا پروردگار غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُتْرِفُوْا: انہیں عیش و آرام دیا گیا، مُخْتَلِفِيْنَ: اختلاف کرنے والے، نُثَبِّتُ: ہم ثابت رکھتے ہیں، فُؤَادَكَ: تیرا دل، عٰمِلُوْنَ: عمل کرنے والے، يُرْجَعُ: وہ لوٹایا جاتا ہے، فَاعْبُدْهُ: (پس) تو اس کی عبادت کر۔

ربط:

اس سے قبل مجرم قوموں کا ذکر کیا گیا تھا اب آگے فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سلسلے میں ڈٹ کر رہیے اب ان آیات میں اُن لوگوں کی مذمت ہے جو حق کو جانتے تھے لیکن حق کو بیان نہیں کیا۔

اہم نکات:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ

خباثت جب عام ہو جائے تو ہلاکت بھی عام ہو جائے گی:

بخاری شریف میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے سوال کیا کہ حضرت اَنُهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ کیا ہم ہلاک ہوں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے "قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَتِ الْخُبُثُ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں نیک لوگوں کا وجود ہلاکت سے نہیں بچاتا، خباثت جب زیادہ ہوگی تو ہلاک ہو جائیں گے، تو معلوم ہوا کہ نیک اور صالح لوگوں کا وجود ہلاکت سے نہیں بچاتا، ہلاکت سے کیا چیز بچاتی ہے، مصلح ہونا ہلاکت سے بچاتی ہے۔ فی نفسہ صالح ہونا اور ہے، مصلح ہونا اور ہے۔ بیہقی کے حوالے سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جا کر فلاں بستی کو الٹ دوالخ۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ

مولوی عمر کا اس آیت سے غلط استدلال:

آپ نے چھٹے پارے میں پڑھا تھا کہ ہم نے رسل بھیجے "مُنْذِرِيْنَ وَمُبَشِّرِيْنَ" یعنی ڈرانے والے اور بشارت سنانے والے آگے فرمایا کہ ان پیغمبروں میں وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبروں کے واقعات معلوم نہ تھے اور مولوی محمد عمر نے مقیاس حنفیت میں اس آیت کو کاٹنے کے لئے اس آیت کو جواب میں پیش کیا ہے کہ وہابی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کے واقعات بتلائے اور بعض کے نہیں بتلائے وہابی غلط کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کے واقعات بیان کئے ہیں۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سورۃ ھود ہے اور سورہ ھود مکی سورت ہے اور وہ آیتیں سورۃ النساء کی ہیں اور وہ سورۃ مدنی ہے میں نے وہاں (ازالۃ الریب میں) سوال کیا ہے کہ مولوی صاحب عجیب منطق ہے آپ کی، یہ پہلی سورۃ نازل ہوتی ہے مکہ مکرمہ میں جس میں یہ آتا ہے، بقول آپ کے کہ ہم نے تمام پیغمبروں کے قصے آپ کو سُنا دیئے اور پھر مدینہ میں یہ سورۃ اترتی ہے تو اس میں فرمایا کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے واقعات بتائے بعض کے نہیں بتلائے۔ تو ایسا مطلب بیان کرنا جس میں تعارض ہو تو وہ قرآن کا مقصد تو نہیں ہو سکتا۔

تفسیری نکات: برائی سے منع کرنا ضروری ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ پس کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں سے جو تم سے پہلے گزری ہیں اُولُوْا بَقِيَّةٍ فضیلت والے لوگ، جو ان میں صاحب فضیلت، صاحب علم اور سمجھ دار لوگ تھے يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ جو منع کرتے زمین میں فساد سے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کی برائی بیان فرمائی ہے کہ جو صاحب علم،

صاحب فضیلت اور سمجھ دار تھے انہوں نے لوگوں کو فساد فی الارض سے منع کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ امر بالمعروف نہی عن المنکران کا فریضہ تھا۔

نیکی کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے پر اللہ کے عذاب سے حفاظت ہوتی ہے:

اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ ۚ مگر بہت تھوڑے ان میں سے جن کو ہم نے نجات دی کہ انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر"۔ کیا لوگوں کو فساد فی الارض" سے منع کیا۔ تو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا عذاب سے نجات کا سبب ہے محض نیک ہونا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچاتا۔ وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اور پیروی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا مَآ اُتْرِفُوْا فِیْهِ اس چیز کی جس میں ان کو خوشحالی دی گئی، مال، دولت، اقتدار، باغ کوٹھیوں کے پیچھے پڑے رہے ان کی ساری زندگی دنیا کی ترقی میں گزر گئی۔ وہ لوگ جو مال و دولت کے پیچھے پڑے رہے وَكَانُوْا مُجْرِمِیْنَ اور تھے وہ مجرم، آگے اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ضابطہ بیان فرماتے ہیں وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ اور نہیں ہے تیرا رب کہ ہلاک کر دے بستیوں کو ظلم کی وجہ سے وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ جب کہ وہاں کے رہنے والے اصلاح کرتے ہوں ، یعنی ان بستیوں میں ظلم بھی ہے گناہ بھی ہیں لیکن وہاں کے باشندے اصلاح بھی کرتے ہوں برائیوں سے لوگوں کو روکتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک نہیں کرتا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ مصلح کا وجود اللہ تبارک و تعالیٰ کے عذاب سے مانع ہے۔

انسان نیکی اور بدی کرنے میں خود مختار ہے:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ اور اگر چاہے تیرا رب لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً تو البتہ لوگوں کو ایک گروہ کر دے، بدی کا مادہ ہی نکال دے فرشتہ صفت بنا دے کہ فرشتوں میں جنسی خواہشات ہی نہیں ہیں نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں نہ ان میں نر مادہ ہے، نہ لڑتے جھگڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، وہ قادر مطلق ہے۔ اور معاذ اللہ تعالیٰ، اگر وہ چاہے تو تمام انسانوں کو کافر بنا دے لیکن وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اور ہمیشہ رہیں گے یہ مختلف، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات میں خیر اور شر کی قوت رکھی ہے اور سمجھ دی ہے اور خیر اور شر کی قوت کو اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ مگر وہ جس پر تیرا رب رحم کرے گا وہ حق کے ساتھ اختلاف نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اسی پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف آئے۔

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے کہ اپنی مرضی سے ایمان لائیں اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کریں، اپنی مرضی سے نیکی بدی کریں وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ اور مکمل ہو چکا فیصلہ تیرے رب کا، وہ فیصلہ یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ البتہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے۔

پہلے نبیوں کے قصص آپ ﷺ کی تسلی اور دلاسے کے لیے بیان کیے جاتے ہیں:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ اور ہر خبر ہم بیان کرتے ہیں آپ ﷺ پر رسولوں کی خبروں سے وہ جس کے ذریعے ہم آپ ﷺ کے دل کو ثابت رکھتے ہیں۔ بات اچھی طرح سمجھ لیں، مطلقاً ہر خبر نہیں بلکہ ہر وہ خبر کہ جس خبر کے ذریعے سے ہم آپ ﷺ کے دل کو ثابت رکھتے ہیں۔

کافرو تم اپنے طریقوں پر عمل کرو فیصلہ ہو جائے گا:

وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ اور آیا آپ ﷺ کے پاس ان خبروں میں سے حق وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور نصیحت اور یاددہانی مومنوں کے لئے، آپ ﷺ مومنوں کو سنا کر یاددہانی کرائیں، وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور آپ کہہ دیں ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لائے آپ ﷺ کی نبوت پر، اللہ تعالیٰ کی توحید پر اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ عمل کرو تم اپنے طریقہ پر اِنَّا عٰمِلُوْنَ بیشک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں اپنے طریقے پر وَانْتَظِرُوْا ۚ اور تم انتظار کرو اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں کہ کامیابی کس کو حاصل ہوتی ہے اور عذاب میں کون مبتلا ہوتا ہے، کون بچتا ہے اور کون تباہ ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر کافر کہتے تھے کہ تم نے جو عذاب لانا ہے ہمیں بتاؤ وہ کب آئے گا۔ اس کے جواب میں فرمایا وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے غیب آسمانوں اور زمین کا، وہ جانتا ہے کہ اس نے تم پر عذاب کب نازل کرنا ہے مجھے جتنی بات اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں میں تمہیں بتا دیتا ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات، اس نے اپنے خدائی اختیارات میں سے تو ایک رتی بھی کسی کو نہیں دی۔ فَاعْبُدْهُ پس اسی کی عبادت کرو وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ اور اسی پر بھروسہ کرو وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں تیرا پروردگار غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، تمہاری نیکی بدی سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْسُف مَکِّیَّۃ

سورۂ یوسف علیہ السلام مکی سورت ہے اس کی ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیات ہیں اور بارہ (۱۲) رکوع ہیں قرآنی ترتیب کے مطابق اس کا بارہواں (۱۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق یہ ترپن (۵۳) نمبر پر ہے یعنی باون سورتیں (۵۲) اس سے پہلے نازل ہوچکی تھیں اس سورت کا خاص اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ قرآن حکیم میں اور جتنے واقعات اور انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ترتیب کے ساتھ کسی ایک مقام پر بیان نہیں ہوئے کچھ حصہ کسی جگہ پر اور کچھ حصہ کسی دوسری جگہ پر بیان ہوا ہے۔ مگر اس سورت میں مکمل حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے اسی لیے اس کی ترتیب اور واقعاتی تسلسل کی وجہ سے اسے ''احسن القصص'' فرمایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞

الٓرٰ یہ آیتیں ہیں کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ بیشک ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان میں تا کہ تم سمجھو۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اچھا بیان بسبب اس کے کہ ہم نے وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس قرآن پاک کی

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

اور بیشک آپ تھے اس بیان سے پہلے البتہ بیخبروں میں سے۔ جب کہا یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اے میرے ابا جان

اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ۞

بیشک میں نے دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو، دیکھا میں نے ان کو کہ وہ مجھ کو سجدہ کرتے ہیں۔

قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ

(حضرت یوسف علیہ السلام نے) فرمایا اے میرے پیارے بیٹے نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں پر پس وہ تدبیر کریں گے

كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ

تمہارے لیے کوئی تدبیر بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اور اسی طرح آپ کو منتخب کرے گا آپ کا رب اور سکھائے گا

مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى

آپ کو خوابوں کی تعبیر کی اور مکمل کریگا اپنی نعمت آپ پر اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان پر کہ اس نے پورا کیا آپ کے

اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع

اباؤ اجداد پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحاق (علیہما السلام) پر بیشک آپ کا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قُرْءٰنًا: پڑھنا قرآن، عَرَبِيًّا: عربی زبان میں، يٰٓاَبَتِ: اے ابا جان، رَاَيْتُهُمْ: میں نے دیکھا ہے انہیں، لَا تَقْصُصْ: تو بیان نہ کر، رُءْيَاكَ: اپنا خواب، فَيَكِيْدُوْا: پھر وہ تدبیر کریں گے، كَيْدًا: تدبیر، فریب، يَجْتَبِيْكَ: وہ برگزیدہ کرے گا تجھے، يُعَلِّمُكَ: وہ سکھائے گا تجھے، تَأْوِيْلِ: تعبیر، الْاَحَادِيْثِ: باتیں، اَتَمَّهَا: اس نے پورا کیا اسے، اَبَوَيْكَ: تیرے والدین۔

ربط:

پہلی سورۃ کے آخر میں تھا کہ آسمانوں اور زمینوں کا مالک میں ہوں پیغمبر کی بہت بڑی شخصیت ہوتی ہے، آگے واقعہ ہے یعقوب علیہ السلام کا اگر حضرت یعقوب علیہ السلام عالم الغیب ہوتے تو پھر اپنے بیٹے کی گمشدگی کا معاملہ ان سے پوشیدہ ہی نہ رہتا مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر طرح کے معاملات سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے راستے کے روڑے ہٹانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کچھ اور ہی تھے اللہ نے کچھ اور کرنا تھا وہ لوگ کچھ نہ کر سکے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان ہوتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے توکل کیا اللہ نے اللہ تعالیٰ پر بادشاہی دے دی۔

اَحْسَنَ الْقَصَصِ

قصص بفتح القاف، مصدر ہے بمعنی بیان۔ احسن القصص کا معنی اچھا بیان اور قصص بکسر القاف جمع قصہ کی ہے۔

شان نزول:

تفسیر در منثور، تفسیر اللباب النقول، تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کا کیا قصہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ قصہ ہم بیان کرتے ہیں۔

تفسیری نکات: سب سے عمدہ قصے کا بیان:

الٓرٰ یہ حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کی بحث ہم سورۃ البقرہ میں بیان کر چکے ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ آیتیں ہیں ایسی کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے حقیقت کو اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ بیشک ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا قرآن کی شکل میں عربی زبان میں لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھو۔ قرآن پاک کے پہلے مخاطب چونکہ عرب تھے اس لیے یہ عربی زبان میں نازل ہوا تاکہ وہ سمجھ سکیں۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ہم بیان کرتے ہیں آپ ﷺ پر اَحْسَنَ الْقَصَصِ اچھا بیان، بہترین قصہ ہے ترتیب کے لحاظ سے بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ بسبب اس کے کہ ہم نے وحی کی آپ ﷺ کی طرف هٰذَا الْقُرْاٰنَ اس قرآن پاک کی یعنی اس قرآن کے ذریعے ہم یہ قصہ بیان کرتے ہیں جو بارہ رکوعوں پر مشتمل ہے۔ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ اور بیشک آپ ﷺ تھے اس سے پہلے البتہ بیخبروں میں سے کہ آپ ﷺ کو خبر نہیں تھی کہ یہ واقعہ کیسے ہوا ؟ ہم قرآن کریم کے ذریعے آپ کو بتا رہے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بچپن میں خواب دیکھنا:

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ جب کہا یوسف (علیہ السلام) نے لِاَبِيْهِ اپنے والد سے يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اے میرے ابا جان بیشک میں نے دیکھا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

قَالَ فرمایا يٰبُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں پر فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا پس وہ تدبیر کریں گے تمہارے لیے کوئی تدبیر۔ کیوں؟ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ دوسرے ان کے سوتیلے بھائی تھے اور سوتیلوں کو ضد تو ہوتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ اور اسی طرح آپ کو منتخب کریگا تیرا رب وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اور سکھائے گا آپ کو خوابوں کی تعبیر کی وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اور مکمل کریگا اپنی نعمت آپ پر وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان پر۔ یعقوب (علیہ السلام) کا لقب اسرائیل تھا۔ بنی اسرائیل یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں چار ہزار پیغمبر بھیجے اور تین آسمانی کتابیں تورات، انجیل اور زبور ان کو ملیں۔ تورات موسیٰ (علیہ السلام) کو، زبور داؤد (علیہ السلام) کو اور انجیل حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو۔ یہ تمام بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نبوت بھی دی اور بادشاہی بھی دی، بڑی نعمتیں ان پر نازل فرمائیں۔ فرمایا ایسے ہی نعمت پوری کریگا۔ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ جیسا کہ اس نے پورا کیا نعمت کو آپ کے آباؤ اجداد پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ابراہیم (علیہ السلام) پر اور اسحاق (علیہ السلام) پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو نبوت عطا فرمائی اور بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی۔ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ بیشک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷

البتہ ہیں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لیے، کئی نشانیاں سوال کرنے والوں کے لیے

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ

جب کہا انھوں نے البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو بنسبت ہمارے سے اور ہم کافی اچھی

اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝۸ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ

جماعت ہیں بیشک ہمارے والد البتہ کھلی خطا میں ہیں۔ قتل کر ڈالو یوسف علیہ السلام کو یا پھینک دو اُن کو کسی زمین میں خالی ہو جائے

لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

تمہارے لیے تمہارے باپ کی توجہ اور ہو جاؤ تم اس کے بعد نیک قوم، کہا ایک کہنے والے نے ان میں سے نہ قتل کرو تم

يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰

یوسف علیہ السلام کو اور ڈال دو تم اُن کو کسی کنوئیں کی گہرائی میں اٹھالیں گے اُن کو قافلوں میں سے بعض اگر ہو تم کرنے والے،

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ

کہنے لگے اے ہمارے ابا جان آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ ہم پر اطمینان نہیں کرتے یوسف کے بارے میں اور بیشک ہم اس کے

لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲

بڑے خیر خواہ ہیں۔ بھیج دیں اُن کو ہمارے ساتھ کل کھلے میوے کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کی البتہ نگرانی کرنے والے ہیں

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳

فرمایا البتہ یہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے کہ تم اُن کو لے جاؤ اور میں خوف کرتا ہوں کہ کھا جائے اُن کو بھیڑیا اور تم اس سے غافل رہو

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴

کہنے لگے البتہ اگر اس کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم کافی اچھی جماعت ہیں بیشک ہم اُن وقت البتہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخُوْهُ: اس کا بھائی، اَبِيْنَا: ہمارا باپ، عُصْبَةٌ: قوت والے لوگ، اَبَانَا: ہمارا باپ، اِطْرَحُوْهُ: پھینک دو اس کو، اَرْضًا: زمین، يَّخْلُ: خاص ہو جائے، اَبِيْكُمْ: تمہارا باپ، قَآئِلٌ: کہنے والا، اَلْقُوْهُ: ڈال دو اسے، غَيٰبَتِ: گمنام، کنویں

کی تہہ، اَلْجُبِّ: کنواں، یَلْتَقِطْهُ: کوئی اٹھالے جائے اسے، فٰعِلِیْنَ: کرنے والے، لَا تَاْمَنَّا: تو ہم سے مطمئن نہیں ہوتا، نٰصِحُوْنَ: خیر خواہ، اَرْسِلْهُ: بھیج اس کو، یَرْتَعْ: وہ کھائے فراخی سے، یَلْعَبْ: وہ کھیلے، لَیَحْزُنُنِیْٓ: البتہ غمگین کرتا ہے مجھے، یَّاْكُلَهُ: کھائے گا اس کو، الذِّئْبُ: بھیڑیا۔

نوٹ:

چونکہ سورۂ یوسف علیہ السلام میں ایک ہی واقعہ ہے لہٰذا اس پورے واقعہ میں ربط بھی موجود ہے لہٰذا اب ربط کا عنوان اس سورت میں نہ ہوگا۔

اہم نکات:

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ جس بھائی نے یہ کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرو یہ کہنے والا یہودا تھا اور تمام بھائیوں میں زیادہ عقلمند تھا اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ بات کہنے والا یہودا نہیں روبیل تھا۔

یَرْتَعْ وَیَلْعَبْ: یَرْتَعْ جانور کے لئے بولا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں چرنا اور انسان کے لئے بولا جائے تو معنی ہے کثرت سے پھل کھانا (ماخوذ از تفسیر جلالین)۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفصیلی بیان کرنے کا مقصد:

حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے احوال بائبل میں بڑے تفصیلی ملتے ہیں جس کی وجہ ہے یہود و نصاریٰ اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ عرب کے لوگ اَن پڑھ اور جاہل تھے مگر وہ یہود و نصاریٰ کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے اس وجہ سے اجمالاً ان کو بھی اس قصے کے کچھ کچھ حالات معلوم تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور بیٹی کوئی نہیں تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے چھوٹے بھائی بنیامین دونوں ایک ماں سے تھے باقی دس بیٹوں کی مائیں علیحدہ تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام "راحیل" تھا ان دونوں بھائیوں کے بچپن میں ہی ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے راحیل کے انتقال کے بعد اپنی سالی سے نکاح کیا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں۔ چھوٹے ہونے اور بے ماں کے ہونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام ان دونوں بیٹوں سے زیادہ پیار اور شفقت کا معاملہ کرتے تھے۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ البتہ ہیں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ کئی نشانیاں سوال کرنے والوں کے لیے۔ جو سوال کرتے ہیں کہ ہمیں یوسف علیہ السلام کا واقعہ سناؤ، کیسے ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ذوالقرنین کے واقعہ اور روح کے متعلق سوال ہوئے ایسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا گیا جس کے بعد بڑی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ قرآن میں بیان ہوا۔

بڑے بیٹوں کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے بدگمانی:

اِذْ قَالُوْا جب کہا بھائیوں نے لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ البتہ یوسف علیہ السلام اوران کا بھائی بنیامین اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو ہمارے سے۔ یعنی بنسبت ہمارے باپ کی محبت ان کیساتھ زیادہ ہے حالانکہ ہم بھی تو ان کے بیٹے ہیں وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اور ہم کافی جماعت ہیں۔ دس آدمی ہیں محنت مشقت کرنے والے کمانے والے ہیں اور توجہ ان کی طرف ہے اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بیشک ہمارے والد کھلی خطا میں ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق بھائیوں کے منصوبے:

اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ قتل کر ڈالو یوسف علیہ السلام کو اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یا پھینک دو ان کو کسی ایسی زمین میں يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ خالی ہوجائے، خالص ہوجائے تمہارے لیے تمہارے باپ کی توجہ۔ اب تو والد صاحب ان کی طرف توجہ کرتے ہیں جب تم ان کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دور پھینک آؤ گے اور ہماری نظروں سے غائب ہوجائے گے، ان کو جانور کھا جائیں گے ابا جان کی توجہ ہماری طرف لوٹ آئے گی۔ پھر خود فیصلہ کرتے ہیں کہ قتل کرنا یا دور لے جا کر پھینکنا ہے۔ تو بڑا گناہ لیکن وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ اور ہوجاؤ اس کے بعد نیک قوم، یہ انہوں نے مشورہ کیا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ کہا ایک کہنے والے نے ان بھائیوں میں سے جس کا نام یہودا بتاتے ہیں۔ یہ سب سے بڑا تھا اس میں کچھ انصاف کا مادہ تھا۔ اس نے کہا لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ نہ قتل کرو تم یوسف علیہ السلام کو۔ والد کی نظروں سے ہٹانے کے اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں مقصد تو تمہارا یہی ہے نا کہ والد کی نظروں سے ہٹ جائے۔ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ اور ڈال دو تم ان کو کسی کنوئیں کی گہرائی میں۔ غیب کے معنی گہرائی کے بھی ہوتے ہیں اور اندھیرے کے بھی ہوتے ہیں اور جب کا معنی کنواں ہے۔ تو کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دو یا کنویں کی تاریکی میں پھینک دو۔

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اٹھالیں گے اُن کو قافلوں میں سے بعض، کیونکہ قافلوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے جس وقت وہ ڈول پھینکیں گے تو ڈول کیساتھ یہ خود نکل آئیں گے وہ لے جائیں گے اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر ہو تم کرنے والے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہوگیا۔

بھائیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آنا:

پھر اکٹھے ہو کر باپ کے پاس گئے قَالُوْا کہنے لگے يٰٓاَبَانَا مَالَكَ اے ہمارے ابا جان! آپ کو کیا ہوگیا ہے لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ آپ ہم پر اطمینان نہیں کرتے یوسف علیہ السلام کے بارے میں۔

وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ اور بیشک ہم ان کے بڑے خیر خواہ ہیں، ان کے ہمدرد ہیں۔ تو ان سب نے یعقوب علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا بھیج دیں ان کو ہمارے ساتھ کل يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ کھلے میوے کھائے اور کھیلے۔

رتع کا معنی ہے جانور کا چارہ کھانا اور (اگر رتع کا صلہ انسان آئے تو معنی ہوگا پھل کھانا) انسان پھل کھاتے ہیں۔ وہاں شہر سے دور جنگلات میں جنگلی میوے ہوتے ہیں اور ہمارا پروگرام ہے سیر و سیاحت کا تو ہمارا خیال ہے کہ یہ بھی ہمارے ساتھ چلیں جنگل میں کھلے میوے ہونگے میوے خوب کھل کر کھائے گے اور کھیلے گے اس کے ہاتھ پاؤں کھلیں یہ گھر ہی میں بند رہتے ہیں چلنے پھرنے سے آدمی کی صحت اچھی رہتی ہے۔ ابا جان وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم ان کی البتہ نگرانی کرنے والے ہیں۔ جب سب نے مل کر مطالبہ کیا اور اپنا پروگرام پیش کیا تو یعقوب علیہ السلام آخر والد تھے انہوں نے خیال کیا کہ سب اکٹھے ہو کر کہہ رہے ہیں ظن غالب یہ ہے کہ شرارت نہیں کریں گے لیکن دل میں جو خطرہ تھا اس کا ذکر کر دیا قَالَ فرمایا اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ البتہ یہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے، غم میں ڈالتی ہے اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ یہ کہ تم ان کو لے جاؤ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ اور میں خوف کرتا ہوں کہ کھا جائے ان کو بھیڑیا۔ اسی مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ "وکانت ارضهم کثیرة الذئاب" وہاں اُس علاقے میں بھیڑیے بکثرت تھے۔ تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اس خدشے کا اظہار کیا۔

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ اور تم ان سے غافل رہو۔ یہ بچہ ہے ناتجربے کار ہے کہاں دوڑے بھاگے گا کہیں تمہاری غفلت سے ان کا نقصان نہ ہو جائے۔ قَالُوْا کہنے لگے ابا جان! لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ البتہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم کافی جماعت ہیں۔ عصبہ کا لفظ عربی میں دس سے ستر تک بولا جاتا ہے اور عام قسم کے آدمیوں کی جماعت پر بھی نہیں بولتے بلکہ ایسی جماعت پر کہ جس میں ہر ایک پہلوان قسم کا آدمی ہو۔ اگر کمزور آدمی ہوں تو اس پر رھط کا لفظ بولتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ابا جان اگر یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھا لیا تو پھر ہماری پہلوانی کس کام آئی۔ ان کے قد بھی بڑے تھے اور شکل و صورت سے بھی خوبصورت تھے۔ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ بیشک ہم اس وقت البتہ نقصان اٹھانے والے ہونگے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام مطمئن ہو گئے کہ یوسف علیہ السلام کے اتنے سارے بھائی اعتماد دلا رہے ہیں لہٰذا ان پر اعتماد کرنا چاہیے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

پس جب وہ لے گئے ان کو اور انہوں نے اتفاق کر لیا اس بات پر کہ وہ اس کو ڈال دیں گہرے کنویں میں اور ہم نے وحی بھیجی

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ

ان کی طرف البتہ آپ ضرور خبر دیں گے ان کو ان کے اس معاملے کی اور وہ نہیں شعور رکھتے ہوں گے، اور آئے وہ اپنے والد

عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿16﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

کے پاس عشا کے وقت روتے ہوئے، کہنے لگے اے ہمارے اباجان بیشک ہم گئے دوڑ لگاتے رہے اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿17﴾

کو اپنے سامان کے پاس پس ان کو کھالیا بھیڑیئے نے اور نہیں ہیں آپ ہماری تصدیق کرنے والے اور اگرچہ ہم سچے ہوں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ

اور لائے وہ ان کے کرتے پر جھوٹا خون مل کر فرمایا بلکہ مزین کیا ہے تمہارے لئے تمہارے نفسوں نے یہ معاملہ پس صبر ہی بہت

جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿18﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے ان باتوں کے خلاف جو تم کرتے ہو۔ اور آیا ایک قافلہ پس بھیجا انہوں

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ

نے ایک پانی لانے والے کو پس اس نے لٹکایا کنویں میں اپنا ڈول اس نے کہا، اے خوشخبری یہ لڑکا ہے اور انہوں نے مخفی رکھا

بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿19﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

ان کو سامان تجارت بنا کر اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور خریدا انہوں نے ان کو گھٹیا قیمت کیساتھ روپے تھے

مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿20﴾ ع ٢

گنتی کے اور تھے وہ اس میں بے رغبتی کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ذَهَبُوْا: وہ چلے، اَجْمَعُوْا: انہوں نے اتفاق کیا، يَجْعَلُوْهُ: ڈال دو اس کو، لَتُنَبِّئَنَّهُمْ: البتہ ضرور خبر دے گا انہیں، اَبَاهُمْ: ان کا باپ، عِشَآءً: اندھیرے کا وقت، يَّبْكُوْنَ: روتے ہوئے، ذَهَبْنَا: ہم گئے، نَسْتَبِقُ: ہم دوڑنے لگے، تَرَكْنَا: ہم نے چھوڑا، مَتَاعِنَا: اپنا سامان، قَمِيْصِهٖ: کرتہ اس کا، سَوَّلَتْ: گھڑ لیا اس نے، جَمِيْلٌ: بہتر، بہت اچھا، تَصِفُوْنَ: تم بیان کرتے ہو، اَرْسَلُوْا: انہوں نے بھیجا، وَارِدَهُمْ: ان کا پانی لانے والا، اَدْلٰى: اس نے لٹکایا، دَلْوَهٗ: ڈول اپنا، اَسَرُّوْهُ: انہوں نے چھپالیا اس کو، بِضَاعَةً: سامان تجارت، شَرَوْهُ: انہوں نے بیچ دیا اس کو، بِثَمَنٍ: قیمت میں، دَرَاهِمَ: درہم۔

اہم نکات: بُشْرٰی سے کیا مراد ہے؟

قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ بعض نے کہا کہ بُشْرٰی سے خوشخبری مراد ہے کہ خوشخبری کو گویا ایک انسان تصور کیا اور

یہاں استعارہ تخیلیہ کے طور پر کہا کہ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ اور یہی مناسب بھی ہے کہ جب کسی کو کوئی خوش خبری ملتی ہے تو وہ مارے خوشی کے کہتا ہے مبارکباد دی یا اے خوشخبری اور یہ تفسیر بھی ملے گی کہ بُشْرٰی ان قافلے والوں کا ساتھی تھا اُسے آواز دی یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ. اے بشری ہمیں یہ لڑکا ملا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنے میں بیچا گیا؟

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ تفسیروں میں آپ کو عشرین بھی ملیں گے، بیس درہم، اس سے کم وبیش بھی ملیں گے۔ بیس اس لیے کہ یہودا نے کہا میں نہیں لیتا، بنیامین کو تو دیتے نہیں، باقی رہ گئے دس تو فی کس دو درہم آئے۔ اور ایک روایت میں یہ ملے گا کہ اثنین وعشرین.

تفسیری نکات: بھائیوں کا اپنے منصوبے پر عمل کرنا:

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ پس جب وہ لے گئے یوسف علیہ السلام کو باپ کو اعتماد دلا کر کہ ہم اچھے خاصے پہلوانوں کی جماعت ہیں اگر ہمارے ہوتے ہوئے بھی ان کو بھیڑیا کھا جائے تو پھر تو ہم بڑے خسارے میں ہیں۔ صبح ہوئی تو گھر میں جو بھی ناشتہ تیار تھا کھا کے یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے گئے وَاَجْمَعُوْٓا اور انہوں نے اتفاق کر لیا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ اس بات پر کہ وہ ان کو ڈال دیں گہرے کنویں میں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا کنویں میں ڈالا جانا:

یہ کنواں بستی سے تین میل دور تھا مسافر اور چرواہے وغیرہ اس سے پانی لیتے تھے۔ بستی والوں کا اس کنویں سے تعلق کوئی زیادہ نہ تھا۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کُرتا اُتار کر بھائی کنویں میں ڈالنے لگے تو انہوں نے بھائیوں کی بڑی منت سماجت کی کہ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں مجھ پر ترس کھاؤ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر تقریباً گیارہ سال یا تیرہ سال تھی۔ بھائیوں نے کنویں میں ڈالنے سے پہلے مارا پیٹا بھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھ پر ترس نہیں کھاتے تو والد صاحب پر ترس کھاؤ سوچو جب تم واپس جاؤ گے اور میں ساتھ نہیں ہوں گا تو والد صاحب کا کیا حال ہوگا۔ مگر بھائیوں کو کوئی ترس نہ آیا۔ رسی سے باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا اور جب اُس گہرے اور اندھے کنویں میں پانی کے قریب ہوئے تو رسی کو چھوڑ دیا۔ کنویں کے اندر پانی کے قریب ایک بڑا پتھر لگاتے ہیں تاکہ کنویں میں صفائی کے لیے اترنے والا اس پتھر پر پاؤں وغیرہ رکھ سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے تو اس پتھر کو محسوس کیا تو اس پر بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اور ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف یعنی یوسف علیہ السلام کی طرف۔ یہ وحی صرف ذات تک محدود تھی کہ

گھبراؤ نہیں کیونکہ ابھی تک نبوت و رسالت نہیں ملی لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا البتہ آپ ضرور ان بھائیوں کو خبر دیں گے ان کی اس کارروائی کی، معاملے کی وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ نہیں شعور رکھتے ہونگے کہ ہمارے ساتھ بولنے والا اور پوچھنے والا کون ہے۔ یہ قصہ آگے آئیگا۔ کہتے ہیں کہ اس کنویں کا پانی نمکین تھا میٹھا نہیں تھا لوگ مجبوراً اس سے پانی بھرتے تھے مگر جب یوسف علیہ السلام کو اس کنویں میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کنویں کا پانی میٹھا کر دیا حضرت یوسف علیہ السلام اس کنویں میں تقریباً تین دن اور تین راتیں رہے۔ ادھر بھائیوں نے دیکھ بھال کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی اور نگرانی کر رہے تھے کہ دیکھو ان کو کنویں سے کون نکالتا ہے اور کدھر لے جاتا ہے؟ پھر کہیں حضرت یوسف علیہ السلام کسی طریقہ سے بستی کی طرف نہ آجائیں کہ ہمارا راز کھل جائے اور نگرانی کا طریقہ یہ تھا کہ بھیڑ بکریاں چرانے کے بہانے۔ اونٹ چرانے کے بہانے، لکڑیاں کاٹنے کے بہانے، کبھی کوئی چلا جاتا کبھی کوئی چلا جاتا۔ تین دن گذر گئے بڑے پریشان ہوئے کہ ابھی تک کسی نے نہیں نکالا۔ اتفاق کی بات ہے کہ مدین کے علاقے کے کنعانی تاجر کافی تعداد میں مصر جا رہے تھے وہ یہاں پہنچے اور ان کے ایک نوکر نے جس کا نام تفاسیر میں مالک ابن دعنہ ہے اس کو کہا کہ پانی کا انتظام کرو ادھر قرآن کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال دینے کے بعد بھائیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے واویلا کرتے ہوئے پہنچنے کو بیان کر رہا ہے۔

بھائیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے رونا پیٹنا:

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ اور آئے وہ اپنے والد کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے رات کے وقت باپ کے پاس آئے اس لیے کہ باپ کے سامنے دن کے وقت آنکھیں شرم کے مارے اٹھ نہیں سکیں گی۔

قَالُوْا کہنے لگے يٰٓاَبَانَآ اے ہمارے ابا جان اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ بیشک ہم گئے دوڑ لگاتے رہے آپس میں کہ کون آگے نکلتا ہے۔

وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام کو اپنے سامان کے پاس فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ پس ان کو کھالیا بھیڑیئے نے وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا اور نہیں ہیں آپ ہماری تصدیق کرنے والے وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ اور اگرچہ ہم سچے ہوں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ اور لائے وہ ان کے کرتے پر جھوٹا خون مل کر۔ کہتے ہیں کہ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جو کرتا تھا اتارا اس کو خون سے لت پت کیا اور لے گئے اور اس طرف توجہ نہ گئی کہ کرتا تھوڑا سا پھاڑ لیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دیکھا آخر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے عقلمند تھے، غور کیا کہ بھیڑیئے نے کھایا ہے مگر کرتا اتار کر کھایا اور کرتا رنگین کر کے دے دیا ہے، نہ کرتا پھٹا ہے نہ پنجہ لگا ہے، کتنا سیانا اور سمجھدار تھا آدمی کچھ تو اندازہ لگاتا ہے۔

قَالَ فرمایا یہ بات نہیں جو تم کہتے ہو بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ بلکہ مزین کیا ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے یہ معاملہ۔ میں تمہاری بات پر مطمئن نہیں ہوں کوئی گڑبڑ تم نے کی ہے جس کا مجھے علم نہیں ہے پس میں تمہاری بات سے مطمئن نہیں ہوں فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ پس صبر ہی بہت اچھا ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے ان باتوں کے خلاف جو تم کرتے ہو، اللہ ہی صرف مددگار ہے۔

قافلے والوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو نکالنا:

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ اور آیا ایک قافلہ کنعانیوں کا مدین سے جو مصر کی طرف جارہا تھا فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ پس بھیجا انہوں نے ایک پانی لانے والے کو جس کا نام مالک بن دغنہ تھا فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ پس اس نے لٹکایا کنویں میں اپنا ڈول مضبوط رسی کیساتھ باندھ کر تو یوسف علیہ السلام اس کیساتھ چمٹ گئے۔ آدمی پہلوان قسم کا تھا کہنے لگا پانی تو میں نے بہت سارے کنوؤں سے نکالا ہے مگر اس کنویں کا پانی بڑا بھاری ہے حالانکہ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام لٹکے ہوئے تھے۔ جس وقت دیکھا کہ خوبصورت لڑکا ہے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بے پناہ حسن دیا تھا قَالَ کہنے لگا يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ اے خوشخبری یہ لڑکا ہے ڈول کیساتھ چمٹا ہوا وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ اور انہوں نے اس کو مخفی رکھا سامان تجارت بنا کر۔ کہنے لگے عمدہ خوبصورت ہے ہم اس کو بیچ کر بڑی رقم کمائیں گے کیونکہ اس زمانے میں غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت ہوتی تھی۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے بدلے میں قلیل رقم لینا:

بھائیوں نے جب دیکھا کہ قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکال لیا ہے تو ان میں سے ایک دو آئے اور کہا یہ ہمارا غلام ہے بھاگا ہوا تم اس کو کہاں لے جارہے ہو ہاں کچھ رقم دے کر لے جاؤ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ اور قافلہ والوں نے خریدا حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے گھٹیا قیمت کے ساتھ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ روپے تھے گنتی کے۔ اسی مقام پر تفسیروں میں بیس درہم بھی لکھے ہیں اور بائیس درہم بھی لکھے ہیں۔ بیس درہم اس لحاظ سے کہ یہودا نے انکار کر دیا کہ میں پیسے نہیں لونگا تو بقایا دس کو دو دو درہم آجائیں گے اور بائیس درہم کی صورت میں انہوں نے کہا کہ دو درہم بنیامین کو بھی دیدو کسی حیلے بہانے سے اس طرح اس کی اشک شوئی ہوجائے گی وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ اور تھے وہ اس میں بے رغبتی کرنے والے۔ زاھد کا صلہ جب فی آجائے تو اس کا معنی بے رغبتی ہوتا ہے اور تھے وہ اس میں بے رغبت اور بے شوق کہ ان کو کوئی ضرورت نہیں تھی ان کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ اباجی کی آنکھوں سے اوجھل ہوجائے جس کے لیے انہوں نے یہ ساری کارروائی کی۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ

اور کہا اس شخص نے جس نے خریدا تھا ان کو مصر سے اپنی بیوی سے، اچھا کرنا ان کا ٹھکانا قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ٝ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ

یا ہم ان کو اپنا بیٹا بنالیں گے اور اسی طرح ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو زمین میں اور تا کہ ہم ان کو تعلیم دیں باتوں کو

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿21﴾ وَلَمَّا

ٹھکانے لگانے کی اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے معاملے پر اور لیکن اکثر لوگ وہ نہیں جانتے۔ اور جب

بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿22﴾ وَرَاوَدَتْهُ

پہنچے یوسف علیہ السلام اپنی قوت کو دیا ہم نے ان کو حکم اور علم اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور پھسلایا ان کو اس

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

عورت نے کہ یوسف علیہ السلام اس کے گھر میں تھے اس کی خواہش کے بارے میں اور بند کر دیئے اس عورت نے دروازے

وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ

اور کہنے لگی جلدی کرو تجھے کہتی ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ بیشک وہ میرا آقا ہے اچھا بنایا ہے اس نے میرا ٹھکانہ بیشک شان یہ ہے

لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿23﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ

کہ فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے۔ اور البتہ تحقیق وہ عورت قصد کر چکی تھی ان کا اور وہ بھی قصد کر لیتے اس کا اگر نہ دیکھتے وہ

رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿24﴾

اپنے رب کی برہان اور دلیل اسی طرح تا کہ ہم پھیر دیں ان سے برائی اور بے حیائی بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَكْرِمِیْ: تو عزت دے، مَثْوٰىهُ: ٹھکانا اس کا، نَتَّخِذَهٗ: ہم بنالیں گے اس کو، مَكَّنَّا: ہم نے جگہ دی، لِنُعَلِّمَهٗ: تا کہ ہم سکھائیں اسے، رَاوَدَتْهُ: اس عورت نے پھسلادیا اسے، بَیْتِهَا: اس عورت کا گھر، غَلَّقَتِ: اس نے بند کر دیا، هَیْتَ: آجاؤ، مَعَاذَ: پناہ، لِنَصْرِفَ: تا کہ ہم پھیر دیں، عِبَادَنَا: ہمارے بندے، اَلْمُخْلَصِیْنَ: برگزیدہ۔

اہم نکات: مصر کے بادشاہ کا نام:

مصر کے بادشاہ کا نام ریان بن ولید تھا اور اس کے وزیر کا نام قطفیر تھا اس کی بیوی کا نام عام مشہور زلیخا ہے اور

راحیل بھی بعض تفسیروں میں ملتا ہے

هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کی دو آسان تفسیریں:

یہاں بہت سی تفسیریں بیان کی گئی ہیں میں دو آسان تفاسیر عرض کرتا ہوں۔ روح المعانی، تفسیر کبیر، قرطبی وغیرہ کے حوالے سے ایک یہ ہے کہ یہ دو جملے ہیں اور البتہ تحقیق کہ وہ عورت قصد کر چکی تھی یوسف علیہ السلام کا اور ان نے بھی قصد کیا ہاں قصد دونوں کے الگ الگ تھے عورت کا قصد تھا پھنسانے کا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصد تھا جان چھڑانے کا۔ آگے جملہ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اس لولا کی جزاء محذوف ہے وہ آپ کو ان شاء اللہ جلالین تک ملے گی۔ پس جب اللہ کی برہان حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ ہوئی تو وہ وہاں سے نکل بھاگے اور اگر اللہ کی یہ برہان نہ ہوتی تو وہ عورت اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ عورت برائی کا ارادہ کر چکی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی ارادہ کرتے اگر اللہ کی برہان کو نہ دیکھ لیتے۔

برہان کیا ہے؟

یہاں آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برہان سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے عصمت انبیاء کی خوبی انبیاء کے ذہن میں ڈال دی ہے اور اکثر تفسیروں میں آپ کو یہ ملے گا "مَثَل لهٗ يعقوب" کہ یعقوب علیہ السلام کی مثالی شکل حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی اور اس مثالی شکل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ یہ غلط کام نہ کرنا یہ جلالین میں آپ کو ملے گا۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر میں فروخت ہونا:

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ اور کہا اس شخص نے یعنی مصر کے وزیر اعظم نے جس کا نام قطفیر تھا جس نے خریدا تھا یوسف علیہ السلام کو۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں کہ بیس دینار، دو جوڑے کپڑے اور دو جوڑے جوتوں کے بدلے قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا اور عزیز مصر نے خرید لیا مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ مصر سے اپنی بیوی سے جس کا نام اکثر تفسیروں میں زلیخا آتا ہے اور بعض نے راحیل بھی لکھا ہے اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ اچھا کرنا اس کا ٹھکانہ، رہنے کے لیے اچھا کمرہ دو، اس کی خوراک اور لباس کا خیال رکھنا عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے۔ شریف الطبع بچہ ہے اور اس کے چہرے پر ایسے آثار ہیں کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچے گا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ یا اس کو ہم اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو زمین میں کہ پہنچا دیا وزیر اعظم کے گھر کیونکہ ان سے بڑے کام لینے تھے۔

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ اور تا کہ ہم اس کو تعلیم دیں باتوں کو ٹھکانے لگانے کی۔ یعنی فیصلہ کرنے کا رنگ ڈھنگ سکھانے کے لیے ہم نے وہاں پہنچایا اور تاویل الاحادیث کا معنی خواب کی تعبیر بھی ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے معاملے پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ وہ نہیں جانتے۔ دیکھو یوسف علیہ السلام کو ملک مصر کی بادشاہی دینی تھی اس کے لیے کنویں میں ڈلوایا پھر جیل میں بھجوایا جس کا آگے ذکر آئیگا بڑا کچھ ہوا۔ یہ سب کچھ ہوا جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے تھے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اور جب پہنچے یوسف علیہ السلام اپنی قوت کو اپنی جوانی کو اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ دیا ہم نے ان کو حلم اور علم۔ اس حکم سے مراد نبوت نہیں ہے نبوت تو چالیس سال کے بعد ملی یہ زمانہ پہلے کا ہے۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

عزیز مصر کی بیوی کا اپنی خواہش پوری کرنے کا کہنا:

عزیز مصر اپنی حکومتی مصروفیات کی بنا پر گھر سے باہر بھی رہا کرتا تھا کبھی دو دن تو کبھی تین دن کبھی چار دن۔ عزیز مصر کے گھر میں رہتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام جوان ہو گئے۔ ان کی خوبصورتی دیکھ کر عزیز مصر کی بیوی کے دل میں فتور پیدا ہو گیا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا اور پھسلایا ان کو اس عورت نے کہ یوسف علیہ السلام اس کے گھر میں تھے عَنْ نَّفْسِهٖ اس کی خواہش کے بارے میں کہ ان کو کہا کہ میری خواہش پوری کرو وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ اور بند کر دیئے اس عورت نے دروازے۔ سب دروازوں کو کنڈی لگا دی کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک خاوند آجائے اور ہمیں غیر حالت میں دیکھے وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ اور کہنے لگی جلدی کرو تجھے کہتی ہوں میری خواہش پوری کرو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کو کہا قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ بیشک وہ میرا آقا ہے اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اچھا بنایا ہے اس نے میرا ٹھکانا۔ اس کی ایک تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ اِنَّهٗ کہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ تو معنی ہو گا بیشک وہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے اچھا ٹھکانا دیا ہے۔ کنویں سے نکال کر مجھے یہاں پہنچایا ہے میں اس رب کی نافرمانی کیوں کروں؟ اور اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع الذی بھی بن سکتا ہے۔ جو قَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ میں ہے تو پھر معنی ہو گا بیشک وہ شخص جس نے مجھے خریدا ہے میرا مجازی رب ہے اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا ہے۔

میں اس کے گھر میں اس کی بیوی کیساتھ ایسی حرکت کروں" معاذاللہ " اللہ تعالیٰ کی پناہ! یہ تو بڑی ظلم کی بات ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ فلاں نہیں پاتے ظلم کرنے والے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ اور البتہ تحقیق وہ عورت قصد کر چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کا وَهَمَّ بِهَا اور یوسف علیہ السلام بھی قصد کر لیتے اس کا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ

رَبِّہٖ ؕ اگر نہ دیکھتے وہ اپنے رب کی برہان اور دلیل۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ رب کی برہان کیا ہے؟ تو اس کا ذکر ہم اہم نکات میں کر آئے ہیں۔ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اسی طرح تا کہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی کو۔ گناہ تو اور بھی بڑے ہیں مگر زنا بہت بری چیز ہے۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ بیشک وہ یوسف علیہ السلام ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ منتخب فرماتے ہیں اور پیغمبر سے زیادہ رتبہ اور درجہ کسی کا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے اس لیے ہم نے ان کو بچایا اور محفوظ رکھا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ

اور وہ دونوں دوڑے دروازے کی طرف اور پھاڑ دیا اس عورت نے یوسف علیہ السلام کا کرتا پیچھے سے اور پایا ان دونوں نے اس

مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ

کے آقا خاوند کو دروازے کے پاس کہنے لگی کیا سزا ہے جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا مگر یہ کہ اس کو قید کیا جائے یا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿25﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

سزا ہو دردناک، کہا یوسف علیہ السلام نے اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا ہے میری خواہش کے بارے میں اور گواہی دی ایک گواہی

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ

دینے والے نے اس عورت کے لوگوں میں سے اگر ہو اس کی قمیص پھاڑی گئی سامنے سے تو یہ (عورت) سچ کہتی ہے اور وہ

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿26﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿27﴾

(یوسف علیہ السلام) جھوٹوں میں سے ہیں۔ اور اگر ہے اس کی قمیص پھاڑی گئی پیچھے سے تو وہ عورت جھوٹ کہتی ہے اور یہ سچوں میں سے ہیں

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ

پس جب دیکھا عزیز مصر نے (یوسف علیہ السلام) کی قمیص کو پھاڑی گئی ہے پیچھے سے کہنے لگا بیشک یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿28﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ

بیشک تمہاری فریب کاریاں بڑی ہیں۔ اے یوسف علیہ السلام درگزر کر و اس بات سے اور اے زلیخا تو معافی مانگ اپنے گناہ سے

اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ﴿29﴾ ع ٣ ١٤

بیشک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَبَقَا: وہ دونوں دوڑے، قَدَّتْ: اس نے پھاڑ ڈالا، دُبُرٍ: پشت، اَلْفَيَا: ان دونوں نے پایا، سَيِّدَهَا: عورت کا

خاوند، لَدَا:قریب، یُسْجَنَ:اسے قید کردیا جائے، رَاوَدَتْنِیْ:اس نے پھسلایا مجھے، قُدَّ:وہ پھاڑا گیا، قُبُلٍ: آگے(سے)، فَصَدَقَتْ:تو وہ عورت سچی ہے، کَذَبَتْ:اس نے جھوٹ بولا، کَیْدِکُنَّ:تم عورتوں کا مکر، اِسْتَغْفِرِیْ: تو(مؤنث) استغفار کر، ذَنْبِكِ: تیرا گناہ، الْخٰطِـِٕیْنَ:خطا کار۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا گناہ سے بچنے کے لیے بھاگ اٹھنا:

عزیز مصر کی عورت نے دروازے بند کردیے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ سے بچنے کے لیے وہاں سے دوڑ لگا دی۔عورت اُن کے پیچھے اُن کو پکڑنے کے لیے دوڑی اور اس عورت کا ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے پر پڑا جس سے پشت کی طرف سے کرتا پھٹ گیا مگر حضرت یوسف علیہ السلام عورت کے قابو نہ آئے یہاں تک کہ دونوں بھاگتے بھاگتے گھر کے بیرونی دروازے تک پہنچ گئے تو وہاں آگے عزیز مصر کھڑا ہوا تھا اس نے دیکھ لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام آگے آگے ہیں اور اس کی بیوی پیچھے پیچھے دوڑ رہی ہے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ اور وہ دونوں یوسف (علیہ السلام) اور عزیز مصر کی بیوی دوڑے دروازے کی طرف۔آگے آگے یوسف علیہ السلام تھے برائی سے بچنے کے لیے اور پیچھے پیچھے عزیز مصر کی بیوی تھی جو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے ان کو پکڑنا چاہتی تھی۔اس نے پیچھے سے قمیص پکڑ لی۔وَقَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ اس عورت نے یوسف (علیہ السلام) کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور یوسف (علیہ السلام) دوروازے سے باہر نکل گئے زلیخا بھی پیچھے آرہی تھی وَّاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ اور پایا ان دونوں نے اس عورت کے خاوند اور آقا کو یعنی عزیز مصر کو دروازے کے پاس۔

عورت کا یکدم اپنا بیان تبدیل کرنا:

جب عورت نے اپنے خاوند کو دیکھا تو فوراً پینترا بدلا اور الٹا یوسف (علیہ السلام) کو قصوروار ٹھہرانے کی کوشش کی قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا کہنے لگی کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرتا ہے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ مگر یہ کہ اس کو قید کیا جائے اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور کوئی سزا ہو دردناک یعنی پٹائی وغیرہ کی جائے۔اس موقع پر اگر یوسف (علیہ السلام) خاموشی اختیار کرتے تو اس عورت کی بات کی تصدیق ہو جاتی لہٰذا آپ نے اپنی صفائی کا حق استعمال کیا قَالَ کہا یوسف (علیہ السلام) نے هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ اس عورت نے مجھے پھسلانا چاہا ہے میری خواہش کے بارے میں یعنی مجھے برائی پر آمادہ کرنا چاہتی تھی میں نے دوڑ لگا کر اپنی عزت بچائی ہے اور یہ جو کچھ کہہ رہی ہے غلط ہے اس کا بیان حقیقت کے خلاف ہے۔اب فیصلہ کس طرح ہو؟ وہ کہتی ہے میں سچی ہوں اور یوسف (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ میں سچا ہوں۔جب عزیز مصر کے لیے حقیقت حال معلوم کرنا مشکل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف (علیہ السلام) کی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے یہ انتظام فرمایا۔

شیر خوار بچے کا حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کی گواہی دینا:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے اس عورت کے خاندان کے لوگوں میں سے۔ اِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ اگر ہو یوسف (علیہ السلام) کی قمیص پھاڑی گئی سامنے سے آگے سے فَصَدَقَتۡ تو زلیخا سچی ہے وَهُوَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ اور یوسف علیہ السلام جھوٹوں میں سے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یوسف (علیہ السلام) نے اقدام کیا ہے اور وہ بچنا چاہتی تھی وَاِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ اور اگر ہے یوسف کی قمیص پھٹی ہوئی پیچھے سے فَكَذَبَتۡ تو وہ عورت جھوٹ کہتی ہے وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ اور وہ یوسف (علیہ السلام) سچوں میں سے ہیں کہ وہ بھاگ رہے تھے زلیخا نے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی اور قمیص پھاڑ دی۔

اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ گواہی دینے والا ایک شیر خوار بچہ تھا۔ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور سچے ہونے کی گواہی دی۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بچوں نے گہوارے میں گفتگو کی ہے۔

① ایک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) جنہوں نے اپنی نبوت کی گواہی دی اور اس میں والدہ کی پاکدامنی بھی ہوگئی اور ② دوسرا ایک راہب تھا جس کا نام جریج تھا۔ وہ بڑا نیک اور پارسا آدمی تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے اپنے بیٹے کو آواز دی وہ اپنے عبادت خانے میں تھے۔ کہنے لگی جریج! جریج نے کہا یا اللہ! میں کیا کروں نماز پڑھوں یا ماں کا جواب دوں؟ تین مرتبہ والدہ نے آواز دی مگر اس نے جواب نہ دیا کہ نماز پڑھوں یا والدہ کا جواب دوں۔ بالآخر والدہ نے تنگ آکر بددعا کی کہ یا اللہ! جریج اس وقت تک نہ مرے جب تک کنجریوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ ہوا اس طرح کہ ایک عورت کے ہاں بچہ ہوا جس کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ جریج راہب کا ہے۔ لوگ اکٹھے ہو کر جریج کے پاس گئے اس کو برا بھلا کہا کہ تو نے یہ حرکت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے وہاں لے چلو وہ عورت اور اُس کا بچہ جہاں ہے وہاں گئے تو جریج نے لاٹھی بچے کے سینے پر رکھ کر کہا کہ بتا بچے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے بول کر بتایا کہ فلاں چرواہا ہے۔ اب تمام لوگ جریج سے اپنی زیادتی کی معافیاں مانگنے لگے۔ اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں میری والدہ نے بددعا دی تھی وہ پوری ہوئی ہے۔ ③ تیسرا ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ادھر سے ایک آدمی بڑا خوبصورت اور خوش لباس گزرا۔ بچے کی ماں نے کہا اے پروردگار! میرے بچے کو بھی ایسا ہی بنانا تو بچہ بول پڑا کہ پروردگار! مجھے ایسا نہ بنانا۔

④ ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں چار بچوں کے بولنے کا ذکر ہے۔ اس میں یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے بچے کا بھی ذکر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام سچے اور عورت جھوٹی تھی:

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ پس جب دیکھا عزیز مصر نے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو پھاڑی گئی ہے پیچھے سے قَالَ کہنے لگا اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ بے شک اے عورت یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے۔ یعنی تیرا بیان جھوٹ پر مبنی ہے اور حقیقت یہ ہے اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ بے شک تم عورتوں کی فریب کاریاں بہت بڑی ہیں۔ بہر حال عزیز مصر نے اپنی بیوی کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اے یوسف علیہ السلام اس معاملے سے درگزر کرو معاف کردو چھوڑ دو۔ اور ادھر اپنی بیوی سے کہا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ اور اے عورت تو معافی مانگ اپنے گناہ سے بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔ غلطی کا ارتکاب تو نے کیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام پر غلط الزام لگایا ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ

اور کہا کچھ عورتوں نے شہر میں عزیز مصر کی بیوی پھسلاتی ہے اپنے غلام کو اس کی خواہش کے بارے میں تحقیق وہ اس کی محبت

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿30﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

میں فریفتہ ہوگئی ہے بیشک ہم دیکھتی ہیں اس کو کھلی گمراہی میں۔ پس جب سنی عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کی فریب کاری

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا

کی باتیں اور ان کی طرف پیغام بھیجا اور تیار کی ان کے لیے مجلس طعام اور دی اس نے ہر عورت کو ان میں سے چھری اور اس

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

نے کہا یوسف (علیہ السلام) سے کہ نکل آؤ ان کے سامنے پس جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کو بڑا خیال کیا

اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿31﴾

اور کاٹ ڈالے انہوں نے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں وہ پاک ہے اللہ تعالیٰ، نہیں ہے یہ بشر نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

زلیخا نے کہا یہ وہی ہے کہ تم ملامت کرتی تھیں مجھے اس کے بارے میں اور البتہ تحقیق میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اس کی

نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

خواہش کے بارے میں مگر وہ بچا ہے بڑی سختی کیساتھ اور اگر وہ نہیں کریگا وہ کاروائی جو میں اس کو کہتی ہوں تو ضرور وہ قید میں

وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿32﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

ڈالا جائے گا اور ہوجائے گا وہ بے عزت ۔ کہا یوسف (علیہ السلام) نے اے میرے پروردگار قید خانہ زیادہ اچھا ہے میرے نزدیک

اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ

اس چیز سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو نہیں پھیرے گا مجھ سے ان عورتوں کے مکر کو تو میں مائل ہوسکتا ہوں

وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿33﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

ان کی طرف اور ہوجاؤں گا میں نادانوں میں سے ۔ پس قبول کی اس کے پروردگار نے اس کی دعا پس پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے

كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿34﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

یوسف (علیہ السلام) سے ان کا مکر بیشک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ پھر واضح ہوئی بات ان سب کے سامنے بعد اس

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿35﴾ ع ۱۴

کے کہ کئی نشانیاں دیکھ چکے تھے البتہ ضرور اس کو قید رکھیں ایک وقت تک ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نِسْوَةٌ: عورتیں، تُرَاوِدُ: وہ پھسلاتی ہے، فَتٰهَا: غلام اس کا، شَغَفَهَا: اس کا دل اس پر فریفتہ ہوگیا، لَنَرٰىهَا: البتہ ہم سمجھتے ہیں اسے، سَمِعَتْ: اس نے سنا، بِمَكْرِهِنَّ: ان کا فریب، اَرْسَلَتْ: اس نے پیغام بھیجا، اَعْتَدَتْ: اس عورت نے تیار کیا، مُتَّكَاً: مجلس، سِكِّيْنًا: چھری، رَاَيْنَهٗ: انہوں نے دیکھا اسے، اَكْبَرْنَهٗ: انہوں نے بڑا سمجھا اسے، قَطَّعْنَ: انہوں نے کاٹ دیا، اَيْدِيَهُنَّ: اپنے ہاتھوں کو، قُلْنَ: وہ بولیں، حَاشَ: پاکی ہے (اللہ کی)، لُمْتُنَّنِيْ: تم نے ملامت کی مجھے، رَاوَدْتُّهٗ: میں نے بہکایا اس کو، اِسْتَعْصَمَ: اس نے اپنے آپ کو بچالیا، اٰمُرُهٗ: (جو) میں اس کو کہتی ہوں، لَيُسْجَنَنَّ: ضرور وہ قید کیا جائے گا، لَيَكُوْنًا: ضرور وہ ہوگا، اَلسِّجْنُ: قید خانہ، يَدْعُوْنَنِيْٓ: وہ بلاتی ہیں مجھے، اِلَّا تَصْرِفْ: اگر تو نہ دفع کرے گا، كَيْدَهُنَّ: فریب ان کا، اَصْبُ: میں مائل ہوجاؤں گا، لَيَسْجُنُنَّهٗ: البتہ وہ قید رکھیں گے۔

تفسیری نکات: شہر کی عورتوں کی زلیخا کے متعلق باتیں:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ اور کہا کچھ عورتوں نے شہر میں۔ ظاہر بات ہے کہ جب بات پھیلی ہوگی تو شہر میں عورتوں نے گفتگو کی ۔ انہوں نے آپس میں چہ میگوئیاں شروع کردیں کہ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ عزیز کی بیوی پھسلاتی ہے اپنے غلام کو اس کی خواہش کے بارے میں کہ وہ میری خواہش پوری کرے ۔ اس کو کیا ہوگیا ہے؟ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ تحقیق وہ اس کی محبت میں فریفتہ ہوگئی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی غلام کو دل دے بیٹھی ہے ۔ غلام کی

معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی لہٰذا ایک اعلیٰ خاندان کی عورت کا غلام پر فریفتہ ہونا زیادہ قابل ملامت ہے۔ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیشک ہم دیکھتی ہیں اس کو کھلی گمراہی میں۔ صریح غلطی ہے اس کی کہ غلام پر فریفتہ ہو گئی۔

عزیز مصر کی بیوی کا شہر کی عورتوں کی دعوت کرنا:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ پس جب سنی عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے ان عورتوں کی فریب کاری کی باتیں اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ اور ان کی طرف پیغام بھیجا وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً اور ان کے لیے مجلس طعام کا اہتمام کیا۔ مُتَّكَاً کا لغوی معنی ہے تکیہ گاہ، یعنی ایسی نشستیں جن پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں۔ عرب کا رواج یہی تھا کہ فرش پر قالین بچھا کر ہر مہمان کے لیے تکیہ رکھ دیا جاتا تھا جس سے ٹیک لگا کر مہمان بیٹھے تھے پھر ان کے سامنے چھوٹے میز رکھے جاتے تھے جن کو خوان کہتے تھے ان میزوں پر کھانا رکھا جاتا کہ مہمان جھکے بغیر آسانی سے کھالے۔ وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا اور دی اس نے ان میں سے ہر ایک کو چھری۔ گوشت کاٹ کے کھانے کے لیے یا پھل کاٹ کے کھانے کے لیے تو زلیخا نے اپنے منصوبے کی تکمیل کے لیے یہ تدبیر اختیار کی وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ اور کہا زلیخا نے یوسف (علیہ السلام) سے کہ نکل آؤ ان کے سامنے۔ مالکہ کے حکم کی تکمیل میں یوسف (علیہ السلام) نہایت اطمینان کیساتھ مہمان عورتوں کے سامنے سے گزر گئے اور کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ پس جب ان عورتوں نے دیکھا یوسف (علیہ السلام) کو تو اس کو بڑا خیال کیا کہ یہ تو کوئی بڑی ہستی ہے۔ بہرحال ان عورتوں پر یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور چھری کیساتھ گوشت یا پھل کاٹنے کی بجائے وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ۫ اور کاٹ ڈالے انہوں نے اپنے ہاتھ۔ یعنی بے حسی میں ہاتھ کٹ گئے۔ مہمان عورتیں یوسف (علیہ السلام) کو دیکھ کر کہنے لگیں وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور کہنے لگیں وہ پاک ہے اللہ تعالیٰ جس نے اتنا خوبصورت اور خوب سیرت انسان بنایا۔ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ نہیں ہے یہ بشر نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ یہ تو انسان معلوم ہی نہیں ہوتا یہ فرشتہ ہے عزت والا۔

عزیز مصر کی بیوی کا شہر کی عورتوں کو خطاب:

قَالَتْ زلیخا نے کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ یہ وہ ہے لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ کہ تم ملامت کرتی تھیں جس کے بارے میں میں تمہاری باتیں سن چکی ہوں کہ تم نے کہا ہے کہ دیکھو وزیر اعظم کی بیوی ایک غلام پر فریفتہ ہے۔ اب تم نے غلام دیکھ لیا ہے یہ نرا غلام نہیں ہے۔ ایک دفعہ دیکھنے سے انگلیاں کاٹ لی ہیں۔ یہ بات حقیقت ہے کہ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ اور البتہ تحقیق میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اس کی خواہش کے بارے میں کہ میری خواہش پوری کرے فَاسْتَعْصَمَ ؕ مگر وہ بچا ہے بڑی سختی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو جو کیسی سچی بات اس کی زبان سے نکلوا رہا ہے اور ان عورتوں کے

سامنے یوسف (علیہ السلام) کی صفائی بیان کر رہی ہے کہ میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اور اس کو پھسلایا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو بڑی سختی اور مضبوطی کیساتھ بچایا ہے۔ وَلَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ اور اگر وہ نہیں کریگا وہ کاروائی جو میں اس کو کہتی ہوں، لَیُسْجَنَنَّ تو ضرور وہ قید میں ڈالا جائے گا وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ اور ہو جائے گا وہ بے عزت لوگوں میں سے، بڑا ذلیل کرونگی اس کو، مار پیٹ کے بعد اس کو قید کر دیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی اللہ کے حضور دعا:

قَالَ کہا یوسف (علیہ السلام) نے رَبِّ اے میرے پروردگار السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ قید خانہ زیادہ اچھا ہے میرے نزدیک، مجھے قید خانہ محبوب ہے مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ اس برائی اور شر کی کاروائی سے جس کی طرف یہ عورتیں مجھ کو دعوت دیتی ہیں۔ یہ یَدْعُوْنَنِیْ جمع مونث کا صیغہ ہے، یہ بتلا رہا ہے کہ ان عورتوں نے بھی حق نمک ادا کیا ہوگا۔ اشارے کنایے سے کہا ہوگا کہ دیکھو! تم یہاں رہتے ہو عزیز مصر کی بیوی کے بڑے احسان ہیں تم پر تو کچھ تو اس کا خیال کرو۔ لیکن یوسف (علیہ السلام) نے کہا اے پروردگار! اس برائی سے مجھے قید خانہ محبوب ہے وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اور اگر تو نہیں پھیرے گا مجھ سے ان عورتوں کے مکر کو اَصْبُ اِلَیْهِنَّ تو میں مائل ہو سکتا ہوں ان کی طرف۔ انسان ہوں انسانی خواہشات سب میں موجود ہیں اے پروردگار! بچانے والے صرف آپ ہیں اگر میں نے ایسا کام کیا وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ اور ہو جاؤں گا میں نادانوں میں سے۔ آپ کے احکام اور آپ کے عذاب سے ناواقف لوگوں میں سے ہو جاؤں گا فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ پس قبول کی اس کے پروردگار نے اس کی دعا فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ پس پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے یوسف (علیہ السلام) سے ان عورتوں کا مکر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ کی نشانیاں دیکھ لینے کے باوجود توبہ کی طرف رجوع نہ کرنا:

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ پھر واضح ہوئی بات ان سب کے سامنے مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ بعد اس کے کہ کئی نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ دودھ پیتے بچے نے گواہی دی اور یہ کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور عورت غلط کار ہے۔ پھر عزیز مصر کا خود یقین کر لینا اور زلیخا کا عورتوں کے سامنے کہنا کہ میں نے اس کو کہا تھا اور یہ بچا رہا ہے۔ یہ سب شہادتیں واضح ہیں کہ یوسف (علیہ السلام) کا قطعاً کوئی قصور اور رجحان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب نشانیاں دیکھنے کے بعد ان کے لیے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لَیَسْجُنُنَّهٗ البتہ ضرور اس کو قید میں رکھیں حَتّٰى حِیْنٍ ایک وقت تک۔ چنانچہ سات سال بھی لکھے ہیں اور بارہ سال بھی لکھے ہیں کہ اتنا عرصہ یوسف (علیہ السلام) قید میں رہے۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

اور داخل ہوئے ان کیساتھ قید خانے میں دو نوجوان، کہا ان دو میں سے ایک نے بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ

دیکھا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور کہا دوسرے نے بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اٹھا رہا ہوں میں اپنے

خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

سر پر روٹیاں، پرندے ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں بتلاؤ ہمیں اس کی تعبیر بیشک ہم آپ کو دیکھتے ہیں نیکی کرنے والوں میں سے

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ

(یوسف علیہ السلام) فرمایا نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں دیا جاتا ہے مگر میں بتادوں گا تمہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر اس

قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ

سے پہلے کہ کھانا تمہارے پاس آئے یہ وہ چیز ہے جو تعلیم دی ہے مجھ کو میرے رب نے بیشک میں نے چھوڑی ہے ملت اس قوم کی

قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ

وہ قوم جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائی اور خود آخرت کی منکر ہے۔ اور میں نے پیروی کی اپنے آباؤ اجداد کی ملت کی جو ابراہیم

وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) ہیں ہمیں کوئی حق نہیں ہے یہ کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل

عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ

ہے ہمارے اوپر اور لوگوں پر بھی اور لیکن اکثر لوگ شکریہ ادا نہیں کرتے۔ اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو! کیا بہت سے

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

معبود رب جو بکھرے ہوئے ہیں بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ ہی جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے۔ نہیں عبادت کرتے تم اللہ تعالیٰ

اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

سے نیچے مگر کچھ ناموں کی، نام رکھ دیئے ہیں تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ

کوئی سند اور دلیل نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا، اس نے حکم دیا ہے یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر اللہ کی یہی سیدھا دین ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَتَیٰنِ: دو نوجوان، اَعْصِرُ: میں نچوڑتا ہوں، خَمْرًا: شراب، اَحْمِلُ: میں اٹھاتا ہوں، رَاْسِیْ: اپنا سر، خُبْزًا: روٹی، نَبِّئْنَا: تو بتا ہمیں، لَا یَاْتِیْكُمَا: نہیں آئے گا تمہارے پاس، تُرْزَقٰنِهٖٓ: وہ تم دونوں کو دیا جاتا ہے، نَبَّاْتُكُمَا: میں نے بتادیا تمہیں، (اَنْ) یَّاْتِیَكُمَا: (یہ کہ) آئے وہ تمہارے پاس، عَلَّمَنِیْ: سکھایا مجھے، تَرَكْتُ: میں نے چھوڑا، اِتَّبَعْتُ: میں نے پیروی کی، اٰبَآءِیْٓ: اپنے آباؤ اجداد کی، صَاحِبَیِ: میرے دو ساتھی، اَرْبَابٌ: کئی ربّ، مُتَفَرِّقُوْنَ: جدا جدا، اَلْقَهَّارُ: زبردست۔

اہم نکات: وہ دو قیدی کون تھے؟

ان قیدیوں میں سے ایک کا نام ابروہا تھا دوسرے کا نام مخلب تھا۔ ایک ساقی تھا یعنی بادشاہ کو شراب پلانے پر مامور تھا اور دوسرا بادشاہ کا باورچی تھا باورچی لائق تھا اس نے بادشاہ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا اور ساقی جو تھا وہ مخلص تھا۔

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

(اوّل) ایک تفسیر یہ کہ تمہیں جو کھانا ملتا ہے وہ کھانا نہیں آئیگا کہ میں تم کو بتلا دوں گا لیکن تعبیر سے پہلے میں آپ کو اپنی بھی کوئی بات سنانا چاہتا ہوں، وہ توحید کا مسئلہ ہے۔

دوسرا یہ معنی کرتے ہیں کہ جب تمہارے پاس روزانہ کھانا آتا ہے تو میں کیا تم کو پہلے نہیں بتایا کرتا کہ آج یہ چیز آئیگی تو جب میری وہ بات سچی ہوتی ہے تو یہ بات بھی سچی ہوگی یعنی جب میں تمہیں کھانے کے بارے میں خبر دیتا ہوں اور وہ سچی نکلتی ہے تو یہ تعبیر بھی سچی ہوگی۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ جو تم میں سے ایک نے کہا تھا کہ میرے سر پر طعام ہے اور پرندے آکر نوچ رہے ہیں اس واقعے کے وقوع سے پہلے میں بتاؤں گا، وہ واقعہ تو اپنے وقت پر ہوگا تعبیر عملی طور پر میں پہلے بتاؤں گا، یہ میرے رَب نے مجھے تعلیم دی ہے۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل جانا اور وہاں تبلیغ کرنا:

حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیجا گیا تو اس عرصہ میں وہاں دو اشخاص اور بھی جیل پہنچے۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ اور داخل ہوئے یوسف (علیہ السلام) کیساتھ قید خانے میں دو نوجوان۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے خواب دیکھے قَالَ اَحَدُهُمَآ ان میں سے ایک نے کہا جو ساقی تھا اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں، شراب بنا رہا ہوں، شراب نکال رہا ہوں بس میرا خواب صرف اتنا ہے وَقَالَ الْاٰخَرُ اور دوسرے نے کہا اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا بیشک میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں نے اپنے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا اٹھایا ہوا ہے تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ پرندے ان روٹیوں کو کھا رہے

ہیں نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ بتلاؤ ہمیں اس کی تعبیر۔ آپ ہمیں ہمارے خوابوں کی تعبیر بتائیں اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم آپ کو دیکھتے ہیں نیکی کرنے والوں میں سے۔ بڑے نیک آدمی ہو اس لیے خواب کی تعبیر بتلاؤ۔

قَالَ فرمایا لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا تُرْزَقٰنِهٖٓ جو تمہیں دیا جاتا ہے وقت پر اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ مگر میں بتادوں گا تمہیں تمہارے خوابوں کی تعبیر مثلاً تمہیں ایک کھانا دوپہر کے وقت ملتا ہے تو میں تمہیں اس کھانے سے پہلے تمہارے خواب کی تعبیر بتادونگا قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۚ اس سے پہلے کہ کھانا تمہارے پاس آئے ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۚ یہ وہ چیز ہے جو تعلیم دی ہے مجھ کو میرے رب نے یعنی یہ خوابوں کی تعبیر کا علم۔

اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ بیشک میں نے چھوڑی ہے ملت اس قوم کی جو قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتی وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ اور خود وہ آخرت کی بھی منکر ہے۔

اچھے لوگوں کی پیروی باعث نجات ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اور میں نے پیروی کی اپنے آباء واجداد کی ملت کی اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ جو ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی ملت کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے والد تھے اسحاق علیہ السلام دادا تھے اور ابراہیم علیہ السلام پردادا تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے لوگوں کی پیروی کرنا اللہ کے نزدیک محبوب ہے۔ سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۵ میں ہے " وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ " اور پیروی کر اس شخص کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔ یہ جو آئمہ کرام ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جو محدثین کرام رحمہم اللہ ہیں سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کی پیروی کرنے کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ ان کی طرف اپنی نسبت کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ اماموں کی طرف نسبت کرنا ناجائز ہے یہ غلط کہتے ہیں کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہو رہا ہے کہ نیک لوگوں کی پیروی مطلوب ہے۔ ہاں اچھے ہونے چاہیے اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے باغی تھے تو پھر بات علیحدہ ہے۔ اگر کوئی اپنی کڑی ان کے ساتھ ملاتا ہے تو اسی لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ بھائی صاحب یہ قرآن کا سبق ہے " وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ " اور پیروی کر اس شخص کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔ ہاں مشرکوں کے باپ دادا مشرک تھے غلط کار تھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے اور ان کی اولاد کہتی تھی آیت: " بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا " (بقرہ: ۱۷۰) بلکہ ہم پیروی کریں گے اس چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ یعنی تمہاری بات نہیں سنتی اپنے باپ دادا کی سنتی ہے ان کی راہ کو اختیار کرنا ہے تو یہ نسبت بری ہے۔ محض نسبت بری نہیں ہے اچھے لوگوں کی طرف نسبت اچھی ہے اور برے لوگوں کی طرف نسبت بری ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ہمیں کوئی حق نہیں ہے یہ کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو۔ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرانا ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے اوپر۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید سمجھا دی موحد بن گیا شرک سے بچ گیا اس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے وَعَلَى النَّاسِ اور لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ دین کی دولت عطا فرمائے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

جیل کے ساتھیوں کو توحید کی دعوت:

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو! یہ بتاؤ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کیا بہت سارے معبود رب جو بکھرے ہوئے ہیں کوئی کسی کو رب بنائے گا کوئی کسی کو، ایک کام ایک رب کرتا ہے، دوسرا کام دوسرا کرتا ہے وہ بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ ہی جو اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور سب پر غالب ہے۔ اے میرے ساتھیو! مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ نہیں عبادت کرتے تم اللہ تعالیٰ سے نیچے اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ مگر کچھ ناموں کی، نام رکھ دیئے ہیں اَنْتُمْ تم نے وَاٰبَآؤُكُمْ اور تمہارے باپ دادا نے اختراع کی ہوئی ہے مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی سند اور دلیل۔ اے میرے قید خانے کے ساتھیو سن لو! اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہی بادشاہ بناتا ہے وہی گداگر بناتا ہے، وہی بیمار کرتا ہے وہی تندرست کرتا ہے، وہی اولاد دیتا ہے وہی لیتا ہے، سب کچھ وہی کرتا ہے پھر جھوٹے معبودوں کے دروازے پر جھکنے کا کیا معنیٰ؟ ان کے پاس کیا تلاش کرتے ہو؟ ان کے پاس ہے کیا؟ وہ اور ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے حکم صرف اسی کا ہے اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ اس نے حکم دیا ہے یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر اسی اللہ تعالیٰ کی۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی سیدھا دین ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی کرو! شرک سے بچو! اچھے لوگوں کیساتھ میل جول رکھو اور برے لوگوں کیساتھ میل جول نہ رکھو! کامیابی اسی میں ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ شکوک شبہات اور رسم و رواج میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان امور سے سب کو بچائے اور موحد بنائے۔ آمین

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو بہر حال تم میں سے ایک، پس وہ پلائے گا اپنے آقا کو شراب اور بہر حال دوسرا پس وہ سولی

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

پر لٹکایا جائیگا پس کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔ فیصلہ کیا گیا ہے اس معاملے کا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھتے ہو

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ

اور فرمایا اس شخص کو کہ گمان کیا کہ وہ نجات پانے والا ہے ان دونوں میں سے میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے پاس پس بھلا دیا اس کو

الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ ع ۱۵

شیطان نے اپنے آقا کے پاس ذکر کرنے کو پس ٹھہرے رہے یوسف (علیہ السلام) قید خانے میں کئی سال۔ اور کہا بادشاہ نے بیشک

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ

میں نے دیکھا ہے گائیں ہیں خوب موٹی کھاتی ہیں ان کو سات پتلی دبلی گائیں اور سات خوشے سبز اور دوسرے خشک

یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ

اے دربار یو مجھے بتلاؤ میرے خواب کے بارے میں اگر ہو تم خواب کی تعبیر کو جاننے والے۔ کہا انہوں نے پریشان

اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا

خیالات ہیں اور ہم پریشان خواب کی تعبیر کو جاننے والے نہیں ہیں۔ اور کہا اس شخص نے جس نے نجات پائی تھی ان دونوں میں

مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

سے اور اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد میں تم کو خبر دیتا ہوں اس خواب کی تعبیر کی پس تم مجھ کو بھیجو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَحَدُكُمَا: تم دو میں سے ایک، فَیَسْقِیْ: پس وہ پلائے گا، یُصْلَبُ: اس کو سولی دی جائے گی، تَسْتَفْتِیٰنِ: تم دونوں پوچھتے تھے، نَاجٍ: نجات پانے والے، اُذْكُرْنِیْ: تو ذکر کر میرا، بِضْعَ: کچھ، کئی، اَلْمَلِكُ: بادشاہ، بَقَرٰتٍ: گائیں، سِمَانٍ: موٹی، یَّاْكُلُهُنَّ: کھاتے ہیں انہیں، عِجَافٌ: دبلی، سُنْۢبُلٰتٍ: بالیاں، خُضْرٍ: سبز، یٰبِسٰتٍ: خشک، اَفْتُوْنِیْ: تم فتویٰ دو مجھے، رُءْیَایَ: میرا خواب، لِلرُّءْیَا: خواب کی، تَعْبُرُوْنَ: تم تعبیر بناتے ہو، اَضْغَاثُ: پراگندہ، اَحْلَامٍ: خیالات، عٰلِمِیْنَ: جاننے والے، نَجَا: اس نے رہائی پائی، وَادَّكَرَ: اور اس کو یاد آیا، اَرْسِلُوْنِ: تم بھیجو مجھے۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا ساتھیوں کو تعبیر بتلانا:

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانے کے ساتھیو! اب میں تمہیں خواب کی تعبیر بتاتا ہوں اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا بہرحال تم میں سے ایک جو ساقی ہے فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ پس وہ پلائے گا اپنے آقا کو شراب یعنی وہ رہا ہو کر اپنی ڈیوٹی پر برقرار رہے گا وَاَمَّا الْاٰخَرُ اور بہرحال دوسرا جو باورچی ہے اس کا جرم ثابت ہوگا فَیُصْلَبُ پس اس کو سولی پر لٹکایا جائیگا۔ چنانچہ تفتیش ہوئی اور جس سے زہر خریدا تھا اور جس واسطے سے خریدا تھا وہ سب کا سب سامنے آ گیا اور تحقیق سے جرم ثابت

ہو گیا اور اس باورچی کو سولی پر لٹکا دیا گیا فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ط پس کھائیں گے پرندے اس کے سر سے، مغز نکالیں گے، بدن کو نوچیں گے قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ فیصلہ کیا گیا ہے اس معاملے کا جس کے بارے میں تم دونوں پوچھتے ہو۔ یعنی تمہاری خوابوں کی یہ تعبیر ہے اسی طرح ہوگا اب بات بدلے گی نہیں۔

رہا ہونے والے سے بادشاہ کے سامنے اپنا معاملہ ذکر کرنے کا کہنا:

وَقَالَ اور فرمایا یوسف (علیہ السلام) نے لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اس شخص کو کہ گمان تھا کہ رہا ہونے والا ہے ان دونوں قیدیوں میں سے اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ز میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے پاس یعنی اپنے بادشاہ کو کہنا کہ تم نے ایک بے گناہ آدمی کو قید میں ڈال رکھا ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مگر ہوا یہ کہ جب وہ ساقی دربار میں پہنچا فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ پس بھلا دیا اس کو شیطان نے ذِكْرَ رَبِّهٖ اپنے آقا کے پاس ذکر کرنے کو فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ پس ٹھہرے رہے قید خانے میں یوسف (علیہ السلام) کئی سال یہ کتنے سال تھے تو سات سال، نو سال اور بارہ سال مختلف اقوال تفاسیر میں منقول ہیں۔

بادشاہ کا خواب دیکھنا:

وَقَالَ الْمَلِكُ اور کہا بادشاہ نے جب وہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس وزیر، سفیر، مشیر آئے ہوئے تھے اور ساقی بھی خدمت کے لیے موجود تھا بادشاہ ریان بن ولید نے کہا اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ بیشک میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات گائیں ہیں موٹی سمان سمینة کی جمع ہے موٹی گائیں يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ کھاتی ہیں ان کو سات پتلی دبلی گائیں عجاف عجفا کی جمع ہے۔ اب یہ کتنی عجیب بات ہے کہ گائیں گائیں کو کھا رہی ہیں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کہ درندے جو ہیں وہ جانوروں کو کھاتے ہیں، مگر گائے تو کسی جانور کو نہیں کھاتی۔ اور میں نے دیکھا ہے وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ط اور سات خوشے سبز میں نے دیکھے ہیں۔ خوشے کے بارے میں تفصیل نہیں ہے کہ وہ گندم کے تھے یا باجرے کے تھے یا مکئی اور چاول کے تھے کیونکہ مصر کا علاقہ کافی زرخیز ہے وہاں ہر قسم کی فصل ہوتی ہے۔ تو سات خوشے سبز اور دوسرے خشک بس اتنا خواب ہے کہ سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک سوکھے ہوئے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اے درباریو! اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ مجھے بتلاؤ میرے خواب کے بارے میں تعبیر اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ اگر ہو تم خواب کی تعبیر جانتے تو میرے خواب کی تعبیر مجھے بتلاؤ قَالُوْٓا کہنے لگے درباری اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ پریشان خیالات ہیں وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کو جاننے والے نہیں ہیں۔

ساقی کا بادشاہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا:

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا اور کہا اس شخص نے جس نے نجات پائی تھی ان دو قیدیوں میں سے وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ اور اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد۔ تو وہ ساقی بادشاہ سے ایک مدت کے بعد کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِہٖ میں آپ کو خبر دیتا ہوں اس خواب کی تعبیر کی لیکن میں خود نہیں بتلا سکتا فَاَرْسِلُوْنِ پس آپ مجھ کو بھیجو یوسف علیہ السلام کے پاس سرکاری طور پر کیونکہ قیدیوں سے ملنا ذرا مشکل ہوتا ہے تم تو اسے بادشاہ آپ آرڈر کریں اور مجھے قید خانے میں بھیجو گے تو میں یوسف علیہ السلام کو ملوں گا اور ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھ کر پھر آپ کو بتاؤں گا۔

یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

اے یوسف علیہ السلام اے سچے بتلائیں ہمیں سات گائیوں کے بارے میں جو خوب موٹی ہیں کہ ان کو کھاتی ہیں سات پتلی دبلی

وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ

گائیں اور سات خوشے ہیں سرسبز اور سات اور ہیں خشک، تاکہ میں لوٹوں لوگوں کی طرف تاکہ وہ جان لیں ۔ فرمایا

تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْہُ فِیْ سُنْۢبُلِہٖٓ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا

تم کاشت کرو گے سات سال لگاتار پس جو تم کاٹو کھیتی پس چھوڑ دو اس کو اس کے خوشوں میں مگر تھوڑا سا

تَاْکُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَھُنَّ

اس میں سے جس کو تم کھاؤ گے ۔ پھر آئیں گے اس کے بعد سات سال سخت جو کھا جائیں گے اس چیز کو جو پہلے تم نے اس کے

اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ

لیے تیار کی ہوگی مگر بہت کم جس کی تم حفاظت کرو گے ۔ پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال جس میں بارش برسائی جائیگی لوگوں

ع وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوْلُ

پر اور اس میں لوگ جوس نکالیں گے پھلوں کا ۔ اور کہا بادشاہ نے لاؤ ان کو میرے پاس پس جب آیا یوسف علیہ السلام کے پاس قاصد،

قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ ۭ

فرمایا لوٹ جا اپنے آقا کی طرف پس اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾

بیشک میرا رب ان کے مکر کو خوب جاننے والا ہے ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصِّدِّيْقُ: سچا، اَفْتِنَا: تو بتا ہم کو، لَعَلِّيْٓ: شاید میں، اَرْجِعُ: لوٹ جاؤں، تَزْرَعُوْنَ: تم کاشت کرو گے، دَاَبًا: لگا تار، حَصَدْتُّمْ: تم نے کاٹا، فَذَرُوْهُ: پس چھوڑ دو اسے، سُنْۢبُلِهٖ: اس کے خوشے، شِدَادٌ: سخت، يَّاْكُلْنَ: وہ کھاتی ہیں، قَدَّمْتُمْ: تم نے پہلے ذخیرہ کیا ہوگا، تُحْصِنُوْنَ: تم محفوظ کر کے رکھتے ہو، يُغَاثُ: بارش آئے گی، يَعْصِرُوْنَ: وہ نچوڑیں گے، اِرْجِعْ: لوٹ جا، فَسْــَٔلْهُ: تو پوچھ اس سے، بَالُ: حقیقت۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے خواب کی تعبیر دینا:

بہر حال اب وہ ساقی جیل میں آ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملا اور بادشاہ کا خواب حضرت یوسف علیہ السلام کے گوش گزار کیا۔ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اے یوسف (علیہ السلام) اے سچے! اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ بتلاؤ ہمیں سات گائیوں کے بارے میں سِمَانٍ جو خوب موٹی ہیں يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ کہ ان کو کھاتی ہیں سات پتلی دبلی گائیں وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ اور سات خوشے ہیں سرسبز وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ اور دوسرے سات خشک ہیں۔ بس خواب اتنی ہے ہمیں اس کی تعبیر بتلاؤ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ تا کہ میں لوٹوں لوگوں کی طرف لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ تا کہ وہ جان لیں خواب کی تعبیر کو۔ یوسف (علیہ السلام) نے اس کو خواب کی تعبیر بتلائی جس کا ذکر اگلی آیت کریمہ میں ہے اور اس بات کا اشارہ تک نہیں کیا کہ میں نے تجھے ایک پیغام بھی دیا تھا پہلے مجھے اس کے متعلق بتلا کہ تو نے کیا کیا پھر آگے چلوں گا۔ اس سے اندازہ لگاؤ پیغمبروں کے اخلاق کا، کہہ تو سکتے تھے اس کا کیا جواب ہے، بالکل ذکر تک نہیں کیا۔

قَالَ فرمایا تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ کاشت کرو گے تم سات سال لگا تار۔ وہ جو سات موٹی گائیں ہیں ان سے مراد ہے کہ تم سات سال کاشت کرو گے اور ان میں خوب پیداوار ہوگی۔ وہ جو سبز خوشے دیکھے ہیں اس سے پیداوار کی طرف اشارہ ہے اور موٹی گائیوں سے پیداوار والے سال مراد ہیں فصلیں خوب ہونگی۔ درمیان میں تدبیر کا ذکر ہے یہ تعبیر نہیں ہے فَمَا حَصَدْتُّمْ پس جو تم کاٹو کھیتی فَذَرُوْهُ پس چھوڑ دو اس کو اس کے خوشوں میں اس کو ملنا اور گاہنا نہیں ہے بلکہ خوشوں میں ہی اس کا ذخیرہ کرنا ہے۔ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ مگر تھوڑا سا اس میں سے جو تم کھاؤ گے۔ کیونکہ دانے خوشوں میں ہوں تو عموماً گھن کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں اس کے بعد سات سال آئیں گے بڑے قحط کے ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر آئیں گے اس کے بعد سَبْعٌ شِدَادٌ سات سال سخت يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ جو کھا جائیں گے اس چیز کو جو پہلے تم نے اس کے لیے تیار کی ہوگی۔ جس کا تم نے ذخیرہ بنایا تھا اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ مگر بہت کم جس کی تم حفاظت کرو گے۔ تو سات سال کمائی کے اور سات سال قحط سالی کے جب گزر جائیں گے، بڑا زمانہ ہے چودہ سال کا ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ پھر آئے گا اس کے بعد ایک سال، پندرھواں سال فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ جس میں

بارش برسائی جائیگی لوگوں پر، اس سال خوب بارش ہوگی وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ اور اس میں لوگ جوس نکالیں گے پھلوں کا۔ پیداوار خوب ہوگی پھل ہونگے لوگ پھلوں کا جوس نکالیں گے۔

بادشاہ کا حضرت یوسف علیہ السلام کو طلب کرنا:

جس وقت بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہوا بادشاہ بڑا سمجھدار، سلیم الطبع آدمی تھا اس نے کہا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ اور کہا بادشاہ نے لاؤ ان کو میرے پاس یعنی ان کو رہا کر کے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اپنے خواب کی تعبیر ان سے براہ راست سنوں فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ پس جب آیا یوسف (علیہ السلام) کے پاس قاصد کہ بادشاہ نے تمہیں رہا کر دیا ہے لہٰذا قید خانے سے نکلیں اور بادشاہ کے پاس جانا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا عورتوں کے معاملہ کی تحقیق کا مطالبہ کرنا:

قَالَ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ لوٹ جا اپنے آقا کی طرف فَسْئَلْهُ پس اس سے پوچھو مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ بیشک میرا رب ان کے مکر کو خوب جانتا ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ

کہا بادشاہ نے کیا معاملہ تھا اے عورتو! جب تم نے مطالبہ کیا یوسف علیہ السلام سے اس کی خواہش کے بارے میں ان عورتوں نے کہا

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

پاکی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہم نہیں جانتی اس کے بارے میں کوئی برائی کہا عزیز مصر کی بیوی نے اب

الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿51﴾ ذٰلِكَ

حق ظاہر ہو چکا ہے میں نے اس سے مطالبہ کیا تھا اس کی خواہش کے بارے میں اور بیشک وہ البتہ سچوں میں سے ہے۔ یہ ہے

لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿52﴾

تاکہ وہ جان لے بیشک میں نے خیانت نہیں کی غیر حاضری میں اور بیشک اللہ تعالیٰ نہیں کامیاب کرتا خیانت کرنے والوں کی

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ

تدبیر کو۔ اور میں نہیں بری قرار دیتی اپنے نفس کو بیشک نفس بہت حکم کرتا ہے برائی کا مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے بیشک

رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿53﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا

میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور کہا بادشاہ نے لاؤ تم اس کو میرے پاس خالص کرلونگا میں اس کو اپنی جان کے لیے پس جب

كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿54﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ

اس کے ساتھ گفتگو کی کہا آج کے دن آپ ہمارے پاس عزت والے اور امانت والے ہو۔ کہا انہوں نے (یوسف علیہ السلام) نے

عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿55﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي

مجھے مقرر کردو زمین کے خزانوں پر بیشک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔ اور اسی طرح ہم نے قدرت دی یوسف علیہ السلام کو

الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ

زمین میں ٹھکانہ بناتے تھے اس زمین میں جہاں چاہتے تھے، ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿56﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿57﴾ ع ۸

کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا اور البتہ اجر آخرت کا بہت ہی بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور تھے وہ متقی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَطْبُكُنَّ: حال تم عورتوں کا، رَاوَدْتُّنَّ: تم نے بہلایا، عَلِمْنَا: ہم نے معلوم کیا، حَصْحَصَ: کھل گیا، لَمْ اَخُنْهُ: میں نے خیانت نہیں کی اس سے، مَآ اُبَرِّئُ: میں بری نہیں کرتا ہوں، اَمَّارَةٌ: نفس امارہ (برائی کی طرف آمادہ ہونے والا نہیں)، اَسْتَخْلِصْهُ: میں اس کو خالص کروں گا، لَدَيْنَا: ہمارے ہاں، مَكِيْنٌ: مرتبہ والا، اِجْعَلْنِيْ: مقرر کردے مجھے، يَتَبَوَّاُ: وہ جگہ پکڑتا تھا، نُصِيْبُ: ہم پہنچادیتے ہیں۔

اہم نکات: ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ یہ کس کا مقولہ ہے؟

یہ قول کس کا مقولہ ہے اس میں دو تفسیریں ہیں معالم التنزیل ابن کثیر وغیرہ سب میں ملے گا۔

(اوّل) ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ بیان اس عورت کا تھا کہ میں یہ اس لئے کہتی ہوں لِيَعْلَمَ تاکہ میرا خاوند جان لے کہ بے شک میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو کامیاب نہیں کرتا، ہاں میں اپنے نفس کو بری بھی قرار نہیں دیتی میں نے چھیڑ چھاڑ ضرور کی ہے نفس امارہ ایسا نفس جو برائی کا حکم کرتا ہے لیکن عین بدی کا فعل میں نے نہیں کیا۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقولہ ہے فرمایا کہ میں اس لئے تحقیق کروانا چاہتا ہوں تاکہ عزیز مصر جان لیں کہ اس کی غیر حاضری میں میں نے کوئی خیانت نہیں کی باقی میں اپنی نفس کی صفائی نہیں بیان کرتا اس

لئے کہ نفس امارہ بالسوء ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یعنی میں پیغمبر ہوں اور عصمت پیغمبر کا خاصہ لازمہ ہے۔

تفسیری نکات: بادشاہ کی عورتوں سے تفتیش:

قَالَ بادشاہ نے ان عورتوں کو کہا مَا خَطْبُكُنَّ تمہارا کیا معاملہ تھا اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ جب تم نے مطالبہ کیا یوسف (علیہ السلام) سے اس کی خواہش کے بارے میں۔ وہ قصہ کیا ہے مجھے کچھ سنا دو قُلْنَ ان عورتوں نے کہا جنہوں نے دعوت کھائی تھی حَاشَ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ ہم نہیں جانتیں یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں کوئی برائی، ہمارے علم میں ان کی کوئی بھی برائی نہیں ہے۔

عزیز مصر کی بیوی کا اعتراف:

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ عزیز مصر قطفیر کی بیوی نے کہا الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اب حق ظاہر ہو چکا ہے بات کھل گئی ہے اَنَا رَاوَدْتُّهٗ میں نے یوسف علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا عَنْ نَّفْسِهٖ ان کی خواہش کے بارے میں مگر سراسر یہ قصور میرا تھا۔ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور بیشک وہ البتہ سچوں میں سے ہے ان کا کوئی قصور نہیں ہے اب معاملہ بالکل واضح اور صاف ہو گیا ہے۔ کیونکہ دعوت میں شریک عورتوں نے بھی بیان دے دیا یوسف علیہ السلام کی صفائی کا اور زلیخا نے بھی اپنے مجرم ہونے کا اقرار کر لیا۔

آنے والی دو آیات کی دو تفاسیر:

آیت نمبر ۵۲ اور آیت نمبر ۵۳ کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے دو تفاسیر بیان کی ہیں:

(اوّل) کہ یہ بیان زلیخا کا ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ ذٰلِكَ یہ بات میں نے اس لیے کہی ہے کہ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ تاکہ میرا خاوند جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی یعنی جو عین برائی کا فعل تھا وہ میں نے نہیں کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ نہیں کامیاب کرتا خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو لیکن وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اور میں نہیں بری قرار دیتی اپنے نفس کو کہ شرارت تو میری تھی لیکن عین فعل نہیں ہوا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس بہت حکم دیتا ہے برائی کا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے وہی بچ سکتا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب یہ بیان زلیخا کا ہو اور یہ بھی صحیح ہے۔

(دوم) یہ کہ یہ بیان یوسف علیہ السلام کا ہو تو پھر مطلب اس طرح کا ہوگا کہ یہ بات میں نے کیوں کی ہے کہ عورتوں سے پوچھو۔ ذٰلِكَ یہ بات میں نے اس لیے کی ہے لِيَعْلَمَ تاکہ عزیز مصر جان لے "اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ" بیشک میں نے خیانت نہیں کی اس کی غیر حاضری میں اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا

خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اور باقی میں اپنے نفس کی صفائی بھی بیان نہیں کرتا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس بہت حکم دیتا ہے برائی کا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ مگر جس پر میرا رب مہربانی فرمائے۔ اہل حق اہل سنت والجماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو ہمیشہ ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک میرا ربّ بخشنے والا مہربان ہے۔

بادشاہ کا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے خزانوں کا نگران بنانا:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اور کہا بادشاہ نے لاؤ ان کو تم میرے پاس سیدھا کہ رہائی کے بعد ادھر ادھر نہ جائیں تاکہ میں ان کی زیارت کرلوں دیکھ لوں اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ خالص کرلونگا میں ان کو اپنی جان کے لیے۔ اس لیے رہائی دلاتا ہوں کہ اتنا نیک اور دیانت دار آدمی ہے اس سے فائدہ تو اٹھانا چاہیے فَلَمَّا كَلَّمَهٗ پس جب بادشاہ نے گفتگو کی یوسف (علیہ السلام) کیساتھ توقَالَ کہا اس نے اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ بیشک آج کے دن سے آپ ہمارے پاس عزت والے اور امانت والے ہو۔ ہم آپ کی امانت ودیانت کو سمجھ گئے ہیں کہ عین شباب ہو اور عورت خود دروازے بند کر کے برائی کی دعوت دے اور آدمی اس حالت میں کہے معاذ اللہ۔

قَالَ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ مجھے مقرر کردو زمین کے خزانوں پر یعنی وزیر خزانہ بنادو۔ آج تو زراعت کیساتھ صنعت کا زمانہ ہے۔ اس وقت کارخانے وغیرہ نہیں ہوتے تھے صرف زمین کی پیداوار ہوتی تھی مطلب یہ ہے میں زمین کی نگرانی کرونگا جو فصل ہوگی اس کی حفاظت کرونگا اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ بیشک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔ بیشک میں حفاظت بھی کرونگا اور اس فن کو جانتا بھی ہوں اصل مسئلہ تو سارا کمائی کے سات سال ہیں اور پھر وہ سات سال ہیں جن میں قحط سالی ہونی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا کاروبار مملکت سنبھالنا:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ اور اسی طرح ہم نے قدرت دی یوسف (علیہ السلام) کو فِي الْاَرْضِ ۚ زمین میں مصر کے ملک میں يَتَبَوَّاُ مِنْهَا ٹھکانہ بناتے تھے اس زمین میں حَيْثُ يَشَآءُ ؕ جہاں چاہتے تھے۔ مصر کے سولہ سترہ صوبے ہیں۔ آج اس صوبے میں کل اس صوبے میں پرسوں کسی اور صوبے کی نگرانی کے لیے جاتے تھے دیکھتے کہ کاشت کیسی ہورہی ہے کس طرح فصلیں بوئی جارہی ہیں کس طرح سنبھالتے ہیں، نگرانی کرتے تھے نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں، ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کا۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ اجر آخرت کا بہت ہی بہتر ہے۔ دیکھو قرآن کریم میں یہ مضمون صاف درج ہے کہ وہ شخص بھی نیکی کریگا اس کو دنیا میں بھی بدلہ ملے گا اور آخرت میں بھی بدلہ ہوگا

اور آخرت کا بدلہ بہت بہتر ہوگا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کے لیے جو مومن ہیں وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ اور تھے وہ پرہیز گار۔ تو ان کو ضرور اجر ملے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ

اور آئے یوسف (علیہ السلام) کے بھائی پس وہ ان کے پاس داخل ہوئے تو یوسف (علیہ السلام) نے ان کو پہچان لیا اور وہ بھائی ان کو نہ

مُنْكِرُوْنَ ﴿58﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ

پہچان سکے۔ اور جب ان کو تیار کیا ان کے سامان کیساتھ فرمایا لانا میرے پاس اپنے بھائی کو جو تمہارے باپ کی طرف سے

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿59﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ

ہے کیا تم نہیں دیکھتے بیشک میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں بہترین میزبانی کرنے والا ہوں۔ پس اگر تم نہ لائے اس کو میرے

فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿60﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ

پاس پس نہیں ہوگا اناج تمہارے لیے میرے پاس اور میرے قریب بھی نہ آنا۔ انہوں نے کہا بتا کید ہم مطالبہ کریں گے

عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿61﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ

اس کے بارے میں اس کے والد سے اور بیشک البتہ یہ کام کریں گے۔ اور کہا یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوجوانوں سے رکھ دو ان

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿62﴾

کا سامان ان کے سامانوں میں شاید کہ وہ اس کو پہچان لیں جب کہ لوٹیں گے وہ اپنے گھر کے افراد کی طرف تاکہ وہ واپس لوٹ آئیں

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ

پس جب وہ لوٹے اپنے باپ کی طرف کہنے لگے اے ہمارے ابا جان روک دیا گیا ہم سے اناج پس بھیج دیں ہمارے ساتھ

اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿63﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ

ہمارے بھائی کو ہم اناج لائیں گے اور بیشک ہم اس کی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں۔ فرمایا یعقوب (علیہ السلام) نے میں نہیں

عَلَیْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ

اعتبار کرتا تمہارا اس کے بارے میں مگر جیسا کہ میں نے اعتبار کیا تھا تمہارا اس کے بھائی کے بارے میں اس سے پہلے پس اللہ تعالیٰ

خَیْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿64﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا

ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ اور جب کھولا انہوں نے اپنے سامان کو پایا انہوں نے اپنی

بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

پونجی کو لوٹا دی گئی ہے ان کی طرف کہنے لگے اے ہمارے ابا جان ہم کیا چاہتے ہیں یہ ہماری پونجی ہے لوٹا دی گئی ہے

اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ

ہماری طرف اور ہم اناج لائیں گے اپنے گھر والوں کے لیے اور ہم حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی اور ہم زیادہ لائیں گے

ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

ایک اونٹ کا بوجھ یہ بوجھ تو بہت تھوڑا ہے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا ہرگز نہیں بھیجوں گا تمہارے ساتھ یہاں تک کہ تم دو گے

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ

مجھے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہ البتہ تم ضرور لاؤ گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ تم سب کو گھیر لیا جائے پس جب دیا انہوں نے اپنے

مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

باپ کو وعدہ اپنا فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں نگہبان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَعَرَفَهُمْ: (تو) اس نے پہچان لیا، مُنْكِرُوْنَ: اجنبی، جَهَّزَهُمْ: اس نے تیار کر دیا ان کو، جَهَازِهِمْ: سامان ان کا، اُوْفِيْ: میں پورا دیتا ہوں، اَلْمُنْزِلِيْنَ: مہمان نوازی کرنے والے، لَا تَقْرَبُوْنِ: تم قریب نہ آؤ میرے، سَنُرَاوِدُ: ہم پھیرنے کی کوشش کریں گے، اَبَاهُ: اس کا باپ، لَفَاعِلُوْنَ: ضرور کرنے والے ہیں، لِفِتْيٰنِهِ: اپنے خدمت گاروں سے، بِضَاعَتَهُمْ: ان کی پونجی، رِحَالِهِمْ: ان کے سامان، يَعْرِفُوْنَهَاۤ: وہ پہچان لیں گے اسے، اَهْلِهِمْ: ان کے گھر والے، اَبِيْهِمْ: ان کا باپ، مُنِعَ: روک لیا گیا، اَخَانَا: ہمارا بھائی، نَكْتَلْ: ہم بھر کر غلہ لائیں، اٰمَنُكُمْ: میں اعتبار کر لوں تم پر، اَمِنْتُكُمْ: میں نے اعتماد کیا تھا تم پر، حٰفِظًا: نگہبان، فَتَحُوْا: انہوں نے کھولا، مَتَاعَهُمْ: اپنا سامان، رُدَّتْ: لوٹا دی گئی، (مَا) نَبْغِيْ: ہم (کیا) چاہتے ہیں، بِضَاعَتُنَا: ہماری پونجی، نَمِيْرُ: ہم غلہ لائیں گے، اَهْلَنَا: ہمارے گھر والے، نَحْفَظُ: ہم حفاظت کریں گے، نَزْدَادُ: ہم زیادہ لیں گے، بَعِيْرٍ: اونٹ، يَسِيْرٌ: بہت آسان، لَنْ اُرْسِلَهٗ: میں (ہرگز نہیں) بھیجوں گا اسے، تُؤْتُوْنِ: تم دیدو مجھے، مَوْثِقًا: مضبوط عہد، لَتَاْتُنَّنِيْ (بِهٖ): البتہ تم میرے پاس پہنچا دو گے اسے، (اَنْ) يُّحَاطَ (بِكُمْ): (یہ کہ تم) گھیر لیے جاؤ، اٰتَوْهُ: انہوں نے دیا اس کو، مَوْثِقَهُمْ: ان کا عہد۔

اہم نکات: اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کی دو تفاسیر:

اس کی دو وجہیں تفسیروں میں لکھی گئی ہیں، تفسیر کبیر وغیرہ میں اس کی ایک وجہ یہ لکھتے ہیں کہ جس وقت وہ اپنا سامان

کھولیں گے تو اس میں رقم بھی ہوگی تو ظاہر بات ہے کہ رقم نہ تو وہ کھائیں گے اور نہ یعقوب علیہ السلام ان کو کھانے دیں گے اور ان کو کہیں گے کہ رقم واپس لوٹا دو اور جب رقم واپس لوٹائیں گے تو بھائی کو بھی ساتھ لے آئیں گے۔

اور دوسری وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ یہ غریب لوگ تھے اور ممکن ہے کہ اتنی رقم جلدی جلدی اس زمانے میں مہیا نہ ہو سکے اب جس وقت یہ رقم دیکھیں گے تو خوش ہو جائیں گے کہ ہمیں غلہ اور اناج بھی مل گیا اور رقم بھی واپس آ گئی تو چلو ہم دوبارہ جا کر اناج لاتے ہیں۔

ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ کی تفسیر:

اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک مطلب یہ ہے کہ پہلا جو اناج وغیرہ ہم لائے ہیں وہ کتنے دِنوں تک رہے گا لازمی بات ہے کہ آخر کار ختم ہو جائے گا اور ہے بھی وہ تو تھوڑا سا ہی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ ایک اونٹ کا بوجھ آسان ہے وہاں دینے میں کوئی دِقت پیش نہیں آتی۔

یہ دو تفسیریں اس لفظ ''یسیر'' کے معنی کی وجہ سے ہیں ایک معنی کم کے ہیں دوسرا معنی آسان کے۔

تفسیری نکات: بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا:

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ اخوة اخ کی جمع ہے بمعنی بھائی اخوۃ کا معنی ہے بہت سارے بھائی۔ معنی ہوگا اور آئے یوسف (علیہ السلام) کے بھائی فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ پس وہ ان کے پاس داخل ہوئے دفتر میں فَعَرَفَهُمْ پس یوسف (علیہ السلام) نے ان کو پہچان لیا وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ اور وہ بھائی ان کو نہ پہچان سکے۔ بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچاننے کے متعلق دو وجہ تفاسیر میں لکھی گئی ہیں:

① بھائی بڑی عمروں کے تھے اور بڑی عمر والوں کا حلیہ کم ہی بدلتا ہے۔ جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈالا گیا تو ان کی داڑھی بھی پوری نہ آئی تھی اور اب پوری داڑھی تھی اس وجہ سے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔

② دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ محکمہ مال میں باقاعدہ نام، ولدیت اور پتہ وغیرہ پوچھا جاتا تھا اس کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے کوائف سے ان کے متعلق آگاہی ہوئی۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ اور جب ان کو تیار کیا بِجَهَازِهِمْ ان کے سامان کیساتھ اور رخصت کیا قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ فرمایا آئندہ آؤ گے تو اپنے بھائی کو بھی میرے پاس لانا جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ انہوں نے بتلایا تھا کہ ہمارا ایک اور بھائی بھی ہے اس کو باپ نے نہیں آنے دیا اَلَا تَرَوْنَ کیا تم دیکھتے نہیں اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ بیشک میں پورا ماپ کر دیتا ہوں وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اور میں بہترین میزبانی کرنے والا ہوں۔ مُنْزِلٌ کا معنی ہوتا ہے میزبان، میں میزبانوں میں سے بہترین میزبان ہوں تم نے میری میزبانی کا اندازہ لگا لیا ہوگا آئندہ اس کو بھی ساتھ لیکر

آنا۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ پس اگر تم نہ لاؤ گے اس کو میرے پاس فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ پس نہیں ہوگا اناج تمہارے لیے میرے پاس، تمہیں بھی دانے نہیں ملیں گے وَلَا تَقْرَبُوْنِ اور میرے قریب بھی نہ آنا۔ قَالُوْا بھائیوں نے کہا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ بتاکید ہم مطالبہ کریں گے اس کے بارے میں اس کے والد سے، ہم ساتھ لانے کے لیے ابا جان سے ضرور مطالبہ کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ اور بیشک البتہ یہ کام ہم کریں گے۔

وَقَالَ اور فرمایا یوسف علیہ السلام نے لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا اپنے نوجوانوں سے جو خادم تھے رکھ دو بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ ان کا سامان ان کے سامانوں میں۔ بِضَاعَۃٌ کا معنی سرمایہ، پونجی، رقم، راس المال، تو فرمایا کہ ان دس آدمیوں سے ہم نے رقم نہیں لینی پہلے وہ رقم انہوں نے گن کر ان سے وصول کی پھر خادموں کو حکم دیا کہ خاموشی کیساتھ ان کے سامان میں رکھ دینا کہ ان کو پتہ نہ چلے لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ شاید کہ وہ اپنے اس سرمائے کو پہچان لیں اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ جب کہ لوٹیں گے وہ اپنے گھر والوں کی طرف لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ واپس لوٹ آئیں۔

بھائیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ بھیجنے کا کہنا:

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ پس جب وہ لوٹے اپنے باپ کی طرف۔ دس بھائی اپنے باپ حضرت یعقوب (علیہ السلام) کے پاس واپس آئے قَالُوْا يٰٓاَبَانَا کہنے لگے اے ہمارے ابا جان! مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ کیل کا لفظی معنی ہے پیمانے میں ماپنا، اور یہاں وہ چیز مراد ہے جو پیمانے میں آئے گی دانے وغیرہ۔ معنی ہوگا روک دیا گیا ہم سے اناج، ہمیں دانے ماپ کر نہیں ملیں گے فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا پس آپ بھیج دیں ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو نَكْتَلْ ہم اناج لائیں گے یعنی دانے ماپ کر لائیں گے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور بیشک ہم اس کے البتہ حفاظت کرنے والے ہیں نگران ہیں۔

قَالَ فرمایا یعقوب (علیہ السلام) هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ میں نہیں اعتبار کرتا تم پر اس بنیامین کے بارے میں اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مگر جیسا کہ میں نے اعتبار کیا تھا تمہارا اس کے بھائی یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ اس وقت بھی تم نے " اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ " کہا تھا۔ تمہاری حفاظت مجھے معلوم ہے تم کیا حفاظت کرو گے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ پس اللہ تعالیٰ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

برادران یوسف کو اپنے سامان میں رقم کا واپس مل جانا:

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ اور جب کھولا انہوں نے اپنے سامان کو، دانوں کی بوریاں کھولیں وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ پایا انہوں نے اپنی پونجی اور سرمائے کو رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ لوٹا دی گئی ہے ان کی طرف وہ رقم کا تھیلہ درمیان سے نکل آیا قَالُوْا

خوشی کیساتھ کہنے لگے یٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ اے ہمارے ابا جان ! ہم کیا چاہتے ہیں اور ہمیں کیا چاہیے پیسے بھی آ گئے اور دانے بھی آ گئے ھٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا ۚ یہ ہمارا سرمایہ، پونجی اور رقم لوٹا دی گئی ہے ہماری طرف وَنَمِیْرُ اَهْلَنَا میرۃ میم مکسور کیساتھ بمعنی خوراک کے ہے۔ معنی ہوگا اور ہم اناج لائیں گے خوراک لائیں گے اپنے گھر کے افراد کے لیے وَنَحْفَظُ اَخَانَا اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے وَنَزْدَادُ کَیْلَ بَعِیْرٍ ؕ اور ہم زیادہ لائیں گے ایک اونٹ کا بوجھ۔ پہلے ہم دس تھے انہوں نے دس اونٹوں پر دانے رکھ کر دیئے اب ہم گیارہ ہوں گے تو ہمیں وہ گیارہ اونٹوں پر اناج دیں گے ذٰلِكَ كَیْلٌ یَّسِیْرٌ یہ بوجھ تو بہت تھوڑا ہے۔ یہ ایک اونٹ کا بوجھ دینا عزیز مصر کے لیے بہت آسان ہے وہ بڑا سخت آدمی ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اباجی! اگر ہم دس اونٹوں کا بوجھ لاتے ہیں تو یہ تو تھوڑا سا ہے یہ کتنے دن رہے گا۔ مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) کے اہل خانہ سب چھوٹے بڑے ملا کے تین سو نوے (۳۹۰) افراد تھے بڑا خاندان تھا پھر ہوں بھی سارے کھانے پینے والے تو خرچے کا اندازہ تم خود لگا لو اس لئے تم اس کو ضرور بھیجو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بنیامین سے متعلق بھائیوں سے عہد لینا:

قَالَ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ موثق کا معنی وثیقہ، اعتماد، وعدہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ تم دو گے مجھے وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر میرے ساتھ تم عہد و پیمان کرو لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ البتہ تم ضرور لاؤ گے اس کو میرے پاس کوئی مکر اور حیلہ نہیں کرو گے کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ۚ مگر یہ کہ تم سب کو گھیر لیا جائے تم سب کسی گرفت میں آ جاؤ پھر سمجھیں گے کہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر خود تم تو صحیح سلامت واپس آ جاؤ اور اس کو تم ادھر ادھر کرو تو پھر تو تمہاری ہی شرارت سمجھی جائیگی فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ پس جب دیا انہوں نے اپنے باپ کو وعدہ اپنا اباجان! ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتے ہیں ہم ان شاء اللہ العزیز بھائی کی حفاظت کریں گے اور اس کو ضرور لائیں گے قَالَ حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا۔ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ اللہ تعالیٰ اس بات پر جو ہم آپس میں وعدہ کر رہے ہیں اُس وعدے اور معاہدے کا نگہبان ہے، گواہ ہے اللہ تعالیٰ کو گواہ سمجھنا اور اپنی طرف سے کوئی شرارت نہ کرنا۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

اور فرمایا یعقوب علیہ السلام نے اے میرے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازے سے اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے اور میں کفایت

وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ

نہیں کر سکتا تم سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شے سے، نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿67﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ

چاہیے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔ اور جس وقت وہ داخل ہوئے جہاں سے حکم دیا تھا ان کے والد نے نہیں تھے

مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ

وہ کہ بچا سکتے ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز سے مگر ایک ارمان تھا یعقوب علیہ السلام کے جی میں جو انہوں نے پورا کیا اور بیشک وہ

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾ ع ۸

علم والے تھے اس وجہ سے کہ ہم نے ان کو سکھایا تھا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُتَفَرِّقَةٍ: جدا جدا، مَآ اُغْنِيْ: میں نہیں ہٹا سکتا، فَلْيَتَوَكَّلِ: چاہیے کہ بھروسہ کرلے، الْمُتَوَكِّلُوْنَ: بھروسہ کرنے والے، اَمَرَهُمْ: اس نے حکم دیا ان کو، اَبُوْهُمْ: ان کا باپ، حَاجَةً: خواہش، قَضٰىهَا: اس نے پورا کیا اسے، عَلَّمْنٰهُ: ہم نے سکھایا اسے۔

اہم نکات:

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

ایک دروازے سے سب کے داخل نہ ہونے میں حکمت:

حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کرنا کہ ایک دروازے سے شہر میں داخل نہ ہونا۔ یہ فرمانے کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

① حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹوں پر نظر کا ڈر تھا کہ جب اکٹھے داخل ہوں گے تو کہیں ان کو نظر نہ لگ جائے اور نظر لگنا حق ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "العین حق" کہ نظر حق ہے۔

② دوسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے یہ نصیحت اس لئے کی تاکہ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے کیونکہ پہلی دفعہ جب عزیز مصر کے پاس گئے تھے تو اس نے ان کی بہت عزت و مدارت کی تھی اور لوگوں نے ان کو دیکھ لیا تھا تو کہیں حسد کی وجہ سے کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے۔

تفسیری نکات: حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹوں کو نصیحت:

وَقَالَ اور فرمایا یعقوب علیہ السلام نے يٰبَنِيَّ اے میرے بیٹو! لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ نہ داخل ہونا ایک دروازے

سے۔ پہلے زمانے میں شہروں کے اردگرد دیوار ہوتی تھی جس کو فصیل اور سور البلد کہتے تھے اس سے داخل ہونے کے مختلف دروازے ہوتے تھے وَّادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ اور داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے ، بکھرے ہوئے دروازوں سے داخل ہونا دو تین بھائی ایک دروازے سے دو تین دوسرے دروازے سے اس طرح بکھر کے جانا اور اے میرے بیٹو! یاد رکھو! وَمَاۤ اُغۡنِىۡ عَنۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ اور میں کفایت نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شے سے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ تعالیٰ کا حکم وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۚ اسی پر میں بھروسہ کرتا ہو وَعَلَيۡهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ اور اسی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس نصیحت میں جو حکمت تھی وہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی نفع نقصان کا مالک ہے:

وَلَمَّا دَخَلُوۡا اور جس وقت وہ داخل ہوئے مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَهُمۡ اَبُوۡهُمۡ ؕ جہاں سے حکم دیا تھا ان کے والد نے کہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا كَانَ يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ نہیں تھے وہ کہ بچا سکتے ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز سے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کفایت نہیں کر سکتے تھے کچھ بھی اِلَّا حَاجَةً فِىۡ نَفۡسِ يَعۡقُوۡبَ قَضٰٮهَا ؕ مگر ایک ارمان اور حاجت تھی ایک ضرورت تھی یعقوب علیہ السلام کے دل میں جو انہوں نے پوری کی اپنا ارمان پورا کیا اپنے باپ ہونے کی حیثیت سے جو بات بہتر تھی وہ ان کو بتلائی باقی اختیار ان کو کچھ نہ تھا۔ پس انہوں نے اپنا فریضہ ادا کیا جو ان کے دل میں بات تھی وہ انہوں نے پوری کی وَاِنَّهٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ اور بیشک یعقوب علیہ السلام علم والے تھے لِّمَا عَلَّمۡنٰهُ اس وجہ سے کہ ہم نے ان کو سکھایا تھا وہ ان چیزوں کو جانتے تھے جن کی ہم نے ان کو تعلیم دی تھی وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اور لیکن اکثر لوگ حقیقت نہیں جانتے حقیقت سے دور ہوتے ہیں۔

وَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰى يُوۡسُفَ اٰوٰٓى اِلَيۡهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىۡۤ اَنَا اَخُوۡكَ فَلَا

اور جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس جگہ دی انہوں نے اپنے پاس اپنے بھائی کو فرمایا بیشک میں تیرا بھائی ہوں پس تو

تَبۡتَٮِٕسۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞ فَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ جَعَلَ السِّقَايَةَ

پریشان نہ ہو اس کارروائی پر جو یہ کرتے تھے۔ پس جب ان کو تیار کیا ان کے سامان کیساتھ رکھ دیا پیمانہ اپنے بھائی کے سامان

فِىۡ رَحۡلِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ ۞ قَالُوۡا وَاَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ

میں پھر اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اے قافلے والو بیشک البتہ تم چور ہو۔ انہوں نے کہا اور وہ متوجہ ہوئے ان پر

مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ

کیا چیز تم گم پاتے ہو۔انہوں نے کہا ہم گم پاتے ہیں بادشاہ کا پیمانہ اور جو خود اس کو لائے گا اس کے لیے ایک بوجھ اونٹ کا ہوگا

وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا

اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔انہوں نے کہا اللہ کی قسم البتہ تحقیق تم جانتے ہو نہیں آئے ہم کہ فساد مچائیں ہم زمین میں اور ہم

سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ

چور نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا، کیا ہوگا اس کا بدلہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے۔انہوں نے کہا اس کا بدلہ جس کے سامان میں وہ

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

چیز پائی گئی وہی اس کا بدلہ ہوگا اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰوٰی: اس نے ٹھکانا دیا، اَخُوْكَ: تیرا بھائی، رَحْلِ: سامان، اَخِيْهِ: اس کے بھائی کا، اَيَّتُهَا: اے، اَلْعِيْرُ: قافلہ، سٰرِقُوْنَ: چوری کرنے والے، اَقْبَلُوْا: وہ سامنے ہوئے، تَفْقِدُوْنَ: تم گم پاتے ہو، نَفْقِدُ: ہم گم پاتے ہیں، صُوَاعَ: پیمانہ، حِمْلُ: بوجھ، لِنُفْسِدَ: تاکہ ہم فساد کریں، سٰرِقِيْنَ: چوری کرنے والے، وُجِدَ: پایا گیا، رَحْلِهٖ: اس کا سامان۔

اہم نکات: ایک اشکال اور اُس کے جوابات:

یہ بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ تھا جو سونے سے بنا ہوا تھا اور موتی اس میں جڑے ہوئے تھے اس کو اناج ماپنے کا آلہ بھی بنایا تھا۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے اور پیغمبر خلاف واقع بات نہیں کرتے، یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ پیالہ خود ہی رکھا تھا اور پھر فرمایا کہ گم ہو گیا ہے اور کہا کہ اے قافلے والو تم ہی چور ہو۔اس کے دو جوابات دیئے گئے ہیں۔

(اوّل): اس کا جواب تفسیر کبیر اور تفسیر قرطبی میں یہ دیا گیا ہے کہ پیالہ رکھا تو یوسف علیہ السلام نے تھا لیکن اعلان یوسف علیہ السلام نے نہیں کیا بلکہ ان کے نگران نے اعلان کیا تھا اور یہ بات واذن موذن میں موذن کو نکرہ لانے سے معلوم ہوتی ہے اور موذن کو اس حقیقت کا علم نہ تھا کہ یوسف علیہ السلام نے پیالہ ان لوگوں کے سامان میں رکھا ہے۔

(دوم): دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر موذن سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہو اور اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ان کا مقولہ ہو۔ تو اس وقت یہ توریہ ہوگا کہ تم نے چوری کی ہے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چرا لیا تھا۔توریہ کا معنی یہ ہے کہ

ایک لفظ کے دو معانی ہوں ایک معنی بعید اور ایک قریب متکلم لفظ بول کر اس کا معنی بعید مراد لے اور سامع اس کا معنی قریب سمجھ لے۔

تفسیری نکات: بھائیوں کا بنیامین کو لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا:

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اور جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ جگہ دی انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس۔

صورت اس کی یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی خاطر تواضع کی اور فرمایا کہ تم دس آدمی پہلے بھی آئے اور شہر کے واقف ہو کئی دن یہاں رہے ہو بازاروں سے بھی واقف ہو باغات کو جانتے ہو تمہیں اجازت ہے چلو پھرو اور بنیامین پاس رہے تو یوسف علیہ السلام ان کیساتھ بے تکلف ہو گئے قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فرمایا بیشک تمہارا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں۔ پھر دونوں بھائی باتیں کرتے تھے بنیامین نے بھی بڑوں کی زیادتیاں بیان کی کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ کیا اور وہ کیا اس کا ذکر ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائی سے کہا فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ پس تم پریشان نہ ہو اس کارروائی پر جو وہ کرتے رہے ہیں اب ان چیزوں کو بھلا دو۔

بنیامین کو روکنے کی تدبیر کرنا:

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ پس جب ان کو تیار کیا ان کے سامان کیساتھ یعنی واپسی کا سامان دانے وغیرہ بوریوں میں ڈال کر اونٹوں پر لدوائے تو جَعَلَ السِّقَایَةَ سقایۃ کا لفظی معنی ہے وہ پیالہ جس کیساتھ پانی پلایا جائے۔

رکھ دیا پیمانہ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ اپنے بھائی کے سامان میں، ان سے نظر بچا کر بوری میں رکھ دیا ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے نہ بڑوں کو نہ چھوٹوں کو اسی طرح نوکروں میں سے بھی کسی کو علم نہیں ہے۔ جس وقت تیار ہو کر جانے لگے ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پھر اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اے قافلے والو اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ بیشک تم چور ہو۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا قَالُوْا کہا انہوں نے وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ اور وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ کیا چیز تم گم پاتے ہو۔ ہمیں چور کہتے ہو کیا چیز تمہاری گم ہوگئی ہے قَالُوْا انہوں نے کہا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ ہم گم پاتے ہیں بادشاہ کا پیمانہ جس کیساتھ ہم دانے ماپ کر دیتے ہیں وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ اور جو خود اس کو لائے گا اس کے لیے ایک بوجھ اونٹ کا ہوگا انعام کے طور پر وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ اور میں اعلان کرنے والا اس کا ذمہ دار ہوں۔

قَالُوْا انہوں نے کہا تَاللّٰهِ اللہ کی قسم! حرف 'تِ' اور 'واؤ' اور 'ب' قسم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ واللہ، باللہ، تاللہ، سب قسمیں ہیں۔ لَقَدْ عَلِمْتُمْ البتہ تحقیق تم جانتے ہو مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ نہیں آئے ہم کہ فساد مچائیں زمین میں یہ چوری بھی فساد ہے جس طرح جھوٹ اور فریب فساد ہے ان چیزوں سے زمین میں فساد پھیلتا ہے وَمَا كُنَّا

سٰرِقِیْنَ اور ہم چور نہیں ہیں۔ اور اس بات میں وہ سچے تھے کیونکہ وہ تو اناج لینے کے لیے آئے تھے چوری جھگڑا فتنہ فساد تو ان کا مقصد نہیں تھا قَالُوْا انہوں نے کہا جو سرکاری دفتر کے ملازم تھے فَمَا جَزَآؤُهٗٓ کیا ہوگا بدلہ اس کا یعنی چور کا اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے قَالُوْا انہوں نے کہا جَزَآؤُهٗ اس کا بدلہ ہے مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ جس کے سامان میں وہ چوری کا مال پایا جائے فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ پس وہی اس کا بدلہ ہے كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو اپنی شریعت میں۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ

پس ابتدا کی (یوسف علیہ السلام نے تلاشی لینے کی) ان کے سامان سے اپنے بھائی کے سامان سے پہلے، پھر نکالا اس پیالے کو

اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ

اپنے بھائی کے سامان سے، اسی طرح ہم نے تدبیر بتلائی یوسف علیہ السلام کو نہیں تھے وہ کہ لیتے اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے قانون

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾

میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں اور ہر علم والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا

بھائیوں نے کہا اگر چوری کی ہے اس نے پس تحقیق چوری کی ہے اس کے بھائی نے اس سے پہلے، پس پوشیدہ رکھا اس بات کو

یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں اور ظاہر نہ کیا ان کے سامنے فرمایا تم برے ہو درجے کے لحاظ سے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ

جو کچھ تم بیان کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے اے عزیز (مصر کے وزیر اعظم) بیشک ان کا باپ بہت بوڑھا ہے پس لے لے ہم میں

اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ

سے ایک کو اس کی جگہ بیشک ہم دیکھتے ہیں آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے یہ کہ ہم لیں گے مگر اسی

وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع ۱۱/۲

کو کہ پایا ہے ہم نے اپنا سامان اس کے پاس بیشک ہم اس وقت زیادتی کرنے والے ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَبَدَاَ: (پس) اس نے شروع کیا، اَوْعِیَتِهِمْ: ان کے برتن، اِسْتَخْرَجَهَا: اس نے نکال لیا اسے، وِعَآءِ: برتن،

کِدْنَا: ہم نے خفیہ تدبیر کی، یَسْرِقْ: اس نے چوری کی ہوگی، سَرَقَ: اس نے چوری کی، اَسَرَّھَا: اس نے آہستہ سے کہا اسے، لَمْ یُبْدِھَا: اس نے ظاہر نہ کیا اسے، اَبًا: باپ، اَحَدَنَا: ہم میں سے ایک، اَنْ نَّاْخُذَ: یہ کہ ہم پکڑ لیں۔

اہم نکات: بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کی ترکیب:

کَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ حضرت یوسف علیہ السلام نے چور کی سزا ان سے اس لئے کہلوائی کہ حضرت یوسفؑ کو اپنا بھائی ساتھ رکھنا مقصود تھا اور اس ملک کے قانون کے مطابق چور کو اپنے پاس قید نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس کو اپنے پاس قید رکھنا خود حضرت یعقوب علیہ السلام کے قانون اور شریعت میں تھا کہ جس نے چوری کی اس کو قید کر لیا جاتا تھا۔

وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ کی دو تفاسیر:

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ ہر عالم سے اوپر دوسرا بڑا عالم موجود ہے۔

اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر علم والے پر سب سے بڑی علیم ذات اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

حضرت یوسف پر بھائیوں کا چوری کا الزام:

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ یہ چوری کونسی تھی؟ اس کے بارے میں کئی واقعات تفسیروں میں نقل کئے گئے ہیں ایک یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نانا مشرک تھا اور اس کے گھر میں سونے کا ایک بت تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو توڑ دیا تو آپ پر الزام لگایا گیا کہ آپ نے چوری کی ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک فقیر گھر میں آیا اس نے سوال کیا حضرت یوسفؑ نے گھر میں ایک مرغی تھی وہ اس فقیر کو دے دی اس پر بھائیوں نے مشہور کر دیا کہ یوسف علیہ السلام نے چوری کی۔

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا

تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام نے زبان سے یہ بات کہہ دی کہ گھر کی بات ادھر بیان کرتے ہو کہ اس کا بھائی بھی چور تھا اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ تم کو اپنی چوری نظر نہیں آتی کہ یوسف علیہ السلام کو چرایا تھا۔

تفسیری نکات: بھائیوں کے سامان کی تلاشی:

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ اوعیہ وعاء کی جمع ہے جس کا معنی سامان۔ پس ابتدا کی یوسف علیہ السلام نے تلاشی لینے کی ان کے سامان سے یعنی پہلے بھائیوں کی بوریاں کھولیں قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ اپنے بھائی کے سامان سے پہلے ان میں پیمانہ نہیں تھا پھر حقیقی بھائی کی تلاشی لی ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ پھر نکالا اس پیمانے کو اپنے بھائی کے سامان سے، بھائی کی

بوری کھولی تو اس سے پیمانہ نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ اسی طرح ہم نے تدبیر بتلائی یوسف (علیہ السلام) کو۔ یہ حیلہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے بتلایا کیوں مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ نہیں تھے وہ کہ لیتے اپنے بھائی کو فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اس بادشاہ کے قانون میں۔ مصر کے بادشاہ ریان بن ولید کے قانون میں وہ بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے کہ مصر والوں کا قانون یہ تھا کہ چور نے جتنی چوری کی ہے اس سے ڈبل قیمت اس پر ڈال دیتے یا مارتے پیٹتے تھے رکھ نہیں سکتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں جتنی چوری ہوتی تھی اس کے مطابق اتنی دیر غلام بنا کر رکھتے تھے اور یوسف علیہ السلام کا مقصد بھی بھائی کو اپنے پاس رکھنا تھا اس لیے یہ حیلہ کیا گیا۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے مطابق بھائی دلوا دیا نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ اور ہر علم والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے۔ ایک سے دوسرا زیادہ جاننے والا اور علم رکھنے والا ہے تیسرا اس سے زیادہ جاننے والا اور علم رکھنے والا ہے چوتھا اس سے زیادہ جاننے والا اور علم رکھنے والا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ہر جاننے والے سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اس کا علم سب پر حاوی اور محیط ہے۔ جب بنیامین کے سامان سے پیالہ نکل آیا قَالُوْٓا بھائی کہنے لگے اِنْ يَّسْرِقْ اگر اس بنیامین نے چوری کی ہے فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ پس تحقیق چوری کی اس کے بھائی نے مِنْ قَبْلُ ۚ اس سے پہلے۔ بھائی سے مراد یوسف علیہ السلام ہیں کہ ان کا دودھ ہی چوروں کا ہے کیونکہ ان کی والدہ علیحدہ تھی اور دوسروں کی والدہ علیحدہ تھی۔ وہ بھائی یوسف علیہ السلام کی کون سی چوری بیان کر رہے تھے تفسیروں میں دو تین باتیں آتی ہیں۔ جو ہم اوپر اہم نکات میں لکھ آئے ہیں۔

بھائیوں کا بنیامین کو چھڑانے کے لیے منت سماجت کرنا:

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ پس پوشیدہ رکھا یوسف علیہ السلام نے اس مقولے کو اپنے دل میں کسی سے بحث نہیں کی کہ تم کیا کہتے ہو اور میں نے کیا چوری کی ہے وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ اور ظاہر نہیں کیا ان کے سامنے ابھی ان کے سامنے کھلے نہیں (اپنا حال ظاہر نہیں کیا کہ میں یوسف علیہ السلام ہوں) اگلے دو رکوع آئیں گے ان میں کھلیں گے کہ میں کون ہوں اور تم کون ہو۔ قَالَ فرمایا اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ تم برے ہو درجے کے لحاظ سے۔ تم نے گھر کی باتیں یہاں شروع کر دی ہیں یہ باتیں گھر جا کے کرنا ہمارے ساتھ پیالے کی بات کرو۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو قَالُوْا وہ کہنے لگے يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اے عزیز مصر! یہ اس لیے کہا کہ اس وقت ان کا عہدہ وزیر اعظم کا تھا اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا بیشک اس بنیامین کے والد بہت بوڑھا ہیں فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ پس لے لے ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ اور اس کو چھوڑ دے اس کیساتھ والد کا بڑا پیار ہے اگر یہ نہ گیا تو والد کو بڑا صدمہ ہو گا اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم آپ کو دیکھتے ہیں نیکی کرنے والوں میں سے قَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی پناہ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ یہ کہ ہم لیں گے مگر اس کو کہ پایا ہے ہم نے اپنا سامان اس کے پاس۔ یہاں دیکھو چوری کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ وَجَدْنَا فرمایا کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے جس کے پاس ہمارا پیالہ تھا اسی کو رکھیں گے دوسروں کو نہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے اور کوئی پیشکش نہ کرو اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ بیشک اس وقت ہم زیادتی کرنے والے ہوں گے جب اس کی بجائے کسی اور کو رکھیں گے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی لہٰذا ایسا نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا اسْتَيْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا

پس جس وقت وہ ناامید ہو گئے اس سے تو الگ ہوئے مشورہ کرتے ہوئے تو کہا ان میں سے بڑے نے کیا تم نہیں جانتے

اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِىْ يُوْسُفَ ۚ

بیشک تمہارے والد نے تحقیق لیا تھا تمہارے سے وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اور اس سے پہلے جو کوتاہی کی تم نے یوسف علیہ السلام کے

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِىْٓ اَبِىْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِىْ ۚ

بارے میں پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گے اس زمین سے یہاں تک کہ مجھے اجازت دے میرا والد یا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے کوئی

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿80﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ

میرے لیے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ لوٹو تم اپنے والد کی طرف پس کہو اے ہمارے ابا جان بیشک آپ کے

ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿81﴾

بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نہیں گواہی دیتے مگر اس چیز کی جو ہم جانتے ہیں اور نہیں ہیں ہم غیب کی چیزوں کی حفاظت کرنے والے

وَسْــَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِىْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِىْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿82﴾

اور آپ پوچھ لیں اس شہر سے جس میں ہم تھے اور قافلے والوں سے جس میں ہم واپس آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بلکہ بنایا ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک معاملہ پس صبر ہی اچھا ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ

اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿83﴾

لے آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا بیشک وہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اسْتَيْـَٔسُوْا: وہ نا اُمید ہو گئے، خَلَصُوْا: وہ الگ ہوئے، نَجِيًّا: چپکے سے مشورہ کرنے والے کَبِيْرُهُمْ: ان کا بڑا، اَبَاكُمْ: تمہارا باپ، فَرَّطْتُّمْ: تم نے کوتاہی کی، (لَنْ) اَبْرَحَ: میں (ہرگز نہیں) چھوڑوں گا، يَاْذَنَ: وہ اجازت دے، اَبِيْٓ: میرا باپ، اِرْجِعُوْٓا: تم لوٹ جاؤ، اِبْنَكَ: تیرا بیٹا، حٰفِظِيْنَ: حفاظت کرنے والے، اَقْبَلْنَا: ہم آئے، يَاْتِيَنِيْ: وہ لے آئے۔

تفسیری نکات: بھائیوں کا آپس میں مشورہ کرنا:

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا پس جس وقت نا امید ہو گئے یوسف (علیہ السلام) کے بھائی اس بات سے کہ بنیامین کو نہیں چھوڑا جائے گا اور وہ اب ہمارے ساتھ نہیں جائیگا اور انہوں نے اس کو نہیں چھوڑنا، یہ بھی صحیح ہے اور ہٗ ضمیر کا مرجع عزیز مصر کو بھی بنایا گیا ہے کہ جس وقت وہ بھائی نا امید ہو گئے عزیز مصر سے کہ انہوں نے اب ہمارا آدمی نہیں دینا۔ دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔ مِنْهُ خَلَصُوْا کا معنی ہے تنہائی میں چلے گئے نَجِيًّا ۭ سرگوشی کے لیے۔ ان کے دفتر سے باہر نکل کر مشورہ کرنے لگے کہ اب ہم کیا کریں قَالَ كَبِيْرُهُمْ کہا ان بھائیوں میں سے بڑے نے۔ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا کیا تم نہیں جانتے اَنَّ اَبَاكُمْ بیشک تمہارے والد نے قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ تحقیق لیا تھا تمہارے سے مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وعدہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، کہ تم بنیامین کو بحفاظت واپس لاؤ گے وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ اور اس بنیامین سے پہلے جو کوتاہی تم نے یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں کی تھی وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا اس زمین مصر سے اس کو نہیں چھوڑوں گا حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ یہاں تک کہ مجھے اجازت دے میرا والد، میری آنکھیں ابا جان کا سامنا نہیں کر سکتی جب تک وہ مجھ خصوصی حکم نہ دیں کہ اب تم جاؤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ یا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے کوئی میرے لیے کہ وہ مجھے وفات دیگا اور میں یہی مروں گا یا اللہ تعالیٰ کوئی صورت ایسی پیدا کر دے کہ میں بھائی کو ساتھ لیکر آؤں اس حالت میں کہ بغیر بنیامین کے واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہوں وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے میرے بھائیو! اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ لوٹو تم اپنے والد کی طرف تم نے جانا ہے جاؤ۔

بھائیوں کا جا کر بنیامین سے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتانا:

فَقُوْلُوْا پس کہو تم ابا جان کو يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ اے ہمارے ابا جان! بیشک آپ کے بیٹے بنیامین نے چوری کی ہے اس لیے اس کو وہاں روک لیا گیا ہے اور ہماری شریعت کے مطابق اس کو غلام بنا لیا گیا ہے وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا اور ہم نہیں گواہی دیتے مگر اس چیز کی جو ہم جانتے ہیں ہمارے علم میں یہی ہے اس کے سامان میں سے سونے

کا بڑا وزنی پیالہ نکلا تھا اور اس میں موتی جڑے ہوئے تھے وہ سرکاری پیالہ تھا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ اور نہیں ہیں ہم غیب کی چیزوں کی حفاظت کرنے والے ہماری غیر حاضری میں اس نے یہ پیالہ اپنے سامان میں رکھا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہمیں غیب کا علم ہوتا تو ہم پہلے سے ہی جان لیتے کہ اس طرح ہماری بھائی کو روکا جائے گا تو ہم یہاں سے اس کو لے کر ہی نہ جاتے غیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہم دیانتداری سے کہتے ہیں کہ ہم اسے بڑے اخلاص کیساتھ لے گئے تھے ہماری طرف سے کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ قریہ کا معنی بستی اور شہر آتا ہے آپ پوچھ لیں اس شہر سے الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا جس میں ہم تھے اس کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنا آدمی بھیجیں جو مصر میں جا کر جو وہاں سے آٹھ دس دن کی مسافت پر تھا وہ وہاں جا کر مصر والوں سے دریافت کریں کہ یہ معاملہ کیا تھا اگر آپ کو ہماری بات پر یقین نہیں آتا تو شہر والوں سے پوچھ لیں اور ابا جان وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ اور قافلے والوں سے جس میں ہم واپس آئے ہیں۔ عیر اس قافلے کو کہتے ہیں جو خوراک دانے لیکر آئے۔ یہ کنعانیوں کا قافلہ کافی بڑا تھا ان کو بھی سارا قصہ معلوم ہے ان سے پوچھ لو کہ واقعی بات اسی طرح ہے یا نہیں وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں۔ اس واقعہ میں وہ سچے تھے لیکن یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فرمایا تم سچے نہیں ہو بلکہ بنایا ہے تمہارے لئے تمہارے نفسوں نے ایک معاملہ، شرارت کی ہے تماری جانوں نے کسی معاملہ میں۔

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ پس صبر ہی اچھا ہے اب میں صبر ہی کرونگا عَسَى اللّٰهُ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ لے آئے ان سب کو میرے پاس اکٹھا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ بیشک وہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے وہی سب کچھ جانتا ہے وہی سب کچھ کرتا ہے۔

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ

اور پھرے (یعقوب علیہ السلام) بیٹوں کے پاس سے اور فرمایا اے افسوس! یوسف علیہ السلام پر آپ نہیں باز آتے، ذکر کرتے رہیں گے

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى

اور سفید ہو گئیں تھیں ان کی آنکھیں غم کی وجہ سے، پس ان کا سانس رکتا تھا۔ بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم یوسف (علیہ السلام) کا یہاں تک

تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ

کہ آپ گھل جائیں گے یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے۔ فرمایا پختہ بات ہے کہ میں شکایت کرتا ہوں اپنی

وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ يٰبَنِيَّ

پریشانی کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔ اے میرے بیٹو!

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ

جاؤ پس تلاش کرو تم یوسف علیہ السلام کو اور اس کے بھائی کو اور نا امید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بیشک شان یہ ہے کہ نا امید نہیں

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا

ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر وہ لوگ جو کفر کرنے والے ہیں۔ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام پر کہنے لگے اے عزیز مصر

وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ

پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف اور ہم لائے ہیں کھوٹا سرمایہ پس پورا پورا ماپ کر دیدو ہمیں اناج اور صدقہ کرو ہم

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

پر بیشک اللہ تعالیٰ بدلہ دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسَفٰى: افسوس، عَيْنٰهُ: اس کی آنکھیں، اَلْحُزْنِ: غم، كَظِيْمٌ: سخت غمگین، تَفْتَؤُا: تو ہمیشہ رہے گا، تَذْكُرُ: تو یاد کرے گا، حَرَضًا: گھل جانے والا، اَلْهٰلِكِيْنَ: ہلاک ہونے والے، اَشْكُوْا: میں شکایت کرتا ہوں، بَثِّيْ: میری تکلیف، حُزْنِيْٓ: میرا غم، اذْهَبُوْا: جاؤ، فَتَحَسَّسُوْا: (پس) تم تلاش کرو، لَا تَايْـَٔسُوْا: نا اُمید نہ ہو، لَا يَايْـَٔسُ: مایوس نہیں ہوتا، رَّوْحِ: رحمت، مَسَّنَا: آ پڑا ہم پر، مُّزْجٰىةٍ: ناقص، اَوْفِ: تو پورا دے، تَصَدَّقْ: تو صدقہ کر، اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ: صدقہ کرنے والے۔

تفسیری نکات: حضرت یعقوب علیہ السلام کا آہ وزاری کرنا:

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ اور یعقوب (علیہ السلام) بیٹوں کے پاس سے پھرے ان سے اعراض کیا ان کی باتیں سن کر تسلی نہ ہوئی، منہ دوسری طرف پھیر لیا وَقَالَ اور فرمایا يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ اے افسوس! یوسف (علیہ السلام) پر۔ انسان کا مزاج اور طبیعت ہے کہ جب کوئی نیا صدمہ پیش آئے تو پہلا صدمہ بھی اس کو یاد آ جاتا ہے۔ اب بنیامین کی جدائی کے صدمے سے یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ بھی تازہ ہو گیا۔

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ اور سفید ہو گئیں تھیں ان کی آنکھیں غم کی وجہ سے۔ آنکھوں میں جو کالی پتلی ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے روشنی رکھی ہے جس وقت یہ سفید ہو جائے تو پھر آنکھ کی روشنی کم ہو جاتی ہے ان کی دونوں آنکھوں کی سیاہی سفید ہو گئی تھی۔ فَهُوَ كَظِيْمٌ پس ان کا سانس رکتا تھا، دم گھٹتا تھا۔ جب آدمی پریشان ہو تو سانس جلدی لیتا ہے اس کا سانس اندر رکتا ہے، بیٹوں، پوتوں اور پڑپوتوں نے جب یہ حالت دیکھی قَالُوْا کہنے لگے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم تَفْتَؤُا

آپ باز نہیں آتے ہیں تَذۡکُرُ یُوۡسُفَ ذکر کرتے رہیں گے۔ یوسف (علیہ السلام) کا حَتّٰی تَکُوۡنَ حَرَضًا یہاں تک کہ آپ اس غم میں گھل جائیں گے۔ اور گھلتے گھلتے ختم ہو جائیں گے اَوۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِکِیۡنَ یا ہو جائیں گے ہلاک ہونے والوں میں سے، اب اس کا ذکر چھوڑ اور قَالَ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا اِنَّمَاۤ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ میں شکایت کرتا ہوں اپنی پریشانی کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف، میں اپنے رب کے سامنے شکوہ کرتا ہوں تمہیں تو کوئی تکلیف نہیں ہے تکلیف تو مجھے ہے۔ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو یوسف علیہ السلام و بنیامین کی تلاش کا کہنا:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یٰبَنِیَّ اذۡهَبُوۡا اے میرے بیٹو! جاؤ فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَاَخِیۡهِ پس تلاش کرو تم یوسف (علیہ السلام) کو اور ان کے بھائی کو۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مجمع بنایا ہے کہ اس میں یوسف (علیہ السلام) ہیں اور بنیامین اور روبیل بھی ہیں یہودا بھی ہیں تم سارے بھائی جمع ہو وَلَا تَایۡئَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اور ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اِنَّهٗ لَا یَایۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ بیشک شان یہ ہے کہ ناامید نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں۔

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا:

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡهِ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف (علیہ السلام) کے پاس قَالُوۡا کہنے لگے یٰۤاَیُّهَا الۡعَزِیۡزُ اے عزیز مصر! مَسَّنَا وَاَهۡلَنَا الضُّرُّ پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے گھر کے افراد کو تکلیف کہ بھوکے مر رہے ہیں وَجِئۡنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ اور ہم لائے ہیں کھوٹا سرمایہ، پیسے ان کے پاس کھوٹے تھے صحیح نہیں تھے فَاَوۡفِ لَنَا الۡکَیۡلَ پس پورا پورا ماپ کر دے دو ہمیں اناج وَتَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اور صدقہ کر ہم پر ہمیں کچھ صدقہ خیرات بھی دو۔ اِنَّ اللّٰهَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ بدلہ دیتا ہے صدقہ کرنے والوں کو۔

قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِیُوۡسُفَ وَاَخِیۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوۡۤا ءَاِنَّکَ

فرمایا یوسف علیہ السلام نے کیا تم جانتے ہو کیا کیا تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کیساتھ جب تم بیخبر تھے۔ وہ کہنے لگے کیا بیشک

لَاَنۡتَ یُوۡسُفُ ؕ قَالَ اَنَا یُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِیۡ ۫ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّهٗ

آپ یوسف علیہ السلام ہیں فرمایا میں یوسف علیہ السلام ہوں اور یہ میرا بھائی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا بیشک شان یہ ہے

مَنۡ یَّتَّقِ وَیَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ

کہ جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے پس بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا۔ کہنے لگے اللہ کی قسم البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ

اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ

نے آپ کو ترجیح دی ہے ہم پر اور بیشک ہم البتہ خطا کار تھے ۔ فرمایا یوسف علیہ السلام نے نہیں ملامت تم پر آج کے دن کچھ،

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى

معاف کریگا اللہ تعالیٰ تمہیں اور وہ سب سے بڑھ کر شفقت کرنے والا ہے لے جاؤ ۔ میری یہ قمیص پس ڈالو تم اس کرتے

وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

کو میرے باپ کے چہرے پر وہ آئیں گے دیکھتے ہوئے اور لاؤ تم میرے پاس اپنے گھر کے سب افراد کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَعَلْتُمْ: تم نے کیا، جٰهِلُوْنَ: بے سمجھ، يَصْبِرْ: وہ (جو) صبر کرتا ہے، اٰثَرَكَ: اس نے تجھے ترجیح دی، تَثْرِيْبَ: الزام، بِقَمِيْصِيْ: میرا کرتہ، اَهْلِكُمْ: تمہارے گھر والے۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کا حقیقت بتلانا:

قَالَ فرمایا یوسف علیہ السلام نے هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ کیا تم جانتے ہو کیا کیا تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی بنیامین رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی والدہ ایک تھی اور باقی بھائی علیحدہ ماؤں سے تھے۔ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ جب تم بیخبر تھے حقیقت سے قَالُوْٓا بھائی کہنے لگے ءَاِنَّكَ کیا بے شک آپ ہی لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ البتہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ وہ قرائن اور شواہد سے سمجھ گئے کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں قَالَ اَنَا يُوْسُفُ فرمایا ہاں میں یوسف علیہ السلام ہوں وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ بیشک شان یہ ہے کہ جو ڈرتا ہے اور بچتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اور صبر کرتا ہے تکالیف اور مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ پس بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا ۔قَالُوْا بھائیوں نے کہا تَاللّٰهِ اللہ کی قسم لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترجیح دی ہے ہم پر۔ وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ اور بیشک ہم البتہ خطا کار تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کو معاف کر دینا:

قَالَ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ کوئی ملامت نہیں تم پر آج کے دن۔ کوئی زجر و توبیخ نہیں ہے يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اور وہ سب سے بڑھ کر شفقت کرنے والا ہے۔ فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا لے جاؤ میری یہ

قمیص فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ پس ڈالو تم اس کرتے کو میرے باپ کے چہرے پر غم کی وجہ سے رو رو کر آنکھیں سفید ہو گئی ہیں نظر کمزور پڑ گئی ہے یَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وہ آئیں گے دیکھتے ہوئے فضل و کرم سے ان کی بینائی آجائے گی یہ معجزہ ہے وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور لاؤ تم میرے پاس اپنے گھر کے سب افراد کو۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

اور جب جدا ہوا قافلہ کہا ان کے والد نے بیشک میں البتہ پاتا ہوں یوسف علیہ السلام کی خوشبو اگر تم مجھے بوڑھا بے عقل نہ کہو۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى

کہنے لگے اللہ کی قسم بیشک آپ پرانی خطا میں مبتلا ہیں۔ پس جس وقت آیا خوشخبری سنانے والا ڈالا اس کرتے کو اپنے والد کے

وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

چہرے پر پس وہ لوٹ آئے بینا ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں بیشک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا

کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے۔ کہنے لگے اے ہمارے ابا جان معافی مانگیے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی بیشک ہم قصور

خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

وار اور خطا کار ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا عنقریب میں بخشش مانگوں گا تمہارے لیے اپنے رب سے بیشک اللہ تعالیٰ

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ

ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس تو انہوں نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور

ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

فرمایا داخل ہو مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو امن میں رہو گے۔ اور بلند کیا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور گر پڑے ان کے سامنے سجدہ

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ

کرتے ہوئے اور کہا یوسف علیہ السلام نے اے میرے ابا جان یہ ہے تعبیر میرے خواب کی جو اس سے پہلے میں نے دیکھا تھا

وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ

بیشک بنایا ہے اس کو میرے پروردگار نے سچا اور تحقیق اس نے احسان کیا میرے ساتھ جس وقت نکالا مجھے قید خانے سے

وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ط

اور لایا وہ آپ (لوگوں کو) دیہات سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال دیا شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان

مشکل الفاظ کے معانی:

فَصَلَتِ: جدا ہوا (قافلہ)، تُفَنِّدُوْنِ: تم بہکا ہوا سمجھتے ہو مجھے، ضَلٰلِكَ: تیری اپنی غلطی، اَلْقَدِيْمِ: پرانی، اَلْقٰهُ: اس نے ڈالا اسے، فَارْتَدَّ: (پس) وہ ہوگیا، اَسْتَغْفِرُ: میں استغفار کروں گا، اٰمِنِيْنَ: امن والے، خَرُّوْا: وہ گر گئے، جَعَلَهَا: اس نے کر دیا اسے، اَخْرَجَنِيْ: اس نے نکالا مجھے، اَلْبَدْوِ: گاؤں، نَزَغَ: جھگڑا ڈال دیا، اِخْوَتِيْ: میرے بھائی۔

اہم نکات: حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی وقت دعا کی:

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ایک تفسیر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ سحری کے وقت یعنی تہجد کے وقت اے میرے بیٹوں میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد تھا کہ جمعہ کے دن دعا اور استغفار کروں گا۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں وقت دعا کی قبولیت کے ہیں۔

اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ شہر سے باہر ان کے لئے جگہ بنائی اَبَوَيْهِ سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی سوتیلی ماں جن کا نام لیّہ تھا اور آپ کی سگی ماں کا نام راعیل تھا۔

سجدہ تعظیمی کب تک جائز تھا؟

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اس کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے بہت سی تفسیریں کی ہیں اور جواب دیئے ہیں لیکن میرے نزدیک سب سے اچھا جواب وہ ہے جو ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا اور سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تک جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں ناجائز ہے۔

تفسیری نکات: یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام کو آنا:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ عیر اس قافلے کو کہتے ہیں جو خوراک پہنچاتا ہے۔ اور جب جدا ہوا قافلہ خوراک لے کر مصر سے قَالَ اَبُوْهُمْ کہا ان کے والد یعقوب علیہ السلام نے اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ بیشک میں البتہ پاتا ہوں یوسف علیہ السلام کی خوشبو۔ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ تو فرمایا کہ اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے قَالُوْا گھر والے کہنے لگے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ بیشک آپ پرانی خطا میں مبتلا ہیں یوسف علیہ السلام آپ کو بھولتے ہی نہیں

ہے یوسف علیہ السلام کہاں ہے کم از کم چالیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے کیونکہ مستدرک حاکم وغیرہ میں اسی سال کی روایت بھی موجود ہے لیکن چالیس سال کا عرصہ بھی کوئی کم نہیں ہے انسان کی پوری زندگی ہے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ پس جس وقت آیا خوشخبری سنانے والا یہودا یہ وہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تھا تو بکری کا بچہ ذبح کر کے اس سے کرتا خون آلود کر کے اباجی کے پاس لایا تھا کہ اباجی دیکھو یہ کرتا خون آلود ہے آپ کے بیٹے کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور خوشخبری سنانے والا مصر سے کرتا لے کر آنے والا بھی یہی یہودا ہے اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ ڈالا اس کرتے کو اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ پس وہ لوٹ آئے بینا ہو کر اللہ تعالیٰ نے بینائی واپس کر دی قَالَ فرمایا اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بیشک میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جو تم نہیں جانتے۔ تفصیلات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا مگر اجمالی طور پر مجھے یہ امید تھی کہ کوئی وقت آئیگا کہ ہم سب اکٹھے ہوں گے۔

بیٹوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے اعتراف حقیقت:

قَالُوْا بیٹوں نے کہا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اے ہمارے اباجان ہمارے لیے معافی مانگیے ہمارے گناہوں کی اپنے رب سے اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ بیشک ہم قصوروار اور خطاکار تھے کہ ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو کنویں میں گرایا تھا ہماری شرارت تھی قَالَ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ عنقریب میں معافی مانگوں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

خواب کی تعبیر کا سامنے آنا:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ پس جب وہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام کے پاس اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ ٹھکانہ دیا انہوں نے اپنے پاس اپنے والدین کو عقیدت، احترام اور محبت کے ساتھ ملے اور کہا کہ یہاں آرام کرو وَقَالَ اور فرمایا ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ داخل ہو مصر میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو امن میں رہو گے۔ مصر سے باہر دو تین میل پر جو جگہ بنائی تھی یہاں پر آرام کر لو پھر مصر کے اندر داخل ہونگے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ اور بلند کیا اپنے ماں باپ کو تخت پر، جو بڑا تخت تھا اس پر والدین کو بٹھایا وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ اور سب گر پڑے یوسف (علیہ السلام) کو سجدہ کرتے ہوئے وَقَالَ یوسف علیہ السلام نے فرمایا يٰٓاَبَتِ اے اباجان هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو اس سے پہلے میں نے بچپن میں دیکھا تھا کہ سورج چاند یعنی والدین اور گیارہ ستارے یعنی بھائی سب نے مجھے سجدہ کیا ہے۔

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ بے شک بنایا ہے اس خواب کو میرے پروردگار نے سچا وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اور تحقیق اس نے احسان کیا میرے ساتھ اچھا سلوک فرمایا اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ جس وقت نکالا اس نے مجھے قید خانے سے، قید خانے کا ذکر کیا اور کنویں کا ذکر نہ کیا تا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں حالانکہ اصل بات تو کنویں کی تھی وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

اور لایا وہ تمہیں دیہات سے شہر میں مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بعد اس کے کہ شیطان نے اختلاف اور پھوٹ ڈال دی بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ بیشک میرا رب باریک بین ہے اس کے کام نہایت باریکی کیساتھ ہوتے ہیں لِّمَا يَشَآءُ ؕ جو چاہے، اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

اے میرے رب تحقیق تو نے عطا کیا مجھے ملک اور تعلیم دی مجھے خوابوں کی تعبیر کی اے بے نمونہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

اور زمینوں کے آپ میرے آقا ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وفات دیں مجھے اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں اور ملا

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا

دے مجھے نیک لوگوں کیساتھ۔ یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم وحی کرتے ہیں اس کی آپ ﷺ کی طرف اور نہیں تھے

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ

آپ ﷺ ان کے پاس جب انہوں نے اتفاق کر لیا اپنے معاملہ میں اور وہ تدبیر کر رہے تھے۔ اور نہیں ہیں اکثر لوگ،

وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ

اور اگرچہ آپ ﷺ حرص کریں ایمان لانے والے۔ اور نہیں آپ ﷺ ان سے مانگتے اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۱

یہ قرآن مگر نصیحت جہان والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰتَيْتَنِيْ: تو نے دی مجھے، عَلَّمْتَنِيْ تو نے مجھے سکھایا، تَوَفَّنِيْ تو مجھے موت دے، اَلْحِقْنِيْ: مجھے ملا دے، (لَوْ) حَرَصْتَ: اگر تو زیادہ چاہے، (مَا) تَسْـَٔلُهُمْ تو ان سے (نہیں) مانگتا۔

تفسیری نکات: حضرت یوسف علیہ السلام کی اللہ کے حضور دعا:

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ اے میرے ربّ! تحقیق تو نے عطا کیا مجھے ملک۔ ایک زمانہ تھا یوسف علیہ السلام مصر میں غلام کی حیثیت سے فروخت ہو رہے تھے اور خریدے گئے پھر ایک وقت آیا کہ سات سال یا بارہ سال جیل میں رہے پھر وزیر خزانہ بنائے گئے پھر وزیر اعظم بنا دیئے گئے۔ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ اور تعلیم دی مجھے خوابوں کی تعبیر کی۔ وہ اپنے دور میں خوابوں کی تعبیر کے امام اور ماہر تھے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ فاطر کا معنی ہے بغیر نمونے

کے پیدا کرنا۔ اے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والے۔ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تو میرا آقا ہے کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وفات دیں مجھے اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اور ملا دے مجھے نیک لوگوں کے ساتھ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ یہ واقعہ جو بیان کیا گیا ہے یہ غیب کی خبروں میں سے ہے نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کرتے ہیں۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نہیں تھے اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اجماع اور اتفاق کرلیا اپنے معاملہ میں وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ اور وہ مکر کر رہے تھے تدبیر کر رہے تھے کہ ہم یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیں گے اور بعد ازاں قافلے والوں کے ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کر دیں گے۔ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ اور نہیں ہیں اکثر لوگ وَلَوْ حَرَصْتَ اور اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرص کریں بِمُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے۔ اکثریت ہمیشہ کافروں کی رہی ہے۔ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور نہیں مانگتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تبلیغ پر کوئی اجرت کسی پیغمبر نے تبلیغ پر معاوضہ طلب نہیں کیا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے یہ قرآن کریم مگر نصیحت والی کتاب ہے جہان والوں کے لیے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور کتنی ہی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں اور وہ ان سے اعراض کرتے ہیں

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ

اور نہیں ایمان لاتے ان کے اکثر اللہ تعالیٰ پر مگر وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیا پس وہ امن میں ہیں اس سے کہ آئے

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

ان کے پاس ڈھانپ لینے والی اللہ کے عذاب سے یا آجائے ان کے پاس قیامت اچانک اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے میں دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت پر ہوں میں اور وہ لوگ بھی جو میری

اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

پیروی کرتے ہیں اور پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے۔ اور نہیں بھیجے ہم نے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مگر مرد، وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف بستیوں کے رہنے والے تھے کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

میں پس دیکھتے کیسا انجام تھا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے اور البتہ گھر آخرت کا بہت بہتر ہے

لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَمُرُّوْنَ: وہ گزرتے ہیں، غَاشِيَةٌ: ہر طرف گھیرنے والی آفت، اَدْعُوْٓا: میں بلاتا ہوں، بَصِيْرَةٍ: سمجھ بوجھ، مَنِ اتَّبَعَنِيْ: جس نے میری پیروی کی، سُبْحٰنَ: پاک ہے، نُوْحِيْٓ: ہم وحی بھیجتے ہیں، لَمْ يَسِيْرُوْا: انہوں نے سیر (نہیں) کی۔

ربط:

یہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ جو انہوں نے پوچھا تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا "لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ" آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی صرف یہ واقعہ تو نہیں ہے؟
بلکہ فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ الخ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بے شمار ہیں آسمانوں میں سورج دیکھو، چاند دیکھو، ستارے دیکھو، آسمان کی بلندی دیکھو، زمین دیکھو، پہاڑ دیکھو وغیرہ۔

اہم نکات:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

نبوت کے لئے مرد کا ہونا ضروری ہے:

اہل حق کا یہ مسلک ہے کہ جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں سب مرد تھے، عورتیں نہیں اور حکمت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مرد کو پیغمبر بنا کر بھیجا جائے اور اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔
اس لئے کہ نبی من اشراف القوم ہوتا ہے، عورت نبی ہوتی تو اشراف القوم سے ہوتی، حسن و جمال وغیرہ اللہ تعالیٰ نے خوب دیا ہوتا ہے، اس لیے کہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے خوبصورت اور کامل بناتے ہیں اب لوگ اس عورت نبیہ کے گرد جمع ہوتے تو کفار اور منکرین کہہ سکتے تھے کہ لوگ اس کے گرد اسلئے جمع ہیں کہ خوبصورت عورت ہے، نیز نبی کا یہ کام ہوتا ہے کہ دن کو بھی تبلیغ کرے رات کو بھی کرے نیکوں کے پاس بھی جائے بروں کے پاس بھی، تو عورت تو یہ کام نہیں کر سکتی۔
بعض حضرات نے کہا کہ عورت نبی ہو سکتی ہے، وہ ان آیات سے استدلال کرتے ہیں کہ جن میں ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام کی طرف وحی کی۔ اس وحی سے وہ یہ سمجھے کہ ان کو نبوت ملی حالانکہ یہ غلط فہمی کا شکار ہوئے

ہیں یہ وحی، وحی نبوت نہیں تھی۔

تفسیری نکات: عقل والوں کے لیے ہر چیز میں اللہ کی نشانیاں ہیں:

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اور کتنی ہی نشانیاں ہیں فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ آسمان کی بلندی خود نشانی ہے کہ کتنا بلند ہے اور نیچے کوئی ستون نہیں دیوار نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ پھر اس آسمان میں سورج چاند ستارے نظر آتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور زمین میں دیکھو کسی جگہ میدان ہے کسی جگہ پہاڑ ہیں کسی جگہ حیوانات ہیں چرند ہیں پرند ہیں حشرات الارض ہیں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اگر کوئی ماننا چاہے تو بڑی نشانیاں ہیں اور اگر ہٹ دھرمی پر آ کر نہ مانے تو کچھ بھی نہیں ہے يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا جن نشانیوں پر یہ لوگ گزرتے ہیں کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے حالانکہ ایک ایک نشانی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل موجود ہے وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ اور وہ ان سے اعراض کرتے ہیں توجہ نہیں کرتے انسان وہ ہے جو ہر چیز کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل سمجھے اور اللہ تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا سمجھے وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اور نہیں ایمان لاتے ان کے اکثر اللہ تعالیٰ پر اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ مگر وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔

اللہ کا عذاب نافرمانوں کو کسی بھی شکل میں پکڑ سکتا ہے:

اَفَاَمِنُوۡۤا کیا پس وہ امن میں ہیں اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ غَاشِيَةٌ مِّنۡ عَذَابِ اللّٰهِ اس سے کہ آئے ان کے پاس ڈھانپ لینے والی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، طوفان کی شکل میں، ہوا کی شکل میں، زلزلے کی شکل میں، ایسا عذاب آئے جو ان کو ڈھانپ لے ان پر چھا جائے کیا یہ لوگ اس سے امن میں ہیں اَوۡ تَاۡتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً یا آ جائے ان کے پاس قیامت اچانک کہ اس سے امن میں ہیں وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ان کو شعور بھی نہ ہو لہٰذا ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید بھی نہیں ہونا چاہیے۔

دین کی دعوت دینا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہے:

قُلۡ آپ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ یہ میرا راستہ ہے اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ میں دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا میرا راستہ ہے۔ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ بصیرت کہتے ہیں دل کی بینائی کو اور بصارت کہتے ہیں آنکھوں کی بینائی کو تو معنی ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت پر ہوں اَنَا میں بھی وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ اور وہ لوگ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ تمام کے تمام بصیرت پر ہیں وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سب عیبوں اور نقائص سے وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے، میں تو شرک کو ختم کرنے اور مٹانے کے لیے آیا ہوں۔

اللہ کے نبی مرد ہی ہوئے ہیں عورت نہیں ہوئی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مگر مرد وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف کہ لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دو۔ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ بستیوں کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین میں فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ پس دیکھتے کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس اتنی موٹی موٹی باتیں بھی تم نہیں سمجھتے۔ اللہ کرے تمہیں سمجھ آجائے اور ان پر عمل کرو۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ

یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے پیغمبر اور خیال کیا لوگوں نے کہ تحقیق وہ جھٹلائے گئے ہیں تو آگئی ان کے پاس ہماری مدد

فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ

پس نجات دی گئی ان لوگوں کو جن کو ہم نے چاہا اور نہیں لوٹایا جاتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے۔ البتہ تحقیق ان کے واقعات میں

عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ

عبرت تھی عقل مندوں کے لیے اور نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو گھڑی گئی ہو اور لیکن تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے

الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

پہلے ہو چکی ہیں اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اسْتَيْئَسَ: مایوس ہو گیا، كُذِبُوْا: ان سے جھوٹ بولا گیا، فَنُجِّيَ: (پس) نجات دی گئی، قَصَصِهِمْ: ان کے واقعات۔

ربط:

سابقہ آیات میں گزرا کہ اللہ نے فرمانوں کو سزا دی ہے تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو۔ یہاں بیان ہے کہ اللہ کی مدد جب آتی ہے تو پیغمبروں اور ان کے تابعداروں کی مدد اور نصرت ہوتی ہے اور مجرموں کو نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے۔

اہم نکات: حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ کی تفسیر:

حَتّٰٓى اگر ابتدائیہ ہوتو ماقبل سے اس کا تعلق نہیں ہوگا، حَتّٰٓى غائیہ ہوتو اس کا ماقبل سے تعلق ہوگا، حتیٰ اگر غائیہ ہوتو معنی ہوگا کہ وہ پیغمبران سے باتیں کرتے رہے تبلیغ کرتے رہے حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ (حتیٰ کہ پیغمبران سے ناامید ہو گئے) ابتدائیہ ہوتو اس کا ماقبل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا اور معنی ہوگا کہ پہلے تو سن لیا اب آگے سن لو کہ پیغمبر جب ناامید ہوئے اب یہاں ایک طویل بحث ہے۔ عروۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ یہ لفظ کَذَّبُوْا ہے یا کُذِبُوا تو فرمانے لگی کہ یہ قرات ہے کُذِّبوا کی اور قراءات سبعہ میں سے بعض قراء نے کذّبوا پڑھا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ پیغمبروں نے خیال کیا کہ تحقیق سے ان کی تکذیب کی گئی ہے تو یہ معنی ٹھیک ہے کیونکہ پیغمبروں کی تکذیب کی گئی ہے۔ اب اگر کذّبوا کی قرات ہے تو ظنّوا کا کیا معنی کیونکہ تکذیب تو یقینا ہوئی ہے تو فرمانے لگی کہ بیٹا ظن کا معنی استیقنوا ہے، ظن اضداد میں سے ہے یقین کے معنی میں بھی آتا ہے، گمان کے معنی میں بھی آتا ہے تو معنی یہ ہوا کہ پیغمبروں نے یقین کرلیا کہ بیشک ان کی تکذیب کی گئی، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے خالہ جی کہ اگر کذبوا ہوتو پھر کیا تفسیر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کُذِبُوْا کی ضمیر رُسُلُ کی طرف راجع ہوگی کہ پیغمبروں نے خیال کیا کہ اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ان کے جو دشمن اور مخالفین ہیں ان کی طرف سے جھوٹ بولا گیا۔

یہاں ایک بات سمجھیں کہ کذبوا کی قرأت میں معنی ہوگا کہ پیغمبروں نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا تھا تو پیغمبر کیسے گمان کریں گے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا تھا۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ كُذِبُوْا اللہ کے رسولوں کی طرف سے ہے۔ یہ خیال کیا پیغمبروں نے اِنَّهُمْ کہ ان اتباع کرنے والوں نے لَمْ يَكُوْنُوْا صٰدِقِيْنَ کہ یہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اپنے ایمان کے دعویٰ میں سچے نہ تھے اس لئے مدد نہ آئی تفسیر بیضاوی، روح لمعانی، تفسیر کبیر، الجر المحیط، قرطبی وغیرہ میں اس سے بھی سہل تفسیر ہے۔ وہ یہ ہے کہ ظنّوا کی ضمیر پیغمبروں کی طرف نہ لوٹاؤ بلکہ اس سے پہلے مجرموں کا ذکر ہے۔ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو ظَنُّوْا کی ضمیر ان مجرموں کی طرف لوٹاؤ۔ معنی یہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ ناامید ہو گئے رسل ان کے ایمان لانے سے اور ان نافرمانوں نے خیال کیا کہ ان پیغمبروں سے جو وعدہ نصرت کا کیا گیا تھا وہ جھوٹا تھا۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي ھم کی ضمیر کس طرف جاتی ہے۔ اس میں دو تفسیریں ہیں روح المعانی، کبیر وغیرہ میں آپ کو ملیں گی، ایک یہ کہ اس کی ضمیر قریب میں جو پیغمبروں کا ذکر تھا، ان کی طرف راجع ہے دوسری تفسیر یہ ہے کہ ھم کی ضمیر یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی طرف راجع ہے۔

تفسیری نکات: جب پیغمبر قوموں سے نااُمید ہو گئے:

حَتّٰٓی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے پیغمبر قوم سے کہ یہ حق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ وَظَنُّوۡٓا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا ظنوا کی ضمیر کس طرف لوٹ رہی ہے؟ اس کا مرجع کیا ہے؟ اس کے متعلق کافی تفسیریں ہیں اور احادیث میں بھی بہت کچھ آتا ہے۔ آسان بات یہ ہے کہ اس سے پہلے یہ جملہ موجود ہے " كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ " کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ تو " اَلَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ " میں جن لوگوں کا ذکر ہے ظنوا کی ضمیر ان کی طرف لوٹتی ہے۔ تو معنی ہوگا کہ ان کافروں نے مجرموں نے خیال کیا " اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا " تحقیق وہ پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں پیغمبروں کیساتھ جھوٹ بولا گیا ہے کہ یہ کہتے تھے کہ مدد آئے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مدد نہیں آئی۔ جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا ۙ آ گئی ان کے پاس ہماری مدد تاخیر سے آئی مگر آئی ضرور فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ پس نجات دی گئی ان لوگوں کو جن کو ہم نے چاہا کن کو اللہ تعالیٰ نے چاہا جو فرمانبردار تھے نافرمان عذاب میں مبتلا ہوئے۔

تو فرمایا نجات دی گئی جن کو ہم نے چاہا وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اور نہیں لوٹایا جاتا ہمارا عذاب مجرم قوم سے۔ جس وقت مجرم قوم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آتی ہے سزا آتی ہے تو اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

قرآن میں بیان ہونے والے قصص عقل مندوں کے لیے سامانِ عبرت ہیں:

لَقَدۡ كَانَ فِیۡ قَصَصِهِمۡ هُمۡ ضمیر کا مرجع بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ لفظ رسل بتاتے ہیں جو پہلے مذکور ہے۔ معنی ہوگا البتہ تحقیق ان پیغمبروں کے قصوں میں عِبۡرَةٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ؕ عبرت ہے عقل مندوں کے واسطے۔ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰی اور نہیں ہے یہ قرآن پاک ایسی بات جو گھڑی گئی۔ وَلٰكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِیۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ اور لیکن یہ تصدیق کرتا ہے۔ ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں جتنی آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں قرآن پاک سب کی تصدیق کرتا ہے مگر جو اصل کتابیں ہیں ان کی نہ کہ اُن کتابوں کی کہ جو موجودہ دور کی تحریف شدہ ہیں تحریف شدہ کتابوں کا قرآن مصدق نہیں وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَیۡءٍ اور تفصیل ہے ہر چیز کی۔ قرآن پاک میں اصول اور بنیادی باتوں کی تفصیل موجود ہے لیکن جزئیات اور فروعی باتیں احادیث میں موجود ہیں جو عقائد اور قاعدے ہیں اصولی طور پر قرآن نے بیان فرمائے ہیں وَّهُدًی اور نری ہدایت ہے وَّرَحۡمَةً اور رحمت ہے۔ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے ہاں قرآن کی کوئی قدر نہیں ہے ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نعمت ہے اس کی قدر و منزلت کا پتا مرنے کے بعد چلے گا۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام رعد ہے جو کہ ایک فرشتے کا نام ہے یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس کا تیرواں (١٣) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چھیانواں (٩٦) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے پچانوے (٩٥) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی تینتالیس (٤٣) آیات ہیں اور چھ (٦) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

الٓمّٓرٰ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ کی طرف تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بلند کئے آسمان بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو پھر وہ قائم ہے

الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

عرش پر اور اس نے تابع کیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ مدت تک وہ تدبیر کرتا ہے سب کاموں کی

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝٢ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ

تفصیل سے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھو۔ اور وہ ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا

فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ

اور بنائے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ اور نہریں اور ہر قسم کے پھل بنائے بنایا ہے اس میں جوڑا جوڑا ڈھانپتا ہے رات کو

النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٣

دن پر بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کیلئے جو فکر کرتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الٓمّٓرٰ: اس کی مراد اللہ کو معلوم ہے، عَمَدٍ: ستون، تَرَوْنَهَا: تم دیکھتے ہو انہیں، سَخَّرَ: تابعدار بنایا، يَجْرِيْ: چلتا ہے، تُوْقِنُوْنَ: تم یقین کرتے ہو، مَدَّ: اس نے پھیلایا، رَوَاسِيَ: پہاڑ، اَنْهٰرًا: نہریں۔

ربط:

آسان ربط یہ ہے کہ سورت یوسف کا اختتام قرآن پر ہوا تھا کہ یہ کتاب تَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ ہے یعنی اس میں شریعت کی تمام باتیں اور راہنما اصول موجود ہیں۔ هُدًى وَّرَحۡمَةً ہے ہدایت اور رحمت ہے اور اس سورۂ رعد کے آغاز میں بھی فرمایا جارہا ہے کہ یہ کتاب ہے آیات والی یعنی تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ۔

اہم نکات:

الٓمّٓرٰ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں اور ہر حرف ایک اسم باری کی طرف مشیر ہے الف سے اللہ، لام سے لطیف، میم سے مالک اور راء سے رحمٰن مراد ہے۔

آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا ہے:

تفاسیر روح المعانی، بیضاوی، مدارک وغیرہ میں اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک یہ ہے کہ آسمان کو رب تعالیٰ نے بغیر ستون کے کھڑا کیا ہے،

دوسری تفسیر یہ بھی آپ کو ملے گی کہ یہ نفی تَرَوۡنَهَا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلند کیا ایسے ستونوں کے ساتھ کہ جن کو تم دیکھ نہیں سکتے ہو ستون تو ہیں لیکن ایسے نورانی ہیں کہ تمہیں نظر نہیں آتے۔ جمہور پہلی تفسیر لیتے ہیں۔

زوجین کا مطلب:

مفسرین کرام اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر ایک گرم ہے تو ساتھ سرد بھی ہے ایک میٹھا ہے تو ساتھ کھٹا بھی ہے۔ اگر ایک چیز سفید ہے تو اس کے مقابلے میں سیاہ بھی ہے۔ آج علم نباتات والوں نے ثابت کردیا کہ پودوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کی نشانیاں:

الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ یہ کتاب کی آیتیں ہیں قرآن پاک کی جو تمہارے سامنے پڑھی جارہی ہے وَالَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ اور وہ چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی ہے مِنۡ رَّبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب کی طرف سے الۡحَقُّ، حق ہے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے قرآن پاک کی شکل میں۔ حدیث پاک کی شکل میں سب حق ہے وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے اَللّٰهُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے بلند کئے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے۔ "عمد عمود" کی جمع ہے "عمد" ستون کو کہتے ہیں۔ تَرَوۡنَهَا جن کو تم دیکھتے ہو۔ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عرش پر مستوی ہے، قائم ہے،

کیسے قائم ہے؟ ہم اس کی حقیقت کو نہیں جانتے حضرت امام مالک رحمہ اللہ چار مشہور مجتہد اماموں میں سے ایک ہیں ان سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ بڑے عالم ہیں اور محدث ہیں، فقیہ ہیں یہ فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرش پر کس طرح قائم ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا بیٹھنا کس طرح ہے؟

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا" الایمان به واجب والکیفیة مجهولة والسوال عنه بدعة "۔اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور کیفیت کا ہمیں علم نہیں ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔" اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع ہے کہ وہ سنتا ہے تو سننے کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کان ہیں معاذ اللہ تعالیٰ کہ ان کے ذریعے سے سنتا ہے جس طرح ہم کانوں کے ذریعے سنتے ہیں حاشا وکلا ایسی بات نہیں ہے بلکہ جو اس ذات کی شان ہے اس طرح سنتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ اور اس نے تابع کیا ہے سورج کو اور چاند دونوں اس کے حکم سے چلتے ہیں كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ مدت تک جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے سورج ایک سال میں اپنا چکر پورا کرتا ہے اور چاند ایک ماہ میں اپنا چکر پورا کرتا ہے یہ قیامت تک اسی طرح چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

تقدیریں اللہ تعالیٰ بناتا ہے:

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کاموں کی تدبیر کرتا ہے، مدبر الامر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے سارے کام وہی کرتا ہے کسی کو بادشاہ بناتا ہے کسی کو فقیر بناتا ہے، کسی کو امیر اور کسی کو غریب بناتا ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے اور کسی کو دیکر چھین لیتا ہے کسی کو بیمار اور کسی کو تندرست کرتا ہے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے ہیں وہی حاجت روا ہے وہی مشکل کشا ہے وہی فریاد رس ہے وہی مدبر الامر ہے۔ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ تفصیل سے اپنی آیات بیان کرتا ہے لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تا کہ تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھو کہ ایک وقت آئے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے نیکی بدی کا ہم سے سوال ہوگا لہٰذا جو نیکی کرنی ہے اب کر لو وہاں کچھ نہیں کر سکو گے بلکہ وہاں تو جواب دہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے مزید دلائل:

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ اور اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا بڑی وسیع زمین بنائی ہے وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھے ہیں وَاَنْهٰرًا ؕ اور نہریں چلائی ہیں وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل بنائے جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ بنایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا کوئی موٹا ہے کوئی چھوٹا ہے کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد ہے یہ پھل آپس میں اضداد ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کیساتھ سب کچھ بنایا ہے اور ہر ایک میں کچھ نہ کچھ فائدہ رکھ دیا ہے يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ ڈھانپتا

ہے رات کو دن پر، دن دن منور ہوتا ہے پھر رات آ کر اس پر چھا جاتی ہے اندھیرا ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ رات کی تاریکی کو کھینچ لیتے ہیں اور دن کی روشنی آ جاتی ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو فکر کرتی ہے۔ جو قوم سمجھنا چاہے اس کیلئے نشانیاں ہیں اور نہ ماننے والے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ

اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہوئے اور باغات ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں

صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ

وہ درخت جن کی دو شاخیں ہیں اور وہ بھی ہیں جن کی شاخیں الگ الگ نہیں ہیں ان کو سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی کے

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

ساتھ اور ہم فضیلت دیتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر کھانے میں بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے

یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ

جو عقل سے کام لیتی ہے اور اگر آپ تعجب کریں پس تعجب ہے ان کی اس بات پر کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے کیا ہم نئی پیدائش

جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ

میں پیدا کئے جائیں گے یہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ اور یہی لوگ ہیں طوق ہونگے انکی گردنوں میں

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ

اور یہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی مانگتے ہیں عذاب راحت سے پہلے

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی

اور تحقیق گذر چکی ہیں ان سے پہلے سزائیں اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بخشش کرنے والا ہے لوگوں کیلئے باوجود ان کے

ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

ظلم کے اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں کیوں نہیں اتاری گئی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے

عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ ع

پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قِطَعٌ: ٹکڑے، مُّتَجٰوِرٰتٌ: ایک دوسرے سے قریب، صِنْوَانٌ: جڑے ہوئے، یُّسْقٰی: سیراب کیا جاتا ہے، نُفَضِّلُ: ہم فضیلت دیتے ہیں، اَلْاُکُلِ: کھانا، مزہ، پھل، میوہ، تَعْجَبْ: (اگر) تو تعجب کرے، تُرٰبًا: مٹی، جَدِیْدٍ: نئی، نئے سرے سے، اَعْنَاقِهِمْ: ان کی گردنیں، یَسْتَعْجِلُوْنَكَ: آپ سے جلدی طلب کرتے ہیں، اَلْمَثُلٰتُ: مثالیں، مُنْذِرٌ: ڈرانے والا، هَادٍ: رہنما۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی خالقیت کا ذکر فرمارہے تھے اور ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی خالقیت اور مالک ارض وسماوات ہونے کا اور جو کچھ اس میں مخلوق ہیں اس کی ملکیت کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔

اہم نکات: صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ سے کیا مراد ہے؟

صِنْوَانٌ اس کھجور کو کہتے ہیں جو نیچے سے تنا ایک ہو اور اوپر جا کر دو ٹہنیاں ہوں اور غَیْرُ صِنْوَانٍ وہ ہے جو ایک ہی تنا ہو اور اوپر تک چلا گیا ہو۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کی تین تفاسیر:

تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی اور تفسیر کمالین کے حوالے سے میں تین تفسیریں عرض کرتا ہوں۔

پہلی تفسیر: آپ ﷺ منذر ہیں اور ہر قوم کو ہدایت دینے والی ذات اللہ کی ہے (اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ)۔

دوسری تفسیر: آپ ﷺ منذر ہیں اور ہر قوم کی طرف راہنما ہم نے بھیجے (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا)۔

تیسری تفسیر: آپ ﷺ منذر ہیں اور قیامت تک ہر قوم کے لئے آپ ﷺ ہی رہنما ہیں اس کا قرینہ (قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا)۔

تفسیری نکات: زمین اور اس سے پیدا ہونے والی اشیاء میں تنوع ہے:

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ کا معنی ہوگا اور زمین میں ٹکڑے ہیں ایک دوسرے کیساتھ ملے جلے ہوئے۔ یہ ٹکڑا اس کیساتھ ملا ہوا ہے وہ اس کیساتھ ملا ہوا ہے پھر ان ٹکڑوں میں قیمت کا بڑا فرق ہے انکی پیداوار میں بھی بڑا فرق ہے۔ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ اور باغات ہیں انگوروں کے "اعناب عنب" کی جمع ہے اور "عنب" کا معنی ہے انگور وَّزَرْعٌ اور کھتیاں ہیں۔ مختلف قسم کی فصلیں زمین میں لگائی جاتی ہیں وَّنَخِیْلٌ نخیل نخلة کی جمع ہے معنی ہوگا اور کھجوریں ہیں کھجوروں کی ہزار ہا اقسام ہیں صِنْوَانٌ صنوان صنو کی جمع ہے "صنو" کا معنی ہے کہ نیچے جڑ تو ایک ہو لیکن اوپر تنے جدا جدا ہوں۔ کھجور کے ایسے درخت بھی ہوتے ہیں کہ نیچے جڑ تو ایک ہوتی ہے اور اوپر تنے جدا جدا ہوتے ہیں وَّغَیْرُ

صِنْوَانٍ اور وہ بھی ہیں جنکے علیحدہ علیحدہ تنے نہیں ہوتے ہیں ایک ہی تنا چلا جاتا ہے اور اس کے اوپر پھل لگتا ہے کھجور کے درختوں کی بیشمار اقسام ہیں ہر قسم کا علیحدہ علیحدہ ذائقہ ہے یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ان کو سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی کیساتھ۔ پانی بھی ایک ہوا بھی ایک اور سورج کی کرنیں بھی سب پر برابر پڑتی ہیں۔

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ اور ہم فضیلت دیتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر کھانے میں۔ ایک کا ذائقہ اور ہے دوسری کا اور ہے تیسری کا اور ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اسی طرح انگوروں میں فرق ہے اور باقی فصلوں میں بھی فرق ہے کوئی زیادہ میٹھی اور کوئی کم، کسی کا دانہ موٹا کسی کا باریک اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں اس قوم کیلئے جو عقل سے کام لیتی ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کو سمجھنا چاہے تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

کفار کے گمراہ نظریے کی تردید اور ایسے نظریے والوں کا انجام:

وَاِنْ تَعْجَبْ اور اے نبی کریم ﷺ اگر آپ ان کی کسی بات پر تعجب کرنا چاہیں فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ تو پس تعجب ہے ان کی اس بات پر۔ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے کیا ہم نئی پیدائش میں پیدا کئے جائیں گے کیا ہم نئی مخلوق بنائی جائیں گے۔ کافروں کا یہ غلط نظریہ تھا وہ کہتے تھے "وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ"۔ (الانعام:۲۹) "اور نہیں ہیں ہم زندہ کرنے کے دوبارہ اٹھائے جانے والے"۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ انہوں نے اپنے رب کا حکم کا انکار کیا وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اور یہی لوگ ہیں کہ طوق ہونگے انکی گردنوں میں۔ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ اور یہی لوگ ہیں دوزخ والے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

کفار کا عذاب جلدی لانے کا مطالبہ اور دیگر بے جا مطالبات:

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ اور آپ ﷺ سے یہ کافر جلدی مانگتے ہیں عذاب راحت سے پہلے۔ کافر آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ صفا پہاڑی کو سونا بنا دیں، مروہ کو سونا بنا دیں یہاں پانی کی نہریں چلا دیں آپ ﷺ کیلئے سونے کی کوٹھی ہو کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ اور تحقیق گذر چکی ہیں ان سے پہلے سزائیں"۔ مثلات مثلة" کی جمع ہے "مثله" کا معنی سزا اور عقوبت ہے۔ جن پہلی قوموں کی سی عادات اور اُن جیسا کردار ادا کر رہے ہیں ان والی بیماریاں جن لوگوں میں تھیں ان پر بڑی بڑی سزائیں آچکی ہیں، کسی پر بارش اور سیلاب کا عذاب، کسی پر تند ہوا چلی، کوئی زلزلے میں تباہ ہوا، کسی کے کلیجے حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) کی ڈراؤنی آواز سے پھٹ گئے طرح طرح کی سزائیں اور عقوبتیں پہلے لوگوں پر نازل ہوئیں، وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

مَغْفِرَةٍ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب بخشش کرنے والا ہے لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ ۚ لوگوں کے لئے باوجود ان کے ظلم کے۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب سخت سزا دینے والا ہے، وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ کیوں نہیں اتاری گئی ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے ہماری خواہش کے مطابق کہ جس طرح کا معجزہ ہم مانگتے ہیں کہ نبی کیلیے سونے کی کوٹھی ہونی چاہیے صفا مروہ سونے کے کیوں نہیں بنائے، مکہ مکرمہ میں نہریں چلا دیں، ہمارے سامنے اڑ کر آسمانوں پر جاؤ اور کتاب لے کر آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ڈرانے والے اور ہدایت دینے والے ہیں:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانے والے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرائیں معجزات کا اتارنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کام کریں۔ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کیلیے ایک ہدایت دینے والا ہے، اس کی تین تفسیریں مشہور ہیں جو ہم اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَیْءٍ

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس چیز کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اور جو کم ہوتے ہیں رحم اور جو زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک

عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ

ایک مقدار کے ساتھ ہے۔ وہ غیب کو جاننے والا ہے اور حاضر چیزوں کو، وہ بہت بڑی ذات ہے اور بہت بلند ہے۔ برابر ہے

مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّیْلِ

تم میں سے وہ شخص جو آہستہ بات کرتا ہے اور وہ شخص جس نے بلند آواز میں بات کی اور وہ شخص جو چھپا ہوا ہے رات کو اور جو

وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

چلنے والا ہے دن کو۔ اس کے لیے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں اس آدمی کے آگے ہیں اور اس کے پیچھے ہیں جو اس کی

یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی

حفاظت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں بدلتا اس حالت کو جو کسی قوم کی ہے یہاں تک کہ

یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا

وہ بدلیں جو کچھ ان کے نفسوں میں ہے اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کے بارے میں تکلیف کا پس نہیں

مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

ٹلنا اس تکلیف کا اور نہیں ہے ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے کوئی بچانے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

(مَا) تَغِيْضُ: جو کم کرتے ہیں، (مَا) تَزْدَادُ: جو زیادہ کرتے ہیں، بِمِقْدَارٍ: مقدار، اَلْمُتَعَالِ: بالاتر، بلند، اَسَرَّ: (جس نے) آہستہ کیا، جَهَرَ: اونچی آواز سے کہا، مُسْتَخْفٍ: چھپنے والا، سَارِبٌ: چلنے والا، مُعَقِّبٰتٌ: نگران، خَلْفِهٖ: اس کے پیچھے، يَحْفَظُوْنَهٗ: وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں، لَا يُغَيِّرُ: (اللہ) نہیں بدلتا، مَرَدَّ: لوٹانا، وَّالٍ: مددگار۔

ربط:

اس سے قبل آیات میں رسالت کے منصب کے اوپر کفار ومشرکین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا اب زیر نظر آیات میں توحید کا مسئلہ اور شرک کا رد ہے۔

اہم نکات:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ

انسان کی حفاظت پر مامور فرشتے:

تفسیر ابن جریر، تفسیر طبری، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر خازن وغیرہ میں حفاظت والے فرشتوں سے متعلق طویل بحث ہے۔

میں مختصر طور پر بات عرض کرتا ہوں پہلی بات یہ ہے کہ لَهٗ کی ضمیر کدھر جاتی ہے ایک تفسیر یہ ہے کہ لفظ اللہ کی طرف جاتی ہے جو الله يعلم میں ہے معنی ہوگا اللہ ہی کے لئے ہیں نگران یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے جو انسان کے آگے اور اس کے پیچھے ہیں، اللہ کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ لَهٗ کی ضمیر راجع ہے بسوئے مَن جو کہ سواء منكم من اسرَّ القول ومن جهر به میں ہے یہ مَن لفظاً مفرد معناً جمع ہے۔ اس کے لئے مُعَقِّبٰتٌ ہیں یعنی نگران فرشتے ہیں کچھ آگے ہیں، کچھ پیچھے جب تک اللہ تعالیٰ کی منظوری ہوتی ہے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ آپ کو تفسیر ابن جریر، تفسیر طبری وغیرہ میں ملے گا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نگران فرشتے "عشرة بالليل وعُشرة بالنهار" دس فرشتے دن کو ہوتے ہیں اور دس فرشتے رات کو ہوتے ہیں اس کے علاوہ اعمال لکھنے والے کراما کاتبین دو فرشتے ہوتے ہیں، یہ دس فرشتے دن کو اور دس رات کو انسان کی حفاظت کرتے ہیں، سانپ سے، دشمن سے،

بچھو وغیرہ سے۔ .

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ ہر ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اپنے پیٹ میں کہ وہ نر ہے یا مادہ ہے، ایک ہے یا دو ہیں، کالا ہے یا گورا ہے، صحیح الاعضاء ہے ناقص الاعضا ہے یہ چیزیں قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہے وہ بھی نہیں جانتی کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے، ایک ہے یا دو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى۔ اس چیز کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ کو پیٹ میں وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اور جو کم ہوتے ہیں رحم وَمَا تَزْدَادُ اور جو بڑھتے ہیں۔ اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

① یعنی کسی کی ولادت چھ سات ماہ میں ہو جاتی ہے اور بعض کی ولادت کی مدت نو ماہ یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ② دوسری تفسیر یہ ہے کہ جوں جوں بچے کا وجود بڑھتا جاتا ہے ماں کا رحم کھلتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ ماں کے پیٹ کے سکڑنے اور پھیلنے کو جانتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک مقدار اور اندازے کے ساتھ ہے، ہر چیز کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ غیب کو جاننے والا ہے اور حاضر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ غیب کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب ہے اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے کہ مخلوق سے جو چیزیں غائب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور جو مخلوق کے سامنے ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وہ بہت بڑی ذات ہے اور بہت بلند ہے بہت اونچی شان والا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ برابر ہے تم میں سے وہ شخص جو آہستہ بات کرے وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ اور وہ شخص جس نے بلند آواز میں بات کی وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ اور وہ شخص جو چھپا ہوا ہے رات کو وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ اور جو چلنے والا ہے دن کو۔ سرب کا معنی ہے راستے پر چلنا۔ گویا وہ ہلکی آواز کو بھی سنتا ہے اور بلند آواز کو بھی سنتا ہے وہ راتوں کو ہونے والے اندھیرے میں اچھے برے کاموں کو بھی جانتا ہے اور دن کی روشنی میں ہونے والے افعال واقوال سے بھی واقف ہے۔

اللہ کے فرشتے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اس کیلئے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں۔ ضمیر کا مرجع انسان کو بھی بنایا گیا ہے۔ تو معنی ہوگا اس بندے کیلئے آگے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں۔ اور ضمیر کا مرجع لفظ اللہ کو بھی بنایا گیا ہے جو "اللہ یعلم"۔ میں ہے اس وقت معنی ہوگا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے وہ فرشتے ہیں جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ

اَمْرِ اللّٰهِ ؕ۔ جو بندے کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر مرد عورت بوڑھے جوان تندرست بیمار کے ساتھ مومن اور کافر کے ساتھ رات دن میں چوبیس فرشتے ہوتے ہیں۔

اصلاح کے لیے اپنی ذاتی ہمت اور جدوجہد بھی ضروری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں بدلتا اس حالت کو جو کسی قوم کی ہے حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ یہاں تک کہ وہ بدلیں اس کو جو ان کے نفسوں مین ہے۔ جب تک کوئی قوم اپنی اصلاح کی نیت نہیں کرے گی اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کی حالت نہیں بدلے گا زبردستی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کی حالت نہیں بدلتے۔ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کے بارے میں تکلیف کا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ پس نہیں ہے ٹلنا اس تکلیف کا چاہے وہ کتنی ہی کوشش کرے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو پھر اس کی پکڑ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ اور نہیں ہے ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے کوئی بچانے والا کوئی حفاظت کرنے والا کوئی نگران جو ان کو بچا سکے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾

”وہی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی، خوف اور طمع کے لئے اور اٹھاتا ہے ایسے بادل جو بوجھل ہیں۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور تسبیح پڑھتا ہے رعد (علیہ السلام) اس کی تعریف کے ساتھ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے اور چھوڑتا ہے کڑک کو پس پہنچاتا ہے

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

اس کو جس کو چاہتا ہے اور وہ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں حالانکہ وہ بہت سخت طاقت والا ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اسی کے لئے حق کی دعوت اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے وہ نہیں قبول کر سکتے انکی دعاؤں کو کچھ

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ

بھی مگر جس طرح کوئی پھیلانے والا ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف تاکہ وہ پانی پہنچ جائے اس کے منہ تک اور نہیں ہے

وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

وہ پہنچنے والا اس تک اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر گمراہی میں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کیلئے سجدہ کرتے ہیں جو ہیں آسمانوں

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿15﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ

میں اور زمینوں میں خوشی سے اور جبراً اور ان کے سائے بھی صبح اور پچھلے پہر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کون ہے تربیت کرنے والا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ

آسمانوں کی اور زمین کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ ہی ہے آپ کہہ دیں کیا پس تم نے بنالئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ

کارساز نہیں وہ مالک اپنے نفسوں کے لئے نفع کے اور نہ نقصان کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا کیا

اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

برابر ہیں اندھیرے اور روشنی کیا ٹھہرائے ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے شریک انہوں نے پیدا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ

شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی طرح پس متشابہ ہوگئی ہے مخلوق ان پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿16﴾

اور وہ اکیلا ہے سب کو دبا کر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُنْشِئُ: وہ اٹھاتا ہے، اَلثِّقَالَ: بھاری، پانی سے بھرے ہوئے، يُسَبِّحُ: تسبیح بیان کرتا، بِحَمْدِهٖ: اس کی تعریف کے ساتھ، خِيْفَتِهٖ: اس کا خوف، يُجَادِلُوْنَ: وہ جھگڑا کرتے ہیں، اَلْمِحَالِ: چال، حیلہ، (لَا) يَسْتَجِيْبُوْنَ: وہ جواب نہیں دے سکتے، كَفَّيْهِ: اس کی دو ہتھلیاں، فَاهُ: اس کا منہ، بِبَالِغِهٖ: اس تک پہنچنے والا، يَسْجُدُ: سجدہ کرتا ہے، ظِلٰلُهُمْ: ان کے سائے، لَايَمْلِكُوْنَ: وہ مالک نہیں ہیں، هَلْ يَسْتَوِي: کیا برابر ہیں (اندھیرے اور روشنیاں)، خَلَقُوْا: انہوں نے پیدا کیا، كَخَلْقِهٖ: اس کی پیدائش جیسا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور خالقیت اور صناعیت کا ذکر ہے اور اب بھی اس واحد کے خالق کائنات ہونے کا بیان فرمایا جارہا ہے۔

اہم نکات:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ کی تفسیر:

تفسیر جلالین میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مبلغ بھیجا ایک شخص کی طرف نام اس کا زید ابن ربیعہ تھا، کافر اور مشرک تھا کھلی جگہ پر بیٹھا تھا، مبلغ نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا خادم ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے آیا ہوں اس پر اس نے مذاق شروع کر دیا کہنے لگا وہ تمہارا اللہ کیا سونے کا ہے، چاندی کا ہے، لوہے کا ہے، تانبے کا ہے، کس چیز کا ہے، کھلی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا بجلی آئی اور زید ابن ربیعہ کی کھوپڑی اڑا کے رکھ دی۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا کی دو تفاسیر

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ بعض لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اور بعض کو جب قیدی بنا کر لایا جائے تو مسلمان ہو جاتے ہیں۔

دوسری تفسیر جس کی یہ ہے کہ طوعاً کا معنی یہ ہے کہ تشریعی احکام میں اطاعت خوشی سے کرتے ہیں مثلاً نماز وغیرہ اور تکوینی احکام مثلاً کسی کو بیمار کرے، تو کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں بیمار نہیں ہوتا ان تمام احکام میں تابع ہوتا ہے کرھاً۔

تفسیری نکات: بجلی اور بادلوں کا خالق و مالک اللہ ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جو دکھاتا ہے تمہیں بجلی، جب آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو وہ ذات تمہیں بجلی دکھاتی ہے خَوْفًا خوف کی خاطر وَّطَمَعًا اور طمع کی خاطر، خوف اس طرح کی آسمانی بجلی جب زمین پر گرتی ہے تو اس سے آدمی مرتے ہیں، جانور مرتے ہیں، فصلیں تباہ ہوتی ہیں تو جب بجلی چمکتی ہے خوف ہوتا ہے کہ کہیں نیچے گر کر نقصان نہ کرے اور طمع بھی ہوتا ہے کہ جب بجلی چمکتی ہے امید ہوتی ہے کہ بارش ہوگی جس سے فصلیں پیدا ہوں گی پھل ہوں گے جانوروں کیلئے چارہ پیدا ہوگا گرمی دور ہوگی یہ بجلی کو رب ہی چمکاتا ہے وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ اور اٹھاتا ہے ایسے بادل جو بوجھل ہیں بارش سے برف سے اولوں سے ان بادلوں پر کنٹرول اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہی ہے وہی ان کو اٹھاتا ہے چلاتا ہے۔

بادلوں کے نگران فرشتے رعد علیہ السلام کا تذکرہ:

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ اور تسبیح پڑھتا ہے رعد (علیہ السلام) اس کی تعریف کے ساتھ۔ وہ تسبیح ہے "سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ چھ فرشتوں کے نام قرآن کریم میں آئے ہیں چار فرشتوں کے نام پہلے بارے میں آئے ہیں، جبرائیل، میکائیل، ھاروت، ماروت علیہم السلام اور پانچواں یہ رعد (علیہ السلام) ہے بادلوں کو چلانے والا اور چھٹے فرشتے کا نام مالک (علیہ السلام) ہے جو جہنم کا انچارج ہے۔ اس کا ذکر سورۃ زخرف میں "يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ"۔ جنت کے انچارج فرشتے کا نام رضوان ہے جس کا نام قرآن پاک میں نہیں ہے البتہ حدیث شریف میں آرہا ہے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ اورفرشتے بھی اس کے خوف سے ۔ باقی فرشتے بھی یہی تسبیح کرتے ہیں " سبحان الله وبحمده " ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب ہیں معصوم ہیں لیکن پھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ اور چھوڑتا ہے کڑک کو " صواعق صاعقة " ۔ کی جمع ہے ، وہ بجلی جوزمین پر گرتی ہے اس کو صاعقہ کہتے ہیں فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ پس پہنچاتا ہے اس کو جو کچھ چاہتا ہے وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ اور جھگڑا کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں ۔

وَهُوَشَدِيْدُ الْمِحَالِ حالانکہ وہ بہت سخت طاقت والا ہے ، محال " میم کے فتح کے ساتھ ہوتو اس کا معنی ہے ناممکن ، کہ یہ چیز محال ہے نہیں ہوسکتی اور اگر محال میم کے کسرہ کے ساتھ ہوتو اس کا معنی قوۃ اور طاقت ہے ۔

غیر اللہ سے اپنی حاجتیں مانگنے والے کی مثال :

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ اسی کیلئے ہے حق کی دعوت یعنی اسی کو پکارو وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے ورے یعنی اس کے سوا دوسروں کی حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَىْءٍ وہ نہیں قبول کرسکتے ان کی دعاؤں کو کچھ بھی ، وہ ان کے کام نہیں آسکتے ، کیونکہ ان کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اب آگے اللہ تعالیٰ مثال کے ذریعے سمجھاتا ہے ۔

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ مگر ایسے جیسے کوئی پھیلانے والا ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف لِيَبْلُغَ فَاهُ تا کہ وہ پانی پہنچ جائے اس کے منہ میں ۔ ایک آدمی دریا یا نہر کے کنارے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں سے پانی کو کہتا ہے کہ تو میرے منہ میں آجا تو کیا اس طرح پانی اس کے منہ میں آجائے گا ؟ سارا دن بھی کہتا رہے تو ایک قطرہ بھی اس کے منہ میں نہیں آئے گا ، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا هُوَبِبَالِغِهٖ ؕ اور نہیں ہے وہ پہنچنے والا اس تک ، وہ اپنی رو میں بہتا ہے اور بہتا رہے گا کنویں میں ہے تو وہیں ٹکا رہے گا اسی طرح غیر اللہ سے مرادیں مانگنے والوں کا کچھ نہیں بنے گا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر گمراہی میں ۔

کائنات کی تمام مخلوقات اللہ کے آگے سجدہ ریز ہیں :

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے فرشتے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں انسان بھی ہیں جنات بھی ہیں اور ان کے علاوہ بیشمار مخلوق ہے طَوْعًا وَّكَرْهًا خوشی سے اور جبرا ایسے بھی ہیں جو خوشی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو قیدی ہیں مجبور ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں وَّظِلٰلُهُمْ ظلال ظل کی جمع ہے بمعنی سایہ ، اور ان کے سائے بِالْغُدُوِّ ، عدوۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہے پہلا پہر وَالْاٰصَالِ اصیل کی جمع ہے اصیل کا معنی ہے پچھلا پہر ، معنی ہوگا اور ان کے سائے بھی پہلے پہر اور پچھلے پہر سجدہ کرتے ہیں ۔

زمینوں اور آسمانوں کا ربّ اللہ ہے:

قُلۡ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں ان سے پوچھیں مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ کون ہے تربیت کرنے والا آسمانوں کی اور زمین کی رب کا معنی ہے تربیت کرنے والا پالنے والا اور تربیت کیلئے بہت کچھ چاہیے، پانی چاہیے، ہوا چاہیے، لباس چاہیے اور بیشمار چیزیں تربیت کیلئے ضروری ہیں یہ تمام ضرورتیں کون پوری کرتا ہے اس مخلوق کی جو آسمان میں ہے فرشتے یا اور جو بھی مخلوق ہے اور زمین میں جو مخلوق ہے ان کی تربیت کرنے والا پالنے والا کون ہے قُلِ اللّٰہُ ؕ آپ ﷺ خود کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی رب ہے اگر کوئی شخص رب کے لفظ کا مفہوم ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پالنے والی جتنی چیزیں ہیں وہ تو ساری رب پیدا کرتا ہے اور کسی کے پاس کیا رکھا ہے تربیت کیلئے قُلۡ آپ ﷺ کہہ دیں اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ کیا پس تم نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے اور کارساز حاجت روا مشکل کشا فریادرس دستگیر لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ نہیں وہ مالک اپنے نفسوں کیلئے نفع کے اور نہ نقصان کے وہ تمہارا کیا کریں گے۔

مومن اور مشرک برابر نہیں ہیں:

قُلۡ آپ ﷺ کہہ دیں ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَالۡبَصِیۡرُ ۬ۙ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں، اندھے سے مراد کافر مشرک نافرمان ہے اور آنکھ والے سے مراد مومن موحد ہے اَمۡ ہَلۡ تَسۡتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۬ۚ کیا برابر ہیں اندھیرے اور روشنی، جس طرح اندھیرے اور روشنی کا فرق ہے اندھے اور بینے کا فرق ہے اسی طرح مومن اور کافر میں فرق ہے، موحد اور مشرک میں فرق ہے۔

اللہ تمام مخلوقات کا خالق ہے:

اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ کیا ٹھہرائے ہیں بنائے ہیں ان لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے شریک خَلَقُوۡا کَخَلۡقِہٖ انہوں نے پیدا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی طرح، یہ جن کو شریک بناتے ہیں کیا انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے فَتَشَابَہَ الۡخَلۡقُ عَلَیۡہِمۡ ؕ پس متشابہ ہوگئی ہے مخلوق ان پر کہ وہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرح پیدا کرتے ہیں اور ان کو مشابہ لگ گیا ہے اور انہوں نے ان کو رب بنانا شروع کر دیا ہے حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی کسی چیز کا خالق نہیں ہے قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے وہی مالک ہے، وہی پروردگار ہے۔ وَّہُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ اور وہ اکیلا ہے اور سب کو دبا کر رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کا حکم نہیں چلتا وہی ہر چیز کا کرتا دھرتا ہے۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ

اتارا اس نے آسمان کی طرف سے پانی پس بہہ پڑیں وادیاں اپنے اندازے کے مطابق پس اٹھایا سیلاب نے جھاگ

وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

پھولا ہوا، اور اس میں سے جس کو یہ گرم کرتے ہیں آگ میں زیور کی تلاش کیلئے یا سامان میل کچیل ہوتا ہے اسی طرح،

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا

بیان کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حق اور باطل کو پس بہر حال جو جھاگ ہے پس وہ چلی جاتی ہے خشک ہو کر اور بہر حال وہ چیز

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿17﴾ لِلَّذِيْنَ

جو نفع دیتی ہے لوگوں کو پس وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مثالیں۔ ان لوگوں کے لیے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

جنہوں نے اپنے رب کے حکم کو قبول نہیں کیا اگر بیشک ان کے لئے ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس جیسا اس کے ساتھ

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

اور بھی ہو البتہ وہ فدیہ دے دیں اس کے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کے لئے برا حساب ہے اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿18﴾ ع ٢ ٨ النصف

اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَسَالَتْ: پس بہہ پڑی، اَوْدِيَةٌ: وادیاں، بِقَدَرِهَا: اپنی مقدار کے مطابق، اَلسَّيْلُ: سیلاب، زَبَدًا: جھاگ، رَّابِيًا: اوپر بہتا ہوا، يُوْقِدُوْنَ: وہ پگھلاتے ہیں، حِلْيَةٍ: زیور، زَبَدٌ: جھاگ، فَيَذْهَبُ: (تو) وہ چلا جاتا ہے، جُفَآءً: میل کچیل، فَيَمْكُثُ: (تو) وہ رہتا ہے، اَلْاَمْثَالَ: مثالیں، لَافْتَدَوْا: (البتہ) وہ بدلہ میں دے دیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں شرک کی مذمت تھی ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ وقتی طور پر کامیابی سے مشرکین کا حق پر ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ بالآخر کفر اور باطل کا انجام دوزخ ہے۔

اہم نکات: حق و باطل کی مثال:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اللہ تعالیٰ مثال دیتے ہیں۔ مثال کے ذریعے حق و باطل کو سمجھاتے ہیں، اکثر اوقات ایسا

ہوتا ہے کہ باطل ہی کا غلبہ ہوتا ہے تو فرمایا کہ اس غلبے کو دیکھ کر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ حق پر ہے۔اس کی مثال ایسی ہے کہ آسمان سے بارش برسی اور سیلاب آیا، خس وخاشاک اور جھاگ پانی کے اوپر ہے سونا، چاندی قیمتی چیزیں اس پانی کے نیچے ہیں۔اب کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ جو خس وخاشاک اور جھاگ ہے یہ قیمتی ہے کیونکہ یہ اوپر ہے اور سونا، چاندی وغیرہ جو چیزیں ہیں وہ زمین میں نیچے ہیں، لہٰذا ان کی کوئی قدر نہیں ہے، تو اس کا یہ کہنا باطل ہوگا۔کیونکہ وہ خس وخاشاک اور جھاگ جو اوپر ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، قیمت اس سونے اور چاندی کی ہے جو کہ نیچے ہے، اسی طرح اگر باطل حق پر غالب نظر آئے تو وہ جھاگ ہے، اوپر ہونے سے اس کی قیمت نہیں بڑھ جاتی۔

تفسیری نکات: وقتی طور پر فتح سے باطل درست نہیں ہوجاتا:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کیا، اتارا آسمان کی طرف سے پانی فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ اودیہ وادی جمع ہے وادی کا معنی ہے نالہ، معنی ہوگا پس بہہ پڑے نالے "بقدرھا" اپنے اپنے اندازے کے مطابق بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط پس اٹھایا سیلاب نے جھاگ پھولا ہوا پانی کی سطح پر ابھری ہوئی وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ اور اس میں سے جس کو یہ گرم کرتے ہیں آگ میں ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ زیور کی تلاش کے لئے زیور بنانے کے لئے اَوْ مَتَاعٍ یا سامان بنانے کے لئے۔زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ط میل کچیل ہوتا ہے اسی طرح سونے چاندی تانبے وغیرہ کے ساتھ بھی میل کچیل ہوتی ہے ان کو جب کٹھالی میں ڈال کر گرم کرتے ہیں تو میل کچیل دور ہوجاتی ہے۔ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حق اور باطل کو، حق کی مثال ایسے ہی ہے جیسے پانی کے نیچے سونا چاندی تانبا ہیرے موتی وغیرہ اور باطل کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی کے اوپر جھاگ، تو جھاگ کے اوپر چھا جانے کی وجہ سے اس کی کوئی قیمت تو نہیں بن جاتی اور سونے چاندی وغیرہ کے نیچے رہنے کی وجہ سے ان کی قدر میں کمی نہیں آتی فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج پس بہرحال جو جھاگ ہے وہ چلی جاتی ہے خشک ہوکر جھاگ تھوڑا وقت رہتی ہے پھر ختم ہوجاتی ہے اسی طرح کافروں کا عارضی غلبہ بھی جھاگ کی طرح ہے عارضی غلبہ کی وجہ سے ان کو حق پر نہ سمجھو وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور بہرحال وہ چیز جو لوگوں کو فائدہ دیتی ہے سونا چاندی وغیرہ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ط پس وہ ٹھہر جاتی ہے زمین میں كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں تاکہ تم مثالوں کے ذریعے سمجھو کہ عارضی غلبہ کی وجہ سے کافر مسلمان کو مٹا نہیں سکتے۔

جنت میں کون اور جہنم میں کون لوگ جائیں گے:

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ ان لوگوں کیلئے جنھوں نے اپنے رب کے حکم کو قبول کیا مانا بھلائی ہے اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ ان کیلئے جنت ہوگی اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور تقرب ان کو حاصل ہوگا

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہیں مانا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اگر بیشک ان کیلئے ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا۔ وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا اس کے ساتھ اور بھی وہ دے کر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ دے دے اس کے ساتھ تو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ وہ لوگ ہیں جن کے لئے برا حساب ہے وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے جس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے اور محفوظ رکھے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور بہت (وہ دوزخ) ہی برا ٹھکانہ ہے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى

کیا پس وہ شخص جانتا ہے بیشک وہ چیز جو اتاری گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے حق ہے

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿19﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ

اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے پختہ بات ہے نصیحت پکڑتے ہیں عقل مند لوگ۔ عقلمند وہ لوگ ہیں جو پورا کرتے ہیں

اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿20﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے عہد کو اور نہیں توڑتے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عہد کو۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿21﴾

نے حکم دیا ہے اس کے بارے میں کہ اس کو ملایا ہے اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف کرتے ہیں برے حساب سے۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

اور وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے مخفی بھی اور ظاہر بھی اور وہ ٹالتے ہیں بھلائی کے ساتھ برائی کو وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا

الدَّارِ ﴿22﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

گھر ہے۔ رہنے کے باغ ہیں داخل ہوں گے ان میں اور وہ بھی داخل ہوں گے جو نیک ہیں ان کے اباؤ اجداد میں سے اور ان

وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿23﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر ہر دروازے سے۔ کہیں گے سلام ہو تم پر اس

بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿24﴾

وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَتَذَکَّرُ: نصیحت حاصل کرتا ہے، یُوۡفُوۡنَ: وہ پورا کرتے ہیں، یَدۡرَءُوۡنَ: وہ ٹالتے ہیں، عُقۡبَی: انجام، یَدۡخُلُوۡنَهَا: وہ داخل ہوں گے اس میں، صَلَحَ: صالح ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ حق اور باطل والے برابر نہیں ہیں اب ان آیات میں اہل جنت اور اس جنت میں جانے والے لوگوں کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: عقل مند لوگ کون ہیں:

اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اس مقام پر مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایسا شخص مراد ہے جو ایمان لایا تو اس صفت کے حامل جو لوگ بھی قیامت تک پیدا ہوں گے وہ اس میں داخل ہیں کہ کیا پس وہ شخص جو جانتا ہے اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ بیشک وہ چیز جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف قرآن اور حدیث وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے پس جو شخص یہ بات جانتا ہے کہ یہ حق ہے كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰى ؕ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے دل کا تو جس طرح بینا اور نابینا میں فرق ہے اسی طرح مومن اور کافر میں فرق ہے۔

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ پختہ بات ہے نصیحت پکڑتے ہیں عقلمند لوگ، لفظ" اولو، ذو کی جمع ہے اور الباب لب کی جمع ہے لب کا معنی عقل ہے تو" اُولُو الۡاَلۡبَابِ " کا معنی ہے عقل والے۔ تو عقلمند کون ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ عقلمند کن لوگوں کو کہتے ہے آگے ان کے اوصاف کا بیان ہے۔

عقل مندوں کی نشانیاں:

①: اَلَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ عقلمند وہ لوگ ہیں جو پورا کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے عہد کو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ کیا ہے؟ ابھی لوگ اس جہان میں نہیں آئے تھے بلکہ عالم ارواح اور عالم میثاق میں تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب کو ادراک وشعور عطا فرمایا پھر پوچھا " اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ "۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں " قَالُوۡا بَلٰی "سب نے کہا ہاں آپ ہمارے رب ہیں یہ وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وادی " معرۃ النعمان " جو عرفات کے میدان میں ہے وہاں لیا تھا، تو عقلمند وہ ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس عہد کو پورا کرتے ہیں۔

②: وَلَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ اور نہیں توڑتے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عہد کو، اسی طرح نیک بندوں کے ساتھ جو

جائز معاہدے کرتے ہیں اس کو بھی نہیں توڑتے بلکہ پورا کرتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص وعدہ کر کے پورا نہیں کرتا وہ منافق ہے۔

③: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے بارے میں اَنْ يُّوْصَلَ کہ اس کو ملایا جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے اپنا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ جوڑنے کا وہ جوڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں کے ساتھ تعلق جوڑنے کا، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ساتھ تعلق جوڑنے کا وہ جوڑتے ہیں آپس میں صلہ رحمی کرتے ہیں۔

④: وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اور وہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی، اس کی پکڑ، اس کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

⑤: وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اور ڈرتے ہیں برے حساب سے کہ قیامت والے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی عدالت میں انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے نیکی بدی کے بارے میں پوچھیں گے اگر اس وقت حساب میں کامیابی نہ ہوئی تو بہت برا نتیجہ ہوگا اس کا وہ ہر وقت خوف کرتے ہیں۔

⑥: وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے۔ "وَجْهِ" کا معنی رضا ہے نیکیوں پر ڈٹے رہتے ہیں اور برائیوں سے بچتے ہیں تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں۔

⑦: وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو، نماز وقت پر قاعدے کے مطابق پابندی کے ساتھ پڑھتے ہیں عقلمندوں کے مرد بھی اور عورتیں بھی۔

⑧: وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خفیہ طور پر بھی اور ظاہری طور پر بھی۔

⑨: وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اور وہ ٹالتے ہیں بھلائی کے ساتھ برائی کو اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً نیکی کرتے ہیں کیونکہ نیکی کی برکت سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں تو نیکی کے ساتھ برائی کو ٹال دیتے ہیں۔

ایسے عقل مندوں کا انعام:

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت کا گھر ہے۔ وہ آخرت کا گھر کیا ہے؟ جنت عدن رہنے کے باغات ہیں ہیشگی کے باغات ہیں دنیا کے باغوں میں موسم میں پھل لگتا ہے آگے پیچھے نہیں ہوتا جنت کے پھل ہمیشہ ہر موسم اور ہر وقت ہوں گے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا یہ عقلمند ان میں داخل ہوں گے وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ اور وہ بھی داخل ہوں گے جو نیک ہیں ان کے باپ دادا میں سے، ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ اور فرشتے داخل ہوں گے ان پر کمروں میں مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ہر دروازے سے، چونکہ بڑی بڑی کوٹھیاں ہوں گی ان کے مختلف دروازوں سے فرشتے داخل ہوں گے اور کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ سلام ہو تم پر اے اللہ کے نیک بندو! بِمَا صَبَرۡتُمۡ اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا، دنیا میں تکلیفیں برداشت کیں، نمازوں پر ڈٹے رہے، روزوں پر ڈٹے رہے، گناہوں سے تم نے صبر کیا فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر، جواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں نصیب فرمایا ہے۔

وَالَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ وَيَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ

اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدے کو بعد اس کے مضبوط کرنے کے اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو کہ

اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰۤئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کو جوڑا جائے اور فساد مچاتے ہیں زمین میں وہ لوگ ہیں ان کے لئے لعنت ہے

وَلَهُمۡ سُوۡۤءُ الدَّارِ ﴿25﴾ اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ وَفَرِحُوۡا

اور ان کیلئے برا گھر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کیلئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے اور یہ لوگ خوش ہو گئے ہیں

بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿26﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

دنیا کی زندگی پر اور نہیں ہے دنیا کی زندگی میں مگر تھوڑا سا سامان ۔ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں

لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ

کیوں نہیں اتاری گئی ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ کہہ دیں بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو

يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ اَنَابَ ﴿27﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ

چاہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوئے ان کے دل

بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿28﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے ساتھ خبردار اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے

طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿29﴾

اور انہوں نے عمل کئے اچھے ان کو مبارک ہو اور اچھا ٹھکانہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَبَرْتُمْ: تم نے صبر کیا، یَقْدِرُ: وہ تنگ کرتا ہے، اَنَابَ: متوجہ ہوا، طُوْبٰی: خوشخبری۔

ربط:

اس سے قبل عقل مند لوگوں کا تذکرہ ہوا تھا اب ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اللہ کے نافرمان اور باغی ہیں۔

اہم نکات: کافروں کے اعتراضات کا جواب:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ کافر اس بات سے غلط دلیل بیان کرتے تھے کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں رزق کیوں ملا تم کو وافر رزق کیوں نہیں ملا اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ یہ قبولیت کی دلیل نہیں " اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ" یہ دنیا کی زندگی تو مقصود نہیں۔ کیونکہ یہ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلے میں متاع قلیل تھوڑا سامان ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ اوپر دو گروہوں کا ذکر تھا حق والے اور باطل والے آگے بھی انہیں دو گروہوں کا ذکر ہے، پہلے باطل والوں کا ذکر ہے کہ باطل والے طنز کرتے ہیں کہ ان نبی کریم ﷺ پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری۔ وہ نشانی جس کو کفار مکہ اور مشرکین چاہتے تھے کے مکہ کے پہاڑ سونے کا بن جائے وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہنمائی کرتا ہے، جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ

جنت میں ایک درخت کا نام طوبیٰ ہے:

طوبیٰ کا ایک معنی یہ کرتے ہیں کہ خوشحالی ہو۔ ایک معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنت میں ایک درخت کا نام ہے طوبیٰ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص سو سال گھوڑے پر سوار ہو کر اس طوبیٰ درخت کے سایے کو طے کرنا چاہے تو نہیں کر سکے گا۔ ایسا سایہ دار درخت جنتیوں کو ملے گا۔

تفسیری نکات: نافرمان اور باغی لوگوں کا تذکرہ:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے عہد کو، میثاق والے دن جو انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ کیوں نہیں اے اللہ پاک آپ ہمارے رب ہیں اور دنیا میں آکر انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور رب بنا لئے ہیں۔

مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ اس کو پکا کرنے کے بعد وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اور قطع کرتے ہیں توڑتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا رب کے ساتھ تعلق جوڑنے کا پیغمبروں کے ساتھ تعلق جوڑنے کا وہ نہیں جوڑتے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

کہ اس کی کتابوں کے ساتھ اسلام اور شریعت کے ساتھ اپنا تعلق جوڑو وہ نہیں جوڑتے پھر اس نے آپس میں صلہ رحمی کا حکم دیا ہے وہ نہیں کرتے غرضیکہ ہر چیز میں مخالفت کرتے اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور فساد مچاتے ہیں زمین میں۔

اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَةُ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اور ان کے لئے برا گھر ہے اور دوزخ ہے اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے بڑھاتا ہے رزق جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگ کرتا ہے جو کسی کے نصیب میں لکھا ہے وہ اس کو ملے گا لہٰذا حلال کماؤ حرام طریقے سے حاصل نہ کرو۔

وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور یہ لوگ خوش ہو گئے ہیں دنیا کی زندگی پر وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں مگر تھوڑا سا سامان تھوڑا سا فائدہ ہے آخرت کی زندگی بڑی طویل ہے دنیا کی زندگی اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔

کافروں کے بے جا مطالبات:

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اتاری گئی ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نشان معجزہ ان کے رب کی طرف سے یعنی ان کا منہ مانگا اور فرمائشی معجزہ کہ صفا مروہ پہاڑی سونے کی ہو جائے یہاں باغ ہوں ان میں نہریں چلتی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے کی کوٹھی ہو قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے ایک بات اچھی طرح طرح سمجھ لیں کہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ آتا ہے جس کا معنی ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سطحی قسم کے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ جب اللہ خود گمراہ کرتا ہے تو پھر اس میں ہمارا کیا دخل ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے بس میں تو بات ہی کوئی نہیں ہے ہمارا کیا قصور ہے۔ لہٰذا اس آیت کو سامنے رکھو اور یاد رکھو قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف سے اس کو جس نے رجوع کیا۔ اور رجوع کس طرح ہوگا؟ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے خود اپنی مرضی اور اختیار کے ساتھ یہ رجوع کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔

دلوں کا سکون ذکر الٰہی میں ہے:

وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اور مطمئن ہوئے دل ان کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ

تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ خبردار اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں دلوں کو اطمینان اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی برکت سے نصیب ہوتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کئے اچھے طُوْبٰى لَهُمْ ان کو مبارک ہو، طوبیٰ کا معنی خوشحالی اور مبارک بادی ہے۔ اور طُوْبٰى کا ایک معنی جنت کے درخت کے بھی آتے ہیں جس کا تذکرہ ہم اہم نکات میں کر آئے ہیں۔ وَحُسْنُ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانہ۔ مرنے کے بعد جنت میں جائیں گے جس سے بہتر جگہ تصور میں نہیں آسکتی۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ

اسی طرح بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر ایک امت میں تحقیق گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت سی امتیں،

لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ

تاکہ آپ ﷺ تلاوت کریں ان پر وہ کتاب جو ہم نے وحی کی ہے آپ ﷺ کی طرف اور وہ انکار کرتے ہیں رحمن کا

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿30﴾

آپ کہہ دیں وہ میرا رب ہے نہیں کوئی معبود اس کے سوا اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع کرنا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے چلا دیئے جاتے پہاڑ یا ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاتی اس کے ذریعے زمین یا اس کے

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ

ذریعے مردوں سے کلام کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے سارا معاملہ کیا پس نہیں جانتے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اس بات

لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کو کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے البتہ ہدایت دیدے سب لوگوں کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں پہنچتی رہے گی

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ

ان کو اس وجہ سے جو انہوں نے کیا ہے مصیبت یا آپ ﷺ اتریں ان کے گھروں کے قریب یہاں تک کہ آجائے

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿31﴾ ع ۵

اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدے کے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَبْلِهَا: اس سے پہلے، مَتَابِ: لوٹنا، سُيِّرَتْ: ہٹا دیے جائیں، قُطِّعَتْ: کاٹ دی جائے، كُلِّمَ: بات کرادی

جائے، تُصِيبُهُمْ: ان کو پہنچتا رہتا ہے، قَارِعَةٌ: حادثہ، تَحُلُّ: اُترتا ہے۔

ربط:

جنت اور جہنم والوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی امتیں اور رسول گزر چکے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تبلیغ دین کا کام کرتے ہیں۔

اہم نکات: وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ کا شان نزول:

۶ ھ میں حدیبیہ کے مقام پر جب سہیل ابن عمرو کفار مکہ کی طرف سے نمائندے بن کر آئے اور مسلمانوں سے شرائط صلح سے متعلق گفتگو ہوئی اور شرطیں طے ہو چکیں، تو معاہدہ کی تحریر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اُكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی اے علی رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم معاہدے کے آغاز میں لکھو سہیل ابن عمرو نے کہا مَا نَدْرِیْ مَا الرَّحْمٰنِ ہم نہیں جانتے کہ ''رحمن'' کیا ہے اس کی جگہ لکھو ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' تو کفار نے رحمٰن اور رحیم کے لفظ کٹوائے ضد کی بناء پر حالانکہ جانتے تھے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ کی تفسیر:

حرف لَو کی جزاء محذوف ہے معنی یہ ہے کہ اگر قرآن ایسا ہوتا بالفرض کہ پڑھا جاتا تو پہاڑ خود بخود چل پڑتے یا زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوتی یعنی زمین بالکل برابر اور صاف ہوتی یا قرآن پڑھا جاتا اور مردوں سے ہمکلامی ہوتی۔ تو یہ کفار پھر بھی نہ مانتے۔ یہ لما آمنوا جزاء ہے لَو کی، یہ تفسیر صاحب جلالین بیان فرماتے ہیں۔

تفسیری نکات: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی ذمہ داریاں:

كَذٰلِكَ اسی طرح یعنی جس طرح ہم نے پہلی امتوں کی طرف ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے ہیں اسی طرح اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر ایک امت میں بھیجا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ تحقیق گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت سی امتیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر تلاوت کریں الَّذِيْٓ وہ کتاب اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ جو ہم نے وحی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ جو کام لگائے تھے ان میں سے ایک قرآن کریم کی تلاوت کرنا تھا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول مخاطبین عربی لوگ تھے اور عربی اُن کی مادری زبان تھی بہت سارے مضمون خود بخود سمجھ جاتے تھے، آپ کا دوسرا کام تھا ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ''۔ اور وہ ان کو کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ بعض آیات ایسی تھیں کہ جن کا صحیح مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں سمجھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ تیسرا کام تھا ''حِكْمَةِ'' تعلیم حکمت، حکمت کا معنی ہے سنت، حدیث، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنت اور

حدیث کی تعلیم دیتے تھے اور آپ ﷺ کا چوتھا کام تھا " وَيُزَكِّيْهِمْ "۔ آپ ﷺ ان کا تزکیہ کرتے تھے باطنی صفائی ، دلوں کی صفائی، حقیقتا تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے لیکن آپ ﷺ جو اسباب بتلاتے تھے ان کے ذریعے لوگوں کے دلوں کی صفائی ہوتی تھی۔

صلح حدیبیہ پر رحمٰن لکھنے سے انکار:

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط اور وہ انکار کرتے ہیں رحمن کا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح کی شرائط طے ہوگئیں تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم "۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ لکھنے لگے تو کافروں کے نمائندے سہیل بن عمرو جو بعد میں رضی اللہ عنہ ہو گئے تھے کہنے لگے ہم یہ نہیں لکھنے دیں گے یہ تمہاری علامت ہے، اس کی جگہ "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ "۔ لکھو، اس کا معنی ہے اے اللہ تیرے نام کے ساتھ شروع کرتے ہیں، دور جاہلیت میں بھی جب وہ خط لکھتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھتے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم رحمن کو نہیں جانتے ؟ کہنے لگے ہم رحمن کو نہیں جانتے، یہ انہوں نے ضد کی وجہ سے کہا ورنہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے نام عبدالرحمن تھے، مثلا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تو رحمن کے لفظ کو بھی جانتے تھے اور مفہوم بھی سمجھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوایا تو انکار کر گئے کہ ہم نے نہیں لکھنا اسی کا ذکر ہے کہ وہ انکار کرتے ہیں رحمن کا، قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں هُوَ رَبِّيْ وہ رحمن میرا رب ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج نہیں کوئی معبود اس کے سوا، الہ کا معنی معبود، حاجت روا، مشکل کشا، دستگیر فریاد رس یہ سب الہ کے معانی ہیں، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی اللہ تعالیٰ کی ذات پر میں نے توکل کیا ہے۔ وَاِلَيْهِ مَتَابِ اور اسی کی طرف میرا رجوع کرنا ہے۔

کافروں کی ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے چلا دیئے جاتے پہاڑ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ یا ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاتی اس کے ذریعے زمین اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط یا اس کے ذریعے مردوں سے کلام کیا جاتا کہ وہ قرآن کسی مردے پر یا قبرستان میں پڑھا جاتا اور مردے خود بخود بولنے لگ جاتے تو ان کافروں نے پھر بھی قرآن کو نہیں ماننا تھا کیونکہ ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہے سارا معاملہ ہدایت دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کام ہے اور گذشتہ صفحات میں تم پڑھ چکے ہو " وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ "۔ اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے"۔ اور جو کفر پر اڑ جاتا ہے اُس کو گمراہ کر دیتا ہے وہ جبرا کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ گمراہ کرتا ہے اس نے انسان کو اختیار

دیا ہے " فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ "پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔

ہدایت اللہ کی طرف سے ہے:

اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا يئس ييئس کے عربی میں دو معنی ہیں ایک معنی ہے نا امید ہونا اور دوسرا معنی ہے جاننا، پہلے معنی کے اعتبار سے ترجمہ ہوگا کیا پس نہیں نا امید ہوئے وہ لوگ جو ایمان لائے ، ان کے ایمان لانے سے مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں کو نا امید ہو جانا چاہیے کہ وہ کافر ایمان نہیں لائیں گے کہ بڑے ضدی لوگ ہیں اور دوسرے معنی کے لحاظ سے ترجمہ ہوگا کہ کیا پس وہ نہیں جانتے جو ایمان لائے ہیں اس بات کو اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو البتہ ہدایت دیدے سب لوگوں کو جبرا مجبور کر سکتا ہے کہ فرشتوں کی طرح معصوم بنا دے۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ پہنچتی رہے گی ان کو اس وجہ سے جو انہوں نے کیا ہے مصیبت کوئی نہ کوئی اور مصیبت آئے گی اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ یا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اتریں ان کے گھروں کے قریب۔

فتح مکہ کی بشارت:

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ یہاں تک کہ آجائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ، وہ وعدہ کیا تھا؟ " اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ " جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد آئے گی اور مکہ فتح ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں گے لوگوں کو فوج در فوج داخل ہوتے دین میں"۔ یہ بشارت اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے دیدی تھی چنانچہ ۸ ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا صرف دو مسلمان شہید ہوئے اور بیس کافر مارے گئے مزید کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدے کے، جو فرماتا ہے وہی کرتا ہے اور اسی طرح ہوا مکہ فتح ہوا اور اسلام کا جھنڈا سارے عرب پر لہرا دیا گیا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور البتہ تحقیق استہزاء کیا گیا کئی رسولوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے پس ہم نے مہلت دی ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

پھر میں نے پکڑا انکو پس کیسا تھا میرا سزا دینا۔ کیا پس وہ ذات جو قائم ہے ہر نفس پر جو اس نفس نے کمایا اور بنا رکھے ہیں

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا

ان لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے شریک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم ان کے نام لو کیا تم خبر دیتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس چیز

لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ

کی جو نہیں جانتا وہ زمین میں یا ظاہری طور پر بات کرتے ہو بلکہ مزین کیا گیا ان لوگوں کے لئے جو کافر ہیں ان کا مکر اور رو کے

وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ

گئے، وہ راستے سے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے پس نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا۔ ان لوگوں کے لئے سزا ہوگی

الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

دنیا کی زندگی میں اور البتہ آخرت کا عذاب بہت مشقت والا ہے اور نہیں ہوگا ان کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی بچانے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاَمْلَيْتُ: پھر میں نے مہلت دی، اَخَذْتُهُمْ: میں نے پکڑا ان کو، عِقَابِ: میری سزا، سَمُّوْهُمْ: ان کا نام لو، تُنَبِّئُوْنَهٗ: تم خبر دیتے ہو اسے، مَكْرُهُمْ: ان کا دھوکہ، صُدُّوْا: محروم کیے گئے، اَشَقُّ: زیادہ سخت، وَّاقٍ: بچانے والا۔

ربط:

اوپر رسالت کا ذکر تھا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک امت کی طرف یعنی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اب ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ استہزاء کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعوذ باللہ مذاق اڑائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرایئے نہیں پہلے رسولوں کے ساتھ بھی یہ استہزاء ہوتی رہی ہے۔

تفسیری نکات: بہت سی قوموں نے رسولوں کا مذاق اڑایا:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق استہزاء کیا گیا کئی رسولوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہم نے مہلت دی ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا فوراً ان کو کچھ نہیں کہا کہ کر لو جو کچھ کرنا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ " ان الله يملى الظالم حتى اذا اخذه لم يفلته "۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے"۔ اس لئے ظالم کو اگر مہلت مل جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں چھوٹ گیا ہوں بلکہ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مہلت مل رہی ہے ضرور پکڑے گا، ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر میں نے پکڑا انکو کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی کو زلزلے سے تباہ کیا، کسی کو آسمانی کڑک سے تباہ کیا، کسی کو ڈراونی آواز سے کہ آواز سے

کلیجے پھٹ گئے فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کیسا تھا میرا سزا دینا میرا پکڑنا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ کیا پس وہ ذات جو قائم ہے عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ ہر نفس پر بِمَا كَسَبَتْ ۚ جو اس نفس نے کمایا یعنی وہ ذات جس نے اس کو پیدا کیا ہے اس کا مالک ہے اور جو کچھ انسان کرتا ہے اس کے تمام افعال، بلکہ خیالات کو بھی جانتا ہے اور اس پر نگران ہے، یہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو ان کافروں نے جھوٹے الٰہ بنا رکھے ہیں جو کچھ نہیں جانتے اور ان میں کوئی قدرت نہیں ہے؟

اللہ وحدہ لاشریک ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اور بنا رکھے ہیں ان لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے شریک ۔ قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں سَمُّوْهُمْ ؕ تم ان کے نام تو لو کہ کون اللہ تعالیٰ کا شریک ہے اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ کیا تم خبر دیتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بِمَا اس چیز کی لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ جو نہیں جانتا وہ زمین میں ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو اس کو تو اپنے شریک کا علم ہوتا اللہ تعالیٰ کو تو اپنے شریک کا علم نہیں ہے اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ یا ظاہری طور پر بات کرتے ہو محبت کی وجہ سے ان ظاہری باتوں سے آدمی کفر شرک سے نہیں بچ سکتا اس لئے ضروریات دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔

کافر اپنے کفر میں مگن ہیں:

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ مزین کیا گیا ان لوگوں کے لئے جو کافر ہیں مَكْرُهُمْ ان کا مکر، یہ اپنے مکر اور چالا کی کو بڑا کمال سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ کیا، میں نے یہ کیا یہ مکر و فریب اور ہوشیاری کام نہیں آئیگی ۔ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ اور روکے گئے وہ راستے سے، شیطان نے روکا نفس امارہ نے روکا برے لوگوں نے روکا بہر حال سیدھے راستے سے روکے گئے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور وہ شخص جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ گمراہ کرتا ہے پس نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا ۔ اور یہ بات تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسی کو گمراہ کرتا ہے جو کفر پر ڈٹا رہے اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جبراً نہ کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ان لوگوں کیلئے عذاب ہوگا دنیا کی زندگی میں کبھی کسی رنگ میں، کبھی کسی رنگ میں کبھی کسی شکل میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت مشقت والا ہے، یہ دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے اور آخرت کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے اگر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن مار دیا تو پھر سزا کون بھگتے گا وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ اور نہیں ہوگا ان کیلئے اللہ کی طرف سے کوئی بچانے والا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ

صفت اس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ، جاری ہوں گی اس کے نیچے نہریں پھل اس کے ہمیشہ ہوں گے

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿35﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اور سایہ بھی، یہ انجام ہے ان لوگوں کا جو ڈرتے ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگی۔ اور وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ

وہ خوش ہوتے ہیں اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف اور بعض فرقوں میں سے وہ ہیں جو اس کی بعض باتوں کا

يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ

انکار کرتے ہیں آپ ﷺ کہہ دیں پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کے

وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿36﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

ساتھ شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے

حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

اس کو ایک فیصلہ عربی زبان میں اور البتہ اگر آپ ﷺ نے پیروی کی ان کی خواہشات کی بعد اس کے کہ آچکا

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿37﴾ ع

آپ ﷺ کے پاس علم نہیں ہوگا آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایت کرنے والا اور نہ کوئی بچانے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وُعِدَ: وعدہ کیا گیا، دَآئِمٌ: ہمیشہ رہنے والا، ظِلُّهَا: اس کا سایہ، يُّنْكِرُ: وہ انکار کرتا ہے، (لَا) اُشْرِكَ: میں شریک نہ ٹھہراؤں، مَاٰبِ: لوٹنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کو خبردار کیا گیا تھا کہ آخرت کا عذاب بڑا مشقت والا ہوگا اب جنت کا تذکرہ کرنے کے بعد پھر نافرمانوں کو عتاب فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: متقین کے لیے جنت ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ صفت اور حلیہ اس جنت کا جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ۔

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ جاری ہوں گی اس کے نیچے نہریں یعنی جنت کے مکانوں اور کوٹھیوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

اُكُلُهَا دَآئِمٌ پھل اس کے ہمیشہ ہوں گے، دنیا کے پھل موسمی ہوتے ہیں موسم ختم ہوا پھل بھی ختم ہوگیا لیکن جنت

کے پھل دائمی اور ہمیشہ ہوں گے جب کوئی دانہ توڑے گا ساتھ ہی اور پھل لگ جائے گا ختم ہونے میں نہیں آئے گا اور توڑنے کیلئے اٹھنا بھی نہیں پڑے گا جب کسی پھل کے کھانے کا ارادہ کرے گا اس کی ٹہنی خود بخود اس جنتی کے آگے جھک جائے گی۔

وَظِلُّهَا ۭ اور سایہ بھی، عرب کا علاقہ بڑا گرم ہے اور میٹھے پانی کی بھی قلت ہے وہ لوگ درختوں اور پانی کو غنیمت سمجھتے ہیں اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کا جب بھی نقشہ پیش کیا ہے تو فرمایا ہے کہ وہاں پانی کی نہریں ہوں گی اور سائے دار درخت ہوں گے۔

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ یہ انجام ہے ان لوگوں کا جو ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگی۔

اہل کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف اور کفار کی مذمت:

فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب، تورات زبور، انجیل، یہود ونصاریٰ کو دی تو ان میں جو نیک دل تھے جیسے عبداللہ بن سلام، رضی اللہ عنہ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ حضرت بن یامین رضی اللہ عنہ یہ پہلے یہودی تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری، رضی اللہ عنہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ یہ پہلے عیسائی تھے انہوں نے قرآن سنا فوراً ایمان لائے۔ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وہ خوش ہوتے ہیں اس چیز پر جو نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، قرآن کریم کو سن کر خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کی کتابوں کے مطابق ہے جو غیر محرف تھیں بدلی نہیں گئی تھیں وَمِنَ الْاَحْزَابِ احزاب حزب کی جمع ہے حزب کا معنی گروہ ہے۔ معنی ہوگا اور گروہوں میں سے جو باقی عرب ہیں مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ وہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ کہ میں عبادت کروں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤں کسی چیز کو نہ اس کی ذات میں نہ اس کی صفات میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اِلَيْهِ اَدْعُوْا اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ وَاِلَيْهِ مَاٰبِ اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔

مسلمانوں میں سے بھی جو کفار کے راستے پر چلے گا اُس کا وہی انجام ہوگا:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا اس قرآن کو جس طرح پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کیں ہیں حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ ایک فیصلہ عربی زبان میں۔ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ بعد اس کے کہ آچکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ

مِنْ وَّلِیٍّ نہیں ہوگا آپ ﷺ کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایتی، کوئی حمایت نہیں کرسکے گا وَّلَا وَاقٍ اور نہ کوئی بچانے والا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بچا نہیں سکے گا، یہ آپ ﷺ کو خطاب کرکے امتیوں کو سمجھایا جارہا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ

بیشک ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے انہیں بیویاں اور بچے عطا کیے اور کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ اللہ کے

يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿38﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ

حکم کے بغیر کوئی نشانی لے آئے اللہ کے ہر فیصلے کی ایک تحریر لکھی ہوئی ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے اسے

وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿39﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

برقرار رکھتا ہے اور اصل کتاب (لوح محفوظ) اسی کے پاس ہے۔ ہم کافروں کو (عذابوں کا) جو ڈر سناتے ہیں اگر ان میں سے

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا

بعض آپ ﷺ کو دکھادیں یا پہلے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیں آپ ﷺ کے ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے

الْحِسَابُ ﴿40﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ

اور حساب لینا تو ہمارا کام ہے۔ کیا اہل مکہ نے نہیں دیکھا کہ ہم ہر طرف سے ان کی زمین کا رقبہ کم کرتے جارہے ہیں؟ اللہ حکم

لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿41﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ

فرماتا ہے اور کوئی اس حکم کو رد نہیں کرسکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ان سے پہلی امتیں بھی اپنے انبیاء سے فریب کرتی

قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ

رہیں ہیں تمام مخفی تدبیروں کا مالک اللہ ہی ہے اور ہر شخص جو عمل کرتا ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہے، کافر عنقریب جان لیں

الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿42﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ

گے کہ دار آخرت کی اچھی جزا کس کے لیے ہے؟۔ کافر کہتے ہیں آپ ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں، آپ ﷺ فرما دیجئے،

ع ١٢ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿43﴾

میری سچائی کے لیے میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ لوگ بطور گواہ کافی ہیں جن کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَمْحُوْا: (اللہ) مٹادیتا ہے، یُثْبِتُ: ثابت رکھتا ہے، نَاْتِیْ: ہم چلے آتے ہیں، نَنْقُصُھَا: اس کو کم کر رہے ہیں، اَطْرَافِھَا: اس کے اطراف (سے)، مُعَقِّبَ: ہٹانے والا، لِحُکْمِہٖ: اس کے حکم کو، سَیَعْلَمُ: عنقریب جان لیں گے، مُرْسَلًا: پیغمبر، رسول۔

ربط:

سابقہ آیات میں توحید پر مشرکین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ان آیات میں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا جارہا ہے۔

اہم نکات:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً

آپ ﷺ کی تعداد ازواج پر اعتراض:

اوپر ذکر تھا کہ ہم نے آپ ﷺ کی طرف یہ حکم عربی میں نازل کیا ہے اور ہم نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے آگے فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول بنا کے بھیجے آپ ﷺ تو آخری رسول ہیں اور یہاں کافروں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ یہ پیغمبر کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں حالانکہ ان کی اتنی بیویاں ہیں کہ اتنی تو بادشاہ کو بھی نہیں ملتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے پہلے پیغمبر بھیجے "وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً" اور ہم نے اُن کے لیے بیویاں اور اولاد بنائیں۔ سلیمان علیہ السلام کے متعلق ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کی ہزار بیویاں تھیں، اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی بھی کئی سو بیویاں تھیں۔ ان کو نبی مانتے ہو یا نہیں مانتے۔ اگر آپ ﷺ کو نبی مانتے ہو تو ان کو نبی کیوں نہیں مانتے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ

محو و اثبات سے کیا مراد ہے؟

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر مدارک، تفسیر ابوسعود، تفسیر بیضاوی وغیرہ میں یہاں خاصی بحث ہے کہ اس محو و اثبات سے کیا مراد ہے؟ دو باتیں آسان ہیں جو میں کہتا ہوں ایک بات یہ ہے کہ یہ تشریعی احکام کے متعلق فرمایا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے، منسوخ کرتا ہے، جن احکام کو وہ چاہتا ہے اور ثابت و برقرار رکھتا ہے جن کو چاہتا ہے مثلاً پہلے مشرکین کے ساتھ نکاح جائز تھا، اب ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

تقدیر کی قسمیں:

دوسری بات یہ ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں ایک ہے تقدیر مبرم اور دوسری ہے تقدیر معلق۔ تقدیر مبرم وہ ہے جو نہیں ٹلتی یہ یُثْبِتُ کی مد میں ہے اور تقدیر معلق جو ہے اس کو اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے یہ طے شدہ ہے کہ یہ آدمی بیمار ہوگا، یہ علاج کرے گا یا اس کے لئے دعا ہوگی تو اس دعا یا دوا کی وجہ سے اس کی بیماری ٹل جائیگی یہ معلق ہے اور مبرم مثلاً موت کہ یہ نہ دعا سے ٹلتی ہے نہ دوا سے ٹلتی ہے۔

تو تقدیر معلق یَمْحُوْ کی مد میں ہے اور تقدیر مبرم جو ہے یہ یُثْبِتُ کی مد میں ہے۔

مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے کون لوگ مراد ہیں؟

یہ کون لوگ ہیں تو مختلف اقوال ہے ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے جبرائیل علیہ السلام مراد ہے، یہ تفسیر بھی ہے کہ اس سے اہل کتاب مراد ہے، اَلَّذِيْنَ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے پاس تورات اور انجیل کا علم ہے اور وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہیں۔ مجمع البیان شیعوں کی کتاب ہے اس میں کہتے ہیں کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہے۔ اگر ان کی اس بات کو مان بھی لیا جائے تو اس سے ہمارے دعویٰ پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ البتہ اس سے ان شیعوں کے دعویٰ کی تردید ہوگی جو کہتے ہیں کہ وحی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نازل ہونی تھی لیکن غلطی سے جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی دے گئے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعداد ازواج کے اعتراض کا جواب:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے کئی رسول مِّنْ قَبْلِكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً بنائی ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولاد بھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تورات بتلاتی ہے کہ ان کی تین سو بیویاں تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں واللہ اعلم کس حد تک یہ بات صحیح ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویوں کا ذکر تو بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس لڑکے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے تو بیوی اور اولاد کا ہونا نبوت کے منافی نہیں ہے لہٰذا یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

کفار کے بے جا مطالبات:

دوسرا اعتراض یہ کرتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو صفا مروہ کو سونا بنا دیں کعبۃ اللہ کے اردگرد کے پہاڑ یہاں سے ہٹا کر یہاں نہریں چلا دیں، یہاں باغات ہونے چاہئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھی سونے کی ہونی چاہیے اس قسم کے مطالبات انہوں نے کیے جن کا ذکر پندرھویں پارے میں موجود ہے اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں وَمَا

كَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہیں ہے کسی رسول کے لیے اختیار اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ یہ کہ لائے وہ کوئی نشانی، معجزہ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کچھ تفصیل:

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ہر وعدے کے لیے ایک نوشتہ ہے ہر ایک کی موت وحیات اولاد کا ملنا اور چھن جانا، غنی ہونا، فقیر ہونا، ہر چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک میعاد اور نوشت ہے جو کچھ ہونا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہوا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے وَيُثْبِتُ اور ثابت رکھتا ہے جس کو چاہیے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ سے کیا مراد ہے؟ اس سے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ کافی تفصیل بیان کرتے ہیں ایک تفسیر یہ ہے کہ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ سے مراد وہ حکم ہیں جو پہلے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ختم کر دیا منسوخ کر دیا وَيُثْبِتُ اور بہت سارے احکام باقی ہیں مثلاً پہلے کافرہ عورت کے ساتھ نکاح جائز تھا اور مومن اپنی بیٹی کا نکاح کافر کے ساتھ کر سکتا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ تو بہت سارے احکام اللہ تعالیٰ نے مٹا دیئے اور بہت سارے حکم ہیں جو ثابت ہیں اور ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ تقدیر کے متعلق ہے۔ تقدیر دو قسم پر ہے مُبْرَمْ اور مُعَلَّقْ، مُبْرَمْ وہ ہے جو اٹل ہوتی ہے ٹلتی نہیں ہے جیسے موت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بیماری کا علاج ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں فرمائی جس کا علاج نہ ہو یہ الگ بات ہے کہ حکیم ڈاکٹر کی سمجھ میں نہ آئے یا اس کے لیے صحیح دوائی تجویز نہ کر سکیں لیکن علاج ہر بیماری کا ہے۔ دو بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے ایک بڑھاپا اور دوسری موت، اس لیے فرمایا اللہ کے بندو! عَلَيْكُمْ بِالتَّدَاوِيْ علاج کیا کرو۔

وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اور اسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اصل کتاب یعنی لوح محفوظ جس میں یہ تمام چیزیں درج ہیں۔ لیکن لوح محفوظ میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ در کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے کیونکہ لوح محفوظ میں دنیا کی پیدائش سے لے کر دنیا کے اختتام تک کے حالات لکھے ہیں اور دنیا کی پیدائش سے پہلے کا جو ازلی علم ہے اور دنیا کے اختتام کے بعد کا جو ابدی علم ہے اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حساب اللہ لے گا:

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اور اگر ہم دکھا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض وہ چیزیں جن کی سزا کی ہم ان کو دھمکی دیتے ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا کرنا چاہئیں تو ہمیں اس کی قدرت ہے اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دیں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ پس پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ بات پہنچانا ہے وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا۔ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے۔ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ بے

شک ہم چلے آتے ہیں زمین پر یعنی ہمارا حکم چلا آتا ہے۔ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ ہم گھٹاتے ہیں اس کو اس کے اطراف سے زمین کافروں کے قدموں سے نکلتی جارہی ہے اور مسلمانوں کے قدموں کے نیچے آرہی ہے۔ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے۔ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ کوئی نہیں ہٹانے والا اس کے حکم کو۔ کوئی قوت اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال سکے وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔

اسلام کو مٹایا نہیں جاسکتا ہے:

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور تحقیق تدبیریں کی لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، اسلام کو مٹانے کے لیے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تدبیر ساری۔ ان کی تدبیریں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتی ہیں۔ اب بھی کافر اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں لیکن اسلام مٹ نہیں سکتا بلکہ بڑھے گا اور قیامت تک رہے گا۔ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر نفس وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ اور عنقریب جان لیں گے کافر کس کے لیے ہے آخرت کا گھر۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سب معلوم ہوجائے گا کہ آخرت میں کامیابی کس کو نصیب ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہی:

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ ایک گواہی تو قرآن کریم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور قرآن کریم نے چیلنج کیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے جیسا قرآن لے کر آؤ۔ اور اس بات سے تمام دنیا کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک عاجز رہیں گے۔ اور دوسری گواہی وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ اس سے مراد یہود و نصاریٰ کے سچے علماء ہیں ان میں سے جو سچے لوگ تھے حضرت عبداللہ ابن سلام، حضرت ثعلبہ، حضرت اسد، حضرت اُسید، حضرت بنیامین رضی اللہ عنہم۔ یہ سارے پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی، حضرت تمیم داری، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم یہ پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہوئے انہوں نے گواہی دی کہ واقعی یہ سچی کتاب ہے اور یہ وہی رسول ہیں جنہوں نے آنا تھا۔ تو جن کے پاس کتاب کا علم ہے وہ بھی میری نبوت کی گواہی دیتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو تو کرتے رہو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام نامی پر ہے یہ مکی سورت ہے اس کی آیات کی تعداد باون (۵۲) ہے اور اس کے سات (۷) رکوع ہیں ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چودواں (۱۴) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا بہتر واں (۷۲) نمبر ہے یعنی اکہتر (۷۱) سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

الرٰ یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

طرف اپنے رب کے حکم کے ساتھ غالب اور تعریفوں والے کے راستے کی طرف، وہ اللہ ہے جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ

میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور خرابی ہے کافروں کیلئے سخت عذاب کی۔ وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں دنیا کی زندگی کو

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ

آخرت کے مقابلے میں اور روکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے اور تلاش کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں کجی،

اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۙ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

یہ لوگ مبتلا ہیں دور کی گمراہی میں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اس کی قوم کی زبان میں تا کہ وہ بیان کرے ان کے سامنے،

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

پس اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا جس کو چاہتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ

نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر یہ کہ نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور یاد دلاؤ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ دن،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

بیشک اس میں البتہ بہت سی نشانیاں ہیں ہراس شخص کے لئے جو صبر کرنے والا شکر گذار ہے۔ اور جس وقت فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

اپنی قوم کو یاد کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں جس وقت اس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے، چکھاتے تھے

سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ

تمہیں برا عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں آزمائش تھی

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ع

تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخْرِجْ: نکال، ذَكِّرْهُمْ: انہیں نصیحت کر، صَبَّارٍ: بڑا صبر کرنے والا، شَكُوْرٍ: شکر کرنے والا، اَنْجٰىكُمْ: اس نے تمہیں نجات دی۔

ربط:

تفسیر بیان القران اور تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ سابقہ سورت یعنی سورۂ حجر کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر تھا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں ہے اور اس سورت یعنی سورۂ ابراہیم علیہ السلام کی ابتدا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے۔ کہ ہم نے یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتاری ہے تا کہ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لائیں۔

اہم نکات: قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات زیادہ کیوں ہیں؟

قرآن کریم میں عموماً موسیٰ علیہ السلام کے واقعات بنسبت دوسرے پیغمبروں کے زیادہ ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عرب کی سرزمین میں تعداد کے اعتبار سے مشرکوں کے بعد یہودی زیادہ تھے اور عرب کے لوگ ان یہودیوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے لین دین ہوتا تھا، واقعات سنتے سناتے تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے واقعات قرآن میں کثرت سے بیان کئے۔

بِاَيّٰمِ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟

اس کی دو تفسیریں آپ کو ملیں گی پہلی تفسیر تو یہ ہے کہ وہ دن جن میں اللہ تعالیٰ نے قوموں کو تباہ کیا تھا۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رحمت کی اور نعمتیں نازل کیں تو گویا یہ ہوئی ترغیب اور اگر عذاب کے دن مراد لیں تو یہ ہوگی ترہیب اور دونوں کے قرینے آگے موجود ہیں " اِنَّ فِيْ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ " صبر کا لفظ ترھیب کو چاہتا ہے کیونکہ سختی کے موقع پر صبر کیا جاتا ہے اور شکور کا لفظ یہ ترغیب کو چاہتا ہے کیونکہ نعمتوں کے بعد شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن نازل کرنے کا مقصد

الٓرٰ یہ حروف مقطعات ہیں اور ان کے متعلق سورۃ البقرہ میں عرض کیا جا چکا ہے۔ كِتٰبٌ یہ کتاب اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ جس کو ہم نے آپ ﷺ کی طرف نازل کیا لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے ربّ کے حکم سے

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ غالب اور تعریفوں والے کے راستے کی طرف، عزیز اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، معنی ہے غالب، حمید کا معنی ہے قابل تعریف۔ عزیز اور حمید کون ہے؟ اللّٰهِ الَّذِيْ وہ اللہ ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جس کے لئے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ پیدا بھی اسی نے کیا ہے تدبیر بھی وہی کرتا ہے اور ہر چیز کا تصرف بھی اسی کے اختیار میں ہے خدائی اختیارات کسی کو بھی حاصل نہیں ہیں وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اور خرابی ہے کافروں کے لئے سخت عذاب کی۔ دنیا کی آگ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو بچائے، اور ویل کے لفظی معنی خرابی، بربادی، ہلاکت کے بھی ہیں، کافروں کو عذاب دنیا میں آئے گا، قبر میں بھی آئے گا، میدان حشر میں بھی آئے گا پھر پل صراط پر آئے گا اور دوزخ میں آئے گا۔ کافر کون ہیں؟ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں دنیا کی زندگی کو عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت کے مقابلے میں یعنی ان کی ساری کوشش صرف دنیا کی زندگی کے لئے ہے نہ حلال حرام کی تمیز ہے نہ جائز ناجائز کی بس یہ سمجھتے ہیں دنیا آنی چاہیے اور آخرت کیلئے کچھ نہیں ہے۔

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے اپنے قول کے ساتھ بھی اور اپنے فعل کے ساتھ بھی لوگوں کو حق سے روکتے ہیں۔ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں کجی، اپنی مرضی کے مطابق اسلام کو چاہتے ہیں نام اسلام کا ہو اور مرضی اپنی ہو اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ یہ لوگ مبتلا ہیں دور کی گمراہی میں حق سے بہت دور ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

ہر نبی اپنی قوم اور زبان کا ہوتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ مگر اس کی قوم کی زبان میں جو قوم کی زبان تھی اسی زبان میں نبی آئے لِيُبَيِّنَ لَهُمْ تا کہ پیغمبر بیان کرے ان کے سامنے اور وہ سمجھیں۔

ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے:

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ پس اللہ تبارک وتعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور یہ بات کئی دفعہ بیان ہو چکی ہے کہ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت اس کو دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے " وَيُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ "۔ اور گمراہ کرتا ہے کافروں کو "وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ" اور گمراہ کرتا ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ نہ زبردستی کسی کو مسلمان بناتا ہے اور نہ زبردستی کسی کو کافر بناتا ہے اس نے انسان کو اختیار دیا ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دیکر، قرآن کریم میں ان کی نو نشانیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک عصا ہے کہ جب اس کو پھینکتے تھے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے سانپ اور اژدھا بن جاتا تھا، پھر جب اس پر ہاتھ رکھتے تھے تو وہ سانپ یا اژدھا لاٹھی بن جاتا تھا اور اس کے ذریعہ انہوں نے جادوگروں پر غلبہ بھی حاصل کیا، اور ایک نشانی یہ تھی کہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کے نکالتے تھے تو وہ اس طرح روشن ہو جاتا جیسے کوئی بڑا تیز بلب جل رہا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کی روشنی ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ طوفان، ٹڈی، قمل، وغیرہ کی، نشانیاں دیکر بھیجا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ یہ کہ نکال اپنی قوم کو مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اندھیروں سے روشنی کی طرف، کفر، شرک اور بدی کے اندھیروں سے ایمان، اسلام حق و توحید کی روشنی کی طرف وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اور یاد دلاؤ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دن۔ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کی وضاحت ہم اہم نکات میں کر آئے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ بیشک اس میں البتہ بہت سی نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو صبر کرنے والا تکلیفوں میں شکر گذار ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر۔

اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو آل فرعون کے مظالم سے نجات دلانا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اور جس وقت فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں ہیں اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ جس وقت اس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے يَسُوْمُوْنَكُمْ چکھاتے تھے تمہیں سُوْٓءَ الْعَذَابِ برا عذاب۔ وہ برا عذاب کیا تھا؟ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ اور اس میں بڑی آزمائش تھی امتحان تھا مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ

اور جب واضح اعلان کیا تمہارے پروردگار نے البتہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دوں گا اور البتہ اگر تم

كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۞ وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

ناشکری کرو گے بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اگر کفر اختیار کرو تم اور جو بھی زمین میں ہیں

جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ

سارے پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ البتہ بے پرواہ تعریفوں والا ہے۔ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان لوگوں کی جو تمہارے

قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ مع

سے پہلے تھے نوح علیہ السلام کی قوم اور قوم عاد اور قوم ثمود اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے نہیں جانتا ان کو کوئی بھی مگر صرف اللہ تعالیٰ،

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا

آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر پس لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں اور کہا انہوں نے ہم

اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

منکر ہیں اس چیز کے جو تم دیکر بھیجے گئے ہو۔ اور بیشک البتہ ہم شک میں ہیں اس چیز سے جس کے بارے میں تم ہمیں

تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۞

دعوت دیتے ہو وہ شک تردد میں ڈالتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَاَذَّنَ: اطلاع کی، لَاَزِيْدَنَّكُمْ: البتہ میں زیادہ دوں گا تمہیں، فَرَدُّوْٓا: تو انہوں نے لوٹائے، كَفَرْنَا: ہم نے انکار کیا، اُرْسِلْتُمْ: تمہیں بھیجا گیا، تَدْعُوْنَنَآ: تم ہمیں بلاتے ہو۔

ربط:

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ چلا آتا ہے اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا۔ اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی کہ شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتیں مزید دوں گا۔ اگر انکار کرو گے ناشکری کرو گے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

اہم نکات: منہ پر ہاتھ رکھنے سے کیا مراد ہے؟

اس میں بہت تفصیل ہے میں تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل اور فوائد عثمانیہ وغیرہ کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔

① ۔ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ تمام ضمیریں کفار کی طرف لوٹتی ہیں، کفار نے اپنے ہاتھ اپنے موہوں کی طرف لوٹا دیئے، کیونکہ پیغمبروں نے جب تبلیغ کی تو کافروں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے، کہ تبلیغ مت کرو۔

② ۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ تعجب کے طور پر ہاتھ منہ پر رکھے کہ یہ بھی کوئی باتیں ہیں جو یہ کرتے ہیں۔

③ ۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ پیغمبروں کی باتیں سن کر ان کو ہنسی آئی تو اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔

④ ۔ چوتھی تفسیر یہ ہے کہ کافروں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کہ ہمارے سے ہی سنو گے کہ "اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ"

⑤ ۔پانچویں تفسیر یہ ہے کہ اَيْدِيَهُمْ میں هُمْ ضمیر کفار کی طرف راجع ہے اور اَفْوَاهِهِمْ میں هُمْ ضمیر پیغمبروں کی طرف لوٹتی ہے کہ ان کفار نے اپنے ہاتھ پیغمبروں کے منہ پر رکھے کہ مت بولو۔

⑥ ۔ چھٹی تفسیر یہ کہ اَيْدِيَهُمْ کی ضمیر پیغمبروں کی طرف راجع ہے اَفْوَاهِهِمْ کی ضمیر بھی پیغمبروں کی طرف راجع ہے کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھ پیغمبروں کے منہ پر رکھے۔

⑦ ۔ ساتویں تفسیر یہ ہے کہ اَيْدِيْ يَدٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہے نعمت، پیغمبروں نے جو نعمتیں ان کے سامنے پیش کیں، توحید کی نعمت، رسالت کی نعمت، اخلاق حسنہ کی نعمت، وہ نعمتیں کافروں نے ان کے منہ پر دے ماریں، یعنی ردّ کر دیں۔

تفسیری نکات: اللہ کے شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ اور جب واضح اعلان کیا تمہارے پروردگار نے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ البتہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دونگا، وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اور البتہ اگر تم ناشکری کرو گے اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے۔سابقہ آیات سے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چل رہا تھا مگر درمیان میں اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کا انعام اور ناشکری پر سزا کا اعلان فرمایا۔وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ پس بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ البتہ بے پرواہ ہے لوگوں کی عبادت سے لوگوں کے اعمال کی اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ فی حد ذاتہ قابل تعریف ہے، تم اس کی تعریف کرو نہ کرو اس کی خدائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عذاب سے ہلاک ہونے والی قوموں کا تذکرہ:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کیا نہیں آئی خبر تمہارے پاس ان لوگوں کی جو تمہارے سے پہلے تھے قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کا قصہ تم نے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکو بڑی نعمتیں دی تھیں لیکن جب انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکو پانی میں ڈبو کے مار دیا وَّعَادٍ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عاد قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ ان کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے ان پر تندو تیز ہوا مسلط فرمائی اس ہوا نے ان کو ایسے مار ڈالا كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ جیسے کھجور کے تنے بڑے ہوتے ہیں۔ وَّثَمُوْدَ قوم ثمود میں حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا مگر جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز دی کہ اس کی وجہ سے زلزلہ پیدا ہوا اُن سب کے دل پھٹ گئے اور ختم ہو گئے وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ " اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتا ان کی کوئی بھی تفصیل اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے بغیر، بیشار قومیں دنیا میں آئی ہیں جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں سے بغاوت کی تو دنیا کے عذاب میں مبتلا ہوئے جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر حسی طور پر معجزات بھی دکھائے اور معنوی طور پر بھی بڑے معقول دلائل پیش کئے لیکن لوگوں نے نہیں مانا فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ پس انہوں نے لوٹائے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں، اس جملے کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں جن کو ہم اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا اور کہا انہوں نے بیشک ہم منکر ہیں بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ اس چیز کے جو تم دیکر بھیجے گئے ہو، ہم نہ توحید کو مانتے ہیں نہ رسالت کو مانتے ہیں اور نہ تمہاری باتوں کو مانتے ہیں وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ اور بیشک البتہ ہم شک میں ہیں اس چیز سے جس کے بارے میں تم ہمیں دعوت دیتے ہو مُرِيْبٍ وہ شک ہمیں تردد میں ڈالتا ہے قَالَتْ رُسُلُهُمْ ان کے پیغمبروں نے کہا اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے بارے میں شک ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لفظ فاطر "ط" کے ساتھ۔ فطور کے معنی میں بغیر نمونے اور مثال کے پیدا کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا کہ اس سے پہلے کوئی مثال یا ماڈل یا نمونہ نہیں تھا يَدْعُوْكُمْ وہ بلاتا ہے تمہیں لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ تا کہ وہ بخش دے تمہارے گناہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتا ہے اپنے پیغمبروں کے ذریعے، اپنی کتابوں کے ذریعے کہ آؤ اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگو وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور تا کہ وہ تمہیں مہلت دے ایک مدت مقرر تک یعنی اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مزید عمر دے گا۔ پیغمبروں کے جواب میں قَالُوْٓا لوگوں نے کہا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم مگر بشر ہمارے جیسے تُرِيْدُوْنَ چاہتے ہو تم اَنْ تَصُدُّوْنَا کہ ہمیں روک دو عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اس سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔ تم اس لئے آئے ہو کہ ہمارے باپ دادا کے معبودوں کو ہم سے چھڑانا چاہتے ہو فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ لاؤ تم ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل تا کہ ہم سمجھیں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

کہاان کے رسولوں نے کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور زمین کا۔ وہ تمہیں دعوت دیتا ہے تا کہ وہ بخش دے تمہارے گناہ اور تا کہ وہ تمہیں مہلت دے ایک مدت مقرر تک۔

قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

کہاانہوں نے نہیں ہوتم مگر بشر ہمارے جیسے چاہتے ہوتم کہ ہمیں روکو اس سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا لاؤ

فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

تم ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل۔ کہاان لوگوں کوان کے رسولوں نے نہیں ہیں ہم مگر بشر تمہارے جیسے اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ

یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

احسان کرتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ اور نہیں ہے ہمارے اختیار میں یہ کہ لائیں ہم تمہارے پاس کوئی دلیل

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا

مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر ہی چاہیے کہ توکل کریں۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم

نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ

توکل نہ کریں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور تحقیق ہمیں اس نے ہدایت دی ہے ہمارے راستوں کی اور البتہ ہم ضرور صبر کریں گے

عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ الَّذِیْنَ

ان تکلیفوں پر جو تم ہمیں دو گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر ہی چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے۔ اور کہا ان لوگوں

كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى

نے جو کافر تھے اپنے رسولوں کو البتہ ہم ضرور نکالیں گے تمہیں اپنی زمین سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہماری ملت میں۔ پس وحی بھیجی

اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ

پیغمبروں کی طرف ان کے رب نے البتہ ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔ اور البتہ ہم ضرور بسائیں گے تمہیں زمین میں

بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾

ان کے بعد، یہ وعدہ اس شخص کیلئے ہے جو خوف کھاتا ہے میرے سامنے کھڑے ہونے کا اور خوف کھاتا ہے میری دھمکی کا۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

اور انہوں نے فتح طلب کی اور نامراد ہو گیا ہر جبر کرنے والا ضدی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُؤَخِّرُكُمْ: وہ تمہیں ڈھیل دیتا ہے، تَصُدُّوْنَا: (یہ کہ) تم ہمیں روک دو، فَاْتُوْنَا: (پس) تم ہمارے پاس لاؤ، مِّثْلُكُمْ: تمہارے جیسے، يَمُنُّ: وہ احسان کرتا ہے، نَّاْتِيَكُمْ (بِ): (یہ کہ) ہم تمہیں دکھلائیں، اَلَّا نَتَوَكَّلَ: یہ کہ ہم بھروسہ نہ کریں، سُبُلَنَا: ہمارے راستے، لَنَصْبِرَنَّ: ہم ضرور صبر کریں گے، اٰذَيْتُمُوْنَا: تم نے ایذا دی ہمیں، لَنُخْرِجَنَّكُمْ: ہم تمہیں ضرور نکالیں گے، اَرْضِنَآ: ہماری زمین، فَاَوْحٰى: (پس) اس نے وحی اُتاری، لَنُهْلِكَنَّ: ہم ضرور ہلاک کریں، لَنُسْكِنَنَّكُمُ: ہم ضرور تمہیں آباد کریں گے، وَعِيْدِ: میری وعید، اِسْتَفْتَحُوْا: انہوں نے فیصلہ چاہا، خَابَ: ناکام ہوئے۔

ربط:

سابقہ آیات سے پیغمبروں اور ان کے امتیوں کی باہم گفتگو کا بیان ہو رہا تھا۔ ان آیات میں بھی انہی کا مکالمہ چل رہا ہے۔

اہم نکات: لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا کا کیا مطلب ہے؟

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کافروں نے کہا پیغمبروں سے کہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہماری ملت میں لوٹ آؤ۔ اب یہاں لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا کا کیا مطلب ہے؟ اس سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر پہلے ان کی ملت میں تھے۔ اس کی تین تفسیریں نقل کی گئی ہیں۔

① ۔ایک تو یہ کہ یہ تغلیباً کہا کہ تمہارے جو ساتھی ہیں وہ تو پہلے کافر تھے تو اس سلسلے میں پیغمبروں کو ان کے تابع کر کے کہا ورنہ پیغمبر تو آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی کفر و شرک نہیں کرتے۔

② ۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ عود کے معنی ہیں صیرورت کے لتصیرن تم آ جاؤ ہماری مِلّت میں، عود کے وہ معنی نہیں کہ ایک جگہ تھا پھر گیا پھر دوبارہ آیا۔

③ ۔تیسری تفسیر یہ ہے کہ جب تک انہوں نے تبلیغ نہیں کی تھی کافر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے ہی طرح کے خیال و افکار کے ہیں تو اب معنی یوں ہوگا کہ انہوں نے اپنے زعم فاسد سے یوں سمجھا کہ اب ہم سے نکل گئے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ میں فتح سے کیا مراد ہے؟

کس نے فتح طلب کی؟ تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں یہ تفسیر آپ کو ملے گی کہ کافروں نے فتح طلب کی (مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ) اور کافروں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر یہ سچ ہے "فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ" ایک جگہ آتا ہے اِنْ

تَسۡتَفۡتِحُوۡا فَقَدۡ جَآءَكُمُ الۡفَتۡحُ تو یہ کفار نے بھی فتح کے الفاظ کہے تھے ایک اور جگہ آئیگا "مَتٰی هٰذَا الۡفَتۡحُ" تو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر بھی صحیح ہے کہ وَاسۡتَفۡتَحُوۡا کی ضمیر کفار کی طرف لوٹائیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے اِسۡتَفۡتَحُوۡا کی ضمیر پیغمبروں کی طرف راجع ہے کہ پیغمبروں نے کہا کہ "رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ" تو قاعدے کے مطابق دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔ کسی کا کسی کے ساتھ کوئی تعارض نہیں۔

تفسیری نکات: پیغمبر بشر ہیں مگر ان پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے:

قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ کہا ان لوگوں کو ان کے رسولوں نے اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ نہیں ہیں ہم مگر بشر تمہارے جیسے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ اور لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ احسان کرتا ہے جس پر چاہتا ہے مِنۡ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے، ہم بشر ہیں انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں نبوت ورسالت عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی سے پیغمبر سے معجزہ ظاہر ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ لَنَآ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے ہمارے اختیار میں یہ کہ لائیں ہم تمہارے پاس کوئی دلیل مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ساتھ، آپ لوگ ہمارے سے مطالبہ کرتے ہو کہ معجزہ دکھاؤ یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر وہ چاہے تو معجزہ ظاہر ہوتا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہیے کہ مومن توکل کریں وَمَا لَنَآ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ کہ ہم توکل نہ کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وَقَدۡ هَدٰٮنَا سُبُلَنَا اور تحقیق ہمیں اس نے ہدایت دی ہے ہمارے راستوں کی جو ہمارے حق کے راستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ہمیں اعتماد کرنا چاہیے اور سن لو وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيۡتُمُوۡنَا اور البتہ ہم ضرور صبر کریں گے ان تکلیفوں پر جو تم ہمیں دو گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی چاہئے کہ توکل کرنے والے توکل کریں۔

جب قوموں نے پیغمبروں کو تنگ کیا تو انہوں نے اللہ سے مدد مانگی:

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِرُسُلِهِمۡ اپنے رسولوں کو لَنُخۡرِجَنَّكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَآ البتہ ہم ضرور نکالیں گے تمہیں اپنی زمین سے اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہماری ملت میں ہمارا عقیدہ اپناؤ اور ہمارا عمل اختیار کرو ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یہ باتیں ہو رہی تھی کہ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ پس وحی بھیجی پیغمبروں کی طرف ان کے رب نے کہ تم گھبراؤ نہیں لَنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ البتہ ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ اور البتہ ہم ضرور بسائیں گے تمہیں زمین میں مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ان کے بعد، یہ تمہیں نکلنا چاہتے ہیں ہماری قدرت دیکھو ہم ان کو تباہ کر دیں گے اور زمین تمہارے حوالے کر دیں گے ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ یہ وعدہ

ہے اس شخص کے لئے جو خوف کھاتا ہے میرے سامنے کھڑے ہونے کا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں گا اور اللہ تعالیٰ بندوں سے پوچھیں گے کہ تو نے جو زندگی تجھے دی گئی کیا اس کو ہمارے احکام وفرامین کے مطابق بسر کیا؟ وَخَافَ وَعِيْدِ اور خوف کیا ہے میری دھمکی کا، وعید کا معنی دھمکی کہ نافرمانوں کو دوزخ میں بھیجوں گا سخت سزا دوں گا ظالموں کو تباہ کروں گا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ. وَاسْتَفْتَحُوْا فتح کا معنی ہوتا ہے فیصلہ کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں نے فتح طلب کی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور نامراد ہو گیا ہر جبر کرنے والا ضدی، جو حق کے ساتھ عناد رکھتا تھا دشمنی رکھتا تھا ضدی تھا، وہ تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر محفوظ رہے۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿16﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

اس کے آگے جہنم ہے اور پلایا جائے گا اس کو پیپ والا پانی اس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا۔ اور نہیں قریب کہ اس کو حلق سے

وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿17﴾ مَثَلُ

اتار سکے اور آئے گی اس کے پاس موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرے گا اور اس کے آگے عذاب ہوگا۔ مثال ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا

لوگوں کی جو کافر ہیں اپنے رب کے، انکے اعمال راکھ کی طرح ہیں۔ سخت ہو گئی ہے ان کے ساتھ ہوا شدید آندھی کے دن، نہیں

يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿18﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

قادر ہوں گے وہ اس چیز میں سے کسی شے پر جو انہوں نے کمائی ہے یہ گمراہی ہے دور کی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿19﴾ وَّمَا ذٰلِكَ

نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو حق کے ساتھ اگر وہ چاہے تو لے جائے تم کو اور لے آئے نئی مخلوق۔ اور نہیں ہے یہ چیز

عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿20﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

اللہ تبارک وتعالیٰ پر کوئی مشکل۔ اور ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے سب، پس کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جنہوں نے تکبر کیا

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ

بیشک ہم تمہارے تابع تھے پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی۔ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں

هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿21﴾ ع ۱۵

ہدایت دیتا تو ہم تمہاری راہنمائی کرتے، برابر ہے ہم پر، ہم بے قراری کا اظہار کریں یا صبر کریں نہیں ہے ہمارے لئے کوئی چھٹکارا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَّرَآىِٕهٖ: اس کے آگے، صَدِيْدٍ: پیپ، يَّتَجَرَّعُهٗ: وہ اسے گھونٹ کر کے پیے گا، لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ: وہ اسے نگل نہیں سکے گا، كَرَمَادِ: جیسے راکھ، اشْتَدَّتْ بِهِ: اسے تیزی کے ساتھ (لے جائے)، تَبَعًا: تابع، مُغْنُوْنَ: ہٹانے والے، لَهَدَيْنٰكُمْ: ہم تمہیں راہ بتلا دیتے، جَزِعْنَآ: ہم آہ فریاد کریں، صَبَرْنَا: ہم صبر کریں، مَحِيْصٍ: بچنے کی جگہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں کافر قوموں کا تذکرہ ہوا کہ انہوں نے اپنے اپنے دور میں پیغمبروں اور رسولوں کو ستایا اور اپنے لیے ابدی عذاب کے خریدار بنے۔ اب جہنم کے عذابوں اور وہاں جانے والے جہنمیوں کی باتوں اور ان کی وہاں بے بسی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: جہنمی روز مرنے کے قریب ہوگا مگر مرے گا نہیں:

مِنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ اس کے آگے جہنم ہے، یاد رکھنا! نہ جنت دور ہے اور نہ دوزخ دور ہے پس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قبر میں جانے کے بعد یا جنت کے ساتھ تعلق ہوگا یا دوزخ کے ساتھ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ اور پلایا جائے گا اس کو پیپ والا پانی يَّتَجَرَّعُهٗ اس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیے گا جیسے گرم چائے کو آدمی گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا ہے تو وہ پانی اتنا گرم ہوگا کہ لسی اور شربت کی طرح نہیں پی سکے گا بلکہ وہ گرم کڑوا اور بدبودار ہوگا لہٰذا گرم ہونے کی وجہ سے اور کڑواہٹ اور نفرت کی وجہ سے گھونٹ گھونٹ کر کے پیے گا وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ اور نہیں قریب کہ اس کو حلق سے اتار سکے لسی اور شربت کی طرح اور کیا پوچھتے ہو وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ اور آئے گی اس کے پاس موت ہر طرف سے لیکن وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور وہ نہیں مرے گا۔ اس لئے نہیں مرے گا کہ اگر مر گیا تو سزا کون بھگتے گا وہاں تو لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (سورۃ الاعلیٰ) "نہ وہاں (دوزخ میں) مرے گا اور نہ جیے گا"۔ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ اور اس کے آگے عذاب ہوگا سخت، جوں جوں آگے بڑھتا جائیگا عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے ساتھ کہ اس کے احکام کا انکار کیا ہے اَعْمَالُهُمْ انکے اعمال كَرَمَادِ راکھ کی طرح ہیں اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ سخت ہوگئی ہے ان کے ساتھ ہوا شدید آندھی کے دن، ان کے اعمال کو راکھ کا ڈھیر سمجھو کہ دیکھنے میں بڑا نظر آتا ہے لیکن راکھ کا وزن نہیں ہوتا اور جب آندھی اور طوفان آتا ہے تو سب اڑ جاتا ہے، کافروں کے نیک اعمال کا بھی یہی حال ہوگا لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

عَلٰى شَيْءٍ نہیں قادر ہوں گے وہ اس چیز سے کسی شے پر جو انہوں نے کمائی ہے لہذا محض عمل پر خوش نہ ہو اس کی بنیاد کو پختہ کرو کہ عقیدہ درست کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور اخلاص کے ساتھ کرو اور سنت کے مطابق ہو ورنہ عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یہ گمراہی ہے دور کی، اعمال تم کرتے رہو اور تمہارے کام نہ آئیں اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا تو نہیں جانتا اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، آسمان کتنے بڑے ہیں یہ زمین کتنی بڑی ہے اس میں حق ہے یہ کسی خالق نے پیدا کی ہے از خود تو نہیں بنی اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم کو لے جائے فنا کر دے ایک آن اور ایک لمحے میں اور لے آئے نئی مخلوق اس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور نہیں ہے یہ چیز اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل۔

جہنم میں طاقتور اور کمزور سب کافر بے بس ہوں گے:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا اور ظاہر ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے سب، ساری کائنات ساری مخلوق اکٹھی ہوگی، فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا پس کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جنہوں نے تکبر کیا یعنی جنہوں نے ووٹ دیئے اور وہ جن کو ووٹ دیئے گئے تو چھوٹے بڑوں کو کہیں گے، کمزور طاقتوروں کو کہیں گے اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا تبعا تابع کی جمع ہے، بیشک ہم تمہارے تابع تھے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہم سے مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے کچھ بھی، دنیا میں ہم نے تمہارا ساتھ دیا کیا یہاں تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارا دلا سکتے ہو؟ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل بڑی نعمت دی ہے اس کے ساتھ سمجھے تو بڑا کچھ کر سکتا ہے۔ تو بظاہر متکبر ماتحتوں کو کہیں گے قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمہاری رہنمائی کرتے اب اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر اور کتابیں بھیجیں۔ واعظین بھیجے سمجھانے والے بھیجے اگر ہمیں ہدایت نصیب ہوتی تو ہم تمہاری رہنمائی کرتے سَوَآءٌ عَلَيْنَآ برابر ہے ہم پر اَجَزِعْنَآ ہمزہ استفہام کا ہے کہ چاہے ہم جزع فزع کریں گھبراہٹ کا اظہار کریں اَمْ صَبَرْنَا یا ہم صبر کریں، چاہے شور مچائیں چاہے صبر کریں مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ نہیں ہے ہمارے لئے کوئی چھٹکارا۔ یہ سزا تم بھی بھگتو گے اور ہم بھی بھگتیں گے ظالم اور ان کے معاون برابر کی سزا بھگتے گے۔ ٥

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

اور کہے گا شیطان جس وقت معاملہ طے کیا جائے گا، بیشک اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ سچا وعدہ اور میں نے بھی

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ

وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ پس میں نے خلاف ورزی کی تمہارے ساتھ اور نہیں تھا میرے لئے تمہارے اوپر کوئی جبر، مگر یہ کہ

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا

میں نے تم کو دعوت دی پس تم نے قبول کرلیا میری دعوت کو۔ پس تم نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو، میں نہیں

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ

چھڑا سکتا تم کو اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو بیشک میں انکار کرتا ہوں اس چیز کا کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے، بیشک

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿22﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

ظالموں کیلئے عذاب ہے دردناک۔ اور داخل کئے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے اچھے، باغات

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ

میں، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں اپنے رب کے حکم کے ساتھ۔ ملاقات ان کی ہوگی

فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿23﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

باغات میں سلام کے لفظ کے ساتھ۔ کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے بیان کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مثال پاک کلمے کی جیسا

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿24﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ

کہ ایک پاکیزہ درخت ہوتا ہے جڑیں اس کی مضبوط ہیں اور شاخیں اس کی آسمان کی طرف پہنچی ہوئی ہیں۔ لاتا ہے وہ درخت

حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿25﴾

اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم کے ساتھ اور بیان کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مثالیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَعَدَكُمْ: (اللہ نے) تم سے وعدہ کیا، وَعَدْتُّكُمْ: میں نے تم سے وعدہ کیا، فَاَخْلَفْتُكُمْ: (تو) میں نے تم سے وعدہ خلافی کی، دَعَوْتُكُمْ: میں نے تمہیں بلایا، فَاسْتَجَبْتُمْ: (تو) تم نے میرا کہنا مان لیا، فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ: لہٰذا تم مجھے ملامت نہ کرو، لُوْمُوْٓا: ملامت کرو، بِمُصْرِخِكُمْ: تمہارا مدد گار، بِمُصْرِخِيَّ: میرے مدد گار، كَفَرْتُ: میں نے انکار کیا، اَشْرَكْتُمُوْنِ: تم نے مجھے شریک بنایا، ضَرَبَ: بیان کیا، اَصْلُهَا: اس کی جڑ، ثَابِتٌ: مضبوط ہے، فَرْعُهَا: اس کی شاخیں۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں آپ نے پڑھا کہ جہنم میں جو ضعیف تھے وہ بڑوں کے پاس جائیں گے۔ اب یہ

سارے رل مل کے جو بڑا لیڈر تھا ان تمام کا اس کے پاس جائیں گے اور وہ شیطان ہے کہیں گے کہ تو ہمیں دنیا میں سبز باغ دکھایا کرتا تھا اب تو ہی کچھ کرے۔ جب معاملہ شیطان تک پہنچے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا اور میں نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے کوئی وعدہ خلافی نہیں کی ہے اب جو تم میرے پاس آئے ہو تو کیوں آئے ہو، میرا کوئی تمہارے اوپر جبر تھا؟

اہم نکات: کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی مثال:

کلمۃ طیبہ سے اصطلاحی کلمہ طیبہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سے ہر اچھی بات بھی مراد ہوسکتی ہے مثلاً میں کہتا ہوں سچ بولو یہ کلمہ طیبہ ہے جھوٹ مت بولو یہ کلمہ طیبہ ہے۔ تو کلمہ طیبہ کی مثال جیسا شجرۃ طیبہ پاکیزہ درخت کے ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی تفسیر کی ہے جیسا کہ تفسیر درمنثور، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں روایت ہے کہ جیسا کھجور کا درخت ہوتا ہے کہ تنا اس کا زمین میں مضبوط ہے اور شاخیں اس کی آسمان کی طرف دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس کے اوپر پھل لگتا ہے ہر موسم میں، تو اسی طرح سمجھو کہ کلمہ طیبہ بھی ہے کہ جب وہ دل میں مضبوط ہو اس سے اعمال کی شاخیں پھوٹتی ہیں، نماز، روزہ وغیرہ کی اور عبادات پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثمرات مرتب ہوتے ہیں، وہ پھل ہر وقت لگتے ہیں۔

اور فرمایا کہ کلمہ خبیثہ کی مثال کفر ہے، شرک ہے، ہر بدی کا کلمہ ایسا ہے جیسا کہ حنظل کا درخت ایلوا یعنی یہ کڑوا ہوتا ہے اور اس کا تنا بھی نہیں ہوتا بلکہ زمین پر بچھا ہوتا ہے اور پھر اس کو اکھاڑ بھی دیا گیا ہو اسی طرح کلمہ کفر ہے کہ نہ اس کا تنا ہوتا ہے اور نہ اس کی بلندی ہوتی ہے اور نہ اس کی مضبوطی ہوتی ہے، کفر کا پودا بھی زمین پر پڑا رہتا ہے اور کفر کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔

تفسیری نکات: اہل جہنم کا شیطان کے پاس آنا اور اس کا جواب:

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اور شیطان یعنی ابلیس کہے گا لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ جس وقت معاملہ طے کیا جائے گا مجرموں کیلئے عذاب کا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا سچا وعدہ حق کا وعدہ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ پس میں نے خلاف ورزی کی تمہارے ساتھ میں وعدہ پورا نہیں کرسکا، میں نے کہا تھا کچھ نہیں ہوتا جو چاہے کرتے پھرو بخشے جاؤ گے جنت مل جائیگی لیکن یہ بات تو بتلاؤ کہ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا میرے لئے تمہارے اوپر کوئی جبر کوئی زور۔ تم جو میرے پاس اکٹھے ہو کر آئے ہو میں نے تم سے کوئی جبراً بُرائی کرائی ہے اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ پس تم نے

قبول کرلیا میری دعوت کو میری بات کو میری بات تم نے مان لی کیوں مانی تھی فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پس تم نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو میری بات نہ مانتے، میں نے کون سے تمہاری گردنوں میں رسیاں اور لگا میں ڈالی ہوئیں تھیں۔ میں نے کون سے جبراً گناہ کروائے ہیں میں نے تمہیں دعوت دی تم نے قبول کرلی اب مجھے نہ ملامت کرو اپنے نفسوں کو ملامت کرو مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ میں نہیں چھڑا سکتا تم کو اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ بیشک میں انکار کرتا ہوں اس چیز کا کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے زبردستی، میں انکار کرتا ہوں میں رب کا شریک نہیں ہوں اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بیشک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

جنت والوں کا تذکرہ:

نافرمانوں کے ذکر کے بعد فرماں برداروں کا ذکر ہے وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور داخل کئے جائیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل اچھے کئے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم کے ساتھ، اس ہیشگی کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ ہم محدود زندگی میں ہیں تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ملاقات ان کی ہوگی باغات میں لفظ سلام کے ساتھ "تحیہ" کا معنی ہے کہ جب کوئی ملتا ہے تو پنجابی میں کہتا ہے جی آیا نوں اور فارسی والے کہتے ہیں خوش آمدید، پشتو والے کہتے ہیں ہر کلا راشا اور انگریزی والے ویلکم کہتے ہیں، تو بہر حال ان کی جو آپس میں آؤ بھگت ہوگی وہ سلام کے لفظ کے ساتھ ہوگی۔

حق اور باطل کی مثال:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا نہیں دیکھا آپ نے كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کیسے بیان کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مثال كَلِمَةً طَيِّبَةً کلمہ طیبہ کی۔ وہ کلمہ طیبہ ہے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ جیسا کہ ایک پاکیزہ درخت ہوتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ کھجور کا درخت ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ جڑیں اس کی مضبوط ہیں اس کا تنا بڑا مضبوط ہوتا ہے وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اور شاخیں اس کی آسمان کی طرف پہنچی ہوئی ہیں تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ لاتا ہے وہ درخت اپنا پھل ہر وقت بِاِذْنِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم کے ساتھ، اس کی جڑیں مضبوط ہیں تنا بڑا طاقتور ہے شاخیں اوپر کو پہنچی ہوئی ہیں پھل ساتھ لگا ہوا ہے اسی طرح کلمہ طیبہ ہے مومن کے دل میں اس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور ساتھ پھل لگتے ہیں نماز روزے کے کبھی حج کرتا ہے کبھی عمرہ کرتا ہے کبھی زکوٰۃ دیتا ہے کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے کبھی قرآن شریف پڑھتا ہے کبھی درود شریف پڑھتا ہے یہ سب اس درخت کی شاخیں اور پھل ہیں وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

لِلنَّاسِ اور اللہ تبارک وتعالیٰ مثالیں بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، کیونکہ مثال کے ذریعے آدمی بات جلدی سمجھتا ہے۔ باطل کی مثال آگے آتی ہے۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿26﴾

اور مثال گندے کلمے کی جیسے گندہ پودا ہے جو بکھیر دیا گیا ہو زمین کے اوپر نہیں ہے اس کیلئے کوئی ٹھہراؤ ثابت رکھے گا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ

اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے مضبوط بات کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بہکاتا ہے

اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿27﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

اللہ تبارک وتعالیٰ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے تبدیل کیا اللہ تعالیٰ

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿28﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ

کی نعمت کو ناشکری کی شکل میں اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔ جہنم میں اس میں داخل ہونگے اور وہ

الْقَرَارُ ﴿29﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

برا ٹھکانہ ہے۔ اور انہوں نے بنائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے شریک تاکہ وہ بہکائیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿30﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں فائدہ اٹھالو پس بیشک تمہارا ٹھکانہ دوزخ کی طرف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے ان بندوں کو

اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

جو ایمان لائے ہیں نماز قائم کریں اور خرچ کریں اس میں سے جو ہم نے انکو رزق دیا ہے خفیہ طور پر اور کھلے طور پر پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿31﴾

اس سے کہ وہ دن آئے کہ جس میں کوئی خرید وفروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی ہوگی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَبِيْثَةٍ: گندا، خبیث، اُجْتُثَّتْ: اکھاڑ لیا گیا، قَرَارٍ: ثبات، استحکام، بَدَّلُوْا: بدل دیا، اَحَلُّوْا: اتارا، پہنچایا، اَلْبَوَارِ: ہلاکت، يَصْلَوْنَهَا: وہ داخل ہوں گے اس میں، مَصِيْرَكُمْ: تمہارا انجام، يُقِيْمُوْا: وہ قائم کریں، يُنْفِقُوْا: وہ خرچ کریں، خِلٰلٌ: دوستی۔

ربط:

سابقہ آیات میں شجرہ طیبہ کا بیان ہوا اب شجرہ خبیثہ کا بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: شجرہ خبیثہ یعنی باطل کی مثال:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ اور مثال گندے کلمے کی اس سے مراد کفر کا کلمہ ہے، شرک کا کلمہ ہے نافرمانی کا کلمہ ہے كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ جیسے گندا پودا ہے، درخت اسے کہتے ہیں جس کا تنا ہو اور جو زمین پر بچھا رہے اس کو پودا کہتے ہیں یہاں پر درخت مجازاً بولا ہے اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ جو بکھیر دیا گیا ہو زمین کے اوپر۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ حنظلہ ہے جس کو ایلوا اور کوڑ تما کہتے ہیں ویسے تو یہ ہر علاقے میں ہوتا ہے مگر میانوالی کے علاقے میں زیادہ ہوتا ہے اس کی بیلیں زمین پر پھیلی ہوتی ہیں جیسے تربوز کی بیل زمین کے اوپر پھیلی ہوتی ہے۔ اس کا پھل انتہائی کڑوا ہوتا ہے مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ نہیں ہے اس کیلئے کوئی ٹھہراؤ کوئی ثبات يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثابت رکھے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مضبوط بات کے ساتھ دنیا کی زندگی میں وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں، قبر میں ایمان کی قوت اور عمل صالح کی برکت سے اور اخلاص سے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو مزید نیکیاں کرنے کی توفیق عطا کریں گے وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور بہکاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ظالموں کو وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اور اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

مکہ کے کفار کی ناشکری:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا جنہوں نے تبدیل کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کو ناشکری کی شکل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کو کفر کی شکل میں بدل دیا۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مکہ والوں کو حرم جیسی جگہ عطا فرمائی جہاں پورا امن ہے کوئی کسی کو تنگ نہیں کرتا ہے، حرم سے باہر لڑائیاں ہوتی تھیں جھگڑے ہوتے تھے ایک دوسرے کو اٹھا کر لے جاتے تھے لیکن حرم میں لڑائی جھگڑے چوری کوئی چیز نہیں ہوتی تھی اہل مکہ مزے کے ساتھ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی برکت سے ان کو روزی دی ہے امن دیا ہے اس گھر والے کی عبادت کرتے انہوں نے الٹا اس گھر میں تین سو ساٹھ بت رکھ کر ان کی پوجا شروع کر دی کتنی ناشکری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عظمیٰ عطا کی کہ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے ان کو مجنوں کہا مفتری کہا ساحر اور کذاب کہا اور جو ان کی زبان پر آتا تھا وہ کہتے تھے اس طرح انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کو کفر کے ساتھ بدل دیا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ

الْبَوَارِ اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں، وہ ہلاکت کا گھر کون سا ہے؟ جَهَنَّمَ جہنم میں لے گئے سب کو اکٹھا کر کے جماعت کی شکل میں یَصْلَوْنَهَا اس میں داخل ہوں گے وَبِئْسَ الْقَرَارُ اور وہ برا ٹھکانہ ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور انہوں نے بنائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے شریک، وہ گھر جو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کیلئے قائم کیا گیا تھا اس کی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ تا کہ وہ بہکائیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تَمَتَّعُوْا فائدہ اٹھالو، کتنا عرصہ کھاؤ پیو گے فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ پس بیشک تمہارا ٹھکانہ دوزخ کی طرف ہے ہمیشہ کی ذلت اور عذاب میں مبتلا رہو گے قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں صحیح معنی میں بندے یہی ہیں يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وہ نماز قائم کریں، تمام عبادات میں ایمان کے بعد اہم عبادت نماز ہے جس کی کسی حالت میں معافی نہیں ہے وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور خرچ کریں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے مال دیا ہے سِرًّا مخفی طور پر وَّعَلَانِيَةً اور کھلم کھلا بھی خرچ کریں، اگر کوئی شخص ریا کاری سے بچا ہوا ہے تو کھلا صدقہ خیرات کر سکتا ہے مگر مخفی دے تو بہت اچھا ہے تا کہ اس میں ریا کاری کا سوال ہی پیدا نہ ہو مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ کہ جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی، اور نہ کوئی دوستی ہوگی، اور وہ قیامت کا دن ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔ اور اس نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی۔

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ

پس نکالا اس نے اس پانی کے ذریعے پھلوں کو رزق تمہارے لئے۔ اور تابع کیا تمہارے لئے کشتیوں کو تا کہ وہ چلیں سمندر میں

بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿32﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ

اس کے حکم کے ساتھ۔ اور تابع کیا ہے تمہارے لئے نہروں کو۔ اور کام میں لگا دیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو دونوں چلتے

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿33﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ

ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات کو اور دن کو۔ اور دی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم شمار کرو تو

اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿34﴾ ع ۵ / ۱۷

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تم شمار نہیں کر سکتے بے شک انسان البتہ بڑی ناانصافی کرنے والا ناشکرا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دَآىِٕبَيْنِ: چلتے رہنے والے، سَاَلْتُمُوْهُ:(جو) تم نے مانگا، تَعُدُّوْا:(اگر) تم شمار کرو، لَا تُحْصُوْهَا: تم شمار نہ کر سکو گے انہیں، لَظَلُوْمٌ: بڑا بے انصاف۔

ربط:

سابقہ آیات میں آیا تھا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور ان کفار و مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب کچھ تو میں نے بنایا ہے وہ معبودان باطلہ شریک کس چیز میں ہیں؟ شریک ہوتے تو کچھ نہ کچھ دخل ان کا ان چیزوں کے بنانے میں ہوتا لیکن ایسا بالکل بھی نہیں۔

تفسیری نکات: زمین و آسمان اور اس میں تمہاری راحت کے لیے پیدا کی گئی چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو، کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں کسی اور کا حصہ ہے؟ اور یہ بات کفار و مشرکین بھی مانتے تھے جب ان سے سوال کیا جاتا تھا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اسی نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی بارش فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ پس نکالے اللہ تعالیٰ نے اس بارش کے ذریعے پھل رزق تمہارے لئے، اس بات کو مشرک بھی تسلیم کرتے تھے جب ان سے پوچھا جاتا تھا بارش کس نے نازل کی؟ کہتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل کی ہے، یہ فصلیں سبزیاں کس نے پیدا کی ہیں؟ کہتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کی ہیں وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ اور اس نے تابع کیا تمہارے لئے کشتیوں کو لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ تاکہ وہ چلیں سمندر میں بِاَمْرِهٖ ۚ اس کے حکم کے ساتھ، کشتیوں کے ذریعے ادھر کا سامان ادھر اور ادھر کا سامان ادھر لاتے ہیں اور سواریوں کو بھی لے جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کون سی ذات ہے جس نے ان کشتیوں کو تمہارے تابع کیا ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ اور تابع کیا ہے تمہارے لئے نہروں کو کہ بڑی نہروں سے چھوٹی نہریں نکالو پھر ان سے کھال نکالو اور آبپاشی کرو ان کے ذریعے اناج اگاؤ، باغات لگاؤ یہ چیزیں کس نے پیدا کی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، پھر یہ جھوٹے معبودان باطلہ اللہ تعالیٰ کے شریک کس طرح بن گئے؟ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے کام میں لگا دیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو، سورج کے فوائد کو ساری دنیا جانتی ہے اس کی تپش اس کی حرارت کا فصلوں پر اثر ہوتا ہے، انسانوں اور حیوانوں کی صحت پر اس کا اثر ہوتا ہے، باغات کے پھلوں پر اس کا اثر ہے چاند کی مدھم روشنی کا ساری چیزوں پر اثر ہوتا ہے یہ تمہاری خدمت میں چاند و سورج کو کس نے لگایا ہے دَآىِٕبَيْنِ ۚ لگاتار دونوں چلتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور تمہارے کام میں لگا دیا رات کو اور دن کو، رات اس لئے کہ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن اس لیے کہ تم اس میں روزی کماؤ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ اور دی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی۔

سوال: یہاں لفظ کل ہے تو معنی ہوگا کہ جو بھی چیز تم نے مانگی اللہ نے دی، حالانکہ یہ مشاہدہ کے خلاف ہے، ہر وہ چیز جو ہم مانگتے ہیں ہمیں نہیں ملتی۔

اس کا آسان جواب وہ ہے جو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ من تبعیضیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر اس چیز سے جو تم مانگتے ہو اُس میں سے بعض دیتا ہے، حسب مصالحکم (تمہاری مصلحت کے مطابق)۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم شمار کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کو تم شمار نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں کچھ ظاہری ہیں اور کچھ باطنی ہیں اور اتنی ہیں کہ تم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ بیشک انسان بڑی ناانصافی کرنے والا ناشکرا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ہم بڑے ناشکرے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب بنا دے شہر کو امن والا اور بچا مجھ کو اور میرے بیٹوں کو اس بات سے کہ ہم بتوں کی

الْاَصْنَامَ ﴿35﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

عبادت کریں۔ اے میرے رب بیشک انہوں نے گمراہ کیا ہے بہت سارے لوگوں کو پس وہ شخص جس نے میری پیروی کی

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿36﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ

پس بیشک وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس بیشک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں۔ اے ہمارے رب بیشک میں

اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

نے ٹھہرایا ہے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایسے میدان میں جو کھیتی والا نہیں ہے آپ کے عزت والے گھر کے پاس۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ

اے ہمارے رب تا کہ وہ قائم کریں نماز۔ پس کر دے کچھ لوگوں کے دلوں کو مائل ان کی طرف اور رزق دے ان کو

الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿37﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ

پھلوں سے تا کہ یہ شکر ادا کریں۔ اے ہمارے رب آپ جانتے ہیں جس چیز کو ہم چھپاتے ہیں اور جس چیز کو ہم ظاہر کرتے

وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ

ہیں اور نہیں ہے مخفی اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ رب جس نے مجھے

عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ

عطا کئے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام بیشک میرا رب البتہ دعا سننے والا ہے۔ اے میرے رب بنا مجھ کو

الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا

نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی اے ہمارے رب اور آپ قبول کریں دعا میری۔ اے ہمارے رب

اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع ۱۸

بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو جس دن قائم ہوگا حساب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُجْنُبْنِیْ: مجھے بچائے رکھیے، اَضْلَلْنَ: انہوں نے گمراہ کیا، تَبِعَنِیْ: میری پیروی کی، عَصَانِیْ: میری نافرمانی کی، اَسْكَنْتُ: میں نے ٹھہرایا، بِوَادٍ: وادی میں، تَهْوِیْٓ: مائل ہوں، اُرْزُقْهُمْ: انہیں عطا فرما، نُخْفِیْ: ہم چھپاتے ہیں، نُعْلِنُ: ہم ظاہر کرتے ہیں، وَهَبَ: عطا فرمایا، دُعَآءِ: میری دعا، لِوَالِدَیَّ: میرے والدین کو۔

ربط:

اوپر شرک کا رد تھا یہ مشرکین شرک کا جواز یوں ثابت کرتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں اور ہمارا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہوتا چلا آرہا ہے، بے شک ہزاروں سالوں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین باقی رہا، لیکن پہلا بدبخت انسان عامر بن لحی تھا جس نے شرک کیا یہ بخاری کی روایت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آڑھائی سو سال پہلے کی بات ہے۔ اس سے پہلے تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے بت پرستی شروع کرائی۔

تو یہ لوگ اپنے کو ابراہیمی کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کو بیان کیا کہ تم دین اور عقائد میں کہاں کھڑے کہاں ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیح اور سچے عقائد کیا تھے وہ تو یوں فرماتے ہیں واجنبنی وبنی ان نعبدالاصنام کہ مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا اور تم لوگ انہیں بتوں کی عبادت کرتے ہو یہ کیسے تم ابراہیمی ہو۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اے رب بنا دے اس شہر کو امن والا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور بچا مجھ کو اور میرے بیٹوں کو اس بات سے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بیشک ان بتوں نے گمراہ کیا ہے بہت سارے لوگوں کو۔ بتوں کے گمراہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سبب بنے ہیں گمراہ تو شیطان نے کیا ہے نفس امارہ نے کیا ہے فَمَنْ تَبِعَنِيْ پس وہ شخص جس نے میری پیروی کی فَاِنَّهٗ مِنِّيْ پس بیشک وہ مجھ سے ہے یعنی میرا ہے میرے طریقہ اور میرے مذہب پر ہے وَمَنْ عَصَانِيْ اور جس نے میری نافرمانی کی فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بیشک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں وہ آپ کا معاملہ ہے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بیشک میں نے ٹھہرایا ہے بسایا ہے، اپنی اولاد میں سے بعض کو بِوَادٍ ایسے میدان میں غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ جو کھیتی والا نہیں ہے عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ آپ کے عزت والے گھر کے پاس۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑ کر جانا:

جہاں زم زم کا کنواں ہے یہاں ایک درخت ہوتا تھا اس کے سائے کے نیچے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ٹھہرایا اور فرمایا کہ تم اپنے بچے کے ساتھ یہاں رہو میں جا رہا ہوں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا واپس شام جا رہا ہوں اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا يَا اِبْرَاهِيْمُ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے دریافت فرمایا اے ابراہیم یہاں ہمیں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو، یہاں نہ کوئی بندہ نہ کوئی مکان ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور جا رہے ہیں حضرت ہاجرہ علیہا السلام پیچھے پیچھے جا رہی ہیں باہر صفا کی طرف نکلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے آواز دی "ء الله امرك بهذا "۔کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ دو اور خود چلے جاؤ، قال نعم "۔حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمایا ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے، کہنے لگی " اذا لا يضعنا "۔اس وقت وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ کا حکم سرآنکھوں پر جو وہ فرماتے ہیں وہ صحیح ہے، آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے جہاں نہ کوئی مکان ہو نہ کوئی بندہ ہو نہ کوئی چیز کھانے کی ہو اور نہ پینے کی ہو اور عورت ذات اللہ کا حکم مان کر ٹھہر جائے اور دودھ پیتا بچہ بھی ساتھ ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام پانی کا مشکیزہ اور تھوڑی سی کھجوریں دے گئے۔ وہ کتنا عرصہ تک چل سکتی تھیں کھجوریں بھی ختم ہو گئیں اور پانی بھی ختم ہو گیا۔

اس زمانہ میں صفا مروہ کے درمیان نالہ ہوتا ہے جہاں پر " میلین اخضرین "۔کے نشان ہیں اور مرد وہاں سے بھاگ کر گزرتے ہیں، حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا کی چوٹی پر چڑھیں کہ کوئی بندہ نظر آئے پھر مروہ کی طرف گئیں اور نالے والی جگہ سے دوڑ کر گذریں مروہ کی چوٹی پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی نظر آئے پھر صفا کی طرف آئیں سات چکر لگائے پھر

واپس آئیں بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا بڑی پریشان تھیں غیبی آواز آئی گھبراؤ مت انہوں نے کہا آواز دینے والے امداد کر بچے کی تو جان نکل رہی ہے، جہاں اسماعیل علیہ السلام نے ایڑیاں رگڑیں تھیں وہاں جبرائیل علیہ السلام نے آکر پر مارا تو پانی نکل آیا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے حوض بنایا اور کہا زم زم "اے پانی رک جا رک جا"۔ تو پانی رک گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ زمزم نہ کہتیں تو یہاں سے نہر چل پڑتی رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں اس لئے یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں، عقیدے کی درستگی کے بعد تمام پیغمبروں نے نماز کی تاکید کی ہے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ پس کر دے کچھ لوگوں کے دلوں کو، تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ مائل کر ان کی طرف جھکا دے ان کی طرف۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مِن کا لفظ زبان سے نہ نکلتا تو دنیا کے سب لوگ وہاں پہنچتے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض کا جانا مقدر تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے مِنْ کا لفظ نکلا۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور رزق دے ان کو پھلوں سے، وہ پتھریلی زمین ہے وہاں کوئی چیز کاشت نہیں ہوتی لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ تاکہ یہ شکر ادا کریں، باوجود اس کے کہ وہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تمہیں وہاں ہر موسم میں ہر پھل ملے گا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے کثرت سے پھل پہنچائے ہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہوتے ہیں کھا کھا کر تنگ آجاتے ہیں پھل ختم نہیں ہوتے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّكَ تَعْلَمُ بیشک آپ جانتے ہیں مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ جس چیز کو ہم چھپاتے ہیں اور جس چیز کو ہم ظاہر کرتے ہیں وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز ایک ذرہ برابر فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں وہ رب جس نے مجھے عطا کئے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام، جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً اسی سال تھی اور جب اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت عمر تقریباً سو سال تھی اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ بیشک میرا رب البتہ دعا سننے والا ہے رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ اے میرے رب بنا دے مجھ کو نماز قائم کرنے والا وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ اور میری اولاد کو بھی، نماز ایک ایسی چیز ہے جس کی کسی کو معافی نہیں ہے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اے ہمارے رب اور قبول کریں آپ میری دعا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کافر باپ کے لیے دعا کیوں مانگی؟

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو وَلِوَالِدَيَّ اور میرے ماں باپ کو بھی، تفسیروں میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ تو مسلمان تھی اور باپ مسلمان نہیں تھا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کیلئے دعا کیوں مانگی؟ کیونکہ، مشرک کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق گیارہویں پارے کی سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں جواب دیا ہے۔ فرمایا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اور نہیں تھا مغفرت مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کیلئے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو وعدہ انہوں نے اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا کہ میں تیرے لئے دعا کروں گا، پھر جب واضح ہوگیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے باغی ہے حق کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے تو اس سے بیزار ہوگئے پھر دعا نہیں کی وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کو بھی بخش دے يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ جس دن حساب قائم ہوگا قیامت قائم ہوگی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا

اور ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں کہ وہ غافل ہے اس کارروائی سے جو ظالم کرتے ہیں پختہ بات ہے وہ انکو

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ

مہلت دیتا ہے اس دن کیلئے کہ جس دن اوپر اٹھی رہیں گی آنکھیں۔ دوڑنے والے ہوں گے سر اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے،

لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ

نہیں لوٹے گی ان کی طرف ان کی نگاہ اور ان کے دل اڑ رہے ہوں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں لوگوں کو اس دن سے کہ

يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

آئے گا ان کے پاس عذاب۔ پس کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اے ہمارے رب ہمیں مہلت دیدے قریب کی میعاد

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ

تک تاکہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو اور ہم پیروی کریں پیغمبروں کی۔ کیا نہیں تھے تم قسمیں اٹھاتے اس سے پہلے کہ تمہارے

مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ

لئے کوئی زوال نہیں ہے۔ اور ٹھہرے رہے تم ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ اور واضح ہوگیا

لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ

تمہارے لئے کیسا سلوک کیا ہم نے ان کے ساتھ اور بیان کیں ہم نے تمہارے لئے مثالیں۔ اور تحقیق انہوں نے تدبیر کی

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اپنی تدبیر اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان کی تدبیر اور نہیں تھی ان کی تدبیر کہ ٹل جائیں اس کے ذریعے پہاڑ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غَافِلًا: بے خبر، يُؤَخِّرُهُمْ: وہ انہیں مہلت دیتا ہے، تَشْخَصُ: پھٹی رہ جائیں گی، مُهْطِعِيْنَ: دوڑتے ہوئے،

مُقْنِعِيْ: اٹھانے والے، رُءُوْسِهِمْ: اپنے سر، طَرْفُهُمْ: ان کی نظر، هَوَآءٌ: بدحواس، نُّجِبْ: ہم قبول کریں گے، دَعْوَتَكَ: تیری دعوت، زَوَالٍ: ہٹنا، سَكَنْتُمْ: تم ٹھہرے، فَعَلْنَا: ہم نے کیا، ضَرَبْنَا: ہم نے بیان کیا، لِتَزُوْلَ: کہ ٹل جاتے۔

ربط:

ابھی اوپر سابقہ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں تذکرہ آیا تھا کہ قیامت کے دن کا یعنی يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اے اللہ پاک آپ مجھے اور میرے والدین اور مومنین کو بخش دینا، اب ان آیات میں قیامت کا احوال ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے ہولناک احوال:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ اور اے مخاطب ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں غَافِلًا کہ وہ غافل ہے عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اس کارروائی سے جو ظالم کرتے ہیں۔ اگر ظالموں کو فوری طور پر سزا نہیں ملتی تو وہ یہ خیال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے غافل ہے اور یہ چھوٹ جائیں گے اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ پختہ بات ہے وہ ان کو مہلت دیتا ہے لِيَوْمٍ اس دن کیلئے تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ کہ جس دن اوپر اٹھی رہی گی آنکھیں، کھلی کی کھلی رہ جائیں گی آنکھیں کھلی رہتی ہیں اس دن بڑا عجیب قسم کا منظر ہوگا۔ مُهْطِعِيْنَ دوڑنے والے ہوں گے قبروں سے نکل کر جہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی وہاں تیزی کے ساتھ دوڑ کے جائیں گے مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سر اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ نہیں لوٹے گی ان کی طرف ان کی نگاہ، اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حیرانگی کی وجہ سے آنکھیں کھلی رہیں گی پلک کے ساتھ پلک لگتی ہے یہ بھی نہیں ہوگا اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ آگے جہاں جانا ہے نگاہ اسی کی طرف ہوگی واپس نہیں لوٹے گی اور نہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور جائیں گے کہاں؟ اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی سب مشرق مغرب والے وہاں پہنچیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے کتنا لمبا راستہ ہوگا جو طے کرنا پڑے گا آج ہم سے ایک میل طے نہیں ہوتا سورج ایک یا دو میل کی مسافت پر ہوگا اور ہلنے کا نام نہیں لے گا گرمی ہوگی پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اس دن ہر چیز حیرانگی والی ہوگی وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ اور ان کے دل اڑ رہے ہونگے، جب آدمی زیادہ پریشان ہوتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میرا دل سینے سے نکل جائے گا وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں لوگوں کو يَوْمَ اس دن سے يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ کہ آئے گا ان کے پاس عذاب، میدان محشر کا عذاب علیحدہ ہے، پل صراط سے گزرنے کا عذاب علیحدہ ہے جہنم کا عذاب علیحدہ ہے، عذاب کی کئی اقسام ہیں۔

کفار و مشرکین کا دنیا میں دوبارہ بھیجنے کا مطالبہ:

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس کہیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اے ہمارے رب ہمیں

مہلت دیدے قریب کی میعاد تک، نُّجِبْ دَعْوَتَكَ تاکہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اور ہم پیروی کریں رسولوں کی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا اس کی طرف سے فرشتے جواب دیں گے اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ کیا تم لوگ جواب مہلت مانگ رہے ہو تم قسمیں نہیں اٹھاتے تھے مِّنْ قَبْلُ اس سے پہلے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کہ تمہارے لئے کوئی زوال نہیں ہے وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور تم ٹھہرے رہے ان لوگوں کے گھروں میں جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، تم نے قوم عاد اور قوم ثمود کی عالیشان عمارتوں میں رہائش اختیار کی حالانکہ وہ معذب علاقے تھے ان سے پرہیز کرنا چاہیے تھا اور ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی، حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ۹ ھ میں سفر تبوک کیلئے روانہ ہوئے جو مدینہ طیبہ سے پندرہ سولہ دن کی مسلسل مسافت پر ہے اور بعض حضرات نے مہینے کا بھی لکھا ہے، بڑی گرمی تھی پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے غربت کا زمانہ تھا راستے میں حجر کی بستیاں آئیں قوم ثمود کا علاقہ آیا پہاڑ تھے چٹانوں میں مکانات تھے بندہ کوئی نہیں تھا آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا یہاں سے روتے ہوئے گذر جاؤ اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی شکلیں بنالو یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ظالموں پر عذاب نازل کیا تھا عذاب کی جگہ سے ہنستے کھیلتے ہوئے نہ گزرو، اور آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی تاکہ وہ جگہ بھی اچھی طرح نظر نہ آئے، تو فرمایا تم ان بستیوں میں بستے رہے آباد رہے وَتَبَيَّنَ لَكُمْ اور واضح ہو گیا تمہارے لئے كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ کیسا سلوک کیا ہم نے ان کے ساتھ سارے حالات تمہارے سامنے تھے مگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہ کی اور اب منتیں کرتے ہو کہ ہمیں مہلت دے دے دنیا میں تمہیں مہلت نہیں ملی تھی؟ وہاں کرنا تھا جو کرنا تھا وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ اور بیان کیں ہم نے تمہارے سامنے مثالیں طرح طرح کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمجھانے کے لئے عجیب عجیب قسم کی مثالیں بیان کی تاکہ لوگ ڈر جائیں اور کفر وشرک سے باز آجائیں۔

کفار نے حق کو مٹانے کی ہردم کوشش کی:

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ اور تحقیق ان لوگوں نے تدبیر کی اپنی تدبیر حق کو مٹانے کیلئے وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان کی تدبیر ان کے حیلے وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ اور نہیں تھی ان کی تدبیر کہ ٹل جائیں اس کے ذریعے پہاڑ، یہ جو عقائد ہیں یہ پہاڑوں کی طرح ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو احکام بتلائے ہیں یہ پہاڑوں کی طرح مضبوط ہیں یہ ان کے مکروں اور حیلوں کے ذریعے نہیں ٹل سکتے نہ ٹلے ہیں اور نہ ٹلیں گے، ان کے حیلے اور مکاریاں تار عنکبوت ہیں ان سے اللہ کے احکام کیسے ٹل سکتے ہیں ان شاء اللہ حق قیامت تک قائم رہے گا۔

رُسُلَهٗ ؕ	وَعْدِهٖ	مُخْلِفَ	اللّٰهَ	تَحْسَبَنَّ	فَلَا

پس آپ ﷺ ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں کہ وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا اپنے رسولوں

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿47﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

کے ساتھ۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے انتقام لینے والا ہے۔ جس دن بدل جائے گی زمین اس زمین کے علاوہ

وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿48﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

اور آسمان بھی اور ظاہر ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے جو اکیلا ہے زبردست ہے۔ اور دیکھے گا تو مجرموں کو اس دن

مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿49﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿50﴾

جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں۔ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ چھا جائے گی۔ تاکہ بدلہ

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿51﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

دے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ یہ پیغام پہنچانا ہے لوگوں کو

لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿52﴾

اور تاکہ وہ ڈرائے جائیں اس کے ذریعے اور تاکہ وہ جان لیں بیشک وہ معبود ایک ہی ہے اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقلمند لوگ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُخْلِفَ: خلاف کرنے والا، تُبَدَّلُ: تبدیل کردی جائے گی، مُقَرَّنِيْنَ: جکڑے ہوئے، اَلْاَصْفَادِ: زنجیریں، سَرَابِيْلُهُمْ: ان کی قمیصیں، قَطِرَانٍ: تیل کی طرح ایک سیال مادہ (گندھک)، تَغْشٰى: ڈھانپ لے گی، لِيُنْذَرُوْا: تاکہ وہ ڈرائے جائیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت کے احوال بیان کیے گئے اب بھی ان آیات میں اہل جہنم کا تذکرہ اور قیامت کے احوال بیان ہو رہے ہیں۔

تفسیری نکات: قیامت کے مزید احوال:

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ پس اے مخاطب آپ ہرگز نہ خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ کہ وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا اپنے رسولوں کے ساتھ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مومن: ۵۱)"۔ بیشک ہم البتہ مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے انتقام لینے والا ہے مجرموں سے، یہ تو دنیا کا قصہ ہوگا اور پھر يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ جس دن بدل دی جائے گی یہ

زمین غَيْرَ الْاَرْضِ اس زمین کے علاوہ اور زمین لائے جائے گی وَالسَّمٰوٰتُ اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے، نہ یہ زمین رہے گی اور نہ یہ آسمان رہیں گے، وہ زمین کیسی ہوگی؟ اس کے متعلق تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے،

① ۔ یہ کہ زمین یہی رہے گی اس کی ہیت اور شکل بدل دی جائیگی فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا (طٰہٰ: ۱۰۶،۱۰۷) "پس کر دیا جائے گا اس کو ہموار زمین نہیں دیکھے تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلہ"۔ ایسی ہموار ہوگی جیسے ہتھیلی ہوتی ہے، اگر مشرق سے انڈہ لڑھکایا جائے تو مغرب تک کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی اور اسی پر میدان حشر برپا ہوگا۔

② ۔ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ زمین اور یہ آسمان بدل دیئے جائیں گے اور ہمیشہ کی زمین اور ہمیشہ کے آسمان لائے جائیں گے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ زمین بدلی جائے گی اور اس کی جگہ دوسری لائی جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پل صراط پر ہوں گے۔ [مسند احمد]

نافرمانوں کا روز محشر حلیہ:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ اور سب مخلوق اللہ کے سامنے ظاہر ہوگی۔ میدان محشر میں تو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری انسان تک سب موجود ہوں گے اور ابوالجنان ابلیس لعین سے لیکر آخری جن تک سارے موجود ہوں گے اور خشکی اور تری کے حیوانات بھی سارے ہوں گے اور سارے کے سارے فرشتے بھی حاضر ہوں گے الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے زبردست ہے سب پر غالب ہے اس کے حکم سے کوئی سرتابی نہیں کر سکتا وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ اور اے مخاطب تو دیکھے گا مجرموں کو يَوْمَئِذٍ اس دن مُّقَرَّنِيْنَ جکڑے ہوئے ہوں گے فِي الْاَصْفَادِ اصفاد صفد کی جمع ہے اور صفد کا معنی ہے ہتھکڑیاں جو ہاتھوں میں ڈالی جاتی ہیں اور بیڑیاں جو پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں اور طوق جو گلے میں ڈالے جاتے ہیں، تو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوں گی گلے میں طوق ہوں گے ان میں جکڑے ہوں گے ہل نہیں سکیں گے سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ سرابیل سربال کی جمع ہے، سربال کا معنی کرتا اور قمیص ہے، ان کو جو کرتے پہنائے جائیں گے وہ گندھک کے ہوں گے گندھک کو آگ جلدی لگتی ہے اور ان کو وہاں جلدی جلانا مقصود ہوگا مارنا مقصود ہو تو ایک شعلہ کافی ہے مگر وہاں تو لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى نہ وہاں مرے گا اور نہ جئے گا، مرے گا اس لئے نہیں کہ پھر وہاں سزا کون بھگتے گا اور عذاب کی زندگی کیا زندگی ہے، خود دعائیں کریں گے کہ ہمیں موت آجائے وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ اور چھا جائے گی ان کے چہروں پر آگ، یہ سزا کیوں ہوگی؟ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ تا کہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر نفس کو جو اس نے

کمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آنکھیں بند ہو کے قبر میں پہنچنے کی دیر ہے۔

اسلام کا پیغام پہنچانا اس امت کی ڈیوٹی ہے:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ یہ پیغام لوگوں کو پہنچانا ہے یعنی یہ ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی بھی ہے کہ قرآن کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچے وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ اور تا کہ وہ اس کے ذریعے سے ڈرائیں جائیں وَلِيَعْلَمُوْٓا اور تا کہ وہ جان لیں اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک وہ معبود ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی خالق اور مالک اور آخرت کے دن کا مالک ہے وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور تا کہ عقل مند لوگ نصیحت حاصل کریں جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانے گا اور ان پر عمل کرے گا وہی عقل مند ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو جھٹلائے گا وہ بے عقل اور بے وقوف ہے۔ اپنی دنیا بھی برباد کرے گا اور ابد الآباد جہنم کا مستحق بھی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اتباع کرنے کی اور دعوت اسلام کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام الحجر ہے یہ مکہ میں نازل ہوئی ترتیب قرآنی کے لحاظ ہے پندرویں نمبر (۱۵) پر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چون (۵۴) نمبر ہے یعنی ترپن (۵۳) سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے چھ (۶) رکوع اور ننانوے (۹۹) آیات ہیں اس سورت کو حجر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عرب میں ایک علاقے کا نام حجر ہے جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم، قوم ثمود آباد تھی یعنی یہ وہ سورت ہے جس میں حجر کے علاقے کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا

الر یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور قرآن کی جو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ بسا اوقات پسند کریں گے وہ لوگ جو کافر ہیں کاش کہ

مُسْلِمِيْنَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٣

وہ مسلمان ہوتے۔ چھوڑ دو ان کو کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور ان کو غفلت میں ڈالے امید، پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝٤ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی مگر اس بستی کے لیے ایک نوشتہ لکھا ہوا تھا۔ نہیں آگے بڑھتی کوئی امت اپنی میعاد سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝٥ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝٦ لَوْ مَا

پیچھے ہٹتی ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے اے وہ شخص اتاری گئی جس پر نصیحت بیشک البتہ تو دیوانہ ہے۔ (معاذ اللہ) کیوں نہیں

تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا

لاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس فرشتوں کو اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔ ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر حق کے ساتھ اور نہیں

كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝٨ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩

ہونگے وہ اس وقت مہلت دیئے ہوئے۔ بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو اور بیشک ہم ہی اس کی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٠ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ ان کے ساتھ

الحزب الاول (۱۲)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ

مذاق کرتے تھے۔ اسی طرح ہم چلاتے ہیں اس کو مجرموں کے دلوں میں۔ نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور تحقیق گذر

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾

چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا۔ اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان کا پس وہ سارا دن اس میں چڑھتے رہیں۔

لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

کہہ دیں گے ہماری نظر بندی کردی گئی ہے بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کردیا گیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَاْكُلُوْا: کہ وہ کھائیں، يَتَمَتَّعُوْا: کہ وہ فائدہ اٹھالیں، يُلْهِهِمُ: کہ ان کی غفلت میں ڈال دیں، الْاَمَلُ: آرزو، مَعْلُوْمٌ: معلوم، معین، مَاتَسْبِقُ: پہلے نہیں ہوئی، اَجَلَهَا: اس کی مقررہ میعاد، لَمَجْنُوْنٌ: مجنون، دیوانہ، مَانُنَزِّلُ: ہم نہیں اُتارتے، شِيَعِ: گروہ، نَسْلُكُهٗ: ہم ڈال دیتے ہیں اسے، بَابًا: دروازہ، فَظَلُّوْا: پھر وہ ہو جائیں، يَعْرُجُوْنَ: چڑھنے لگیں، سُكِّرَتْ: بند کردی گئیں، اَبْصَارُنَا: ہماری نظریں، مَّسْحُوْرُوْنَ: جادوزدہ۔

ربط:

تفسیر کبیر، تفسیر ابوالسعود، تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سورۂ ابراہیم علیہ السلام کے آخر میں قیامت کا ذکر تھا سورۂ حجر کا آغاز میں بھی قیامت کا ذکر ہے کہ جب کافر افسوس کریں گے۔ تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ سورۂ ابراہیم کا اختتام قرآن پاک کے ذکر پر تھا "هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ" اور اس سورۂ حجر کے آغاز میں بھی قرآن پاک کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

اہم نکات: کفار کا قیامت کے دن افسوس کرنا:

رُبَمَا بالتخفیف بھی پڑھتے ہیں اور رُبَّمَا بالتشدید بھی پڑھتے ہیں، امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی قرات تخفیف کی ہے، پھر نحوی قاعدے کے مطابق یہ تکثیر کے لئے بھی آتا ہے اور تقلیل کے لئے بھی آتا ہے، ربما کے معنی اگر تکثیر کے ہوں تو معنی ہوگا۔ بسا اوقات اور بکثرت اور اگر تقلیل کے ہوں تو معنی ہوگا کہ کسی وقت پسند کریں گے۔ تو اس تقلیل کے معنی پر اعتراض ہوگا کہ کافر تو وہاں افسوس کرتے رہیں گے، ان کے افسوس میں قلت تو واقع نہیں ہوگی تو پھر ربما تقلیل کے لئے کیوں ہوا۔ تو اس کا جواب صاحب تفسیر جلالین نے یہ دیا ہے کہ قیامت کی ہولناکیاں اور پریشانیاں ایسی ہوں گی کہ ان پریشانیوں سے اس طرف ان کی توجہ ہی نہیں ہوگی، جب بھی ان ہولناکیوں سے اس طرف رُخ پھرے گا تو افسوس کریں گے، اکثر اس کو تکثیر کے لئے لیتے ہیں۔ بسا اوقات، بکثرت پسند کریں گے کافر لوگ۔ یہ کس وقت کریں گے؟ یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی

عندالنزع (موت کے وقت) یہ تفسیر بھی ملے گی کہ قبر میں جب جائیں گے اور سوال جواب والے فرشتے منکر نکیر جب آئیں گے تو اس وقت کافر کہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی کہ روز محشر جب کفار اور مشرکین کو بائیں ہاتھ میں پرچہ ملے گا تو کہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے، یہ تفسیر بھی ملے گی کہ جب مسلمانوں کی نیکیاں "ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ" وزن میں وزنی اور بھاری ہوں گی اور کفار و مشرکین کی نیکیاں خفیف ہوں گی بلکہ "فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا" پس اُس دن کفار کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا تو یہ لوگ کہیں گے لو كانوا مسلمين. یہ تفسیر بھی ملے گی کہ گناہگار مسلمان جب دوزخ سے نکل آئیں گے تو یہ کافر کہیں گے کہ اے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ کسی تفسیر کا کسی سے کوئی تعارض نہیں ہے سب اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں۔

جب تمام کتابیں آسمانی ہیں تو حفاظت صرف قرآن کی کیوں ہوئی؟

فیض الباری میں سید محمد انور شاصاحب کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک غیر مسلم نے سوال کیا کہ تمام کتابیں آسمانی ہیں تو ان کی حفاظت کیوں نہیں ہوئی اور قرآن حکیم کی حفاظت کیوں ہوئی؟ توراۃ، انجیل، زبور بھی تو منزل من اللہ ہے۔ تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جس کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" کہ ہم نے اس ذکر کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ حفاظت کا اس کتاب کے متعلق کیا ہے جس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے اور دوسری کتابیں جو دفعۃً اتری ہیں ان کے لئے یہ وعدہ نہیں ہے۔

تفسیری نکات: حروف مقطعات کی وضاحت:

سورۃ البقرہ کے شروع میں ہم حروف مقطعات کی وضاحت کر آئے ہیں۔ مگر دوبارہ یہاں آپ کے فائدے کے لیے بیان کیے دیتے ہیں۔

الٓرٰ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں" هي من اسماء الله تعالىٰ" یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اکٹھا الر ایک نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔ 'الف' سے مراد اللہ جل جلالہ اور 'لام' سے مراد لطیف اور 'را' سے مراد رؤف یا رحمن یا رحیم ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیتیں ہیں وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ اور قرآن کی آیتیں ہیں جو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔

کافروں کی ایک خواہش کا ذکر:

رُبَمَا يَوَدُّ بسا اوقات پسند کریں گے۔ رُبَمَا کا لفظ قلت کے لیے بھی آتا ہے اور کثرت کے لیے بھی۔ اگر کثرت

کثرت کے لیے ہو تو پھر اس کا معنیٰ ہو گا بسا اوقات، اکثر اوقات پسند کریں گے۔ اور قلت کے لیے ہو تو پھر معنیٰ ہو گا کسی وقت آرزو کریں گے۔ کیونکہ جب عذاب میں مبتلا ہوں گے تو ہوش و حواس خراب ہو جائیں گے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ ذرا ہوش آئے گا کسی وقت تو آرزو کریں گے اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ کاش کہ وہ مسلمان ہوتے۔ کافر یہ آرزو کب کریں گے اس کے متعلق وضاحت ہم اوپر اہم نکات میں کر آئے ہیں ذَرْهُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑ دیں یَاْكُلُوْا کھائیں وَیَتَمَتَّعُوْا اور فائدہ اٹھائیں وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اور ان کو غفلت میں ڈالے امید جو انہوں نے دنیا میں قائم کر رکھی ہیں فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سارا نظارہ سامنے آ جائے گا۔ جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے۔ انفرادی قیامت دور نہیں ہے وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اور نہیں ہلاک کی ہم نے کوئی بستی اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ مگر اس بستی کے لیے ایک نوشتہ لکھا ہوا تھا۔ یعنی اس بستی کی تباہی کا ایک وقت مقرر تھا مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا نہیں آگے بڑھی کوئی امت اپنی میعاد سے جو دنیا میں رہنے کی ان کے لیے میعاد رکھی گئی تھی اس سے پہلے نہیں وَمَا یَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ پیچھے ہٹی ہے۔ اور دنیا میں رہنے کی جو میعاد ان کی ہے اس سے موخر بھی نہیں ہو سکتی، ایک لحہ کی تقدیم تاخیر نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا نظام بڑا مضبوط، محکم اور اٹل ہے۔ وَقَالُوْا اور کہا ان کافروں نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اے وہ شخص! اتاری گئی جس پر نصیحت والی کتاب اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ بیشک البتہ تو دیوانہ ہے۔ (معاذ اللہ) قرآن پاک کا نام قرآن بھی ہے اور قرآن پاک کا نام فرقان بھی ہے لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ کیوں نہیں لاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس فرشتوں کو اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچوں میں سے کہ کہتے ہیں کہ میرے اوپر فرشتہ وحی لے کر آتا ہے تو ہمیں بھی دکھا دو۔

فرشتے کن مواقع پر آتے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیں مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر حق کے ساتھ۔ فرشتے یا تو وحی لے کر آتے ہیں یا جان نکالنے کے لیے یا پھر عذاب لے کر آئیں گے وَمَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ اور نہیں ہونگے اس وقت وہ مہلت دیئے ہوئے۔ پھر کہیں گے کہ کاش! کہ فرشتے ہمیں نظر نہ آئیں۔ باقی انہوں نے یہ طعنہ دیا تھا کہ اے وہ شخص! جس پر نصیحت والی کتاب نازل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) پاگل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بیشک ہم نے اتارا ہے ذکر کو یعنی نصیحت والی کتاب کو اور بیشک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ الحمد للہ! قرآن پاک کے نزول سے لے کر آج تک اس کے الفاظ محفوظ ہیں، اس کا رسم الخط محفوظ ہے، اس کا لب و لہجہ محفوظ ہے، اس کا ترجمہ محفوظ ہے، اس کی تفسیر محفوظ ہے۔ یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس نے قرآن پاک کی حفاظت کے لیے وہ کچھ کیا ہے جو تصور سے بالکل بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا:

آگے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ پہلے گروہوں میں۔ شیع شیعة کی جمع ہے بمعنی گروہ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ مگر وہ ان کیساتھ مذاق کرتے تھے۔ اس لیے آج اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ مذاق کرتے ہیں تو صبر کریں رسولوں کا یہ مذاق اُڑانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ اسی طرح چلاتے ہیں ہم اس استہزاء کو مجرموں کے دلوں میں۔ جیسے پہلے پیغمبروں کیساتھ مجرموں نے استہزاء کیا آج بھی کریں گے لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن کریم پر وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اور تحقیق گزر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا۔ جو حشر پہلے لوگوں کا ہوا سو حشر ان کا بھی ہوگا وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان کا فَظَلُّوْا پس وہ سارا دن فِیْهِ اس دروازے میں یَعْرُجُوْنَ چڑھتے رہیں۔ اوپر جائیں پھر آئیں پھر جائیں پھر آئیں لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا البتہ کہہ دیں گے پختہ بات ہے ہماری نظر بندی کردی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی نہیں مانیں گے۔ ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کردیا گیا ہے۔ یہ آسمان کا دروازہ نہیں کھلا بلکہ ہمارے اوپر جادو ہوا ہے۔ جب اس حد تک ضد ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ دل کو ایمان کے لیے نہیں پھیرتا ایمان اللہ تعالیٰ اسکو دیتا ہے جو چاہے اور طلب کرے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿16﴾ وَحَفِظْنٰهَا

اور البتہ تحقیق بنائے ہم نے آسمان میں چند برج اور مزین کیا ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے۔ اور ہم نے حفاظت کی

مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿17﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ ﴿18﴾

اس کی ہر ایسے شیطان سے جو مردود ہے۔ مگر جس نے چرا لیا سنا ہوا کلمہ پس اس کے پیچھے لگتا ہے ستارہ روشن۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿19﴾

اور زمین کو پھیلایا ہم نے اور ڈال دیئے ہم نے اس زمین میں ہر شے کو ایک اندازے سے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ ﴿20﴾ وَاِنْ مِّنْ

اور بنائیں ہم نے تمہارے لئے اس زمین میں روزیاں اور ان کے لیے بھی جس کو تم روزی نہیں دے سکتے۔ اور نہیں ہے کوئی

شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿21﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ

چیز مگر ہمارے پاس ہیں اس کے خزانے اور نہیں اتارتے ہم اس کو مگر ایک معلوم اندازے پر۔ اور ہم نے بھیجیں ہوائیں

لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿22﴾

جو بادلوں کو پر کرتی ہیں پس اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی پس ہم نے وہ پانی تم کو پلایا اور نہیں ہو تم اس کو جمع کرنے والے

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿23﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

اور بیشک البتہ ہم ہیں زندہ کرنے والے اور مارنے والے اور ہم ہی وارث ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان لوگوں کو جو

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿24﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ

تم سے پہلے گزرے ہیں اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان کو جو بعد میں آئیں گے۔ اور بیشک تیرا رب وہ ان کو اکٹھا کریگا

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿25﴾ ع ۲

بیشک وہ حکمت والا ہے جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بُرُوْجًا: بڑے ستارے، زَيَّنّٰهَا: ہم نے مزین کیا انہیں، حَفِظْنٰهَا: ہم نے محفوظ کیا انہیں، اِسْتَرَقَ: (جو) چوری کرے، شِهَابٌ: شعلہ، مَدَدْنٰهَا: ہم نے اسے پھیلایا، اَنْۢبَتْنَا: ہم نے اُگایا، مَوْزُوْنٍ: معین مقدار، خَزَآئِنُهٗ: اس کے خزانے، مَانُنَزِّلُهٗ: ہم نہیں اُتارتے اسے، بِقَدَرٍ: اندازہ سے، لَوَاقِحَ: بادل کو پانی سے بھرنے والی، فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ: پھر ہم وہ پانی تمہیں پینے کے لیے دیتے ہیں، بِخٰزِنِيْنَ: جمع کر کے رکھنے والے، نُحْيٖ: ہم زندہ کرتے ہیں، نُمِيْتُ: ہم مارتے ہیں، اَلْوٰرِثُوْنَ: وارث، اَلْمُسْتَقْدِمِيْنَ: پہلے لوگ، اَلْمُسْتَاْخِرِيْنَ: بعد والے لوگ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ اگر ہم ان کفار پر آسمان کا دروازہ کھول دیں۔ یہ تب بھی نہیں مانیں گے اب ان آیات میں آسمان کی تفصیل بیان فرمائی جارہی ہے کہ اس میں بروج ہیں۔

اہم نکات: آسمان میں بروج سے کیا مراد ہے؟:

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر کمالین وغیرہ میں جو ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ تین تفسیریں ہیں۔

① ۔ پہلی تفسیر یہ ہے کہ بروج سے مراد سیارے ہیں، سورج، مشتری، چاند، زہرہ وغیرہ۔

② ۔ دوسری تفسیر میں ہے کہ اس سے مراد مشہور برج ہیں جیسے حوت، سنبلہ، عقرب، میزان وغیرہ۔ وہ منازل جن کو سورج طے کرتا ہے۔ وہ بارہ منزلیں جو ہیں وہ بروج ہیں۔

③ ۔ تیسرا مطلب بیان کرتے ہیں کہ بروج سے مراد قلعے ہیں، جو اوپر آسمانوں میں فرشتوں کے لئے تیار کئے

گئے ہیں۔

تفسیری نکات: شیاطین آسمانوں سے کچھ بھی چرا کر نہیں لا سکتے:

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا اور البتہ تحقیق ہم نے آسمان میں چند برج بنائے اور ان بروج کی وضاحت اوپر اہم نکات میں ہو چکی ہے وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ اور مزین کیا ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ستارے جڑے ہیں رات کو عجیب قسم کا منظر ہوتا ہے وَحَفِظْنَاهَا اور ہم نے حفاظت کی اس آسمان کی مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ہر ایسے شیطان سے جو مردود ہے إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مگر وہ جس نے چرا لیا سنا ہوا کلمہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر نیچے اترتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ فلاں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انگلیاں کھڑی کیں اور فرمایا کہ فرشتے ایسے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ شیطان جنات ان کی باتیں سننے کے لیے جاتے ہیں، کوئی مرجاتا ہے، کوئی زخمی ہو جاتا ہے کیونکہ ان پر ستارے شعلے پھینکے جاتے ہیں مگر یہ اپنی مہم کو چھوڑتے نہیں ہیں جیسے کوہ پیما لوگ ہیں پہاڑوں پر چڑھنے والے مرتے بھی ہیں، گرتے بھی ہیں تکالیف برداشت کرتے ہیں مگر اپنی مہم کو نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح شیطان جنات کی لائن لگی ہوتی ہے یہ فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ صحیح بات جو فرشتوں کی سنی ہوئی ہے لا کر کاہن کو جو فال نکالتا ہے، دیتے ہیں اس کے کان میں ڈالتے ہیں وہ اس ایک سچی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا کے چلا دیتا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ پس اس کے پیچھے لگتا ہے ستارہ روشن۔ اس کے پیچھے ایسا شعلہ بڑھتا ہے جو روشن ہوتا ہے نظر آتا ہے

اللہ تعالیٰ کے خالق اور رازق ہونے کا بیان:

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا اور زمین کو پھیلایا ہم نے وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ اور ڈال دیئے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ رواسی راسیۃ کی جمع ہے جس کے معانی ہیں پہاڑ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ اور ہم نے اگایا زمین میں ہر شے کو ایک اندازے سے۔ ہمارے علم کے مطابق جس علاقے میں جتنی چیز پیدا کرنی ہے اتنی پیدا کر دیتے ہیں وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ معیشۃ کی جمع ہے بمعنی روزی، خوراک۔ اور بنائیں ہم نے تمہارے لیے زمین میں روزیاں۔ یہ سب خالق کا کام ہے وَمَن اور ان کے لیے بھی روزی پیدا کی ہے لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ جن کو تم روزی نہیں دے سکتے۔ چرند، پرند، درند ہیں اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی دیتا ہے وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر ہمارے پاس ہیں اس کے خزانے وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ اور نہیں اتارتے ہم اسکو مگر ایک معلوم اندازے پر جو ہماری حکمت اور مصلحت کے مطابق ہیں وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ اور ہم نے بھیجیں اور چلائیں ہوائیں لَوَاقِحَ

جو بادلوں کو پر کرتی ہیں۔ پہلے بادل ہلکے ہوتے ہیں ہواؤں کی وجہ سے اکٹھے ہوتے ہیں ان میں برودت پیدا ہوتی ہے پھر بارش ہوتی ہے فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً پس اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ پس ہم نے وہ پانی تم کو پلایا۔ آج بھی بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ وہاں زمین میں پانی نہیں ہے اور نہریں اور چشمے بھی نہیں ہیں وہاں کے لوگوں کا گزران بارش کے پانی پر ہے وہی بارش کا پانی ان کے جانور بھی پیتے ہیں وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ اور نہیں ہو تم اس کو جمع کرنے والے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین ایسی بنائی ہے کہ جو اس کو فوراً جذب نہیں کرتی اور ہوائیں اتنی نہیں چلائیں کہ وہ پانی کو اڑا لے جائیں سورج کی تپش سے وہ پانی ختم نہیں ہوتا یہ سب حالات اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا کہ تمہاری ضرورت کے لیے پانی جمع رہے اور سن لو وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ اور بیشک ہم البتہ پیدا کرنے والے اور مارنے والے ہیں۔ پیدا کرنا بھی ہمارا کام ہے اور مارنا بھی ہمارا کام ہے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ اور ہم ہی وارث ہیں سب کے۔ آج تو ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہماری حکومت، ہماری سلطنت، ہمارا مکان، ہماری جائیداد، حالانکہ حقیقتاً ہمارا کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [آل عمران: ۱۸۰] "اور اللہ ہی کے لیے وراثت ہے آسمانوں کی اور زمین کی"۔ تم دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ اوّل و آخر سب مخلوقات کی تفصیل جانتا ہے:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ اور البتہ تحقیق ہم ان کو جانتے ہیں جو بعد میں آئیں گے۔ آج کے دور سے پہلے جو حضرت آدم علیہ السلام تک ہوئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور جو آج کے بعد قیامت تک ہونگے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک ذرہ بھی خارج نہیں ہے اور نہ ذرہ برابر اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر ہے سب اسی کے محتاج ہیں اور وہ صمد ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ تو وہ پہلوں کو بھی جانتا ہے اور پچھلوں کو بھی جانتا ہے وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اور بیشک تیرا رب وہ ان کو اکٹھا کریگا۔ میدان محشر میں سب جمع ہونگے اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی رتی رتی کا حساب ہوگا اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿26﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ

اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو بجنے والی مٹی سے جو گارے سے لی گئی تھی جو متغیر تھا۔ اور جنوں کو پیدا کیا ہم نے اس سے

قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿27﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

پہلے آگ کی لو سے۔ اور جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں انسان کو بجنے والی مٹی سے جو

مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿28﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ

گارے سے حاصل ہوئی ہے جو متغیر تھا۔ پس جب میں اس کو برابر کر دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح

فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿29﴾ فَسَجَدَ الۡمَلٰۤـئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿30﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰۤى اَنۡ

پس گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے۔ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا انکار کر گیا

يَّكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿31﴾ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿32﴾

اس سے کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا یہ کہ نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ

قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿33﴾

کہا اس نے نہیں تھا میں کہ سجدہ کرتا کسی بشر کو جس کو تو نے پیدا کیا ہے بجنے والی مٹی سے جو حاصل ہوئی ہے گارے سے جو متغیر تھا

قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ﴿34﴾ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿35﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس نکل جا یہاں سے پس بیشک تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھ پر لعنت ہے بدلے کے دن تک۔

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿36﴾ قَالَ فَاِنَّكَ

ابلیس نے کہا اے میرے رب مجھے مہلت دے دو اس دن تک جس دن لوگوں کو دوبارہ کھڑا کیا جائے گا۔ فرمایا بیشک

مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ ﴿37﴾ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ﴿38﴾

تو معلوم دن کے وقت تک مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَلۡصَالٍ: بجتی ہوئی مٹی، حَمَاٍ: گارا، مَّسۡنُوۡنٍ: سڑا ہوا، الۡجَآنَّ: جن، خَلَقۡنٰهُ: ہم نے پیدا کیا اسے، السَّمُوۡمِ: گرم ہوا، سَوَّيۡتُهٗ: پورا بنا چکوں، نَفَخۡتُ: میں نے پھونکی، رُوۡحِىۡ: اپنی روح، فَقَعُوۡا: تو وہ گر پڑے، فَسَجَدَ: پھر سجدہ کیا، اَجۡمَعُوۡنَ: سب کے سب، لِاَسۡجُدَ: تاکہ میں سجدہ کروں، اَلۡوَقۡتِ: وقت۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں آسمان کا زمین کا، ہواؤں کا، بارش کا ذکر تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا احوال بیان فرماتے ہیں کہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ اور بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام کو بحکم الٰہی فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا حکم الٰہی سے انکار کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: تخلیق آدم علیہ السلام:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو یعنی آدم علیہ السلام کو مِنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِّنْ حَمَاٍ جو گارے سے حاصل ہوئی تھی مَّسْنُوْنٍ جو متغیر تھا۔ سنۃ کے معنی سال کے ہیں۔ مسنون کئی سالوں تک گوندھی ہوئی پڑی رہی خشک ہو کر بجنے لگی اور متغیر ہوگئی وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ اور جنوں کو ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے جنات کی پیدائش ہوئی مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ آگ کی لو سے جو مسامات میں داخل ہو جاتی ہے وہ لو کہ جس میں دھواں نہ ہو وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو اِنِّیْ خَالِقٌۢ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں بَشَرًا انسان کو مِّنْ صَلْصَالٍ بجنے والی مٹی سے مِّنْ حَمَاٍ جو گارے سے حاصل ہوئی ہے مَّسْنُوْنٍ جس پر کئی سال گزر گئے ہوں گے۔ وہ گارا گوندھا رہے گا پھر وہ خشک ہوگا پھر اس سے آدم علیہ السلام کا وجود بنے گا۔ اے فرشتو! فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ پس جب میں اس کو برابر کر دوں، درست کر دوں، انسانی شکل بنا لوں وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح تو تمہارا فرض یہ ہوگا فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ پس گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے اکٹھے۔ جس طرح ہم جماعت کی نماز میں رکوع سجود اکٹھے کرتے ہیں۔ کلهم کا لفظ بتلا رہا ہے کہ فرشتوں میں سے کوئی سجدے سے پیچھے نہیں رہا اور اجمعون کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ سب نے اکٹھے سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اَبٰٓی انکار کر گیا اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اس سے کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔ قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اے ابلیس! تجھے کیا ہوا اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اس سے کہ نہ ہوا تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ، تو سجدہ کرنے والوں میں سے کیوں نہیں ہوا؟ قَالَ ابلیس نے کہا لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ نہیں تھا میں کہ سجدہ کرتا کسی بشر کو خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جس کو تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے جو گارے سے حاصل ہوئی ہے جس پر کئی سال گزرے۔

شیطان کا دربار الٰہی سے نکالا جانا:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا پس نکل جا یہاں سے۔ اس سے پہلے ابلیس فرشتوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا، عبادت کرتا تھا اور فرشتے سمجھتے تھے کہ یہ ہم سے بھی زیادہ نیک ہے۔ فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ پس بیشک تو مردود ہے تجھے رد کر دیا ہے وَاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور بیشک تیرے اوپر لعنت ہے بدلے کے دن تک۔ دین کا معنی حساب، بدلہ، جزا۔ قیامت کے دن نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ ملے گا اس دن تک تجھ پر لعنت برستی رہے گی قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اے میرے رب مجھے مہلت دے اس دن تک جس دن لوگوں کو دوبارہ کھڑا کیا جائے گا قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ

الْمَعْلُوْمِ معلوم دن کے وقت تک۔ یعنی نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے۔ قیامت برپا ہوگی تو اس وقت تک زندہ رہے گا۔ پھر تجھے بھی موت آئے گی اور جب تمام انسان دوبارہ زندہ ہوں گے تو بھی اس وقت زندہ کیا جائے گا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

کہا شیطان نے اے میرے رب اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے البتہ میں ضرور مزین کروں گا ان کے لیے زمین

وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿39﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿40﴾ قَالَ هٰذَا

میں اور البتہ میں ضرور ان کو بہکاؤں گا سب کو۔ مگر تیرے بندے ان میں سے جو چنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ راستہ

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿41﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

ہے سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بیشک میرے بندے نہیں ہوگا تیرے لئے ان پر کوئی غلبہ مگر جس نے پیروی کی تیری

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿42﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿43﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ

گمراہوں میں سے۔ اور بیشک جہنم البتہ ان کے وعدے کی جگہ ہے سب کی۔ اس جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے

مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿44﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿45﴾ ع

کے لیے۔ بیشک پرہیزگار باغوں میں ہونگے اور چشموں میں داخل ہوں گے۔ اس کے اندر سلامتی کے ساتھ امن میں۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿46﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى

اور ہم نکالیں گے جو ان کے سینوں میں ہوگا کچھ کھوٹ بھائی بھائی ہونگے تختوں پر آمنے سامنے۔

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿47﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿48﴾ نَبِّئْ

نہ پہنچے گی ان کو ان بہشتوں میں کوئی تھکاوٹ اور نہیں ہونگے وہ اس سے نکالے گئے۔ خبر دے دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے

عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿49﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿50﴾

بندوں کو بیشک میں بخشنے والا ہوں مہربان ہوں اور بیشک میرا عذاب وہ عذاب ہے دردناک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَاُزَيِّنَنَّ: میں ضرور مزین کروں گا، لَاُغْوِيَنَّهُمْ: میں ضرور بہکاؤں گا انہیں، جُزْءٌ: حصہ، مَّقْسُوْمٌ: تقسیم شدہ، عُيُوْنٍ: چشمے، اُدْخُلُوْهَا: تم ان میں داخل ہو جاؤ، سُرُرٍ: تختے، مُّتَقٰبِلِيْنَ: آمنے سامنے، بِمُخْرَجِيْنَ: نکالے ہوئے، نَبِّئْ: اطلاع دے دے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے راندہ دربار الٰہی ہوا تب اس نے قیامت تک مہلت طلب کی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت مل جانے پر شیطان نے انسانوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا اور جواب میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے راستے پر چلنے والوں کے لیے سات دروازوں والی جہنم کا اور اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے لیے جنت کا اعلان فرمایا۔

اہم نکات: جہنم کے سات طبقے ہیں:

تفسیر کبیر، ابوالسعود، السراج المنیر وغیرہ میں ہے کہ جہنم کے سات طبقے ہیں۔

① اوپر کے طبقے میں گناہ گار مومن ہوں گے جو کہ بعد میں سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں گے۔

② اس سے نچلے درجہ میں نصاریٰ ہوں گے۔

③ اس سے نچلے درجہ میں یہود ہوں گے۔

④ اس سے نچلے درجہ میں صابئین ہوں گے۔

⑤ اس سے نچلے درجہ میں مجوسی ہوں گے۔

⑥ اس سے نچلے درجہ میں مشرکین ہوں گے۔

⑦ سب سے نچلے درجہ یعنی ساتویں طبقے میں منافقین ہوں گے۔

تفسیری نکات: مہلت ملنے کے بعد ابلیس کا انسانوں کو گمراہ کرنے کا اعلان:

قَالَ ابلیس نے کہا رب اے میرے رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ البتہ میں ضرور مزین کروں گا ان کے لیے گناہوں کو فِي الْاَرْضِ زمین میں وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اور البتہ ضرور میں ان کو بہکاؤں گا اَجْمَعِيْنَ سب کو۔ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ان کو گمراہ کروں گا۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ مگر تیرے بندے جو ان میں سے چنے ہوئے ہیں ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا وہ میرے قابو میں نہیں آئیں گے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ یہ راستہ ہے سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بیشک میرے بندے نہیں ہوگا تیرے لئے ان پر کوئی غلبہ۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلے گا اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مگر وہ جو اپنی مرضی سے تیری پیروی کرے مِنَ الْغٰوِيْنَ گمراہوں میں سے۔ شیطان زبردستی نہیں کر سکتا جیسے حکومت لوگوں پر جبر کرتی ہے، تشدد کرتی ہے، ایسے تشدد کا شیطان کو کوئی حق اور اختیار حاصل نہیں ہے وہ صرف گناہوں کو

مزین کر کے دکھا سکتا ہے۔ مثلاً کہے گا چلو چوری کرو بڑی جلدی تمہارے پاس پیسے آئیں گے مزے اڑاؤ گے۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور بیشک جہنم ان کے وعدے کی جگہ ہے سب کی۔ ان سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے تم بھی جاؤ گے اور وہ بھی جائیں گے۔

جہنم کا تذکرہ:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ اس جہنم کے سات دروازے ہیں۔ جہنم اوپر سے نیچے کو ہے۔ اس کے سات طبقات کا ہم احوال اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔ تو اس دوزخ کے سات دروازے ہیں لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ہر دروازے کے لیے ان میں سے حصہ ہوگا تقسیم شدہ۔ کسی میں یہودی، کسی میں عیسائی، کسی میں صابی، کسی میں مشرک، کسی میں سے منافق داخل ہوں گے۔

جنت کا تذکرہ:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ بیشک پرہیز گار جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں وہ باغوں میں ہونگے۔ وَّعُيُوْنٍ اور چشموں میں ہونگے۔ سلسبیل، تسنیم، کافور، زنجبیل، کوثر، یہ جنت کے چشمے ہیں اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ داخل ہو جاؤ جنت کے اندر سلامتی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو جنت کے دروازوں پر کھڑے ہونگے وہ کہیں گے طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ (الزمر: ۷۳) "سلام ہو تم پر خوش رہو داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے۔"

اٰمِنِيْنَ امن میں۔ کوئی کسی کیساتھ جھگڑا نہیں کریگا کوئی فتنہ اور بری بات نہیں ہوگی امن ہی امن ہوگا یہ دنیا میں جو بدامنی ہے یہ انسانوں کے لیے تباہی ہے۔ آج کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں امن ہو۔

جنتیوں کے دلوں سے بغض وعداوت کے جذبات نکال دیئے جائیں گے:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور ہم نکالیں گے جو ان کے سینوں میں ہوگا کچھ کھوٹ ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمی اور مفاد پرستی کی وجہ سے جو بغض، عداوت اور کینہ ہوگا وہ نکال دیا جائے گا دل شیشے کی طرح صاف ہونگے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں بغض، عداوت اور کینہ بہت ہوگا۔ آج سے پچاس سال پہلے جو محبت ہوتی تھی وہ آج نہیں ہے گھروں میں بہن بھائیوں کا آپس میں اتفاق نہیں ہے آپس میں بغض کینے ہیں یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ظاہر بھی بگڑا ہوا ہے اور باطن بھی بگڑا ہوا ہے جنت میں یہ چیزیں نہیں ہونگی اِخْوَانًا بھائی بھائی ہونگے صحیح معنی میں عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے وہاں کوئی کسی کی پشت کے پیچھے نہیں بیٹھے گا جگہ اتنی وسیع ہوگی کہ پیٹھ کے پیچھے بیٹھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ نہ

پہنچے گی ان کو بہشتوں میں کوئی تھکاوٹ۔ جنتیوں کو وہاں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ اور پریشانی نہیں ہوگی وہاں کوئی کام ہی نہیں ہوگا تھکاوٹ کہاں سے آئے گی وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ اور نہیں ہونگے وہ اس سے نکالے گئے۔ جو خوش قسمت اور سعادت مند جنت میں داخل ہو گیا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا وہاں سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ خبر دیدو میرے بندوں کو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ میرے بندوں کو بتادو کہ وہ ایسے کام کریں کہ جن کے ذریعے میں ان پر رحمت نازل کروں اور بخش دوں اور یہ بھی اُن کو سنادیں کہ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ اور بیشک میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔ اگر تم نافرمانی کرو گے تو سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿51﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خبر دیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں۔ جس وقت وہ داخل ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس پس کہا

اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿52﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿53﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ

انہوں نے سلام فرمایا بیشک ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔ مہمانوں نے کہا خوف نہ کریں ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے

عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿54﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

کی جو سمجھدار ہوگا۔ فرمایا کیا تم مجھے خوشخبری سناتے ہو باوجود اس کے کہ مجھے پہنچ چکا ہے بڑھاپا پس کس چیز کی تم مجھے خوشخبری

الْقٰنِطِيْنَ ﴿55﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿56﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

سناتے ہو۔ کہا انہوں نے ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں سچی پس آپ نہ ہوں ناامیدوں میں سے۔ فرمایا اور کون ناامید ہوتا

اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿57﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿58﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

ہے اپنے رب کی رحمت سے مگر وہ جو گمراہ ہیں۔ کہنے لگے بیشک ہم بھیجے گئے ہیں مجرم قوم کی طرف۔ مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿59﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿60﴾

بیشک البتہ ہم ان کو نجات دیں گے سب کو۔ مگر اُن کی بیوی ہم طے کر چکے ہیں بیشک وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَبِّئْهُمْ: انہیں خبر دے دے، ضَيْفِ: مہمان، وَجِلُوْنَ: ڈرے ہوئے، لَا تَوْجَلْ: نہ ڈر، نُبَشِّرُكَ: ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے، بَشَّرْتُمُوْنِيْ: تم نے مجھے خوشخبری دی، تُبَشِّرُوْنَ: تم بشارت دیتے ہو، بَشَّرْنٰكَ: ہم نے تجھے بشارت دی،

اَلْقٰنِطِيْنَ: نااُمید، یَّقْنَطُ: نااُمید ہوتا ہے، خَطْبُكُمْ: تمہارا معاملہ، اَلْمُرْسَلُوْنَ: بھیجے ہوئے، لَمُنَجُّوْهُمْ: البتہ انہیں بچانے والے، قَدَّرْنَآ: ہم نے مقرر کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اہل جہنم اور اہل جنت کا تذکرہ ہوا۔ اب ان دونوں گروہوں کی مثالوں میں اہل جنت والوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد:

یہ قصہ اس سے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور بعد ازاں یہی فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی کا سامان لے کر پہنچے وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خبر دیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ جس وقت وہ داخل ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس فَقَالُوْا سَلٰمًا پس کہا انہوں نے سلام یعنی آنے والے مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔

قَالَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ بیشک ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔ یہ پہلے نہیں کہا بلکہ بچھڑا بھون تل کر سامنے رکھنے کے بعد کہا جب فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے پھر خوف ہوا۔ قرآن میں کسی جگہ اجمال ہوتا ہے اور کسی جگہ تفصیل ہوتی ہے۔ یہ تفصیل سورۃ ہود میں ہے قَالُوْا لَا تَوْجَلْ مہمانوں نے کہا خوف نہ کھائیں ہم تو فرشتے ہیں اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ بیشک ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جو سمجھدار ہوگا۔ اور سورت ہود میں گزر چکا ہے کہ حضرت سارہ علیہا السلام پہلے پردے میں تھیں جس وقت انہوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں تو سامنے آگئیں کیونکہ فرشتوں سے تو کوئی پردہ نہیں ہے وہ معصوم مخلوق ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام اسحاق علیہ السلام ہوگا وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام پوتے کی۔ یعنی اسحاق علیہ السلام جوان ہوں گے ان کی شادی ہوگی ان کا بیٹا ہوگا یعقوب علیہ السلام۔ تم اپنے بیٹے کو بھی دیکھو گے اور پوتے کو بھی۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے حیران ہو کر فَصَكَّتْ وَجْهَهَا (ذاریات: ۲۹) اپنے ماتھے کو پیٹا اور کہا ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا (ہود: ۷۲) کیا میں جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں۔ میں بچہ جنوں گی میری عمر ننانوے سال ہے اور میرے خاوند کی عمر ایک سو بیس سال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے کہا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ کیا آپ تعجب کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تم مجھے خوشخبری سناتے ہو عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ باوجود اس کے کہ مجھے پہنچ چکا ہے بڑھاپا، میں بوڑھا ہوں فَبِمَ

تُبَشِّرُوۡنَ پس کس چیز کی تم مجھے خوشخبری سناتے ہو قَالُوۡا فرشتے بولے بَشَّرۡنٰكَ بِالۡحَقِّ ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں سچی۔ہم فرشتے ہیں میں جبرائیل ہوں، یہ میکائیل ہے، یہ اسرافیل ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے ہم آپ کو سچی خوشخبری سناتے ہیں فَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِيۡنَ پس آپ نہ ہوں ناامیدوں میں سے قَالَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وَمَنۡ يَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اور کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ مگر وہ لوگ جو گمراہ ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو میں ناامید نہیں ہوں مگر ظاہری حالات کے پیش نظر میں کہتا ہوں۔

فرشتوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کے عذاب کے متعلق بتانا:

قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَيُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ پس کیا ہے تمہاری مہم اے بھیجے ہوئے لوگو۔یہ ساری ٹیم آئی ہے تمہاری اصل مہم اور مقصد کیا ہے قَالُوۡۤا انہوں نے کہا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمٍ مُّجۡرِمِيۡنَ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں مجرم قوم کی طرف۔مجرم قوم سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی وہ قوم تھی۔تو فرشتوں نے کہا بیشک ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اِلَّاۤ اٰلَ لُوۡطٍ مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے، ان کی بیٹیاں اور کچھ مومن ساتھی پانچ یا سات جتنے بھی تھے اِنَّا لَمُنَجُّوۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ بیشک البتہ ہم ان سب کو نجات دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو بچائے گا اِلَّا امۡرَاَتَهٗ مگر لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا وہ نہیں بچے گی کیونکہ اس نے لوط علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور اپنا عقیدہ نہیں چھوڑا قَدَّرۡنَاۤ ہم طے کر چکے ہیں اِنَّهَا لَمِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ بیشک وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ ۨالۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿61﴾ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ ﴿62﴾ قَالُوۡا بَلۡ

پس جس وقت آئے لوط علیہ السلام کے گھر میں بھیجے ہوئے فرشتے۔فرمایا بیشک تم اجنبی قوم ہو۔انہوں نے کہا بلکہ ہم لائے ہیں

جِئۡنٰكَ بِمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَمۡتَرُوۡنَ ﴿63﴾ وَاَتَيۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿64﴾

آپ کے پاس وہ چیز جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں۔اور ہم لائے ہیں آپ کے پاس حق اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں۔

فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّيۡلِ وَاتَّبِعۡ اَدۡبَارَهُمۡ وَلَا يَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ

پس آپ لے چلیں گھر کے افراد کو رات کے حصے میں اور آپ چلیں ان کے پیچھے پیچھے اور نہ مڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی بھی

وَّامۡضُوۡا حَيۡثُ تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿65﴾ وَقَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ ذٰلِكَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۤءِ مَقۡطُوۡعٌ

اور جاؤ تم جہاں پر تم کو حکم دیا جاتا ہے۔اور ہم نے فیصلہ سنا دیا اُن کو اس معاملے کا بیشک جڑ ان کی کاٹ دی جائے گی

مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿66﴾ وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿67﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا

صبح کے وقت۔اور آئے شہر والے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے۔حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا بیشک یہ میرے مہمان ہیں پس تم

تَفۡضَحُوۡنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۰﴾

مجھے رسوانہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے پریشان نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا تھا جہان والوں کو

قَالَ هٰٓؤُلَاۤءِ بَنٰتِىۡۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ﴿۷۱﴾

مہمان بنانے سے۔ فرمایا یہ میری بیٹیاں اگر تم ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُنۡكَرُوۡنَ: اجنبی لوگ، جِئۡنٰكَ (بِ): ہم آپ کے پاس لاتے، يَمۡتَرُوۡنَ: وہ شک کرتے تھے، اَتَيۡنٰكَ (بِ): ہم آپ کے پاس لائے، اِمۡضُوۡا: چلو، قَضَيۡنَاۤ: ہم نے حکم بھیجا، مَقۡطُوۡعٌ: کٹی ہوئی، مُّصۡبِحِيۡنَ: صبح کرنے والے، فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ: (تو) تم مجھے رسوانہ کرو، لَمۡ نَنۡهَكَ: ہم نے منع نہیں کیا تمہیں۔

ربط:

اس سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا اجمالاً ذکر تھا۔ اب ان آیات میں تفصیل سے یہ واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: عذاب لے کر فرشتوں کا قوم لوط علیہ السلام پر پہنچنا:

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ ۨالۡمُرۡسَلُوۡنَ پس جب آئے لوط علیہ السلام کے گھر بھیجے ہوئے فرشتے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کہ وہ فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو چالیس، پچاس، ساٹھ سال کی عمروں کے بن کر آئے اور جب لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو بچوں کی عمر میں بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر کے بن کر آئے۔ یہ قوم اپنی شہوت عورتوں کی بجائے مردوں سے پوری کرنے کی بدعادت میں مبتلا تھے قَالَ فرمایا لوط علیہ السلام نے اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ بیشک تم اجنبی قوم ہو۔ میں تمہاری شناخت نہیں کرسکا میں تم کو پہچان نہیں سکا اجنبی لوگ محسوس ہوتے ہو قَالُوۡا فرشتوں نے کہا بَلۡ جِئۡنٰكَ بِمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَمۡتَرُوۡنَ بلکہ ہم لائے ہیں آپ کے پاس وہ چیز جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ اور آئے شہر والے، اس شہر کا نام سدوم تھا اور اس کی کافی آبادی تھی اور اس کے اردگرد بھی کافی آبادیاں تھیں يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ خوشی مناتے ہوئے، دیکھا کہ لوط علیہ السلام کے گھر خوبصورت لڑکے آئے ہوئے ہیں ہم اپنی خواہش کی تکمیل کریں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام بڑے پریشان ہوئے جانتے تھے قوم بڑی بدمعاش ہے قَالَ لوط علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ ضَيۡفِىۡ بیشک یہ میرے مہمان ہیں فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ پس تم مجھے رسوانہ کرو مہمانوں کے سامنے ذلیل نہ کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَلَا تُخۡزُوۡنِ اور مجھے غمگین نہ کرو قَالُوۡۤا کہنے لگے اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ کیا ہم نے آپ کو منع نہیں کیا کہ جہان کے

لوگوں کو مہمان نہ بنایا کرو۔ آپ لوگوں کو مہمان بناتے ہیں اور مہمانوں کا بہانہ بنا کر ہماری خواہشات میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِیۡۤ فرمایا یہ میری بیٹیاں ہیں اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ اگر تم ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہو۔ یہاں دو تفسیریں منقول ہیں۔

(اوّل): یہ کہ حضرت لوط علیہ السلام کی دو یا تین بیٹیاں تھیں بیٹا کوئی نہیں تھا تو یہ پیشکش کی کہ تم میں جو اثر و رسوخ والے ہیں وہ میری بیٹیوں کے ساتھ نکاح کریں ایک، ایک کے ساتھ، دوسرا دوسری کے ساتھ اور تیسرا تیسرا کے ساتھ اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے لوگوں کو میرے مہمانوں کی بے عزتی سے روک دے۔ یہ بہت بڑی قربانی ہے جو ایک نبی اپنے مہمانوں کے لیے دے۔

(دوم): تفسیر یہ ہے کہ بَنٰتِیۡۤ سے اپنی بیٹیاں مراد نہیں ہیں بلکہ قوم کی بیٹیاں مراد ہیں پیغمبر قوم کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا ہے۔

وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ (سورۃ الاحزاب: ٦) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات امت کی مائیں ہیں۔

لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿72﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ ﴿73﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم ہے بیشک وہ البتہ اپنی مستی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ پس پکڑا ان کو آواز نے سورج کے چمکنے

فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿74﴾

کے وقت۔ پس ہم نے کر دیا اس کے بالائی حصے کو نیچے والا اور برسائے ہم نے ان کے اوپر پتھر جو کونے والے تھے۔

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ﴿75﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ﴿76﴾

بیشک اس میں البتہ بہت نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔ اور بیشک وہ بستیاں البتہ اس راستے پر ہیں جو دائمی ہے۔

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿77﴾ وَاِنۡ كَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ لَظٰلِمِيۡنَ ﴿78﴾ فَانۡتَقَمۡنَا

بیشک اس میں البتہ نشانی ہے مومنوں کے لیے۔ اور بیشک شان یہ ہے کہ جنگل والے البتہ ظالم تھے۔ پس ہم نے ان سے

مِنۡهُمۡ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿79﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿80﴾

انتقام لیا اور بیشک یہ دونوں بستیاں البتہ ایک واضح راستے پر ہیں۔ اور البتہ تحقیق جھٹلایا حجر والوں نے پیغمبروں کو۔

وَاٰتَيۡنٰهُمۡ اٰيٰتِنَا فَكَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ﴿81﴾ وَكَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا

اور ہم نے دیں ان کو اپنی نشانیاں پس وہ تھے ان نشانیوں سے اعراض کرنے والے۔ اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں میں مکان

اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

امن میں رہنے کے لیے۔ پس پکڑا ان کو آواز نے صبح کے وقت۔ پس نہ بچایا ان کو اس چیز نے جو وہ کماتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَعَمْرُكَ: آپ ﷺ کی عمر کی قسم، سَكْرَتِهِمْ: ان کی مدہوشی، مُشْرِقِیْنَ: سورج نکلنے کے وقت، لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ: بصیرت والوں کے لیے، لَبِاِمَامٍ: سڑک پر، راستہ، (كَانُوْا) یَنْحِتُوْنَ: وہ تراشتے (تھے)۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں بھی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ چل رہا تھا ان آیات میں بھی ان ہی کا بیان ہے اور بعد ازاں اصحاب الایکہ اور اصحاب الحجر کا بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا نزول:

لَعَمْرُكَ آپ ﷺ کی زندگی کی قسم ہے اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ بیشک وہ البتہ اپنی مستی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم بدمعاشی اور نفسانی خواہشات کے نشے میں مدہوش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم بطور گواہ کے اٹھائی ہے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ پس پکڑا ان کو چیخ نے مُشْرِقِیْنَ سورج کے چمکنے کے وقت۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار قسم کے عذاب آئے۔

[۱]...... اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی ختم کردی۔ سورۃ القمر میں ہے فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ پس ہم نے مٹادیں ان کی آنکھیں۔

[۲]...... دوسرا عذاب جس کا یہاں ذکر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز نکالی۔

[۳]...... تیسرا عذاب فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا پس ہم نے کردیا ان کے بالائی حصے کو نچلا یعنی سدوم شہر کو اوندھا کردیا۔

[۴]...... اور چوتھا عذاب وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً اور برسائے ہم نے ان کے اوپر پتھر ایسے پتھر جو کونے والے تھے۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں ختم کیں۔ پھر ڈراونی آواز کیساتھ کلیجے پھٹ گئے پھر پتھر برسائے اور ان کے علاقے کو الٹا کر کے پھینک دیا۔ یہ چار قسم کے عذاب ان پر آئے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت نشانیاں ہیں لیکن کن لوگوں کے لیے

لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ غور کرنے والوں کے لیے اور جن لوگوں نے غور نہیں کرنا ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ اور بیشک یہ بستیاں البتہ اس راستے پر ہیں جو دائمی ہے۔ لوط علیہ السلام کا جو علاقہ تباہ ہوا وہ دائمی سڑک پر ہے۔ یہ مکہ والے جب شام کے علاقہ میں جاتے تھے تو ان علاقوں کے پاس سے گزر کر جاتے تھے جہاں لوط علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بیشک اس میں نشانی ہے مومنوں کے لیے کہ نافرمانوں کا کیسا حشر ہوا۔

اصحاب الایکہ کا ذکر:

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ ایکہ کا معنی جنگل ہے۔ اور اس سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔ شہر کا نام مدین تھا اور قوم بھی مدین تھی۔ مدین شہر بہت بڑی بین الاقوامی منڈی تھا۔ دور دراز سے لوگوں کے قافلے در قافلے آتے تھے اور اس شہر کے حدود اربعہ میں بڑے بڑے جنگلات تھے اس لیے ان کو اصحاب ایکہ جنگل والے کہا جاتا ہے لَظٰلِمِيْنَ یہ جنگل والے بھی ظالم تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید بتلائی، نہ مانے۔ اس قوم میں ناپ تول میں کمی بیشی کی بیماری تھی اس سے منع کیا کہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو لوگوں کو پورا پورا حق دو، نہ مانے۔ کہنے لگے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو کوئی نشانی دکھاؤ۔ فرمایا نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگے جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ بولیں اور آپ کی باتوں کی تصدیق کریں پھر ہم مانیں گے۔ کتابوں میں آتا ہے کہ وہ بت بولے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اور یہ شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ قوم نے کہا کہ اس نے ہمارے معبودوں پر جادو کر دیا ہے ہم نہیں مانتے۔ اب بتاؤ اس ضد کا بھی دنیا میں کوئی علاج ہے؟ فرمایا البتہ جنگل والے ظالم تھے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ہم نے ان سے انتقام لیا بادل کا ٹکڑا آیا سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے آگ برسی سب ختم ہو گئے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ اور بیشک یہ دونوں بستیاں مدین والوں کی اور لوط علیہ السلام کی البتہ ایک واضح راستے پر ہیں۔ امام کا معنی پیشوا بھی ہوتا ہے اور امام کا معنی سڑک بھی ہے مبین کھلی سڑک، جو مکہ مکرمہ سے شام کے علاقے کی طرف جاتی تھی۔

اصحاب الحجر کا تذکرہ:

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ اور البتہ تحقیق جھٹلایا حجر والوں نے پیغمبروں کو۔ حجر کا علاقہ خیبر اور تبوک کے درمیان کا علاقہ ہے ان کے پاس حضرت صالح علیہ السلام آئے ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب کی تکذیب کو مستلزم ہے وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا اور ہم نے دیں ان کو اپنی نشانیاں قدرت کی، ان کی منہ مانگی نشانی کہ جس چٹان پر ہاتھ رکھیں گے وہ پھٹ جائے گی اور اس سے اونٹنی نکلے گی اور بعض تفسیروں میں ہے کہ اونٹنی کے ساتھ بچہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ان

لوگوں نے جس چٹان پر ہاتھ رکھا وہ چٹان پھٹی اور اونٹنی نکلی آنکھوں کے ساتھ دیکھا لیکن کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے ہم نہیں مانتے۔ فرمایا ہم نے ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں دیں فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وہ تھے ان نشانیوں سے اعراض کرنے والے وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ اور وہ تراشتے تھے پہاڑوں میں بُيُوْتًا گھر اٰمِنِيْنَ امن میں رہنے کے لیے۔ کہتے تھے ہم دیواریں بناتے ہیں زلزلہ آتا ہے تو اینٹ، پتھر، گارا الگ ہو جاتا ہے چھت گر جاتی ہے۔ ہم چٹانوں میں مکان بنائیں گے نہ دیواریں گرے گی نہ چھت گرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت جب اللہ تعالیٰ نے ان پر زلزلے کا عذاب مسلط فرمایا تو سارے لائن میں پڑے تھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچ سکتی فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ پس پکڑا ان کو آواز نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک آواز نکالی اس سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوگئی مُصْبِحِيْنَ صبح کے وقت سب کے سب ختم ہو گئے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ پس نہ کفایت کی ان سے اس چیز نے مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ جو وہ کماتے تھے۔ نہ ان کے مکان ان کو بچا سکے اور نہ دولت ان کو بچا سکی نہ جھوٹے معبود ان کو بچا سکے۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو کوئی شے کسی کو نہیں بچا سکتی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور بیشک قیامت البتہ ضرور آنے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿85﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿86﴾

والی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگزر کریں اچھی طرح درگزر کرنا۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿87﴾ لَا تَمُدَّنَّ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات آیتیں جو دھرائی جاتی ہیں اور بڑا قرآن دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہ پھیلائیں

عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ

اپنی دونوں آنکھوں کو اس چیز کی طرف۔ ہم نے فائدہ دیا اس کے ساتھ ان کافروں میں سے مختلف لوگوں کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غم

عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿89﴾

نہ کریں ان پر اور نرم کریں اپنے بازوؤں کو مومنوں کے لیے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں بیشک میں ڈرانے والا ہوں بات کھول کر

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿90﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿91﴾ فَوَرَبِّكَ

جیسا کہ ہم نے نازل کیا تقسیم کرنے والوں پر۔ وہ لوگ جنہوں نے کر دیا قرآن پاک کو ٹکڑے ٹکڑے۔ پس قسم ہے پس

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿92﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿93﴾

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی البتہ ہم ضرور سوال کریں گے ان سے سب سے۔ اس چیز کے بارے میں جو وہ کرتے رہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿94﴾

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھول کر بیان کریں وہ چیز جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعراض کریں شرک کرنے والوں سے

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿95﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ

بیشک ہم کفایت کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھٹھا کرنے والوں کے شر سے۔ وہ لوگ جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے

اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿96﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ

ساتھ اور الہ، پس عنقریب وہ جان لیں گے اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں۔ بیشک تنگ ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ ان باتوں

بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿97﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿98﴾

سے جو وہ کہتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کی تعریف کی اور ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرنے والوں میں

ع ۶ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿99﴾

سے۔ اور عبادت کریں اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یقینی بات۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَاٰتِيَةٌ: ضرور آنے والی، اَلصَّفْحَ: درگزر کرنا، اَلْخَلّٰقُ: بے مثال خالق، اٰتَيْنٰكَ: ہم نے آپ کو دیا، سَبْعًا: سات، اَلْمَثَانِيْ: بار بار دہرائے جانے والے، لَا تَمُدَّنَّ: نہ اٹھایئے، عَيْنَيْكَ: اپنی آنکھیں، مَتَّعْنَا: ہم نے نفع دیا، اِخْفِضْ: جھکایئے، جَنَاحَكَ: اپنے بازو، اَلْمُقْتَسِمِيْنَ: قسمیں کھانے والے، عِضِيْنَ: ٹکڑے ٹکڑے، لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ: ہم ضرور پوچھیں گے ان سے، فَاصْدَعْ: (پس) آپ صاف صاف سنائیں، تُؤْمَرُ: آپ کو حکم کیا جاتا ہے، كَفَيْنٰكَ: ہم آپ کے لیے کافی ہیں، اَلْمُسْتَهْزِءِيْنَ: استہزاء کرنے والے، يَضِيْقُ: تنگ ہوتا ہے، اُعْبُدْ: عبادت کریں، يَاْتِيَكَ: آئے آپ کے پاس، اَلْيَقِيْنُ: یقین، موت۔

ربط:

ماقبل کے واقعات کو بیان کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ قیامت کا ذکر فرماتے ہیں لیکن قیامت کا مسئلہ بیان کرنے سے قبل اپنی قدرت کو بیان کرتے ہیں کہ جو خالق و مالک آسمان و زمین پیدا کر سکتا ہے وہ قیامت کے لانے پر بھی قادر ہے اور پکی اور یقینی بات ہے کہ قیامت آکر رہے گی۔

اہم نکات: مقتسمین سے کون لوگ مراد ہیں؟

تفسیر کبیر، روح المعانی، بیضاوی، مظہری، السراج المنیر وغیرہ میں بڑی لمبی بحث ہے۔ میں اس کا اختصار نقل کرتا ہوں۔

(اوّل): یہ کہ مقتسمین کا لفظ تقسیم سے ہے اور "اَلَّذِیۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ" سے مراد ہے یہود و نصاریٰ یعنی اہل کتاب، معنی یہ ہے کہ جیسا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر عذاب نازل کیا وہ جنہوں نے پڑھی جانے والی کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا جیسا کہ ساتویں پارے میں آتا ہے تَجۡعَلُوۡنَهٗ قَرَاطِیۡسَ.

(دوم): تفسیر یہ ہے کہ قرآن سے یہ اصطلاحی قرآن مراد ہے اور مقتسمین سے مشرکین مکہ مراد ہیں، معنی یہ ہیں کہ وہ جنہوں نے قرآن پاک کو تقسیم کر دیا وہ یوں کہ جب یہ کافر اپنی مجلسوں اور چوپالوں میں بیٹھتے تو استہزا کہتے کہ دیکھو میں تو بقرہ لوں گا، کوئی کہتا کہ مجھے مال و مویشی سے محبت ہے تو میں انعام لوں گا۔ کوئی کہتا کہ مجھے کھانے سے محبت ہے میں المائدہ لوں گا وغیرہ وغیرہ، یہ استہزاء کرتے ہوئے قرآن کریم کی سورتوں کو تقسیم کرتے تھے۔

(سوم): یہ معنی بھی تفاسیر میں ملتے ہیں کہ جن لوگوں نے تقسیم کئے مکہ مکرمہ کے راستے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے سولہ راستے تھے، ہر راستہ پر انہوں نے حج کے دنوں میں آدمی بٹھائے کہ جو لوگ بھی حج کے لئے آئیں تو اُن سے کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ جائے۔

(چہارم): حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتسمین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے قسمیں کھائی تھی جیسا کہ پہلے گزرا ہے اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ

کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہمیں، ہماری دولت کو، ہماری قوم کو، ہماری سلطنت اور حکومت کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔

اہم نکات: قیامت ضرور آئے گی:

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَیۡنَهُمَاۤ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِلَّا بِالۡحَقِّ مگر حق کیساتھ۔ دنیا کی کوئی چیز بے فائدہ اور عبث یعنی فضول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بنایا ہے اس کا بھی مقصد ہے کچھ ذمہ داریاں ہیں پھر آگے ان کا نتیجہ نکلنا ہے اس نتیجے کے لیے قیامت برپا ہوگی پھر حساب کتاب ہوگا اور نتیجہ نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ اور بیشک البتہ قیامت ضرور آنے والی ہے۔ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگزر کریں اچھی طرح درگزر کرنا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواب میں کہیں کہ تم بھی جھوٹے، تمہارے باپ دادا بھی جھوٹے، تمہارا خاندان جھوٹا پھر تو نتیجہ کچھ اور ہی نکلے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی طرح ہو جائیں گے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں سے درگزر کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگزر کیا اور یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ پیغمبروں کو بہت کچھ کہا گیا مگر انہوں نے بات ہنس کر ٹال دی اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ بیشک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وہی ہے پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔ خلاق کا معنی ہے پوری طرح پیدا کرنے والا۔

سورۃ الفاتحہ کا بیان:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ اور البتہ تحقیق ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات آیتیں دی جو دھرائی جاتی ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں سورۃ فاتحہ نہ ہو۔ البتہ جماعت کے ساتھ نماز ہوتو پھر یہ وظیفہ امام کا ہے مقتدی کا نہیں ہے۔ یعنی نماز باجماعت کی صورت میں امام نے سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے مقتدی نے نہیں پڑھنی۔ ایک حدیث آتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی جب تک فاتحہ نہ پڑھو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے مقتدیوں کے بارے میں نہیں ہے (بحوالہ موطا امام مالک) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ "لمن یصلی وحدہ" یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اس کی نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی مقتدی کے لیے فاتحہ نہیں ہے قطعاً۔ اور ہر روایت کو ہر نماز پر فٹ کرنا بڑی جہالت ہے۔ مقتدی کا کیا کام ہے؟ اس کے متعلق سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۰۴ میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور جب قرآن شریف پڑھا جائے پس کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا قرء فانصتوا" جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو لہٰذا امام کے پیچھے پڑھنے والا سخت گنہگار ہے۔ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن عظیم دیا۔

کفار کی دنیاوی ظاہر وشوکت پر فریفتہ نہ ہو:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ پھیلائیں اپنی دونوں آنکھوں کو اِلٰى مَا ان نعمتوں کی طرف مَتَّعْنَا بِهٖٓ ہم نے فائدہ دیا ہے ان کے ساتھ جو فائدے کے لیے ہم نے دی ہیں اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ان کافروں میں سے مختلف لوگوں کو۔ مختلف طرح کے کافروں کو ہندوؤں کو، سکھوں کو، یہودیوں کو، عیسائیوں کو، بت پرستوں کو جو ہم نے نعمتیں دی ہیں مال و دولت دیا ہے اس کی طرف آپ مت دیکھیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا وما فیھا اور جو کچھ دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ یہ تو ہمارے تمہارے نزدیک سونے چاندی کی قدر ہے، رقم کی قدر ہے اور چیزوں کی قدر ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان چیزوں کی کوئی قدر نہیں ہے اگر قدر ہوتی تو سب سے زیادہ پیغمبروں کو نصیب ہوتیں۔ یہ کافر ان چیزوں کو کب تک استعمال کریں گے؟ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے آگے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ فرمایا وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم نہ کریں ان پر، پریشان نہ ہوں جو کچھ ان کو دیا ہے یہ استدراج ہے کھا پی لیں، کتنا عرصہ کھائیں گے پئیں

گے؟ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور نرم کریں اپنے بازوؤں کو، پست رکھیں اپنے بازوؤں کو مومنوں کے لیے یعنی مومنوں کے ساتھ نرمی کریں وَقُلْ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ بیشک میں ڈرانے والا ہوں بات کھول کر کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا قبر میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا میں کوئی لگی لپٹی بات نہیں کرتا بلکہ واضح کر کے بتاتا ہوں كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ جیسا کہ ہم نے نازل کیا تقسیم کرنے والوں پر الَّذِيْنَ وہ لوگ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ جنہوں نے کر دیا قرآن پاک کو ٹکڑے ٹکڑے۔

مقتسمین سے کیا مراد ہے اس کو اہم نکات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے کہ حق و باطل کو کھول کر واضح طور پر بیان کریں:

فَوَرَبِّكَ واؤ قسم کا ہے۔ پس قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ البتہ ہم ضرور سوال کریں گے ان سب سے عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان کارروائیوں کے بارے میں جو وہ کرتے رہے فَاصْدَعْ صدع کا لفظی معنی ہے شیشے کا ٹوٹ جانا اور شیشہ ٹوٹ جائے تو بہت کم جڑتا ہے، معنی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھول کر بیان کریں بِمَا تُؤْمَرُ وہ چیز جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح شیشہ ٹوٹ جائے تو نہیں جڑتا اسی طرح حق و باطل کو خلط ملط نہ کریں کھول کر بیان کریں تاکہ حق باطل سے نکھر جائے جدا ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء کرنے والوں کا انجام بُرا ہوا ہے:

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعراض کریں شرک کرنے والوں سے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جادوگر کہتے ہیں، مفتری کہتے ہیں، مجنون کہتے ہیں (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ بیشک ہم کفایت کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھٹھا، مذاق اور استہزاء کرنے والوں کے شر سے۔ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ استہزاء کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی بری موت سے مارا کسی پر طاعون مسلط کیا، کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھا وہ بگڑا اور مر گیا کسی کے گلے میں رسی پڑی اور مر گیا بعض پاگلوں کی طرح بھاگتے رہتے تھے ان کے نام بھی تفسیروں میں آئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کر کے مارا۔ یہ مذاق کون کرتے ہیں؟ فرمایا الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وہ لوگ جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الٰہ، حاجت روا، مشکل، کشا، فریاد رس، دستگیر بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عن قریب وہ جان لیں گے آخرت کی سزا کو جو دنیا کی سزا سے الگ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ تنگ ہوتا ہے دل تنگ ہوتا ہے بِمَا يَقُوْلُوْنَ ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے تھے اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ اور خدا بھی ہیں اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچتی تھی کہتے تھے قیامت نہیں ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی تھی

قرآن پاک کے بارے میں کہتے کہ یہ شعروشاعری ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے متعلق کہتے مجنون ہے، جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ تنگ ہوتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کی تعریف کی "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ" پڑھیں حدیث پاک میں آتا ہے "اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ" اس کا ورد ہر وقت کرو وضو ہو یا نہ ہو، عورتوں نے نماز پڑھنی ہو یا نہ پڑھنی ہو کثرت کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھیں وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ اور ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرنے والوں میں سے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے وَاعْبُدْ رَبَّكَ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یہاں تک کہ آجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یقینی بات۔ یہاں یقین کا معنی موت ہے کہ وفات تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ النحل مکی سورۃ ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا سولہواں (۱۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا سترواں (۷۰) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل انہتر (۶۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کا نام نحل ہے نَحْلٌ نَحْلَةٌ کی جمع ہے جس کا معنیٰ شہد کی مکھی ہے۔ اس سورۃ میں چونکہ شہد اور شہد کی مکھی کا تذکرہ ہے اس مناسبت سے اس کا نام نحل ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس کا ایک نام ''سورۃ النعم'' بھی تحریر کیا ہے اور اس نام کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اپنی ان نعمتوں کو گنوایا ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کر رکھی ہیں۔ سورۃ النحل کے سولہ (۱۶) رکوع ہیں اور ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچا ہے پس تم جلدی نہ کرو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اس

يُشْرِكُوْنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ

کیساتھ شریک بناتے ہیں۔ وہ اتارتا ہے فرشتوں کو راز کی باتوں کیساتھ اپنے معاملے سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں

اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

سے یہ کہ تم ڈراؤ لوگوں کو، بیشک شان یہ ہے نہیں کوئی معبود مگر صرف میں پس تم مجھ سے ڈرو۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور زمین کو حق کیساتھ۔ بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اس کیساتھ شریک بناتے ہیں۔ اس نے پیدا کیا انسان کو نطفے سے

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ

پس وہ اچانک جھگڑا کرتا ہے کھلے طور پر۔ اور مویشیوں کو اس رب نے پیدا کیا ہے، تمہارے لیے اس میں گرمی کا سامان ہے

وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لیے ان میں خوبصورتی ہے جس وقت تم انہیں

تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ﴿۶﴾ وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ

چراگاہوں سے چرا کر پچھلے پہر لے آتے ہو اور جس وقت صبح کے وقت ان کو چرانے کے لیے لے جاتے ہو اور وہ تمہارا بوجھ

لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمۡ

اٹھاتے ہیں ان شہروں تک کہ تم نہیں پہنچنے والے تھے ان شہروں تک مگر اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال کر بیشک تمہارا رب

لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۷﴾ وَّالۡخَیۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِیۡرَ لِتَرۡکَبُوۡهَا

البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اور اس نے پیدا کیا گھوڑوں کو اور خچروں کو اور گدھوں کو تاکہ تم ان پر سوار ہو

وَزِیۡنَةً ؕ وَیَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾ وَعَلَی اللّٰهِ قَصۡدُ

اور زینت ہو اور اللہ تعالیٰ پیدا کریگا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے سیدھے راستے کا بیان کرنا

السَّبِیۡلِ وَمِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹﴾ ع

اور ان راستوں میں سے بعض ٹیڑھے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ ہدایت دیدے تم سب کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتٰی: آ گیا، فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ: پس تم جلدی نہ مچاؤ اس میں، اَنۡذِرُوۡا: تم ڈراؤ، نُطۡفَةٍ: نطفہ، خَصِیۡمٌ: جھگڑالو، خَلَقَهَا: اس نے انہیں پیدا کیا، دِفۡءٌ: گرم لباس، جَمَالٌ: رونق، حسن، تُرِیۡحُوۡنَ: شام کو چرالاتے ہو، تَسۡرَحُوۡنَ: صبح کو چرانے لے جاتے ہو، اَثۡقَالَکُمۡ: تمہارے بوجھ، بٰلِغِیۡهِ: اسے پہنچنے والے، بِشِقِّ: محنت مشقت کے ساتھ، اَلۡبِغَالَ: خچر، اَلۡحَمِیۡرَ: گدھے، لِتَرۡکَبُوۡهَا: تاکہ تم ان پر سواری کرو، قَصۡدُ: درمیانہ، جَآئِرٌ: ٹیڑھا۔

ربط:

اس سے قبل سورۂ حجر کے اختتام پر قیامت کا ذکر تھا کہ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ اس پر منکرین قیامت نے کہا کہ وہ قیامت کب برپا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اَتٰی اَمۡرُ اللّٰهِ) آچکا اللہ کا امر جلدی کا مطالبہ مت کرو۔ ماضی کے ساتھ اس کو اس لئے تعبیر کیا کہ اس کا آنا ایسا یقینی ہے گویا کہ وہ ماضی میں ہو چکی ہے۔

اہم نکات: تُرِیۡحُوۡنَ کو پہلے اور تَسۡرَحُوۡنَ کو بعد میں کیوں لائے؟

یہاں سوال ہوسکتا ہے کہ تُرِیۡحُوۡنَ کو پہلے کیوں لائے ہیں اور تَسۡرَحُوۡنَ کو بعد میں کیوں لائے حالانکہ جانوروں کو پہلے گھر سے لے جاتے ہیں، پھر لاتے ہیں، تُرِیۡحُوۡنَ کے معنی چرانے کے بعد واپس لے آتے ہیں اور تَسۡرَحُوۡنَ کا معنی چرانے کے لئے لے جاتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ اس میں حکمت ہے کہ جمال اس صورت میں زیادہ معلوم ہوتا ہے

کیونکہ صبح کو جانور گوبر و پیشاب میں لت پت ہوتے ہیں جمال کم ہوتا ہے جب صبح کو لے کر جاتے ہیں اور جب واپس لاتے ہیں تو اُن کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں اور اور اُن کے جسموں پر گوبر اور پیشاب وغیرہ بھی عموماً نہیں ہوتا تو اس میں جمال زیادہ ہوتا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت اور وحی کا بیان:

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے قیامت کے بارے میں تم شک کرتے ہو۔ یوں سمجھو کہ وہ آ گئی ہے فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ پس تم جلدی نہ کرو اس کیلئے کہ کب آئے گی، قیامت آتی کیوں نہیں یوں سمجھو وہ آچکی ہے پس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے من مات فقد قامت قيامته جو مرا پس اس کی قیامت قائم ہو گی سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بہت ہی بلند ہے عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ان چیزوں سے جن کو یہ کافر و مشرک اس کیساتھ شریک بناتے ہیں يُنَزِّلُ الۡمَلٰۤـئِكَةَ وہ فرشتوں کو نازل کرتا ہے، اتارتا ہے بِالرُّوۡحِ راز دیکر۔ وحی کو روح کیساتھ تعبیر کیا ہے۔ جس طرح جاندار چیزوں کی زندگی روح کیساتھ ہے روح ہے تو حیات ہے روح نکل گئی تو موت ہے اسی طرح روحانی زندگی روح کے ساتھ ہے اگر وحی الٰہی نہیں ہے تو انسان انسان نہیں ہے حیوانوں سے بھی بدتر ہے اس لیے وحی کو روح کیساتھ تعبیر فرمایا ہے مِنۡ اَمۡرِهٖ اپنے معاملے سے۔ مثلاً جبرائیل علیہ السلام کو وحی دیکر اپنے حکم کے مطابق بھیجتا ہے۔ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر وحی نازل کرتے ہیں راز کی باتیں، حکمت کی باتیں، دانائی کی باتیں، حلال حرام کی باتیں، جائز اور ناجائز کی باتیں جو کہ انسان کی ضرورت ہیں وہ سب اس وحی کے ذریعے پیغمبروں کے پاس آتی ہیں۔ اس وحی میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں لوگوں کو شرک چھوڑ دو ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں بچ سکو گے توحید کو قبول کرو اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا بیشک شان یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف میں۔ یعنی اللہ وحدہ لا شریک فَاتَّقُوۡنِ پس (اے تمام گروہ انس وجن) تم مجھ سے ڈرو اور کسی سے نہ ڈرو۔

توحید کا بیان:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالۡاَرۡضَ اور زمین کو بِالۡحَقِّ حق کیساتھ۔ کوئی چیز دنیا میں بے فائدہ نہیں ہے۔ ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے ایک مصرف رکھا ہے تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک بناتے ہیں خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اس نے پیدا کیا انسان کو نطفے سے۔ سورت دھر آیت نمبر ۲ میں ہے مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ملے جلے نطفے سے۔ مرد اور عورت کا نطفہ ملتا ہے جو معمولی مقدار میں ہوتا ہے پھر جس کا غالب ہو جائے بچے کی شکل اس پر جاتی ہے ماں کا غالب ہو گیا تو بچے کی شکل ماں پر ہو جائیگی اور اگر باپ کا نطفہ غالب ہو گیا تو شکل باپ پر ہو جائے گی۔ انسان کا وجود تمام چیزوں سے عجیب تر ہے۔ وہ حقیر قطرہ بدن سے شہوت کے

ساتھ نکلے تو سارا بدن ناپاک، کپڑے پر لگے تو کپڑا ناپاک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس گندے اور حقیر قطرے کے ساتھ خوبصورت آدمی پیدا فرما دیا اور عقل و شعور والا ہوا تو پھر یہ گندے اور حقیر قطرے سے بننے والا انسان فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ پس وہ اچانک جھگڑا کرتا ہے کھلے طور پر۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، پیغمبروں کے متعلق جھگڑا کرتا ہے، کتابوں کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، حق کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے، ختم نبوت کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا اور مویشیوں کو اس اللہ نے پیدا کیا ہے۔ بھیڑ نر، مادہ، اونٹ نر، مادہ، گائے نر، مادہ اور دیگر تمام مویشی یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا فرمائے ہیں لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ تمہارے لیے ان جانوروں میں گرمی کا سامان ہے۔ ان کی اون اور پشم سے تم گرم کپڑے بناتے ہو سردی سے بچاؤ کرتے ہو وَّمَنَافِعُ اور بہت سے فائدے ہیں۔ ان کا دودھ بیچتے ہو، ان کی اون بیچتے ہو، دودھ پیتے ہو ان کی نسل بڑھتی ہے تمہاری دولت بڑھتی ہے وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو، ذبح کر کے بھی کھاتے ہو، ان کا گھی بیچ کر بھی کھاتے ہو، دودھ بیچ کر بھی کھاتے ہو وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ اور تمہارے لیے ان میں خوبصورتی ہے حِينَ تُرِيحُونَ جس وقت تم انہیں چراگاہوں سے چرا کر شام کو واپس لاتے ہو وَحِينَ تَسْرَحُونَ اور جس وقت صبح کے وقت ان کو چرانے کے لیے لے جاتے ہو۔ جاتے آتے وقت جانور اچھے اور خوبصورت لگتے ہیں اور جمال کا یہ مطلب بھی ہے کہ لوگ فخر کرتے ہیں میرے پاس اتنی بھینسیں ہیں، میرے پاس اتنے بیل ہیں، اتنی گائیں ہیں، اتنی بکریاں ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ مال تمہیں دیا ہے وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ اور وہ تمہارا بوجھ اٹھاتے ہیں إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ ان شہروں تک کہ تم نہیں لے جانے والے تھے ان شہروں تک اس سامان کو إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ مگر اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال کر۔ انسان زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا لیکن اونٹ، بیل، گھوڑا، گدھا یا خچر وغیرہ پر رکھ دو، وہ آرام سے لے جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے سہولت ہے إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ بیشک تمہارا رب البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے وَّالْخَيْلَ اور اس نے پیدا کیا گھوڑوں کو وَالْبِغَالَ اور خچروں کو وَالْحَمِيرَ اور گدھوں کو لِتَرْكَبُوهَا تاکہ تم ان پر سوار ہو وَزِينَةً اور زینت ہو۔ اس زمانے میں یہی سواریاں تھیں ان پر سوار ہو کر لوگ سفر کرتے تھے۔

آئندہ آنے والی ایجادات اور سہولیات کا تذکرہ:

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور اللہ تعالیٰ پیدا کریگا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ آج جو چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں یہ چیزیں اس وقت تصور میں بھی نہیں تھیں۔ جہاز ہیں، ریل گاڑیاں ہیں، بسیں اور کاریں ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سمجھ دی ہے تو انہوں نے بنائیں۔ آج سے پچاس سال پہلے اگر کوئی شخص کہتا کہ تمہارے گھر میں ایسا ایندھن آئے گا کہ نہ اس کا دھواں ہوگا اور نہ راکھ ہوگی زمین کے نیچے سے آئے گا تم اس پر روٹیاں پکاؤ گے۔ تو کوئی بھی یقین نہ کرتا۔ لیکن اب ہمارے روزمرہ کے استعمال کی بہت سی ایسی ایجادات اور سہولیات ہیں جو پہلے زمانے کے لوگ جانتے بھی نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل واضح کر دیا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے سیدھے راستے کا بیان کرنا اور اس نے سیدھا راستہ بیان کیا ہے۔ سورت انعام آیت نمبر ۱۵۳ میں ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا اور بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو وَمِنْهَا جَآئِرٌ اور ان راستوں میں سے بعض ٹیڑھے ہیں۔ کفر کے راستے یہودیت، عیسائیت اور باطل فرقوں کے مذاہب سب ٹیڑھے راستے ہیں ان پر نہ چلو تم سیدھے راستے پر چلو وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ ہدایت دیدے تم سب کو جبراً مگر وہ جبراً ہدایت نہیں دیتا اس نے انسانوں کو اور جنوں کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ الکہف) پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (نساء: ۱۱۵) پھیر دیں گے ہم جدھر وہ پھرنا چاہے۔ اس طرف کی ہم توفیق دے دیں گے زبردستی نہ کسی پر کفر مسلط کرتا ہے اور نہ ایمان مسلط کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل اور سمجھ دی ہے پیغمبر بھیجے ہیں، کتابیں نازل فرمائی ہیں، ہر دور میں حق کی آواز بلند کرنے والے بھیجے ہیں لہٰذا اپنی مرضی کے ساتھ جس راستے پر کوئی چلنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس پر چلا دے گا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی تمہارے لیے اس پانی سے پینے کے لیے ہے اور اس پانی

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝١٠ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ

سے درخت ہیں اس میں تم جانور چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لیے اس کے ذریعے کھیتیاں اور زیتون کے درخت

وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝١١

اور کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ہر قسم کے پھل بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے جو فکر کرتی ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ

اور اس نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو اور ستارے بھی پابند ہیں اس کے حکم کے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝١٢ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ

بیشک اس میں البتہ بہت نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے۔ اور وہ چیز جو اس نے پیدا کی ہے تمہارے لیے زمین میں

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝١٣ وَهُوَ الَّذِیْ

مختلف ہیں رنگ اس کے، بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے جو نصیحت حاصل کرتی ہے۔ اور وہ وہ ذات ہے

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ

جس نے تابع کیا سمندر کو تا کہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور نکالو تم اس سے زیور، جس کو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تو دیکھتا ہے

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

کشتیوں کو جو چیرتی ہوئی جاتی ہیں اس میں اور تا کہ تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور تا کہ تم شکر یہ ادا کرو۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

اور ڈالے اللہ تعالیٰ نے زمین میں مضبوط پہاڑ تا کہ زمین تمہارے ساتھ مضطرب نہ ہو اور نہریں چلائیں اور راستے بنائے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

تا کہ تم راہ پاؤ ۔ اور کئی علامتیں مقرر کیں اور ستاروں کے ذریعے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شَجَرٌ: درخت، تُسِيْمُوْنَ: تم چراتے ہو، يُنْۢبِتُ: اُگاتا ہے، اَلْوَانُهٗ: اس کے رنگ، طَرِيًّا: تازہ، تَسْتَخْرِجُوْا: تا کہ تم نکالو، تَلْبَسُوْنَهَا: تم پہنتے ہو انہیں، مَوَاخِرَ: پانی کی چیرنے والی کشتیاں، تَمِيْدَ بِكُمْ: وہ تمہیں لے کر (نہ) ڈگمگائے، سُبُلًا: راستے، عَلٰمٰتٍ: نشانیاں، بِالنَّجْمِ: ستاروں سے۔

ربط:

سابقہ آیات میں توحید کے دلائل بیان ہوئے اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ بہت سی اپنی نعمتوں کا ذکر فرما رہے ہیں، مثلاً پانی، دریا، سمندر ان میں چلنے والی کشتیاں، موتی اور مچھلیاں وغیرہ۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان:

هُوَالَّذِيْٓ وہی ذات ہے اللہ تعالیٰ کی اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ جس نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی تمہارے لیے مِّنْهُ شَرَابٌ اس بارش کے پانی سے تم پیتے بھی ہو۔ آج بھی ایسے علاقے موجود ہیں کہ وہاں کے لوگوں کے لیے بارش کا پانی ہی پینے پلانے کا ذریعہ ہے بارش جب ہوتی ہے تو تالابوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے خود بھی اس سے پیتے ہیں اور جانور بھی، اسی سے نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں وَّمِنْهُ شَجَرٌ اور اس بارش کے پانی کی وجہ سے درخت ہوتے ہیں، پودے ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں گھاس پیدا ہوتا ہے تمہارے جانور، بھیڑ، بکریاں اور اونٹ چرتے ہیں فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ اس میں تم جانور چراتے ہو يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ اگاتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس بارش کے پانی کے ذریعے کھیتیاں۔ بارانی علاقوں کا تو دارومدار ہی بارش پر ہے اور نہری علاقوں میں بھی بارش نہ ہو تو صرف نہری پانی کفایت نہیں کرتا اور بسا اوقات نہریں خشک بھی ہو جاتی ہیں وَالزَّيْتُوْنَ اور زیتون کے درخت۔ اس سے تیل نکلتا ہے

اور پھل بھی حاصل ہوتا ہے لوگ زیتون کا تیل اور پھل دونوں استعمال کرتے ہیں وَالنَّخِيْلَ اور کھجوروں کے درخت۔ کھجوریں تمہاری خوراک بھی ہیں اور ان کو بیچ کر تم اپنی ضروریات پوری کرتے ہو وَالْاَعْنَابَ اور انگوروں کے اور کیا پوچھتے ہو وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھل اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک البتہ اس میں نشانی ہے لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی ہے اور اس کے ذریعے اس نے فصلیں اور اناج پیدا فرمایا ہے، پھل پیدا فرمائے ہیں اور اس کے سوا یہ کام اور کوئی کرنے والا نہیں ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ اور اللہ تعالیٰ نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے رات کو اور سورت نبا میں فرمایا وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا اور بنایا ہم نے رات کو لباس تاکہ تم رات کو آرام کرو وَالنَّهَارَ اور دن کو تمہارے کام میں لگا دیا اور سورت نبا میں ہے وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور ہم نے دن کو بنایا ذریعہ معاش تاکہ تم کمائی کرو، نیکیوں والے کام کرو، جہاد کرو، تبلیغ کرو، پڑھو سورج، چاند اور ستارے بھی انسانی خدمت کے لیے ہیں وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ اسباب میں سورج کے بغیر بھی کوئی کام نہیں چلتا روشنی کے علاوہ اس کی کرنیں اور تپش سے فصلیں پکتی ہیں پھل پکتے ہیں سورج کی حرارت کا صحت پر اثر پڑتا ہے وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اور ستارے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی جو ڈیوٹی لگائی ہے اس میں کمی نہیں کرتے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں بہت نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے سمجھتی ہے۔ سورج چاند بھی نظر آرہے ہیں اور ان کی حرکات اور فوائد بھی سامنے ہیں۔

اللہ نے مختلف رنگوں اور شکلوں کی اشیاء بنائی ہیں:

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں تمہارے لیے زمین میں مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ مختلف ہیں رنگ ان کے۔ کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ ہے، کوئی سبز ہے، کوئی زرد ہے جانوروں کی رنگتیں بھی مختلف ہیں پھلوں اور سبزیوں کی بھی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو نصیحت حاصل کرتی ہے۔ جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لیے بہت کچھ ہے۔ باغ میں جا کر دیکھو، کیسے کیسے عجیب و غریب قسم کے پھول ہیں رنگ مختلف شکلیں مختلف اسی طرح انسانوں کی شکلیں بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف پیدا فرمائی ہیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی مخلوق آئی ہے ان میں تمہیں دو آدمی بھی ایسے نہیں ملیں گے جن کی من و عن شکل ملتی ہو کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوق ہے جن کے مادے مختلف، شکلیں اور نمونے مختلف۔

دریا اور سمندر بھی نعمت الٰہی ہیں:

وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے سَخَّرَ الْبَحْرَ جس نے تابع کر دیا تمہارے سمندر۔ تابع کرنے کا مطلب

یہ ہے کہ تم غوطے لگاؤ، کشتیاں چلاؤ اس سے کام لو لِتَاكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت۔ مچھلیاں پکڑو اور کھاؤ وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً اور نکالو تم اس سے زیور۔ موتی نکالو، ہیرے نکالو یہ موتی وغیرہ کا زیور مرد بھی پہن سکتا ہے اور عورتوں کو بھی اجازت ہے لیکن سونا مرد نہیں پہن سکتے۔ آنحضرت ﷺ نے سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ سونا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں واقعی سونا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ میری امت کے مردوں کے لیے حرام فرمایا ہے۔ عورتوں کے لیے حلال ہے۔ تَلْبَسُوْنَهَا جن کو تم پہنتے ہو وَتَرَى الْفُلْكَ اور اے مخاطب تو دیکھتا ہے کشتیوں کو مَوَاخِرَ فِيْهِ "مواخر ماخر کی جمع ہے۔ ماخر کا معنی ہے چیرنے والا ہے۔ یہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی جاتی ہیں تاکہ اس طرف کی چیزیں اس طرف اور اس طرف کی چیزیں اس طرف پہنچائی جائیں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارتیں کرو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں:

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ رواسی راسیة کی جمع ہے اس کا معنی ہے مضبوط پہاڑ، اور ڈالے ہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ تاکہ زمین تمہارے ساتھ مضطرب نہ ہو، حرکت نہ کرے اور سورت نبا میں ہے وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا پہاڑوں کے کیل ٹھونک دیئے۔ ورنہ زمین ہلتی اور اس پر بود و باش نہ ہو سکتی۔ آج معمولی سا زلزلہ آجائے تو لوگ گھروں سے باہر نکل آتے ہیں اور ہر سال کسی نہ کسی جگہ زلزلہ آتا ہی رہتا ہے اور "کثرت الزلازل" زلزلوں کا کثرت سے آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مضبوط پہاڑ میخیں بنا کر زمین میں ٹھونک دیئے ہیں تاکہ زمین حرکت نہ کرے وَاَنْهٰرًا اور نہریں چلائیں جن کے ذریعے تم پانی حاصل کرتے ہو وَّسُبُلًا اور راستے بنائے لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم راہ پاؤ اور اپنے گھر پہنچو۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں وَعَلٰمٰتٍ اور بہت سی علامتیں اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہیں جن سے تم سمجھتے ہو کہ ہم نے ادھر جانا ہے۔ عقل بھی اللہ نے دی ہے آنکھیں بھی اللہ نے دی ہیں وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور ستاروں کے ذریعے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ میں پہاڑی علاقے میں پیدا ہوا ہوں۔ ہمارے بڑے سحری کا وقت ہوتا تھا تو اٹھ کر ستارے دیکھتے تھے گھڑیاں تو نہیں ہوتی تھیں دیکھتے تھے کہ اب یہ ستارہ یہاں آگیا ہے لہٰذا وقت ہو گیا ہے اور اب گھڑیاں ہیں وقت منضبط ہے لیکن اس کے باوجود سمندری سفر ستاروں کے ذریعے ہوتا ہے اور قبلے کا رخ بھی بعض ستاروں کے ذریعے معلوم ہوتا ہے۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿17﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا

کیا پس وہ ذات جو پیدا کرتی ہے اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور اگر تم شمار کرو

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿18﴾ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکتے بیشک اللہ تعالیٰ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس چیز کو جس کو تم

تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿19﴾ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا

چھپاتے ہو اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو۔اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو وہ نہیں پیدا کر سکتے کسی چیز کو

وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿20﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿21﴾ ع ۱۲/۸

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔بے جان ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے وہ کب دوبارہ کھڑے کئے جائیں گے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ

معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے پس وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں۔

وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿22﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

ضرور بالضرور بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس چیز کو جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ محبت

الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿23﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ

نہیں کرتا تکبر کرنے والوں سے۔اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے رب نے کہتے ہیں پہلے لوگوں

الْاَوَّلِیْنَ ﴿24﴾ لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ

کی کہانیاں۔تاکہ وہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے قیامت کے دن اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی جن کو یہ

یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿25﴾ ع ۳/۹

گمراہ کرتے ہیں علم کے بغیر خبردار برا ہو گا وہ بوجھ جو وہ اٹھا رہے ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُسِرُّوْنَ: (جو) تم چھپاتے ہو، تُعْلِنُوْنَ: (جو) تم ظاہر کرتے ہو، لَا یَخْلُقُوْنَ: وہ پیدا نہیں کر سکتے، مُنْكِرَةٌ: انکار کرنے والے، مُسْتَكْبِرُوْنَ: تکبر کرنے والے، اَلْمُسْتَكْبِرِیْنَ: تکبر کرنے والے، لِیَحْمِلُوْٓا: تاکہ وہ اٹھائیں، اَوْزَارَ: بوجھ، یُضِلُّوْنَهُمْ: وہ گمراہ کرتے تھے انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اپنی بہت سی نعمتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اب یہاں ان آیات میں یہ بیان فرما رہا ہے کہ یہ

نعمتیں دینے والی ذات میرے علاوہ کون ہے؟

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے:

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کیا پس وہ ذات جو پیدا کرتی ہے کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا تمہیں خالق اور غیر خالق کا فرق سمجھ نہیں آتا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ آسمان زمین کس نے پیدا کئے ہیں کھیتیاں حیوان کس نے پیدا کی ہیں تمہیں کس نے پیدا کیا اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ اتنی بات بھی تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ فرمایا یہ تو ہم نے مختصر سی نعمتیں ذکر کی ہیں صرف توجہ دلانے کے لیے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکتے اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اب بھی تم شرک سے توبہ کر لو تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے اللہ تعالیٰ غفور ہے بڑا مہربان ہے معاف کر دے گا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا بیان تھا اور اب صفت علم کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے:

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مَا تُسِرُّوْنَ اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔ پیدا کرنا بھی اس کی صفت ہے اور ظاہر باطن کو جاننا بھی اس کی صفت ہے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بھی وہی ہے اور تمام اختیارات بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اس کے سوا نہ کوئی عالم الغیب ہے نہ حاضر و ناظر ہے نہ کسی کے پاس کوئی اختیار ہے وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جن کو یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وہ نہیں پیدا کر سکتے کسی چیز کو، وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کو یہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں، مصیبت کے وقت ان کو پکارنا اے فلاں! اغثنی میری مدد کر، وہ تو مخلوق ہے اس نے کیا مدد کرنی ہے، مدد تو صرف اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے۔

اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا:

اَمْوَاتٌ بے جان ہیں غَیْرُ اَحْیَآءٍ زندہ نہیں ہیں۔ اگر بتوں کو پکارتے ہیں تو ان کا مردہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر اولیاء اللہ اور بزرگوں کو پکارتے ہیں تو کچھ تو فی الحال فوت ہو چکے ہیں اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہزار ہا سال سے زندہ ہیں زمین پر اتریں گے۔ ثم یموت پھر وفات پائیں گے۔ فرشتے ہزار ہا سال سے زندہ ہیں موت ان پر بھی آئے گی۔

حی قیوم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

اور وہ نہیں جانتے وہ کب دوبارہ کھڑے کئے جائیں گے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ پس وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ ان کے دل منکر ہیں توحید سے وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر کرتے ہیں۔

تکبر کیا ہے تکبر نام ہے بطر الحق وغمط الناس ' حق کی بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ فرمایا لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس چیز کو جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس چیز کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا تکبر کرنے والوں سے۔

کفار قرآن کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کہتے تھے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جس وقت ان کو کہا جاتا ہے مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے رب نے قَالُوْٓا کہتے ہیں اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ اَسَاطِيْرُ اسطورہ کی جمع ہے اس کا معنی ہے کہانی۔ کفار اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قصے کہانیاں، ناول کہہ کر ٹھکرا دیا۔ بیشک قرآن میں نیک لوگوں کے قصے بھی ہیں اور برے لوگوں کے قصے بھی ہیں لیکن وہ قصے اس لیے ہیں فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (اعراف: ۱۷۶) پس آپ ﷺ واقعات بیان کریں تاکہ لوگ غور و فکر کریں کہ نیکوں اور بروں کا یہ انجام ہوا۔ یہ قصے کہانیاں عبرت حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ فرمایا ان کی باتوں کا نتیجہ کیا ہوگا لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً تاکہ وہ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے۔ اَوْزَار وزر کی جمع ہے۔ وزر کا معنی ہے بوجھ۔ تو فرمایا تاکہ وہ اپنے بوجھ اٹھائیں پورے پورے يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ جن کو یہ گمراہ کرتے ہیں علم کے بغیر ان کا بوجھ بھی ان کے سر پر ہوگا اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ خبردار برا ہے وہ بوجھ جس کو وہ اٹھائیں گے۔ اپنا بوجھ بھی ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا بوجھ بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر غضب نازل فرمائے گا اور ان کی بڑی سخت گرفت ہوگی۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

تحقیق تدبیر کی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ہیں پس حکم آیا اللہ تعالیٰ کا ان کی عمارت پر اس کی بنیادوں سے پس گر

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿26﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آیا ان پر عذاب جہاں سے شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔ پھر قیامت والے دن اللہ تعالیٰ

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

ان کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ تھے تم جھگڑا کرتے ان کے بارے میں۔ کہیں گے وہ لوگ جن کو علم

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿27﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

دیا گیا بیشک رسوائی ہے آج کے دن اور برائی کفر کرنے والوں پر ہے۔ وہ لوگ ہیں جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پس ڈالیں گے وہ صلح کی بات کہیں گے ہم کوئی برائی نہیں کرتے تھے۔

بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿28﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

کیوں نہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ پس داخل ہو جہنم کے دروازوں میں، ہمیشہ رہو گے اس میں،

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿29﴾

پس برا ہے ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلسَّقْفُ: چھت، يُخْزِيْهِمْ: وہ رسوا کرے گا انہیں، شُرَكَآءِيَ: میرے شریک، كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ: تم جھگڑا کرتے تھے، تَتَوَفّٰىهُمْ: وہ ان کی جان قبض کرتے ہیں، اَلْمُتَكَبِّرِيْنَ: تکبر کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں کا اور کفر پر اڑے رہنے والوں کا ذکر تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے متکبرین یعنی حق سے جان بوجھ کر منہ موڑنے والے قرار دیا ان آیات میں متکبرین کے دنیا کے انجام کا اور حالت نزع کا اور پھر جہنم میں داخلے کا ذکر ہے۔

اہم نکات: نمرود بن کنعان کے محل کے گرنے کا واقعہ:

ابھی نافرمانوں اور حق کو نہ ماننے والوں اور متکبرین کا ذکر تھا۔ ایسے متکبرین کا اللہ ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر بیضاوی وغیرہ میں نمرود بن کنعان جو کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا، اس نے ایک بہت بڑا محل بنایا، لوگ اس محل کے نچلے کمرے میں بیٹھے ہوئے گپیں مارتے تھے کوئی ناچتا تھا کوئی کچھ کرتا کوئی کچھ کرتا، اُس محل کی چھت اس وقت گری جب یہ سب لوگ وہاں موجود تھے۔ اور سب ختم ہو گئے۔ اس کا ذکر یہاں فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حق کا انکار کرنے والوں کا انجام:

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ بے شک ان لوگوں نے جو ان (مکہ والوں) سے پہلے گزرے ہیں حق کے خلاف

تدابیر کیں فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ پس اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ان کی عمارت پر مِّنَ الْقَوَاعِدِ بنیادوں سے فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ پس ان کے اوپر سے عمارت کی چھت ان پر آ گری۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا عمارت کو تو وہ زمین بوس ہو گئی۔ واقعہ اوپر اہم نکات میں بیان ہو چکا ہے وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ اور ان پر عذاب آیا مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ جہاں سے شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ اس قدر مضبوط محل زمین بوس ہو جائے گا ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُخْزِیْهِمْ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو مزید رسوا کرے گا وَیَقُوْلُ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِیْهِمْ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تم حق والوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے کہ یہ ہمارے کارساز، حاجت روا، مشکل کشا ہیں ان کو اب ذرا سامنے تو لاؤ۔ مشرکین کے پاس تو اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔ اہل علم یعنی اللہ کے رسول، نیک لوگ، اہل ایمان کہیں گے قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہیں گے وہ لوگ جن کو علم دیا گیا اِنَّ الْخِزْیَ الْیَوْمَ بیشک رسوائی ہے آج کے دن وَالسُّوْٓءَ اور برائی عَلَی الْكٰفِرِیْنَ کافروں پر ہے۔

کفار کی روح قبض کرنے کا منظر:

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وہ لوگ ہیں جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

جب فرشتے جان نکالنے کے لیے آتے ہیں تو بڑا عجیب منظر ہوتا ہے مرنے والے کو سب کچھ نظر آتا ہے اور کسی کو کچھ نظر نہیں آتا ملک الموت سامنے ہوتے ہیں اور اُن کے پیچھے اٹھارہ فرشتوں کی لائن ہوتی ہے یہ کسی کو نظر نہیں آتے، کافر کو فرشتہ کہتا ہے اپنی جان ہمارے حوالے کر اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے وہ منتیں کرنے لگ جاتا ہے لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (منافقون: ۱۰) اے میرے رب کیوں نہیں تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی مدت تک تاکہ میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا نیکوں میں سے۔ اور قانون یہ ہے وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا اور اللہ تعالیٰ ہرگز موخر نہیں کرتا کسی جان کو جب اس کی موت کا وعدہ آ گیا۔ ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں ملتی پھر اس کی روح بدن میں چھپتی ہے اور فرشتے اس کی پٹائی کر کے روح نکالتے ہیں بدبودار ٹاٹ اور کفن ہوتے ہیں ان میں لپیٹتے ہیں اور اس کو آسمان تک پہنچاتے ہیں تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (اعراف: ۴۰) نہیں کھولے جائیں گے ان کے لیے آسمان کے دروازے۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں یہ بدبو کہاں سے لائے ہو ان مرداروں کو واپس لے جاؤ۔ پھر ساتویں زمین کے نیچے سجین ایک مقام ہے وہ دفتر ہے برے لوگوں کا تو وہاں لے جا کر اس کا اندراج کیا جاتا ہے۔ تو فرمایا فرشتے جب جان نکالتے ہیں تو وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ پس ڈالیں گے وہ صلح کی بات کہتے ہیں مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ہم کوئی برائی نہیں کرتے تھے۔

اور سورت انعام آیت نمبر ۲۳ میں ہے مشرک کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ قسم ہے اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہے ہم شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ دیکھو کیسے جھوٹ بول رہے ہیں اپنی جانوں پر۔ اللہ تعالیٰ ان بے حیاء مشرکوں کو جواب دے گا بَلٰٓى کیوں نہیں برے کام کرتے رہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔ ساری زندگی تمہاری برائی میں گزری، اور نافرمانی میں گزری فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ پس داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے اس دوزخ میں فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس البتہ برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا۔ جو حق کو ٹھکراتے تھے ان کا یہ ٹھکانہ ہے۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ

اور کہا گیا ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے کیا کچھ نازل کیا ہے تمہارے پروردگار نے۔ وہ کہتے ہیں خیر نازل کی ہے

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ

ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا کی زندگی میں بھلائی ہے اور البتہ آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے اور البتہ اچھا ہے

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿30﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ

گھر پرہیزگاروں کا۔ وہ باغات ہیں ہمیشہ کے داخل ہوں گے۔ ان میں جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں ان کے لیے ہوگا

فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿31﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

جنتوں میں جو وہ چاہیں گے اسی طرح بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو۔ وہ متقین جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال

طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿32﴾

میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے ہیں سلام ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں بسبب اس کے جو تم اچھے عمل کرتے تھے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہیں انتظار کرتے یہ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے تیرے رب کا کوئی حکم۔ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿33﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

پہلے تھے اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ پس پہنچی ان کو وہ برائیاں جو انہوں نے کی

ع ۹ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿34﴾

تھیں اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے وہ جس کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَشَآءُوْنَ: (جو) وہ چاہتے ہیں، طَیِّبِیْنَ: پاک، پاکیزہ۔

ربط:

اس سے پہلے کفر اور سرکشی کرنے والوں کا بیان ہوا تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن نازل ہوتا تو وہ متکبرین جواب دیتے کہ یہ پہلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں۔ اب ان کے مقابلے میں اللہ کے نیک بندوں کا جواب اور ان پر ہونے والے انعامات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور آخر میں پھر اُن مذاق اور استہزاء کرنے والوں کا ذکر ہے کہ اللہ نے اُن پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود ہی ایسے افعال کیے جس سے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

تفسیری نکات: ایمان والوں کا قرآن کے متعلق جواب:

وَقِيْلَ اور کہا گیا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان سے پوچھا گیا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے قَالُوْا خَيْرًا وہ کہتے ہیں خیر نازل کی ہے۔ جو نازل کیا ہے وہ بہت ہی بہتر نازل کیا ہے فرمایا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نیکی کی فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ اس دنیا کی زندگی میں بھلائی ہوگی یعنی ان کی دنیا کی زندگی ایسی پاکیزہ ہوگی کہ نیکیاں کریں گے گناہوں سے بچیں گے ان کا جتنا وقت گزرے گا اللہ تعالیٰ کے احکامات پورے کرنے میں گزرے گا نیکی کریں گے مزید نیکی کی توفیق ملے گی تو دنیا کی زندگی پاکیزہ اور صاف ہوگی وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ اور البتہ اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا وہ گھر کونسا ہے جَنّٰتُ عَدْنٍ وہ باغات ہیں ہمیشہ کے لیے۔

ایمان والوں کے لیے انعام اور اس کی تفصیل:

يَّدْخُلُوْنَهَا داخل ہونگے وہ ان باغوں میں تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ جنتیوں کے لیے ہوگا ان جنتوں میں جو کچھ وہ چاہیں گے بس ارادہ اور تصور کرنے کی دیر ہوگی اور وہ چیز سامنے آجائے گی۔ احادیث میں موجود ہے اور قرآن پاک بھی اس کی شہادت دیتا ہے کہ مثلاً ایک درخت ہے بہت بلند اور اس پر پھل لگا ہوا ہے جنتی دل میں ارادہ کرے گا کہ میں نے کھانا ہے تو بس یہ ارادہ کرتے ہی وہ ٹہنی جنتی کے سامنے آکر جھک جائے گی۔

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (سورۃ الحاقہ) کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہیں پیش آئے گی نہ درخت پر چڑھنے کی ضرورت پیش آئے گی اور اگر لیٹا ہوا ہے تو اٹھ کر بیٹھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ پھل سامنے آجائے گا۔ جنتیوں کے متعلق

بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ جو چاہیں گے ملے گا۔ پرندے اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہ خیال کریگا کہ یہ میری خوراک بن جائیں اسی وقت بھنے ہوئے پلیٹ میں سامنے ہونگے اگر اڑنے کا ارادہ کریگا فوراً اڑ پڑیگا اگر کسی دوست کو ملنے کا ارادہ کرے گا فوراً اس کے پاس پہنچ جائے گا اور اگر یہ چاہے گا کہ وہ میرے پاس آجائے تو وہ آناً فاناً آجائیگا جو چاہیں گے ملے گا كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ اسی طرح بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو۔

نیک لوگوں کی روح قبض کرنے کا بیان:

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وہ پرہیز گار جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے طَيِّبِيْنَ وہ مرنے والے بڑے خوش ہوتے ہیں يَقُوْلُوْنَ فرشتے کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ سلام ہو تم پر۔

ابو سعود وغیرہ تفسیروں میں لکھا ہے کہ ملک الموت جب آتے ہیں تو مرنے والے کو نظر آتے ہیں اگر وہ مومن ہے تو اس کا جنت والا محل اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے اب یہاں جانا ہے وہاں کی راحت، آرام اور آسائش دیکھ کر وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی وہاں پہنچاؤ۔ اسی لیے احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کے دفن کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ اگر نیک آدمی ہے تو راحتوں سے فائدہ اٹھائیگا اور اگر دوسری قسم کا ہے تو" فشر تضعونه عن رقابكم " ایک بلا ہے اس کو اپنی گردنوں سے اتارو۔ اس بلا سے تمہاری جان چھوٹ جائے۔ اور بخاری شریف کی روایت میں ہے نیک میت جب چارپائی پر پڑی ہوتی ہے تو کہتی ہے" قدمونی قدمونی " مجھے پہنچاؤ مجھے جلدی پہنچاؤ اس کی اس بات کو ہم تم نہیں سنتے کیونکہ ہمارا ایمان، ایمان بالغیب ہے۔ تو ملک الموت نیک آدمی کو سلام کرتے ہیں اور جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور جنت میں جنتی کا محل اسے دکھایا جاتا ہے کہ یہاں تو نے جانا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ جنت میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس لیے کہ تم نے اچھے عمل کئے ہیں۔

دوبارہ کافروں، سرکشوں اور متکبرین کا بیان:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے عذاب لے کر اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ یا آئے تیرے رب کا کوئی حکم قیامت برپا ہو جائے یا اس سے پہلے عذاب کی کوئی اور صورت ہو حق کی بات ہم نے واضح کر دی ہے اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو اور یہی ضد ہے اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے، ان پر عذاب نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ عذاب ان کی کارروائیوں کے بدلے میں آیا ہے۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا پس پہنچی ان کو وہ برائیاں جو انہوں نے کی تھیں۔ کسی پر پتھر برسائے، کسی پر زلزلہ

آیا، کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی پر کوئی عذاب اور کسی پر کوئی عذاب آیا۔ یہ ان کے وہی عمل تھے جو انہوں نے کئے تھے وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیا ان کو مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ وہ جس کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر دھمکی دیتے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تم پر عذاب آئے گا تو کہتے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (ہود: ۳۲، اعراف: ۷۰) پس لاؤ ہمارے سامنے جس چیز کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر ہو تم سچے۔ پھر وہی عذاب جو وہ طلب کرتے تھے ان پر آیا اور دنیا میں بھی برباد ہوئے اور آخرت میں بھی برباد ہو گئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ

اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے شرک کیا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہم نہ عبادت کرتے اس کے علاوہ کسی چیز کی۔ ہم بھی اور نہ ہمارے

وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ

باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے اس کے علاوہ کسی چیز کو۔ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پس نہیں ہے

عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿35﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

رسولوں کے ذمے مگر بات پہنچانا ہے کھول کر۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول یہ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور بچو

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ

تم طاغوت سے پس ان میں سے وہ بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے وہ بھی تھے جن پر گمراہی لازم

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿36﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى

ہو چکی پس سیر کرو میں پس دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو جھٹلانے والے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرص کریں ان کی

هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿37﴾ وَاَقْسَمُوْا

ہدایت پر پس بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مددگار۔ اور انہوں نے قسمیں

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ

اٹھائیں اللہ کے نام کی اپنی مضبوط قسمیں اللہ تعالیٰ نہیں کھڑا کریگا اس کو جو مر گیا کیوں نہیں کھڑا کرے گا وعدہ ہے رب کے

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿38﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ

ذمے سچا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تاکہ بیان کرے ان کے لیے وہ چیز جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور تاکہ جان لیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿39﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ

وہ لوگ جو کافر ہیں کہ بیشک وہ جھوٹے تھے۔ پختہ بات ہے ہماری بات کسی چیز کے بارے میں جب ہم ارادہ کرتے ہیں

اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿40﴾ ع

اس کا، یہ کہ ہم کہتے ہیں اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَاعَبَدْنَا: ہم نے عبادت نہیں کی، اِجْتَنِبُوْا: بچتے رہو، تَحْرِصْ: (اگر) آپ حرص کریں، يَمُوْتُ: (جو) مرجاتا ہے، قَوْلُنَا: ہمارا کہنا، اَرَدْنٰهُ: ہم نے اس کا ارادہ کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار اور مؤمنین کی موت کے احوال ذکر کیے گئے۔ اب مشرکین کے اپنے شرکیہ اور کفریہ افعال کے دلائل کا جواب دیا جاتا ہے۔

تفسیری نکات: کفار و مشرکین کی بعض باتوں کا تذکرہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے شرک کیا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم نہ عبادت کرتے اس کے علاوہ کسی چیز کی۔ مطلب یہ ہے کہ ہم جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے روکا کیوں نہیں ہے اور اس کا نہ روکنا اس کے راضی ہونے کی دلیل ہے۔

نَحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ وہ بھی کہتے تھے کہ ہم شرک اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ کرتے۔ فرمایا فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ پس نہیں ہے رسولوں کے ذمے مگر بات پہنچانا کھول کر۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کفر و شرک سے راضی ہوتا تو پیغمبر کیوں بھیجتا؟ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسی لیے بھیجے ہیں کہ تم شرک نہ کرو کفر نہ کرو برائی نہ کرو اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر منع کیا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول۔ ان رسولوں کا سبق یہاں سے شروع ہوا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ یہ کہ تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور طاغوت سے بچو۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو منع کیا ہے پیغمبر بھیجے کتابیں نازل کیں عقل سلیم عطا فرمائی فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ پس ان میں سے وہ بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ ہدایت کن کو دی؟ تم تیرہویں پارے میں پڑھ چکے ہو" وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ "اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ اور ان میں سے وہ بھی تھے جن پر گمراہی لازم ہو چکی اور گمراہی کن پر لازم کرتا ہے؟

"یُضِلُّ اللّٰهُ الْکٰفِرِیْنَ" (مومن: ۷۴) گمراہ کرتا ہے کافروں کو جو کفر پر ضد کرتے ہیں۔ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ پس سیر کرو تم زمین میں فَانْظُرُوْا پس دیکھو کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ کیسے انجام ہوا ان لوگوں کا جو جھٹلانے والے تھے اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کو، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو، کیا حشر ہوا ان کا۔ سیر و سیاحت اس ارادے سے کرنی ہے کہ مجرم قوموں کے حالات دیکھنے ہیں۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے:

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرص کریں ان کی ہدایت پر فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ پس بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور گمراہ اس کو کرتا ہے جو کفر پر مصر ہو، اڑا ہوا ہو اور ہدایت کا طالب نہ ہو۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مددگار۔

آخرت کے منکرین کو اللہ تعالیٰ کا جواب:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ کے نام کی جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ اپنی مضبوط قسمیں، زوردار الفاظ کے ساتھ قسمیں اٹھاتے تھے لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ اللہ تعالیٰ نہیں کھڑا کریگا اس کو جو مر گیا یعنی دوبارہ زندہ نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا رد فرمایا بَلٰی کیوں نہیں کھڑا کرے گا وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ذمے سچا۔ تم کہتے ہو جو مر گیا دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا غلط کہتے ہو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے قیامت ضرور آئے گی جو ریزہ ریزہ ہو چکے ہونگے ان کو زندہ کیا جائے گا اور ان کے عقائد و اعمال کے مطابق ان کو جزا و سزا دی جائے گا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثریت لوگوں کی نہیں جانتی۔

قیامت کو قائم کرنے کی وجہ:

اب سوال یہ ہے کہ قیامت کیوں قائم ہوگی، دوبارہ کیوں اٹھائے جائیں گے؟ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ تاکہ بیان کرے ان کے سامنے وہ چیز جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ دنیا میں بہت سی چیزوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں عملی طور پر حق و باطل واضح نہیں ہوتا دلائل کے اعتبار سے اگرچہ حق واضح ہے۔ تو قیامت والے دن عملی طور پر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائیگا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ توحید کا انجام کیا ہے؟ اور شرک کا انجام کیا ہے؟ اگر قیامت نہ ہو تو پھر حق اور باطل خلط ملط رہیں گے اور کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا اس لیے قیامت کا قائم ہونا ضروری ہے وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جو کافر ہیں اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰذِبِیْنَ کہ بیشک وہ

جھوٹے تھے۔ اگر قیامت قائم نہ ہو تو عملی طور پر جھوٹے سچے کا پتہ نہ چلے گا۔ فرمایا اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ بیشک ہماری بات کسی چیز کے بارے میں اِذَآ اَرَدْنٰهُ جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ یہ کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا فَيَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے قیامت برپا کرنا کونسی مشکل بات ہے۔ لہٰذا قیامت ضرور آئے گی اور نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط

اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ البتہ ہم ضرور ٹھکانہ دیں گے

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿41﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿42﴾

ان کو دنیا میں اچھا اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جان لیں۔ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا

کرتے ہیں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ سے پہلے مگر مردوں کو ہم وحی بھیجتے رہے ان کی طرف پس پوچھو تم اہل علم سے اگر

تَعْلَمُوْنَ ﴿43﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ط وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

تم نہیں جانتے۔ واضح دلائل کیساتھ اور صحیفوں کیساتھ اور نازل کی ہم نے آپ ﷺ کی طرف نصیحت والی کتاب تاکہ

اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿44﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ

آپ ﷺ بیان کریں لوگوں کے لیے جو ان کی طرف نازل کی گئی اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ کیا پس امن میں ہیں وہ لوگ جو

اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿45﴾

تدبیر کرتے ہیں برائیوں کی، یہ کہ دھنسا دے ان کو اللہ تعالیٰ زمین میں یا آئے ان پر عذاب جہاں سے شعور بھی نہ رکھتے ہوں

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿46﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ط

یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ چلنے پھرنے میں پس نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے۔ یا پکڑے ان کو ڈراتے ہوئے

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿47﴾

پس بیشک تمہارا رب البتہ بڑی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ظُلِمُوْا: ان پر ظلم کیا گیا، لَنُبَوِّئَنَّهُمْ: ہم ضرور ٹھکانا دیں گے انہیں، لِتُبَيِّنَ: تاکہ آپ واضح کر دیں، يَّخْسِفَ: (یہ

کہ اللہ) دھنسا دے، یَاْخُذَهُمْ: (یا) انہیں پکڑ لے، تَقَلُّبِهِمْ: ان کا چلنا پھرنا، تَخَوُّفٍ: خوف دلانا۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کی ہٹ دھرمیوں کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں اُن اہل ایمان کا ذکر ہے جنہوں نے ہجرت کی اور کفار کے مظالم برداشت کیے۔ بعد ازاں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ رسول ہمیشہ مَردوں کو ہی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ عورتیں رسول یا نبی نہیں بنائی گئی ہیں۔

تفسیری نکات: مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے انعامات کا اعلان:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی فِي اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً البتہ ہم ضرور ٹھکانہ دیں گے ان کو دنیا میں اچھا وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔ مکی زندگی میں کافروں نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا زیادتی کی یہاں تک کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر حبشہ سے مدینہ منورہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان مظلوموں کیساتھ وعدہ کیا کہ وہ ضرور ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دے گا۔ چنانچہ ان مظلوموں کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں ٹھکانہ دیا۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ جان لیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تکلیفیں اٹھاتا ہے اس کے لیے آخرت میں ہمیشہ کے لیے راحت ہے الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا کافروں کے ظلم پر اور ایمان پر ڈٹے رہے، تکلیفیں برداشت کیں اور حق کو نہ چھوڑا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ ان کا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

نبی اور رسول صرف مرد ہی کیوں بنائے گئے ہیں، عورت کیوں نہیں بنائی گئی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مگر مردوں کو ہم وحی بھیجتے رہے ان کی طرف۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تک جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں سب مرد تھے عورت کوئی نبی نہیں بنائی گئی۔ یہی حکمت کا تقاضا ہے اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ پیغمبر نے ہر نیک اور بد کے پاس جانا ہے، رات کو بھی جانا ہے دن کو بھی۔ عورت کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ہر نیک اور بد کے پاس جائے رات کو پہنچے دن کو پہنچے عورت کے جسم کی رب نے ساخت ایسی بنائی ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتی پھر جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں وہ اپنی اپنی قوموں میں چنے ہوئے لوگ تھے حسن و جمال کے لحاظ سے ڈول ڈیل کے اعتبار سے، اگر عورت نبی بنتی تو وہ بھی چنی ہوئی ہوتی تو پھر غلط کار لوگ اس وجہ سے اس کے پیچھے پڑ جاتے نبی کی صداقت تو ظاہر نہ ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں مرد ہی بھیجے ہیں فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پس تم سوال کرو پوچھ لو

اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

نبیوں اور رسولوں کو دلائل اور معجزات دیئے جاتے رہے ہیں:

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ واضح دلائل اور معجزات کیساتھ اور صحیفوں کیساتھ۔ زبر زبور کی جمع ہے۔ زبور کا معنی ہے کتاب اور جس طرح ہم نے پہلے پیغمبروں کو کتابیں اور صحیفے اور واضح دلائل دیئے وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ اور نازل کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نصیحت والی کتاب لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں لوگوں کے لیے مَا وہ چیز نُزِّلَ اِلَيْهِمْ جو نازل کی گئی ان کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سمجھائیں اور ان کی رہنمائی فرمائیں وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اور تاکہ لوگ اس قرآن کے مراد اور مطلب کو سمجھ کر اس میں غور وفکر کریں۔

اللہ کے نافرمان کسی بھی وقت پکڑ میں آسکتے ہیں:

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ کیا پس امن میں ہیں وہ لوگ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ جو تدبیر کرتے ہیں برائیوں کی، کیا برے کام کرنے والے امن میں ہیں اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ یہ کہ دھنسا دے ان کو اللہ تعالیٰ زمین میں اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ یا آئے ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ جہاں سے ان کو شعور بھی نہ ہو اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ چلنے پھرنے میں وہ قادر مطلق ہے فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ پس نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ یا پکڑے ان کو اللہ تعالیٰ ڈراتے ہوئے تھوڑا زلزلہ آیا پھر زیادہ آیا پھر اور زیادہ آیا اور تباہ ہوگئے۔ یہ سب واقعات ہم دنیا میں دیکھتے سنتے ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے فَاِنَّ رَبَّكُمْ پس بیشک تمہارا رب لَرَءُوْفٌ بڑی شفقت کرنے والا ہے رَّحِيْمٌ اور بڑا ہی مہربان ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے ان چیزوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں کوئی بھی چیز ہو مائل ہوتا ہے سایہ اس کو دائیں طرف

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿48﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور بائیں طرف سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿49﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ

ہیں اور جو زمین میں ہیں کوئی بھی جاندار اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ خوف کھاتے ہیں اپنے رب سے اپنے

فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿50﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

اوپر سے اور کرتے ہیں جو کچھ انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ بناؤ دو الہ پختہ بات ہے کہ وہ ایک ہی الہ ہے

وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿51﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ

پس تم خاص مجھ سے ڈرو۔ اور اس کے لیے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اسی کے لیے ہے دین ہمیشہ کا کیا

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿52﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے ڈرتے ہو۔ اور جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے پس وہ اللہ کی طرف سے ہے پھر جس وقت

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿53﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ

تمہیں پہنچتی ہے کوئی تکلیف پس اسی کے سامنے گڑگڑاتے ہو۔ پھر جس وقت دور کر دیتا ہے تکلیف کو تم سے اچانک ایک گروہ تم

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿54﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ

میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتا ہے۔ تا کہ ناشکری کریں اس چیز کی جو ہم نے ان کو دی ہے

فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿55﴾

پس تم فائدہ اٹھالو پس عنقریب تم جان لو گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَفَيَّؤُا: جھکتے ہیں، ظِلٰلُهٗ: اس کے سائے، الْيَمِيْنِ: دائیں جانب، الشَّمَآئِلِ: بائیں جانب، دٰخِرُوْنَ: ذلیل ہونے والے، يُؤْمَرُوْنَ: انہیں حکم کیا جاتا ہے، وَاصِبًا: لازوال، دائمی، تَجْــَٔــرُوْنَ: تم فریاد کرتے ہو، كَشَفَ: اس نے ہٹادی۔

ربط:

اس سے قبل آیات میں رسالت کے خصائص کا تذکرہ فرمایا گیا اب ان آیاتؑ میں توحید کے دلائل اور خصوصیات بیان فرمائی جارہی ہیں۔

تفسیری نکات: ہر شے اللہ کو سجدہ کرتی ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ان چیزوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں کوئی بھی چیز ہو۔ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ ان کے سائے مائل ہوتے ہیں، ڈھلتے ہیں عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ دائیں اور بائیں طرف۔ مکہ مکرمہ کے علاقے میں گرمیوں میں سایہ دائیں طرف ہوتا ہے اور سردیوں میں بائیں طرف ہوتا ہے۔ دائیں طرف کا سایہ ذرا کم ہوتا ہے اور بائیں طرف ذرا لمبا ہوتا ہے۔ جس جگہ جو بھی چیز ہے اس کا سایہ دائیں بائیں ہوتا

رہتا ہے اور عین دوپہر کے وقت سایہ بالکل برائے نام رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان باغی سجدہ نہ کرے اس کا سایہ سجدہ کرتا ہے اور ہر چیز کا سایہ سجدہ کرتا ہے سُجَّدًا لِّلّٰهِ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔ سائے والا سرکش ہے مگر سایہ عاجزی کرتا ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مِنْ دَآبَّةٍ کوئی بھی جاندار ہو سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ آسمان و زمین کی ساری جاندار چیزیں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں۔

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے بھی وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں مِّنْ فَوْقِهِمْ جو ان کے اوپر ہے وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور کرتے ہیں جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے۔

توحید کا اعلان:

وَقَالَ اللّٰهُ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ نہ بناو دو معبود دو حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک وہ معبود ایک ہی ہے، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ پس تم خاص مجھ ہی سے ڈرو وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور اسی کیلئے ہے دین ہمیشہ کا۔ یہ نہیں کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کا دین ہوا اور کسی وقت کسی اور کا ہو۔ نہیں! بلکہ ہمیشہ دین اللہ وحدہ لاشریک کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جو دین اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے بس دین وہی ہے اس کے علاوہ باقی سب بے دینی ہے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ کیا پس تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو۔ غیر اللہ کا ڈر ایمان کے خلاف ہے۔ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ اور جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے جتنی نعمتیں تمہیں حاصل ہیں فَمِنَ اللّٰهِ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ظاہری ہوں یا باطنی جسمانی ہوں یا روحانی حسی ہوں یا معنوی، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت چھین لیں تو پھر اس کی قدر کا پتہ چلتا ہے ہر نعمت اس نے ہر ایک کو نہیں دی۔

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ پس اسی کے سامنے تم گڑگڑاتے ہو، عاجزی کرتے ہو، اے پروردگار! میری تکلیف کو دور فرما دے ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ پھر جب وہ دور کر دیتا ہے تکلیف کو تم سے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ اچانک ایک فریق تم میں سے بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے نظر ہٹا کر کہتا ہے کہ میرے بڑے روپے پیسے خرچ ہوئے ہیں میں نے علاج پر بڑی محنت کی ہے لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ تاکہ ناشکری کریں اس چیز کی جو ہم نے ان کو دی ہے فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھا لو کتنی دیر اٹھاؤ گے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لو گے۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے سب کچھ سامنے آ جائے گا۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ

اور بناتے ہیں اس مخلوق کے لیے جس کو نہیں جانتے حصہ اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے تم سے ضرور

لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿56﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ

سوال کیا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو تم افترا باندھتے تھے۔ اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں۔ پاک ہے اس کی

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿57﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ

ذات اور اپنے لیے وہ کچھ جو وہ چاہتے ہیں۔ اور جب خوشخبری دی جائے ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی ہو جاتا ہے چہرہ اس کا

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿58﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى

سیاہ اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے قوم سے اس بری خبر سے جس کی اس کو خوشخبری دی گئی ہے۔ کیا اس کو روکے ذلت

هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿59﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اٹھاتے ہوئے یا اس کو دفن کر دے مٹی میں خبردار برا ہے فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے آخرت

مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿60﴾ ع ۱۰ ۱۲

پر بری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کی مثال بلند ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتُسْـَٔلُنَّ: تم سے ضرور پوچھا جائے گا، يَشْتَهُوْنَ: وہ چاہتے ہیں، بُشِّرَ: خوشخبری دی گئی، ظَلَّ: ہو گیا، مُسْوَدًّا: سیاہ، يَتَوَارٰى: وہ چھپتا ہے، يُمْسِكُهٗ: روکے رہے، يَدُسُّهٗ: (یا) اس کو دفن کر دے، الْاَعْلٰى: بلند تر۔

ربط:

سابقہ آیات میں توحید کا بیان ہوا، یہاں اب ان آیات میں مشرکین کے اپنے جھوٹے معبودوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے روا رکھے جانے والے اعتقادات اور رویوں کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین کا اپنے خداؤں کے لیے حصے مقرر کرنا:

ان آیات کا پسِ منظر یہ ہے کہ مثال کے طور پر کوئی چیز گیارہ من پیدا ہوئی اس میں سے ایک من اللہ تعالیٰ کا حصہ نکالتے اور ایک من غیروں کے نام کا، لات، منات، عزیٰ وغیرہ کے لیے۔ اب ایک ڈھیر اللہ تعالیٰ کا ہے اور ایک غیر اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ڈھیر سے کچھ دانے اگر غیر اللہ کے ڈھیر کیساتھ مل جاتے تو کہتے کوئی حرج نہیں ہے اللہ تو بے پرواہ ہے

اور یہ محتاج ہیں اور اگر غیر اللہ کے ڈھیر سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کے ڈھیر میں مل جاتے تو فوراً نکال لیتے کہ یہ محتاج ہیں اور مانتے بھی تھے کہ یہ محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اس چیز کا شکوہ کرتے ہیں فرمایا وَیَجْعَلُوْنَ اور بناتے ہیں لِمَا اس مخلوق کے لیے آیت لَا یَعْلَمُوْنَ جن کے بارے میں ان کو کچھ علم نہیں ہے نَصِیْبًا حصہ مقرر کرتے ہیں مِّمَّا رَزَقْنٰھُمْ اس چیز سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے تَاللّٰہِ اللہ کی قسم ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم اٹھاتے ہیں لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ تم سے ضرور سوال کیا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو تم افترا باندھتے ہو کہ جو اس طرح کرتے ہیں یہ حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں اور یہ کار ثواب ہے اور نیکی ہے یہ تم سے پوچھا جائیگا کہ یہ حق تمہیں کس نے دیا تھا اس طرح تقسیم کا۔

مشرکین کے مزید کچھ غلط عقائد:

وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی بیٹیوں کی بات کو رد نہیں کرتا ہے اس وجہ سے پھر یہ فرشتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل اور آج بھی مشرک قسم کے لوگ تعویذوں پر باقاعدہ یہ الفاظ لکھتے ہیں۔تو یہ اللہ تعالیٰ کیلیے بیٹیاں بناتے ہیں سُبْحٰنَہٗ پاک ہے اس کی ذات وَلَھُمْ مَّا یَشْتَھُوْنَ اور اپنے لیے جو وہ چاہتے ہیں۔اپنے لئے لڑکے پسند کرتے ہیں۔

اللہ کے لیے بیٹیاں بنانے والوں کا اپنا بیٹیوں کے متعلق رویہ:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی اور جب خوشخبری دی جائے ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی۔مجلس میں بیٹھا ہو اور کوئی آکر آہستہ سے کان میں کہے تیرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ چھپتا پھرتا ہے قوم سے مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ اس بری خبر سے جو اس کو خوشخبری دی گئی ہے پھر سوچتا ہے اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ کیا اس کو روکے ذلت اٹھاتے ہوئے یعنی زندہ چھوڑ دے اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ یا اس کو دفن کر دے مٹی میں۔خود تو تمہارا یہ حال ہے کہ لڑکی کی خبر سنتے ہو تو تمہارے چہرے بگڑ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف تم لڑکیوں کی نسبت کرتے ہو۔

مشرکین کے فیصلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اعلان:

اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ خبردار برا ہے وہ جو فیصلہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے مَثَلُ السَّوْءِ بری مثال ہے۔یہ کون لوگ

ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اور اللہ تعالیٰ کی مثال بلند ہے۔ اس کی صفت بہت بلند ہے۔ وہ کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے احد اس کی صفت ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے سب کچھ اسی کے پاس ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑے لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے نہ چھوڑے اس زمین پر کوئی چلنے والا۔ اور لیکن ان کو مہلت دیتا ہے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿61﴾

ایک مدت مقرر تک پس جس وقت آئے گی ان کی میعاد۔ نہیں موخر ہونگے ایک گھڑی اور نہ آگے ہوں گے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ

اور یہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز جو خود پسند نہیں کرتے۔ اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ۔ بیشک ان کے لیے

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿62﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ

بھلائی ہے ضرور بالضرور۔ بیشک ان کے لیے آگ ہے اور بیشک وہ اس میں دھکیلے جائیں گے۔ اللہ کی قسم ہے البتہ تحقیق بھیجے

اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

ہم نے رسول ان امتوں کی طرف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تھیں۔ پس مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿63﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

پس وہی شیطان آج ان کا ساتھی ہے اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب

اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں ان کے سامنے وہ چیزیں جن میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور ہدایت ہے اور رحمت ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿64﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا ہے آسمان کی طرف سے پانی پس زندہ کیا اس کے ذریعے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿65﴾ ع ۸

زمین کو اس کے مرنے کے بعد بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے جو سنتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُؤَاخِذُ: (اگر) وہ مواخذہ کرے، يَكْرَهُوْنَ: وہ ناپسند کرتے ہیں، تَصِفُ: بیان کرتی ہیں، مُفْرَطُوْنَ: پہلے بھیجے

ہوئے۔

ربط:

ابھی آپ نے اس سے قبل آنے والی آیت مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ میں ارض کا لفظ پڑھا نیز اس سے قبل آنے والی آیات میں نافرمانوں کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کیا، اب یہاں ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ نافرمانوں کے یہ گناہ اس قدر بڑے اور خوفناک ہیں کہ ان کے اس ظلم کی وجہ سے اللہ پکڑنا چاہے اور سزا دے تو انسان تو کیا تو زمین پر کوئی جانور بھی نہ چھوڑے۔

اہم نکات: ایک اشکال اور اس کا جواب:

سوال: اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابوالسعود، تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ گناہ تو کرے انسان اور پکڑے جائیں بے چارے جانور یہ تو انصاف کے خلاف ہے۔

اس کے دو جواب تفاسیر میں دیئے گئے ہیں:

(اوّل): یہ کہ یہاں دآبۃ سے عام دآبہ مراد نہیں بلکہ نفس انسان مراد ہے۔ (مَا تَرَكَ عَلَيْهَا نَفْسٌ دَآبَّةٌ) یعنی انسانوں میں کوئی نفس چلنے پھرنے والا نہ چھوڑتے۔

قرینہ اس کا سیاق و سباق ہے۔ اس سے پہلے فرمایا جارہا ہے (وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ) آگے فرمایا وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ.

(دوم): کہ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو گناہوں کی وجہ سے پکڑیں تو زمین پر جانور بھی نہ چھوڑتے کیوں؟ اس لئے کہ انسانوں کو تو ان کے ظلم کی وجہ سے نہ چھوڑتے اور جانوروں کو اس لئے کہ ان جانوروں کی پھر ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں جب انسان نہیں ہوگا تو ان کی بھی ضرورت نہیں رہی تو ان کو ظلم کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کو حکمت کیوجہ سے ختم کردیں گے کہ ضرورت باقی نہیں رہی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا بیان:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑے لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے، کفر، شرک، بدکاری، گناہوں کی وجہ سے تو نہ چھوڑے اس زمین پر کسی دَآبَّةٍ کو۔ دَآبَّةٍ کا معنی ہے زمین پر چلنے پھرنے والا۔ لغوی معنی کے اعتبار سے دابہ انسان پر بھی بولا جاتا ہے وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اور لیکن ان کو مہلت دیتا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اور دابہ کا معنی چوپایہ بھی ہوتا ہے، چار ٹانگوں والا۔

تو پھر معنی ہوگا اور اگر پکڑے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے نہ چھوڑے زمین پر کوئی چار ٹانگوں والا۔ تو پھر اس تفسیر پر اعتراض ہوگا کہ گناہ انسان کریں مارا جائے چار ٹانگوں والا اس کا کیا مطلب ہے؟ وہ تو غیر مکلف ہیں ان کو کیوں تباہ کرنا ہے؟ اس کا جواب اہم نکات میں دے دیا گیا ہے۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت ان کی میعاد آجائے گی لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً نہیں موخر ہونگے ایک گھڑی۔ موت کا جو وقت مقرر ہے اس سے ایک لمحہ بھی پیچھے نہیں ہوگی وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہوں گے ایک لمحہ بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وقت مقرر ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

مشرکین مکہ کے مزید غلط عقائد کی تردید:

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ اور یہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز جو خود پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى بیشک ان کیلیے بھلائی ہے۔ مکہ والے کافر اوّل تو قیامت کے قائل نہیں تھے اور کہتے تھے فرض کرو اگر قیامت ہوئی اور دوبارہ اٹھایا گیا تو وہاں بھی ہمارے لیے بھلائی ہوگی۔ چنانچہ سورت سجدہ آیت نمبر ۵۰ میں ہے وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اور اگر میں لوٹا دیا گیا اپنے رب کے پاس تو بیشک میرے لیے اس کے پاس بھلائی ہوگی۔ قیاس یہ کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوتا تو دنیا میں ہمیں مال اولاد کیوں دیتا، یہ دنیا کی خوشیاں ہمیں کیوں نصیب ہوتیں۔ تو جس نے یہاں سب کچھ دیا ہے وہاں بھی دے گا یہ ان کا قیاس باطل ہے کیونکہ دنیا کا مسئلہ علیحدہ ہے اور آخرت کا مسئلہ علیحدہ ہے۔

لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ لَهُمُ النَّارَ بیشک ان کے لیے آگ ہے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور بیشک وہ دوزخ میں دھکیلے جائیں گے۔ فرشتے ہتھکڑیاں، بیڑیاں پہنا کر دوزخ کے کنارے مجرموں کو پہنچائیں گے تو وہ اپنی مرضی سے تو دوزخ میں داخل نہیں ہونگے تو فرشتے دھکے دیکر دوزخ میں گرا دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں تَاللّٰهِ تا حرف قسم ہے، اللہ کی قسم ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول ان امتوں کی طرف جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تھیں فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ پس مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو۔ چوری کو مزین کیا، شراب نوشی کو مزین کیا، بدمعاشی اور ہر برے کام کو مزین کیا فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ پس وہی شیطان آج ان کا ساتھی ہے۔ پہلے لوگوں کو بھی شیطان نے بہکایا اور گمراہ کیا آج بھی وہی شیطان ان مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم قوموں کا ساتھی ہے اور برے کام

مزین کر کے دکھا رہا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ پریشان نہ ہوں پہلے بھی نیکیاں بدیاں ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہوتی رہیں گی آپ ﷺ پریشان نہ ہوں اور اپنا کام کرتے رہیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک، سب مجرموں کے لیے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ ﷺ پر کتاب اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ مگر یہ کہ آپ ﷺ بیان کریں ان کے سامنے الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وہ چیزیں جن میں انہوں نے اختلاف کیا وَهُدًى اور ہدایت ہے، یہ قرآن پاک نری ہدایت ہے وَّرَحْمَةً اور رحمت محض ہے لیکن کن کے لیے؟ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لائے اور تسلیم کرے۔

توحید کے مزید دلائل:

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا ہے آسمان کی طرف سے پانی۔ یہ بارش اللہ تعالیٰ کے سوا کون برساتا ہے؟ اسی حصر کے لیے لفظ اللہ کو مقدم لائیں ہیں اور اگر حصر مقصود نہ ہوتا تو اس طرح ہوتا وانزل اللہ اور معنی ہوتا اور نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف سے پانی۔ اور جب لفظ اللہ کو مقدم کیا تو معنی ہے اللہ تعالیٰ ہی نازل کرتا ہے اور کوئی نہیں نازل کرتا آسمان کی طرف سے پانی فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کہ درخت اگائے، سبزیاں اگائیں، کھیتیاں اگائیں جو انسانوں کے لیے خوراک ہیں، حیوانوں کے لیے خوراک ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اس کی وحدانیت کی کھلی دلیل ہے لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ اس قوم کے لیے جو سنتی ہے تسلیم کرتی ہے۔ سننا، ماننے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ

اور بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت ہے، ہم پلاتے ہیں تم کو اس سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے درمیان

لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ

سے دودھ خالص، آسانی سے حلق سے اترنے والا پینے والوں کے لیے۔ اور کھجوروں کے پھلوں سے اور انگوروں کے پھلوں

سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى

سے بناتے ہو تم اس سے میٹھی چیزیں اور اچھا رزق بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے۔ اور الہام کیا

رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾

آپ ﷺ کے رب نے شہد کی مکھیوں کو کہ بناؤ تم پہاڑوں میں گھر اور درختوں پر اور ان جگہوں میں جو لوگ چھپر باندھتے ہیں

ثُمَّ كُلِىۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُكِىۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا

پھر کھاؤ ہر قسم کے پھلوں سے پس چلو اپنے رب کے راستوں پر جو ہموار کیے ہوئے ہیں نکلتا ہے شہد مکھیوں کے پیٹ سے ایک

شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ

پینے کی چیز جس کی رنگت مختلف ہوتی ہے اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے

يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ ثُمَّ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۙۚ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ

جو فکر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے پھر تم کو وفات دیگا اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں ان کی

الۡعُمُرِ لِكَىۡ لَا يَعۡلَمَ بَعۡدَ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ ﴿۷۰﴾ ع ۱۵

عمر کی طرف، تاکہ نہ جانے جاننے کے بعد کچھ بھی بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا قدرت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نُسْقِيْكُمْ: ہم پلاتے ہیں تمہیں، بُطُوْنِهٖ: اس کے پیٹ، فَرْثٍ: گوبر، لَبَنًا: دودھ، خَالِصًا: صاف، خالص، سَآئِغًا: آسانی کے ساتھ حلق سے اُترنے والا، لِلشّٰرِبِيْنَ: پینے والوں کے لیے، سَكَرًا: نشہ والی چیز، اَلنَّحْلِ: شہد کی مکھی، اِتَّخِذِيْ: تو (مؤنث) بنا، كُلِيْ: تو (مؤنث) کھا، فَاسْلُكِيْ: پھر تو (مؤنث) چل، ذُلُلًا: مسخر، مطیع، بُطُوْنِهَا: ان کے پیٹ، مُخْتَلِفٌ: مختلف، اَرْذَلِ: ناکارہ، اَلْعُمُرِ: زندگی، عمر۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی توحید کے دلائل بیان کیے گئے تھے۔ اب ان آیات میں بھی توحید کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ:

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً اور بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں البتہ عبرت ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھنے کے لیے اور مویشیوں سے مراد گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹنی ہیں نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ ہم پلاتے ہیں تم کو اس سے جو ان کے پیٹ میں ہے مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ گوبر اور خون کے درمیان سے لَّبَنًا خَالِصًا دودھ خالص۔ مطلب یہ ہے کہ جانور جو چارہ کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معدہ اس کو ہضم کرتا ہے تو کچھ تو فضلہ گوبر مینگنیاں بن جاتا ہے کچھ پیشاب بن جاتا ہے اور کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خون بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ کچھ خون تو بدن کی قوت کے لیے سب اعضاء میں پھیل جاتا ہے اور کچھ خون کو اللہ تعالیٰ دودھ کی شکل دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا

چاہو تو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ وہ چارہ تم بیل، بھینسے کو ڈالو تو دودھ نہیں بنے گا، گائے اور بھینس کو ڈالو تو دودھ بنتا ہے خالص سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ آسانی سے حلق سے اترنے والا پینے والوں کے لیے، بڑا لذیذ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ اور کھجوروں کے پھلوں سے وَالْاَعْنَابِ اور انگوروں کے پھلوں سے بھی تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا بناتے ہو تم اس سے میٹھی چیزیں۔ کھجوروں سے بہت ساری میٹھی چیزیں بنتی ہیں حلوہ وغیرہ اور کھجور ویسے بھی دیر تک رہتی ہے۔ انگور خشک ہو کر منقہ بنتا ہے، کشمش بنتی ہے اور دیر تک رہتی ہے اور اس سے چینی بھی بناتے ہیں شیرے اور شربت بھی بناتے ہیں وَّرِزْقًا حَسَنًا اور اچھا رزق اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بیشک اس میں لَاٰيَةً البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے اور عقل سے کام لیتی ہے۔

شہد کی مکھیوں کا نظام:

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ یہاں وحی کا معنی ہے الہام کرنا۔ اور الہام کیا آپ ﷺ کے رب نے شہد کی مکھیوں اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا کہ بناؤ پہاڑوں میں اپنے گھر وَّمِنَ الشَّجَرِ اور درختوں پر اپنے چھتے بناؤ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ اور ان جگہوں میں جو چھپر باندھتے ہیں لوگ۔

شہد کی مکھیوں کا بھی عجیب نظام ہے۔ ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے جس کا نام یعسوب ہے وہ جسم میں دوسری مکھیوں سے بڑی ہوتی ہے اس کا سر بھی بڑا ہوتا ہے اگر کسی وقت کوئی اور مکھی ملکہ ہونے کا دعوی کر دے تو اس کو قتل کر دیتی ہیں تاکہ فساد پیدا نہ ہو۔ سب مکھیاں ملکہ کے تابع ہوتی ہیں۔ سفر میں ملکہ آگے آگے ہوتی ہے اور باقی مکھیاں پیچھے ہوتی ہیں اور چھتوں کے دروازے پر مکھیوں کا باقاعدہ پہرہ ہوتا ہے مجال نہیں کہ دوسرے چھتے کی مکھی یہاں آجائے پہریدار نہیں چھوڑتے کیونکہ ان کو شناخت ہوتی ہے اپنے چھتے کی مکھیوں کی اور جو مکھی شہد لینے کے لیے گئی ہے اگر دیر سے آئے گی تو باقاعدہ اس سے باز پرس ہوتی ہے کہ تو دیر سے کیوں آئی ہے۔ بتیس (۳۲) میل فی گھنٹہ سفر کر سکتی ہے۔ ہم کبھی نیا مکان بنائیں تو بھول بھی جاتے ہیں مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ادراک دیا ہے کہ یہ نہیں بھولتی۔

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ پھر کھاؤ ہر قسم کے پھلوں سے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ پھول کھٹا ہو، پھیکا ہو یا کڑوا ہو لیکن وہ جب مکھی کے پیٹ سے گذر کر آتا ہے تو میٹھا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا پس چلو اپنے رب کے راستوں پر جو ہموار کئے ہوئے ہیں۔ بڑی آسانی کیساتھ جاتی ہے اور واپس سیدھی اپنے چھتے میں آکر داخل ہو جاتی ہے يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ نکلتا ہے شہد مکھیوں کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ جس کی رنگت مختلف ہوتی ہے۔ کوئی بالکل سفید ہے کوئی سرخی مائل ہوتا ہے کوئی کسی اور رنگ کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک تو موسم

اور پھلوں کا اثر ہوتا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ بوڑھی مکھی کے شہد کا رنگ اور ہوتا ہے اور جوان مکھی کے شہد کا رنگ اور ہوتا ہے۔

شہد علاج بھی اور ذریعہ شفا بھی:

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اس شہد میں شفا ہے لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو فکر کرتی ہے کہ حیوان ہیں اور ان کا کیا مستقل نظام ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ پھر وہ تم کو وفات دیگا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ نکمی عمر کی طرف۔ ایسی نکمی عمر کہ نہ آنکھیں ساتھ دیتی ہیں۔ نہ کان ساتھ دیتے ہیں، نہ منہ ساتھ دیتا ہے کہ اس میں دانت نہیں ہیں لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا تاکہ نہ جانے جاننے کے بعد کچھ بھی اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا قدرت والا ہے۔ مگر کوئی غور و فکر کرنے والا ہو تو۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ

اور اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں، پس نہیں ہیں وہ لوگ جن کو فضیلت دی گئی لوٹانے والے

رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

اپنے رزق کو ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ، تاکہ وہ ہو جائیں اس میں برابر کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿71﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جانوں سے جوڑے اور بنائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں

بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

سے بیٹے اور پوتے۔ اور رزق دیا تم کو پاکیزہ چیزوں میں سے، کیا پس باطل پر وہ ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿72﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

کا وہ انکار کرتے ہیں۔ اور یہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے، نہیں مالک ان کے لیے روزی کے آسمانوں سے

وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿73﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

اور زمین سے کچھ بھی اور نہیں طاقت رکھتے۔ پس نہ بیان کرو تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے

وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۴﴾

اور تم نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فُضِّلُوۡا: انہیں فضیلت دی گئی، بِرَآدِّیۡ: لوٹانے والے، رِزۡقِهِمۡ: ان کا مال، فَلَا تَضۡرِبُوۡا: پس تم مت بیان کرو۔

ربط:

اوپر توحید کے دلائل تھے آگے ایک مثال کے ذریعہ شرک کا رد کرتے ہیں کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک غلام ہے اور لونڈیاں ہیں وہ اس کی ملک یمین ہیں۔ یہ آقا ہے اس آقا کا اور غلام کا فرق صرف اعتباری ہے۔ حقیقی فرق نہیں۔ حقیقی فرق اس لئے نہیں کہ یہ بھی انسان وہ بھی انسان۔ جو لوازمات اس کے پاس ہیں وہ اِس کے بھی پاس ہیں۔ اعتباری فرق یہ ہے کہ وہ برائے نام آقا ہے اور یہ برائے نام غلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس جو زمین ہے، کارخانے ہیں، سونا اور چاندی ہے کیا تم اس کو گوارا کرتے ہو کہ تمہارا یہ غلام تمہاری اس جائیداد میں برابر کا شریک ہو۔ کون گوارا کرتا ہے حالانکہ حقیقت تمہاری ایک ہے۔ وہ بھی انسان تم بھی انسان فرق صرف اعتباری ہے جب تم اپنے غلام کو اپنی دولت میں شریک کرنا گوارہ نہیں کرتے تو خود خیال کرو کہ اللھی مخلوق اور اللہ تعالیٰ جو اپنی مخلوقات سے ہر لحاظ سے برتر، اعلیٰ اور فائق ہے اور کسی بھی مقام میں خالق اور مخلوق میں کوئی اشتراک نہیں ہے تو پھر خود اندازلگاؤ کہ کوئی بھی مخلوق اللہ کے ساتھ کیسے شریک ہو سکتی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا دنیاوی طور پر مثال دے کر شرک کے متعلق بتانا:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ اور اللہ تعالیٰ نے ہی فضیلت دی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر فِی الرِّزۡقِ رزق میں۔ کسی کو زیادہ دیا ہے کسی کو کم دیا ہے ظاہر بات ہے فَمَا الَّذِيۡنَ پس نہیں ہیں وہ لوگ فُضِّلُوۡا جن کو فضیلت دی گئی ہے بِرَآدِّیۡ رِزۡقِهِمۡ لوٹانے والے اپنے رزق کو عَلٰى مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ یعنی اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو وہ ایسے طریقے سے رزق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ فَهُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ پس وہ ہو جائیں اس میں برابر۔ ایسا نہیں کریں گے، یہاں رزق سے مراد کھانا، پینا، لباس مراد نہیں ہے یہ تو مالک نے دینا ہی ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد مال اور جائیداد ہے کہ اپنے مال، جائیداد، کارخانہ، مل، زمین میں غلاموں کو شریک کرنا گوارا نہیں کرتے کہ وہ تمہارے برابر کے ہو جائیں، جب اے انسانو تم یہ بات برداشت نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ کس طرح گوارا کرتا ہے کہ مخلوق اس کے برابر ہو جائے اور خدائی اختیارات وہ اپنی مخلوق کو دیدے اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے اَفَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ کیا پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہو کہ نہ اپنے لیے شریک گوارا کرتے ہو اور نہ لڑکیاں گوارا کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے شریک (یعنی جھوٹے خدا، بیوی، بیٹے، بیٹیاں) بناتے ہو، فَهُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ

پس وہ اس میں برابر ہو جائیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ تعالیٰ نے بنائے تمہاری جانوں سے تمہارے جوڑے مرد بھی پیدا کئے عورتیں بھی پیدا کیں وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً اور بنائے تمہارے لیے بیویوں سے بیٹے اور پوتے حفدۃ حفید کی جمع ہے، پوتے بھی بنائے یعنی نسل چلائی۔ رزق دینے والا، اولاد دینے والا، مرد اور عورتوں کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے، اللہ تعالیٰ نے مغز تمہیں دیا اور چھلکا اور بھوسہ جانوروں کو دیا اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ کیا پس تم باطل پر ایمان لاتے ہو وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وہ انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے ہو۔

رزاق اللہ تعالیٰ ہے:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا اس مخلوق کی نہیں مالک وہ ان کے لیے روزی کے، آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچھ بھی۔ رزق نہ فرشتوں کے پاس ہے نہ انسانوں کے پاس ہے نہ جنوں کے پاس ہے رزق صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ کفار اور مشرک جن جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں وہ رزق کے مالک نہیں ہیں۔ رزق دینا تو در کنار وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہیں وہ طاقت رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی ایک دانہ بھی نہیں اگا سکتا یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔

مشرکین اور بدعقیدہ لوگوں کے ایک غلط نظریے کی تردید:

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ پس نہ بیان کرو تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں اس طرح کی اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ دیکھو! بادشاہ کو ملنے کے لیے وسیلے کی ضرورت دو وجہ سے ہوتی ہے کہ بادشاہ نہ عالم الغیب ہے اور نہ علیم کل ہے کہ اس کو اپنی رعایا کے حالات کا علم ہو۔ تو ملنے والا وسیلہ تلاش کرتا ہے کہ میں جا کر صحیح حالات سے آگاہ کروں اور اللہ تعالیٰ کو اس وجہ سے بھی وسیلوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور علیم کل ہے، وہ ظاہر باطن کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ رہی مثال مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھیوں کی تو سورۃ ق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کے شہ رگ سے۔ تو اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں کونسی سیڑھی لگاؤ گے؟

لہٰذا ایسی مثالوں اور ڈھکوسلوں کی اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

لہٰذا اس کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا

اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے مثال ایک غلام ہے کسی کی ملک میں، نہیں وہ قدرت رکھتا کسی شے پر اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم

رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ

نے رزق دیا اپنی طرف سے اچھا رزق پس وہ خرچ کرتا ہے اس سے پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی کیا یہ دونوں برابر ہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿75﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال دو آدمی ہیں

اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ

ان میں سے ایک گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا کسی شے پر اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر جدھر بھی اس کا آقا اس کو متوجہ کرتا ہے

لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿76﴾ ع ۱۶

وہ نہیں لاتا خیر۔ کیا برابر ہے وہ جو حکم کرتا ہے انصاف کا اور وہ سیدھے راستے پر ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آسمانوں کا غیب اور زمین کا اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی

اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿77﴾

زیادہ قریب ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَمْلُوْكًا: غلام، **رَزَقْنٰهُ**: ہم نے رزق دیا اسے، **جَهْرًا**: علانیہ، **اَبْكَمُ**: گونگا، **كَلٌّ**: بوجھ، **مَوْلٰىهُ**: اس کا مالک، **يُوَجِّهْهُّ**: وہ بھیجتا ہے اسے، **كَلَمْحِ**: (آنکھ) جھپکنے کی طرح، **اَلْبَصَرِ**: پلک، آنکھ۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کوئی آدمی اس بات کو گوارہ نہیں کرتا کہ اس کا غلام یا ماتحت اس کے مال جائیداد میں اس طرح شریک ہو کہ اس کا بھی وہی حق ہو جو تمہارا ہے اس کے برعکس تم اللہ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی بادشاہی میں شریک ٹھہراتے ہو، یہ تضاد کیوں اپناتے ہو اب ان آیات میں مشرکین اور ان کے شرک کے رد میں اللہ تعالیٰ دو مثالیں بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: مشرک اور موحد کی مثال:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے عَبْدًا مَّمْلُوْكًا ایک بندہ ہے غلام لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وہ کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھتا یعنی غلام نہ اپنی مرضی سے خرید سکتا ہے نہ کوئی چیز فروخت کر سکتا ہے نہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتا ہے۔ایک تو یہ غلام ہے وَّمَنْ اور ایک وہ ہے رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا جس کو ہم نے رزق دیا ہے اپنی طرف سے بڑا اچھا رزق، وافر، حلال اور طیب فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا پس وہ اس سے خرچ کرتا ہے اس میں سے پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔تو ایک غلام ہے جو کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا بے اختیار ہے اور دوسرا اپنے مال کا مالک ہے جسطرح چاہے اپنے مال میں تصرف کرے هَلْ يَسْتَوٗنَ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اپنے ملک میں جو چاہے کرے اور مخلوق مملوک ہے چاہے کوئی کتنی اونچی شان والا کیوں نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار سے زیادہ کچھ بھی نہیں کر سکتا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے نہیں سمجھتے۔

دوسری مثال:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمی ہیں اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ ان دو میں سے ایک گونگا ہے اس کی زبان نہیں چلتی لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ نہیں قدرت رکھتا کسی شے پر۔نہ بات کر سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے اور جو بات نہ سمجھے تو اس پر بڑا غصہ آتا ہے کہ میری بات کیوں نہیں سمجھتا وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر، اپنے مالک پر جس کے پاس بھی ہوگا اس پر بوجھ ہوگا چاہے باپ اور بھائی کے پاس بھی ہو اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ جدھر بھی اس کا آقا اس کو بھیجتا ہے متوجہ کرتا ہے لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ وہ نہیں لاتا خیر۔کام بگاڑ کر آتا ہے سنوار کر نہیں آتا ایک تو یہ ہے هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ کیا برابر ہو سکتا ہے وہ وَمَنْ اور وہ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ جو حکم کرتا ہے انصاف کا، عدل کا زبان اس کی چلتی ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یہی حال ہے کافر اور مومن کا وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور وہ سیدھے راستے پر ہے۔مومن عدل و انصاف کرتا ہے زبان اس کی چلتی ہے حق پر ہے اور کافر گونگا ہے اور باطل پر ہے تو یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

غیب کا معنی اور مفہوم:

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔غیب کا یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غائب ہے بلکہ اس کا معنی ہے کہ مخلوق سے جو چیز غائب ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو چیز

مخلوق کے سامنے ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کا غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں البتہ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بتلائی ہیں اور سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی ہیں۔ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اور نہیں ہے معاملہ قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا جھپکنا ہوتا ہے۔ پلک جھپکنے کی دیر اور عرصے میں قیامت قائم ہو جائے گی اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے، قیامت دور نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو نکالا تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی اور بنائے تمہارے لیے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿78﴾ اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ

اور آنکھیں اور دل تاکہ تم شکر ادا کرو۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے پرندوں کی طرف جو مسخر ہیں آسمان کی فضا میں نہیں

جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿79﴾ وَاللّٰهُ

روکتا ان کو مگر اللہ تعالیٰ۔ بیشک البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

ہی بنائے ہیں تمہارے لیے تمہارے گھر سکونت کے لیے اور بنائے تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر جن کو تم ہلکا

یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ

سمجھتے ہو جس دن تم کوچ کرتے ہو اور جس دن تم ٹھہرتے ہو اور ان کی اون سے اور ان کی پشم سے اور ان کے بالوں سے سامان

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ﴿80﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا

بناتے ہو اور نفع کی چیزیں ایک مدت تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لیے اس چیز سے جو پیدا کی ہے سائے

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ

اور بنائے ہیں تمہارے لیے پہاڑوں سے غار اور بنائے ہیں تمہارے لیے قمیصیں جو بچاتی ہیں تمہیں گرمی سے اور قمیصیں

وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿81﴾

جو بچاتی ہیں تمہیں میدان جنگ میں، اسی طرح مکمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو تم پر تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿82﴾ يَعْرِفُوْنَ

پس اگر یہ اعراض کریں پس پختہ بات ہے آپ ﷺ کے ذمہ ہے بات کو پہنچا دینا بات کو کھول کر۔ پہچانتے ہیں

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿83﴾ ع ۱۷

یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پھر انکار کرتے ہیں اس نعمت کا اور اکثر ان کے نافرمان ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخْرَجَكُمْ: اس نے تمہیں نکالا، جَوِّ: فضا، يُمْسِكُهُنَّ: وہ روکتا ہے انہیں، جُلُوْدِ: کھالیں (جمع)، تَسْتَخِفُّوْنَهَا: تم ہلکا پھلکا پاتے ہو انہیں، ظَعْنِكُمْ: تمہارا کوچ کرنا، اِقَامَتِكُمْ: تمہارا قیام کرنا، اَصْوَافِهَا: ان (بھیڑوں) کی اُونیں، اَوْبَارِهَا: ان (اونٹوں) کے روئیں، اَشْعَارِهَآ: ان کے بال، اَثَاثًا: گھر کا سامان، ظِلٰلًا: سائے، اَكْنَانًا: پناہ کی جگہیں، سَرَابِيْلَ: کُرتے، تَقِيْكُمْ: وہ تمہیں بچاتے ہیں، بَاْسَكُمْ: تمہاری لڑائی، تُسْلِمُوْنَ: (تاکہ) تم فرمانبردار ہو جاؤ، يُنْكِرُوْنَهَا: وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے الٰہ واحد ہونے کے دلائل اور مثالیں بیان فرمائی تھیں۔ اب ان آیات میں اپنی شان خالقیت کے متعلق بیان فرما رہا ہے کہ اپنی ذات اور تخلیق اور اپنے اردگرد جانوروں، پرندوں، پہاڑوں، اور اپنے لباس وغیرہ پر غور کرو کہ یہ نعمتیں کس نے پیدا فرمائی ہیں۔

تفسیری نکات: تمہاری پیدائش بھی خالقیت کا نمونہ ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو نکالا مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا تم نہیں جانتے تھے کچھ بھی۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو کوئی شد بد نہیں ہوتی، کسی شے کا کوئی علم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ میں نے اپنی خوراک ماں کی چھاتی سے حاصل کرنی ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں رکھی ہے کہ پیدا ہوتے ہی ماں کے پستان تلاش کرتا ہے اور چوستا ہے یہ اس کی فطرت ہے وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ اور اللہ تعالیٰ نے بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل۔ کانوں کے ساتھ سنتے ہو، آنکھوں کیساتھ دیکھتے ہو، دل کیساتھ سمجھتے اور غور کرتے ہو۔ یہ نعمتیں کیوں دی لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر ادا کرو۔

پرندے، تمہارے گھر اور جانور یہ سب اللہ کی قدرت کا نمونہ ہے:

اَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اِلَى الطَّيْرِ پرندوں کی طرف مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ جو مسخر ہیں آسمان

کی فضا میں۔ زمین وآسمان کے درمیان فضا میں کافی وزنی وزنی پرندے اُڑتے پھرتے ہیں ان کو پر کس نے دیئے ہیں اور ہوا میں اڑنے کا طریقہ کس نے بتلایا؟ کون ہے جو وزنی وزنی پرندوں کو فضا میں اڑاتا ہے مَا یُمۡسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ نہیں روکتا انکو مگر اللہ تعالیٰ۔ پیدا بھی اسی نے کیا، پر بھی اسی نے دیئے اور اڑنے کا طریقہ بھی اسی نے بتلایا اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ کتنے وزنی وزنی پرندے اڑتے ہیں بلندی پر جاتے ہیں اور اترتے ہیں اور بعض کئی کئی گھنٹے فضا میں رہتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے تمہارے لیے مِّنۡۢ بُیُوۡتِكُمۡ سَكَنًا تمہارے گھر سکونت کے لیے۔ جن میں تم رہتے ہو گرمی اور سردی سے بچتے ہو، بارش اور طوفان سے بچتے ہو، جن میں تمہاری جانیں اور مال محفوظ ہیں۔ یہ مکان تمہیں کس نے دیئے ہیں؟ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت نہیں ہے؟ وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُیُوۡتًا اور بنائے تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر۔ عرب میں اس وقت بھی خانہ بدوش لوگ ہوتے تھے اور اب بھی ہیں۔ سادہ زمانہ تھا وہ لوگ دو دو، تین تین چمڑے جوڑ کر سائبان بناتے تھے خیمے بناتے تھے جہاں ٹھہرتے تھے خیمہ لگا لیتے تو یہ چمڑے کس نے پیدا فرمائے ہیں جن سے تم مکان بناتے ہو تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا جن کو تم ہلکا سمجھتے ہو یَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ جس دن تم کوچ کرتے وَیَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ اور جس دن تم اقامت کرتے ہو۔ خانہ بدوش لوگ جہاں پانی، سبزہ، درخت دیکھتے تھے وہاں ڈیرہ لگا لیتے تھے کچھ مدت وہاں ٹھہرے پھر آگے چل پڑے آگے جا کر ڈیرہ لگا لیا۔ ظاہر بات ہے کہ اینٹ، پتھر، گارے کے مکان تو ساتھ نہیں لے جا سکتے اور چمڑے کے خیمے ہلکے پھلکے ساتھ اٹھائے پھرتے، یہ کس نے تمہارے لیے بنائے ہیں؟ وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا اور ان جانوروں کی اون سے وَاَوۡبَارِهَا اور ان جانوروں کی پشم سے وَاَشۡعَارِهَاۤ اور ان کے بالوں سے اَثَاثًا سامان بناتے ہو۔ اصواف صوف کی جمع ہے بھیڑوں کی اون۔ اس سے سردی سے بچاؤ کے کپڑے بنتے ہیں۔ اوبار وبر کی جمع ہے معنی ہے اونٹ کی پشم۔ اور اونٹ کی پشم سے کمبل وغیرہ بنتے ہیں اور اشعار شعر کی جمع ہے بکریوں کے بال۔ اور بکریوں کے بالوں سے بوریاں بنتی ہیں اور سامان بنتے ہیں قالین بناتے ہو، یہ سب چیزیں کس نے پیدا فرمائی ہیں؟ وَّمَتَاعًا اور دیگر سامان اور نفع کی چیزیں ان سے بناتے ہو اِلٰی حِیۡنٍ ایک مدت تک۔

سایہ، لباس اور دیگر اشیاء یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لیے مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا اس چیز سے جو اس نے پیدا کی ہے سائے۔ گرمی کے زمانے میں درختوں کا سایہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ ہمارے علاقے قدرے معتدل ہیں اور عرب کا علاقہ بڑا گرم ہے تو ان کو سائے کی قدر بھی زیادہ ہے وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا اور بنائے ہیں تمہارے لیے

پہاڑوں سے غار۔ اکنان کن کی جمع ہے اور کن کا معنی ہے غار۔ تمہارے چھپنے کے لیے پہاڑوں میں یہ غاریں کس نے بنائی ہیں؟ وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ سرابیل سربال کی جمع ہے اور بنائیں تمہارے لیے قمیصیں تَقِيْكُمُ الْحَرَّ جو بچاتی ہیں گرمی سے، سردی سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں ابھی تم نے اون اور ریشم کا ذکر سنا ہے وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ اور قمیصیں جو تمہیں میدان جنگ میں دشمن کے حملے سے بچاتیں ہیں۔ جن کو زرہ کہتے ہیں۔

میدان جنگ میں پہنتے تھے جس سے نہ تلوار اثر کرتی تھی اور نہ نیزہ اور تیر اثر کرتا تھا، یہ چیزیں کس نے پیدا فرمائی ہیں؟ اور نزول قرآن کے وقت یہی چیزیں اہم نعمتیں تھیں اور اب تو ان کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے وقت گزرنے کے ساتھ جدید دور میں طرح طرح کے جانوروں کے بالوں اور کھالوں سے ملبوسات اور لوہے اور دیگر دھاتوں سے بننے والی حفاظتی اشیا سب اس زُمرے میں آجاتی ہیں۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ اسی طرح مکمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو عَلَيْكُمْ تم پر لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔ نعمتوں کی قدر کرنا یہ انسانیت کا جذبہ ہے اور ناشکری کرنا ابلیس لعین کی صفت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام اور مذہب:

فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ اعراض کریں ساری نعمتیں سن کر اور دیکھ کر بھی توجہ نہ کریں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ پس پختہ بات ہے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہے بات کو کھول کر پہنچا دینا منوانا اور تسلیم کرانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فریضہ نہیں ہے۔ ہدایت پیش کرنا پیغمبر کا کام اور فریضہ ہے اور ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں کہ زمین اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، آسمان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، چاند، سورج، ستارے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، خوراک، لباس، آنکھیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ کان، ہاتھ، پاؤں، دل، دماغ وغیرہ بیشمار اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم: ٣٤) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا پھر انکار کرتے ہیں ان کا کہ شکر ادا نہیں کرتے جیسا کہ شکر ادا کرنا چاہیے وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں ناشکرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے شکر ادا نہیں کرتے جو کہ انسان کے فریضے میں شامل ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿84﴾

اور جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت سے ایک گواہ پھر نہیں اجازت دی جائے گی ان لوگوں کو جو کافر ہیں اور نہ ان سے توبہ

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿85﴾

وصول کی جائے گی۔ اور جس وقت دیکھیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا عذاب کو پس ہلکا نہیں کیا جائے گا ان سے اور نہ ان کو مہلت

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ

دی جائے گی۔اور جس وقت دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اپنے شریکوں کو کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہمارے

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

شریک ہیں وہ جن کو ہم پکارتے تھے آپ سے نیچے نیچے۔ پس وہ ڈالیں گے ان کی طرف بات (اور کہیں گے) بیشک تم البتہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۣ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

جھوٹے ہو۔اور ڈالیں گے اللہ کی طرف اس دن صلح کی بات اور غائب ہوجائے گی ان سے وہ چیز جو افترا باندھتے تھے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہم زیادہ کریں گے ان کے لیے عذاب، عذاب پر اس وجہ

يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

سے کہ وہ فساد کرتے تھے۔اور جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ان پر ان کی جانوں میں سے، اور ہم

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر ان لوگوں پر اور ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب جو کھول کر بیان کرتی ہے ہر چیز کو

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُسْتَعْتَبُوْنَ: ان کا عذر قبول (نہیں) کیا جائے گا، **شُرَكَآءَهُمْ**: ان کے شریک، **شُرَكَآؤُنَا**: ہمارے شریک، **دُوْنِكَ**: تیرے سوا، **زِدْنٰهُمْ**: ہم نے انہیں زیادہ کیا، **تِبْيَانًا**: بیان کرنے والا

ربط:

سابقہ آیات میں توحید کے مسائل بیان ہوئے اب ان آیات میں قیامت کے احوال کا بیان ہے۔ اس لیے کہ مشرکین قیامت کا سختی سے انکار کرتے تھے اور قیامت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن پیغمبروں کی گواہی:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ اور جس دن ہم اٹھائیں گے کھڑا کریں گے **مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا** ہر امت میں سے ایک گواہ اور وہ

اُس امت کا پیغمبر ہوگا۔ اس کی تفصیل یوں آتی ہے کہ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو اللہ تعالیٰ اپنی عدالت میں بلائیں گے اور ان کا حساب ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال کریں گے "ھل بلغت امتك" میں نے آپ کو ان لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا آپ نے ان کو تبلیغ کی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ جی ہاں اے اللہ پاک میں نے ان کو تبلیغ کی ہے۔ قوم سے پوچھا جائے گا۔ "ھل بلغکم نوح" کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے یہ ہمارے پاس کب آئے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو ڈھیٹ قوم ایسی ہوتی ہے کہ قیامت کا دن ہے اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہے اور جھوٹ سے باز نہیں آئیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی تبلیغ کے لیے آیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ آپ نے تبلیغ نہیں کی اور آپ دعوی کر رہے ہیں کہ میں نے ان کو تبلیغ کی ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" کہ جو کسی شے کا دعوی کرے گواہ اس نے پیش کرنے ہوتے ہیں اور اگر یہ گواہ نہ پیش کر سکے تو منکر پر قسم آتی ہے۔ یعنی گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور اگر یہ گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے اے نوح علیہ السلام آپ کے اس دعوے پر "من یشھد لك" گواہ کون ہیں آپ کے لیے۔ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے میری گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ اگر وہ لوگ یہ سوال کریں گے کہ یہ گواہ تو ہمارے زمانے میں موجود نہ تھے لہٰذا یہ گواہ کیسے ہوئے تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام جواب دے گی کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے جس میں صاف طور پر لکھا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ کی تھی اور ہمیں ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا فرمایا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول برحق یہ فرماتے ہیں کہ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی تو ہم برحق اور سچی گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے قرآن میں فرمایا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (اعراف: ۵۹) البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف پس کہا انہوں نے اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت گواہی دے چکے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی شہادت اور گواہی کی صفائی اور تصدیق کرینگے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سرکاری گواہ کی ہوگی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گواہی کے لیے گواہوں کا موقع پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں! یقین ہو جائے کہ یہ وقوعہ اس طرح ہوا ہے تو گواہی دے سکتے ہیں۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی بہت ساری مثالیں دی ہیں مثلاً یہ گواہی دینا کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے یا فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے یا فلاں کا فلانی کیساتھ نکاح ہو گیا ہے، موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود ان چیزوں کی گواہی دے سکتا ہے۔ اگر حالات، واقعات اور کثرت کیساتھ سننے سے یقین حاصل ہو گیا ہو کیونکہ پیدائش کے وقت دایہ کے سوا وہاں کوئی نہیں تو "الشھادۃ علی

السامع "سنی ہوئی باتوں پر جب یقین ہو جائے تو گواہی دی جاسکتی ہے۔

گواہوں کی گواہی کے بعد کافر قوموں کی توبہ قبول نہ کی جائے گی:

ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ پھر اجازت نہیں دی جائے گی لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں کو جو کافر ہیں وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی۔ اتمام حجت کے بعد کچھ بھی نہیں ہو گا وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اور جس وقت دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا الْعَذَابَ عذاب کو۔ ابھی میدان حشر میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو نظر آئے گا دوزخ نظر آئے گی فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ پس نہ ان سے تخفیف کی جائے گی عذاب سے وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ فوری طور پر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

مشرکین کا اپنے شریکوں کا بتلانا اور ان کا جواب:

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا شُرَكَآءَهُمْ اپنے شریکوں کو جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا تھا قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ وہ جن کو ہم پکارتے تھے آپ کے علاوہ مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر، فریادرس سمجھ کر فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ پس وہ شریک ڈالیں گے ان کی طرف بات یعنی مشرکین کے اس الزام کو مسترد کر دیں گے اور کہیں گے اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ بیشک تم البتہ جھوٹے ہو۔

حضرت عزیر علیہ السلام کو یہودی اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کی بیوی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی الوہیت میں شریک مانتے ہیں یا مشرکین عرب جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ تو یہ سب اللہ کی برگزیدہ ہستیاں، ان سے براءت کا اعلان کریں گی اور مشرکین کو واضح طور پر جھوٹا کہہ دیں گی۔

مشرکین اور کفار جھوٹ بول کر اپنے شرک اور کفر سے انکار کریں گے:

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ اور ڈالیں گے اللہ کی طرف اس دن صلح کی بات۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ صلح کی باتیں کریں گے کہ اے اللہ! تیری قسم ہے، ہم نے شرک نہیں کیا وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور غائب ہو جائے گی ان سے وہ چیز جو افترا باندھتے تھے اور کہتے تھے۔ " هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ " (یونس: ۱۸) جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ فرمایا ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آئیگا۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہیں وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے

اپنے افعال سے، اپنے کردار سے اور اپنی زبان سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ ہم زیادہ کریں گے ان کے لیے عذاب پر عذاب۔ یعنی پہلے دن سے دوسرے دن زیادہ عذاب ہوگا اور تیسرے دن اور زیادہ ہوگا اور چوتھے دن اور زیادہ ہوگا جیسے جیسے دوزخ میں وقت گزرتا جائے گا عذاب میں اضافہ ہوتا جائے گا بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ شرک اور کفر کا فساد دنیا میں کرتے تھے۔

نبیوں کی گواہی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیق کنندہ ہوں گے:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا اور جس دن ہم کھڑا کریں گے ہر امت میں سے ایک گواہ عَلَيْهِمْ ان پر مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ان میں سے وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ اور ہم لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا کر ان لوگوں پر۔ جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ جس وقت یہ امت پہلے نبیوں کے حق میں گواہی دیدے گی تو اللہ تعالیٰ اس امت کی صفائی کے لیے کہ یہ امت گواہی کے قابل ہے یا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلب فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دیں گے کہ میری امت عادل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کیساتھ قیامت والے دن قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب قرآن مجید تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جو کھول کر بیان کرتی ہے ہر چیز کو۔ قرآن پاک میں اصول اور ضابطے بڑے واضح ہیں اور جن جن چیزوں کی وضاحت اور صراحت منظور تھی ان کی پوری پوری تشریح کی ہے وَّهُدًى اور نری ہدایت ہے وَّرَحْمَةً اور نری رحمت ہے وَّبُشْرٰى اور خوشخبری ہے مگر کن لوگوں کے لیے لِلْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کے لیے۔ جو مانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے ہدایت ہے، رحمت ہے، خوشخبری ہے اور جو نہیں مانتے ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا اور اچھا سلوک کرنے کا اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿90﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا

اور برائی سے اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو جب تم

عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ

وعدہ کر چکے ہو۔ اور نہ توڑو تم قسموں کو ان کو پختہ کرنے کے بعد اور تحقیق بنایا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن بیشک

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿91﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور نہ ہو جاؤ تم اس عورت کی طرح جو ادھیڑ دیتی ہے اپنے کاتے ہوئے سوت کو مضبوطی کے

اَنۡكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَيۡمَانَكُمۡ دَخَلًا بَيۡنَكُمۡ اَنۡ تَكُوۡنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرۡبٰى مِنۡ اُمَّةٍ ؕ

بعد دھاگا دھاگہ کر کے۔ بناتے ہو تم اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں اس واسطے کہ ہوتا ہے ایک گروہ بڑھا ہوا ایک گروہ

اِنَّمَا يَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

سے۔ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتے ہیں اس کے ذریعے اور البتہ ضرور بیان کریگا تمہارے سامنے قیامت کے دن

مَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنۡ يُّضِلُّ

اس چیز کو جس میں تم اختلاف کرتے رہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ کردے تمہیں ایک ہی گروہ اور لیکن وہ بہکاتا ہے جس کو چاہتا

مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسۡـئَلُنَّ عَمَّا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾

ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور البتہ ضرور تم سے سوال کیا جائے گا ان کاموں کے بارے میں جو تم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِيۡتَآئِ: دینا، يَنۡهٰى: وہ روکتا ہے، لَا تَنۡقُضُوۡا: نہ توڑو، تَوۡكِيۡدِهَا: ان کو پکا کرنا، كَفِيۡلًا: گواہ، نَقَضَتۡ: اس نے توڑ ڈالا، غَزۡلَهَا: اپنا سوت، اَنۡكَاثًا: ریزہ ریزہ، اَرۡبٰى: زیادہ چڑھا ہوا، دَخَلًا: فساد کا ذریعہ، يَبۡلُوۡكُمۡ: وہ تمہاری آزمائش کرتا ہے، لَيُبَيِّنَنَّ: ضرور واضح کردے گا۔

ربط:

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد عثمانیہ میں نقل کیا ہے کہ اس سے قبل آیات میں قرآن کا ذکر تھا کہ "نَزَّلۡنَا الۡقُرۡاٰنَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ" آگے فرماتے ہیں کہ قرآن میں یہ خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد پر مشتمل ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ آگے عدل کا حکم دیتا ہے۔

عدل کا معنی کیا ہے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقیدہ میں اعتدال کرنا نہ افراط نہ تفریط، دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہے لیکن عدل کے معنی انصاف کے ہیں اور احسان کے معنی اخلاص کے ہیں۔

اہم نکات: عہد توڑنے والے کو تشبیہ:

ریطہ بنت سعد قریشیہ ایک عورت تھی، اس کا دماغی توازن ٹھیک نہ تھا یہ چرخے پر سارا دن سوت کاتتی۔ جب شام کا وقت ہوتا تو اس کاتے ہوئے سوت کو دھاگہ دھاگہ کر کے اُدھیڑ ڈالتی، اللہ تعالیٰ نے یہاں تشبیہ دی کہ تم قسمیں کھاتے ہو کہ میں اس جماعت کو حق سمجھتا ہوں اور اس جماعت کے ساتھ رہوں گا۔ ایسا نہ ہو کہ دوسری طرف سے فوائد ملے اور تم اس

سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے اس کاتے ہوئے مضبوط سوت کو دھاگہ دھاگہ کردو۔ انکاث یہ جمع ہے نکث کی معنی ہے دھاگہ۔

تفسیری نکات: زندگی کے متعلق رہنما اصول:

① عدل وانصاف:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا، اعتدال کا، عقیدے میں اعتدال ہو افراط وتفریط نہ ہو مخلوق کیساتھ بھی عدل ہو کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونی چاہیے ہر ایک کے ساتھ ہر معاملے میں عدل وانصاف کو سامنے رکھو چاہے سامنے تمہارا دشمن ہو یا قریبی رشتہ دار ہو۔

② احسان:

وَالْاِحْسَانِ اور اچھا سلوک کرنے کا۔ احسان کا معنی حدیث میں آتا ہے " اِنْ تَعْبُدُ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ " اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان ہے اور مخلوق کیساتھ احسان یہ ہے کہ بولو تو نرمی کیساتھ، لینا ہے تو نرمی کیساتھ لو، دینا ہے تو نرمی کیساتھ دو۔ کسی کو تم سے قولاً فعلاً دکھ نہ پہنچے۔

③ رشتہ داروں کا خیال کرنا:

وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا۔ قریبی رشتہ داروں کی مالی امداد کرو۔ اگر وہ زکوٰۃ کے حقدار بنتے ہیں تو زکوٰۃ، فطرانہ اور عشر میں سے دیدو نہیں تو ویسے مالی امداد کردو بہرحال اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھو۔

④ بے حیائی اور برائی سے بچو:

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ اور منع کرتا ہے بے حیائی سے وَالْمُنْكَرِ اور برائی سے۔ بے حیائی اور برائی میں کیا فرق ہے؟ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ بے حیائی وہ ہے کہ آدمی اکیلا نہ کر سکے دوسرے کیساتھ مل کرے جیسے زنا ہے لواطت ہے۔ اور منکر وہ ہے کہ اکیلا بھی کر سکتا ہے جیسے شراب کا پینا کہ اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کو اکٹھا کرے پڑے۔ اور دوسرا فرق یہ بیان کرتے ہیں کہ فحشاء کا تعلق فعل کیساتھ ہے اور منکر کا تعلق قول کیساتھ ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ فحشا وہ گناہ ہے جو اعلانیہ کیا جائے اور منکر وہ ہے جو چھپ کے کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے حیائی سے بھی بچو اور برائی سے بھی بچو۔ وَالْبَغْيِ اور سرکشی سے روکتا ہے کسی پر کوئی زیادتی نہ کرو نہ قولاً نہ فعلاً۔ یہ زندگی کے بڑے اہم اصول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے ہیں يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وہ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

⑤ اللہ سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرو:

وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو اِذَا عٰهَدۡتُّمۡ جب تم وعدہ کر چکے ہو۔ عالم ارواح میں جب اللہ تعالیٰ نے کہا تھا اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ قَالُوۡا بَلٰى (اعراف:۱۷۲) انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ اب تم رب کو رب مانو اس کے علاوہ کو کیوں رب مانتے ہو؟

⑥ اپنی قسموں کو پورا کرو:

وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَيۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡكِيۡدِهَا اور نہ توڑو تم قسموں کو ان کو پختہ کرنے کے بعد۔ اگر کسی اچھے کام پر قسم اٹھائی ہے کہ میں کروں گا تو اس کو نہ توڑو وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيۡلًا اور تحقیق بنایا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تم نے قسم اٹھائی ہے اب تم اپنے مفاد کی خاطر قسم توڑ و تو ایسا نہیں کرنا چاہیے اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔

یہ باتیں فرما کر اللہ تعالیٰ مکہ کی ایک عورت کی مثال دیتے ہیں کہ اگر تم ان چھ امور پر عمل نہیں کرتے ہو تو تمہارے میں اور اس مکہ کی پاگل عورت میں کوئی فرق نہیں۔ اس عورت کا حال ہم اوپر اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بات سمجھاتے ہیں وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّتِىۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡكَاثًا اور نہ ہو جاؤ تم اس عورت کی طرح جو ادھیڑ دیتی ہے اپنے کاتے ہوئے سوت کو مضبوطی کے بعد دھاگہ دھاگہ کر کے۔ تَتَّخِذُوۡنَ اَيۡمَانَكُمۡ دَخَلًاۢ بَيۡنَكُمۡ بناتے ہو تم اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں اَنۡ تَكُوۡنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرۡبٰى مِنۡ اُمَّةٍ اس واسطے کہ ہوتا ہے ایک گروہ بڑھا ہوا دوسرے گروہ سے۔ اب لوگوں کا حال جو ہے تمہارے سامنے ہے کہ جو سیاسی پارٹی بڑھ جاتی ہے لوگ اس میں چھلانگ لگا دیتے ہیں وعدہ کسی کیساتھ ووٹ کسی کو دے رہے ہیں۔ پھر جب آگے چل کر دیکھا کہ فلاں پارٹی اس سے طاقتور ہے اور میرا فائدہ اس کیساتھ ملنے میں ہے تو اس کیساتھ ہو گئے۔ ہمیشہ سے دنیادار اسی طرح کرتے آئے ہیں مالی مفادات کو سامنے رکھتے ہیں۔

قیامت میں سب احوال کھل جائیں گے:

اِنَّمَا يَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتے ہیں اس کے ذریعے کہ کون غلبہ دیکھ کر دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ بھئی یہ مشاہدے کی بات ہے وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمۡ اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور بیان فرمائیں گے تمہارے سامنے يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ قیامت کے دن مَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ اس چیز کو جس میں تم اختلاف کرتے رہے اور اس کا بدلہ دیگا پوچھے گا یہ کام تم نے کیا ہے یا نہیں؟ اور گناہوں والے کاموں پر پھر سخت سزا ملے گی۔

اللہ چاہے تو سب کو اہل ایمان بنادے:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو البتہ کردے تمہیں ایک گروہ۔ سب کو مومن بنا دے قادر ہے اگر چاہے تو سب کو کافر بنادے معاذ اللہ تعالیٰ۔ مگر اس نے بندے کو اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی کیساتھ ایمان لائے اور اپنی مرضی کیساتھ کفر اختیار کرے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (کہف:۲۹) پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ اور لیکن بہکاتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے ضابطے کے مطابق وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ضابطے کے مطابق۔ اور یہ تم سورۃ رعد آیت نمبر ۲۷ میں پڑھ چکے ہو وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے وَلَتُسْــَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور البتہ ضرور سوال کیا جائے گا تم سے ان کاموں کے بارے میں جو تم کرتے تھے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں پس پھسل جائیں گے قدم پختہ ہونے کے بعد، اور چکھو گے تم سزا اس وجہ سے

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ

کہ تم نے روکا اللہ کے راستے سے اور تمہارے لیے عذاب ہوگا بڑا۔ اور نہ خریدو اللہ تعالیٰ کے عہد کیساتھ تھوڑی قیمت بیشک

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ

جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ جو چیز تمہارے پاس ہے

يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا

ختم ہو جائے گی اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والی ہے اور البتہ ہم ضرور بدلہ دیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے صبر

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کیا ان کا اجر اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے ہیں۔ جس نے اچھا عمل کیا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو پس ہم اس کو ضرور

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا

دیں گے زندگی، پاکیزہ زندگی اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے ان کے اجر کا، اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے رہے۔ پس جب

قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

تو قرآن شریف پڑھے پس تو پناہ لے اللہ تعالیٰ سے جو مردود ہے۔ بیشک شان یہ ہے نہیں ہے اس شیطان کے لیے کوئی زور

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿99﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى

ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں۔ پختہ بات ہے کہ اس شیطان کا زور ان لوگوں پر ہے

الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿100﴾ ع ۱۳ / ۱۱ / ۱۹

جو اس کیساتھ دوستی رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر ہے جو اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَتَزِلَّ: کہ پھسل جائے، ثُبُوْتِهَا: اس کا جمنا، تَذُوْقُوا: تم چکھو، صَدَدْتُّمْ: تم نے روکا، يَنْفَدُ: وہ ختم ہوجائے گا، بَاقٍ: باقی رہنے والا، لَنَجْزِيَنَّ: ہم ضرور بدلہ دیں گے، فَلَنُحْيِيَنَّهٗ: (پھر) ہم ضرور زندگی دیں گے اسے، لَنَجْزِيَنَّهُمْ: ہم ضرور بدلہ دیں گے انہیں، قَرَاْتَ: تونے پڑھا، سُلْطٰنُهٗ: اس کا زور، يَتَوَلَّوْنَهٗ: وہ تعلق رکھتے ہیں اس سے۔

ربط:

سابقہ آیات میں تھا کہ تم سے اس بابت ضرور سوال کیا جائے گا ان کاموں کے متعلق جو تم کرتے ہو لہٰذا کسی کے ساتھ بدعہدی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد پورے کرو۔ اب یہاں ان آیات میں بدعہدی کے نقصانات سے آگاہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: قسموں کی خلاف ورزی نہ کرو:

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ آپس میں۔ پہلے قسم اٹھا کر معاملہ کرلیا پھر اس کی خلاف ورزی کی یہ بڑی معیوب بات ہے اگر ایسا کرو گے تو فَتَزِلَّ قَدَمٌ پس پھسل جائیں گے قدم بَعْدَ ثُبُوْتِهَا مضبوط ہونے کے بعد۔ اگر تم بدعہدی کرو گے تو کوئی تم پر اعتماد نہیں کریگا اور لوگوں کو دین سے بیزار کرنے کا ذریعہ بنو گے اور اگر بدعہدی نہیں کرو گے تو ساری دنیا اسلام کی برتری کی قائل ہوجائے گی اور تمہارے دین کو سچا مذہب تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائے گی اور بدعہدی کا نتیجہ یہ بھی ہوگا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ اور چکھو گے تم سزا بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اس وجہ سے کہ تم نے روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کا سبب بنے وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور تمہارے لیے عذاب ہوگا بڑا۔ یعنی تم بڑے عذاب کے مستحق ہوجاؤ گے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا اور نہ خریدو تم بِعَهْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے عہد کے ساتھ، عہد کے بدلے ثَمَنًا قَلِيْلًا تھوڑی قیمت۔ کہ مالی مفاد کی خاطر تم عہد اور وعدے کو چھوڑ دو پورا نہ کرو ایسا نہ کرو۔ ثمن قلیل فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زیادہ قیمت مل جائے تو تم بدل جاؤ۔ اِنَّمَا عِنْدَ

اللہِ پختہ بات ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ھُوَخَیْرٌ لَّکُمْ وہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ جو چیز تمہارے پاس ہے ختم ہوجائے گی کسی نہ کسی وقت وَمَا عِنْدَ اللہِ بَاقٍ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والی ہے۔

وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ اور البتہ ہم ضرور بدلہ دیں گے ان لوگوں کو صَبَرُوْٓا جنہوں نے مصائب پر صبر کیا اَجْرَھُمْ ان کا اجر بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے ہیں۔ دس گنا ہوگا یا سات سو گنا ہوگا یا اس سے بھی زیادہ ہوگا جتنا اللہ پاک چاہے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جس نے اچھا عمل کیا مِّنْ ذَکَرٍ مرد ہے اَوْ اُنْثٰی یا عورت ہے وَھُوَمُؤْمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ کیونکہ دین جیسے مردوں کے لیے ہے ایسے ہی عورتوں کے لیے ہے۔ جنت دوزخ مردوں کے لیے بھی ہے اور عورتوں کے لیے بھی ہے۔ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً پس ہم اس کو ضرور دیں گے پاکیزہ زندگی وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ اور ہم ان مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی ضرور دیں گے بدلہ ان کے اجر کا بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اس سے اچھا ہوگا جو وہ عمل کرتے ہیں۔ دس گنا ہوگا یا سات سو گنا ہوگا یا اس سے بھی زیادہ ہوگا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

قرآن کی تلاوت شروع کرتے ہوئے استعاذہ کا حکم:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ پس جس وقت تو قرآن پڑھے یعنی قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے فَاسْتَعِذْ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو پناہ لے تو اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے۔

اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ بیشک شان یہ ہے کہ نہیں ہے اس شیطان کے لیے کوئی زور عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ پختہ بات ہے کہ اس شیطان کا زور ان لوگوں پر ہے جو اس کیساتھ دوستی رکھتے ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ اور ان لوگوں پر ہے جو اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔ مشرک شیطان کا گہرا دوست ہے اس پر اس کا تسلط ہے اور مومن پر شیطان کا کوئی اثر اور تسلط نہیں ہے لہٰذا جب بھی قرآن کریم پڑھو اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرو اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے فائدہ اٹھاؤ۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ وَّاللہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

اور جس وقت ہم تبدیل کریں کسی آیت کو دوسری آیت کی جگہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس کو وہ اتارتا ہے یہ کہتے ہیں بیشک تو

مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿101﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

افترا باندھنے والا ہے۔ نہیں بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اتارا ہے اس قرآن کو پاکیزہ روح نے

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے حق کیساتھ تاکہ ثابت رکھے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ہدایت ہے اور خوشخبری ہے

لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿102﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ

مسلمانوں کے لیے۔ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں بیشک وہ کہتے ہیں پختہ بات ہے سکھاتا ہے اس کو ایک انسان اس شخص کی

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿103﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا

زبان جس کی طرف نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ عربی زبان ہے بالکل واضح۔ بیشک وہ لوگ جو نہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿104﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي

ایمان لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔ پختہ بات ہے افترا

الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿105﴾

باندھتے ہیں جھوٹ کا وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُفْتَرٍ: جھوٹ گھڑنے والا، اَعْجَمِيٌّ: عجمی، عَرَبِيٌّ: عربی، يَفْتَرِيْ: جھوٹ گھڑتا ہے۔

ربط:

اس سے قبل والی آیات میں قرآن کا ذکر تھا پھر اس کی تعلیم کا ذکر تھا اب ان آیات میں قرآن پاک پر ایک اعتراض اور اس کا جواب ہے، قرآن پاک میں نسخ بھی ہے، اس پر کفار اعتراض کرتے تھے۔ اس کا جواب دیا وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ الخ سے۔

اہم نکات: مشرکین کی تردید:

تفاسیر میں اس کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک غلام تھا جس کا نام جبر تھا، بعض نقل کرتے ہیں یعیش، بعض نقل کرتے ہیں عائش اور بعض نقل کرتے ہیں سنطاس، یہ غلام تھا رومی۔ یہ تھوڑا بہت پڑھا لکھا تھا، یہ جب بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس جاتے، کبھی پانی دیتے، کبھی دوائی دیتے اور کبھی خدمت کرتے، کفار نے یہ بے ہودہ الزام تراشی کی کہ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سناتے ہیں یہ رومی غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے

ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو جبر نامی غلام تعلیم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زبان اس کی جس کی طرف یہ کفار نسبت کرتے ہیں فصیح نہیں ہے وہ عجمی ہے، اور عربی درست اور صحیح بول نہیں سکتا ہے۔ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور یہ قرآن بڑی فصیح وبلیغ عربی زبان میں ہے۔

تفسیری نکات: نسخ آیت سے متعلق کفار کے اعتراض کا جواب:

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً اور جس وقت ہم تبدیل کردیں کسی آیت کو، حکم کو مَّكَانَ اٰيَةٍ دوسری آیت کی جگہ کہ پہلے کوئی اور حکم تھا اور اب اس کی جگہ دوسرا حکم آ گیا ہے وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس حکم کو یا آیت کو وہ اتارتا ہے۔ وہ حکیم علی الاطلاق ہے ضروریات کو بہتر جانتا ہے۔ جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں کہ پہلے وہ حکم تھا اور اب یہ حکم ہے تو قَالُوْٓا یہ کافر الزام تراشی کہتے ہیں اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بیشک اے نبی کریم ﷺ! آپ ﷺ افترا باندھنے والے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ الزام غلط ہے بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل فرمایا ہے یہ عین ان کی بیماری کے مطابق ہے قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ اتارا ہے اس قرآن کو پاکیزہ روح نے۔ روح القدس جبرائیل علیہ السلام کا لقب ہے جبرائیل علیہ السلام اس کتاب کو لے کر آئے مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ آپ کے رب کی طرف سے حق کیساتھ۔ لہٰذا یہ سچی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے میں مفتری نہیں ہوں لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ ثابت رکھے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ قرآن کریم مومنوں کی ثابت قدمی کے لیے بڑی دلیل ہے وَهُدًى اور نری ہدایت ہے اول سے لے کر آخر تک وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔ ان کے لیے ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے۔

مشرکین کے دوسرے الزام کا جواب:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ بیشک یہ کہتے ہیں اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ پختہ بات ہے سکھاتا ہے آپ ﷺ کو ایک انسان۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں عجمی ہے عربی نہیں ہے وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور یہ قرآن پاک عربی زبان ہے بالکل واضح۔ وہ بیچارہ ٹوٹی پھوٹی عربی نہیں بول سکتا تھا سوائے روزمرہ کی ضرورت کے الفاظ کے تو وہ قرآن پاک جیسی فصیح وبلیغ عبارت کہاں سے لائے گا اتنی موٹی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ مگر اعتراض کرنے والوں کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی ان کا کام ہے شوشہ چھوڑنا وہ چھوڑ دیتے ہیں چاہے صادق آئے یا نہ آئے۔ تفصیل اوپر اہم نکات میں آچکی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ ان کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔ مَنْ يُّنِيْبُ ہدایت اُسے ملتی ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وَلَهُمْ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ اوران کفار کے لیے عذاب ہے دردناک۔ مرنے کے بعد پتہ چل جائے گا کہ قرآن کے انکار کا کیا نتیجہ ہے۔ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ پختہ بات ہے افترا باندھتے ہیں جھوٹ کا وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر۔ کہتے ہیں یہ جادو ہے، کبھی کہتے ہیں کہانت ہے کبھی کہتے ہیں شعروشاعری ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں یہ جھوٹے لوگ ہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا کہنے والے کافر اور مشرک جھوٹے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

جس آدمی نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس پر ایمان لانے کے بعد مگر وہ شخص جو مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

کیساتھ۔ اور لیکن وہ شخص جس نے کھولا کفر کے لیے سینہ پس ان پر غضب ہوگا اللہ تعالیٰ کا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اس وجہ سے کہ انہوں نے پسند کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کافر قوم کو۔ یہی وہ لوگ ہیں مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر اور یہی لوگ

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

غافل ہیں۔ ضرور بالضرور بیشک وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ پھر بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ان لوگوں کیلئے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ وہ فتنے میں مبتلا کئے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب

مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع

اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِيْمَانِهٖ: اس کا ایمان، اُكْرِهَ: مجبور کیا گیا، مُطْمَئِنٌّ: مطمئن، شَرَحَ: کھولا، صَدْرًا: سینہ، فُتِنُوْا: آزمائے گئے۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرمایا گیا تھا کہ یہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی کتاب پر اعتراض کرتے ہیں یہ ایمان نہیں

لائیں گے۔ آگے اسی سلسلہ میں فرمایا جارہا ہے کہ جو مومن ہو اور اُس سے زبردستی کلمہ کفر کہلوایا جائے تو اُس کا کیا حکم ہے اور جو شخص ایمان لا کر دائرہ اسلام سے نکل جائے اور مرتد ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

تفسیری نکات: جس سے زبردستی کلمہ کفر کہلوایا جائے اس کا حکم:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا پر کافروں نے بڑے ظلم کئے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں کافروں نے ان تینوں کو گھیر لیا اور کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ آگ جل رہی تھی اور اس میں لوہے کی سلاخیں رکھی تھیں۔ گرم سلاخ ان کی آنکھ کے قریب کی کہ کلمہ چھوڑ دے ورنہ یہ گرم سلاخ تیری آنکھ میں پھیر دیں گے۔ ان کا ایمان بڑا قوی اور مضبوط تھا انکار کر دیا۔ انہوں نے آنکھ میں سلاخ پھیری وہ پھٹ گئی۔ کہنے لگے اب دوسری آنکھ کو بچا لے کلمہ چھوڑ دے کہنے لگے کلمہ نہیں چھوڑوں گا دوسری آنکھ میں بھی انہوں نے سلاخ پھیر دی نابینا ہو گئے اور تڑپتے تھے اسی حالت میں ظالموں نے شہید کر دیا۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اول شہید الاسلام ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا پر ظلم و ستم کیا کہ کلمہ چھوڑ دے انہوں نے انکار کیا تو ظالموں نے ان کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کیساتھ باندھ دی اور دوسری دوسرے اونٹ کیساتھ باندھ دی اور مخالف سمت دوڑا دیئے اس حالت میں ظالم ابوجہل نے ان کے نازک مقام پر برچھی ماری وہ چر کر دو ٹکڑے ہو گئیں اور جان دے دی۔ اسلام میں شہید ہونے والی پہلی عورت حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

پھر انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا والد اور والدہ کا منظر سامنے تھا گھبرا گئے اور جان بچانے کے لیے انہوں نے کلمہ کفر کہہ دیا لیکن بہت پریشان ہو گئے کہ میں نے جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کیوں کہا۔ روتے روتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ماں باپ کا سارا قصہ سنایا اور کہا کہ وہ مجھے بھی ظلم کیساتھ قتل کرنا چاہتے تھے مگر میں نے کلمہ کفر کہہ کر جان بچا لی ہے۔ اب میرے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا دل کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا دل مطمئن بالایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا ایمان برقرار ہے۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ جس آدمی نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ یعنی اس کے احکام کا انکار کیا مِنۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ مگر وہ جو مجبور کیا گیا وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ بِالۡاِيۡمَانِ اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ تو اس کا ایمان برقرار ہے۔

مرتد کا حکم:

وَلٰكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا اور لیکن وہ شخص جن نے کھولا کفر کے لیے سینہ فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ پس ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا

اَلْحَيٰوةَ الدُّنْيَا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے پسند کیا دنیا کی زندگی کو عَلَى الْاٰخِرَةِ آخرت پر وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو جبرا۔ ہدایت اس کو ملے گی جو اس کی طرف رجوع کریگا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں کافر طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر وَسَمْعِهِمْ اور ان کے کانوں پر وَاَبْصَارِهِمْ اور ان کی آنکھوں پر وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ اور یہی لوگ غافل ہیں اللہ تعالیٰ سے لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بیشک یہی لوگ آخرت میں هُمُ الْخٰسِرُوْنَ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ پھر بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا بعد اس کے کہ ان کو فتنے میں مبتلا کیا گیا ثُمَّ جٰهَدُوْا پھر انہوں نے جہاد کیا وَصَبَرُوْٓا اور صبر کیا تکالیف پر اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ان کاموں کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ بندے کی نجات کے اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا

اس دن آئے گا ہر نفس جھگڑا کرے گا اپنے نفس کی طرف سے اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کیا ہے اور ان پر

يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ

ظلم نہیں کیا جائیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے ایک بستی کی جو امن والی تھی اطمینان والی تھی آتا تھا

كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ

اس بستی میں اس کا رزق کشادہ ہر طرف سے۔ پس اس بستی والوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا پس چکھایا ان کو اللہ تعالیٰ

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ

نے بھوک کا لباس اور خوف کا بسبب اس کارروائی کے جو وہ کرتے تھے۔ اور البتہ تحقیق آیا ان کے پاس رسول ان میں سے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

پس انہوں نے جھٹلایا اس کو۔ پس پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے۔ پس کھاؤ تم اس چیز سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

ہے حلال پاکیزہ اور شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر ہو تم خاص اسی کی عبادت کرتے ۔ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

ہے تم پر مردار کو اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو نامزد کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر۔ پس جو شخص مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

وہ لذت تلاش کرنے والا نہیں اور نہ تجاوز کرنے والا ہے پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَاْتِيْ: آئے گا، نَّفْسِهَا: اپنی ذات، اٰمِنَةً: امن والے، مُّطْمَئِنَّةً: مطمئن، يَّاْتِيْهَا: ان کے پاس آتا تھا، فَكَفَرَتْ: (پھر) اس نے کفر کیا، بِاَنْعُمِ: نعمتوں کا، فَاَذَاقَهَا: تو اس نے چکھایا انہیں۔

ربط:

اس سے قبل والی آیات میں قیامت کا ذکر تھا اب ان آیات میں بھی وہی آخرت کا تذکرہ چل رہا ہے۔

اہم نکات: کفران نعمت کا نتیجہ:

یہ بستی کونسی تھی اس سلسلے میں مختلف تفسیریں آپ کو ملیں گی۔

① ۔ یہ ہے کہ یہ کوئی متعین بستی نہیں تھی ایسی بستیاں بے شمار ہیں۔

② ۔ یہ ہے کہ اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ کی بستی تھی ہر طرف سے رزق آتا تھا، انہوں نے انکار کیا اللہ کی نعمتوں کا اور ان کے پاس رسول بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے "فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَاب" پس جب مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھٹلایا تو ان پر قحط سالی مسلط ہوئی اور بخاری میں آتا ہے کہ اَكَلُوْا الْمَيْتَةَ کہ مردار کھانے لگ گئے۔

③ ۔ جمل اور کمالین وغیرہ میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بستی سے مراد ہے مدینہ طیبہ مدینہ منورہ امن والا شہر تھا، اطمینان وسکون والا شہر تھا، رزق وافر ملتا تھا، اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، تو ایسے حالات پیدا ہوئے کہ مسجد نبوی میں مسلسل کئی دنوں تک نہ اذان ہوئی نہ جماعت۔

تفسیری نکات: قیامت کے بعض احوال کا بیان:

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ جس دن ہر شخص آئے گا تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا اپنی ذات کے لیے جھگڑا کرے گا اس کو بچانے کی فکر کرے گا۔ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ جس دن دفاع کرے گا ہر نفس اپنی جان سے وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ اور پورا پورا دیا جائیگا ہر نفس کو مَّا عَمِلَتْ جو اس نے کیا ہر نیکی بدی کا صلہ ملے گا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا نیکیوں میں کمی نہیں کی جائے گی اور کوئی برائی نہیں کی اور اس کے نامہ اعمال میں درج کر دی جائے ایسا نہیں ہوگا۔

امن والی بستی کا بیان:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے مثال قَرْيَةً ایک بستی کی كَانَتْ اٰمِنَةً وہ بستی امن والی تھی مُّطْمَئِنَّةً اطمینان والی تھی يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا آتا تھا اس بستی میں اس کا رزق کشادہ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ہر طرف سے فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ پس بستی والوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ پس چکھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے بھوک کا لباس اور خوف کا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بسبب اس کارروائی کے جو وہ کرتے تھے۔

اس بستی سے کونسی بستی مراد ہے یہ ہم اہم نکات میں بیان کر آئے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ اور البتہ تحقیق آئے ان کے پاس رسول ان میں سے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو تمام پیغمبروں کے امام اور ساری کائنات کے سردار ہیں فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایا فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ پس پکڑا ان کو عذاب نے۔ بخاری شریف وغیرہ کتب میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ان کی باتوں سے کافی پریشان ہوئے تو عرض کیا اے پروردگار! ان پر ایسے سال مسلط کر جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی کے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں پر قحط سالی مسلط فرمائی بارشیں رک گئیں، پھر آنحضرت ﷺ کی دعا سے قحط سالی ختم ہوئی وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ اور وہ اس بستی کے لوگ ظالم تھے۔

حلال اور طیب چیزیں کھاؤ:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ پس کھاؤ تم اس چیز سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے حَلٰلًا طَيِّبًا حلال پاکیزہ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم خاص اسی کی عبادت کرتے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے بعض حرام چیزوں کا ذکر فرمایا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم پر مردار کو۔ جو جانور شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا وہ حرام ہے چاہے حلال جانور ہو جیسے گائے، بیل، بھیڑ، بکری، ہرن، مرغا، یا اور جو اپنی طبعی موت مر گیا ہو وَالدَّمَ اور خون حرام ہے۔ ذبح کرتے ہوئے جو خون شراٹے مار کر نکلتا ہے دم مسفوح، وہ حرام ہے۔ یہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی کسی طرح بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا یہ حرام قطعی ہے وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا گوشت بھی حرام ہے۔ گوشت اسلیے کہا کہ اوپر کھانے والی چیزوں کا ذکر ہے باقی خنزیر کی کھال، اس کی ہڈیاں، اس کے بال غرض اس کی ہر چیز حرام ہے وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جو نامزد کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر یہ بھی حرام ہے۔

حالت اضطرار کا حکم:

فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مجبور کیا گیا غَيْرَ بَاغٍ وہ لذت تلاش کرنے والا نہیں ہے وَّلَا عَادٍ اور نہ تجاوز کرنے والا

ضرورت سے۔ مثلاً کسی آدمی کو بھوک کی وجہ سے جان کا خطرہ ہے اور مردار اور خنزیر کے علاوہ کوئی چیز وہاں نہیں ہے اگر نہیں کھاتا تو جان خطرے میں ہے تو اس کو اتنا مردار اور خنزیر کھانے کی اجازت ہے کہ جتنا کھا کر جان بچا سکتا ہے اگر زیادہ کھائے گا تو جائز نہیں ہے۔ ایک آدمی ایسی پیاس میں مبتلا ہے اگر کچھ نہیں پیتا تو جان خطرے میں ہے اور اس کے پاس شراب کے سوا کوئی چیز نہیں تو اس کیلیے اتنی شراب پینا ضروری ہے کہ جس سے جان بچ جائے حالانکہ شراب قطعی حرام ہے۔ اگر ایسے موقع پر خنزیر نہیں کھائے گا اور شراب نہیں پیئے گا تو گنہگار موت مرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور نہ کہو تم اس چیز کے بارے میں بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ باندھو تم اللہ تعالیٰ پر

الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ وَّلَهُمْ

افترا جھوٹ کا۔ بیشک وہ لوگ جو افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ فائدہ ہے تھوڑا سا اور ان

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْكَ

کے لیے عذاب ہے دردناک۔ اور ان لوگوں پر جو یہودی ہیں ہم نے حرام کیں وہ چیزیں جو ہم نے بیان کی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ

پر اس سے پہلے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ پھر بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ان لوگوں

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

کے لیے جنہوں نے عمل کئے برے جہالت کی وجہ سے پھر توبہ کی اس کے بعد اور اصلاح کی بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب

مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۵ / ۹ / ۲۱

اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْسِنَتُكُمْ: تمہاری زبانیں، حَلٰلٌ: حلال، لِتَفْتَرُوْا: تاکہ تم تہمت لگاؤ، قَصَصْنَا: ہم نے بیان کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کا بیان تھا۔ اب ان آیات میں مشرکین کی تردید ہے کہ وہ اپنی طرف سے کہتے تھے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ اور پھر ان چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو یہود پر حرام کی

گئی تھیں۔

تفسیری نکات:

وَلَا تَقُوْلُوْا اور نہ کہو تم لِمَا اس چیز کے بارے میں تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ۔ کیا نہ کہو هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ تاکہ باندھو تم اللہ تعالیٰ پر افترا جھوٹ کا۔ حلال حرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تم از خود کسی چیز کو حلال حرام نہیں کہہ سکتے۔ یہ صفت اور خوبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں نہیں دی۔ اسی چیز کو حلال کہو جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے اور اسی چیز کو حرام کہو جو رب نے حرام کی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ بیشک وہ لوگ جو افترا باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا لَا يُفْلِحُوْنَ وہ فلاح نہیں پائیں گے مَتَاعٌ قَلِيْلٌ فائدہ ہے تھوڑا سا۔ کتنا عرصہ دنیا میں رہیں گے دس سال، بیس سال، تیس سال، پچاس سال، سو سال، پھر وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا اور ان لوگوں پر جو یہودی ہیں۔

یہود پر حرام کی جانے والی اشیاء:

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ حرام کیں ہم نے وہ چیزیں جو ہم نے بیان کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے کیا حرام کیا تھا۔ اس کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۶ میں ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا اور ان لوگوں پر جو یہودی تھے حرام کر دیا ہم نے كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ہر ناخن والا جانور جس کے ناخن پھٹے ہوئے نہیں تھے جیسے اونٹ، شترمرغ، بطخ وغیرہ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ اور گائے اور بھیڑوں میں سے حرام کر دی ہم نے ان پر شُحُوْمَهُمَآ ان کی چربی یعنی گائے حلال ہے مگر اس کی چربی حرام ہے۔ بھیڑ بکری حلال ہے مگر اس کی چربی حرام ہے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ مگر وہ جو لگی ہوئی ہو ان کی پشتوں کیساتھ وہ حلال تھی اَوِ الْحَوَايَآ یا آنتوں کیساتھ لگی ہوئی ہو وہ بھی حلال تھی اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا وہ جو ہڈی کیساتھ ملی ہوئی ہو وہ بھی حلال ہے۔ حرام کون سی تھی چکی کی چربی اور معدے کی جو چربی ہوتی ہے یہ ہم نے حرام قرار دی تھی۔ کیوں ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ یہ ہم نے ان کو سزا دی ان کی سرکشی کی وجہ سے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ویسے تو چند آدمیوں کا اکٹھا ہونا کوئی جرم نہیں ہے لیکن حکومت کو جب خدشہ ہو کہ یہ کوئی فتنہ کھڑا کر دیں گے تو وہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیتی ہے کہ چند آدمی اکٹھے کھڑے نہیں ہو سکتے تو یہ حکم عارضی طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ چیزیں فی نفسہ حلال تھیں مگر انکی سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیں۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا وَلٰكِنْ كَانُوْآ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ یہ بڑی باغی قوم تھی۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ پھر بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ان لوگوں کے لیے عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ جنھوں نے عمل کیے برے جہالت میں مبتلا ہو کر ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر توبہ کر لی اس کے بعد وَاَصْلَحُوْٓا اور اپنی حالت درست کی یعنی صرف زبانی توبہ نہیں کی بلکہ عملی لحاظ سے بھی اصلاح کی اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اس توبہ کے بعد لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾

بیشک ابراہیم علیہ السلام تھے پیشوا فرمانبردار تھے اللہ تعالیٰ کے ایک طرف ہونے والے اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾

شکریہ ادا کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اللہ تعالیٰ نے ان کو چنا اور ان کی راہنمائی کی سیدھے راستے کی طرف۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اور دی ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیک لوگوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾

طرف یہ کہ پیروی کریں ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی جو ایک طرف ہونے والے تھے اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

پختہ بات ہے مقرر کیا گیا ہفتے کا دن ان لوگوں پر جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ فیصلہ

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٢٤﴾

کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَانِتًا: فرمانبردار، لِّاَنْعُمِهٖ: اس کی نعمتوں کا، اِجْتَبٰىهُ: اس نے اسے منتخب کیا، هَدٰىهُ: اسے ہدایت دی، جُعِلَ: لازم کیا گیا۔

ربط:

مشرکین مکہ اور یہود جو کہ بذاتِ خود چیزوں کو حرام اور حلال قرار دیتے تھے اور اپنی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کرتے تھے کہ ہم خاندانی طور پر اور دین کے لحاظ سے ابراہیمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرما

رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو پیشوا، اللہ کے مطیع و فرمانبردار اور پکے موحد تھے، وہ شرک کرنے والے نہیں تھے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان و وصف:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ بیشک ابراہیم علیہ السلام كَانَ اُمَّةً پیشوا تھے۔ قرآن پاک میں لفظ امت کے تین معانی آئے ہیں۔ ایک معنی گروہ، طائفہ، طبقہ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ" (سورۃ آل عمران: ۱۱۰) تم سب سے بہتر امت ہو۔ اور امت کا معنی وقت بھی آتا ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے۔ "وَادکر بعد امة "ایک زمانے کے بعد ان کو یاد آیا اور امت کا معنی پیشوا اور مقتدا بھی ہے جس کی لوگ پیروی کرتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے معنی بنے گا بیشک ابراہیم علیہ السلام پیشوا تھے اور یہ تفسیر بھی موجود ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو گروہ کہا گیا ہے یعنی اکیلے ابراہیم علیہ السلام نے ایک جماعت اور گروہ کا کام کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بعض افراد کو یہ خوبی عطا فرماتے ہیں کہ اچھی خاصی جماعت مل جل کر وہ کام نہیں کر سکتی جتنا کام کوئی فرد واحد کر لیتا ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے پوری امت جتنا کام کیا ہے قَانِتًا لِّلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملک چھوڑ دے، ملک چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا بیوی بچے کو لے کر جنگل بیابان میں چھوڑ آ جہاں کوئی آدمی نہیں، چھوڑ آئے۔ بچہ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا فرمایا اس کو ذبح کر دو، ذبح کے لیے تیار ہو گئے۔ غرضیکہ کسی حکم سے انکار نہیں کیا حَنِيْفًا حنیف کا معنی ہے ایک طرف ہونے والا، جو ایک طرف ہونے والے تھے سب مذاہب اور ادیان کو ٹھکرا کر۔ پھر اس کا معنی مفسرین موحد کرتے ہیں۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ جیسے اے مشرکین مکہ، اے یہود اور اے نصاریٰ تم شرک میں مبتلا ہو۔

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ انعم نعمة کی جمع ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کو گوارا نہیں کرتے تھے اِجْتَبٰىهُ اللہ تعالیٰ نے ان کو چنا وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کی صراط مستقیم کی طرف وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً اور دی ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی۔ ساری قومیں ان کو عقیدت کیساتھ دیکھتی ہیں احترام کیساتھ نام لیتی ہیں اور سب اپنی کڑیاں ان کیساتھ ملاتے ہیں وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیک لوگوں میں سے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے ہیں:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ پھر ہم نے وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ یہ کہ پیروی کریں ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی۔ مطلب یہ ہے کہ توحید پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے ہیں اور قائم رہیں حَنِيْفًا جو ایک طرف ہونے والے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف ان کا دھیان نہ تھا اور اے مشرکو! سن لو وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے اور تم سر سے پاؤں تک شرک میں مبتلا ہو اور کہتے ہو

ہم ابراہیمی ہیں لہٰذا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔

یہود کی نافرمانی اور اس نافرمانی کی سزا کا بیان:

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ سبت کا معنی ہفتے کا دن۔ پختہ بات ہے مقرر کیا گیا ہفتے کا دن عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں اختلاف کیا اکثر نے مچھلیوں کا شکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی یہودیوں کے لیے ہفتے کے دن چوبیس گھنٹے یعنی جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے لے کر ہفتے کے دن سورج غروب ہونے تک۔ سوائے عبادت کے ہر کام ناجائز تھا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہوتی تھی لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا چونکہ بحر قلزم کے کنارے پر بستی ایلہ میں رہتے تھے۔ جس کو یہودی آج کل ایلات کہتے ہیں اور یہ اسرائیل کی بندرگاہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ہفتے والے دن مچھلیاں بالکل پانی کے اوپر نظر آتی تھیں اور آگے پیچھے نظر نہیں آتی تھیں۔ ان لوگوں نے شکار کی یہ تدبیر اور حیلہ کیا کہ بڑے بڑے حوض بنائے اور سمندر سے نالیاں نکالیں حوضوں میں پانی چھوڑتے مچھلیاں حوضوں میں چلی جاتی پیچھے سے بند کر دیتے دوسرے دنوں میں پکڑتے رہتے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۶۰ میں ہے

"وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ" اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر۔ جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کیا یہ تین دن رہے تین دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ختم کر دیا۔ آج کل جو بندر اور خنزیر ہیں یہ حیوانات کی نسل ہیں ان عذاب میں مبتلا ہونے والوں کی نسل باقی نہیں تھی۔ چونکہ ہفتے والے پورے دن شکار کی پابندی تھی اور اس کا نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں یہ سزا دی وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں یہ اختلاف کرتے تھے۔ دنیا میں تو ان پر عذاب آیا لیکن صحیح فیصلہ قیامت والے دن ہوگا جب دوزخ میں جلیں گے تو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیں اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی کیساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور جھگڑا کریں ان کیساتھ

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

ایسے طریقے کیساتھ جو بہت اچھا ہو بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وہ خوب جانتا ہے اس کو جو گمراہ ہوا اس کے راستے سے اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ اور اگر تم بدلہ لو پس بدلہ لو اس کے مثل جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

البتہ صبر بہت ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ اور آپ ﷺ صبر کریں اور نہیں ہے آپ ﷺ کا صبر کرنا مگر اللہ تعالیٰ

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ

کی مدد کیساتھ اور آپ ﷺ غم نہ کریں ان پر اور نہ ہوں آپ ﷺ تنگی میں اس چیز سے جو وہ تدبیر کرتے ہیں۔ بیشک

اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ۲۲

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور ان لوگوں کیساتھ جو نیکی کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَادِلْهُمْ: ان سے بحث کر، عَاقَبْتُمْ: (اگر) تم بدلہ لو، فَعَاقِبُوْا: تو بدلہ لے لو، عُوْقِبْتُمْ: تم سے زیادتی کی گئی، صَبْرُكَ: آپ کا صبر، ضَيْقٍ: تنگی، مُّحْسِنُوْنَ: نیکی کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان بیان فرمائی۔ اب اسی ضمن میں آپ ﷺ کو مشرکین اور یہود ونصاریٰ کی جانب سے دی جانے والی ایذا رسانی پر صبر کا حکم دیا جا رہا ہے۔ نیز تبلیغ کا کام حکمت، دانائی، اور احسن طریقہ پر کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: دعوت وتبلیغ کے اہم اصول:

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ اے نبی کریم ﷺ! آپ دعوت دیں لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا بِالْحِكْمَةِ بڑی دانائی کیساتھ کہ پہلے قرآن پاک کا حوالہ دیا جائے کہ بھئی دیکھو قرآن پاک میں یہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی عزت واحترام سب مسلمانوں کے دل میں ہے پھر اپنے دعوے پر حدیث شریف کا حوالہ دیا جائے پھر پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم بزرگان دین کا حوالہ دیا جائے کہ انہوں نے یہ فرمایا بات دلائل کیساتھ کرنی چاہیے تا کہ لوگ سمجھیں وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور اچھی نصیحت کیساتھ، ان کی خیر خواہی کے ساتھ۔

آپ ﷺ جس وقت مبلغین کو باہر بھیجتے تھے تو فرماتے۔

"یسروا ولا تعسروا" نرمی کرنا سختی نہ کرنا۔ تو فرمایا دانائی کیساتھ، پیار کیساتھ اور خیر خواہی کیساتھ ان کو سمجھاؤ۔ اور تیسرا درجہ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور جھگڑا کریں ان کیساتھ ایسے طریقے کیساتھ جو بہت اچھا ہو۔ کیونکہ سچی

بات ہر آدمی کو تو موافق نہیں آتی کسی وقت جھگڑا بھی ہو جاتا ہے تو جھگڑا بہتر طریقے کیساتھ کرنا چاہیے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ خوب اچھی طرح جانتا ہے بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ اس کو جو اس کے راستے سے گمراہ ہوا ہے۔ یعنی کون شخص ایمان لائے گا کون نہیں لائے گا وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو یعنی راہ ہدایت پر کون چلے گا۔

بدلہ لینے سے متعلق قرآن کا واضح حکم:

اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ احد کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف دو چچا مسلمان ہوئے تھے ایک حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی کیساتھ شہید کیا گیا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا گیا، کانے کاٹے گئے، ناک کاٹا گیا، شکل بگاڑ دی گئی اس کو عربی میں مثلہ کرنا کہتے ہیں کہ میت کی شکل بگاڑ دی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے "نهى عن المثلة" تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ کے دشمن کی جان نکالنا ہے پس قتل کر دو شکل نہ بگاڑو۔ تو کفار نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیساتھ بڑی زیادتی کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا تو طبعاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم بھی ان کیساتھ ایسا ہی کریں گے ان کی شکلیں بگاڑیں گے تو اس موقع پر آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اور اگر تم بدلہ لو فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ پس بدلہ لو اس کی مثل جتنی تکلیف تمہیں پہنچائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ اس طرح نہیں بلکہ جتنی تکلیف تمہیں دی گئی ہے اتنی ہی تم دے سکتے ہو لیکن بعد میں مثلہ کرنے سے بھی منع کر دیا گیا کہ انسان چاہے کسی درجے کا ہو بحیثیت انسان ہونے کے اس کا احترام کرنا ضروری ہے وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر تم صبر کرو بدلہ نہ لو لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ البتہ یہ صبر بہت ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاصْبِرْ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کریں۔ کیونکہ تمام انسانوں کا معاملہ اور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ہے۔ اگر معاذ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا کرنے لگ جائیں تو آپ میں اور عوام میں کیا فرق ہوگا؟ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر کرنا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کیساتھ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے صابر تھے کیونکہ ایسے بدبخت بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے تھے سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ بڑا جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے، مجنوں کہتے تھے کہ پاگل ہے، مفتری کہتے تھے کہ افترا باندھنے والا ہے۔ اندازہ لگائیں یہ کتنے سنگین الفاظ ہیں؟ اور یہ سارے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب نہیں دیتے تھے اور توحید کا بیان جاری رکھتے تھے۔

وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم نہ کریں ان پر وَلَا تَكُ فِيۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ اور نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنگی میں اس چیز سے جو وہ تدبیریں کرتے ہیں ان کی تدابیر سے پریشان نہ ہوں کیوں ؟ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ اور ان لوگوں کیساتھ جو نیکی کرنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ

سورۃ بنی اسرائیل مکی سورۃ ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا سترواں (۱۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا پچاسواں (۵۰) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل انچاس (۴۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے بارہ (۱۲) رکوع ہیں اور ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیات ہیں۔ اس سورۃ کے تین نام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الاتقان میں ذکر فرمائے ہیں۔ ① بنی اسرائیل۔ ② اسراء۔ ③ سبحان۔ سورۃ بنی اسرائیل کو اس کا نام اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ اس میں زیادہ تر بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ اسراء اس لیے اس سورۃ کا نام ہے کہ اس میں واقعہ معراج کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور سورۃ سبحان اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سورۃ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی سے شروع ہو رہی ہے۔ ہمارے برصغیر پاک و ہند میں اس کا نام بنی اسرائیل معروف ہے اور مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک میں یہ سورت سورۃ الاسراء کے نام سے مشہور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(الجزء الخامس عشر (۱۵))

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو ایک ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ وہ مسجد اقصیٰ برکت رکھی ہے

بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

ہم نے اس کے اردگرد تاکہ ہم دکھائیں اس بندے کو اپنی نشانیوں میں سے کچھ۔ بیشک وہ ذات سننے والی ہے دیکھنے والی ہے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝۲

اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور ہم نے بنایا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے لیے یہ کہ نہ بناؤ تم میرے سوا کسی کو کارساز۔

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۝۳

اے اولاد ان لوگوں کی جن کو سوار کیا ہم نے نوح علیہ السلام کیساتھ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْرٰی (ب): رات میں لے گیا، بِعَبْدِ: اپنے بندے کو، اَلْاَقْصَا: زیادہ دور والی، لِنُرِیَهٗ: تاکہ ہم دکھائیں اسے، دُوْنِیْ: میرے سوا، حَمَلْنَا: ہم نے رسوا کیا، شَکُوْرًا: بہت شکر گزار۔

ربط:

سابقہ سورۃ کی آخری آیات میں آپ نے پڑھا کہ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ کہ آپ ﷺ غم نہ کھائیں اور کفار جو یہ تدبیریں کرتے ہیں اس سے آپ ﷺ تنگی نہ محسوس فرمائیں۔ انہی تنگی کے مواقع کے تدراک اور آپ ﷺ کی تسلی وتشفی کے لیے آپ ﷺ کو معراج کرائی گئی۔

اہم نکات: معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟

معراج کے واقعہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس سن میں ہوا؟۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبوت کے پانچویں سال پیش آیا، بعض فرماتے ہیں کہ نبوت کے دسویں سال، راجح قول یہ ہے کہ نبوت کے گیارویں سال ہوا۔

آپ ﷺ کو معراج جسمانی طور پر ہوا:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ سبحان سے استدلال کیا ہے معراج کے جسمانی ہونے پر کہ اللہ تعالیٰ نے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ سے اس سورت کو اور اس واقعے کو شروع فرمایا ہے تو کوئی نرالی بات تو ہے جیسا کہ ہم بھی جب کسی نرالی اور عجیب بات کو ذکر کرتے ہیں تو سبحان اللہ کہتے ہیں اگر یہ صرف خواب کا قصہ ہوتا اور کشف ہوتا تو اس میں کوئی نرالی بات نہیں، تو کہتے ہیں کہ لفظ سبحان میں اس بات کی دلیل ہے کہ نرالی بات ہے۔

پھر دوسری چیز یہ پیش کرتے ہیں کہ بِعَبْدِهٖ کے لفظ ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ بروح عبدہ بلکہ بعبدہ فرمایا یہ دوسرا قرینہ ہے کہ آپ ﷺ کو معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔

واقعہ معراج کی تفصیل:

معراج شریف کا قصہ مختصراً یہ ہے کہ نبوت کے ملنے کے دس سال بعد ہجرت سے تقریباً تین سال پہلے آنحضرت ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں فاختہ نام تھا ہجرت کے آٹھویں سال مسلمان ہوئی ہیں ان کے گھر میں آپ ﷺ آرام فرما تھے۔

رات کا وقت تھا آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے اور بائیں طرف حضرت عقیل رضی اللہ عنہ تھے اور نیچے سوئے ہوئے تھے۔ آج بھی عرب عموماً زمین پر سوتے ہیں چارپائی پر بھی سوتے ہیں لیکن بہت کم۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے اور فرشتے بھی ان دونوں فرشتوں کے ساتھ تھے۔

آنحضرت ﷺ کو اٹھالیا اور حطیم کعبہ میں لے جا کر آپ ﷺ کو بٹھایا۔ حطیم بیت اللہ کا وہ حصہ ہے جس پر چھت نہیں ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور اس میں عالم بالا کے لیے استعداد رکھی گئی اور جو حکمت مطلوب تھی اور پھر اس کو سی دیا گیا اور ایک جانور لایا گیا جو خچر سے ذرا ہلکا تھا اور گدھے سے ذرا بھاری تھا نام اس کا براق تھا۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام دونوں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پہنچے۔ اکثر مفسرین کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جاتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرائی ہے اسی لیے آپ ﷺ کا لقب امام الانبیاء بھی ہے۔ اگر آپ ﷺ امامت نہ کراتے تو امام الانبیاء کا لفظ بے معنی ہو کر رہ جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم مبارک کیساتھ زندہ موجود تھے اور باقی پیغمبروں کی ارواح کو ان کی شکلوں میں لایا گیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو اصلی اجساد کیساتھ آپ ﷺ کے اعزاز کے لیے لایا ہو۔ بہر حال آپ ﷺ نے جاتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے آسمانوں سے واپسی پر نماز پڑھائی ہے اور یہ فجر کی نماز تھی۔ بہر حال اس پر سب کا اتفاق ہے اور احادیث میں بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے۔ نماز کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو پہلے آسمان پر لے گئے دروازہ کھٹکھٹایا، دربانوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھا کون ہے؟ کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں "من معك" آپ کیساتھ کون ہے؟ بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے کہا مرحبا مرحبا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کا نام سنا ہوا تھا دیکھا نہیں تھا۔ پہلے آسمان پر ایک بوڑھے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے دائیں طرف کچھ نشانات تھے جن کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے۔ بائیں طرف بھی کچھ نشانات تھے ان کو دیکھ کر رو پڑتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اور ہنستے کیوں ہیں اور روتے کیوں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں (یہ ان کی مثالی شکل تھی) ان کو جا کر سلام کریں۔ آپ ﷺ نے ان کو جا کر سلام کیا۔ وہ دائیں طرف والے اصحاب الیمین تھے جن کو قیامت والے دن اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اور بائیں طرف والے اصحاب الشمال تھے جن کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اہل ایمان کو دیکھ کر آدم علیہ السلام خوش ہوتے تھے اور کافروں اور نافرمانوں کو دیکھ کر پریشان ہوتے تھے اور روتے تھے آخر پدری شفقت تھی۔

پھر دوسرے آسمان پر پہنچے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے، چوتھے، پانچویں آسمان پر پہنچے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور براہ راست کلام ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین چیزیں تحفہ میں ملیں۔ایک بچاس نمازوں کا تحفہ اور دوسرے سورت بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لیکر آخر تک اور تیسری یہ بشارت کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو امتی اس حال میں مرا کہ اس نے میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں اس کو بخش دونگا۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تحفہ لے کر آئے ہو؟ فرمایا چوبیس گھنٹوں میں پچاس نمازیں۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر چوبیس گھنٹوں میں صرف دو نمازیں تھیں وہ ان کی پابندی نہیں کر سکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت چوبیس گھنٹوں میں پچاس کیسے پڑھے گی لہٰذا ابھی وقت ہے اللہ تعالیٰ سے تخفیف کروالیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی۔ایک اپیل میں پانچ نمازیں کم ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چکر لگائے تو پینتالیس نمازیں معاف ہوگئیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک چکر اور لگالیں۔فرمایا "اِنِّیْٓ اَسْتَحْیِیْتُ مِنْ رَّبِّیْ" اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے کہ تحفے میں سے کچھ نہ لے کر جاؤں سب معاف ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پچاس بھی ہیں اور پانچ بھی ہیں۔پچاس کیسے ہیں؟ فرمایا پڑھو گے پانچ ثواب پچاس کا دونگا۔صبح کو معراج سے واپسی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر طور پر تذکرہ کر کے بتلایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آیا تھا اور مجھے لے گیا تھا عرش تک مجھے سیر کرائی ہے اور نمازوں کا تحفہ ملا ہے اور مزید تحفے ملے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا قیل وقال کہا "امنت وصدقت" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں اس پر میرا ایمان ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ جب لوگوں کو سنایا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو سنایا تو کہنے لگے کہ نعوذ باللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دماغ پھر گیا ہے، عقل ماری گئی ہے، عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے ہیں اور پھر آسمانوں پر بھی گئے ہیں ہم دو مہینوں میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اونٹوں پر پہنچتے ہیں اور دو مہینوں میں واپس آتے ہیں چار ماہ لگ جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات میں ہو آئے ہیں سمجھ کی بات نہیں ہے۔چنانچہ پھر یہ لوگ براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طرح کہہ رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔مکہ والوں نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دیکھ رکھی تھی کیونکہ تاجر لوگ تھے وہاں آتے جاتے رہتے تھے اور حافظے ان لوگوں کے بڑے مضبوط ہوتے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نشانیاں پوچھی۔حدیث میں آتا ہے "لم اثبته" میں نے ان نشانیوں کی طرف توجہ نہیں کی۔کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں بتاؤ کہ سنگ مرمر کے کتنے ستون ہیں اور سنگ یشب کے کتنے ہیں اور سنگ عقیق کے کتنے ہیں، چھوٹے منارے کتنے ہیں اور بڑے کتنے ہیں، برج کتنے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سوال کیے۔ایک ساتھ اکٹھے ہو کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فَجَلَّى اللّٰهُ لِي الْبَيْتِ الْمُقَدَّسِ" پس اللہ تعالیٰ نے بیت

المقدس میرے سامنے کر دیا وہ پوچھتے جاتے تھے اور میں ان کو بتلاتا جاتا تھا۔ کافر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے کہ ٹھیک کہتے ہیں لیکن کسی نے تسلیم نہیں کیا اس واقعہ کو اسراء کہتے ہیں۔ مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک اور مسجد اقصیٰ سے آگے جو اوپر کا سفر ہے جس کا ذکر سورۃ النجم میں اور احادیث متواترہ میں موجود ہے اس کو معراج کہتے ہیں۔ واقعہ معراج کے متعلق جو عقلی و نقلی شبہات ہیں ان سب کے جوابات میں نے اپنی کتاب "چراغ کی روشنی" جس کا عربی نام "ضوء السراج فی تحقیق المعراج" ہے اس میں دیئے ہیں۔ اور معراج کے متعلق میں نے تقریباً پینتالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور اس پر مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر ملحدین کے اعتراجات بھی نقل کئے ہیں اور ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔

تفسیری نکات: واقعہ معراج کا ذکر:

سُبْحٰنَ الَّذِیٓ پاک ہے وہ ذات اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ جو رات کو لے گئی اپنے بندے کو لَیْلًا صرف ایک رات میں۔

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ وہ مسجد اقصیٰ برکت رکھی ہے ہم نے اس کے اردگرد۔ ظاہری برکت بھی ہے کہ بڑا زرخیز علاقہ ہے، باغات ہیں، کھیت ہیں، درخت ہیں، پانی کے چشمے ہیں اور روحانی برکت بھی ہے کہ بیشمار انبیاء کرام علیہم السلام اس علاقے میں تشریف لائے اور وہاں ان کی قبریں ہیں لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا تاکہ ہم دکھائیں اس بندے کو اپنی نشانیوں میں سے کچھ، اس لیے ان کو اوپر لے گئے تاکہ اپنی نشانیاں اس کو دکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت بھی دیکھی دوزخ بھی، پہلا آسمان، دوسرا آسمان بیشمار نشانیاں دیکھیں اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیشک وہ ذات سننے والی ہے دیکھنے والی ہے سب کچھ اس کے علم میں ہے وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات وَجَعَلْنٰهُ هُدًی اور بنایا ہم نے اس کتاب کو ہدایت لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کے لیے۔ لیکن انہوں نے اس سے روشنی حاصل نہیں کی۔ اس کتاب میں بنیادی سبق کیا تھا؟ فرمایا اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا یہ کہ نہ بناؤ تم میرے سوا کسی کو کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر، یہ سب میری صفات ہیں ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اے اولاد ان لوگوں کی جن کو ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کیساتھ کشتی میں اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے۔ لہٰذا تم کیوں ناشکری کرتے ہو؟ اپنے باپ دادا کی اچھی صفات اختیار کرو، ان کو ترک مت کرو۔

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

اور ہم نے فیصلہ سنا دیا بنی اسرائیل کو کتاب کے ذریعے البتہ ضرور تم فساد کرو گے زمین میں دو مرتبہ اور ضرور تم سرکشی کرو گے

كَبِيۡرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ

سرکشی بڑی۔ پس جب آیا وعدہ ان کی پہلی سرکشی کا مسلط کئے ہم نے تم پر اپنے بندے جو سخت پکڑ والے تھے

فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّيَارِ‌ ؕ وَكَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ۝ ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡـكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ

پس وہ گھس گئے گھروں کے درمیان اور تھا وعدہ طے شدہ۔ پھر ہم نے لوٹائی تمہارے لیے باری ان کے خلاف

وَاَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا ۝ اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ

اور ہم نے تمہاری مدد کی مالوں کیساتھ اور بیٹوں کیساتھ اور بنایا ہم نے تمہیں زیادہ تعداد میں۔ اگر تم نیکوکاری کرو گے تو اپنی

لِاَنۡفُسِكُمۡ‌ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا‌ ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا

جانوں کے لئے کرو گے۔ اور اگر اعمال بد کرو گے تو وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا پھر جب دوسرے کا وقت آیا تاکہ

وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا

تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد میں داخل ہو گئے تھے اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس

مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ عُدْتُّمۡ

چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب یہ کہ رحم کرے تم پر اور اگر تم لوٹو گے شرارتوں کی طرف، ہم لوٹیں گے

عُدۡنَا‌ ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ۝ وقف لازم

سزا دینے کی طرف اور ہم نے بنائی ہے جہنم کافروں کے لیے قید خانہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتُفۡسِدُنَّ: ضرور تم فساد کرو گے، لَتَعۡلُنَّ: ضرور تم زیادتی کرو گے، عُلُوًّا: زیادتی کرنا، اُوۡلٰٮهُمَا: ان دو میں سے پہلی، فَجَاسُوۡا: وہ گھس گئے، اَلدِّيَارِ: گھروں میں، رَدَدۡنَا: ہم لوٹا دیں گے، اَمۡدَدۡنٰكُمۡ: ہم نے مدد کی تمہاری، نَفِيۡرًا: جماعت، اَحۡسَنۡتُمۡ: تم نے اچھائی کی، اَسَاۡتُمۡ: تم نے برائی کی، لِيَسُوۡٓءٗا: تاکہ وہ بگاڑیں، لِيَدۡخُلُوۡا: تاکہ وہ داخل ہو جائیں، دَخَلُوۡا: وہ داخل ہو جائیں، لِيُتَبِّرُوۡا: تاکہ وہ برباد کریں، عَلَوۡا: وہ بلند ہوں، تَتۡبِيۡرًا: برباد کرنا، اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ: یہ کہ وہ تم پر رحم کرے، عُدْتُّمۡ: تم لوٹے، حَصِيۡرًا: جیل خانہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کی گئی اور بنی اسرائیل پر انعامات کا ذکر کیا گیا۔ اب ان آیات مبارکہ میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے جو سزا دی گئی ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اہم نکات: بنی اسرائیل کو برباد کرنے والے کون تھے؟

تفسیروں میں بہت تفصیل ہے محقق بات یہ ہے کہ پہلا واقعہ بخت نصر جو کہ بابل اور نینوا کا بادشاہ کا تھا کہ اس نے حملہ کیا اور تورات کو جلا دیا بیت المقدس میں بنی اسرائیل کا قتل عام کیا اور بیت المقدس کو لوٹ لیا اور بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر اپنے ہمراہ لے گیا۔

دوسرا واقعہ طیطاوس رومی کا تھا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد واقعہ ہوا یہ روم کا بادشاہ تھا، بعض کہتے ہیں کہ عیسائی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ عیسائیت سے متاثر تھا، اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور لوگوں کو قتل کیا، اتنا وہاں قتل عام کیا کہ گھوڑے گھٹنوں تک انسانوں کے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی پہلی سزا:

پہلی مرتبہ انہوں نے نافرمانی کی تو بخت نصر نے جو بابل نینوا کا بادشاہ تھا اس نے ان پر حملہ کر دیا انکے گھروں میں داخل ہو گئے، مکان تباہ کئے۔ مردوں کو قتل کیا، عورتوں کی بے عزتی کی اور ایسے موقع پر جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ کیا، اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور ہم نے فیصلہ سنا دیا بنی اسرائیل کو فِى الْكِتٰبِ کتاب تورات کے ذریعے۔ قبل از وقت فیصلہ سنا دیا تھا لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ البتہ تم ضرور فساد کرو گے زمین میں مَرَّتَيْنِ دو مرتبہ۔ اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کو توڑنا اور اپنی من مانی کرنا یہ سب فساد فی الارض ہے وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور ضرور تم سرکشی کرو گے بڑی سرکشی فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا پس جب آیا وعدہ ان سرکشیوں میں پہلی سرکشی کا یعنی پہلی سرکشی کا وقت آ گیا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ ہم نے مسلط کئے تم پر عِبَادًا لَّنَآ اپنے بندے اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ جو سخت پکڑ والے تھے فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ پس وہ گھس گئے گھروں کے درمیان۔ تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے اتنی قتل و غارت گری کی کہ بیت المقدس شہر کی گلیوں کا خون گھوڑوں کے گھٹنوں تک آتا تھا وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا اور تھا یہ وعدہ طے شدہ کہ تم نافرمانی کرو گے اور ہم اپنے بندوں کے ذریعے تمہاری مرمت کروائیں گے۔ چنانچہ خوب ان کی ٹھکائی ہوئی ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ پھر ہم نے لوٹائی تمہارے لیے باری ان کیخلاف۔ انکی نئی پود آئی اس نے توبہ استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اس پر کچھ صدیاں گزریں وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ اور ہم نے تمہاری مدد کی مال کے ذریعے اور بیٹوں کے ساتھ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا نفری کا معنی تعداد۔ اور بنایا ہم نے تمہیں زیادہ تعداد میں۔ صدیاں گزرنے کے بعد ایک وقت آیا کہ ان کا مال بھی بڑھا اور تعداد بھی بڑھی کافی ساری ہم نے اس وقت تمہیں کہہ دیا اِنْ اَحْسَنْتُمْ اگر تم نیکی کرو گے اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ نیکی کرو گے اپنی جانوں کے لیے۔ اپنے لئے کرو گے تمہاری نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کی شان میں زیادتی نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ تمہاری نیکیوں کا محتاج ہے۔ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا اور اگر تم برائی کرو گے ان جانوں کیلیے ہوگی۔ اس کا وبال تمہاری جانوں پر پڑے گا۔

بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی دوسری مرتبہ سزا:

بنی اسرائیل پر دوسرے حملے کا وہ زمانہ تھا جب ان ظالموں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کیا، حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کیا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا۔ اس دور کے قریب قریب کا واقعہ ہے روم کا بادشاہ طیطاؤس جس کو بعض کہتے ہیں کہ یہ عیسائی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک تھا اکثر عیسائی کہتے ہیں، اس کی فوجیں آئیں۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جب آیا وعدہ دوسری سرکشی کا اور اس کی سزا کا لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہروں کو۔ جب انہوں نے اس کی فوجیں دیکھی تو ان کے چہرے فق ہوگئے کہ ہمارے ساتھ کیا بنا وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ اور تاکہ وہ داخل ہو جائیں مسجد میں۔ اس وقت مسجد اقصیٰ بڑی وسیع تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی عالی شان یہ مسجد بنائی تھی۔ بنی اسرائیل کے لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہوگئے تاکہ ہماری جانیں بچ جائیں مگر انہوں نے مسجد میں بھی کسی کو نہیں چھوڑا كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسا کہ وہ داخل ہوئے پہلی مرتبہ اور کسی کو نہیں چھوڑا تھا اب بھی نہیں چھوڑا گیا وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا اور تاکہ وہ ہلاک کر دیں اس چیز کو جس پر وہ غالب آ گئے ہلاک کرنا۔ نہ آدمی چھوڑے، نہ جانور چھوڑے، نہ مکان چھوڑے، سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ یہ تمہاری نافرمانی کا نتیجہ تمہیں دنیا میں ملا۔

بنی اسرائیل کو آئندہ کے لیے انتباہ:

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ قریب ہے کہ تمہارا رب یہ کہ تم پر رحم کرے۔ اگر تم صحیح معنی میں انسان بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تم پر نازل ہونے کے لیے تیار اور بے تاب ہیں اور اگر نافرمانی کرو گے تو یہی کچھ ہوگا اور یاد رکھو! وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور اگر تم لوٹو گے شرارتوں کی طرف ہم لوٹیں گے سزا دیں گے تمہیں۔ یہ تو دنیا کی سزائیں ہیں اور یاد رکھو! وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا اور ہم نے بنائی ہے جہنم کافروں کے لیے قید خانہ۔ حَصِيْرًا کا معنی جیل، قید خانہ۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

بیشک یہ قرآن کریم راہنمائی کرتا ہے اس راستے کی جو سب سے زیادہ درست ہے اور خوشخبری دیتا ہے مومنوں کو وہ مومن جو عمل

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کرتے ہیں اچھے، بیشک ان کے لیے اجر ہے بہت بڑا۔ اور بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ہم نے تیار کیا ہے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٠ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

ان کے لیے دردناک عذاب۔ اور انسان مانگتا ہے برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور انسان جلد باز ہے۔

عَجُوْلًا ۝١١ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ

اور بنائی ہم نے رات اور دن دو نشانیاں پس ہم نے مٹائی نشانی رات کی اور بنائی ہم نے دن کی

مُبۡصِرَةً لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَلِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ ؕ

نشانی تاکہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کی طرف سے اور تاکہ تم جان لو سالوں کی گنتی

وَکُلَّ شَیۡءٍ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِیۡلًا ﴿۱۲﴾

اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے تفصیل کے ساتھ بیان کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُبَشِّرُ: خوشخبری سناتا ہے، یَدۡعُ: مانگتا ہے، دُعَآءَهٗ: اس کا مانگنا، عَجُوۡلًا: جلد باز، اٰیَتَیۡنِ: دونشانیاں، فَمَحَوۡنَآ: ہم نے مٹادی، مُبۡصِرَةً: روشن۔

ربط:

اس سے پہلے والی آیات میں تورات کا ذکر تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھی اور اسی طرح زبور اور انجیل بھی صرف بنی اسرائیل کے لیے نازل کی گئی اب ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ یہ قرآن هُدًی لِّلنَّاسِ ہے تمام انسانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔

تفسیری نکات: قرآن حکیم تمام جن وانس کے لیے رہنما کتاب ہے:

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَهۡدِیۡ بیشک یہ قرآن کریم راہنمائی کرتا ہے لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ اس راستے کی جوسب سے زیادہ درست ہے۔اور کن کی راہنمائی کرتا ہے؟

" هُدًی لِّلنَّاسِ " (بقرہ:۱۸۵) تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کوفرمایا " قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا " (اعراف:۱۵۸) اے پیغمبر آپ ﷺ کہہ دیں اے انسانوں! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ سورۃ فرقان میں ہے۔

"تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا " بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان اپنے بندے پر تاکہ ہوجائے وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے۔تو عالمین کے لفظ میں جنات بھی شامل ہیں اور حدیث پاک میں آتا ہے

"بُعِثۡتُ اِلَی الۡاَسۡوَدِ وَالۡاَحۡمَرِ وَاِلَی الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَوۡ کَمَا قَالَ " اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کالے اور سرخ کی طرف جنوں اور انسانوں کی طرف۔تو پہلے پیغمبر آتے رہے خاص خاص قوموں کی ہدایت کیلیے۔ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ بھی خاص قوموں کی ہدایت کے لیے تھیں اور قرآن کریم تمام انسانوں اور جنات کی ہدایت کے لیے ہے وَیُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور خوشخبری دیتا ہے مومنوں کو الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ وہ مومن جو اچھے عمل کرتے ہیں اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی ہمیشہ ہمیشہ کی

زندگی وَّاَنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ اور بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ہم نے تیار کیا ہے ان کے لیے دردناک عذاب۔ مومنوں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں اور نافرمانوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانا یہ قرآن پاک کے دو اصول ہیں۔

انسانی مزاج اور عادات میں مستقل مزاجی نہیں ہے:

وَيَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ اور مانگتا ہے انسان برائی دُعَآءَهٗ بِالۡخَيۡرِ اَیْ کَدُعَآءٍ بِالۡخَيۡرِ جیسے مانگتا ہے بھلائی یعنی انسان جس طرح راحت مانگتا ہے کبھی تنگ آکر اپنی برائی بھی مانگ لیتا ہے کہ میں مرجاؤں، اولاد سے تنگ آکر کہتا ہے اولاد مرجائے، کبھی مال سے پریشان ہوکر مال کے لیے بددعا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کے لیے بددعا نہ کرو اور نہ اپنے مال کے لیے بددعا کرو ہوسکتا ہے وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا اور ہے انسان جلد باز، بڑی جلدی فیصلے کرتا ہے۔

رات اور دن اللہ کی نشانیاں ہیں:

وَجَعَلۡنَا الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيۡنِ اور بنائی ہم نے رات اور دن دو نشانیاں اپنی قدرت کی فَمَحَوۡنَاۤ اٰيَةَ الَّيۡلِ پس ہم نے مٹائی رات کی نشانی وَجَعَلۡنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبۡصِرَةً اور بنائی ہم نے دن کی نشانی روشن۔ رات تاریک ہے اور دن روشن ہے دن کو روشن کیوں بنایا؟ لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ تاکہ تم تلاش کرو اپنے رب کے فضل کو۔ روزی کماؤ، روزی کمانا بھی عبادت کا حصہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم رات کی نشانی کو مٹاتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا رزق تلاش کرو وَلِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ اور تاکہ تم جان لو سالوں کی گنتی اور حساب۔ یہ رات دن، چاند، سورج، مہینے اور سالوں کی گنتی کے لیے بھی ہیں اور فرمایا وَكُلَّ شَيۡءٍ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِيۡلًا اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے تفصیل کیساتھ بیان کرنا۔ یعنی جو اصول اور قواعد ہیں، کلیات دین ہیں ان کو ہم نے تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔ باقی جزئیات ہیں وہ آنحضرت ﷺ نے قولاً اور فعلاً اپنی سنت مطہرہ کے ذریعے بیان فرمائی ہیں وہ قرآن پاک کی تفصیل ہے۔

وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰۤـئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

اور ہر انسان پر ہم نے لازم کردیا ہے اس پر اس کا اعمالنامہ اس کی گردن میں اور ہم نکالیں گے اس کو قیامت کے دن،

كِتٰبًا يَّلۡقٰىهُ مَنۡشُوۡرًا ﴿۱۳﴾ اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ﴿۱۴﴾

ایک نوشتہ ملے گا اس کو کھلا ہوا۔ اس سے کہا جائے گا پڑھ اپنی کتاب کو کافی ہے تیرے نفس کے لیے آج کے دن تجھ پر محاسبہ

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

کرنے والا۔ جس نے ہدایت حاصل کی پس پختہ بات ہے اس نے ہدایت حاصل کی اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ

پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی نقصان میں۔ اور نہیں اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ اور ہم نہیں سزا

حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝15 وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا

دیتے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجتے ہیں۔ اور جس وقت ہم ارادہ کرتے ہیں یہ کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو حکم دیتے ہیں ہم اس بستی

مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝16

کے آسودہ حال لوگوں کو پس وہ نافرمانی کرتے ہیں اس بستی میں پس لازم ہو جاتا ہے اس پر قول پس ہم اس کو ہلاک کر دیتے ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

ہلاک کرنا۔ اور ہم نے ہلاک کی ہیں کتنی ہی جماعتیں نوح علیہ السلام کے بعد اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اپنے بندوں کے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝17 مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا

گناہوں کو خبر رکھنے والا دیکھنے والا۔ جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا ہم اس کے لیے جلدی کر دیتے ہیں دنیا میں جو

نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝18

ہم چاہتے ہیں جس کے لیے چاہتے ہیں۔ پھر ہم بناتے ہیں اس کے لیے جہنم اس میں داخل ہوگا مذمت کیا ہوا پھٹکارا ہوا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ

اور جو شخص ارادہ کرے گا آخرت کا اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے کوشش کرنا اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو پس یہی لوگ ہیں

كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝19

ان کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْزَمْنٰهُ: ہم نے لگایا ہے اسے، طٰۗىِٕرَهٗ: اس کی نحوست، عُنُقِهٖ: اس کی گردن، يَلْقٰىهُ: اس کو ملے گا، مَنْشُوْرًا: کھلا ہوا، اِقْرَاْ: پڑھ، كِتٰبَكَ: اپنا نامہ اعمال، مُعَذِّبِيْنَ: عذاب دینے والے، نُّهْلِكَ: ہم ہلاک کریں گے، اَمَرْنَا: ہم نے حکم کیا، مُتْرَفِيْهَا: اس کے خوشحال لوگ، فَدَمَّرْنٰهَا: (پھر) ہم نے ہلاک کر ڈالا اسے، تَدْمِيْرًا: ہلاک کرنا،

اَلْعَاجِلَةَ: دنیا، جلد آنے والی، عَجَّلْنَا: ہم جلدی دے دیں گے، یَصْلٰھَا: وہ داخل ہوگا اس میں، مَذْمُوْمًا: بدحال، سَعْیَهَا: اپنی پوری کوشش، سَعْیُهُمْ: ان کی کوشش، مَّشْكُوْرًا: مقبول۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ انسان بڑا نا سمجھ ہے کہ یہ بیوقوفی میں اپنی تباہی کی دعائیں مانگ لیتا ہے۔ جو کرنے کے کام ہیں وہ تو کرتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو مکمل اختیار دیا ہے۔ قیامت میں اس کے تمام کیے گئے افعال اس کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ تو جو شخص ہدایت کا طالب ہوا تو وہ اپنی ذات کے لیے بہتر کرے گا اور اگر کوئی شخص بُرے راستے کا انتخاب کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے لیے بُرا کرے گا۔

اہم نکات: آسودہ حال لوگوں کی نافرمانی کی وجہ سے بستیوں کو برباد کیا جاتا ہے:

فرمایا کہ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو حکم کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات وفرامین کی نافرمانی کرتے ہیں پس ان پر ہمارا ہلاکت کا قول ثابت ہوجاتا ہے۔

یہاں سے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے اور وہ نافرمانی کرتے ہیں تو اس میں ان لوگوں کا کیا قصور ہے؟

تو اس کے تین جواب ہیں۔

① ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب صحیح بخاری میں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آمرنا حکم دینے کے معنی میں نہیں ہے آمرنا کے معنی کثّرنا ہم زیادہ کرتے ہیں۔ تو معنی یوں ہوگا کہ جب ہم ارادہ کرتے ہیں کسی بستی کو ہلاک کر دینے کا تو اس میں آسودہ حال لوگوں کو زیادہ کر دیتے ہیں پھر وہ اس بستی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہیں تو ہمارا قول ان پر ثابت ہوجاتا ہے۔

② ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ جواب ارشاد فرماتے ہیں جو کہ روح المعانی اور معالم التنزیل وغیرہ میں ہے وہ یوں کہتے ہیں "وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا بِالطَّاعَةِ" ہم وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو اطاعت کا حکم دیتے ہیں، پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں۔ تو حکم فسق کا نہیں بلکہ طاعت کا حکم دیتے ہیں۔

③ ۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں یہ جواب مذکور ہے کہ یہاں امر سے امر تشریعی مراد نہیں بلکہ امر تکوینی مراد ہے امر تکوینی کا مطلب یہ ہے جس طرف جو شخص جانا چاہتا ہے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیتے ہیں۔

تفسیری نکات: ہر انسان کا عمل لکھا جارہا ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ اور ہر انسان پر ہم نے لازم کر دیا ہے اس کا اعمال نامہ، پروانہ فِيْ عُنُقِهٖ اس کی

گردن میں۔ جب حشر کے دن قبر سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جائے گا تو وہ اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹکا ہوا ہوگا۔ فرمایا وَنُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اور ہم نکالیں گے اس کو قیامت کے دن كِتٰبًا يَّلۡقٰهُ مَنۡشُوۡرًا ایک نوشتہ ہے ملے گا اس کو کھلا ہوا۔ وہ کتاب اس کے سامنے آجائے گی۔ دنیا میں کتنے لوگ ان پڑھ ہیں جو خود نہیں پڑھ سکتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اتنا ادراک اور بصیرت دے گا کہ وہ اپنا اعمال نامہ خود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ پڑھ تو اپنی کتاب اعمال نامے کو كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا کافی ہے تیرے نفس کے لیے آج کے دن تجھ پر محاسبہ کرنے والا۔ آج دنیا میں ہمارے حافظے کمزور ہیں بہت سی چیزیں ہم کر کے بھول جاتے ہیں قیامت کے دن کی خصوصیت ہوگی کہ حافظے اتنے تیز کر دیئے جائیں گے کہ يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٍ مُّحۡضَرًا وَّمَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ (آل عمران: ۳۰) جس دن حاضر پائے گا اپنے سامنے ہر نفس جو کچھ اس نے عمل کیا ہے نیکی سے اور جو اس نے برائی کی ہے۔ نیکی بدی جو بھی اس نے کی ہے سب ذہن میں آجائے گی۔

کوئی بھی کسی دوسرے کے اعمال کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

مَنِ اهۡتَدٰى جس نے ہدایت حاصل کی فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ پس پختہ بات ہے وہ ہدایت حاصل کرے گا اپنی ذات کے لیے وَمَنۡ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی نقصان میں اس کی گمراہی اس کے نفس پر ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى اور نہیں اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ یہودی کہتے ہیں ہمارے گناہ حضرت عزیر علیہ السلام نے اٹھا لیے، عیسائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں وہ ہمارے منجی ہیں ہم چاہے جتنے گناہ کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹک کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے ہیں۔ عجیب منطق ہے کہ گناہ کرو تم اور سولی پر لٹکیں وہ اور تم گناہ کرو دو ہزار سال بعد اور وہ سولی پر لٹک جائیں دو ہزار سال پہلے۔ بھئی یہ کونسا انصاف ہے؟ سب باطل نظریات ہیں نہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی اور برائی کی تمیز کے بغیر سزا بھی نہیں دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ اور ہم نہیں سزا دیتے کسی کو حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا یہاںتک کہ ہم رسول بھیجتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر کونے میں ہر قوم کی طرف پیغمبر بھیجے اور بھیجے بھی ان کی زبان میں تاکہ قوم یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں ان کی زبان سمجھ نہیں آئی، معجزات دکھائے، کتابیں سنائیں، پیغمبروں نے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں حق اور باطل سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

کسی بستی پر عذاب آنے کا الٰہی اصول کیا ہے:

وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا اور جس وقت ہم ارادہ کرتے ہیں یہ کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو تو

حکم دیتے ہیں اس بستی کے آسودہ حال لوگوں کو۔ فَفَسَقُوْا فِیْهَا پس وہ نافرمانی کرتے ہیں اس بستی میں۔ اس مال کے بل بوتے پر جب مال چار گنا ہوگا تو نافرمانیاں بھی چار گنا ہوگی فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ پس لازم ہوجاتا ہے اس بستی پر قول اللہ تعالیٰ کے عذاب کا فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا پس ہم اس کو ہلاک کردیتے ہیں ہلاک کردینا۔ زیادہ مال ہلاکت کا پیش خیمہ ہے کھا کر شکر کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے جماعتیں مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کے بعد۔ قوم ہود تباہ ہوئی، قوم ثمود تباہ ہوئی، قوم لوط تباہ ہوئی، قوم شعیب تباہ ہوئی مدین والے تباہ ہوئے اور بیشمار قومیں تباہ ہوئیں وَكَفٰى بِرَبِّكَ اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا۔ ظاہر باطن قول فعل سب اس کے سامنے ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

جو صرف دنیا کا طالب ہے اس کا انجام جہنم:

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی زندگی کا عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ ہم اس کے لیے جلدی کردیتے ہیں دنیا میں جو ہم چاہتے ہیں لِمَنْ نُّرِیْدُ جس کے لیے چاہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ جو دنیا حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے اس کو مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنی چاہتا ہے اس کو اتنی مل جاتی ہے۔ لیکن یاد رکھو ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ پھر ہم بناتے ہیں اس کے لیے جہنم۔ مطلب یہ ہے کہ نہ ایمان ہے نہ آخرت کی فکر نہ دین ہے صرف دنیا ہی دنیا ہے دنیا کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے لیکن وہ بھی اس کو اتنی نہیں ملتی جتنی وہ چاہتا ہے بلکہ اتنی ملتی ہے جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا داخل ہوگا دوزخ میں مذمت کیا ہوا پھٹکارا ہوا۔ اور اس کے برعکس وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جو شخص ارادہ کرتا ہے آخرت کا وَسَعٰى لَهَا سَعْیَهَا اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے کوشش کرنا۔ جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش بھی کی یعنی ایمان کے ساتھ عمل بھی کیے وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور بشرطیکہ وہ مومن ہو پھر اس کے لیے آخرت ہے کیونکہ آخرت کا سارا دارومدار ایمان پر ہے۔ ایمان اور عمل صالح دونوں لازم وملزوم ہیں فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا پس یہی لوگ ہیں ان کی کوشش کی قدر کی جائے گی اور ان کی محنت اور اعمال رائیگاں نہیں جائیں گے اور ان کو ضرور صلہ ملے گا۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

سب کو ہم امداد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی یہ تیرے رب کا عطیہ ہے اور نہیں ہے تیرے رب کا عطیہ روکا ہوا۔

اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

دیکھ کیسے ہم نے فضیلت دی ہے ان میں سے بعض کو بعض پر اور البتہ آخرت بہت بڑی ہے درجات کے لحاظ سے اور بہت بڑی

تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع

ہے فضیلت کے اعتبار سے ۔ نہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود پس بیٹھا رہے گا مذمت کیا ہوا رسوا کیا ہوا ۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے حکم دیا ہے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی کی اور والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو اگر پہنچ جائیں

الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے ایک یا دونوں، پس نہ کہو تم ان کو اف اور نہ ان کو جھڑکو اور کہو ان کو بات شریفانہ ۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا

اور پست رکھو ان کے لیے نرمی کا بازو شفقت کرتے ہوئے اور کہو اے میرے رب ان پر رحمت نازل فرما جیسا کہ انہوں نے

رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ

میری تربیت کی ہے بچپن میں ۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر ہو گے تم نیکی کرنے والے پس بیشک

كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ

وہ اللہ تعالیٰ ہے رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ۔ اور قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت اڑا و مال

تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

کو بے جا بے جا اڑانا بیشک فضول خرچی کرنے والے ہیں شیطانوں کے بھائی اپنے رب کا سخت نافرمان ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نُمِدُّ: ہم امداد کرتے ہیں، مَحْظُوْرًا: بند، ممنوع، تَفْضِيْلًا: فضیلت دینا، مَّخْذُوْلًا: بے یارومددگار، يَبْلُغَنَّ: وہ پہنچ جائیں، كِلٰهُمَا: وہ دونوں، فَلَا تَقُلْ: تو نہ کہہ، اُفٍّ: اُف، ہوں، لَا تَنْهَرْهُمَا: ان دونوں کو نہ جھڑک، جَنَاحَ: بازو، الذُّلِّ: عاجزی، ارْحَمْهُمَا: ان دونوں پر رحم فرما، رَبَّيٰنِيْ: ان دونوں نے مجھے پرورش کیا، نُفُوْسِكُمْ: تمہارے دل، لِلْاَوَّابِيْنَ: توبہ کرنے والوں کی، اٰتِ: دے، لَا تُبَذِّرْ: فضول خرچی نہ کر، تَبْذِيْرًا: فضول خرچی کرنا، اَلْمُبَذِّرِيْنَ: فضول خرچ کرنے والے، اِخْوَانَ: بھائی، كَفُوْرًا: بڑا ناشکرا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا جو شخص آخرت کے لیے ایمان کے ساتھ کوشش کرتا ہے یعنی نیک اعمال کرتا ہے تو اُس کے

لیے آخرت میں اس نیک کوشش اور نیک اعمال کا اچھا بدلہ ہوگا۔ اب ان آیات میں نیک اعمال میں سے کچھ بہت اہم نیک اعمال کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نیک و بد کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے:

كُلًّا نُّمِدُّ ہر ایک کو ہم دیتے ہیں هٰٓؤُلَآءِ ان کو بھی جو دنیا کے طالب ہیں وَهٰٓؤُلَآءِ اور ان کو بھی جو آخرت کے طالب ہیں۔ بقدر ضرورت رزق سب کو ملے گا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا کوئی جاندار چیز نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔ رزق کا دروازہ اللہ تعالیٰ کسی پر بند نہیں کرتے۔ باقی کسی کو زیادہ دینا یا تھوڑا دینا وہ الگ بات ہے۔ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یہ تیرے رب کا عطیہ ہے سب کے لیے وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا اور نہیں ہے تیرے رب کا عطیہ روکا ہوا۔ خوراک، صحت کا عطیہ کسی سے روکا ہوا نہیں ہے چاہے کوئی فرماں بردار ہے یا نافرمان ہے۔ اُنْظُرْ دیکھو اے مخاطب! كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کیسے ہم نے فضیلت دی ہے ان میں سے بعض کو بعض پر۔ کسی کو شکل میں فضیلت دی، کسی کو قد میں، کسی کو مال میں، کسی کو علم میں فضیلت دی، کسی کو کسی چیز میں اور کسی کو کسی چیز میں۔ فرمایا یہ دنیا کی فضیلتیں کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں ہیں وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ اور البتہ آخرت بہت بڑی ہے درجات کے لحاظ سے۔ یہ کوشش کرو کہ آخرت کے درجوں میں کمی نہ آئے دنیا کا کیا اعتبار ہے؟ اب ہے ایک لمحے کے بعد نہیں ہے، صبح ہے شام کو نہیں ہے، آج ہے کل نہیں ہے، یہ بالکل بے وفا زندگی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے اور آخرت کے لیے کرنا کیا ہے؟

آخرت کے لیے کرنے والے ضروری اعمال:

① شرک نہ کرو:

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود، مشکل کشا، حاجت روا، کوئی فریادرس، کوئی دستگیر، کوئی قانون بنانے والا، کوئی رزق دینے والا، کوئی اولاد دینے والا، کوئی صحت دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اے مخاطب! اگر تو نے اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا پس بیٹھا رہے گا مذمت کیا ہوا رسوا کیا ہوا۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔

② والدین کا ادب واحترام اور ان سے حسنِ سلوک:

وَقَضٰى رَبُّكَ اور حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی رب کی۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے چاہے بدنی ہو یا زبانی ہو یا مالی ہو ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کے لیے ہے۔

وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اور والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو۔ ماں باپ مسلمان ہوں تو ان کا حق تو بہت زیادہ ہے اور اگر کافر ہیں تو اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تو ان کی بات نہیں ماننی یعنی اگر وہ کوئی ایسی بات کریں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو نہیں ماننی اور دنیاوی لحاظ سے ان کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنی۔ سورت لقمان آیت نمبر ۱۵ میں ہے وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِكَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا اور اگر وہ تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تم میرے ساتھ شریک کرو اس چیز کو جس کا تمہیں علم نہیں ہے پس ان کی بات نہ مانو اور رفاقت اختیار کرو ان کیساتھ دستور کے مطابق۔ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس وہ بڑھاپے کو اَحَدُهُمَاۤ ان میں سے ایک۔ تم جوان ہو ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہے مطلب یہ ہے کہ رشتہ بے جوڑ ہوا ہے رشتے کے وقت کسی کی عمر زیادہ تھی۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ مرد زیادہ عمر کا ہوتا ہے اور بیوی کم عمر کی اَوۡ كِلٰهُمَا یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ پس نہ کہو تم ان کو اف۔ بڑھاپے میں عموماً انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے میں وضو کرنے میں اور بسا اوقات ان کی کوئی بات اچھی نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہیں اف کہنے کی بھی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان الفاظ میں تلخی ہے۔ اگر ماں باپ بلائیں تو نہایت عاجزی کیساتھ جی کہے لہجہ ایسا ہو کہ اس میں سختی کی بو بھی نہ ہو۔ اسی آیت کی تفسیر میں رئیس التابعین سعید ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے ایسے انداز سے گفتگو کرے جیسے سخت آقا کے سامنے غلام نرمی سے بات کرتا ہے۔ لیکن اب تم اپنا ماحول بھی دیکھ لو۔ کہ کیا آج کل کے ہمارے معاشرے کے حالات میں وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا اور نہ ان کو جھڑک۔ بیچارے ان پڑھ تھے ان سے غلطی ہوگئی ہے، مالی نقصان ہوگیا ہے تو ان کو جھڑکو نہ تا کہ تمہارا دین محفوظ رہے۔ اگر پیسوں کی خاطر جھڑکو گے تو تمہارا دین برباد ہو جائیگا آخرت برباد ہو جائے گی وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا اور کہو ان دونوں کو بات شریفانہ، نرمی کیساتھ بات کرو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ بھی نافرمانی کی قسم میں شامل ہے کہ بیٹا آگے چلے اور باپ پیچھے ہو۔ ہاں! اگر باپ خود بیٹے کو آگے بھیجے تو بات علیحدہ ہے۔ خود بلند جگہ پر بیٹھے اور باپ پست جگہ پر بیٹھے یہ بھی گستاخی ہے، ماں باپ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا بھی گناہ ہے اور یہی حکم چچے تائے کا ہے۔ جو بھی اپنے سے بڑا ہے اس کا یہی حکم ہے۔

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ اور پست رکھو ان کے لیے نرمی کا بازو مِنَ الرَّحۡمَةِ شفقت کرتے ہوئے۔ تم نے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ جب ان کو کوئی کام کہے بیٹا، برخودار، عزیز! یہ کام کرو۔ اگر انہوں نے کرنا ہو تو کندھا برابر رہتا ہے اور اگر نہ کرنا ہو تو کندھا مارتے ہیں کہ میں نے نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے کندھا پست رکھنا ہے یہ اونچا نہیں کرنا اس حرکت میں بھی گستاخی اور نافرمانی ہے وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا اور کہو اے میرے رب ان پر رحمت نازل فرما كَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا جیسا کہ انہوں نے میری تربیت کی ہے بچپن میں جب کہ میں چھوٹا تھا انہوں نے مجھے پالا تھا۔

آج اس بات کو کون سمجھتا ہے۔ آج تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے ہم اب ہیں اسی طرح پیدا ہوئے ہیں آج سو میں سے کوئی ایک ہوگا۔ ماں باپ کی قدر کرنیوالا ہو رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے خیالات اور وساوس سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ اگر تم نیک ہو گے فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا پس بیشک ہے وہ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا۔ اَوَّاب کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے رجوع کرے۔ سوائے پیغمبروں کے انسان معصوم نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کی برکت سے معاف کرتے رہتے ہیں۔

③ قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ اے مخاطب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔ تیرے ذمہ رشتہ داروں کا حق بھی ہے۔ وہ حق مالی بھی ہے اور بدنی بھی ہے اگر وہ مالی طور پر کمزور ہیں تو ان کی مالی مدد کرو اور اگر بدنی طور پر کمزور ہیں تو ان کی امداد کرو مگر آج ہم نے یہ باتیں سمجھی ہی نہیں ہیں۔

④ مساکین کے حقوق کی ادائیگی:

وَالْمِسْكِیْنَ اور مسکین کو اس کا حق دو۔ مسکین وہ ہے جو صاحب نصاب نہیں ہے۔ یعنی زکوٰۃ ادا کرنے والا نہیں ہے اس کی بھی مدد کرو۔

⑤ مسافر کے حقوق:

وَابْنَ السَّبِیْلِ اور مسافر کو بھی اس کا حق دو اس کی مالی امداد کرنی پڑے تو وہ کرو۔ رہائش کا مسئلہ ہو تو وہ حل کرو۔

⑥ فضول خرچی مت کرو:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اور مت اڑاؤ مال کو بے جا، بے جا اڑانا۔

ایک ہے اسراف اور ایک ہے تبذیر۔ اسراف کہتے ہیں جہاں خرچ کرنا جائز ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے۔ اور تبذیر کہتے ہیں جہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے وہاں خرچ کیا جائے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اپنی طرف سے خرچ کر کے شیطانوں کے بھائی بنتے ہیں کیسے بھائی بنتے ہیں شیطان جن ہے؟ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (کہف: ۵۰) پس نافرمانی کی اس نے اپنے رب کی۔ جنات میں بھی اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کی قوت رکھی ہے اپنی مرضی کیساتھ نیکی بدی کر سکتا ہے۔ تو شیطان نے اپنی قوت شر میں خرچ کی اور تم نے بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے روپے پیسے برے کاموں

میں لگا دیئے تو شیطان کے بھائی بن گئے وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا اور شیطان اپنے رب کا سخت نافرمان ہے
نافرمانی چھوڑ دو اور فرمانبرداری کرو اور وہ کام کرو جو آخرت میں کام آئیں۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا

اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں ان سے تلاش کرتے ہوئے اپنے رب کی رحمت جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم امید رکھتے ہیں

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿28﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہیں نرم بات۔ اور نہ کریں اپنا ہاتھ باندھا ہوا اپنی گردن کی طرف اور نہ پھیلا دیں اپنے ہاتھ کو پوری

كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿29﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

طرح پھیلا دینا پھر آپ بیٹھ جائیں ملامت کیا ہوا اور تھکا ہارا ہوا۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿30﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ

چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا۔ اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو فقر کے خوف سے

اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿31﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى

ہم ان کو رزق دینگے اور تمہیں بھی دیتے ہیں بیشک ان کا قتل کرنا گناہ بہت بڑا ہے۔ اور نہ قریب جاؤ زنا کے بیشک یہ

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿32﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے ۔ اور نہ قتل کرو اس نفس کو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کیساتھ

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور جو شخص قتل کیا گیا مظلوم پس تحقیق ہم نے بنایا اس کے وارثوں کے لیے غلبہ، پس وہ اسراف نہ کریں قتل میں بیشک اس کی

مَنْصُوْرًا ﴿33﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

مدد کی جائے گی۔ اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طریقے کیساتھ جو بہت ہی اچھا ہو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے

اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ﴿34﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا

اپنی قوت اور جوانی کو اور پورا کرو عہد کو بیشک وعدے کے متعلق سوال ہوگا۔ اور پورا کرو ماپ تول کو، جس وقت تم ماپو اور تولو،

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿35﴾

ایسے ترازو کے ساتھ جو بالکل درست ہو یہ انجام کے اعتبار سے بہتر اور اچھا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُعْرِضَنَّ: تو اعراض کرے، تَرْجُوْھَا: تو امید رکھتا ہے اس کی، مَّیْسُوْرًا: نرم، آسان، عُنُقِكَ: اپنی گردن، لَا تَبْسُطْھَا: انہیں کھلا نہ چھوڑ دے، اَلْبَسْطِ: کھولنا، مَلُوْمًا: ملامت کیا ہوا، مَحْسُوْرًا: خالی ہاتھ، نَرْزُقُھُمْ: ہم رزق دیتے ہیں انہیں، خِطْاً: گناہ، اَلزِّنٰٓی: زنا، مَظْلُوْمًا: مظلوم، فَلَا یُسْرِفْ: پس وہ حد سے تجاوز نہ کرے، مَنْصُوْرًا: مدد کیا ہوا، مَسْئُوْلًا: باز پرس کیا ہوا، کِلْتُمْ: تم ناپو، زِنُوْا: تم وزن کرو، بِالْقِسْطَاسِ: ترازو۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخری حکم میں تھا کہ فضول خرچی نہ کرو۔ اب یہاں ضرورت مندوں، رشتہ داروں کو دینے کے متعلق حکم ہو رہا ہے تو اس میں بھی میانہ روی اور اچھا انداز اختیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ نیز سابقہ رکوع میں کرنے کے کام تھے اب یہاں نئے رکوع سے نہ کرنے کے کام بتائے جا رہے ہیں۔ گویا پہلے رکوع میں اوامر تھے اور اس رکوع میں نواہی ہیں۔

(تفسیری نکات) ⑦ ضرورت مند کو احسن طریقے سے جواب دو:

آدمی مالی معاونت نہیں کر سکتا۔ تو اس کا ذکر ہے کہ ضرورت مند اگر تمہارے پاس آئے تو وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ اور اگر آپ ان سے اعراض کریں ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تلاش کرتے ہوئے اپنے رب کی رحمت تَرْجُوْھَا جس کی آپ امید رکھتے ہیں یعنی مجبوری بتاؤ کہ میری یہ مجبوری ہے اس لیے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا ہوں فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا پس آپ ان سے کہیں نرم بات۔ نرمی کیساتھ بتلا دو کہ میں تمہاری مدد اس وقت نہیں کر سکتا کہ یہ مجبوری ہے۔

⑧ میانہ روی اختیار کرو:

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ اور نہ کریں اپنا ہاتھ باندھا ہوا اپنی گردن کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ پیسے ہوتے ہوئے گھر کے افراد پر خرچہ کرنے میں تنگی نہ کرو ہاتھ نہ روکو یہ بھی گناہ ہے۔ جو آدمی عرف کے مطابق مناسب خرچہ گھر کے افراد پر نہیں کرتا بخل سے کام لیتا ہے تو یہ گناہ ہے۔ اور ایسا بھی نہ کرو وَلَا تَبْسُطْھَا كُلَّ الْبَسْطِ اور نہ پھیلا دیں آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح پھیلانا کہ ہاتھ کو چھوڑ دو کہ جو آیا اڑا دیا، کیونکہ تم اگر ایسا کرو گے فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا پس آپ بیٹھ جائیں گے ملامت کیا ہوا تھکا ہارا ہوا۔ آخر انسان ہے اس کو غمی بھی پیش آتی ہے خوشی بھی۔ اگر تم سارا پیسہ اڑا دو گے تو ایسے موقع پر کیا کرو گے پھر یہ رشتہ دار تمہیں ملامت کریں گے کہ تمہارا ہمارے ساتھ برتاؤ اچھا نہیں ہے اور تم تھکے ہارے ہو گے لہٰذا افراط و تفریط دونوں جائز نہیں ہیں کہ رقم پاس ہو تو بخل سے بھی کام نہیں لینا چاہیے اور سارا

اڑا بھی نہیں دینا چاہیے کچھ پس انداز کر کے رکھو تا کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ بیشک آپ کا رب رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہے۔ رزق کا کشادہ اور تنگ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا بیشک وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا۔

⑨ غربت کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ فقر کے خوف سے۔ زمانہ جاہلیت میں بیچاری لڑکیوں کو تو زندہ درگور کر دیتے تھے کہ ان کے اخراجات کون برداشت کریگا ان کے رشتے کون کرے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے دو لڑکیوں کی نگرانی کی تربیت کی اس کی اپنی ہوں یا غیر کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوگئیں تو وہ بچیاں اس کے اور دوزخ کے درمیان دیوار بن جائیں گی۔ آج سے پچاس سال پہلے مخلوق کم تھی پیداوار کے ذرائع بھی کم تھے لوگ زمین کاشت کرتے تھے پیداوار کم ہوتی تھی جیسے جیسے مخلوق بڑھتی جارہی ہے اللہ تعالیٰ رزق بھی بڑھاتے جارہے ہیں لہٰذا تمہیں رزق کا فکر نہیں ہونا چاہیے۔ اور فقر اور غربت کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ ہم ان کو رزق دینگے وَاِيَّاكُمْ اور تمہیں بھی دیتے ہیں اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا بیشک ان کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

⑩ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اور نہ قریب جاؤ زنا کے۔ زنا کرنا تو درکنار اس کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ایسے اسباب (ذرائع) اختیار نہ کرو جن کا نتیجہ زنا ہو اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً بیشک یہ بے حیائی ہے وَسَآءَ سَبِيْلًا اور برا راستہ ہے۔ اس سے بچو گے تو پھر آخرت بنے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے غیر کا نطفہ اپنے خاوند کے نسب کیساتھ ملایا اس پر جنت حرام ہے کیونکہ اس سلسلے میں دنیا کے مسائل بھی ہیں اور آخرت کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے دنیا کے مسائل تو یہ کہ اس کا خرچہ کون اٹھائے گا تربیت کون کرے گا؟ وراثت کے مسائل ہیں۔ نطفہ کسی کا ہے وارث کسی کا بنے گا اور آخرت کا مسئلہ یہ ہے کہ اس عورت نے حرام کا ارتکاب کیا ہے۔ شریعت حرام اور حلال کی بڑی تمیز کرتی ہے اسی لیے عدت کی پابندی ہے کہ طلاق اور وفات کے بعد عورت کوئی حرکت نہ کرے تا کہ نسب میں کوئی گڑبڑ نہ ہو، نسب کی حفاظت کا شریعت نے بڑا انتظام کیا ہے۔

⑪ کسی کو ناحق قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ اور نہ قتل کرو اس نفس کو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کا قتل

کرنا مگر حق کیساتھ۔اور قتل حق کی تین شکلیں ہیں

① ۔کوئی مسلمان اسلام سے پھر جائے اور دوسرا مذہب اختیار کر لے تو اس کو تین دن تک سمجھایا جائے اگر وہ دوبارہ داخل اسلام نہ ہو تو اسے قتل کیا جائے گا۔لیکن یاد رکھو یہ قتل کرنا حکومت کا کام ہے ہم تم اس کے مجاز نہیں ہیں۔

② ۔کوئی مسلمان مرد یا عورت جو کہ شادی شدہ ہوں اور زنا کا ارتکاب کریں تو یا وہ خود اقرار کریں یا شرعی طور پر چار گواہ گواہی دیں تو ان کو قتل کرنا بھی جائز ہے۔مگر یہ بھی حکومت کا کام ہے ہم تم اس کے مجاز نہیں ہیں۔

③ ۔اور اگر کوئی کسی کو قتل کر دے تو قصاص میں اس قاتل کو قتل کرنا بھی قتل حق ہے۔مگر یہ بھی حکومت کا کام ہے ہم تم اس کے مجاز نہیں ہیں۔

مقتول کی قصاص میں اسراف نہ کیا جائے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا اور جو شخص قتل کیا گیا مظلوم فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا پس تحقیق ہم نے بنایا اس کے وارثوں کے لیے غلبہ۔وہ اس طرح کے قانون مقتول کے وارثوں کا ساتھ دے گا اور ظاہر بات ہے کہ جب قانون ساتھ دے گا تو غلبہ ہوگا اور خود بخود سارا مسئلہ حل ہو جائے گا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ پس وہ اسراف نہ کریں قتل میں۔اسراف یہ ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کر دیا جائے کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کے رشتہ دار جذبات میں آ کر قاتل کو بھی اور اس کے باپ کو بھی اور اس کے بھائیوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔گناہ گار ایک ہے دوسروں کا کیا گناہ ہے، اس کے باپ کا کیا قصور ہے، اس کے بھائیوں کا کیا قصور ہے، بیٹے کا کیا قصور ہے اور قتل کرنے کے بھی تم مجاز نہیں ہو یہ کام اور ذمہ داری حکومت کی ہے اور شرعی احکامات پر عمل کرنے میں امن ہے۔تو فرمایا قتل میں اسراف نہ کرو اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا بیشک اس کی مدد کی جائے گی۔

⑬ یتیم کا مال ناحق نہ کھاؤ:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ مگر اس طریقے کے ساتھ جو بہت ہی اچھا ہو حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے قوت اور جوانی کو۔یاد رہے کہ یتیم کے مال کے احکامات پہلے بھی بیان ہو چکے ہیں۔

⑭ عہد کو پورا کرو:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور پورا کرو عہد کو۔جو وعدہ تم نے کسی کے ساتھ کیا ہے اس کو پورا کرو اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا بے شک وعدے کے متعلق سوال ہوگا۔

⑮ ناپ تول میں کمی نہ کرو:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ اور پورا کرو ماپ کو جس وقت تم ماپو وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ اور تولو ایسے ترازو کے ساتھ جو بالکل درست ہو ذٰلِكَ خَيْرٌ یہ چیزیں جو بتلائی گئی ہیں بہتر ہیں وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا اور ان کا انجام بہت اچھا ہے۔ یہ آخرت کے کام ہیں جن سے آخرت بنتی ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ

اور نہ پیچھے پڑو اس چیز کے جس کا تمہیں علم نہیں ہے بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب چیزوں کے بارے میں

مَسْـُٔوْلًا ﴿36﴾ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

سوال کیا جائے گا۔ اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے بیشک تم زمین کو نہیں پھاڑ سکتے اور نہیں پہنچ سکتے پہاڑوں کی

طُوْلًا ﴿37﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿38﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى

بلندی تک۔ یہ سب چیزیں ان کی برائی تیرے رب کے نزدیک بہت ناپسندیدہ ہے۔ یہ چیزیں اس میں ہیں جو وحی کی ہیں

اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے دانائی کی باتیں اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے کو معبود پھر تم ڈالے

جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿39﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ

جاؤ گے جہنم میں ملامت کئے ہوئے دھکیلے ہوئے۔ کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے پروردگار نے بیٹوں کیساتھ اور اللہ نے بنالیں

الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿40﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ع

فرشتوں سے لڑکیاں بیشک تم البتہ کہتے ہو بات بہت بڑی۔ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا اس قرآن میں تاکہ وہ

لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿41﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ

نصیحت حاصل کریں اور نہیں زیادہ کیا ان کے لیے مگر نفرت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الٰہ جیسا

كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿42﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

کہ یہ لوگ کہتے ہیں اس وقت البتہ وہ ضرور تلاش کرتے عرش والے کی طرف راستہ۔ اس کی ذات پاک ہے اور بلند ہے

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿43﴾

ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں بہت بڑی بلند ذات۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَاتَقْفُ: تو عمل نہ کر، اَلْفُؤَادَ: دل، لَاتَمْشِ: نہ چل، مَرَحًا: اترانا، لَنْ تَخْرِقَ: تو ہرگز نہیں پھاڑ سکتا، لَنْ تَبْلُغَ: تو ہرگز نہیں پہنچ سکتا، طُوْلًا: لمبائی، سَيِّئُهٗ: اس کی برائی، مَكْرُوْهًا: ناپسندیدہ، فَتُلْقٰى: سو تو پھینک دیا جائے گا، فَاَصْفٰكُمْ: تو اس نے تمہیں خاص کیا ہے، صَرَّفْنَا: ہم نے بیان کیا، لِيَذَّكَّرُوْا: تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، نُفُوْرًا: نفرت۔

ربط:

سابقہ آیات میں کچھ اعمال کرنے اور کچھ نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان آیات میں بھی شروع والی آیات میں کچھ اخلاقیات سے متعلق احکام ہیں اور بعد ازاں مشرکین عرب کے شرکیہ عقائد کا رد ہے بعد ازاں نئے رکوع کے آغاز میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ قرآن میں بار بار باتیں بیان کی جا رہی ہیں کبھی نقلی دلیل ہے اور کبھی عقلی دلیل ہے کبھی آسمان کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کبھی زمین کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

(تفسیری نکات) ⑯ بغیر تحقیق کے بات نہ کرو:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اور نہ پیچھے پڑو اس چیز کے اے مخاطب! جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ جس چیز کی تحقیق نہیں ہے اس کو بیان ہی نہ کرو۔ یہ ایک ایسا اہم اصول ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو گھروں کی برادریوں اور جماعتوں کی اکثر لڑائیاں ہی ختم ہو جائیں۔ بات سنتے ہیں اور اس کو بغیر تحقیق کے پلے باندھ لیتے ہیں تحقیق نہیں کرتے کہ یہ بات ہے بھی یا نہیں، کہی ہے یا نہیں اور اگر کہی ہے تو کس انداز میں کہی ہے۔ کیونکہ بیان کرنے والے نے تو اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرنی ہے لہٰذا جس بات کی تحقیق نہ ہو وہ نہیں کرنی چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے "كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع" آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ بیان کرے ہر سنی ہوئی بات کو۔ یعنی وہ بڑا جھوٹا آدمی ہے جو ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرتا ہے۔ بات وہ بیان کرنی چاہیے جس کا ثبوت ہو بغیر ثبوت کے بات نہیں کرنی چاہیے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ بیشک کان اور آنکھ اور دل كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ان سب چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اے بندے میں نے تجھے کان دیئے تھے کہاں استعمال کئے، میں نے تجھے آنکھیں دیں انہیں کہاں استعمال کیا، تجھے دل دیا تھا اس دل کیساتھ کیا غور و فکر کیا۔ کانوں سے کیا اچھی بات سنی، آنکھوں سے کیا اچھا کام دیکھا اور دل و دماغ سے کس طرح خیر اور شر میں امتیاز کیا؟ کیا تو نے سب خیر کے امور انجام دیئے؟ اس کے متعلق سوال ہوگا۔

⑯ غرور اور تکبر کا رویہ نہ اپناؤ:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین میں اکڑ کر اس لیے کہ اے انسان اکڑ کر چلنے سے اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ بیشک تم زمین کو نہیں پھاڑ سکتے چاہے جتنا زور سے پاؤں زمین پر مارو وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا اور نہیں پہنچ سکتے پہاڑ کی بلندی تک چاہے گردن کو جتنا مرضی اکڑاؤ۔ ان دو رکوعوں میں اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ بھی بیان فرمائے ہیں اور حقوق العباد بھی، عقیدہ بھی بیان فرمایا اور اخلاق اور اعمال بھی بیان فرمائے جن پر عمل کرنے سے آخرت بنتی ہے كُلُّ ذٰلِكَ یہ تمام چیزیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تکبر وغیرہ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ہے ان کی برائی تیرے رب کے نزدیک بہت ناپسندیدہ۔ یتیم کا مال کھانا، زنا کرنا، وعدہ خلافی کرنا، بے پرکی اڑانا، سنی سنائی بات آگے چلا دینا، اکڑ کر چلنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اپنے عزیزوں کو تنگ کرنا، یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤی اِلَیْكَ رَبُّكَ یہ چیزیں اس میں ہیں جو وحی کی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے بتلائی ہیں مِنَ الْحِكْمَةِ دانائی کی باتیں ہیں ان پر غور کرو۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو دوبارہ پھر دہرایا ہے۔

شرک کا ردّ و مذمّت:

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود، مشکل کشا، حاجت روا نہ بناؤ، اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی مسجود ہے، نہ کوئی فریادرس ہے نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق ہے، نہ کوئی کسی سے کوئی چیز لے سکتا ہے اور نہ کوئی کسی کو فوق الاسباب دے سکتا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ پھر تم ڈالے جاؤ گے جہنم میں مَلُوْمًا ملامت کئے ہوئے مَّدْحُوْرًا دھکیلے ہوئے، لہٰذا شرک کے قریب نہ جانا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے پروردگار نے بیٹوں کیساتھ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اور اس اللہ نے بنالیں اپنے لیے فرشتے بیٹیاں اور تمہیں بیٹے دے دیے اور اپنے لیے بیٹیاں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مناسب ہوتی تو سارے بیٹے ہوتے ایک بھی بیٹی نہ ہوتی۔

تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا بیشک تم البتہ کہتے ہو بات بہت بڑی اور بہت بری۔ اس سے پہلے قرآن پاک میں بہت واضح طور پر شرک کا رد کیا جا چکا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا اس قرآن پاک میں مختلف مثالوں کیساتھ اور مختلف انداز کیساتھ۔ لِیَذَّكَّرُوْا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ کبھی عقلی دلائل کیساتھ بیان کیا کبھی نقلی دلائل کیساتھ، کبھی آسمان کی طرف توجہ دلائی، کبھی زمین کی طرف، کبھی فضا کی طرف اور کبھی فرمایا

"وَفِيٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" (ذاریات: ۲۱) اور تمہارے نفسوں میں یعنی خود تمہارے وجود میں اللہ کی نشانیاں ہیں کیا تم سوچتے نہیں تو مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ توحید کے دلائل بیان فرماتے ہیں۔ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اور نہیں زیادہ کیا ان کے لیے مگر نفرت۔ یعنی کفار جب قرآن کے حق سچ دلائل والی آیات سنتے ہیں تو ان کی قرآن سے نفرت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ایک الٰہ ہونے کی مضبوط دلیل:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کیساتھ اور الٰہ كَمَا يَقُوْلُوْنَ جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں اور بہت سارے الٰہ بنائے ہوئے ہیں اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا اس وقت البتہ وہ ضرور تلاش کرتے عرش والے کیطرف راستہ۔ دنیا میں متعدد بادشاہ ہوتے ہیں کسی نہ کسی وقت ان کا آپس میں ٹکراؤ بھی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اور الٰہ ہوتے تو سب مل جل کر عرش والے کے خلاف چڑھائی کرتے مگر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کون ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اگر ہوتے تو عرش والے کے خلاف ایکا کر کے چڑھائی کرتے سُبْحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰى اور بلند ہے عَمَّا يَقُوْلُوْنَ ان باتوں سے جو یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بہت بلند ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اللہ کی کوئی بیٹی ہے نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اس کا مددگار ہے عُلُوًّا كَبِيْرًا بہت بڑی بلند ذات ہے۔ اس کی طرف ان چیزوں کی نسبت کرنی اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے اور اپنی زندگی برباد کرنی ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ

پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے سات آسمان اور زمین اور وہ مخلوق جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور نہیں ہے کوئی

شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا

بھی چیز مگر پاکیزگی بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف کیساتھ۔ اور لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح کو بیشک وہ ہے تحمل کرنے والا

غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ

بخشنے والا۔ اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں قرآن کو ہم ڈال دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور ان لوگوں کے

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿45﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ

درمیان جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر پردہ لٹکا ہوا۔ اور کر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں پر پردے اس بات سے کہ وہ قرآن کو

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی

سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دیتے ہیں اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرتے ہیں اپنے رب کو قرآن میں اکیلے رب کو،

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿46﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ

پھرتے ہیں اپنی پشتوں پر نفرت کرتے ہوئے۔ ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو سنتے ہیں وہ جس کی وجہ سے جس وقت وہ کان

اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

لگاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور جس وقت وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جس وقت کہتے ہیں وہ ظالم نہیں پیروی کرتے تم مگر

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿47﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

ایسے آدمی کی جس پر جادو ہوا ہے۔ دیکھو کیسے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مثالیں پس وہ گمراہ ہوئے

فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿48﴾ ع

پس وہ نہیں طاقت رکھتے راستے کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُسَبِّحُ: تسبیح بیان کرتے ہیں، لَا تَفْقَهُوْنَ: تم نہیں سمجھتے ہو، تَسْبِیْحَهُمْ: ان کی تسبیح، حَلِیْمًا: بڑا حلیم، بَیْنَكَ: تیرے درمیان، حِجَابًا: پردہ، مَّسْتُوْرًا: چھپانے والا، ذَكَرْتَ: آپ ذکر کرتے ہیں، نَجْوٰی: سرگوشی کرنا، مَّسْحُوْرًا: جادو کیا ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات میں قرآن کا ذکر اس طرح فرمایا گیا تھا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اب ان آیات میں قرآن ہی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کفار و مشرکین کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔

تفسیری نکات: آسمانوں اور زمین اور اس میں رہنے والی تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی سات آسمان۔ تسبیح کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

ذات تمام عیبوں اور کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پاک ہے وَالْاَرْضُ اور زمین بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ آسمان اور زمین زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں وَمَنْ فِيْهِنَّ اور وہ مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ بھی تسبیح پڑھتے ہیں۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں جن کا کام ہی تسبیح پڑھنا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آسمانوں پر ہتھیلی کے برابر بھی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ نہ کھڑا ہو اور "سبحان الله وبحمده" کی تسبیح نہ پڑھ رہا ہو۔ دن رات، نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں کھانے پینے اور سونے سے وہ مستغنی ہیں، وہ ہر وقت تسبیح میں ہیں۔ اور فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر پاکیزگی بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف کیساتھ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور لیکن تم نہیں سمجھتے ان کی تسبیح کو۔ ایک ایک ذرہ ایک ایک پتا اس کی تسبیح کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے مگر تم نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا بیشک اللہ تعالیٰ تحمل کرنے والا ہے بخشنے والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن پڑھنا اور کفار کے دلوں پر پردہ پڑنا:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے ہیں قرآن کو جَعَلْنَا ڈال دیتے ہیں ہم بَيْنَكَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان وَبَيْنَ الَّذِيْنَ اور ان لوگوں کے درمیان لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر حِجَابًا پردہ مَّسْتُوْرًا لٹکا ہوا وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور کر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں پر اَكِنَّةً پردہ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ اس بات سے کہ وہ اس قرآن کو سمجھیں وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ڈال دیتے ہیں قرآن کو نہیں سمجھ سکیں گے۔ یہ کافروں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ ان کے دل ان کی سماعتیں ان کی آنکھیں غرض ہر لحاظ سے وہ قرآن سے دور بھاگتے ہیں جیسا کہ آگے ذکر بھی فرمایا جا رہا ہے۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا قرآن میں وَحْدَهٗ اکیلے رب کا وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا پھرتے ہیں اپنی پیٹھوں پر نفرت کرتے ہوئے۔ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت سے۔ اور ان میں سے کچھ سنتے بھی ہیں نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو سنتے ہیں وہ جس کی وجہ سے قرآن کریم کو اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ جس وقت وہ کان لگاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اور جس وقت وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جا کر اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ جس وقت کہتے ہیں وہ ظالم اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا نہیں پیروی کرتے تم مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو ہوا ہے۔ پاگل کے پیچھے کیوں چلتے ہو؟ استغفر اللہ تعالیٰ۔ وہ قرآن اس لیے سنتے تھے کہ ہمیں کوئی اعتراض کا نکتہ مل جائے۔ اس لیے نہیں سنتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ دیکھو کیسے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مثالیں۔ کبھی مسحور، کبھی ساحر، کبھی مجنون، کبھی کاہن، کبھی مفتری، کبھی کذاب کہتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ، کسی ایک بات پر بھی نہیں ٹھہرتے کیونکہ یہ

ساری باتیں ہی غلط ہیں فَضَلُّوۡا نتیجہ یہ ہوا کہ پس وہ گمراہ ہوئے فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا پس وہ نہیں طاقت رکھتے راستے کی کہ حق پر آجائیں جب اتنی ضدان میں ہے تو اللہ تعالیٰ بھی جبراً کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَقَالُوۡۤا ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿49﴾

اور کہا کافروں نے کیا جب ہم ہوجائیں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ کیا بیشک ہم کھڑے کئے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر۔

قُلۡ کُوۡنُوۡا حِجَارَۃً اَوۡ حَدِیۡدًا ﴿50﴾ اَوۡ خَلۡقًا مِّمَّا یَکۡبُرُ فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ ۚ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ مَنۡ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیں تم ہوجاؤ پتھر یا لوہا۔ یا کوئی اور مخلوق جو بڑی نظر آتی ہو تمہارے دلوں میں۔ پس بتاکید وہ کہیں گے کون

یُّعِیۡدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیۡ فَطَرَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۚ فَسَیُنۡغِضُوۡنَ اِلَیۡکَ

ہمیں لوٹائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیں جس نے تمہیں پیدا کیا پہلی دفعہ، پس بتاکید وہ ہلائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اپنے

رُءُوۡسَہُمۡ وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہُوَ ؕ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَرِیۡبًا ﴿51﴾ یَوۡمَ یَدۡعُوۡکُمۡ

سروں کو اور کہیں گے کہ وہ کب ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیں ممکن ہے یہ کہ وہ قریب ہو۔ جس دن وہ بلائے گا تمہیں،

فَتَسۡتَجِیۡبُوۡنَ بِحَمۡدِہٖ وَتَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿52﴾ ع ۵

پس تم اللہ کے حکم کو قبول کرو گے اس کی تعریف کرتے ہوئے اور تم یقین کرو گے کہ تم نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر بہت تھوڑا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عِظَامًا: ہڈیاں، رُفَاتًا: چورا چورا، خَلۡقًا: پیدا کرنا، جَدِیۡدًا: نیا، حَدِیۡدًا: لوہا، یَکۡبُرُ: کہ وہ بڑا ہوتا ہے، یُعِیۡدُنَا: کون ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا، فَطَرَکُمۡ: اس نے تمہیں پیدا کیا، فَسَیُنۡغِضُوۡنَ: پس وہ ہلاتے ہیں، فَتَسۡتَجِیۡبُوۡنَ: پھر تم حکم کی تعمیل کرو گے، تَظُنُّوۡنَ: تم خیال کرو گے، لَبِثۡتُمۡ: تم رہے تھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ کفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف نام رکھتے آوازیں کستے، اسی ضد اور عناد میں وہ دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کا بھی انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کے حق ہونے کا تذکرہ ان آیات میں فرمارہا ہے۔

تفسیری نکات: مرنے کے بعد دوبارہ زندگی:

وَقَالُوۡۤا اور کہا کافروں نے ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا کیا جس وقت ہم ہوجائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور چورا چورا، ریزہ

ریزہ ہوجائیں گے ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا کیا بیشک ہم کھڑے کئے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر۔ ہڈیاں گل کر چوراچورا اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گی کون دوبارہ زندہ کرے گا۔

تفاسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ ابوجہل، یا عقبہ بن ابی معیط یا عاص بن وائل یا امیہ بن خلف، ان چاروں میں سے کسی ایک کو کسی جگہ سے ایک پرانی کھوپڑی مل گئی۔ وہ اسقدر خستہ حالت میں تھی کہ ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہوتی تھی۔ وہ اس کھوپڑی کو رومال میں لے کر آپ ﷺ کی مجلس میں آیا۔ سب نے دیکھا کہ کپڑے میں کوئی چیز لپٹی ہوئی ہے۔ ساتھیوں نے نگرانی کی کہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ خیر جب اس نے کپڑا ہٹایا تو وہ پرانی سی کھوپڑی نکلی، کہنے لگا یا محمد ﷺ اس کو ذرا ہاتھ لگاؤ۔ آپ ﷺ نے جس وقت ہاتھ لگایا تو وہ ریزہ ریزہ ہونے لگی کیونکہ پرانی بوسیدہ ہڈی تھی تو ابوجہل ہنسا اور کہنے لگا" من یحی العظام و ھی رمیم "کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہوچکی ہونگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے چار جواب دیئے جو سورت یٰسین کے آخری رکوع میں مذکور ہیں۔

①: "اَوَلَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ " کیا نہیں دیکھتا انسان کہ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا ہے ایک پانی کے قطرے سے پس اچانک وہ جھگڑنے والا ہے۔ کیا جس نے اس کو حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے وہ دوبارہ اس کھوپڑی کو زندہ انسان نہیں بنا سکتا۔

②: "قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ " آپ ﷺ کہہ دیں زندہ کرے گا ان کو وہ جس نے پیدا کیا ہے ان کو پہلی مرتبہ۔

③: "الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا " وہ پیدا کرے گا جس نے بنائی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ۔

عرب میں تین قسم کے درخت ہوتے تھے۔ ایک کا نام تھا مَرَخۡ، دوسرے کا نام تھا کَلَخۡ، اور تیسرے کا نام تھا عَقَّاذۡ، ان کی ٹہنیاں آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی تھی۔ یہ لوگ جب سفر جاتے تھے تو ان درختوں کی ٹہنیاں کپڑوں میں لپیٹ کر ساتھ لے جاتے تھے جہاں ضرورت پیش آتی تھی ٹہنیاں رگڑ کر آگ نکال لیتے تھے اور استعمال کرتے تھے جیسے آجکل لوگ ماچس کی ڈبی جیب میں رکھتے ہیں۔ تو فرمایا وہ زندہ کرے گا جو سبز درختوں سے آگ کے شعلے نکالتا ہے

④: "اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ " کیا نہیں ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو اس بات پر قادر کہ پیدا کردے ان جیسے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کھڑے کئے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں كُوْنُوْا حِجَارَةً ہو جاؤ تم پتھر اَوْ حَدِيْدًا یا لوہا۔ یہ تو بوسیدہ ہڈی ہے تم پتھر اور لوہا بن جاؤ اللہ تعالیٰ اس میں بھی جان ڈال دے گا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ یا کوئی اور مخلوق جو بڑی نظر آتی ہو تمہارے دلوں میں بڑی سخت اور مشکل نظر آتی ہو پھر بھی تم ضرور کھڑے کیے جاؤ گے۔ پتھر لوہا تو سخت ہونے کے باوجود گھس جاتے ہیں ہیرا ان سے زیادہ سخت ہے وہ گھستا نہیں ہے گھڑیوں کی چولیں ہیرے کی ہوتی ہیں تو ایسی کوئی سخت چیز بن جاؤ پھر بھی وہ تمہیں کھڑا کرے گا۔

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا پس بتاکید وہ کہیں گے کون ہمیں لوٹائے گا دوبارہ ہمیں کون انسان بنائے گا قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس نے پیدا کیا ہے تمہیں پہلی مرتبہ۔ جس ذات نے پہلی مرتبہ تمہارے اندر جان ڈالی ہے، زندگی دی ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ باتیں سن کر مشرکین کا ردعمل یہ ہوگا کہ وہ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ پس بتاکید وہ ہلائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے سروں کو مسخرہ پن کرتے ہوئے وَيَقُوْلُوْنَ اور کہیں گے مَتٰى هُوَ وہ کب ہے ہمارا اٹھنا ہمیں کون اٹھائے گا اور کب اٹھیں گے۔ جس نے بات نہ ماننی ہو وہ کج بحثی کرتا ہے۔ لیکن کج بحثی سے حق تو نہیں ٹلتا قیامت ضرور آکر رہے گی قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں عَسٰٓى ممکن ہے اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا یہ کہ وہ قریب ہو۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قیامت سب کے آگے ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے"من مات فقد قامت قيامته" جو مرا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ جس دن وہ اللہ تعالیٰ بلائے گا تمہیں۔ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ پس تم اللہ کے حکم کو قبول کرو گے اس کی تعریف کرتے ہوئے۔ ہر ایک کی زبان پر ہوگا سبحان اللہ، سبحان اللہ مگر کافر کے سبحان اللہ کہنے کا کوئی اعتبار اور حیثیت نہیں ہوگی کیونکہ وہ دار العمل نہیں ہے دار الجزاء ہے۔ وہاں کی نیکی کا کوئی بدلہ نہیں ہے اس جہان میں جو نیکی کرے گا اس کا بدلہ ملے گا وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا اور تم یقین کرو گے کہ ہم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر بہت تھوڑا سا۔ وہ آخرت جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کے بیس سال، پچاس سال، سو سال، ہزار سال کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے ہیں۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے بندوں کو کہ وہ کہیں ایسی بات جو بہت اچھی ہو۔ بیشک شیطان پھوٹ ڈالتا ہے

اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿53﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ

ان کے درمیان بیشک شیطان ہے انسان کے لیے دشمن کھلا تمہارا۔ رب خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے تو تم پر رحم کرے

اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝۵۴ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

یا اگر چاہے تو تم کو سزا دے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر وکیل بنا کر۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار خوب جانتا

بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا

ہے ان کو جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں اور البتہ تحقیق ہم نے فضیلت دی بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر اور عطا کی ہم نے

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا

داؤد علیہ السلام کو زبور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پکارو تم ان کو جن کے بارے میں تم خیال کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پس وہ نہیں

یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝۵۶ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی

ہیں مالک تکلیف کو دور کرنے کے تم سے اور نہ کسی اور پر ڈالنے کے۔ یہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں اپنے ربّ کی طرف

رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ

وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ کون ان میں سے زیادہ قریب ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے

رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷

ڈرتے ہیں بے شک تیرے ربّ کا عذاب ہے کہ اسی سے ڈرا جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَنْزَغُ: فساد ڈالتا ہے، كَشْفَ: دور کرنا، تَحْوِیْلًا: بدل ڈالنا، مَحْذُوْرًا: ڈرنے کے قابل۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسحور بھی کہا۔ قیامت کے بارے میں کہا کہ کب آئے گی کون لائے گا تو ان باتوں سے مؤمنوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ہونی بھی چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جادوگر کہتے کبھی کچھ اور کبھی کچھ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں کی ان باتوں سے متاثر نہ ہو میرے بندوں کو کہو کہ اچھی بات کہیں۔

تفسیری نکات: مومنوں کو اچھی بات کہنے کا حکم:

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے بندوں کو یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ وہ کہیں ایسی بات جو بہت اچھی ہو۔ یہ جاہل بیوقوف احمق ہیں جو ایسی نازیبا باتیں کرتے ہیں اگر تم مسلمان بھی جواب میں ایسی باتیں کرو گے تو معاملہ طول پکڑ جائے گا لہٰذا مومنوں کو اچھی بات کہنی چاہیے۔ اچھی بات کا مطلب یہ ہے کہ ان کے

سوالوں کے جواب معقول انداز میں دو، لہجہ پیار محبت والا ہو اور ان کی بات کو رد کرو کیونکہ یہ تمہارا فریضہ ہے۔ لیکن ایسے انداز کو شریعت پسند نہیں کرتی جس سے فتنہ فساد برپا ہو اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ بیشک شیطان پھوٹ ڈالتا ہے ان کے درمیان۔ اختلاف کی باتیں ان میں پیدا کرتا ہے۔ شیطان کہے گا کہ دیکھو جی تمہاری موجودگی میں تمہارے نبی کو مجنون کہا گیا ہے جھوٹا اور مفتری کہا گیا ہے تم بھی ان کو کہو، طبعاً یہ باتیں ذہن میں آتی ہیں شیطان اور ابھارے گا اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا بیشک شیطان انسان کا دشمن کھلا ہے۔ شیطان سے کبھی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے رحمت نازل فرمائے۔ رحمت کے مستحق ہونے کے اس نے طریقے بھی بتلائے ہیں کہ توحید کو تسلیم کرو اس کی عبادت کرو اس کے احکام مانو گے تو رحمت نازل ہوگی اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ یا اگر چاہے تو تمہیں سزا دے۔ اس کے پیغمبروں کیساتھ عداوت کرو گے نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب رسالت کی وضاحت:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر وکیل بنا کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبلغ ہیں یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (مائدہ:۶۷) اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حق کو پہنچا دیں سنا دیں اگر یہ منکر ہو کر جہنم میں جاتے ہیں تو وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (بقرہ:۱۱۹) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوزخیوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ کہ یہ جہنم میں کیوں گئے ہیں۔ یہ سوال اس وقت ہوسکتا تھا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوتاہی کرتے اور اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تبلیغ میں کوتاہی کرے۔ پیغمبروں نے جانیں دے دیں لیکن تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کی دوسری صورت یہ ہوسکتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت دینے کا اختیار ہوتا تو پھر سوال ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ہدایت کیوں نہیں دی اور یہ بات بھی صاف ہے کہ ہدایت کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ہے اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (قصص:۵۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے ہدایت پیش کرنا ہدایت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر ہدایت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں ہوتا تو اپنے چچا ابو طالب عبد مناف کو کبھی دوزخ میں نہ جانے دیتے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچاس سال خدمت کی ہے اور خدمت بھی ایسی کہ دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی کہ کسی چچا نے بھتیجے کی ایسی خدمت کی ہو۔ مگر گروپ بندی اور پارٹی بازی اور دھڑا بندی بہت بری چیز ہے اس نے آخر دم تک کفر کا دھڑا نہیں چھوڑا دوزخ میں گیا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ سب سے ہلکا عذاب ابو

طالب کو ہوگا کہ آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے اس کا دماغ ایسے ابلے گا جیسے تیز آگ پر ہنڈیا کا پانی کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ فرمائے۔ تو فرمایا ہم نے آپ ﷺ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ اور آپ ﷺ کا رب خوب جانتا ہے بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ان کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

ساتویں آسمانوں میں فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (سورۃ مدثر) اور تیرے رب کے لشکروں کو صرف وہی جانتا ہے۔ ایک ایک انسان اور جن کیساتھ چوبیس چوبیس فرشتے ہیں اور زمین کی مخلوق کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ زمین میں انسان ہیں جنات ہیں کیڑے مکوڑے ہیں نہ معلوم کیا کیا مخلوق ہے تمام مخلوقات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ اور البتہ تحقیق ہم نے فضیلت دی بعض انبیاء علیہم السلام کو عَلٰى بَعْضٍ بعض پر۔ ایمان کے سلسلے میں مومن کا فریضہ ہے کہ سب پیغمبروں پر ایمان لائے اور یہ کہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (بقرہ: ۲۸۵) ہم نہیں تفریق کرتے کسی میں اس کے رسولوں میں سے۔ ہمارا سب پر ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور اپنے اپنے زمانہ میں ہدایت کا بہترین نمونہ تھے۔ باقی درجے کے لحاظ سے ان میں فرق ہے جس کا ثبوت تیسرے پارے کی پہلی آیت کریمہ میں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

خصوصیت سے حضرت داؤد علیہ السلام اور زبور کا ذکر کیوں؟

وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی۔ مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ زبور کے ذکر کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں آخری دور کے نبی اور آپ ﷺ کی امت کی خلافت ارضی کا ذکر ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ بات لکھ دی ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔ اور نیک بندوں کی تشریح میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لوگ آتے ہیں۔ آج بھی زبور، انجیل، تورات کوئی بھی آسمانی کتاب قرآن کریم کے علاوہ صحیح شکل میں موجود نہیں ہے ان میں بہت زیادہ تحریفات ہو چکی ہیں۔ پھر بھی کچھ چیزیں آج بھی ایسی ملتی ہیں جن کا تعلق آخری پیغمبر اور آخری امت کیساتھ ہے۔ چنانچہ انجیل داؤد کا سینتیسواں باب آیت نمبر ۹۔۱۰ میں ایسا مضمون موجود ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کا ذکر موجود ہے۔ انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو کہا میں جاتا ہوں دنیا کا سردار آئے گا اس کا مجھ میں کچھ نہیں ہے۔ یعنی جو خوبیاں اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہیں۔ یہ آیت آج بھی انجیل یوحنا میں موجود ہے۔

جنات سے پناہ مانگنے کا واقعہ:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں پکارو تم ان کو جن کے متعلق تم خیال کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ تفسیروں میں اس آیت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام تھا اس کا نام وجّہ تھا۔ وہاں جنات کا ڈیرہ تھا۔ یہ لوگ جب وہاں جاتے تھے تو جنات سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ اے وادی کے سردار جن میں تمہاری پناہ لیتا ہوں اور وہاں دودھ و مکھن وغیرہ چھوڑ دیتے تو جنوں کو اور بھی مزہ آ گیا کہ ڈرتے بھی ہم سے ہیں اور مفت غذا بھی پہنچا دیتے ہیں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ جنات مسلمان ہوئے، ان لوگوں نے جو مشرک تھے، بدستور ان کی پوجا جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو تم اللہ کے ماسوا پکارتے ہو تو یہ سنو کہ "فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا" اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری تکلیفیں دور کر سکتے ہیں اور نہ ان کو پھیر کر کسی اور پر ڈال سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے توسّل سے مانگتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ وہ لوگ جن کو پکارتے ہیں يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ عبادت اور اطاعت کے ذریعے اَيُّهُمْ اَقْرَبُ کون ان میں سے زیادہ قریب ہو۔ وہ خود رب کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ اور امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اور ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کی اپنی یہ کیفیت ہے کہ پہلے وہ باغی تھے لیکن اب وہ اللہ والے بن گئے ہیں تو اے مشرکو تم پھر بھی ان کی پوجا نہیں چھوڑتے ہو۔ مدعی سست اور گواہ چست کا مصداق ہیں اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کا عذاب ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کا عذاب ڈرنے کے قابل ہے کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہلاک کر دیں گے اس کو قیامت کے دن سے پہلے یا اس کو سزا دینے والے ہیں بڑی سخت سزا ہے

كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿58﴾ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی۔ اور نہیں روکا ہمیں کہ ہم بھیجیں نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا ان نشانیوں کو پہلے

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا

لوگوں نے۔ اور دی ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی روشن پس انہوں نے زیادتی کی اونٹنی کیساتھ اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کے

تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا

لیے۔اور جس وقت ہم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب احاطہ کرنے والا ہے لوگوں کا۔اور نہیں بنایا ہم نے

الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

وہ دکھاوا جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا مگر لوگوں کے لیے آزمائش اور درخت جو ملعون ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع۶

پس نہیں زیادہ کرتا مگر سرکشی بڑی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُهْلِكُوْهَا: اسے ہلاک کرنے والے، مُعَذِّبُوْهَا: عذاب دینے والے، مَسْطُوْرًا: لکھا ہوا، مَنَعَنَآ: ہم کو روکا، تَخْوِيْفًا: ڈرانا، اَحَاطَ: محیط ہوا، اَرَيْنٰكَ: ہم نے آپ کو دکھلایا، اَلْمَلْعُوْنَةَ: مذمت کیا ہوا، نُخَوِّفُهُمْ: ہم ڈرائیں گے انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین مکہ کا تذکرہ تھا کہ وہ جنات کی پوجا کرتے تھے۔اب آگے ان آیات میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر موضح القرآن کے مطابق مشرکین اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں کسی ایک نیک بندے اور بزرگ کی پوجا کرتے اور کہتے کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وقت آنے پر کوئی بھی جن یا نیک بزرگ یا ولی یا نبی اللہ کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بستیوں کی ہلاکت کی وجہ یہ بیان کررہے ہیں کہ ہر شہر کے لوگوں نے اپنے خانہ ساز بزرگ بنا رکھے تھے۔

تفسیری نکات: شرک کرنے والوں کا انجام:

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اور نہیں ہے کوئی بستی اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا مگر ہم اس کو ہلاک کردیں گے قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن سے پہلے اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا یا ہم اس کو سزا دیں بڑی سخت سزا۔بزرگوں کو پوجنے والی بستیوں کو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ ان سب کو تباہ کرے گا اور بتلائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے بچانے والا۔ان بزرگوں کا تو کوئی گناہ نہیں ہے یہ تو سارے بڑے نیک اور پارسا تھے یہ اُن لوگوں کا قصور ہے جنہوں نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ یہ ہمارے پناہ دہندہ ہیں كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ہے یہ بات لکھی ہوئی لوح محفوظ میں اور جو بات لوح محفوظ میں درج ہو چکی ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اور نہیں روکا ہمیں اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ کہ ہم بھیجیں نشانیاں اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ مگر اس

بات نے کہ جھٹلایا ان نشانیوں کو پہلوں نے وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ اور دی ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی مُبْصِرَةً روشن، سب کو نظر آتی تھی۔ فَظَلَمُوْا بِهَا پس انہوں نے اونٹنی کے ساتھ ظلم کیا یعنی اس اونٹنی کو اور اس کے بچے کو مار ڈالا۔ اللہ کی بھیجی ہوئی نشانی کے ساتھ یہ سلوک کیا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں اِلَّا تَخْوِيْفًا مگر ڈرانے کے لیے۔ جو ڈرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بچالیں گے۔

واقعہ معراج بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اور جس وقت ہم نے آپ ﷺ کو کہا اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ آپ ﷺ کا رب لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے علماً بھی اور قدرتاً بھی، اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے کوئی باہر نہیں ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اور نہیں بنایا ہم نے وہ دکھاوا جو ہم نے آپ ﷺ کو دکھایا مگر آزمائش لوگوں کے لیے۔ اس سورت کی ابتدا میں بعض لوگوں کو الرؤیا کے لفظ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ضوء السراج میں اس پر با حوالہ بحث کی ہے کہ رؤیا کا معنی، لغت میں خواب بھی ہوتا ہے اور بیداری میں دیکھنا بھی ہے اس رؤیا کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہم نے نقل کی ہے۔ رؤیا عینِ اُریھا رسول اللہ کہ واقعہ معراج میں آپ ﷺ نے جو اللہ تعالیٰ کے عجائبات دیکھے ہیں وہ بیداری میں آنکھ کے ساتھ دیکھنا ہے خواب کا دیکھنا نہیں۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ کی تفسیر میں تم پڑھ چکے ہو کہ دکھاوے سے مراد معراج کی رات ہے۔

شجرہ ملعونہ سے کیا مراد ہے؟

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ اور جو درخت ملعون ہے قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ تھوہر کا درخت اور غسلین کا درخت اور ضریع کا درخت، یہ دوزخ میں پیدا ہوتے ہیں۔ کافروں نے کہا کہ عجیب قسم کی منطق ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے لیے تو یہ بات بڑی نرالی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ان چیزوں کوئی حیثیت نہیں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ ترکی میں ایک جانور ہے سمندل، اس کی پشم کے لوگ کپڑے بناتے ہیں اور وہ کپڑے جب میلے ہوجاتے ہیں تو تنور میں ڈالتے ہیں، میل ختم ہوجاتا ہے کپڑے نہیں جلتے۔ تو اب دنیا کی ایسی چیزیں ہم دیکھتے ہیں تو آخرت کی کیا بات ہے۔

صراح مع القراح میں شیخ جمال الدین قرشیؒ لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک جانور ہے سمندل نامی وہ آگ میں ایسا خوش ہوتا ہے جیسا کہ پانی میں مچھلی۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سہارن پور کمپنی باغ میں ایک درخت ہے جس کی پرورش آگ سے ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑا باغ ہے اس میں جمعیت علماء ہند کا جلسہ تھا حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی صدارت تھی ہم اس جلسے میں شریک تھے لیکن وہ درخت آنکھوں سے نہیں دیکھ سکے۔ بہر حال دنیا میں اس کی نظیریں موجود ہیں اور آخرت کا تو مسئلہ ہی جدا ہے وہ ہمیں یہاں کیا سمجھ آئے گی۔ اس میں سانپ بھی ہونگے جو دوزخیوں کو ڈنگ ماریں گے۔ درد ساری زندگی ختم نہیں ہوگا اور خچر کے برابر بچھو ہونگے ایک دفعہ ڈسیں گے ساری زندگی اس کی جلن ختم نہیں ہوگی لیکن یہ چیزیں ہمیں یہاں سمجھ نہیں آسکتیں کہ آگ بھی ہو، سانپ اور بچھو بھی ہوں اور درخت بھی ہوں مگر سب کچھ صحیح ہے، قرآن میں ہے، حدیث میں ہے وَنُخَوِّفُهُمْ اور ہم ان کو ڈراتے ہیں نشانیوں کے ذریعے فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا پس یہ قرآن نہیں زیادہ کرتا ان کے لیے مگر سرکشی بڑی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ

اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس کو جس کو

خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى

تو نے پیدا کیا ہے گارے سے۔ کہا ابلیس نے آپ بتلائیں مجھے یہ وہ ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھے مہلت

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ

دے گا قیامت کے دن تک البتہ ضرور میں قابو کروں گا اس کی اولاد کو مگر بہت تھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ پس جو پیروی

جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

کرے گا ان میں سے تیری پس بیشک جہنم تمہارا بدلہ ہوگا بدلہ پورا۔ اور تم ملالو جس پر تم طاقت رکھتے ہو ان میں سے اپنی آواز

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ

کے ساتھ، اور کھینچ لاؤ ان پر مالوں میں اور اولاد میں اور ان کو وعدے دو، اور نہیں وعدہ دیتا شیطان ان کو مگر دھوکے کا۔

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾

بیشک میرے بندے نہیں ہوگا تیرے لیے ان پر کوئی زور اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کارساز۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طِيْنًا: مٹی، اَرَءَيْتَكَ: کیا آپ نے دیکھا، كَرَّمْتَ: آپ نے فوقیت دی، اَخَّرْتَنِ: آپ نے مجھے مہلت دی،

لَاَحْتَنِكَنَّ: تو البتہ ضرور مَیں جڑ سے اُکھاڑوں گا، جَزَآؤُكُمْ: تمہاری سزا، مَّوْفُوْرًا: پوری، اِسْتَفْزِزْ: تو بہکالے، بِصَوْتِكَ: اپنی آواز سے، اَجْلِبْ: توجمع کرے، بِخَيْلِكَ: اپنے سوار، رَجِلِكَ: اپنے پیادے، شَارِكْهُمْ: انہیں شریک کر، اَلْاَوْلَادِ: اولاد۔

ربط:

اوپر نافرمانوں کا ذکر تھا کہ کبھی کہتے ہیں ہو کہ شجرہ ملعونہ وہاں کیسے ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر کیسے لے جایا گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ابلیس صفت مت بنو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ سجدہ کر اس نے نہیں کیا تھا۔ فرشتہ صفت بنو۔ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدے کا حکم دیا فرشتے سجدے میں گر پڑے شیطان نے فرمانی کی تو تم بھی نافرمان مت بنو، فرمانبردار بنو۔

تفسیری نکات: حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا سجدہ نہ کرنا:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جس وقت ہم نے فرشتوں کو کہا اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ کس چیز نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ ابلیس نے جواب دیا۔

قَالَ کہنے لگا ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا کیا میں سجدہ کروں اس کو جس کو تو نے پیدا کیا ہے گارے سے اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۲ میں ہے کہنے لگا۔ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، آگ میں روشنی اور بلندی ہوتی ہے، اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کروں؟ پھر آگے اللہ تعالیٰ کے آگے گستاخانہ انداز میں باتیں کرتا ہے۔ قَالَ کہا ابلیس نے اَرَءَيْتَكَ آپ بتلائیں مجھے هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ یہ وہ ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کیساتھ گفتگو ہو رہی ہے لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اگر تو مجھے مہلت دے گا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک لَاَحْتَنِكَنَّ البتہ ضرور میں قابو کروں گا ذُرِّيَّتَهٗٓ اس کی اولاد کو اِلَّا قَلِيْلًا مگر بہت تھوڑے۔ قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذْهَبْ جاؤ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ پس جس نے پیروی کی تیری ان میں سے فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا پس بیشک جہنم تمہارا بدلہ ہوگا پورا پورا بدلہ۔ تمہارے لئے دوزخ ہے۔

شیطان اور شیطانی قوتوں کو انتباہ:

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ اور ملا لو تم جس پر تم طاقت رکھتے ہو مِنۡهُمۡ ان انسانوں میں سے بِصَوۡتِكَ اپنی آواز کیساتھ۔ یہ گانوں کی جو آوازیں ہیں یہ تمام اس مد میں آتی ہیں۔ وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ اور کھینچ لاؤ ان پر اپنے اسوار اپنے لشکروں کیساتھ، ان پر حملہ آور ہو وَرَجِلِكَ اور پیدل لشکروں کیساتھ۔ قرآن پاک کے نزول کے وقت سوار لشکر ہوتا تھا یا پیدل ہوتا تھا فضائی نہیں ہوتا تھا۔ فرمایا تم اپنے سوار لشکر بھی تیار کر لو اور پیدل لشکر بھی جتنا کر سکتے ہو تیار کر لو وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ اور شریک ہو ان کیساتھ مالوں میں اور اولاد میں وَعِدۡهُمۡ اور ان کیساتھ وعدے کرتے رہو وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا اور نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر دھوکے کا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ہی فرما دیا تھا اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ بیشک میرے بندوں پر نہیں ہوگا تیرے لیے کوئی زور کوئی تسلط نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے جو خالص بندے ہیں وہ شیطان کے چیلے نہیں بنتے، وہ پہلے بھی تھے اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے گو تھوڑے ہی سہی۔ وہ شیطانی کارروائیوں سے گریز کریں گے اور شیطان کی اطاعت نہیں کریں گے وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کارساز۔

رَبُّكُمُ الَّذِىۡ يُزۡجِىۡ لَـكُمُ الۡـفُلۡكَ فِى الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ

تمہارا پروردگار وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیاں سمندر میں تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو بیشک وہ ہے تمہارے ساتھ

رَحِيۡمًا ﴿66﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ ۚ

بڑا مہربان۔ اور جس وقت پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں غائب ہو جاتے ہیں جن کو تم پکارتے ہو مگر اسی اللہ تعالیٰ کی ذات۔

فَلَمَّا نَجّٰٮكُمۡ اِلَى الۡبَـرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ‌ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ كَفُوۡرًا ﴿67﴾ اَفَاَمِنۡتُمۡ

پس جس وقت وہ تمہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو تم اعراض کرتے ہو اور ہے انسان ناشکری کرنے والا۔ کیا پس تم امن

اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمۡ جَانِبَ الۡبَـرِّ اَوۡ يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ

میں ہو اس سے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے خشکی کے کنارے یا بھیجے تم پر سنگریزے اور پتھر، پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے کسی

وَكِيۡلًا ﴿68﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ يُّعِيۡدَكُمۡ فِيۡهِ تَارَةً اُخۡرٰى فَيُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيۡحِ

کو وکیل۔ کیا تم امن میں ہو یہ کہ لوٹا دے تمہیں اسی سمندر میں ایک مرتبہ اور پھر چھوڑ دے تم پر توڑ پھوڑ کرنے والی ہوا

فَيُغۡرِقَكُمۡ بِمَا كَفَرۡتُمۡ‌ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ عَلَيۡنَا بِهٖ تَبِيۡعًا ﴿69﴾

پس وہ غرق کر دے تمہیں تمہارے کفر کرنے کی وجہ سے پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے ہمارے مقابلے میں اس کا کوئی مطالبہ کرنے والا

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِىۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور البتہ ہم نے عزت دی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا ان کو خشکی میں اور سمندر میں اور ہم نے روزی دی ان کو پاکیزہ چیزوں

وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا ﴿۷۰﴾ ع ۷

سے اور ہم نے ان کو فضیلت دی بہت سی مخلوق پر جو ہم نے پیدا کی فضیلت دینا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُزۡجِىۡ: وہ چلاتا ہے، نَجّٰكُمۡ: تمہیں نجات دی، اَعۡرَضۡتُمۡ: تم نے اعراض کیا، جَانِبَ: طرف، حَاصِبًا: تند ہوا، يُعِيۡدُكُمۡ: وہ تمہیں لوٹائے، تَارَةً: مرتبہ، قَاصِفًا: سخت طوفان، فَيُغۡرِقَكُمۡ: پھر وہ تمہیں غرق کر دے گا، تَبِيۡعًا: پیچھا کرنے والا، حَمَلۡنٰهُمۡ: ہم نے سوار کیا انہیں، فَضَّلۡنٰهُمۡ: ہم نے فضیلت دی انہیں۔

ربط:

شیطان اور اس کی اتباع کرنے والوں کو انتباہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان آیات میں اپنی قدرت اور طاقت اور جلال کا بیان فرما رہا ہے کہ زندگی میں تمہارے لیے راحت پہنچانے والی چیزیں بھی اللہ کے حکم سے تمہیں راحت پہنچا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء نہ ہو تو وہی راحت پہنچانے والی چیزیں زحمت کا باعث بن جائیں۔

تفسیری نکات: سمندر میں چلنے والی کشتیاں اور جہاز:

رَبُّكُمُ الَّذِىۡ تمہارا رب وہ ہے يُزۡجِىۡ لَـكُمُ الۡـفُلۡكَ جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیاں فِى الۡبَحۡرِ سمندر میں لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو۔ پہلے زمانے میں صرف کشتیاں ہوتی تھیں جہاز بعد کی ایجاد ہے۔ یہ کشتیاں اور آج کل کے بڑے بڑے جہاز جو سمندروں میں رواں دواں ہیں ایک علاقے اور ملک کا سامان دوسرے علاقے اور ملک میں لے جاتے ہیں۔ مال اور اسباب کے ساتھ ساتھ لوگ بھی اس میں سفر کرتے ہیں اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا بیشک وہ ہے تمہارے ساتھ بڑا مہربان شفقت کرنے والا۔

مصیبت کے وقت مشرک بھی اللہ کو ہی پکارتے تھے:

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے تمہیں تکلیف فِى الۡبَحۡرِ سمندر میں ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ غائب ہو جاتے ہیں وہ جن کو تم پکارتے ہو مگر اسی اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اس وقت پروردگار کے سوا تمہیں کوئی یاد نہیں آتا۔ اور سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۶۵ میں ہے فَاِذَا رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ پس جب یہ سوار

ہوتے ہیں اور ہر طرف سے موجیں آتی ہیں اور خطرے کا الارم بج جاتا ہے تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ۸ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والے مکہ سے بھاگ گئے۔صفوان بن امیہ، ہبار بن اسود، وحشی بن حرب، عکرمہ بن ابو جہل بعد میں یہ سارے مسلمان ہو کر رضی اللہ عنہم ہو گئے۔

عکرمہ بن ابو جہل بھی بھاگے یہ ساحل سمندر پر پہنچے تو اتفاق سے حبشہ کی کشتی آ گئی عکرمہ بھی اس میں سوار ہو گئے کشتی چند میل چلی تو بڑے بڑے طوفان اٹھے کشتی کو خطرہ لاحق ہوا عکرمہ نے "یَا لَاتِ اَغِثۡنِیۡ" "اے لات میری مدد کر" کہنا شروع کیا "یَا عُزّٰی اَغِثۡنِیۡ" "اے عزی میری مدد کر ملاحوں نے کہا یہاں اللہ تعالیٰ کو پکارو" فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمۡ لَا تُغۡنِیۡ هٰهُنَا شَیۡئًا "بیشک تمہارے خدا یہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتے۔

یہاں صرف اللہ کو پکارو یہاں کسی اور کا بس نہیں چلتا۔عکرمہ نے کہا کہ اگر ہمارے الہ یہاں کام نہیں آ سکتے اور کہاں کام آئیں گے میں عہد کرتا ہوں اگر مجھے نجات مل گئی تو جس کلمے سے میں بھاگتا پھرتا تھا وہ پڑھ کر رہوں گا۔کشتی واپس آ گئی آگے نہ جا سکی۔عکرمہ نے دیکھا کہ کنارے پر اُن کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا کھڑی ہے اور کوئی چیز بغل میں لیے ہوئے ہیں۔دیکھ کر خیال کیا کہ انہوں نے بہت زیادتی کی ہے کہ عورتوں کو بھی گھروں میں نہیں رہنے دیا۔پوچھا ام حکیم تم کیسے آئی ہو خیریت ہے؟ انہوں نے کہا بالکل خیریت ہے کوئی بات نہیں ہے۔پھر کیسے آئی ہو؟ کہنے لگی میں تمہارے لیے خیر کا پیغام لے کر آئی ہوں اس وقت تک ام حکیم بھی مسلمان نہیں ہوئی تھی بعد میں مسلمان ہوئی۔

کہنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا کی چٹان پر کھڑے ہو کر مکہ والوں کو خطاب کیا ان کے جرائم شمار کر کے بتلائے کہ فلاں نے فلاں موقع پر یہ زیادتی کی، فلاں نے فلاں موقع پر یہ زیادتی کی، تم نے میرے ساتھ یہ کیا اور میرے ساتھیوں کیساتھ یہ سلوک کیا۔میرے فلاں ساتھی کو تم نے شہید کیا، فلاں بی بی کو تم نے شہید کیا، فلاں کو تم نے انگاروں پر لٹایا، فلاں کو ریت پر لٹایا، جرائم شمار کرنے کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اب تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے؟ سب کے طوطے اڑ گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡكُمُ الۡیَوۡمَ آج کے دن میں نے تم سب کو معاف کیا کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔میں نے کہا میرے خاوند عکرمہ کو بھی معاف کیا؟ فرمایا ہاں معاف کر دیا۔میں نے کہا وہ وہمی سے آدمی ہیں وہ ایسے نہیں آئے گے کوئی نشانی ہونی چاہیے۔اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کالی پگڑی باندھی ہوئی تھی وہ اتار کر بطور نشانی کے دے دی کہ یہ میری پگڑی لے جاؤ ان کو کہو نہ ڈرے ان کے لیے امان ہے یہ میری بغل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک ہے، عکرمہ واپس آ کر مسلمان ہو گئے تو فرمایا جس وقت تمہیں سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ جھوٹے معبود سارے غائب ہو جاتے ہیں وہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی تمہاری مدد نہیں کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ راحت دینے اور زحمت دینے دونوں پر قادر ہے :

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جس وقت اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو اَعْرَضْتُمْ تم اعراض کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا اور انسان بڑا ناشکرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا موت سمندر میں ہی ہے۔ اَفَاَمِنْتُمْ کیا پس تم امن میں ہو ان اس سے اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ کہ تمہیں دھنسا دے زمین میں جَانِبَ الْبَرِّ خشکی کے کنارے پر۔ جب تم سمندر سے نکل کر خشکی پر پہنچو تو کیا اللہ تعالیٰ کو قدرت نہیں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔ قارون جو موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ (قصص: ۸۱) پھر ہم نے دھنسا دیا قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا یا بھیجے تم پر سنگریزے اور پتھر۔ لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے پتھر برسائے تو کیا تم پر نہیں آسکتے؟ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے کوئی وکیل جو تمہاری حمایت کرے اَمْ اَمِنْتُمْ کیا تم امن میں ہو اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى کہ لوٹا دے تمہیں اسی سمندر میں ایک مرتبہ اور تمہیں کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ تم مجبور ہو جاؤ سمندر کا سفر کرنے پر فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ پھر چھوڑ دے تم پر توڑ پھوڑ کرنے والی ہوا۔ کشتی کے تختے ہی ٹوٹ جائیں بادبان جو لگا ہوا ہے وہ اڑ جائیں فَيُغْرِقَكُمْ پس وہ غرق کر دے تمہیں اور یہ کیوں ہوگا؟ بِمَا كَفَرْتُمْ بوجہ تمہارے کفر کرنے کے۔ وہ تمہیں سمندر میں بھی ہلاک کر سکتا ہے، خشکی میں بھی اور پتھر برسا کے بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کی قدرت بڑی وسیع ہے ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے ہمارے مقابلے میں اس کا کوئی مطالبہ کرنے والا۔ کوئی ہمیں پوچھ نہیں سکتا کہ اے پروردگار! یہ تو نے کیوں کیا ہے؟

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور البتہ تحقیق ہم نے عزت دی اولاد آدم کو وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور ہم نے ان کو سوار کیا خشکی میں اور سمندر میں وَرَزَقْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو روزی دی مِّنَ الطَّيِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے وَفَضَّلْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو فضیلت دی عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا بہت سی مخلوق پر جو ہم نے پیدا کی فضیلت دینا۔ مجموعی حیثیت سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے سب مخلوقات سے افضل بنایا ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

اس دن بلائیں گے ہم ہر گروہ کو ان کے امام کے نام کیساتھ پس جس کو دیا گیا اس کا پرچہ اس کے دائیں ہاتھ میں پس وہ لوگ

يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿71﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى

پڑھیں گے اپنے پرچے اور نہیں ظلم کیا جائے گا ان پر دھاگے کے برابر بھی۔ اور جو شخص ہے اس دنیا میں اندھا پس وہ آخرت

فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿72﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

میں بھی اندھا ہوگا اور وہ بہت بہکا ہوا ہے راستے کے لحاظ سے۔ اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنے میں

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا

ڈال دیں اس چیز سے۔ وحی کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تاکہ تم افترا باندھو ہم پر اس کے علاوہ کسی اور چیز کا اور اس وقت

لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿73﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ

البتہ وہ بنالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست۔ اور اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت قدم نہ رکھتے البتہ قریب تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مائل ہو جاتے

شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿74﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ

ان کی طرف کچھ تھوڑا سا۔ اس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چکھاتے دوگنی سزا دنیا کی زندگی میں اور دوگنی سزا مرنے کے بعد پھر

لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿75﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پاتے اپنے لیے ہمارے خلاف کوئی مددگار۔ اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہلا دیں

الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿76﴾

زمین سے تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دیں اس زمین سے اور اس وقت نہیں ٹھہریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مگر تھوڑا طریقہ۔

ع ۸ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿77﴾

ان کا جن کو ہم نے بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اپنے رسولوں سے اور نہیں پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی

مشکل الفاظ کے معانی:

بِاِمَامِهِمْ: اپنے اعمال نامہ سمیت، كِتٰبَهٗ: اس کا اعمال نامہ، بِيَمِيْنِهٖ: اپنے دائیں ہاتھ میں، لَيَفْتِنُوْنَكَ: البتہ وہ پھسلا دیتے آپ کو، لِتَفْتَرِيَ: کہ آپ غلط بات منسوب کریں، لَّاتَّخَذُوْكَ: وہ آپ کو بنالیں گے، ثَبَّتْنٰكَ: ہم نے ثابت قدم بنایا آپ کو، كِدْتَّ: قریب تھا کہ آپ، تَرْكَنُ: آپ جھکتے، لَّاَذَقْنٰكَ: ہم چکھاتے آپ کو، الْمَمَاتِ: موت، لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ: وہ آپ کو بہکانے لگے تھے، لَا يَلْبَثُوْنَ: وہ نہ ٹھہریں گے، خِلٰفَكَ: آپ کے بعد، لِسُنَّتِنَا: ہمارا قاعدہ، طریقہ۔

ربط:

اوپر توحید کا مسئلہ تھا، اب آگے قیامت کا مسئلہ ہے۔ تاکہ ان چیزوں کے بار بار آنے سے ذہن بنے کیونکہ قیامت کا بھی وہ انکار کرتے تھے۔ جسے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں " ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا "

تفسیری نکات: امام سے کیا مراد ہے؟:

یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ اس دن ہم بلائیں گے ہر گروہ اور ٹولے کو امام کے نام کے ساتھ۔

امام سے کیا مراد ہے؟ تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن اور تفسیر بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ اس سے ہر امت کے نبی مراد ہیں کہ کہا جائے گا حضرت نوح علیہ السلام کی امت حاضر ہو۔ حضرت ہود علیہ السلام کی امت حاضر ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام کی امت آئے اور ہر امت کے ساتھ ان کا نبی بھی ہوگا۔ دوسری تفسیر میں یہ ہے کہ اس سے مراد سواد اعظم کے ائمہ کرام یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ماننے والے آجائے۔ ایک رائے کے مطابق امام سے مراد چاروں سلسلہ ہائے تصوف یعنی قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ مراد ہیں اور ایک رائے کے مطابق امام کا معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے خیر و شر مراد ہیں اور امام کے یہ معنی بھی لیا گیا ہے کہ اس سے مراد نامہ اعمال ہے۔ جیسا کہ آگے بھی آرہا ہے۔

نامہ اعمال کا بیان:

فَمَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ پس جس کو دیا گیا اس کا پرچہ دائیں ہاتھ میں فَاُولٰٓئِكَ یَقۡرَءُوۡنَ کِتٰبَهُمۡ پس وہ لوگ پڑھیں گے اپنے پرچے کو وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا اور نہیں ظلم کیا جائے گا اور ان پر دھاگے کے برابر۔ یعنی ذرہ برابر بھی ان پر ظلم نہیں ہوگا حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے ہوں گے۔

اندھا ہونے کا بیان اور اس کی وضاحت:

وَمَنۡ کَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰی پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا وَاَضَلُّ سَبِیۡلًا اور بہت بہکا ہوا ہے راستے کے لحاظ سے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں دوسرے مقام پر آتا ہے۔ اَبۡصِرۡ بِهِمۡ وَاَسۡمِعۡ یَوۡمَ یَاۡتُوۡنَنَا یہ فعل تعجب کے صیغے ہیں معنی یہ ہے کہ کیا ہی دیکھنے والے ہوں گے۔ کیا ہی سننے والے ہوں گے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ دیکھیں گے سنیں گے۔ تو یہ اندھا کیسے ہوگا۔ اس کے دو جواب ہیں۔

① ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر میں دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اعمٰی سے مراد اَعۡمٰی مِنَ الۡحُجَّةِ (دلیل سے اندھا) ہے۔

② ۔ اعمٰی کا یہ معنی کہ جب قبر سے نکلے گا تو اوّل اندھا ہوگا پھر آگے چلے گا تو جب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گا تو اَبۡصِرۡ بِهِمۡ وَاَسۡمِعۡ یَوۡمَ یَاۡتُوۡنَنَا اللہ کی عدالت میں آئے گا تو دیکھنے والا، سننے والا ہوگا۔

شانِ نزول: بنوثقیف والوں کے مشروط ایمان لانے پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ:

تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے کہ بنوثقیف کے لوگ جو طائف کے آس پاس رہتے تھے آپ ﷺ کے پاس آئے کہنے لگے کہ حضرت ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن اس شرط پر کہ ہمارے اس رقبے کو حرم بنادیں، درمنثور وغیرہ میں یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن اس سال ہمیں چڑھاوے کی اجازت دے دیں، یہ بھی آپ کو ملے گا تفسیر صاوی وغیرہ میں کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن ہم نماز نہیں پڑھیں گے اور ہم جہاد کے لئے نہیں جائیں گے اور ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ خیال فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہو جائیں تو ان شاء اللہ سارا کچھ کریں گے، چلو ان سے کچھ نرمی برتو۔ آپ ﷺ کا ارادہ بُرا نہ تھا لیکن اگر آپ ﷺ ایسا کرتے تو اس کا نتیجہ بُرا ہوتا، لوگ کہتے کہ دیکھو ان کو چڑھاوے کی اجازت دی۔ ان کو نماز معاف کر دی، ان کو جہاد معاف کر دیا تو اس سے غلط تاثر پیدا ہوتا۔

وَاِنْ كَادُوْا اور بیشک قریب تھا لَيَفْتِنُوْنَكَ البتہ آپ ﷺ کو فتنے میں ڈال دیں عَنِ الَّذِيْٓ اس چیز کے بارے میں اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ جو وحی ہم نے آپ ﷺ کی طرف کی ہے۔ وحی یہ کی کہ نماز ضروری ہے، عشر ضروری ہے، جہاد ضروری ہے۔ اور کوئی شخص کسی جگہ کو اپنی طرف سے حرم نہیں بنا سکتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے انہوں نے کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کو فتنے میں ڈال دیں اور لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ تاکہ تم افترا باندھو ہم پر اس کے علاوہ کسی اور چیز کا۔ ایسا دین ان کو بتلائیں کہ اس میں نہ نماز ہو نہ عشر ہو نہ اس میں جہاد ہو وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا اور اس وقت وہ بنالیں آپ کو دوست۔ فرمایا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ اور اگر ہم آپ ﷺ کو ثابت قدم نہ رکھتے۔ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ قریب تھا کہ آپ ﷺ ان کی طرف جھک جاتے شَيْـًٔا قَلِيْلًا کچھ تھوڑا سا۔ آپ ﷺ کے دل میں تو خیال آیا کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، جہاد بھی کریں گے مگر ہم نے آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھا اگر آپ ﷺ ایسا کرتے تو اِذًا اس وقت اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ہم آپ ﷺ کو چکھاتے ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ دوگنی سزا دنیا کی زندگی میں بھی اور دوگنی سزا مرنے کے بعد بھی۔ جتنا کسی کا مقام بلند ہوتا ہے سزا بھی اتنی زیادہ ہوتی ہے ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا پھر آپ ﷺ نہ پاتے اپنے لیے ہمارے خلاف کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ نے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہونی چاہیے وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ اور بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے قدم ہلا دیں اکھاڑ دیں مِنَ الْاَرْضِ زمین سے۔ انہوں نے ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ آپ ﷺ مکہ میں نہ رہ سکیں چنانچہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا انہوں نے منصوبہ بنایا رات متعین ہوگئی آدمی متعین ہوگئے اور آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا شہید کرنے کا وقت آیا لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا

تاکہ وہ آپ ﷺ کو نکال دیں اس زمین سے وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا اور اس وقت وہ نہیں ٹھہریں گے آپ کے بعد مگر بہت تھوڑا۔ اس واقعہ کے پونے دو سال بعد بلکہ پونے دو سال بھی نہیں گذرے تھے کہ آپ ﷺ کے نکالنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر بڑا ذلیل ورسوا کیا کہ ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگنے کے لیے راستہ نہ ملا سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا طریقہ ہے ان کا جن کو ہم نے بھیجا ہے آپ ﷺ سے پہلے اپنے رسولوں سے کہ ان کو لوگوں نے مجبور کیا ہجرت کرنے پر اور جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی ان کو اللہ تعالیٰ نے سزا دی وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا اور نہیں پائیں گے آپ ﷺ ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی۔ یہ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ آپ ﷺ کو نکال کر یہ سکھ کا سانس لیں گے سکھ کا سانس ان کو نصیب نہی ہوگا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ

قائم کریں آپ ﷺ نماز کو سورج کے ڈھلنے کے بعد رات کی تاریکی تک اور فجر کی نماز کے وقت قرآن پڑھو بیشک فجر کا

كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿78﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ

قرآن پڑھنا ہوتا ہے روبرو۔ اور رات کو پس آپ ﷺ تہجد پڑھیں اس قرآن کیساتھ یہ زائد ہے آپ ﷺ کے لیے

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿79﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ

قریب ہے کہ آپ ﷺ کو کھڑا کرے گا آپ ﷺ کا رب مقام محمود میں۔ اور کہو اے میرے رب مجھے داخل کریں سچائی

وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿80﴾ وَقُلْ جَآءَ

کا داخل کرنا اور مجھے نکالیں سچائی کا نکالنا اور بنائیں آپ میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ مدد کیا ہوا۔ اور کہو حق آ گیا ہے

الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿81﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ

اور باطل چلا گیا ہے بیشک باطل ہے بھاگنے والا۔ اور ہم اتارتے ہیں قرآن کریم سے وہ چیز جو شفا ہے

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿82﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

اور رحمت ہے مومنوں کے لیے اور نہیں زیادہ کرتا قرآن کریم ظالموں کے لیے مگر نقصان۔ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿83﴾ قُلْ

انسان پر اعراض کرتا ہے اور اپنے پہلو کو بچاتا ہے اور جس وقت اس کو پہنچتی ہے تکلیف ہو جاتا ہے ناامید۔ آپ ﷺ کہہ

كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿84﴾ ع

دیں ہر ایک عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر پس تمہارا ربّ خوب جانتا ہے اس کو جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے راستے کے لحاظ سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِدُلُوْكِ: ڈھلنے (کے بعد)، غَسَقِ: اندھیرا، مَشْهُوْدًا: حاضر ہونے کا وقت، فَتَهَجَّدْ: تو آپ تہجد پڑھیں، نَافِلَةً: زائد چیز، يَبْعَثَكَ: وہ آپ کو اٹھائے گا، مَقَامًا: مقام، مَّحْمُوْدًا: اچھا، اَدْخِلْنِيْ: مجھے داخل فرما، اَخْرِجْنِيْ: مجھے لے جا، مُخْرَجَ: نکالنا، زَهَقَ: گیا گزرا ہوگیا، زَهُوْقًا: گیا گزرا ہونا، لَا يَزِيْدُ: نہیں زیادہ کرتا، خَسَارًا: نقصان، اَنْعَمْنَا: ہم نے نعمت عطا کی، اَعْرَضَ: اس نے اعراض کیا، نَا (بِ): ہٹالیتا ہے، بِجَانِبِهٖ: اپنی کروٹ کو، يَئُوْسًا: نا اُمید، شَاكِلَتِهٖ: اس کا اپنا طریقہ۔

ربط:

اوپر کفار کی حیلہ سازیوں کا ذکر تھا۔ آگے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام میں لگے رہیے ان کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہ دیں کہ انہوں نے یہ کیا یہ کہا بلکہ نماز قائم کریں۔

تفسیری نکات: پانچ نمازوں کا بیان:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ قائم کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سورج کے ڈھلنے کے بعد، زوال کے بعد۔ سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے رہو اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ رات کی تاریکی اور اندھیرے تک۔ اس میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں آگئیں وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور فجر کی نماز کے وقت قرآن پڑھو زیادہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک پڑھتے تھے تاکہ لوگ نماز میں مل جائیں۔ اور ظہر کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور عصر اور مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے جیسے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ وغیرہ۔ عشاء کی نماز میں درمیانی سورتیں پڑھتے تھے لمبی سورتیں پسند نہیں کرتے تھے۔

اور نمازوں میں سے زیادہ قرات فجر کی نماز میں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے کہ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا بیشک فجر کے وقت جو قرآن پڑھا جاتا ہے اس وقت فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے۔ جو اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف۔ جنہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے تو ان فرشتوں کی ڈیوٹی نماز فجر اور نماز عصر کے وقت بدلتی ہے۔

نماز تہجد کی اہمیت:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ اور رات کو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھیں اس قرآن کیساتھ۔ تہجد کی نماز میں بھی قرآن کریم پڑھو نَافِلَةً لَّكَ یہ زائد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اس کا یہ معنی کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں

تو فرض ہیں ہر ایک کے لیے اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تہجد مزید فرض ہے۔لیکن جمہور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پہلے سال فرض رہی ہے بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی تھی۔البتہ نفل نمازیں جتنی ہیں ان میں تہجد کی نماز کا بہت بڑا درجہ ہے۔

مقام محمود کا بیان:

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا قریب ہے کہ کھڑا کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب مقام محمود میں۔اس کو اس طرح سمجھو کہ جیسے جلسہ ہوتا ہے تو عام لوگوں کے لیے جلسہ گاہ میں دریاں بچھاتے ہیں یا پرالی وغیرہ ڈالتے ہیں اور لیڈروں کے لیے سٹیج ہوتا ہے۔اسی طرح میدان محشر میں پیغمبروں کے لیے مخصوص جگہ ہوگی عام لوگ میدان میں ہونگے۔اس مخصوص جگہ میں پھر ایک خاص جگہ ہوگی اس کا نام مقام محمود ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہونگے "لَوَاءُ الۡحَمۡدُ" حمد کا جھنڈا۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کا نام ہے یہ لہرا رہا ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سارے پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔فرمایا "اَنَا سَیِّدِ وُلۡدِ اٰدَمَ" میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں۔اس مقام محمود میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہوں گے پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا سورج میل یا دو میل کی مسافت پر ہوگا لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے نَفۡسِیۡ نَفۡسِیۡ پکار رہے ہونگے۔

بخاری شریف کی روایت ہے ایک ہفتے یا پندرہ دن کا لمبا سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔فرمایا "یُلۡھِمُنِیۡ بِمَحَامِدِ لَمۡ تَحۡضُرۡنِیۡ الۡاٰنَ" اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں ایسے کلمات الہام فرمائیں گے جو آج مجھے معلوم نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرۡفَعۡ رَاۡسُكَ اِشۡفَعۡ تَشَفَّعۡ "اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سر اٹھائیں سفارش کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش قبول کی جائے گی۔اسی کا نام شفاعت کبری ہے۔یہ تمام مخلوق کے لیے ہوگی کہ حساب کتاب جلدی شروع ہوجائے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

فرمایا وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ اور کہو اے میرے رب مجھے داخل کریں سچائی کا داخل کرنا۔مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر غار ثور میں روپوش ہوگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن اور تین راتیں غار ثور میں چھپے رہے۔تین دن کے بعد عبداللہ ابن اریقط کی رہبری میں مدینہ طیبہ پہنچے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو اے پروردگار! داخل کریں مجھے سچائی کا داخل کرنا وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ اور مکہ سے نکال مجھ کو سچائی کا نکالنا۔سچائی لے کر جاؤں اور سچائی کے ساتھ داخل ہوں، سچ پر قائم رہو وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا اور بنائیں آپ میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ مدد کیا

ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور صرف آٹھ سال کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر کعبۃ اللہ کی بیرونی دیواروں پر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی ایک ایک بت کو مارتے جاتے تھے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا مٹ گیا۔ اس موقع پر فرمایا وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں حق آ گیا ہے اور باطل چلا گیا ہے اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا بیشک باطل بھاگنے والا، پیچھے ہٹنے والا اور ختم ہو جانے والی چیز ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور ہم اتارتے ہیں قرآن کریم سے مَا هُوَ شِفَآءٌ وہ چیز جو شفا ہے قرآن کریم روحانی بیماریوں کے لیے تو شفا ہے ہی جسمانی بیماریوں کے لیے بھی شفا ہے وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور رحمت ہے مومنوں کے لیے وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کے لیے قرآن مگر نقصان۔ جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا ہے وہ انکار کرتے ہیں، انکار کرتے ہیں، انکار کرتے ہیں، کفر بڑھتا ہے خسارہ بڑھتا ہے ان کو نقصان ہی نقصان ہے۔

انسان کی ناشکری کا بیان:

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو اعراض کرتا ہے ہمیں یاد نہیں کرتا۔ مال و دولت دیتے ہیں، اولاد دیتے ہیں، عزت دیتے ہیں وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور پہلو تہی کرتا ہے، ہماری یاد سے گریز کرتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت اس کو پہنچتی ہے تکلیف كَانَ يَئُوْسًا ناامید ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ہر ایک عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر، مومن اپنی جگہ اور کافر اپنی جگہ۔ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا پس تمہارا رب خوب جانتا ہے اس کو جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے راستے کے لحاظ سے۔ وہ گمراہوں کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی جانتا ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ

اور سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں روح میرے رب کے امر سے ہے

اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر بہت تھوڑا۔ اور البتہ اگر ہم چاہیں البتہ ہم لے جائیں وہ چیز جو وحی کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ

طرف پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پائیں گے اپنے لیے اس کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی وکیل۔ مگر رحمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ

رب کی طرف سے بیشک اللہ تعالیٰ کا فضل ہے آپ ﷺ پر بڑا۔ آپ ﷺ کہہ دیں کہ اگر جمع ہو جائیں انسان اور جن اس

یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ

بات پر کہ لائیں اس قرآن کے مثل نہیں لا سکتے اس کی مثل اور اگرچہ ہوں ان کے بعض بعض کے لیے مددگار اور البتہ تحقیق ہم

صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن کریم میں ہر قسم کی مثالیں پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نہ ماننے کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنَذْهَبَنَّ: ہم ضرور لے جائیں گے، اجْتَمَعَتْ: جمع ہو جائیں، ظَهِیْرًا: مددگار، كُفُوْرًا: انکار کرنے والے۔

ربط:

تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ قرآن پاک اللہ کی وحی ہے اور اس سے قوموں کو حیات نصیب ہوتی ہے۔ اسی مناسبت سے آگے روح کا سوال ہوا جس سے بدن کی حیات ہوتی ہے۔

یہود کے اکسانے پر مشرکین نے آپ ﷺ سے تین سوال کئے:

شان نزول:

ایک موقع پر یہود نے آپ ﷺ تین سوالات کئے۔ درمنثور میں آپ کو یہ بھی ملے گا کہ یہود کے اکسانے پر مشرکین نے سوال کیا۔

① ۔ روح کی حقیقت کیا ہے؟

② ۔ اصحاب کہف کون تھے۔ ان کے کیا کارنامے تھے؟

③ ۔ ذوالقرنین کون تھے اور اُن کے کیا حالات تھے؟

تو یہاں سے روح والے سوال کا جواب دیا گیا ہے باقی دو سوالوں کے جوابات آگے آئیں گے۔

یہاں خاصی طویل بحث چلتی ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس پر بات پر مصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روح کی حقیقت بتلائی تھی آپ ﷺ روح کی حقیقت کو جانتے تھے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ روح کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا یہ صرف اُسی کے ساتھ خاص ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں اس پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم میں روح پر بحث کی ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سمجھانے کے لئے

فرماتے ہیں جسم "لطیف سارٍ فی بدن الحیوان" ایک ایسا لطیف جسم ہے جو جاندار کے بدن میں سرایت کئے ہوتا ہے۔

تفسیری نکات: روح کی حقیقت و ماہیت:

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ اور سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عَنِ الرُّوۡحِ روح کے بارے میں کہ روح کیا چیز ہے؟ قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ روح میرے رب کا ایک امر ہے۔ جب تک جاندار کے جسم میں روح ہے وہ حیات ہے روح نکلی تو پھر موت ہے۔ پھر محض دھڑ ہے اور اس روح کی حقیقت تم نہیں جان سکتے وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر بہت تھوڑا۔ روح کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ بس اس بدن میں جب تک روح ہے زندگی ہے جب نکل جائے تو لاشی ہے۔ جس طرح اس جسم کی زندگی روح کیساتھ ہے اسی طرح روحانی حیات قرآن حکیم کے ساتھ وابستہ ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنۡ شِئۡنَا اور اگر البتہ ہم چاہیں لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ البتہ ہم لے جائیں سلب کرلیں وہ چیز جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيۡنَا وَكِيۡلًا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں پائیں گے اپنے لیے اس کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی وکیل۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک بہت لطیف اشارہ سوال کرنے والے یہود کو فرما رہے ہیں کہ روح کی حقیقت تم نہیں سمجھ سکتے ہو یہ اللہ کا امر اور ایک نشانی ہے اس کی مثال ایسے سمجھو جیسے قرآن روحانی حیات کا سبب ہے کہ اگر روحانیت میں سے قرآن نکال لیا جائے تو وہ لاشئی ہے ایسے ہی مادی زندگی بھی روح کے بغیر لاشئی ہے۔ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ مگر رحمت ہے تیرے رب کی طرف سے جو قرآن کو باقی رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں اِنَّ فَضۡلَهٗ كَانَ عَلَيۡكَ كَبِيۡرًا بیشک اللہ تعالیٰ کا فضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے سب سے بلند اور اونچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو نہ عرش پہنچ سکتا ہے نہ کرسی، نہ لوح، نہ قلم، کوئی چیز اس درجے کو نہیں پہنچ سکتی نہ اس جہان میں اور نہ آخرت میں۔ مگر اس رتبے اور درجے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہیں۔ الٰہی اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں ہیں۔

تمام کائنات قرآن کا مثل لانے سے عاجز ہے:

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ اگر جمع ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس بات پر کہ لائیں اس قرآن کے مثل۔ اس قرآن جیسی کتاب بنا کر لائیں لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ نہیں لاسکتے اس کتاب کی مثل وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا اور اگرچہ ہوں ان کے بعض بعض

کے مددگار۔ پوری طاقت کیساتھ ایک دوسرے کی مدد کریں پھر بھی نہیں لا سکتے۔ سالہا سال اس چیلنج پر گزر گئے ہیں آج تک اس چیلنج کو کوئی قبول نہیں کر سکا نہ آج تک کوئی اس کا مثل لا سکا ہے۔ اور نہ قیامت تک لا سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی قرآن پاک جیسی دس سورتیں لے آؤ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (ہود: ۱۳) لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی۔ اگر تم کہتے ہو کہ یہ گھڑ کے لایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو، جنات، انسان، فرشتے۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (بقرہ: ۲۳) اور اگر ہو تم شک میں اس چیز کے متعلق جو ہم نے نازل کی ہے اپنے بندے پر پس لے آؤ تم ایک سورت چھوٹی سی اس جیسی، قرآن پاک کی تین سورتیں سب سے چھوٹی ہیں۔

① ۔سورۃ العصر ② ۔سورۃ الکوثر ③ ۔سورۃ النصر

اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر سب انسانوں، فرشتوں اور جنات کو ساتھ ملا لو تم قرآن پاک کی چھوٹی سی سورت کے مثل نہیں لا سکتے۔ بڑی کوشش کی گئی ہے مگر آج تک کوئی نہیں لا سکا اور نہ قیامت تک لا سکے گا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ اس قرآن کریم میں ہر قسم کی مثالیں۔ کبھی نقلی دلائل بیان کیے کبھی عقلی دلائل بیان کیے، کبھی آسمان کی طرف توجہ دلائی، کبھی زمین کی طرف توجہ دلائی، کبھی پہاڑوں کی طرف، کبھی انسان کو اپنے وجود کی طرف توجہ دلائی کہ اے انسان! تم اپنی حقیقت کو دیکھو تو تم کیا تھے۔ سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مثال بیان فرمائی ہے فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نہ ماننے کا۔ ہمیشہ اکثریت انکار پر ہی رہی ہے۔ آج بھی اور قیامت تک رہے گی۔ حق کو ماننے والے ہمیشہ بہت تھوڑے رہے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰

اور کہا کافروں نے ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ ﷺ پر یہاں تک کہ بہا دیں آپ ﷺ ہمارے لیے زمین سے چشمے

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝۹۱

یا ہو آپ ﷺ کے لیے باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا پس چلائیں آپ ﷺ نہریں اس باغ کے درمیان چلا دینا۔

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ

یا آپ ﷺ گرا دیں آسمان کو جیسا کہ آپ ﷺ خیال کرتے ہیں ہمارے اوپر ٹکڑے کر کے یا آپ ﷺ لے آئیں

بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝۹۲ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ

اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو سامنے۔ یا ہو آپ ﷺ کے لیے مکان سنہری یا آپ ﷺ چڑھ جائیں آسمان کی طرف اور ہم

وَلَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا كِتٰبًا نَّقۡرَؤُهٗ ؕ

ہرگز تصدیق نہیں کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چڑھ جانے کی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتار لائیں ہم پر کتاب جس کو ہم پڑھیں

قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ ع۱۰

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں پاک ہے میرا رب نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَفۡجُرَ: تو جاری کردے، یَنۡبُوۡعًا: چشمہ، عِنَبٍ: انگور، فَتُفَجِّرَ: پس تُو جاری کردے، خِلٰلَهَا: ان کے درمیان، تَفۡجِیۡرًا: جاری کرنا، تُسۡقِطَ: آپ گرا دیں گے، زَعَمۡتَ: آپ نے گمان کیا، كِسَفًا: ٹکڑے، قَبِیۡلًا: سامنے، تَرۡقٰی: آپ چڑھ جائیں، لِرُقِیِّكَ: آپ کے چڑھنے کا، نَّقۡرَؤُهٗ: ہم پڑھیں گے اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا کلام معجز ہونا بیان فرمایا۔ اب کفار کی طرف سے فضول، لایعنی اور بے ہودہ مطالبات جو کہ معجزہ طلب کرنے سے متعلق ہیں ان کا رد ہے۔

تفسیری نکات: کفار کی طرف سے مختلف معجزات کا مطالبہ:

وَقَالُوۡا اور کہا کافروں نے لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہا دیں چلا دیں ہمارے لیے مِنَ الۡاَرۡضِ زمین سے یَنۡبُوۡعًا چشمے۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں صرف زمزم کا چشمہ ہوتا تھا قریب کوئی جگہ تھی جہاں پانی کے کچھ چھوٹے چھوٹے چشمے ہوتے تھے۔ پہاڑی علاقہ ہے پانی کی بڑی قلت ہوتی ہے۔ اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ یا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باغ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ کھجوروں کا وَّعِنَبٍ اور انگوروں کا۔ ہمیں نہ دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہو ہم یہ دیکھیں کہ پیغمبر کا باغ ہے فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِیۡرًا پس چلائیں آپ نہریں اس باغ کے درمیان میں چلانا۔ یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہونا چاہیے درمیان میں نہریں بہتی ہوں تاکہ معلوم ہو کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ اگر میری بات نہیں مانو گے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو تم پر آسمان سے پتھر برسیں گے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر برسے تھے اور ہو سکتا ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تم پر گر پڑے۔ اس کا ذکر ہے اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرا دیں آسمان کو كَمَا زَعَمۡتَ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال کرتے ہیں عَلَیۡنَا ہمارے اوپر كِسَفًا ٹکڑے کر کے۔ آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیں۔ ہم مر جائیں گے اور میدان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صاف ہو جائے گا۔ خوشی نہیں دکھا سکتے تو اس طرح کرو اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ قَبِیۡلًا یا ایسا کرو کہ لے آ و اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو سامنے۔ قَبِیۡلًا کا معنی ہوتا ہے

بالکل سامنے۔ آگے اللہ تعالیٰ کھڑے ہوں اور پیچھے فرشتے کھڑے ہوں اور کہیں کہ یہ میرا پیغمبر ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی تائید کریں کہ ہاں واقعی یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں پھر ہم مانیں گے اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ یا آپ کے لیے مکان ہو سنہری۔ دیواریں سونے کی، چھت سونے کی، دروازے کھڑکیاں سونے کی، پلنگ کرسیاں سونے کی، ہمیں پتا تو چلے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ یا آپ ﷺ چڑھ جائیں آسمان کی طرف وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ اور ہم ہرگز تصدیق نہیں کریں گے آپ ﷺ کے چڑھ جانے کی حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ یہاں تک کہ آپ ﷺ اتار لائیں ہم پر کتاب جس کو ہم پڑھیں۔ ہمارے سامنے آپ ﷺ آسمان کی طرف جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کتاب دے ہم دیکھ رہے ہوں وہ کتاب آپ ﷺ لے کر آئیں اس کو ہم پڑھیں اس میں لکھا ہو کہ محمد ﷺ میرے رسول ہیں پھر ہم مانیں گے۔

کفار کے مطالبات کا اللہ کی طرف سے جواب:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّيْ پاک ہے میرا رب ہر عیب، نقص اور کمزوری سے۔ وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا نہیں ہوں میں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔ میں نے خدائی کا دعویٰ کب کیا ہے کہ تم خدائی افعال کا مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ میں تو انسان ہوں دوسرے انسانوں کی طرح اور دوسرے رسولوں کی طرح رسول ہوں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

اور نہیں روکا لوگوں کو اس بات سے کہ وہ ایمان لائیں جس وقت آ گئی ان کے پاس ہدایت مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا کیا

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے بشر رسول بنا کر۔ آپ ﷺ کہہ دیں اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلتے پھرتے بسنے والے

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ

البتہ ہم نازل کرتے ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر۔ آپ ﷺ کہہ دیں کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے درمیان

وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اور تمہارے درمیان بیشک وہ ہے اپنے بندوں کے بارے میں خبردار دیکھنے والا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی

الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

ہدایت پانے والا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس ہرگز نہ پائیں گے آپ ﷺ ان کے لیے کوئی کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا

وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ مَاۡوٰهُمۡ

اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے قیامت کے دن چہروں کے بل، اندھے ہونگے اور گونگے ہونگے اور بہرے ہونگے ٹھکانہ ان کا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا

جہنم ہوگا جس وقت وہ بجھنے لگے گی ہم زیادہ کردیں گے اس کے شعلوں کو۔ یہ ان کا بدلہ ہوگا اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا

بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ

ہماری آیتوں کا اور انہوں نے کہا کیا جس وقت ہم ہوجائیں گے ہڈیاں۔ اور چورا چورا۔ کیا بیشک البتہ ہم کھڑے کئے جائیں گے

خَلۡقًا جَدِيۡدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰٓى

نئی مخلوق بنا کر کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے بیشک اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، قادر ہے اس پر کہ وہ

اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ

پیدا کرے ان جیسوں کو اور بنائی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے میعاد جس میں کوئی شک نہیں ہے پس انکار کیا ظالموں نے

اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ

مگر انکار کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر ہوتے تم مالک میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے اس وقت البتہ تم روک لیتے

خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ‌ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

ختم ہونے کے خوف سے اور ہے انسان تھوڑدل والا بخیل۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُطْمَئِنِّیْنَ: اطمینان والے، اَلْمُهْتَدِ: ہدایت والا، عُمْيًا: اندھے، بُكْمًا: گونگے، صُمًّا: بہرے، خَبَتْ: دھیمی ہوئی، مِثْلَهُمْ: ان کی مثل، تَمْلِكُوْنَ: تم مالک ہوتے، لَاَمْسَكْتُمْ: تم روک لیتے، اَلْاِنْفَاقِ: خرچ کرنا، قَتُوْرًا: تنگ دل۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخری آیت سے اللہ تعالیٰ نے کفار کے نامعقول مطالبات کا جواب دینا شروع کیا تھا۔ ان آیات میں بھی کفار کی لایعنی باتوں کے جواب کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: انسان ہمیشہ بشر کے رسول ہونے کا انکاری ہے:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اور نہیں روکا لوگوں کو اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اس بات سے کہ وہ ایمان لائیں اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى جس وقت آگئی ان کے پاس ہدایت اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا کیا بھیجا ہے

اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر۔ اس نظریے نے ان کو ایمان سے روکا کہ بشر ہو اور نبی بھی ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ بشریت اور نبوت کو آپس میں ضد سمجھتے تھے۔ جیسے آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے مشرکوں کے نزدیک بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا، بشر ہے تو نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قُلْ آپ ﷺ فرمادیں لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ اگر ہوتے زمین میں فرشتے يَّمْشُوْنَ چلتے پھرتے مُطْمَئِنِّيْنَ بسنے والے۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے اور زمین کی خلافت فرشتوں کو دی ہوتی لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا البتہ ہم نازل کرتے ہیں ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر۔ لیکن خلافت ارضی چونکہ انسان کی دی ہے لہٰذا ان کی ہدایت کے لیے بشر ہی رسول ہوگا۔ قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے کیسی گواہی دی ہے اور بات کو کیسی تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا بے شک اللہ تعالیٰ ہے اپنے بندوں کے بارے میں باخبر دیکھنے والا۔

ہدایت طلب والے کو ملتی ہے:

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے۔ اور یہ بات تم تیرہویں پارے میں بھی پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو رجوع ہی نہیں کرتا تو جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہیں دیتا وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ اور جس کو گمراہ کر دے پس آپ ﷺ ہرگز نہیں پائیں گے ان کے لیے کوئی کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اور گمراہ کن کو کرتا ہے؟ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ [مومن: ۷۴] "گمراہ کرتا ہے کافروں کو"۔ جو کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

کفار و مشرکین کی حشر والے دن کیا حالت ہوگی؟:

وَنَحْشُرُهُمْ اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ان کے چہروں کے بل۔ ٹانگیں اوپر اور سر نیچے ہوں گے۔ جب قبروں سے نکلیں گے تو سر کے بل چلیں گے عُمْيًا اندھے وَّبُكْمًا اور گونگے وَّصُمًّا اور بہرے ہوں گے۔ یہ تھوڑا سا عرصہ ایسے رہیں گے پھر ان کی آنکھیں بھی لوٹا دی جائیں گے اور سنیں گے بھی اور زبان سے بولیں گے بھی واویلا کریں گے لیکن اس وقت ان کو واویلے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ سر کے بل کیسے چلیں گے تو فرمایا جس ربّ نے پاؤں پر چلایا ہے وہ سر کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان کی کھوپڑیاں الٹی تھیں۔ دنیا میں ان کی چال الٹی تھی اور جن کی چال سیدھی تھی وہ سیدھے پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔ اور جن کی چال الٹی تھی مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ٹھکانہ ان کا دوزخ ہوگا كُلَّمَا

خَبَتۡ جس وقت وہ بجھنے لگے گی اس کے شعلے مدہم ہونگے زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ہم زیادہ کریں گے اس کے شعلوں کو اور تیز کردیں گے۔ فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِيۡدَكُمۡ اِلَّا عَذَابًا (سورۃ نبا: ۳۰) پس عذاب کا مزہ چکھو پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لیے مگر عذاب۔ دن بدن عذاب میں اضافہ ہوگا۔ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ یہ ان کا بدلہ ہوگا۔ کیوں؟ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وَقَالُوۡۤا اور انہوں نے کہا، اِذَا كُنَّا عِظَامًا کیا جس وقت ہم ہوجائیں گے ہڈیاں وَّرُفَاتًا اور چورا چورا، اِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا کیا ہم بیشک کھڑے کئے جائیں گے نئی مخلوق بنا کر۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہم ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، خاک ہوجائیں گے تو پھر دوبارہ انسان بنائیں جائیں گے یہ چیز ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

کفار کی ناشکری کے انداز:

اَوَلَمۡ يَرَوۡا کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہے اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بیشک اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو قَادِرٌ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ قادر ہے وہ اس پر کہ وہ پیدا کرے ان جیسوں کو۔ جس رب نے زمین آسمان پیدا کئے ہیں اور انسانوں کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ دوبارہ پیدا کرے وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا اور بنائی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے میعاد لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہر آدمی کی موت کا ایک وقت مقرر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتلایا نہیں ہے اگر بتلادے تو دنیا کا نظام ہی معطل ہوجائے فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا پس انکار کیا ظالموں نے مگر انکار کرنا۔ انکار ہی کرتے ہیں مانتے نہیں۔ قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اگر ہوتے تم مالک میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے کہ تمہاری مرضی سے کسی کو نبوت ملتی، رسالت ملتی، عہدہ ملتا، ترقی ہوتی تو اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ اس وقت البتہ تم روک لیتے خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ ختم ہونے کے خوف سے کہ یہ ختم نہ ہوجائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ "لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يُمْلَأُ جَوْفُ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ اَوْ كَمَا قَالَ ﷺ" اگر ابن آدم کے پاس دو میدان ہوں بھرے ہوئے سونے کے تو وہ اس پر مطمئن نہیں ہوگا تیسرا میدان بھی تلاش کریگا اور فرمایا ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ قبر کی مٹی ہی اس کو بھرے گی اور کوئی چیز اس کو نہیں بھر سکتی۔ فرمایا اور کیا پوچھتے ہو وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا اور ہے انسان تھوڑے دل والا بخیل اور کنجوس۔ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے کوئی ہزار میں سے ایک آدھ نکل آئے بڑے دل والا سخی تو علیحدہ بات ہے ورنہ مال کے سلسلے میں سب ایسے ہی ہیں الا ماشاء اللہ۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ

اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں بڑی واضح پس آپ پوچھ لیں بنی اسرائیل سے جس وقت موسیٰ علیہ السلام ان کے

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

پاس آئے پس کہا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے بیشک میں آپ کے بارے میں خیال کرتا ہوں اے موسیٰ تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ

فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے البتہ تحقیق تو جانتا ہے نہیں نازل کیں یہ نشانیاں مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے بصیرت کے لیے

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اور بیشک میں البتہ یقین کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون تو ہلاک کر دیا جائے گا۔ پس ارادہ کیا فرعون نے کہ اکھاڑ

فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

دے قدم ان کے زمین سے پس ہم نے غرق کیا فرعون کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے سارے۔ اور کہا ہم نے اس کے غرق

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾

ہونے کے بعد بنی اسرائیل کو رہو تم زمین میں پس جس وقت آئے گا وعدہ آخرت کا تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تِسْعَ: نو، لَاَظُنُّكَ: میں آپ کے بارے میں خیال کرتا ہوں، مَثْبُوْرًا: ہلاک کیا ہوا، یَّسْتَفِزَّهُمْ: وہ اُکھاڑ دے اُن کو، فَاَغْرَقْنٰهُ: (پھر) ہم نے غرق کر دیا اسے، لَفِیْفًا: جمع کر کے۔

ربط:

اس کا ربط اس سے جوڑتے ہیں کہ کافروں نے کہا کہ "اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا" تم پیروی نہیں کرتے مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کو بیان فرماتا ہے، کہ ان کو بھی فرعون نے ''جادو کیا ہوا'' کہا تھا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ گھبرائیے نہیں پہلے بھی ایسی باتیں ہوتی رہیں۔

دوسرا ربط یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائیں نہیں پہلے لوگوں نے بھی کتاب میں اختلاف کیا اُس کا انکار کیا یعنی بنی اسرائیل نے تورات میں اختلاف کیا اور انکار کیا اب اگر اس کتاب یعنی قرآن میں بھی کفار، مشرکین، یہود اور عیسائی اختلاف اور اس کا انکار کرتے ہیں تو گھبرائیں نہیں۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے نو معجزات کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو بڑی واضح

نشانیاں۔

① عصا کا سانپ بن جانا۔

② ہاتھ کا گریبان میں ڈال کر نکالنا اور اس کا سورج کی طرح چمکنا۔

③ فرعونیوں کو قحط سالی میں مبتلا کرنا۔ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قحط سالی تیسری نشانی تھی اور پھلوں کی کمی جدا نشانی تھی یعنی چوتھی نشانی تھی۔ جبکہ دوسرے حضرات قحط سالی اور پھلوں کی کمی کو ایک ہی نشانی شمار کرتے ہیں۔

④ تو پھر ان حضرات کے نزدیک چوتھی ان پر طوفان کا بھیجنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون مسلط کیا۔

⑤ مکڑیوں کے لشکر بھیجے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدنوں میں جوئیں پیدا فرما دیں۔

⑦ مینڈکوں کی کثرت۔

⑧ خون کہ ان کا کھانا اور پانی خون کی شکل اختیار کر جاتا تھا۔ ان آٹھ نشانیوں کا ذکر سورۃ الاعراف میں ہے۔

⑨ اس نشانی کا ذکر سورت یونس میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی " رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ " اے ہمارے پروردگار! مٹا دے ان کے مالوں کو۔ (آیت نمبر ۷۷)

جب فرعونیوں نے اپنی دولت پر گھمنڈ کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا مقابلہ کیا حق کا مقابلہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی۔ اے پروردگار! یہ جن مالوں پر گھمنڈ کرتے ہیں ان کے مالوں کو مٹا دے۔ چنانچہ ان کے ہیرے موتی، سونا چاندی کے سکے تھے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سب پتھر بن گئے۔ ٹھیکرے بن گئے ان کی کوئی قیمت نہ رہی۔ تو یہ نو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیں۔

فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو اور فرعون کی غرقابی:

فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھ لیں بنی اسرائیل سے اِذْ جَآءَهُمْ جس وقت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ پس کہا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا بیشک میں آپ کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے۔ بدحواسی کی باتیں کرتے ہو معاذ اللہ تعالیٰ تمہارا دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے منہ پر فرعون نے کہا۔

قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَقَدْ عَلِمْتَ البتہ تحقیق تو جانتا ہے مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نہیں نازل کیں یہ نشانیاں مگر اس پروردگار نے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ بَصَآئِرَ بصیرت کے لیے۔ بصیرت کا

معنی ہے دل کی روشنی۔ اور بصارت کہتے ہیں آنکھ کی روشنی کو۔ دلوں میں روشنی پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نشانیاں نازل فرمائی ہیں تاکہ لوگ سمجھیں میرے اوپر کوئی جادو نہیں ہوا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا اور بیشک البتہ میں یقین کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون تو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ تو بڑا اکھڑ مزاج، متکبر اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے تو ان عادات و اطوار کی وجہ سے تو ہلاکت میں پڑے گا۔

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ پس ارادہ کیا فرعون نے کہ اکھاڑ دے ان کے قدم زمین سے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھی علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور راتوں رات وہاں سے ہجرت کر کے نکلے۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے پیچھے تعاقب میں نکلا اور بحر قلزم کے کنارے پر پہنچ کر ان کو جا پکڑا مگر اللہ کی رحمت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور بنی اسرائیل تو پار ہو گئے اور بحکم الٰہی فَاَغْرَقْنٰهُ پس ہم نے غرق کر دیا فرعون کو وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے سارے۔

قیامت سے قبل یہود کو اکٹھا کیے جانے کا بیان:

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور کہا ہم نے اس کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کو اسْكُنُوا الْاَرْضَ رہو تم زمین میں فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پس جس وقت آئے گا وعدہ آخرت کا جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔

اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ قیامت والے دن تم سب کو اکٹھا کریں گے حساب کے لیے جزا کے لیے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے چوٹی کے بزرگ بھی ہیں۔ مفسر اور مورخ بھی ہیں اور محدث بھی ہیں۔ وہ اور کچھ دوسرے حضرات اس کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ اے یہودیو! اب تم دنیا میں جہاں چاہو رہو اور جب قیامت قریب ہوگی تو ہم تم سب کو اکٹھا کر دیں گے۔ افرادی اعتبار سے ایک کروڑ کے قریب یہود کی آبادی اس وقت ہو چکی ہے اور اسلحہ کے لحاظ سے اسرائیل دنیا میں دوسرے تیسرے نمبر پر ہیں اور ان کے آس پاس تیرہ کروڑ مسلمان ہیں ان کو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ بھی کوئی چیز ہیں۔ بس وہ وقت بالکل قریب آ گیا ہے یوں سمجھو کہ سر پر آ گیا ہے۔

پھر حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جب تم یہود کیساتھ لڑو گے اور یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے تو وہ بھی ان کو پناہ نہیں دیں گے بول کر کہیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ پتھر بولیں گے اے غازی! خَلْفِی الْیَهُوْدِیُّ "میرے پیچھے یہودی ہے۔ درخت بولے گا خلفی الیهودی میرے پیچھے یہودی ہے۔ ایک درخت نہیں بولے گا جس کا نام ہے غرقد۔ "فَاِنَّهَا مِنْ شَجَرَا لْیَهُوْد "اس لیے کہ وہ یہودی درخت ہے مسلم شریف کی روایت ہے اور مسلمان یہودیوں کو چن چن کر ماریں گے اور ختم کریں گے۔ وہ وقت بالکل قریب آ رہا ہے۔

وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا

اور حق کیساتھ ہم نے اتارا ہے اس قرآن کو اور حق کیساتھ ہی نازل ہوا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر خوشخبری

مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

سنانے والا اور ڈر سنانے والا۔ اور قرآن کو ہم نے تفریق کیساتھ اتارا ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر

عَلٰى مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ

کر اور ہم نے اتارا ہے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم ایمان لاؤ اس قرآن پر یا تم

اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ

ایمان نہ لاؤ بیشک وہ لوگ جن کو دیا گیا علم اس سے پہلے جس وقت پڑھا جاتا ہے ان کے پاس قرآن گر پڑتے ہیں اپنی

لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ﴿۱۰۸﴾

ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔ اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارے رب کی ذات بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا کیا ہوا ہے

وَيَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ يَبۡكُوۡنَ وَيَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا ۩ ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ

اور گرتے ہیں اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہیں اور یہ قرآن زیادہ کرتا ہے ان کے لیے عاجزی کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پکارو

ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ

تم اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے بھی پکارو گے پس اسی کے لیے ہیں سب اچھے نام اور نہ جہر کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں

وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ

اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ پڑھیں اور تلاش کریں اس کے درمیان راستہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے

الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ

لیے ہیں جس نے نہیں ٹھہرائی اولاد اور نہیں ہے اس کے لیے کوئی شریک ملک میں۔ اور نہیں ہے اس کے لیے کوئی حمایتی

يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

جو کمزوری سے بچائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑائی بیان کریں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَزَلَ: وہ اترا، مُبَشِّرًا: خوشخبری سنانے والا، فَرَقۡنٰهُ: ہم نے جدا جدا کیا اسے، لِتَقۡرَاَهٗ: تا کہ آپ پڑھیں اسے،

مُکْثٍ: ٹھہر کر، نَزَّلْنٰهُ: ہم نے اسے اتارا، تَنْزِیْلًا: تھوڑا تھوڑا اُتارنا، یَخِرُّوْنَ: وہ گرتے ہیں، لِلْاَذْقَانِ: ٹھوڑیوں کے بل، خُشُوْعًا: خشوع، اَیًّا مَّا: جس نام سے، تَدْعُوْا: تم پکارو، لَا تَجْهَرْ: اونچا نہ پڑھیے، لَا تُخَافِتْ: بہت آہستہ نہ کریں آواز، اِبْتَغِ: اختیار کیجیے، کَبِّرْهُ: اس کی بڑائی بیان کیجیے، تَكْبِیْرًا: بڑائی بیان کرنا۔

ربط:

یہود کو مخاطب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ قرآن کی حقانیت اور شان بیان فرمارہے ہیں اور اس کے نزول کی کیفیت کا بیان ہے نیز ایمان والوں پر قرآن کے اثرات کا بیان ہے۔ نیز کفار کے اعتراضات کا جواب بھی دیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن کی شان اور اس کے نزول کا بیان:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ اور حق کیساتھ اتارا ہے ہم نے اس قرآن پاک کو وَبِالْحَقِّ نَزَلَ اور حق کیساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک مقام ہے بیت العزت وہاں تک سارے کا سارا قرآن کریم لیلۃ القدر کو نازل ہوا پھر آسمان دنیا کے اس مقام سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر تیئس سالوں میں نازل ہوا۔ سب سے پہلے سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہوئیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ سے لے کر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک۔ اس وقت آپ ﷺ جبل نور کی چوٹی پر غار حرا میں تشریف فرما تھے اور قرآن پاک کا آخری حصہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ: ۳) عرفات کے میدان میں ہجرت کے دسویں سال نو ذوالحجہ کے دن عصر کے وقت نازل ہوا۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل نہیں ہوا ویسے وحی آتی رہی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے رہے ہیں لیکن قرآن پاک نازل نہیں ہوا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر خوشخبری سنانے والا اور ڈرسنانے والا وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ اور ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے تفریق کیساتھ قرآن پاک کو اتارا ہے۔ اکٹھا کیوں نہیں اتارا لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ تا کہ آپ ﷺ پڑھیں اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا اور ہم نے اس کو اتارا ہے تھوڑا تھوڑا، تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔ اللہ تعالیٰ جو حکیم مطلق ہے اس نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا تا کہ آپ ﷺ پڑھیں لوگوں کے سامنے، پہلا سبق یاد کرلیں اور اس پر عمل ہو جائے۔ اور آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا آپ ﷺ پڑھتے ساتھی یاد کرتے رہے اور عمل کرتے رہے۔ دفعتاً سارا اتارا جاتا تو اس قوم کا ماننا بہت مشکل تھا۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا تم ایمان لاؤ اس قرآن پر یا نہ لاؤ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ بیشک وہ لوگ جن کو علم دیا گیا مِنْ قَبْلِهٖٓ اس قرآن کریم سے پہلے اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ جس وقت قرآن پاک پڑھا جاتا ہے ان کے پاس یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا گر پڑتے ہیں وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔ ذَقَنٌ ٹھوڑی کو

کہتے ہیں۔سجدہ اس پر تو نہیں ہوتا تو ناک اور پیشانی پر ہوتا ہے۔یہ کمال مبالغہ ہے کہ وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل۔ فقط پیشانی ٹیکنے سے سجدہ نہیں ہوتا جب تک ساتھ ناک نہیں لگے گا۔ وَّيَقُوۡلُوۡنَ اور کہتے ہیں سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ پاک ہے ہمارے رب کی ذات اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا بیشک ہمارے رب کا وعدہ طے شدہ ہے پورا کیا ہوا ہے۔اس نے جو فرمایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ وَيَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ اور گر پڑتے ہیں اپنی ٹھوڑیوں کے بل يَبۡكُوۡنَ روتے ہیں وَيَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا اور یہ قرآن زیادہ کرتا ہے ان کے لیے عاجزی کو۔

کفار کے اعتراض کا جواب:

کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ یا اللہ، کسی موقع پر کہا یا رحمٰن تو کفار و مشرکین کہنے لگے کہ ہمیں کہتے ہیں کہ ایک کے علاوہ نہ مانو "مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَّاحِدٌ" ان کے لئے دروازے کھلے ہیں یہ پکار سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لفظ اللہ کہنے سے اور رحمٰن کہنے سے ذاتیں دو نہیں بن جاتیں، اللہ کہہ کے پکارو یا رحمٰن کہہ کے پکارو یا رحیم کہہ کے پکارو، جن ناموں سے پکارو گے فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى۔

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں پکارو تم اللہ تعالیٰ کو یا پکارو تم رحمن کو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی فرماتے یا اللہ کبھی یا رحمن یا رحیم فرماتے تھے۔اس پر کافروں نے کہا کہ ہمیں تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ ایک کو پکارو اور خود کبھی اللہ کو کبھی رحمن کو اور کبھی رحیم کو پکارتے ہیں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دروازے کھلے ہیں۔تو اس کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لفظ اللہ کیساتھ پکارو یا رحمن کیساتھ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا جس نام کے ساتھ بھی پکارو گے فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى پس اُسی کے لیے ہیں سب اچھے نام۔اس کا ذاتی نام ایک ہی ہے اللہ! باقی سب صفاتی نام ہیں وہ رحمن بھی ہے رحیم بھی، قہار بھی ہے، ستار بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں ویسے پانچ ہزار نام ہیں۔

نماز میں قرأت کرتے وقت درمیانی آواز سے پڑھنے کا حکم:

اوپر بھی قرآن کا ذکر تھا آگے اسی قرآن کے بارے میں بخاری شریف میں روایت آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں قرآن ذرا اونچی آواز میں پڑھتے تھے تاکہ سننے والے متاثر ہوں ایمان لائیں۔کافر گالیاں دیتے تھے اللہ پاک کو بھی، جبرائیل علیہ السلام کو بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ پڑھنا شروع کیا، اتنا کہ پیچھے مقتدی آسانی سے نہیں سن سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا" کہ قرآن کو نہ اتنا اُونچا کر کے پڑھیں کہ کفار سن کر بد کیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ پیچھے کھڑے ہوئے مقتدی نہ سن سکیں "وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا" اور تلاش کریں اس کے درمیان راستہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جو مقتدی ہیں وہ سن لیں اور دور تک آواز نہ جائے۔ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے:

الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا جس نے نہیں ٹھہرائی اور بنائی اپنے لیے اولاد۔ یہودی کہتے تھے عُزَیۡرُ ابۡنُ اللّٰہِ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے تھے الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰہِ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور عرب اور دوسرے علاقوں کے جاہل کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَیَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰہِ الۡبَنٰتِ سُبۡحٰنَہٗ اللہ تعالیٰ نے سب کی تردید فرمائی ہے لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ اور نہیں ہے اس کے لیے کوئی شریک ملک میں۔ نہ پیغمبروں میں سے اس کا کوئی شریک ہے، نہ فرشتوں میں سے، نہ انسانوں میں سے، نہ جنات میں سے وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور نہیں ہے اس کے لیے کوئی حمایتی جو کمزوری سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے حمایت کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو کمزور ہو اس کا تو نام ہی قوی ہے اس کو حمایت کی کیا ضرورت ہے وَکَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑائی بیان کریں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا۔ الحمد للہ، اللہ اکبر کبیرا " کثرت کیساتھ پڑھو، درود شریف کثرت کیساتھ پڑھو، استغفار کرو۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ کہف مکی سورت ہے۔ کہف کا معنیٰ غار کے ہیں اور چونکہ اس میں غار والوں کا قصہ بیان ہوا ہے اسلیے اس کو سورۃ الکہف کہتے ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق یہ قرآن کی اٹھارویں (۱۸) سورت ہے۔ اور ترتیب نزولی کے مطابق انہترویں (۶۹) سورت ہے۔ یعنی اس سے قبل اڑسٹھ (۶۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کے بارہ (۱۲) رکوع اور ایک سو دس (۱۱۰) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں وہ ذات جس نے نازل کی اپنے بندے پر کتاب اور نہیں رکھی اس نے کتاب کیلئے کوئی کجی۔

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بالکل سیدھی ہے تاکہ وہ ڈرائے سخت گرفت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تاکہ خوشخبری سنائے مومنوں کو وہ مومن جو عمل

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

کرتے ہیں اچھے بیشک ان کیلئے بدلہ ہے اچھا۔ رہنے والے ہوں گے اس اجر میں ہمیشہ۔ اور تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

نے کہا بنالی ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد۔ نہیں ہے ان کیلئے اس کا کوئی علم اور نہ ان کے باپ دادا کو، بڑی ہے بات جو نکلتی ہے

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ

ان کے مونہوں سے نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ پس شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک کرلیں اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے

يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ

اس بات پر افسوس کرتے ہوئے۔ بیشک ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے زمین کیلئے زینت تاکہ ہم امتحان لیں ان کا ان

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸

میں سے کون ہے زیادہ اچھا عمل کرنے والا۔ اور بیشک ہم بنانے والے ہیں جو زمین پر ہے میدان چٹیل۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَيِّمًا: بالکل سیدھا، لِّيُنۡذِرَ: تاکہ وہ ڈرائے، مَّاكِثِيۡنَ: رہنے والے، كَبُرَتۡ: بڑی بھاری ہے، تَخۡرُجُ: جو نکلتی ہے، بَاخِعٌ: ہلاک کرنے والا، اَسَفًا: غم، افسوس، لِنَبۡلُوَهُمۡ: تاکہ ہم آزمائیں انہیں، لَجٰعِلُوۡنَ: کرنے والے، جُرُزًا: صاف۔

ربط:

سورۂ بنی اسرائیل حمد پر ختم ہوئی قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اور یہ سورت سورۃ الکہف حمد سے شروع ہو رہی ہے کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ۔

دوسری بات یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں توحید کا ذکر تھا اور سورۃ الکہف کے ابتداء میں رسالت کا مسئلہ ہے اور توحید و رسالت کا مسئلہ آپس میں لازم و ملزوم ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کا مقصد:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے نازل کی اپنے بندے پر کتاب۔ عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے وَلَمۡ يَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا اور نہیں رکھی اس کتاب میں کجی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس کتاب میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے قَيِّمًا بالکل سیدھی ہے درست ہے۔ یہ کتاب کیوں اتاری؟ لِّيُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِيۡدًا يُنۡذِرَ کی ضمیر کتاب کی طرف بھی لوٹاتے ہیں۔ معنی ہوگا تاکہ وہ کتاب ڈرائے سخت گرفت سے عذاب سے، اور عبد کی طرف بھی لوٹاتے ہیں، اس وقت معنی ہوگا تاکہ وہ بندہ ڈرائے، مفہوم دونوں کا ایک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کتاب کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے لوگوں کو ڈرایا کہ نافرمانی کی صورت میں دنیا میں تم پر عذاب آسکتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں عذاب ہوگا، پھر میدان محشر میں ہوگا پھر دوزخ میں عذاب ہوگا مِّنۡ لَّدُنۡهُ اس اللہ کی طرف سے وَيُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور تاکہ خوشخبری سنائے مومنوں کو، مومن کون ہیں؟ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ جو عمل کرتے ہیں اچھے، محض ایمان کے دعوی سے کچھ نہیں ہوتا۔ ضروری ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالح بھی ہوں اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا بیشک ان کے لئے بدلہ ہے اچھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملے گا۔ مّٰكِثِيۡنَ فِيۡهِ اَبَدًا رہنے والے ہوں گے اس اجر میں ہمیشہ۔ اچھے اجر کی جزا اور بدلہ جنت ہے اور جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کا ہم اس جہاں میں تصور بھی نہیں کرسکتے جس میں ایمان والے ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات شرک سے پاک و منزہ ہے:

وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ اور تاکہ ڈرائے ان کو قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا جنہوں نے کہا بنالی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے

اولاد۔ یہودیوں نے کہا عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ جب لوگوں کا تھوڑا سا ذہن بن گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ابنیت کی نسبت کرنا درست ہے تو پھر اپنے بارے میں دعویٰ کر لیا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (المائدہ: ۱۸) "یہود و نصاریٰ نے کہا ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں اور محبوب ہیں"۔ اور عرب اور دوسرے علاقوں کے جاہلوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹیاں ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ (نحل: ۵۷) فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ان سب کی تردید فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نہ کوئی بیٹی ہے نہ بیٹا ہے، نہ ماں ہے، نہ باپ ہے، نہ بیوی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام چیزوں سے بالا اور پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نہ ذات میں، نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ اور جنہوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد بنالی ہے مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے ان کے لئے اس کا کوئی علم وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ اور نہ ان کے آباء واجداد کو اس کا کوئی علم ہے كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ بڑی ہے بات جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے۔

حدیث قدسی جو کہ بخاری اور مسلم وغیرہ میں بیان ہوئی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں "يَسُبُّنِيْ اِبْنِ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ"۔ ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو گالیاں نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ "يَدْعُوْنِيْ وَلَدًا"۔ میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بیٹے یا بیٹی کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے۔ اور فرمایا آدم کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ مجھے جھٹلائے، کہتا ہے "لَنْ يُّعِيْدُنِيْ"۔ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت والے دن دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے، مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (یسین ۷۸) "کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو اور وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔" اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا جس نے پہلی مرتبہ زندہ کیا ہے وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا نہیں کہتے مگر جھوٹ۔

کافروں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین نہ ہوں:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ پس شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلاک کر لیں اپنی جان کو عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ ان کے پیچھے اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا اگر وہ ایمان نہ لائیں اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افسوس کرتے ہوئے اپنی جان ہلاک کر لیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جان ضائع نہ کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ پہنچانا ہے، ہدایت یافتہ بنانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (بقرۃ: ۱۱۹) "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوزخیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ دوزخ میں کیوں گئے ہیں"۔ یہ سوال اس لئے نہیں کیا جائے گا کہ ہدایت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں نہیں۔

دنیا اور اس میں موجود چیزیں امتحان گاہ ہیں:

اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا بیشک ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے زمین کیلئے زینت، زمین پر درخت ہیں، باغات ہیں، پھل ہیں، پھول ہیں، سبزیاں ہیں، اور بہت کچھ ہے لِنَبۡلُوَہُمۡ تاکہ ہم ان کا امتحان لیں اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ان میں سے کون ہے زیادہ اچھا عمل کرنے والا وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡہَا اور بیشک ہم کرنے والے ہیں جو زمین پر ہے ایک وقت آئے گا صَعِیۡدًا جُرُزًا میدان چٹیل، آج تو زمین پر پہاڑ ہیں، ٹیلے ہیں، نشیب وفراز ہے ایک وقت آئے گا یہ سب برابر کردی جائے گی، سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۶۔۱۰۷ میں ہے

فَیَذَرُہَا قَاعًا صَفۡصَفًا پس کردے گا ان کو صاف ہموار زمین لَّا تَرٰی فِیۡہَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمۡتًا نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلا"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ساری زمین کو ہموار کردے گا۔ جس طرح اس زمین پر تم محنت کرتے ہو اور پھل ملتا ہے اسی طرح اس جہان میں نیکیاں کروگے تو اگلے جہاں میں تمہیں پھل ملے گا اور فائدہ ہوگا۔

اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَہۡفِ وَالرَّقِیۡمِ ۙ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾

کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال کرتے ہیں بیشک اصحاب کہف اور جن کے نام لکھے ہوئے تھے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر۔

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّئۡ

جس کا ٹھکانہ لیا چند نوجوانوں نے غار میں پس انہوں نے کہا اے رب ہمارے دے ہمیں اپنی طرف سے رحمت اور تیار کر

لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِہِمۡ فِی الۡکَہۡفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ

دے ہمارے لئے ہمارے معاملے میں بھلائی۔ پس ہم نے تھپکی ماری ان کے کانوں پر غار میں سال گنتی کے۔ پھر ہم نے

بَعَثۡنٰہُمۡ لِنَعۡلَمَ اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ ع ۱۲

ان کو کھڑا کیا تاکہ ہم ظاہر کریں دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے جو وہ ٹھہرے ہیں مدت کے لحاظ سے۔

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَہُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّہُمۡ فِتۡیَۃٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّہِمۡ

ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اصحاب کہف کی خبر حق کے ساتھ بیشک وہ چند نوجوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر اور

وَزِدۡنٰہُمۡ ہُدًی ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ

ہم نے زیادہ دی ان کو ہدایت۔ اور ہم نے مضبوط کیے ان کے دل جس وقت وہ کھڑے ہوئے۔ پس کہا انہوں نے ہمارا رب

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا۠ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـہًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا

وہ ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے علاوہ کسی اور کو الہ البتہ تحقیق ہم کہیں گے اس وقت

شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوۡلَا يَاۡتُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ

بات زیادتی والی۔ یہ ہماری قوم ہے انہوں نے بنالئے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے اور معبود۔ کیوں نہیں لاتے وہ ان معبودوں

بِسُلۡطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ

کے بارے میں کوئی کھلی دلیل پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترا باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ اور جس وقت تم الگ

وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاۡوٗۤا اِلَى الۡكَهۡفِ يَنۡشُرۡ لَكُمۡ

ہوگئے ان سے اور ان سے بھی جن کی وہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پس ٹھکانا بناؤ غار میں بکھیرے گا

رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَيُهَيِّئۡ لَكُمۡ مِّنۡ اَمۡرِكُمۡ مِّرۡفَقًا ﴿۱۶﴾

تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت سے اور تیار کرے گا تمہارے لئے تمہارے معاملے میں نرمی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَسِبۡتَ: آپ نے خیال کیا، اَلۡكَهۡفِ: غار، الرَّقِيۡمِ: کتبہ، ایک شہر کا نام، اَوَى: پناہ لی، اَلۡفِتۡيَةُ: چند نوجوان، هَيِّئۡ: عطاء فرما، رَشَدًا: درستی، عَدَدًا: عدد، گنتی، بَعَثۡنٰهُمۡ: ہم نے اٹھایا انہیں، اَلۡحِزۡبَيۡنِ: دو گروہ، اَحۡصٰى: خوب واقف لَبِثُوۡٓا: وہ ٹھہرے، نَبَاَهُمۡ: ان کا واقعہ، رَبَطۡنَا: ہم نے مضبوط کیا، (لَنۡ) نَّدۡعُوَا: ہم (ہرگز نہیں) پکاریں گے، شَطَطًا: ناحق، بَيِّنٍ: واضح، اِعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ: تم الگ ہوگئے ان سے، فَاۡوٗۤا: تم پناہ لو، يَنۡشُرۡ: وہ پھیلائے گا، يُهَيِّئۡ: وہ سامان کرے گا، مِّرۡفَقًا: آسانی۔

ربط:

سورۃ بنی اسرائیل میں آپ پڑھ چکے ہیں وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ کہ یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان لینا چاہا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سوال کیے۔

① ۔روح کی ہمیں حقیقت بتلائیں کہ روح کیا ہے۔

② ۔اصحاب کہف کون تھے ان کے حالات بتلائیں۔

③ ۔ذوالقرنین کون تھے ان کے احوال وتذکرہ بتلائیں۔ پہلے سوال کا جواب تو سورۃ بنی اسرائیل میں دے دیا گیا تھا۔ باقی دو سوالات کے جواب اس سورت میں دیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اصحاب کہف کا واقعہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً چار سو سال پہلے کا واقعہ ہے، ایک ظالم بادشاہ ایشیائے کوچک میں تھا اس کا نام

دِقیانوس تھا۔ اُس زمانے میں چھ نوجوان تھے نام ان کے تفسیر نیشاپوری میں لکھے گئے ہیں۔

① ایک کا نام تھا یملیخا، ② دوسرے کا نام تھا مکسلمینا، ③ تیسرے کا نام تھا مشلینا، ④ چوتھے کا نام برنوش، ⑤ پانچویں کا نام مرنوش، ⑥ چھٹے کا نام شاذنوش، ⑦ پھر ایک چرواہا تھا اس کا نام کفشطیطوش تھا۔ وہ بھی ساتھ ہو لیا اس کا کتا تھا اس کا نام قطمیر تھا وہ بھی ساتھ چل پڑا۔ تو ان ساتوں نوجوانوں نے اسلام قبول کر لیا۔

دقیانوس مشرک اور ظالم بادشاہ تھا۔ بادشاہ کو ان جوانوں کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو اس نے ان کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ اگر تم نے اپنے عقیدے کو نہ چھوڑا تو تمہیں سنگ سار کر دیا جائے گا۔ یہ نوجوان جس علاقے میں رہتے تھے اس شہر کا نام ''اُفسوس'' تھا۔ جس کا موجودہ نام طرطوس ہے۔ ان نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ ہم یہ شہر چھوڑ کر پہاڑوں میں چلتے ہیں وہاں کسی غار میں جا کر روپوش ہو جاتے ہیں۔

بہرحال وہ نوجوان دو سو پچاس عیسوی میں اس غار کے اندر داخل ہوئے اور تین سو سال تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کھانے پینے کے زندہ رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً بیس سال پہلے یہ نوجوان اپنی نیند سے بیدار ہوئے، آگے قصہ آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ غار ایشیاء کوچک میں افسوس نامی شہر سے نو میل کے فاصلے پر ہے، اور یہ علاقہ ترکی والوں کے پاس ہے اَمۡ حَسِبۡتَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ کہ بیشک کہف والے وَالرَّقِیۡمِ اور جن کے نام لکھے ہوئے تھے ان کے نام لکھ کر حکومت نے تھانوں میں پہنچا دیئے تھے جس طرح آج کل مفروروں کا نام حلیہ تھانوں میں پہنچا دیا جاتا ہے کہ ہمیں یہ آدمی مطلوب ہیں اسی طرح ان کے نام بھی لکھے ہوئے تھے کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر تھے۔

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَةُ جس وقت ٹھکانہ لیا چند نوجوانوں نے اِلَی الۡکَهۡفِ غار میں فَقَالُوۡا پس انہوں نے کہا رَبَّنَاۤ اے ہمارے رب اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً دے ہمیں اپنی طرف سے رحمت وَّهَیِّئۡ لَنَا اور تیار کر دے ہمارے لئے مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ہمارے معاملے میں بھلائی، اس کام میں ہمارے لئے بھلائی ہو۔ فَضَرَبۡنَا عَلٰۤی اٰذَانِهِمۡ فِی الۡكَهۡفِ پس ہم نے تھپکی ماری ان کے کانوں پر غار میں، نیند مسلط کر دی ان پر غار میں سِنِیۡنَ عَدَدًا سال گنتی کے، جن کا ذکر آگے آرہا ہے تین سو نو سال ثُمَّ بَعَثۡنٰهُمۡ پھر ہم نے ان کو کھڑا کیا لِنَعۡلَمَ تاکہ ہم ظاہر کریں اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے جو وہ ٹھہرے ہیں مدت کے لحاظ سے، ان دونوں گروہوں کا ذکر آگے آرہا ہے وہ انہی میں سے تھے، ایک گروہ نے کہا اتنا عرصہ ٹھہریں ہیں اور دوسرے گروہ نے کہا اتنا عرصہ ٹھہرے ہیں۔

اصحاب کہف کا اپنی قوم کے سامنے توحید کا اقرار کرنا:

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نَبَاَهُمۡ اصحاب کہف کی خبر بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ اِنَّهُمۡ

فِتْيَةٌ بیشک وہ چند نوجوان تھے اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ جو ایمان لائے اپنے رب پر وَزِدْنٰهُمْ هُدًى اور ہم نے زیادہ دی ان کو ہدایت وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ہم نے مضبوط کیے ان کے دل اِذْ قَامُوْا جب وہ کھڑے ہوئے عدالت میں فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں کو اور زمین کا لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی اور کو الہ، عدالت میں کھڑے ہو کر انہوں نے واشگاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں سمجھتے نہ اس کے سوا کسی کی عبادت کریں گے لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا البتہ تحقیق ہم کہیں گے اس وقت بات زیادتی والی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود بنائیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیں، فریادرس سمجھیں تو ہم نے تو بڑی زیادتی کی۔ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا یہ عدالت میں ہماری قوم ہے اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً انہوں نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ سے ورے ورے اور معبود جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ کیوں نہیں لاتے ان معبودوں کے بارے میں کوئی کھلی دلیل۔ ہماری دلیل تو واضح ہے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ یہ حاضرین تماشائی بتلائیں کہ ان کے خداؤں نے کیا کیا ہے؟ ان کے اختیار میں کیا ہے کہ جس کی وجہ سے یہ ان کی عبادت کرتے ہیں۔

عدالت کا مسلم نوجوانوں کو تنبیہ کرنا اور نوجوانوں کا فیصلہ:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترا باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا۔ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ اور اے ساتھیو! جب تم الگ ہو گئے ہو ان سے وَمَا يَعْبُدُوْنَ اور ان سے بھی جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اِلَّا اللّٰهَ سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے۔ تو ایسا کرو فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ پس ٹھکانا بناؤ، کسی غار میں بڑے پہاڑ کی اور فی الحال وقت گذارو اور حالات کا جائزہ لو يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ بکھیرے گا تمہارے لئے تمہارا رب مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت سے وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا اور تیار کرے گا تمہارے لئے تمہارے معاملے میں نرمی۔ تمہارے لئے سہولت پیدا کرے گا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے سورج کو جس وقت وہ طلوع ہوتا ہے کترا جاتا ہے ان کے غار سے دائیں طرف اور جس وقت

غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ

غروب ہوتا ہے مائل ہو جاتا ہے ان سے بائیں طرف اور وہ ایک کھلی جگہ میں ہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو بہکائے پس ہرگز نہیں پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

وَلِیًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحۡسَبُہُمۡ اَیۡقَاظًا وَّہُمۡ رُقُوۡدٌ ٭ۖ وَّنُقَلِّبُہُمۡ

کے لئے راہنمائی کرنے والا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں اصحاب کہف کو بیدار حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم ان کو

ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ٭ۖ وَکَلۡبُہُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَیۡہِ بِالۡوَصِیۡدِ ؕ لَوِاطَّلَعۡتَ

پلٹتے ہیں دائیں طرف اور بائیں طرف اور ان کا کتا اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلائے ہوئے ہے چوکھٹ پر اگر تو جھانک کر دیکھے

عَلَیۡہِمۡ لَوَلَّیۡتَ مِنۡہُمۡ فِرَارًا وَّلَمُلِئۡتَ مِنۡہُمۡ رُعۡبًا ﴿۱۸﴾ وَکَذٰلِکَ بَعَثۡنٰہُمۡ

ان کو البتہ تو پھر جائے ان سے بھاگتے ہوئے اور پھر جائے گا تو ان سے رعب میں۔ اور اسی طرح ہم نے جگایا ان کو تاکہ وہ

لِیَتَسَآءَلُوۡا بَیۡنَہُمۡ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡہُمۡ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ

سوال کریں آپس میں ایک کہنے والے نے کہا ان میں سے تم کتنی دیر تک ٹھہرے ہو انہوں نے کہا ہم ٹھہرے ہیں ایک دن یا

یَوۡمٍ ؕ قَالُوۡا رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ ؕ فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَکُمۡ بِوَرِقِکُمۡ

دن کا کچھ حصہ انہوں نے کہا تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو پس بھیجو تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کے سکے

ہٰذِہٖۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ فَلۡیَنۡظُرۡ اَیُّہَاۤ اَزۡکٰی طَعَامًا فَلۡیَاۡتِکُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡہُ

دے کر شہر کی طرف پس چاہیے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ ہے پس وہ لے آئے تمہارے پاس رزق اس میں سے

وَلۡیَتَلَطَّفۡ وَلَا یُشۡعِرَنَّ بِکُمۡ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّہُمۡ اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ یَرۡجُمُوۡکُمۡ

اور چاہیے کہ نرمی کرے اور نہ بتلائے تمہارے بارے میں کسی کو۔ بیشک وہ اگر مطلع ہو جائیں تم پر وہ تمہیں سنگسار کر دیں گے

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف ہے یعنی بان التاء بعد اللام من النصف الاول والثانیۃ من النصف الآخر ۱۲

اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ مِلَّتِہِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

یا تمہیں لوٹا دیں گے اپنے دین میں اور تم ہرگز نہیں فلاح پاؤ گے اس وقت کبھی بھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طَلَعَتۡ: طلوع ہوتی ہے، تَّزٰوَرُ: (سورج) جھک جاتا ہے، کَہۡفِہِمۡ: ان کی غار، غَرَبَتۡ: غروب ہوتی ہے، تَّقۡرِضُہُمۡ: کترا کر نکل جاتا ہے، اَلشِّمَالِ: بائیں جانب، فَجۡوَۃٍ: کشادہ جگہ، مُّرۡشِدًا: رہنما، تَحۡسَبُہُمۡ: تو خیال کرتا ہے انہیں، اَیۡقَاظًا: جاگنے والے، رُقُوۡدٌ: سونے والے، نُقَلِّبُہُمۡ: ہم بدلتے ہیں انہیں، کَلۡبُہُمۡ: ان کا کتا، ذِرَاعَیۡہِ: اس کے دونوں ہاتھ، بِالۡوَصِیۡدِ: دہلیز پر، اِطَّلَعۡتَ: تو جھانک کر دیکھتا، لَوَلَّیۡتَ: تو پیٹھ پھیرتا، فِرَارًا: بھاگنا، لَمُلِئۡتَ: تو یقیناً بھر دیا جاتا، رُعۡبًا: دہشت، لِیَتَسَآءَلُوۡا: تاکہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں، لَبِثۡنَا: ہم ٹھہرے

ہیں، بِوَرِقِکُمۡ: اپنے سکہ کے ساتھ، طَعَامًا: کھانا، وَلۡیَتَلَطَّفۡ: اور اسے چاہیے کہ وہ حسن تدبیر سے کام لے، لَایُشۡعِرَنَّ: نہ خبر دے، یَرۡجُمُوۡکُمۡ: وہ سنگسار کریں گے تمہیں، یُعِیۡدُوۡکُمۡ: وہ لوٹا لیں گے تمہیں، لَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا: تم ہرگز کامیاب نہ ہوگے۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کا قصہ بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی انہی کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: اصحاب کہف کا غار میں پناہ لینا:

جیسا کہ سابقہ آیات کی تفسیر میں آپ حضرات نے پڑھا کہ ان ساتوں نوجوانوں نے باہم مشورہ کیا اور پھر یہ نوجوان پہاڑ کی ایک غار میں چلے آئے، غار میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں پر نیند طاری کر دی اور یہ تین سو نو سال غار میں سوئے رہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کے غار کا محل وقوع بیان فرما رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَتَرَى الشَّمۡسَ اور اے مخاطب! آپ دیکھیں گے سورج کو اِذَا طَلَعَتۡ جس وقت وہ طلوع ہوتا ہے تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ کترا جاتا ہے ان کے غار سے ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ دائیں طرف وَاِذَا غَرَبَتۡ اور جس وقت غروب ہوتا ہے تَّقۡرِضُهُمۡ مائل ہو جاتا ہے ان سے ذَاتَ الشِّمَالِ بائیں طرف۔ یعنی اس غار کا رخ نہ تو مشرق کی طرف ہے تاکہ صبح کے وقت سورج ان کو تکلیف پہنچائے، نہ اس کا رخ مغرب کی طرف ہے کہ پچھلے پہر سورج ان پر پڑے اور اس سے ان کو تکلیف ہو، اس غار کا منہ شمال کی طرف ہے کہ نہ پہلے پہر سورج چڑھنے سے ان کو تکلیف ہو نہ پچھلے پہر سورج کے ڈھلنے سے ان کو کوئی تکلیف ہو وَهُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ اور وہ ایک کھلی جگہ میں ہیں غار میں۔ ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت دے فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ پس وہی ہدایت یافتہ ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو، غیر طالب کو جبرا ہدایت نہیں دیتا وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکائے گمراہ کرے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہیں پائیں گے اس کے لئے حمایتی راہنمائی کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ گمراہ اس کو کرتا ہے جو گمراہی پر ڈٹ جائے اور اپنی ساری قوت گمراہی کے لئے صرف کر دے، جبرا کسی کو گمراہ نہیں کرتا، متعدد مرتبہ آپ یہ بات پڑھ چکے ہو اور اگلے رکوع میں بھی یہ بات آرہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی اختیار کرنے میں بندے کو اختیار دیا ہے۔ نہ زبردستی کسی کو ہدایت دیتا ہے اور نہ زبردستی کسی کو گمراہ کرتا ہے۔

اصحاب کہف کی سونے کے دوران حالت زار:

وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا اور اے مخاطب آپ خیال کرتے ہیں ان اصحاب کہف کو بیدار جاگتے ہوئے یعنی اگر آپ ان کو غار میں جا کر دیکھیں تو آپ خیال کریں گے کہ وہ جاگتے ہیں "اَيۡقَاظًا"۔ یقظ کی جمع ہے بمعنی بیدار آنکھیں کھلی ہیں

وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آج بھی بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور آنکھیں کھلی ہوتی ہیں۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم اس کی یہ حکمت بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انکی آنکھیں اس لئے کھلی رکھیں تاکہ آنکھوں کو تازہ ہوا پہنچتی رہے اور آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے، تین سو نو سال کا طویل عرصہ آنکھیں بند رہیں تو متاثر بھی ہو سکتی ہیں وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ اور ہم ان کو پلٹتے ہیں دائیں طرف اور بائیں طرف، نیند کی حالت میں کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو دائیں طرف پلٹ دیتے ہیں اور کبھی بائیں طرف پہلو بدلتے رہتے ہیں، کیونکہ ایک پہلو پر مستقل لیٹے رہیں تو وہ پہلو آفت زدہ ہو جائے ماؤف ہو جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کی حفاظت کیلئے ایسا کیا ہے وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ اور ان کا کتا اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر ہے۔ جس طرح وہ نوجوان اندر سوئے ہوئے ہیں کتا اس حالت میں غار کے منہ پر سویا رہا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَيۡهِمۡ اے مخاطب! اگر تو جھانک کر دیکھے انکو لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ فِرَارًا البتہ تو پھر جائے ان سے بھاگتے ہوئے وَّلَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ رُعۡبًا اور بھر جائے گا تو ان سے رعب میں، وہ صحت مند بڑے بڑے قد والے تھے آنکھیں کھلی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب طاری فرمایا کہ اے مخاطب اگر تو ان کو دیکھے تو مرعوب ہو جائے اور ڈر کے وہاں سے بھاگ جائے۔

اصحاب کہف کا بیدار ہونا اور آپس میں گفتگو کرنا:

وَكَذٰلِكَ بَعَثۡنٰهُمۡ اور اسی طرح ہم نے ان کو جگایا جس طرح ان پر نیند طاری کی لِيَتَسَآءَلُوۡا بَيۡنَهُمۡ تاکہ وہ سوال کریں آپس میں قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ ایک کہنے والے نے کہا ان میں سے كَمۡ لَبِثۡتُمۡ کتنی دیر تم ٹھہرے ہو سوئے ہو قَالُوۡا دوسروں نے کہا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ ہم ٹھہرے ہیں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سوئے ہیں جس وقت وہ غار میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت صبح کا وقت تھا اور جس وقت وہ بیدار ہوئے تو ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا انھوں نے خیال کیا کہ اگر وہی دن ہے تو دن کا کچھ حصہ گذرا ہے اور کچھ باقی ہے پورا دن بھی نہیں ہوا اور اگر وہ دن گزر چکا ہے تو پھر ایک دن پورا ہو گیا ہے اور دوسرے دن کا بھی کچھ حصہ باقی ہے اور کچھ گذر چکا ہے قَالُوۡا کہنے لگے اس فضول بحث میں نہ پڑو، رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ہو۔ فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ پس بھیجو تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کے سکے دے کر۔ اس وقت چاندی کے سکے رائج تھے اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ شہر کی طرف۔ ان کے قریب شہر افسوس ہی تھا جہاں سے آئے تھے فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا پس چاہیے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ ہے مردار حرام نہ ہو فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ پس وہ لے آئے تمہارے پاس رزق اس میں سے خوراک

تمہارے لئے لے آئے وَلْيَتَلَطَّفْ اور چاہیے کہ نرمی کرے باریک بینی سے کام لے۔ ایسے طریقے سے جائے کہ کسی کو تمہارے متعلق پتہ نہ چلے وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا اور نہ بتلائے تمہارے بارے میں کسی کو۔ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ بے شک وہ اگر تم پر مطلع ہو گئے ان کو خبر ہو گئی تو يَرْجُمُوْكُمْ وہ تمہیں سنگسار کر دیں گے پتھر مار مار کر تمہیں ہلاک کر دیں گے اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ یا تمہیں لوٹا دیں گے اپنے دین میں۔ جیسے ہم پہلے کافر تھے اسی طرح پھر کافر ہو جائیں گے۔ دو ہی صورتیں ہیں یا جان جائے گی یا دولت ایمان جائے گی وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا اور تم ہرگز فلاح نہیں پاؤ گے اس وقت کبھی بھی۔ لہٰذا احتیاط سے کام لو اور جاؤ۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور اسی طرح ہم نے اطلاع دی اصحاب کہف کے بارے میں لوگوں کو تا کہ وہ جان لیں کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ حق ہے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا

اور بیشک قیامت کوئی شک نہیں ہے اس میں جس وقت انہوں نے جھگڑا کیا آپس میں اپنے معاملے میں پس انہوں نے کہا بناؤ

ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کے اوپر ایک عمارت ان کا رب خوب جانتا ہے ان کو۔ کہا ان لوگوں نے جو غالب رہے اپنے معاملے میں البتہ ہم ضرور

عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

بنائیں گے ان کے قریب ایک مسجد۔ عنقریب کہیں گے چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ

تیر اندازی کرتے ہیں بن دیکھے، اور کہنے والے کہیں گے سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں میرا رب

اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۟ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠

خوب جانتا ہے ان کی گنتی کو نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے پس آپ نہ جھگڑا کریں ان کے بارے میں مگر سرسری جھگڑا

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾ ع ٣ ١٥

اور آپ نہ پوچھیں ان کے بارے میں ان میں سے کسی ایک سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْثَرْنَا: ہم نے مطلع کر دیا، يَتَنَازَعُوْنَ: وہ آپس میں لڑ رہے تھے، اُبْنُوْا: تعمیر کرو، بُنْيَانًا: عمارت، غَلَبُوْا: غالب آ گئے، لَنَتَّخِذَنَّ: ہم ضرور بنائیں گے، رَابِعُهُمْ: ان کا چوتھا، سَادِسُهُمْ: ان کا چھٹا، رَجْمًا

بِالْغَیْبِ: بے تحقیق بات کہنا، ثَامِنُھُمْ: ان کا آٹھواں، بِعِدَّتِھِمْ: ان کی تعداد، فَلَا تُمَارِ: پس آپ بحث نہ کریں، مِرَآءً: بحث کرنا، ظَاهِرًا: سرسری طور پر، لَا تَسْتَفْتِ: آپ نہ پوچھئے۔

ربط:

سابقہ آیات سے اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کا بیان ہو رہا ہے۔ان آیات میں بھی انہی کا بیان ہے۔

تفسیری نکات:

یملیخا رضی اللہ عنہ ہلکے پھلکے جسم کا پھرتیلا نوجوان تھا اس کو بھیجا، جب روٹی سالن لے لیا اور پیسے دیئے تو دوکاندار نے کہا کہ یہ سکہ تو نہیں چلتا، اور نکال کر دیئے تو وہ بھی نہیں چلتے، اور نکال کر دیئے دوکاندار نے کہا یہ بھی نہیں چلتے، کیونکہ اس وقت نیا سکہ رائج تھا وہ اس کو دکھایا کہ اب تو یہ سکہ چلتا ہے تم تین سو نو سال پہلے کی بات کرتے ہو، جس وقت اس نے سنا کہ تین سو سال گذر گئے ہیں تو اس کو اطمینان ہوا کہ الحمد للہ! دقیانوس سے تو ہماری جان چھوٹ گئی ہے، دقیانوس اور عدالت کا ڈر تو جاتا رہا مگر دوکاندار پیچھے پڑ گیا، تو اس نے بتایا کہ ہم چند ساتھی غار میں چھپے ہوئے ہیں، دوکاندار کو بھی تاریخی طور پر ان کے متعلق کچھ معلومات تھیں کہ کسی زمانے میں چند نوجوان گم ہو گئے تھے جن کا کوئی اتا پتہ نہیں ملتا کہ وہ کہاں گئے ہیں، چنانچہ اس دوران کافی لوگ جمع ہو گئے پولیس بھی آ گئی یملیخا رضی اللہ عنہ کے ساتھ سارے لوگ غار کی طرف چل پڑے روٹی سالن بھی ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ وہ انتظار کر رہے تھے انہوں نے جب ان کو آتے ہوئے دیکھا تو ڈر گئے کہ لوگوں کی فوج اور پولیس ساتھ ہے لگتا ہے ہمارا پتہ چل گیا ہے یہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے۔

یملیخا رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا کہ پہلے میں جا کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع کرتا ہوں کہ دقیانوس کا زمانہ ختم ہو گیا ہے ہمیں یہاں تین سو سال ہو گئے ہیں یہ لوگ تمہاری ملاقات کیلئے آ رہے ہیں تمہارے دیدار کیلئے آ رہے ہیں خطرے والی بات کوئی نہیں۔ پھر یہ لوگ ان کو بڑی عقیدت کے ساتھ ملے، آگے پھر تفسیروں میں روایات مختلف ہیں کہ اصحاب کہف کا پھر کیا بنا؟ اکثر مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ پھر یہ اصحاب کہف فوت ہو گئے تھے اور اسی غار میں مدفون ہیں۔

اصحاب کہف کی زندگیاں لوگوں کے لیے قیامت کی نشانی بنیں:

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ اور اسی طرح ہم نے اطلاع دی اصحاب کہف کے بارے میں لوگوں کو لِيَعْلَمُوْٓا تاکہ وہ لوگ جان لیں اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اور بیشک قیامت کوئی شک نہیں ہے اس آیت کی تفسیر سے متعلق تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس علاقے میں قیامت کا مسئلہ خوب زوروں پر تھا، ایک گروہ کہتا تھا کہ قیامت آئے گی، دوسرا کہتا تھا نہیں آئے گی۔

جولوگ قیامت کے قائل تھے ان کی تائید اس واقعہ سے ہوئی کہ دیکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو اتنے عرصہ کے بعد جگایا ہے جو رب یہ کرسکتا ہے اس کیلئے دوبارہ کائنات کا زندہ کرنا کون سا مشکل ہے، وہ تمام انسانوں اور حیوانوں کو زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس واقعہ کو بطور دلیل کے پیش کیا کہ لوگ اس کو دیکھ کر سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، قیامت آئے گی اور اس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔

قوم کا اصحاب کہف کی غار پر مسجد تعمیر کرنا:

اِذۡ یَتَنَازَعُوۡنَ بَیۡنَہُمۡ جس وقت انہوں نے جھگڑا کیا آپس میں اَمۡرَہُمۡ اپنے معاملے میں فَقَالُوا پس کچھ لوگوں نے کہا ابۡنُوۡا عَلَیۡہِمۡ بُنۡیَانًا بناؤ ان کے اوپر ایک عمارت یادگار کے طور پر کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو کہ اصحاب کہف یہاں رہے ہیں رَبُّہُمۡ اَعۡلَمُ بِہِمۡ ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے کہ وہ کس انداز کے لوگ تھے قَالَ الَّذِیۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰۤی اَمۡرِہِمۡ کہا ان لوگوں نے جو غالب رہے اپنے معاملے میں، لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیۡہِمۡ مَّسۡجِدًا البتہ ہم ضرور بنائیں گے ان کے قریب ایک مسجد، کیونکہ یہ برگزیدہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا ایمان بچانے کیلئے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکو شرف بخشا ہے کہ تین سو سال کے بعد ان کو بیدار کر کے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے لہٰذا ان کی شایان شان یہ ہے کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے جہاں پر لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کا فریضہ سرانجام دیا کریں اور انہیں معلوم ہوا کہ ایمان بہت بڑی حقیقت ہے اور اسی کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

اصحاب کہف کی تعداد سے متعلق بیان:

سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ عنقریب کچھ لوگ کہیں گے تین تھے رَّابِعُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ چوتھا ان کا کتا تھا وَیَقُوۡلُوۡنَ اور کچھ کہنے والے کہیں گے خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں قول بیان کر کے فرمایا رَجۡمًۢا بِالۡغَیۡبِ تیراندازی کرتے ہیں بن دیکھے، بن دیکھے تیر چلانے کا مطلب یہ ہے کہ آگے کوئی نشان نظر نہ آئے اور آدمی اندھا بن کر تیر چلاتا جائے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قولوں کی تردید فرمادی۔

وَیَقُوۡلُوۡنَ اور کچھ کہنے والے کہیں گے سَبۡعَۃٌ سات تھے وَّثَامِنُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ اور آٹھواں ان کا کتا تھا اس قول کی اللہ تعالیٰ نے تردید نہیں فرمائی، فرمایا قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِہِمۡ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی کو مَّا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ نہیں جانتے اصحاب کہف کو مگر بہت تھوڑے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی ان قلیل میں شامل ہوں پوچھا گیا، حضرت کیسے؟ فرمانے لگے کہ دیکھو پہلے دو قول اللہ تعالیٰ نے پیش کیے اور ان کی تردید کی "رجما بالغیب" کے ساتھ اور یہ تیسرا قول نقل کیا اور اس کی تردید

نہیں کی۔ فَلَا تُمَارِ فِیۡہِمۡ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اے مخاطب نہ جھگڑا کریں انکے بارے میں کوئی بحث نہ کریں اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا مگر سرسری جھگڑا" پس جو ہم نے بتلا دیا ہے یہی کافی ہے وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡہِمۡ مِّنۡہُمۡ اَحَدًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پوچھیں ان کے بارے میں ان سے کسی ایک سے یعنی اصحاب کہف کے بارے میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتلا دیا ہے اس پر یقین رکھیں، اصحاب کہف کا کچھ ذکر آگے آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫

اور ہرگز نہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے میں بیشک میں کرنے والا ہوں اس کو کل۔ مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے

وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ وَقُلۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّهۡدِيَنِ رَبِّىۡ

اور یاد کریں اپنے پروردگار کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں قریب ہے یہ کہ راہنمائی کرے میری

لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوۡا فِىۡ كَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا ﴿۲۵﴾

میرا رب اس سے زیادہ قریب بھلائی میں۔ اور وہ ٹھہرے اپنی غار میں تین سو سال اور زیادہ کیے انہوں نے نو۔

قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَهٗ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جتنا عرصہ وہ ٹھہرے۔ اسی کے لئے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا

اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا يُشۡرِكُ فِىۡ

کیسا ہی دیکھنے والا ہے اور کیسا ہی سننے والا ہے۔ نہیں ہے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور نہیں شریک ٹھہراتا اللہ تعالیٰ

حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ

اپنے حکم میں کسی ایک کو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کریں اس کی جو وحی کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾

کی کتاب اور کوئی نہیں تبدیل کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ

سے ورے کوئی جائے پناہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکیں رکھیں اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو پہلے

وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ ۚ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ

پہر اور پچھلے پہر چاہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور نہ ہٹیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں ان سے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کریں

اَلْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا

دنیا کی زندگی کی زیب وزینت اور آپ ﷺ اطاعت نہ کریں اس کی کہ غافل کر دیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿28﴾

اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی اور ہے اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَقُوْلَنَّ: آپ ہرگز نہ کہیں، فَاعِلٌ: کرنے والا، نَسِيْتَ: آپ بھول جائیں، يَّهْدِيَنِ: مجھے بتلائے گا، ثَلٰثَ: تین، تِسْعًا: نو، اَبْصِرْ بِهٖ: وہ کیسا دیکھنے والا ہے، اَسْمِعْ: وہ کیسا سننے والا ہے، مُلْتَحَدًا: پناہ گاہ، لَا تَعْدُ: نہ ہٹیں، عَيْنٰكَ: آپ کی آنکھیں، تُرِيْدُ: آپ چاہتے ہیں، اَغْفَلْنَا: ہم نے غافل کر دیا، ذِكْرِنَا: ہمارا ذکر، فُرُطًا: حد سے گزرنے والا۔

ربط:

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ یہود نے آپ ﷺ سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے بارے میں تین سوالات دریافت کیے تھے۔

جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل بتادوں گا ان شاء اللہ ساتھ نہ کہہ سکے۔ کوئی مسلمان اس کا تصور نہیں کر سکتا کہ دل میں بھی نہ ہو، دل میں تو تھا زبان سے نہ کہہ سکے جب کل کا دن آیا تو کافر آ کر کہنے لگے کہ ہاں جی اب ہمارے سوالوں کا جواب دیں، وحی نہ آئی، دوسرا دن گزرا، تیسرا دن بھی اسی طرح لیکن وحی نہ آئی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''وَتَاَخَّرَ الْوَحْيُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا'' پندرہ دن کی وحی آنے میں تاخیر ہوگئی۔ پندرہ دن کے بعد جو وحی آئی تو یہ آئی وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ .... الخ.

تفسیری نکات: ہر کام سے پہلے ان شاء اللہ کہو:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اور ہرگز نہ کہیں آپ ﷺ کسی چیز کے بارے میں اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا کہ بیشک میں کرنے والا ہوں اس کو کل اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، مرضی تو اللہ تعالیٰ کی ہوگی، ان شاء اللہ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا آئندہ کے بارے میں جب بھی کوئی بات آپ ﷺ کریں تو ساتھ ان شاء اللہ ضرور فرمایا کریں۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اور یاد کریں اپنے پروردگار کو اگر آپ ﷺ بھول جائیں، جب بھول جاؤ تو فوراً اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو بات یاد آجائے گی وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا اور آپ ﷺ کہیں کہ قریب ہے کہ راہنمائی کرے میرا رب اس سے زیادہ قریب بھلائی میں یعنی جس طرح اس نے اصحاب کہف کا قصہ بتلا کر میری تائید

کی ہے اس سے مزید معجزات بھی اللہ تعالیٰ صادر فرمائیں تاکہ لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہوں اور ہوئے بھی لیکن ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اور اس میں اس طرف اشارہ بھی تھا کہ ایک دن تم بھی دشمنوں کے شر سے بچنے کیلئے غار میں چھپو گے، چنانچہ جبل ثور کی چوٹی پر غار ثور میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن تین راتیں چھپے رہے۔

اصحاب کہف غار میں کتنے عرصہ سوئے رہے؟:

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ اور وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ تین سو سال وَازْدَادُوْا تِسْعًا اور زیادہ کیے انہوں نے نو سال۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جتنا عرصہ وہ ٹھہرے لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے غیب آسمانوں کا اور زمین کا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا ہاں غیب کی خبریں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے بتلائی ہیں وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں اَبْصِرْ بِهٖ کیسا ہی دیکھنے والا ہے وَاَسْمِعْ اور کیسا ہی سننے والا ہے، اور تیرھواں پارہ سورۃ رعد آیت نمبر ۱۰ میں تم پڑھ چکے ہو کہ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور ظاہری طور پر کرے تو اس کو بھی جانتا ہے اور جو رات کو چھپنے والا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو دن کو چلنے والا ہے اس کو بھی جانتا ہے مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ نہیں ہے ان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی، کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا اور نہیں شریک ٹھہراتا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حکم میں کسی ایک کو۔

مشرکین مکہ کے ناجائز مطالبات کا جواب:

تفاسیر میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کا ایک وفد آیا جس میں ہر ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی شریک تھا، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ بڑے خوش ہوئے اور حیران بھی ہوئے کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بلال، حضرت یاسر، حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہم، جیسے اور دیگر غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے تھے، وفد والے بھی آپ ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گئے اور ان کے نمائندے نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی کہ آپ ﷺ کی قوم کا نمائندہ وفد آپ ﷺ کے پاس آیا ہے اور آپ ﷺ ہم سب کو جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں سب کو جانتا ہوں، کہنے لگا ہم آپ ﷺ کی بات سننے کے لئے آئے ہیں لیکن ہماری شرط یہ ہے کہ ان غریبوں کو مجلس سے اٹھا دو ہم سردار لوگ ہیں ان کو اپنی مجلس میں بٹھانا پسند نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے اس نامعقول مطالبے کا جواب اس طرح دیا۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اے نبی کریم ﷺ آپ تلاوت کریں اس کی جو وحی کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ آپ ﷺ کے رب کی کتاب لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اور کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلوں کو وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اور آپ ﷺ ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے

کوئی جائے پناہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روکیں رکھیں اپنے آپ کو مَعَ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے ساتھ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو بِالْغَدٰوةِ پہلے پہر وَالْعَشِيِّ اور پچھلے پہر بھی، انہی میں رہو يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ چاہتے ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ اور نہ ہٹیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگائیں ان سے، اپنی آنکھوں کو ان سے دور نہ کریں تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ کریں دنیا کی زندگی کی زیب وزینت کہ کھانے پینے والے بڑے لوگ آگئے ہیں سردار آگئے ہیں مجلس کی رونق بڑھ جائے گی وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطاعت نہ کریں اس کی کہ ہم نے غافل کر دیا قَلْبَهٗ اس کے دل کو عَنْ ذِكْرِنَا اپنی یاد سے وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی کہ وہ کہتے ہیں کہ ان غریبوں کو مجلس سے اٹھا دو یہ بات ان کی نہیں ماننی اور ان غریبوں کو نہیں نکالنا وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور ہے اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا اس کے کہنے میں نہ آنا

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو شخص چاہے کفر اختیار

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

کرے بیشک ہم نے تیار کی ہے ظالموں کیلئے آگ گھیر لیں گے ان کو اس آگ کے پردے اور اگر وہ مدد طلب کریں گے تو ان

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿29﴾ اِنَّ

کی مدد کی جائے گی پانی کے ساتھ جو تلچھٹ کی طرح ہوگا وہ بھون دے گا ان کے چہروں کو برا ہے پانی اور برا ہوگا آرام۔ بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿30﴾ اُولٰٓئِكَ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے بیشک ہم ضائع نہیں کریں گے اس کا اجر جس نے اچھا عمل کیا۔ وہ لوگ ہیں

لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

ان کیلئے باغ ہوں گے ہمیشگی کے، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائیں گے ان باغوں میں کنگن سونے کے اور پہنیں گے

وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ

کپڑے سبز رنگ کے باریک ریشم کے اور موٹے ریشم کے، تکیے لگائے ہوئے ہوں گے ان باغوں میں آرام دہ کرسیوں پر۔

نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿31﴾ ع ٩ / ١٦

بہت اچھا بدلہ ہے اور اچھا ہے آرام۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سُرَادِقُهَا: اس کی قناتیں، یَسْتَغِیْثُوْا: وہ فریاد کریں گے، یُغَاثُوْا: ان کی فریادرسی کی جائے گی، كَالْمُهْلِ: تلچھٹ کی طرح، یَشْوِی: وہ بھون ڈالے گا، مُرْتَفَقًا: منزل، یُحَلَّوْنَ: انہیں پہنائے جائیں گے، اَسَاوِرَ: کنگن، یَلْبَسُوْنَ: وہ پہنیں گے، ثِیَابًا: کپڑے، خُضْرًا: سبز، سُنْدُسٍ: باریک ریشم، اِسْتَبْرَقٍ: موٹا ریشم، مُّتَّكِئِیْنَ: تکیہ لگانے والے، الْاَرَآئِكِ: مسہریاں، حَسُنَتْ: کیا ہی اچھا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین مکہ کے وفد کا ذکر تھا اور ان کے مطالبات کا جواب اور رد تھا۔ اب بھی اسی وفد کی باتوں کا رد چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین مکہ کے وفد کے مطالبات کے مزید جوابات:

وَقُلِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ اور جو شخص چاہے کفر اختیار کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اختیار دیا ہے کہ اپنی مرضی اور اختیار سے ایمان لانا چاہیں تو ایمان لے آئیں اور اگر کفر اختیار کرنا چاہتے ہیں تو کفر اختیار کریں اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا بیشک ہم نے تیار کی ہے ظالموں کیلئے آگ جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اور دنیا کی آگ میں لوہے تک ہر چیز پگھل جاتی ہے اگر مارنا مقصود ہو تو اس آگ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن وہاں تو لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی "نہ کوئی مرے گا اور نہ جیے گا" اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا گھیر لیں گے ان کو اس آگ کے پردے، قناتیں۔ مجرموں کے اردگرد آگ ہی آگ ہوگی چھت آگ کی، کنارے آگ کے۔ جیسے خیمہ ہوتا ہے اور اس کے اردگرد قناتیں ہوتی ہیں وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا اور اگر وہ مدد طلب کریں گے پیاسے ہو کر یُغَاثُوْا بِمَآءٍ ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ كَالْمُهْلِ جو تلچھٹ کی طرح ہوگا، تیل کے نیچے جو گند مند ہوتا ہے جس کو آدمی دیکھنا پسند نہیں کرتا اس کو تلچھٹ کہتے ہیں تو وہ پانی تلچھٹ کی طرح ہوگا، اور "مُهْلِ" کا معنی پگھلا ہوا تانبا بھی کرتے ہیں اس میں حرارت انتہائی تیز ہوتی ہے وہ پلایا جائے گا یَشْوِی الْوُجُوْهَ وہ بھون دے گا ان کے چہروں کو ہونٹوں کے ساتھ لگے گا تو ہونٹ جل جائیں گے وہ پی بھی نہیں سکیں گے بِئْسَ الشَّرَابُ برا ہے وہ پانی وَسَآءَتْ اور برا ہوگا آرام مُرْتَفَقًا مصدر بھی ہے جس کا معنی ہے آرام، اور آرام کیا ہوتا ہے یہ تو ان پر طنز ہے مُرْتَفَقًا اور ظرف کا صیغہ بھی ہے پھر معنی ہوگا اور بری ہے آرام کی جگہ۔

ایمان والوں کے لیے انعامات کا تذکرہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور خالی ایمان ہی نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے، عمل کا بڑا دخل ہے اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا بیشک ہم ضائع نہیں کریں گے اس شخص کا اجر جس

نے اچھا عمل کیا اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ وہ لوگ ہیں ان کیلئے باغات ہوں گے ہیشگی کے، دنیا کے باغ وقتی ہیں اور ان کے پھل موسمی ہیں یعنی موسم ہوگا تو پھل ہوگا۔ جنت کے باغوں کی یہ خصوصیت ہے کہ اُكُلُهَا دَآئِمٌ ان کے پھل ہمیشہ ہوں گے لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ (واقعہ: ۳۳) ” نہ ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے۔“ پھل توڑا دیکھتے ہی دیکھتے دوسرا لگ جائے گا کبھی ختم نہیں ہوں گے جس جگہ سے کوئی پھل کھانا چاہے گا تو کوئی کھانے میں رکاوٹ نہیں ہوگی تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ پہنائے جائیں گے ان باغوں میں کنگن سونے کے۔ اَسَاوِرَ، اُسۡوِرَةٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے کنگن، پہلے زمانے میں رواج تھا کہ بادشاہ اور رئیس سونے کے کنگن۔ پہنتے تھے۔ وَّيَلۡبَسُوۡنَ ثِيَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ اور پہنے گے کپڑے سبز رنگ کے باریک ریشم کے وَّاِسۡتَبۡرَقٍ اور موٹے ریشم کے۔ مُّتَّكِـئِيۡنَ فِيۡهَا عَلَى الۡاَرَآئِكِ ارائك اريكة کی جمع ہے اور اریکۃ کا معنی ہے آرام دہ کرسی، ادھر ادھر پھرنے والی وہ جنتی تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے آرام دہ کرسیوں پر نِعۡمَ الثَّوَابُ بہت اچھا بدلہ ہے وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا اور کیا اچھا ہے آرام، اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات مسلمین مسلمات کو جنت کے یہ انعامات نصیب فرمائے۔ آمین

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں ان کے لئے دو آدمیوں کی۔ بنائے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ انگوروں کے اور ہم

بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ﴿32﴾ كِلۡتَا الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا

نے گھیر لیا ان دونوں باغوں کو کھجوروں کے ساتھ۔ اور بنائی ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی۔ دونوں باغ لاتے تھے اپنا

وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـئًا ۙ وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿33﴾ وَّكَانَ لَهٗ

پھل اور نہ کمی کرتے تھے اس پھل میں سے کسی چیز کی اور ہم نے چلائی ان دونوں کے درمیان نہر۔ اور اس شخص کے لئے اور

ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ

بھی پھل تھے پس کہا اس نے اپنے ساتھی کو اور وہ اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا میں زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ ہوں

نَفَرًا ﴿34﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ

تعداد میں۔ اور وہ داخل ہوا اپنے باغ میں اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والا تھا اپنے نفس پر اس نے کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ

هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿35﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ

باغ ہلاک ہوگا کبھی بھی۔ اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف البتہ

لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿36﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

میں ضرور پاؤں گا ان باغات سے بہتر لوٹنے کی جگہ۔ اس کو اس کے ساتھی نے کہا اور وہ اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔

اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿37﴾ لٰكِنَّا۠

کیا تو انکار کرتا ہے اس ذات کا جس نے تجھے پیدا کیا ہے مٹی سے، پھر نطفے سے، پھر تجھے برابر کر دیا ایک مرد۔ لیکن میں وہ کہتا

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿38﴾

ہوں اللہ تعالیٰ ہی میرا ربّ ہے اور میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی ایک کو بھی شریک نہیں ٹھہراتا ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَنَّتَيْنِ: دو باغ، حَفَفْنٰهُمَا: ہم نے ان دونوں کو گھیرے میں لے رکھا تھا، زَرْعًا: کھیتی، كِلْتَا: دونوں، لَمْ تَظْلِمْ: کمی نہیں کی، فَجَّرْنَا: ہم نے پھاڑا، خِلٰلَهُمَا: ان دونوں کے درمیان، نَهَرًا: نہر، ثَمَرٌ: پھل، يُحَاوِرُهٗٓ: وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا، نَفَرًا: افراد، جَنَّتَهٗ: اس کا باغ، مَآ اَظُنُّ: میرا خیال نہیں ہے، تَبِيْدَ: وہ برباد ہوگا، رُدِدْتُّ: میں لوٹایا گیا، لَاَجِدَنَّ: میں ضرور پاؤں گا، مُنْقَلَبًا: لوٹنے کی جگہ، كَفَرْتَ: تو نے کفر کیا، خَلَقَكَ: تجھے پیدا کیا، سَوّٰىكَ: تجھے صحیح سالم بنایا

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں تھا کہ 'دنیا کی زیب وزینت کا ارادہ کیا' کفار کو ایسی دنیا کی زندگی پر گھمنڈ تھا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کی ایک مثال بیان کی، اس میں اختلاف ہے کہ یہ مثال فرضی ہے یا حقیقی ایک گروہ کہتا ہے کہ فرضی ہے صرف سمجھانے کے لئے بیان فرمائی ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حقیقی ہے ایک کافر شخص تھا اس کے دو باغ تھے ایک انگور کا اور دوسرا کھجور کا۔

تفسیری نکات: مالدار کافر اور غریب مومن کا واقعہ:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں ان دولت مندوں کے لئے ایک مثال رَّجُلَيْنِ دو آدمیوں کی جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ بنائے ہم نے ان دو میں سے ایک کیلئے باغ مِنْ اَعْنَابٍ انگوروں کے وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ اور ہم نے گھیر لیا ان انگوروں کے دونوں باغوں کو کھجوروں کے ساتھ، انکے کناروں پر کھجوریں تھیں تاکہ دیواروں کا کام بھی دیں اور پھل بھی لائیں وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا اور بنائی ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی۔ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ دونوں باغ اٰتَتْ اُكُلَهَا لاتے تھے اپنا پھل وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا اور نہ کمی کرتے تھے اس پھل میں سے کسی چیز کی یعنی عادت کے مطابق جتنا پھل ہونا چاہیے تھا دونوں باغ اتنا پھل لاتے اور ان باغوں کا محل وقوع ایسا تھا کہ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا اور ہم نے چلائی ان دونوں کے درمیان نہر ان کے درمیان سے نہر گزرتی تھی اور صرف یہی نہیں کہ انگور

اور کھجوریں تھی وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ اور اس شخص کے لئے اور بھی پھل تھے فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ پس کہا اس کافر مشرک نے جو باغ کا مالک تھا اپنے ساتھی کو جو موحد تھا وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اور وہ اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا "محاورہ" کے معنی گفتگو کے ہیں، کہنے لگا کہ تم مجھے روزانہ یہ بات کہتے رہتے ہو کہ میں کافر ہوں مشرک ہوں دیکھتے نہیں ہو اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا میں زیادہ ہوں تم سے مال میں وَّاَعَزُّ نَفَرًا اور زیادہ ہوں تعداد میں بیٹے ہیں غلام ہیں نوکر چاکر ہیں مال و دولت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے میرے اوپر ناراض ہوتا تو یہ چیزیں مجھے دیتا؟ بلکہ درست بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے کہ تجھے کھانے کیلئے وافر نہیں دیا۔ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ اور وہ ظالم مشرک داخل ہوا اپنے باغ میں وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والا تھا اپنے نفس پر کفر اور شرک کی وجہ سے قَالَ اس نے کہا مَآ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ ختم یا برباد ہوگا کبھی بھی، کیونکہ باغ کے ختم ہونے اور اجڑنے کی ظاہری صورتیں یہ ہیں کہ اس کو پانی نہ ملے تو درخت خشک ہو جاتے ہیں اور اس میں نہریں چل رہی ہیں یا باغ کی دیکھ بھال کرنے کے لئے مالی نہ ہوں وَّاَعَزُّ نَفَرًا اور میرے پاس بڑے آدمی ہیں۔ تو یہ دونوں چیزیں میسر ہیں لہٰذا یہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے اور جس قیامت کا تم مجھے بار بار کہتے ہو وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے خواہ مخواہ تم مجھے قیامت سے ڈراتے ہو اول تو قیامت آئے گی نہیں وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ اور اگر بالفرض میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف قیامت آ گئی لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا البتہ میں ضرور پاؤں گا ان باغات سے بہتر لوٹنے کی جگہ، جس رب نے مجھے یہاں دیا ہے وہاں مجھے کیوں نہیں دے گا، کافر مشرک نے یہ سمجھا کہ رب مجھ سے راضی ہے تبھی تو مجھے یہاں دیا ہے لہٰذا قیامت ہوئی تو وہاں بھی مجھے دے گا قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ کہا اس کو اس کے مومن ساتھی نے وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اور وہ مومن اپنے اس مشرک ساتھی سے گفتگو کر رہا تھا اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ خَلَقَكَ مِنۡ تُرَابٍ کیا تو انکار کرتا ہے اس ذات کا جس نے تجھے پیدا کیا ہے مٹی سے کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو جو تمام انسانوں کے جد اعلیٰ تھے مٹی سے پیدا کیا گیا اور بعد ازاں تمام انسان نطفے کے گندے پانی کے حقیر قطرے سے پیدا کیے گئے ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ پھر حقیر قطرے نطفے سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ثُمَّ سَوّٰٮكَ رَجُلًا پھر تجھے برابر کر دیا ایک مرد، اس اللہ کے احکام کا تم انکار کرتے ہو لٰـكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ لیکن میں تو کہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے اس کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا اور میں شریک نہیں ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی ایک کو۔

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

اور تو نے ایسا کیوں نہ کیا، جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں تو کہتا جو چاہے اللہ تبارک و تعالیٰ نہیں قوت مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے

اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰی رَبِّیۡۤ اَنۡ یُّؤۡتِیَنِ خَیۡرًا

ساتھ۔ اگر تو دیکھتا ہے مجھے میں بہت کم ہوں تجھ سے مال میں اور اولاد میں۔ پس قریب ہے کہ میرا رب یہ کہ دیدے مجھے بہتر

مِّنۡ جَنَّتِكَ وَیُرۡسِلَ عَلَیۡهَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِیۡدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوۡ یُصۡبِحَ

تیرے باغ سے اور بھیجے اس باغ پر آسمان سے بجلی پس ہوجائے وہ باغ میدان صاف یا ہوجائے اس باغ کا پانی بہت گہرا

مَآؤُهَا غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِیۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیۡهِ عَلٰی مَاۤ

پس ہرگز نہیں طاقت رکھے گا تو اس کے طلب کی۔ اور احاطہ کرلیا گیا اس کے پھلوں کا پس ہوگیا ملتا تھا اپنے ہاتھ اس چیز پر جو اس

اَنۡفَقَ فِیۡهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوۡشِهَا وَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّیۡۤ

نے خرچ کیا اس میں اور وہ گرا ہوا تھا اپنے چھپروں پر اور اس نے کہا کاش کہ میں نہ شریک ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔

اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ﴿۴۳﴾

اور نہیں تھی اس شخص کے لئے کوئی جماعت جو اس کی مدد کرتی اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے نیچے اور نہ وہ خود انتقام لے سکتا تھا یہاں پر

هُنَالِكَ الۡوَلَایَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ هُوَ خَیۡرٌ ثَوَابًا وَّخَیۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾ ع

سارے اختیارات اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہیں جو سچا ہے وہ بہتر ہے بدلہ دینے کے اعتبار سے اور بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دَخَلۡتَ: تو داخل ہوا، جَنَّتَكَ: اپنے باغ (میں)، تَرَنِ: تو مجھے دیکھتا ہے، اَقَلَّ: کم تر، یُؤۡتِیَنِ: وہ مجھے دے گا، فَتُصۡبِحَ: (پس) وہ ہوجائے گا، زَلَقًا: صاف میدان، یُصۡبِحَ: ہوجائے گا، مَآؤُهَا: اس کا پانی، غَوۡرًا: خشک، فَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ: (تو) تو نہیں کر سکے گا، طَلَبًا: تلاش کرنا، یُقَلِّبُ: ملتا رہا، اَنۡفَقَ: اس نے خرچ کیا، یَنۡصُرُوۡنَهٗ: اس کی مدد کرتا، مُنۡتَصِرًا: بدلہ لینے والا، اَلۡوَلَایَةُ: مدد کرنا، عُقۡبًا: انجام۔

ربط:

سابقہ آیات سے ایک مالدار کافر اور اس کے مومن غریب دوست کا قصہ بیان ہو رہا تھا۔ ان آیات میں بھی انہی کا بیان چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: کافر کی ناشکری کا انجام:

مومن غریب دوست اپنے کافر مالدار دوست کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ اور تو نے

ایسا کیوں نہ کیا کہ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں قُلْتَ تو کہتا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جو چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ وہی ہوتا ہے نہیں قوت مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ،قوت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمات مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ کر پھونک دیئے جائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نظر بد سے بچالیتے ہیں۔

تو اس موحد نے کہا اِنْ تَرَنِ اگر تو دیکھتا ہے مجھے اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا میں بہت کم ہوں تجھ سے مال میں وَّوَلَدًا اور اولاد کے لحاظ سے بھی تیرے سے بہت ہی کم ہوں، فرمایا اے ساتھی۔ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ پس قریب ہے ممکن ہے کہ میرا رب یہ کہ دیدے مجھے بہتر تیرے باغ سے دنیا میں کہ وہ قادر مطلق ہے اس کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے اور آخرت میں تو ہمیشہ کے باغوں کا وعدہ ہے نیکوں کے ساتھ۔ اور اے میری ساتھی مشرک دولت اور باغات پر گھمنڈ کرنے والے ہوسکتا ہے وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ اور بھیجے تیرے اس باغ پر بجلی آسمان سے آسمان سے بجلی گرتی ہے جس سے انسان اور جانور مرجاتے ہیں اور باغات اور کھیتیاں تباہ ہوجاتی ہیں تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ تیرے باغات کو بجلی سے تباہ کردے فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا پس ہوجائے میدان صاف پھسلنے کے قابل۔ اس وقت تو اس میں پھول دار اور پھل دار درخت ہیں ہر طرح کے میووں کے درخت ہیں یہ سب ختم ہوجائیں اور یہ باغ والی جگہ صاف میدان ہوجائے اور میدان بھی ایسا کہ وہاں سے پھسلنا شروع کردے اس قادر مطلق کیلئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا یا ہوجائے اس باغ کا پانی بہت گہرا نیچے چلا جائے فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا پس ہرگز طاقت نہیں رکھے گا تو اس پانی کے طلب کی کہ اتنا گہرا ہوجائے کہ تم پانی نکال ہی نہ سکو اور ظاہر بات ہے کہ کھیتی کو جب پانی نہ لگے تو وہ پرورش نہیں پاسکتی۔ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ اور احاطہ کرلیا گیا اس کے پھلوں کا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بجلی گری سب باغات ختم ہوگئے، باغات پر کیا ہوا خرچ کھاد گوڈی وغیرہ کی مزدوری بھی سب ضائع ہوگئی، اللہ تعالیٰ کے عذاب میں آگئے فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ پس ہوگیا ملتا تھا اپنے ہاتھ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا اس چیز پر جو اس نے خرچ کیا کف افسوس ملنے لگا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اور وہ باغ گرا ہوا تھا اپنے چھپروں پر۔ انگوروں کے باغ ستونوں پر کھڑے کرکے چھپر بنائے جاتے ہیں اور ان پر انگوروں کی بیلیں چڑھاتے ہیں، تو پہلے ستون گرے پھر چھتیں گریں، بیلوں کے ساتھ اور سب پھل ختم ہوگئے وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ اور اس مشرک نے اس وقت کہا کاش میں لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا نہ شریک ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔ اَوَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ اور نہیں تھی اس شخص کیلئے کوئی جماعت يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، حالانکہ وہ فخریہ کہتا تھا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا میں مال میں تجھ سے زیادہ ہوں وَّاَعَزُّ نَفَرًا اور زیادہ ہوں تعداد میں، میرے افراد خانہ نوکر چاکر بہت ہیں لیکن اب کوئی بھی کام نہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہ اہل خانہ بچا سکے نہ نوکر چاکر نہ ساتھی نہ جھوٹے معبود اور کف افسوس ملتا رہا وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا

اور نہ وہ خود انتقام لے سکتا تھا۔ انتقام تو وہ لے سکتا ہے جو سخت اور قوت والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے زیادہ سخت اور قوت والا کون ہے؟ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ یہاں پر سارے اختیارات اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہیں جو سچا ہے۔ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وہ بہتر ہے بدلہ دینے کے اعتبار سے وَّخَيْرٌ عُقْبًا اور بہتر ہے انجام کے اعتبار سے، سب کا بدلہ بھی اس کے پاس ہے اور سب کا انجام بھی اسی کے پاس ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں ان کے لئے دنیا کی زندگی کی مثال اتارا ہم نے اس کو آسمان کی طرف سے پس مل گیا اس پانی کے

الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿45﴾

ساتھ زمین کا سبزہ پھر ہو گیا وہ چورا چورا اڑاتی پھرتی ہیں اس کو ہوائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں، اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں بہتر ہیں تیرے رب کی ہاں بدلے کے لحاظ سے

وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿46﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ

اور امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو زمین کو اور ہم ان کو اکٹھا کریں گے

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿47﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ

پس ہم نہیں چھوڑیں گے ان میں سے کسی ایک کو۔ اور پیش کئے جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے سامنے صف در صف البتہ

جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ

تحقیق تم لائے ہو ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی دفعہ بلکہ تم نے خیال کیا یہ کہ ہم نہیں کریں گے تمہارے لئے

مَّوْعِدًا ﴿48﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ

کوئی وعدے کا وقت۔ اور رکھے جائیں گے پس دیکھے گا تو مجرموں کو خوفزدہ ہوں گے اس چیز سے جو اس کے اندر ہے اور کہیں

يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ

گے ہائے افسوس ہم پر، کیا ہے اس کتاب کو نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو مگر اس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿49﴾ ع ۶ ۱۸

اور وہ پائیں گے جو انہوں نے عمل کیا اپنے سامنے اور نہیں ظلم کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کسی پر بھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَشِيْمًا: ریزہ ریزہ، تَذْرُوْهُ: اس کو اڑاتی ہے، مُّقْتَدِرًا: قدرت رکھنے والا، اَلْبَنُوْنَ: بیٹے، اَلْبٰقِيٰتُ: باقی رہنے والے، اَمَلًا: امید کرنا، نُسَيِّرُ: ہم چلائیں گے، بَارِزَةً: کھلا میدان، حَشَرْنٰهُمْ: ہم نے ان کو جمع کیا، فَلَمْ نُغَادِرْ: اور ہم نے نہیں چھوڑا، عُرِضُوْا: وہ پیش کیے گئے، صَفًّا: صف بنانا، مَّوْعِدًا: وعدہ کا وقت، مُشْفِقِيْنَ: ڈرنے والے، يٰوَيْلَتَنَا: ہائے کاش ہماری کمبختی، لَا يُغَادِرُ: نہیں چھوڑتی، اَحْصٰهَا: اس نے اسے شمار کر رکھا ہے، حَاضِرًا: موجود۔

ربط:

سابقہ آیات میں دنیا کے مال کی ناپائیداری کا تذکرہ تھا۔ ان آیات میں دنیا کی زندگی کی ناپائیداری کا ذکر ہے۔ اور کافروں کو دیے جانے والے نامہ اعمال کا ذکر ہے کہ جب وہ اُس میں اپنے اعمال بد کو پڑھیں گے تو اپنے انجام پر افسوس کریں گے۔

تفسیری نکات: دنیا کی ناپائیدار زندگی کی مثال:

وَاضْرِبْ لَهُمْ اور آپ ﷺ بیان کریں ان کیلئے ان کے سامنے مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کی مثال دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کی مثال ایسے ہی ہے كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ جیسے پانی اتارا ہم نے اس کو آسمان کی طرف سے بارش نازل ہوتی ہے فَاخْتَلَطَ بِهٖ پس مل گیا اس بارش کے ساتھ نَبَاتُ الْاَرْضِ زمین کا سبزہ۔ بارش ہوتی ہے سبزیاں اگتی ہیں مختلف قسموں کی اور عجیب وغریب قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں اور گندم، چاول، اناج وغیرہ پیدا ہوتے ہیں زمین ہری بھری ہوتی ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ خشک ہو جاتے ہیں فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا پس ہو جاتی ہے چورا چورا، پھر اس کو کاٹتے ہیں اور دانے نکالتے ہیں تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ہوائیں اس کو اڑاتی ہیں تو جس طرح زمین میں یہ سبزہ اور فصلیں ہمیشہ نہیں رہتیں اسی طرح تمہاری زندگی بھی ہمیشہ کیلئے نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے، خوشی ہوتی ہے پھر وہ جوان ہوتا ہے پھر بالکل بوڑھا ہو جاتا ہے ہل جل بھی نہیں سکتا پھر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اور ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ مال اور بیٹے زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ لوگ ان پر فخر کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی اچھی چیزیں خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَيْرٌ اَمَلًا اور بہتر ہیں امید کے لحاظ سے بھی۔ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے کیا مراد ہے تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مراد ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اعمال صالحہ مراد ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اس سے الکلام الطیب ہر اچھی بات مراد ہے۔

قیامت کے احوال اور منظر کشی:

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو۔ یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو کر دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے، کیا چھوٹے اور کیا بڑے وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً اور دیکھے گا تو زمین کو بالکل کھلی، آج تو تمہیں زمین میں اونچ نیچ نظر آتی ہے ٹیلوں اور پہاڑوں کی وجہ سے، قیامت آئے گی پہاڑ ٹیلے ختم کر دیئے جائیں گے گڑھے مٹی سے بھر دیئے جائیں گے اور یہ زمین بالکل ہموار ہو جائے گی۔

صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا (طٰہ: ١٠٦، ١٠٧) ہموار زمین نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلہ"۔ اگر مغرب کی طرف سے انڈا لڑھکا یا جائے گا تو مشرق تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تو جس ذات نے ان پہاڑوں کو قائم کیا ہے وہی ذات ان کو فنا کر دے گی وَّحَشَرْنٰهُمْ اور ہم ان کو جمع کریں گے میدان محشر میں فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا پس ہم نہیں چھوڑیں گے ان میں سے کسی ایک کو، سارے کے سارے میدان محشر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عدالت میں جمع ہوں گے وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا اور پیش کئے جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے سامنے صف در صف لائنیں لگی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ البتہ تحقیق آئے ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی دفعہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ عُرَاةً ننگے ہوں گے "غُرْلًا غیر" مختون ہوں گے "حُفَاةً" ننگے پاؤں ہوں گے جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے بَلْ زَعَمْتُمْ بلکہ تم نے خیال کیا اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا یہ کہ ہم نہیں کریں گے تمہارے لئے کوئی وعدے کا وقت تم کہتے تھے قیامت نہیں ہے، پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ ایک مشرک نے کہا تھا کہ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت آئے گی تو تم قیامت کا انکار کرتے تھے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھے جائیں گے دفتر، ہر آدمی کا الگ الگ ریکارڈ ہوگا وہ اعمال نامہ اس کے سامنے رکھا جائے گا اور سورۃ بنی اسرائیل میں تم پڑھ چکے ہو کہ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ پہلے اس کا اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹک رہا ہوگا پھر وہ کتابی شکل میں سامنے رکھا جائے گا فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ اے مخاطب! پس تو دیکھے گا مجرموں کو مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ خوفزدہ ہوں گے اس چیز سے جو اس کے اندر ہے، عمل کی کتاب میں جو کچھ ہوگا اس کو دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو پڑھنے کی قوت عطا فرمائے گا، آج جو لوگ خود نہیں پڑھ سکتے قیامت والے دن وہ بھی اپنی کتاب کو خود پڑھیں گے وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہیں گے يٰوَيْلَتَنَا ہائے افسوس! ہم پر مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ معنی ہوگا کیا ہے اس کتاب کو ہائے یہ کیسی کتاب ہے لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً نہیں چھوڑتی کسی چیز چھوٹی کو اور نہ بڑی چیز کو اِلَّآ اَحْصٰهَا مگر اس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا اور وہ پائیں گے جو انہوں نے کیا ہے اپنے سامنے نیکی بھی

بدی بھی وَلَا یَظۡلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کسی پر رتی برابر بھی ظلم نہیں کرتا، جو کسی نے کیا ہے اس کا بدلہ اس کو ضرور ملے گا۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ

اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا

فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَہُمۡ

پس اس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم سے۔ کیا پس تم بناتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو دوست میرے علاوہ حالانکہ وہ

لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشۡہَدۡتُّہُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

تمہارے دشمن ہیں برا ہے ظالموں کے لئے بدلہ۔ میں نے ان کو حاضر نہیں کیا آسمانوں کے بنانے کے وقت اور زمین کے

وَلَا خَلۡقَ اَنۡفُسِہِمۡ ۪ وَمَا کُنۡتُ مُتَّخِذَ الۡمُضِلِّیۡنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

بنانے کے وقت اور نہ خود ان کی جانوں کے پیدا کرنے کے وقت اور نہیں ہوں میں بنانے والا گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو۔

وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ نَادُوۡا شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ فَدَعَوۡہُمۡ فَلَمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا

اور جس دن کہے گا پکارو میرے شریکوں کو جن کے بارے میں تم خیال کرتے تھے پس وہ ان کو پکاریں گے پس وہ انکی دعاؤں کو

لَہُمۡ وَجَعَلۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّوۡبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ

قبول نہیں کر سکیں گے اور ہم کر دیں گے ان کے درمیان خندق۔ اور دیکھیں گے مجرم آگ کو پس وہ یقین کر لیں گے بیشک وہ

ع ۱۹ مُّوَاقِعُوۡہَا وَلَمۡ یَجِدُوۡا عَنۡہَا مَصۡرِفًا ﴿۵۳﴾

اس آگ میں گرنے والے ہیں اور نہیں پائیں گے اس آگ سے پھرنے کی کوئی جگہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَفَسَقَ: سو اس نے نافرمانی کی، اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ: تم اسے بناتے ہو، بَدَلًا: بدلہ، مَاۤ اَشۡہَدۡتُّہُمۡ: میں نے حاضر نہ کیا انہیں، مُتَّخِذَ: بنانے والے، اَلۡمُضِلِّیۡنَ: گمراہ کرنے والے، عَضُدًا: بازو، نَادُوۡا: پکارو، فَدَعَوۡہُمۡ: وہ پکاریں گے انہیں، مَّوۡبِقًا: ہلاکت کی جگہ، مُّوَاقِعُوۡہَا: اس میں گرنے والے، مَصۡرِفًا: بچنے کی جگہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں احوال آخرت کا بیان ہوا۔ اب ان آیات میں نیک و بد کا تذکرہ ہے کہ تمہاری مرضی ہے ابلیس کی اطاعت کر کے ابلیس صفت بنو یا فرشتوں کی طرح بنو کہ جیسے انہوں نے حکم مان کر سجدہ کیا تو فرشتہ صفت بنو۔

تفسیری نکات: فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جس وقت ہم نے کہا فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو یہ سجدہ تعظیمی عبادت کا سجدہ نہیں تھا، عبادت کا سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک جائز تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کیلئے سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ فرمایا تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْٓا پس فرشتوں نے سجدہ کیا بغیر کسی قیل قال کے اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے نہ کیا كَانَ مِنَ الْجِنِّ یہ ابلیس جنات میں سے تھا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ پس اس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم سے اور امر کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی امر اور حکم دیا تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔

شیطان اور اُس کی ذریت کو دوست نہ بناؤ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسانو اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ کیا پس تم بناتے ہو اس شیطان کو اور اس کی اولاد کو دوست مِنْ دُوْنِيْ میرے سوا مجھے چھوڑ کر وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ حالانکہ شیطان اور اس کی اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ دشمن کے ساتھ تمہاری دوستی ہے اور رحمن مہربان کے ساتھ دشمنی ہے، انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ دشمن کو دشمن سمجھو کیونکہ اس سے کبھی بھی خیر کی توقع نہیں ہو سکتی بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا برا ہے ظالموں کیلئے بدلہ۔ یہ تبدیلی ظالموں کے لئے بری ہے کہ رحمن کو چھوڑ کر شیطان کو تم نے دوست بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوستی نہیں چاہتے شیطان اور اس کے چیلوں کے ساتھ دوستی ہے وہ تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں کیا میرے شریک ہیں آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں نے ان کو حاضر نہیں کیا آسمانوں کے بنانے کے وقت اور زمین کے بنانے کے وقت کہ مجھے کوئی حاجت ہوتی کہ دیکھو میں نے آسمان پیدا کئے ہیں ان میں کوئی کجی کی ہے، یہ زمین میں نے پیدا کی ہے اس کے متعلق کوئی مشورہ دو کوئی کمی رہ گئی ہو مجھے کیا ضرورت تھی؟ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ اور نہ خود ان کافروں کی جانوں کو پیدا کرتے ہوئے میں نے ان کے شریکوں کو حاضر کیا کہ دیکھ لو میں تمہیں (یعنی کافروں) کو کیسا بناؤں میری مرضی تھی جس طرح بناتا تھا میں نے بنا دیا میں کسی کا محتاج نہیں ہوں وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا اور نہیں ہوں میں بنانے والا گمراہ کرنے والوں کو اپنا بازو۔ اول تو مجھے ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر بالفرض والمحال ضرورت ہوتی بھی تو کیا میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا دست و بازو بناتا؟

قیامت والے دن مشرکوں کو کہا جائے گا اپنے جھوٹے معبودوں کو مدد کے لیے بلاؤ:

وَيَوْمَ يَقُوْلُ اور جس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا محشر والے دن نَادُوْا شُرَكَآءِيَ پکارو میرے شریکوں کو الَّذِيْنَ

زَعَمْتُمْ جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس:۱۸) "یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں"۔ ان کو ذرا بلاؤ فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو پکاریں گے "یالات اغثنی ، یا منات اغثنی یا عزی اغثنی ۔" اے لات، منات، عزی، ہماری مدد کرو"۔ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ پس وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کر سکیں گے پس وہ انکی پکار کو نہیں سنیں گے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا اور ہم کر دیں گے ان کے درمیان خندق"۔ یہ اس طرف ہوں گے درمیان میں آگ کی خندق ہوگی، جرائم کے اعتبار سے عذاب کا فرق ضرور ہوگا۔ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ اور دیکھیں گے مجرم آگ کو۔ میدان محشر میں ہی وہ آگ نظر آئے گی فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا پس وہ یقین کر لیں گے کہ بیشک وہ اس آگ میں گرنے والے ہیں ہمیں آگ میں پھینکا جائے گا خوشی کے ساتھ تو آگ میں کوئی نہیں جائے گا، سورۃ رحمن میں ہے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ پس پکڑا جائے گا ان کو پیشانیوں اور پاؤں سے"۔ فرشتے پکڑ کر جیسے قصاب دنبے کو پکڑ کر گراتا ہے اس طرح دوزخ میں پھینک دیں گے وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا اور نہیں پائیں گے اس آگ سے پھرنے کی کوئی جگہ، ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ

اور البتہ ہم نے تحقیق پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر طرح کی مثالیں اور انسان ہر شے سے زیادہ جھگڑا

جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ

لو ہے۔ اور نہیں روکا لوگوں کو اس سے کہ وہ ایمان لائیں جس وقت آچکی ان کے پاس ہدایت اور یہ کہ اپنے رب سے معافی

اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا

مانگیں مگر اس بات نے کہ آئے ان کے پاس پہلے لوگوں کے طریقے یا آئے ان کے پاس عذاب بالکل سامنے۔ اور ہم نہیں

نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ

بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور جھگڑتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں باطل کے ہتھیار لے کر تا کہ

لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

پھسلا دیں اس کے ذریعے حق کو اور انہوں نے بنا لیا ہے میری آیتوں کو اور اس چیز کو جس کے ذریعے ان کو ڈرایا گیا مسخرہ پن

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اور کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے جس کو یاد دہانی کرائی گئی اپنے رب کی آیات کے ساتھ پس اس نے اعراض کیا ان آیات

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

سے اور بھول گیا وہ برے اعمال جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں، بیشک ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کے دلوں پر پردے

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اس بات سے کہ وہ قرآن کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں اور اگر تم ان کو بلاؤ ہدایت کی طرف پس ہرگز نہیں ہدایت

اِذًا اَبَدًا ۝57 وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا

پائیں گے اس وقت کبھی بھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بخشنے والا ہے رحمت والا ہے اگر پکڑے ان کو ان کی کمائی کی وجہ سے

لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝58 وَتِلْكَ

البتہ جلدی کردے ان کے لئے بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ ہے ہرگز نہیں پائیں گے اس کے علاوہ کوئی پھرنے کی جگہ اور یہ

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝59 ع

بستیاں ہیں ہلاک کیا ہم نے ان کو جب انہوں نے ظلم کیا اور ٹھہرایا ہم نے ان کی ہلاکت کے لئے ایک وعدہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جَدَلًا: جھگڑا کرنا، لِيُدْحِضُوْا: تاکہ وہ باطل کردیں، اُنْذِرُوْا: انہیں ڈرایا گیا، ذُكِّرَ: نصیحت کی گئی، نَسِيَ: بھول گیا، تَدْعُهُمْ: تو ان کو پکارے، فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا: تو وہ ہرگز راہ پر نہیں آئیں گے، يُؤَاخِذُهُمْ: ان کی گرفت کرے، لَعَجَّلَ: تو جلدی کرتا، مَّوْعِدٌ: معین وقت، مَوْىِٕلًا: پناہ کی جگہ، لِمَهْلِكِهِمْ: ان کے ہلاک ہونے کے لیے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو نصیحت فرما رہا ہے کہ شیطان اور اس کی ذُرّیت کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اب ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ انسانی فطرت بیان فرما رہا ہے کہ انسان بڑا جھگڑالو ہے حق بات جاننے کے بعد بھی شیطان کی اتباع اور دوستی میں لگا ہوا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ انسانوں کو سمجھانے کے لیے بار بار مثالیں بیان کرتا ہے:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اس قرآن پاک میں لِلنَّاسِ لوگوں کے لئے مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر طرح کی مثالیں، تاکہ بات کو سمجھ لیں اور حقیقت ان کے سامنے کھل جائے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا اور ہے انسان ہر شے سے زیادہ جھگڑالو، حق کی بات کو نہیں مانتا کوئی نہ کوئی کج بحثی اور حیلے بہانے تراشتا ہے۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اور نہیں روکا لوگوں کو اس سے کہ وہ ایمان لائیں اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى جس وقت آچکی ہدایت ان کے پاس اور اس بات سے وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اور یہ کہ وہ معافی مانگیں اپنے رب

سے اِلَّآ مگر اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ یہ کہ آئے ان کے پاس پہلے لوگوں کا طریقہ پھر مانیں گے اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا یا آئے ان کے پاس عذاب بالکل سامنے پھر مانیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں سے بعض اوقات بے موقع فرمائشی معجزات مانگے اور فرمائشی چیزیں طلب کیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ظاہر کر دیا مگر پھر وہ نہ مانے تو عذاب میں آ گئے۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لیے اونٹنی کا معجزہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے سانپ کا معجزہ اور دیگر معجزات وغیرہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے جو نیک ہیں ان کو جنت کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کی خوشخبری سناتے وَمُنْذِرِیْنَ اور ڈرانے والے نافرمانوں کو، اللہ کے عذاب سے۔

اس کے مقابلے میں کفار کا رویہ جھگڑے والا ہوتا ہے:

وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں باطل کے ہتھیار کے ساتھ یعنی باطل کے شبہات پیش کرتے ہیں لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلا دیں اس کے ذریعے حق کو۔ مختلف قسم کی بحثیں کرتے ہیں اور صاف بات کو ٹیڑھا بناتے ہیں تاکہ یہ لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا اور انہوں نے بنالیا ہے میری آیتوں کو اور اس چیز کو جس کے ذریعے ان کو ڈرایا جاتا ہے مسخرہ پن کرتے ہیں مذاق اُڑاتے ہیں کہ یہ جادو ہے اگر ہم چاہیں تو اس طرح کی آیات ہم بھی بنا سکتے ہیں، نہ ماننے والوں کیلئے دنیا میں کچھ نہیں ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ اور کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے جس کو یاد دہانی کرائی گئی اپنے رب کی آیات کے ساتھ، نصیحت کی گئی رب کی آیات کے ساتھ فَاَعْرَضَ عَنْهَا پس اس نے اعراض کیا ان آیات سے۔ اس سے بڑا ظالم کون ہے وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ اور بھول گیا وہ برے اعمال جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں، اپنی غلطی اور قصور نہیں مانتا اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کرتا الٹا اللہ تعالیٰ کی آیات پر اعتراض کرتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر مکھی کا ذکر ہے، ایک جگہ مکڑی کا ذکر ہے۔ کافروں نے کہا مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا (بقرۃ:۲۶) ”کیا ارادہ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس مثال کے ساتھ“۔ یہ اللہ کا کلام ہے کہ اس میں کہیں مکھی کا ذکر ہے کہیں مکڑی کا ذکر ہے، بلند ذات اور نکمی چیزوں کا ذکر۔

حق سے منہ پھیرنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اَنْ یَّفْقَهُوْهُ اس بات سے کہ وہ قرآن کو سمجھیں وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں۔ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی اور اگر تم ان کو بلاؤ ہدایت کی طرف فَلَنْ یَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا پس ہرگز وہ ہدایت نہیں پائیں گے اس وقت کبھی بھی وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو

الرَّحْمَةِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بخشنے والا ہے اور رحمت والا ہے، رحمت کا دروازہ کھلا ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہے، نزع کے عالم سے پہلے پہلے توبہ کر لو اور ایمان لے آؤ۔ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اگر پکڑے ان کو ان کی کمائی کی وجہ سے ان کے اعمال کی وجہ سے لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ البتہ جلدی کر دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے لئے عذاب، پکڑنا چاہے تو ایک آن میں پکڑ سکتا ہے بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ ہے لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ہرگز نہیں پائیں گے اس کے علاوہ کوئی پھرنے کی جگہ، جب وہ وقت آئے گا تو ٹلے گا نہیں اور کوئی چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اور یہ بستیاں ہیں اَهْلَكْنٰهُمْ ہم نے ان کو ہلاک کیا ہے لَمَّا ظَلَمُوْا جس وقت وہاں کے باشندوں نے ظلم کیا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا اور ٹھہرایا ہے ہم نے ان کی ہلاکت کے لئے ایک وعدہ، ایک وقت مقرر کیا ہے، پہلے تفصیل ہو چکی ہے نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم کے واقعات بیان ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ بستیاں ہم نے ہلاک کی ہیں۔ ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر تھا، تمہارا بھی ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے ہی اپنی اصلاح کر لو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ

اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان کو میں نہیں ٹلوں گا یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر یا

اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ

میں چلتا رہوں زمانہ بھر۔ پس جس وقت وہ دونوں پہنچے ان دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ وہ دونوں بھول گئے اپنی

سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ٘ لَقَدْ

مچھلی۔ پس بنا لیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں سرنگ کے طور پر۔ پس جس وقت وہ آگے بڑھے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے

لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ

نوجوان کو لاؤ ہمارے پاس ہمارا ناشتہ البتہ تحقیق ہم ملے ہیں اپنے اس سفر میں مشقت کو۔ اس نے کہا دیکھیں آپ جب ہم نے

اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ٘ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا

ٹھکانا لیا چٹان کی طرف پس بیشک میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں بھلائی مجھ کو وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ اس کو میں یاد رکھ سکوں،

الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا

اور بنا لیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں عجیب طریقے سے۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے یہ وہ جگہ تھی جس کو ہم تلاش کر رہے تھے

كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ

پس دونوں لوٹے اپنے پاؤں کے نشانات پر تلاش کرتے ہوئے۔ پس پایا ان دونوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے

اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾

دی تھی ہم نے اس کو رحمت اپنی طرف سے اور ہم نے سکھایا تھا اس کو اپنی طرف سے ایک قسم کا علم۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِفَتٰىهُ: اپنے خادم سے، اَبْلُغَ: میں پہنچ جاؤں، مَجْمَعَ: جمع ہونے کی جگہ، اَلْبَحْرَيْنِ: دو دریا، اَمْضِيَ: میں چلتا رہوں گا، حُقُبًا: عرصہ دراز، بَلَغَا: دونوں پہنچ گئے، نَسِيَا: دونوں بھول گئے، حُوْتَهُمَا: اپنی مچھلی، سَرَبًا: سرنگ، جَاوَزَا: دونوں آگے بڑھ گئے، غَدَآءَنَا: ہمارا ناشتہ، لَقِيْنَا: ہمیں پہنچی ہے، سَفَرِنَا: ہمارا سفر، نَصَبًا: تھکاوٹ، اَوَيْنَآ: ہم ٹھہرے، اَلصَّخْرَةِ: چٹان، اَلْحُوْتَ: مچھلی، مَآ اَنْسٰنِيْهُ: مجھے اس کی یاد نہیں بھلائی، اَذْكُرَهٗ: کہ میں اس کا ذکر کروں، (كُنَّا) نَبْغِ: ہم تلاش کررہے (تھے)، فَارْتَدَّا: (پھر) وہ دونوں لوٹے، اٰثَارِهِمَا: اپنے دونوں کے پاؤں کے نشانات، قَصَصًا: الٹے پاؤں لوٹنا، فَوَجَدَا: (تو) ان دونوں نے پایا۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ کافروں نے کہا تھا کہ ان غرباء کو اپنی مجلس سے اٹھاؤ پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئیں گے۔ فرمایا کہ یہ لوگ غریبوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے ہم تمہیں ایک واقعہ بتلاتے ہیں کہ ایک افضل نے مفضول سے علم حاصل کیا۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ:

واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے تقریر کی جو بڑی علمی اور جامع تھی مجمع میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی کیا آپ سے بڑا بھی کوئی عالم دنیا میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات پسند نہیں آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ فلاں آدمی یعنی حضرت خضر علیہ السلام ہیں وہ آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ظاہری طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بات غلط نہیں تھی، پیغمبر ہیں اور پیغمبروں میں بھی تیسرے نمبر پر ہیں، پہلا نمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، دوسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور تیسرا موسیٰ علیہ السلام کا اور وقت کے پیغمبر سے زیادہ علم کسی کو نہیں ہوتا۔ تو فرمایا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے، بس اس جملے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے کہ یہ کیوں نہیں فرمایا "اَللّٰهُ اَعْلَمُ" اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام مجمع البحرین کے مقام پر پہنچ کر ہمارے ایک بندے سے ملاقات کر کے ان سے کچھ

معلومات حاصل کریں، وہ بندہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کا نام بلیا ابن ملکان تھا، بلیا ان کا نام تھا اور ملکان ان کے والد کا نام تھا، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ پیغمبر تھے، ان کا اصل دور ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے اور ذوالقرنین جس کا ذکر آگے آئے گا یہ اس کے وزیر اعظم تھے، اور جمہور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں، دجال لعین جب نکلے گا تو خضر علیہ السلام اس کے سامنے آکر کھڑے ہوجائیں گے دجال کہے گا تم مجھے رب نہیں مانتے؟ فرمائیں گے تو کانا دجال کذاب ہے میں تجھے رب کیوں مانوں؟ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تلوار کے ساتھ خضر علیہ السلام کے دو ٹکڑے کرکے درمیان سے گزر جائے گا پھر جادو کے ذریعے زندہ کرے گا اور کہے گا اب تو مجھے رب مان لے خضر علیہ السلام فرمائیں گے کہ اب تو میں پہلے سے بھی زیادہ یقین پر ہو گیا ہوں کہ تو دجال ہے، دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا مگر کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

مجمع البحرین سے کون سی جگہ مراد ہے؟ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ دریا فارس اور دریائے روم کے باہم ملنے کی جگہ مراد ہے، فوائد عثمانیہ میں ہے کہ دجلہ وفرات جہاں خلیج فارس میں گرتے ہیں وہ جگہ مراد ہے۔

بخاری اور مسلم شریف کی روایت میں ہے "کَیۡفَ سَبِیۡلُ اِلٰی لَقِیۡہِ"۔ "اے پروردگار میری اس بندے کے ساتھ ملاقات کیسے ہوگی"۔ فرمایا ایک مردہ مچھلی لے جاؤ "نُوۡنًا مَیِّتَۃً"۔ جہاں یہ مچھلی زندہ ہوجائے وہاں پر وہ ہمارا بندہ ملے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیا جن کو بعد میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی بنایا، فرمایا یہ مچھلی جہاں زندہ ہوجائے مجھے بتلا دینا، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی یہ مچھلی جہاں بھی زندہ ہوگئی میں آپ کو بتادوں گا۔

چنانچہ ٹوکری میں مچھلی ڈالی اور دونوں بزرگ چل پڑے چلتے چلتے مجمع البحرین پہنچ گئے، وہاں پر ایک بہت بڑی چٹان تھی اس چٹان کے سائے میں دونوں بزرگ لیٹ گئے، اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ تھا اس چشمے کے کچھ قطرے مچھلی پر پڑے وہ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی کیونکہ سمندر قریب ہی تھا، موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے حضرت یوشع علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت دیکھ رہے تھے کہ پانی تو پیچھے مل جاتا ہے مگر وہ پانی نہ ملا سرنگ بنی رہی پانی میں، کتنی عجیب بات ہے کہ مردہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں داخل ہوجائے اور جدھر جائے پانی کی سرنگ بنتی جائے، حضرت یوشع علیہ السلام کو بتلانا یاد نہ رہا، موسیٰ علیہ السلام کے بار بار تاکید کرنے پر انہوں نے کہا تھا کہ بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں یاد کرادونگا۔ انانیت کو اللہ تعالیٰ کسی جگہ پسند نہیں کرتے، موسیٰ علیہ السلام اٹھ کر چل پڑے سارا دن چلتے رہے اگلی رات بھی چلتے رہے صبح جس وقت ناشتے کا وقت ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بھوک لگی ہے، ناشتہ لاؤ، جب تھیلے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگے حضرت! او ہو میں ایک بڑی اہم بات آپ کو بتلانا بھول گیا وہ کل جس چٹان کے پاس ہم نے آرام کیا تھا مچھلی تو وہاں زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی اور سمندر کا پانی پیچھے سے ملا نہیں بلکہ وہ مچھلی جہاں جہاں سے پانی میں سے گزرتی گئی وہاں سرنگ بنتی گئی۔ فرمایا ہماری منزل وہی تھی اس فالتو سفر کی وجہ سے ہمیں تھکاوٹ ہوئی ہے خیر دونوں حضرات واپس تشریف لائے،

وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی چادر تان کر پانی کی سطح پر لیٹا ہوا ہے، بخاری شریف کے الفاظ ہیں "عَلٰی کَبِدِ الْبَحْرِ" موسیٰ علیہ السلام نے جا کر ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا فرمایا تم کون ہو؟ جواب دیا میں موسیٰ ہوں، کون موسیٰ؟ فرمایا جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے، فرمایا اچھا اچھا تو حضرت! آپ یہاں کیسے آئے؟ جواب دیا میں آپ سے کچھ معلومات لینے کیلئے آیا ہوں، خضر علیہ السلام نے فرمایا میری اور آپ کی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان شاء اللہ صبر کروں گا اور آپ سے کچھ حاصل کروں گا جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اب آگے قرآن سے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کا سفر کرنا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی اور جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰىهُ اپنے نوجوان اور خادم کو جن کا نام یوشع بن نون علیہ السلام تھا، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے لئے نبی بنائے گئے تھے، فرمایا لَآ اَبْرَحُ میں نہیں ٹلوں گا حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا یا میں چلتا رہوں زمانہ بھر، یعنی اردو محاورہ کے لحاظ سے کہا جائے گا کہ میں اس دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر ضرور پہنچوں گا چاہے مجھے کتنا ہی عرصہ لگ جائے۔ فَلَمَّا بَلَغَا پس جس وقت وہ دونوں بزرگ پہنچے مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا ان دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ نَسِيَا حُوْتَهُمَا دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ پس بنا لیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں سَرَبًا سرنگ کے طور پر۔ فَلَمَّا جَاوَزَا پس جب دونوں اس جگہ سے تجاوز کر گئے، آگے بڑھے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِفَتٰىهُ اپنے نوجوان کو جوان کا خادم تھا اٰتِنَا غَدَآءَنَا لاؤ ہمارے پاس ہمارا ناشتہ لَقَدْ لَقِيْنَا البتہ تحقیق ہم ملے ہیں مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اپنے اس سفر میں تھکاوٹ کو۔ یہ جو کل سے اب تک کا سفر تھا اس میں مشقت تھی کیونکہ ضرورت سے زائد تھا اور قدرتی طور پر تھکاوٹ بھی ہوئی قَالَ کہا خادم نے اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ حضرت آپ دیکھیں جب ہم نے ٹھکانا لیا چٹان کی طرف فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ پس بیشک میں بھول گیا مچھلی کو وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اور نہیں بھلائی مجھ کو وہ مچھلی مگر شیطان نے اَنْ اَذْكُرَهٗ کہ اس کو میں یاد رکھ سکوں، حضرت اس کا قصہ یہ ہوا کہ وہ زندہ ہو کر وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ اور بنا لیا اس مچھلی نے اپنا راستہ سمندر میں، وہ تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی ہے عَجَبًا عجیب طریقے سے کہ مچھلی زندہ ہو جائے نقل و حرکت کر کے پانی میں داخل ہو جائے اور پانی کی سرنگ بنتی جائے۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ یہ وہ جگہ تھی جس کو ہم تلاش کر رہے تھے۔

فَارْتَدَّا پس دونوں لوٹے عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا اپنے پاؤں کے نشانات پر قَصَصًا تلاش کرتے ہوئے فَوَجَدَا پس دونوں نے پایا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے، جو حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

ان کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ خضر کا معنی ہے سبزہ ہریالی، حضرت خضر علیہ السلام جہاں بیٹھتے تھے وہ جگہ فوری طور پر سبز ہو جاتی تھی اس لئے خضر ان کا لقب پڑ گیا اور نام ان کا بلیا ہے۔ وہ جمہور کے نزدیک پیغمبر ہیں اور اب تک موجود ہیں اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا دی تھی ہم نے ان کو رحمت اپنی طرف سے، زندگی بھی لمبی دی اور تجربہ بھی وسیع دیا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے سکھایا تھا ان کو ایک خاص قسم کا علم، اس علم کی کچھ شقیں آگے آ رہی ہیں ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تکوینیات کا علم عطا فرمایا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿66﴾

کہا اُن کو موسیٰ علیہ السلام نے کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں، اس شرط پر کہ آپ سکھائیں مجھے اس میں جو سکھلائی گئی ہے آپ کو بھلائی

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿67﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ

انہوں نے کہا بیشک آپ ہرگز طاقت نہیں رکھ سکیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی۔ اور کیسے آپ صبر کریں گے اس چیز پر جس کی

تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿68﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ

خبر کا آپ نے احاطہ نہیں کیا ہوا۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے بتا کید آپ مجھے پائیں گے اگر چاہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے صبر کرنے والا اور

اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿69﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ عَنْ

میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے حکم کی۔ انہوں نے کہا پس اگر آپ میری پیروی کرنا چاہتے ہیں پس نہ سوال کرنا مجھ سے کسی

شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿70﴾ فَانْطَلَقَا ۔۔ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي

چیز کے بارے میں یہاں تک کہ میں خود بیان کروں آپ کے سامنے اس کا ذکر۔ پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں

السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ

سوار ہوئے کشتی میں خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا تاکہ آپ غرق کر دیں اس کی

لَقَدْ جِئْتَ شَيْــًٔا اِمْرًا ﴿71﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

سواریوں کو البتہ تحقیق آپ لائیں چیز بڑی نامناسب۔ انہوں نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا بیشک آپ ہرگز نہیں طاقت رکھیں

مَعِيَ صَبْرًا ﴿72﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا

گے میرے ساتھ صبر کرنے کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ گرفت نہ کریں میری اس چیز کی وجہ سے جو میں بھول گیا ہوں اور نہ سختی

تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿73﴾ فَانْطَلَقَا ۔۔ حَتّٰٓى اِذَا

کریں آپ مجھ پر میرے معاملے میں تنگی کے لحاظ سے۔ پس دونوں چلے یہاں تک کہ وہ ملے ایک بچے کو پس خضر علیہ السلام نے اس

لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ

بچے کو قتل کر دیا کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا آپ نے قتل کر دیا ایک نفس کو جو صاف ستھرا تھا بغیر کسی جان کے عوض البتہ آپ لائیں ہیں

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ایسی چیز جو بہت ہی نامناسب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتَّبِعُكَ: میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں، تُعَلِّمَنِ: (کہ) آپ مجھے سکھائیں، عُلِّمْتَ: آپ کو سکھایا گیا، تَصْبِرُ: تو صبر کرے گا، لَمْ تُحِطْ: تو واقف نہیں ہے، خُبْرًا: خبر رکھنا، سَتَجِدُنِيْٓ: عنقریب آپ مجھے پائیں گے، صَابِرًا: صبر کرنے والا، لَآ اَعْصِيْ: میں خلاف ورزی نہیں کروں گا، اِتَّبَعْتَنِيْ: (اگر) آپ میرے ساتھ رہیں گے، فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ: تو آپ مجھ سے سوال نہ کریں، اُحْدِثَ: میں بیان کروں، فَانْطَلَقَا: (پھر) وہ دونوں چلے، رَكِبَا: دونوں سوار ہوئے، اَلسَّفِيْنَةِ: کشتی، خَرَقَهَا: اس میں سوراخ کر دیا، اَخَرَقْتَهَا: کیا آپ نے اس میں سوراخ کر دیا ہے، لِتُغْرِقَ: تاکہ آپ غرق کر دیں، اِمْرًا: بھاری، لَا تُؤَاخِذْنِيْ: آپ میرا مؤاخذہ نہ کریں، لَا تُرْهِقْنِيْ: آپ مجھ پر نہ ڈالیں، اَمْرِيْ: میرا معاملہ، عُسْرًا: تنگی، لَقِيَا: دونوں ملے، غُلٰمًا: لڑکا، قَتَلْتَ: آپ نے قتل کر دیا، زَكِيَّةً: بے گناہ، نُّكْرًا: نامناسب۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ چل رہا ہے اور ان آیات میں بھی انہی دونوں کے سفر کا احوال بیان کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کا سفر:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے وہ علم سکھلانے کی درخواست کی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔

اس موقع پر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا "اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى"۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسا علم دیا ہے جو مجھے نہیں دیا "وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ" اور مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک علم دیا ہے جو آپ نہیں جانتے"۔ کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شریعت کا علم دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام کا علم شریعت کا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ قرآن پاک کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں تورات کا مقام بہت بلند ہے، اور مجھے تکوینیات کا علم دیا گیا ہے جو آپ نہیں جانتے۔

قَالَ لَهٗ مُوۡسٰی کہا خضر علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام نے ھَلۡ اَتَّبِعُكَ کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں عَلٰۤی اس شرط پر اَنۡ تُعَلِّمَنِ کہ آپ مجھے سکھائیں تعلیم دیں مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا اس میں سے جو سکھلائی گئی ہے جو آپ کو تعلیم دی گئی ہے اچھی باتوں کی قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اِنَّكَ بیشک آپ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ ہرگز طاقت نہیں رکھ سکیں گے مَعِیَ صَبۡرًا میرے ساتھ صبر کرنے کی، میری باتیں آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ اور کیسے آپ صبر کریں گے عَلٰی مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا اس چیز پر جس کی خبر کا آپ نے احاطہ نہیں کیا ہوا، جس چیز کی حقیقت آپ کو معلوم نہیں ہے اس پر آپ کیسے خاموش رہیں گے۔

قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا بتاکید آپ پائیں گے مجھے ان شاء اللہ تعالیٰ صبر کرنے والا۔ آپ نے جو کرنا ہے کریں میں صبر کروں گا وَّلَاۤ اَعۡصِیۡ لَكَ اَمۡرًا اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے حکم کی۔

قَالَ فرمایا خضر علیہ السلام نے فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ پس اگر آپ میری پیروی کرنا چاہتے ہیں میرے ساتھ چلتے ہیں فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ پس نہ سوال کرنا مجھ سے کسی شے کے بارے میں، جو میں کروں آپ نے اس کے متعلق پوچھنا نہیں ہے حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا یہاں تک کہ میں خود بیان کروں آپ کے سامنے اس کا ذکر کہ یہ کام میں نے کیوں کیا ہے، جب بات طے ہوگئی تو دونوں حضرات چل پڑے۔ فَانۡطَلَقَا پس دونوں حضرات چل پڑے حَتّٰۤی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِيۡنَةِ یہاں تک کہ جب دونوں سوار ہوئے کشتی میں۔

حضرت خضر علیہ السلام کے عجیب وغریب کام:

بخاری شریف میں روایت آتی ہے ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا کہنے لگے "عَبۡدٌ صَالِحٌ" یہ نیک آدمی ہیں ان سے ہم نے کرایہ نہیں لینا ان کے ساتھی سے بھی نہیں لینا، انہوں نے کرائے پر بڑا اصرار کیا لیکن ملاحوں نے کہا کہ حضرت ہم نے آپ سے کرایہ نہیں لینا، حدیث شریف میں "بِغَيۡرِ نَوۡلٍ" کے لفظ آتے ہیں کہ بغیر کرایہ کے انہوں سوار کر لیا اور کشتی چل پڑی، کشتی میں کلہاڑی اور تیشہ بھی پڑا تھا جب اگلے کنارے کے قریب پہنچے تو خضر علیہ السلام نے کلہاڑی پکڑی اور کشتی کا تختہ توڑ دیا اور تختہ بھی جو پانی کی سطح کے اندر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ پانی اندر نہیں آیا یہ ان کا معجزہ تھا پیغمبر تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی مزاج تھے بول پڑے، فرمایا ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کہ سوار کیا نیکی کی اس احسان کا آپ نے بڑا اچھا بدلہ دیا کہ ان کی کشتی توڑ ڈالی اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس پر مرد، عورتیں، بچے بوڑھے، جوان کتنی سواریاں ہیں حیوان بھی ہیں سب ڈوب جائیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں خَرَقَهَا خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ دیا کلہاڑی لے کر ایک تختہ نکال دیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَخَرَقۡتَهَا کیا آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا تاکہ آپ غرق کر دیں اس کی سواریوں کو، کیونکہ عالم اسباب میں اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ کشتی میں پانی آجائیگا کشتی ڈوبے گی

سواریاں ڈوب جائیں گے تو آپ نے یہ کام اچھا نہیں کیا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا البتہ تحقیق آپ لائیں ہیں چیز بڑی نامناسب" آپ نے برا کام کیا ہے۔ یہاں روایت میں کچھ اور لفظ بھی آتے ہیں، بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت موجود ہے کہ ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور سمندر سے ایک قطرہ پانی کا چونچ میں لیا۔ خضر علیہ السلام نے استادانہ رنگ میں فرمایا "يٰمُوْسٰى اِنَّ عِلْمِيْ وَعِلْمَكَ وَعِلْمَ جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ " اے موسیٰ علیہ السلام میرا علم اور آپ کا علم اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ساری مخلوق کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں ہے جتنا سمندر کے مقابلے میں چڑیا کی چونچ میں پانی ہے"۔

قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اَلَمْ اَقُلْ کیا میں نے نہیں کہا تھا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا آپ ہرگز نہیں طاقت رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ آپ گرفت نہ کریں اس چیز کی وجہ سے جو میں بھول گیا ہوں، مجھے شرط یاد نہیں رہی تھی بھول کر سوال کر بیٹھا ہوں وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا اور نہ آپ سختی کریں میرے معاملے میں تنگی کے لحاظ سے۔ مطلب یہ ہے کہ معاف کر دیں، کشتی کنارے جا لگی سواریاں خیر و عافیت کے ساتھ اتر گئیں، سمندر کے کنارے پر بہت بڑا میدان تھا اس کے اطراف میں بڑے بھی کھیلتے تھے اور چھوٹے بچے بھی کھیلتے تھے۔ بڑا عجیب قسم کا منظر تھا یہ پہنچے سامنے بچے کھیل رہے تھے فَانْطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا یہاں تک کہ وہ ملے ایک بچے کو جس کا نام جیسون تھا اس کے والد کا نام کازیر تھا اور والدہ کا نام سہوی تھا، نابالغ بچہ تھا خضر علیہ السلام نے اس کو ٹانگوں سے پکڑا جیسے دھوبی کپڑوں کو پکڑ کر اٹھا کر مارتے ہیں اٹھا کر زمین پر دے مارا، بچارے کا سر پھٹ گیا بچہ تڑپنے لگا جان نہیں نکل رہی تھی پھر چھری لے کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا، موسیٰ علیہ السلام اس بات پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ نابالغ بچے پر تو قانون نہیں لگتا فَقَتَلَهٗ پس اس کو خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً کیا آپ نے قتل کر دیا ایک نفس کو جو صاف ستھرا تھا بِغَيْرِ نَفْسٍ بغیر کسی جان کے عوض لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا البتہ آپ لائیں ہیں ایسی چیز جو بہت ہی نامناسب ہے کہ چھوٹے بچے کو بلاوجہ قتل کر دیا ہے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿75﴾ قَالَ

خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا بیشک آپ ہرگز طاقت نہیں رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ

نے اگر میں نے سوال کیا آپ سے کسی شے کے بارے میں اس واقعہ کے بعد پس آپ مجھے اپنی رفاقت میں نہ رکھنا تحقیق

مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿76﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا

آپ پہنچ چکے میری طرف سے عذر کو۔ پس دونوں چلے یہاں تک کہ آئے دونوں ایک بستی والوں کے پاس دونوں نے کھانا

فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ

طلب کیا اس کے باشندوں سے پس ان لوگوں نے انکار کیا اس بات سے کہ ان کو اپنا مہمان بنائیں پس پائی ان دونوں نے

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾

اس بستی میں ایک دیوار جو ارادہ کر رہی تھی کہ گر پڑے پس خضر علیہ السلام نے اس کو ٹھیک کر دیا۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اگر آپ چاہتے

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ

البتہ آپ لے لیتے اس پر کوئی معاوضہ۔ کہا یہ جدائی کا وقت ہے میرے اور آپ کے درمیان تحقیق میں آپ کو بتلاؤں گا

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ

حقیقت کا اس چیز کی آپ طاقت نہیں رکھتے تھے صبر کرنے کی۔ بہر حال کشتی پس وہ تھی کچھ مسکینوں کی جو کام کرتے تھے

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾

سمندر میں پس میں نے ارادہ کیا کہ عیب دار کر دوں اس کشتی کو اور تھا ان کے آگے ایک بادشاہ پکڑ لیتا تھا ہر کشتی چھین کر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَاَلْتُكَ: (اگر) میں آپ سے سوال کیا کروں، فَلَا تُصٰحِبْنِيْ: (تو) آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے، بَلَغْتَ: آپ پہنچ گئے، (مِنْ) لَّدُنِّيْ: میری طرف سے، عُذْرًا: عذر کو، اَتَيَآ: دونوں آئے، اِسْتَطْعَمَآ: دونوں نے کھانا مانگا، فَاَبَوْا: (تو) انہوں نے انکار کیا، يُضَيِّفُوْهُمَا: (کہ) ان دونوں کی مہمانی کریں، جِدَارًا: دیوار، يَّنْقَضَّ: (کہ) وہ گر جائے، فَاَقَامَهٗ: پس اُس نے سیدھا کر دیا اُسے، لَتَّخَذْتَ: آپ لیتے، فِرَاقُ: جدائی، سَاُنَبِّئُكَ: میں آپ کو بتلاتا ہوں، لَمْ تَسْتَطِعْ: آپ نہ کر سکے، اَعِيْبَهَا: کہ میں عیب لگا دوں اسے، وَرَآءَهُمْ: ان کے آگے، غَصْبًا: زبردستی لینا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی انہی دونوں حضرات کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے سفر کے مزید واقعات:

قَالَ خضر علیہ السلام نے کہا اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا بیشک آپ ہرگز طاقت نہیں رکھیں گے میرے ساتھ صبر کرنے کی، تو وہی قصہ ہوا کہ آپ بار بار مجھ پر اعتراض کرتے ہیں قَالَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا اگر میں آپ سے سوال کروں کسی شے کے بارے میں اس واقعہ

کے بعد کہ دو دفعہ سوال کر چکا ہوں اب تیسری دفعہ مجھے موقع دیں۔ اگر کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی اور پھر اگر میں سوال کروں فَلَا تُصٰحِبۡنِيۡ پس آپ مجھے اپنی رفاقت میں نہ رکھنا! اپنا ساتھی نہ بنانا، واقعتاً میری اور آپ کی مناسبت نہیں ہے قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّيۡ عُذۡرًا تحقیق آپ پہنچ چکے ہیں میری طرف سے عذر کو۔ فَانۡطَلَقَا پس دونوں چلے حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ یہاں تک کہ جب دونوں پہنچے ایک بستی والوں کے پاس۔ اکثر تفسیروں میں اس کا نام انطاکیہ ہے۔ انطاکیہ شہر آج بھی مصر میں موجود ہے، دوپہر کا وقت تھا دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی دونوں کے پاس پیسے نہیں تھے اسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا دونوں نے کھانا طلب کیا اس کے باشندوں سے، وہاں کے لوگوں سے کہا کہ بھئی! ہمیں بھوک بھی ہے، پیاس بھی ہے اور پاس پیسہ کوئی نہیں ہے مجبوری ہے ایسے موقع پر مانگنے کی اجازت ہے فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا پس ان لوگوں نے انکار کر دیا اس بات سے کہ ان کو اپنا مہمان بنائیں، مفت کھانا کھلانے سے وہاں کے لوگوں نے انکار کر دیا۔

اسی بھوک کی حالت میں جا رہے تھے کہ فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا پس پائی ان دونوں نے اس بستی میں ایک دیوار يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ جو ارادہ کر رہی تھی کہ گر پڑے فَاَقَامَهٗ پس خضر علیہ السلام نے اس کو ٹھیک کر دیا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایسے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دیوار سیدھی ہوگئی کوئی زیادہ محنت کی ضرورت پیش نہیں آئی یہ انکا معجزہ تھا۔ قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اگر آپ چاہتے البتہ آپ لے لیتے اس پر کوئی معاوضہ تاکہ ہم کھانا کھا لیتے۔ آپ نے بغیر مزدوری کے دیوار ٹھیک کر دی یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ یہ تین واقعات پیش آئے، کشتی کا پھاڑنا، بچے کا قتل کرنا اور تیسرا دیوار کا مفت ٹھیک کرنا، قَالَ اس موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِيۡ وَبَيۡنِكَ یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام مزید صبر کرتے تو ہمیں مزید عجیب عجیب واقعات معلوم ہوتے مگر موسیٰ علیہ السلام صبر نہ کر سکے، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے سَاُنَبِّئُكَ بتاکید میں آپ کو بتلاؤں گا بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعۡ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا حقیقت اس چیز کی آپ طاقت نہیں رکھتے تھے صبر کرنے کی، اب میں بتلاتا ہوں کہ میں نے یہ تین کام کیوں کیے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی اپنے افعال کی وضاحت:

اس کشتی کے متعلق خضر علیہ السلام فرماتے ہیں اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ بہرحال کشتی وہ تھی کچھ مسکینوں کی، دس افراد پر مشتمل ایک خاندان تھا ان کا ذریعہ معاش اس کشتی کی آمدنی تھی اس پر وہ اپنا گذارہ کرتے تھے اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی يَعۡمَلُوۡنَ فِى الۡبَحۡرِ جو کام کرتے تھے سمندر میں، سواریوں کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک پہنچاتے تھے اور اس کے کرائے کے ساتھ اپنا وقت گذارتے تھے فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا پس میں نے ارادہ کیا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں، ایسا اس لیے کیا کہ وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ اور تھا ان کے آگے ایک بادشاہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کا نام بتلاتے

ہیں ھُدَد بن بُدَد اور عام تفسیروں والے اس کا نام جلندی بن کرکر بتلاتے ہیں۔

تو یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا اس کے کارندے ساحل پر گھومتے رہتے تھے جو کشتی صحیح ہوتی تھی اس کو پکڑ لیتے تھے بیگار کے طور پر کسی کو مہینہ کسی کو دو مہینے اپنے سرکاری کاموں پر لگا لیتے تھے اور کشتی کے مالک بے چارے دیکھتے رہتے تھے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کشتی کو اس لئے عیب دار کر دیا تا کہ جب بادشاہ کے کارندے کشتی دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اس کو کون ٹھیک کرے گا اس کو نہیں لیتے اور یہ لوگ ایک آدھ دن میں تختہ لگا کر اپنا کام چلا لیں گے کتنے ہی ماہ کی مفت کی بیگار سے تو یہ کشتی بچی رہے گی تو میں نے کشتی پھاڑ کر ان کی ہمدردی کی ہے تا کہ ان کا کام چلتا رہے، فرمایا آگے ان کا ایک بادشاہ تھا یَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا پکڑ لیتا تھا ہر صحیح سالم کشتی چھین کر، عوام سے ظالمانہ طور پر۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا

اور بہر حال وہ بچہ پس تھے اس کے ماں باپ دونوں مومن پس ہمیں خوف ہوا کہ یہ بچہ چھا جائے گا ان دونوں پر سرکشی میں

وَّكُفْرًا ﴿80﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ

اور کفر میں۔ پس ہم نے ارادہ کیا یہ کہ بدل دے ان دونوں کیلئے ان دونوں کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور زیادہ قریب

رُحْمًا ﴿81﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ

شفقت میں۔ اور بہر حال دیوار پس وہ تھی دو بچوں کی جو یتیم تھے شہر میں اور تھا اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ اور تھا

كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

ان دونوں کا باپ نیک پس ارادہ کیا آپ کے رب نے کہ پہنچیں وہ دونوں اپنی جوانی کو اور نکالیں وہ دونوں اپنے خزانے کو یہ

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۗ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ

سب مہربانی ہے آپ کے رب کی طرف سے اور نہیں کی میں نے یہ کارروائی اپنی رائے سے یہ حقیقت ہے اس چیز کی کہ نہیں

مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿82﴾ ع ١٢

رکھتے تھے آپ طاقت اس پر صبر کرنے کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُؤْمِنَيْنِ: دو ایماندار، فَخَشِيْنَآ: (تو) ہمیں اندیشہ ہوا، يُّرْهِقَهُمَا: کہ یہ ان دونوں پر اثر ڈالے گا، يُّبْدِلَهُمَا: ان دونوں کو بدلہ میں دے گا، رُحْمًا: محبت کرنا، اَلْجِدَارُ: دیوار، لِغُلٰمَيْنِ: دو لڑکوں کی، يَتِيْمَيْنِ: دو یتیم لڑکے، تَحْتَهٗ: اس کے نیچے، اَبُوْهُمَا: ان دونوں کا باپ، يَبْلُغَآ: وہ دونوں پہنچ جائیں، اَشُدَّهُمَا: اپنی جوانی کو،

يَسۡتَخۡرِجَا: وہ دونوں نکال لیں گے، كَنۡزَهُمَا: ان دونوں کا (اپنا) خزانہ، مَا فَعَلۡتُهٗ: میں نے انہیں کیا اسے، لَمۡ تَسۡطِعۡ: آپ نہ کر سکے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کا بیان چل رہا تھا۔ ان آیات میں بھی ان ہی دونوں پیغمبروں کا احوال بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت خضر علیہ السلام کی اپنے افعال کی وضاحت:

وَاَمَّا الۡغُلٰمُ اور بہر حال وہ بچہ جس کا نام جیسون تھا والد کا نام کا زیر اور اس کی والدہ کا نام سہوی تھا، کا زیر رحمۃ اللہ بڑے نیک تھے سہوی رحمۃ اللہ علیہا بھی بڑی نیک عورت تھیں دونوں مومن تھے، مسلم شریف میں روایت ہے یہ بچہ طُبِعَ كَافِرًا پیدائشی طور پر کافر تھا، ویسے ضابطہ یہ ہے کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے حدیث پاک میں آتا ہے "کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے"۔

ماں باپ یہودی ہیں تو بچے کو یہودی بنا دیتے ہیں، عیسائی ہیں تو عیسائی بنا دیتے ہیں، مجوسی ہیں تو مجوسی بنا دیتے ہیں، بچہ فطرتاً موحد پیدا ہوتا ہے لیکن یہ بچہ فطرتاً کافر تھا اور بڑا خوبصورت تھا ماں باپ کو اس سے بڑی محبت تھی، تو فرمایا بہر حال وہ بچہ جو مارا گیا

فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤۡمِنَيۡنِ پس تھے اس کے ماں باپ دونوں مومن فَخَشِيۡنَآ پس ہم نے خوف کیا اَنۡ يُّرۡهِقَهُمَا کہ وہ بچہ چھا جائے گا ماں باپ دونوں پر طُغۡيَانًا سرکشی میں وَّكُفۡرًا اور کفر میں، خود تو کافر ہے ماں باپ کو بھی کافر بنائے گا اس لئے راستے سے پتھر کو ہٹانا تھا تا کہ ماں باپ کا ایمان بچ جائے فَاَرَدۡنَآ پس ہم نے ارادہ کیا اَنۡ يُّبۡدِلَهُمَا یہ کہ بدل دے ان دونوں کیلئے رَبُّهُمَا ان دونوں کا رب خَيۡرًا مِّنۡهُ اس سے بہتر بچہ زَكٰوةً پاکیزگی میں اور ستھرا ہونے میں وَّاَقۡرَبَ رُحۡمًا اور زیادہ قریب شفقت میں۔

تمام تفسیروں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کا نکاح ایک پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور اس کی اولاد در اولاد سے ستر (۷۰) پیغمبر پیدا ہوئے۔

وَاَمَّا الۡجِدَارُ اور بہر حال دیوار جو میں نے صحیح کی ہے فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ پس وہ تھی دو لڑکوں کی جو یتیم تھے فِي الۡمَدِيۡنَةِ شہر میں وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا اور تھا اس دیوار کے نیچے ان دونوں کا خزانہ وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا اور تھا ان دونوں کا باپ نیک، اس نیک والد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے خزانے کی حفاظت فرمائی، اگر وہ دیوار گر جاتی تو بچے ابھی ناسمجھ تھے لوگ ان کا خزانہ لے جاتے۔ فَاَرَادَ رَبُّكَ پس ارادہ کیا آپ کے رب نے اَنۡ يَّبۡلُغَآ اَشُدَّهُمَا کہ پہنچیں وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنۡزَهُمَا اور نکالیں وہ دونوں اپنے خزانے کو۔

حضرت خضر علیہ السلام کی گفتگو میں کچھ لطیف نکات:

روضۃ الریّان میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ فَاَرَدْتُّ پس میں نے ارادہ کیا، کہا۔ دوسری مرتبہ فَاَرَدْنَا کہا اور تیسری دفعہ فَاَرَادَ رَبُّكَ پس ارادہ کیا آپ کے ربّ نے کہا تینوں جگہ مختلف صیغے کیوں لائے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جس کام کو انسان کسب کے درجے میں اکیلا کر سکتا ہے اور اس کام میں عیب ہی عیب ہو تو اس کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا صحیح نہیں، چونکہ یہاں بظاہر کشتی میں عیب پیدا کیا گیا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا مناسب نہیں لہٰذا یہاں فَاَرَدْتُّ واحد کا صیغہ لایا اور جس کام میں خیر بھی تھا اور شر بھی بظاہر قتل شر تھا اور حقیقتاً اس سے مقصود خیر تھی حضرت خضر علیہ السلام نے ادباً شر کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور خیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف پس دونوں کو یعنی خود کو اور اللہ تعالیٰ کو جمع کر کے فَاَرَدْنَا کہا اور جہاں فعل میں خیر ہی خیر تھی یعنی خزانے کی حفاظت اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی لہٰذا فَاَرَادَ رَبُّكَ کہا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے یہ سب افعال حکم ربّی تھے:

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ جو کچھ ہوا ہے آپ کے رب کی رحمت سے ہوا ہے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ اور نہیں کی میں نے یہ کارروائی اپنے ارادے اور مرضی سے ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ یہ مآل اور حقیقت ہے مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا اس چیز کی کہ آپ طاقت نہیں رکھتے تھے اس پر صبر کرنے کی، اور میں نے پہلے کہا تھا کہ آپ مجھ سے نہ پوچھنا میں خود ہی اس کا جواز اور حقیقت و مصلحت بیان کروں گا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ

اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں ذوالقرنین کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بتاکید میں پڑھ کر سناتا ہوں

ذِكْرًا ﴿83﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿84﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿85﴾

تمہیں ان کا ذکر۔ بیشک ہم نے قدرت دی اس کو زمین میں اور ہم نے دیا ان کو ہر قسم کا سامان۔ پس وہ پیچھے لگے سامان کے۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ

یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پایا انہوں نے سورج کو غروب ہو رہا ہے ایسے چشمے میں جو سیاہی مائل

وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ

ہے اور انہوں نے پایا اس کے پاس ایک قوم کو ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا آپ ان کو خود سزا دیں اور یا یہ کہ آپ بنائیں ان

حُسْنًا ﴿86﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ

کے ساتھ اچھا سلوک۔ فرمایا بہر حال جس نے ظلم کیا پس عنقریب ہم اس کو سزا دیں گے۔ پھر لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف

فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿87﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ

پس وہ اس کو سزا دے گا نرالی سزا۔ اور بہر حال جو ایمان لایا اور عمل کیا اچھا پس اس کے لئے بدلہ ہوگا اچھائی کا اور بتاکید ہم اس

وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿88﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿89﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

کو کہیں گے اپنے معاملے میں آسانی کی بات۔ پھر پیچھے لگے سامان کے۔ یہاں تک کہ جب پہنچے سورج کے طلوع ہونے کی

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿90﴾ كَذٰلِكَ ؕ

جگہ پایا اس کو کہ سورج طلوع کر رہا ہے ایسی قوم پر ہم نے نہیں بنایا ان کے لئے سورج کے سامنے کوئی پردہ۔ یہ اسی طرح ہوا

وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿91﴾

اور تحقیق ہم احاطہ کئے ہوئے ہیں جو ان کے پاس تھی خبر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْقَرْنَيْنِ: دو سینگ، سَاَتْلُوْا: میں ابھی بیان کرتا ہوں، سَبَبًا: رسی، سامان، راستہ، فَاَتْبَعَ: (پس) وہ چلا، وَجَدَهَا: اسے پایا، تَغْرُبُ: غروب ہوتا ہے، حَمِئَةٍ: سیاہ، تُعَذِّبَ: آپ سزا دیں، نُعَذِّبُهٗ: ہم سزا دیں گے اسے، فَيُعَذِّبُهٗ: وہ عذاب دے گا اسے، يُسْرًا: آسان، مَطْلِعَ: طلوع ہونے کی جگہ، تَطْلُعُ: وہ طلوع ہوتا ہے، دُوْنِهَا: اس کے آگے، سِتْرًا: آڑ، پردہ، اَحَطْنَا: ہم نے احاطہ کیا، لَدَيْهِ: اس کے پاس۔

ربط:

پہلے گزر چکا ہے کہ یہود کے مشورے سے کفار مکہ نے ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوالات کئے۔ ایک روح کے بارے میں، دوسرا اصحاب کہف کے بارے میں اور تیسرا ذوالقرنین کے بارے میں۔ پہلی دو چیزوں کا ذکر ہو چکا، اب تیسرے سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: ذوالقرنین کون تھے؟

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ یہ کون تھے اور ان کے کارہائے نمایاں کیا ہیں؟

اب یہاں طویل بحث ہے۔ تفسیر کبیر، روح المعانی، زاد المعاد، دارمی وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ یہ ذوالقرنین کون تھے؟ علاقہ کونسا تھا؟ زمانہ کونسا تھا؟ نبی تھے یا غیر نبی تھے۔ توضیح بات یہ ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھے، نیک دل مومن بادشاہ تھے، مستدرک حاکم اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا اَدْرِيْ ذُو الْقَرْنَيْنِ نَبِيًّا

كَانَ اَمْ لَا " یعنی میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں لیکن جمہور مفسرین کرام، شرّاح حدیث، مورخین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نبی نہ تھے ولی تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر تھے اور خضر علیہ السلام ان کے وزیر تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ کے بعد ان کا واقعہ ذکر کیا۔

ذوالقرنین کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ زمین کے دونوں کناروں پر پہنچے تھے یعنی مشرق اور مغرب۔ یہ وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ظاہری علم بھی دیا تھا اور باطنی علم بھی، یہ بھی تفاسیر میں آتا ہے کہ ان کا ایک تاج تھا اس تاج کے دو کونے تھے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ بتا کید میں تلاوت کرتا ہوں پڑھ کر سناتا ہوں تمہیں مِّنْهُ اس ذوالقرنین کا ذِكْرًا کچھ تھوڑا سا ذکر اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ ہم نے قدرت دی طاقت دی زمین میں ذوالقرنین رحمہ اللہ کو وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا اور ہم نے دیا اس کو ہر قسم کا سامان اس دور میں جو ان کی شان کے لائق تھا جو چیزیں بادشاہوں کی ضرورت ہوتی ہیں وہ سب ہم نے ان کو دیں، ان کی حکومت ساری دنیا پر تھی، انہوں نے ارادہ کیا کہ میں لوگوں کے ساتھ براہ راست ملاقات کر کے انکی ضروریات معلوم کروں۔

ذوالقرنین کا پہلا سفر:

فَاَتْبَعَ سَبَبًا پس وہ پیچھے لگے سامان کے جو سفر کیلئے ضروری تھا وہ انہوں نے مہیا کیا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر یعنی جہاں زمین ختم ہو جاتی ہے اور آگے سمندر ہی سمندر ہے وَجَدَهَا پایا انہوں نے سورج کو تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ غروب ہو رہا ہے ایسے چشمے میں جو سیاہی مائل ہے، سورج کسی چشمے میں نہیں ڈوبتا لیکن پانی گہرا اور وسیع تھا اس طرح محسوس ہوا کہ اس میں غروب ہو رہا ہے وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا اور انہوں نے پایا اس کے پاس ایک قوم کو قُلْنَا ہم نے کہا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اے ذوالقرنین! کچھ حضرات جو ذوالقرنین رحمہ اللہ کے نبی ہونے کے قائل ہیں ان کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے قُلْنَا ہم نے کہا براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ پیغمبروں کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ پیغمبر ہے، اور جمہور فرماتے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے اور قُلْنَا کا مفہوم یہ ہے کہ اس وقت کے جو نبی تھے ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا یا کشف اور الہام کے ذریعے آگاہ کیا ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کو کشف بھی ہوتا ہے اور الہام بھی ہوتا ہے تو مطلب یہ بنے گا کہ ہم نے ان کو الہام کے ذریعے خبر دی اے ذوالقرنین! اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ یا آپ ان کو خود سزا دیں وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا اور یا یہ کہ آپ بنائیں ان کے ساتھ اچھا سلوک، آپ کو اختیار ہے کہ ان کو سزا دیں یا ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اس علاقے کے لوگوں کی اکثریت مشرک تھی۔ قَالَ حضرت ذوالقرنین رحمہ اللہ نے فرمایا اَمَّا مَنْ ظَلَمَ بہر حال جس نے ظلم کیا، سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

لقمان حکیم رحمۃ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا بیٹے! لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ نہ شریک ٹھہرانا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) "بیشک شرک البتہ بہت بڑا ظلم ہے"۔ تو جس نے شرک کیا فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ عنقریب ہم اس کو سزا دیں گے جو ہم سے ہو سکی اور ظلم کی باقی اقسام بھی مراد ہیں، کسی انسان پر ظلم نہ کرے ، کسی حیوان پر ظلم نہ کرے، کسی کا حق نہ کھائے ، اگر ایسا کرے گا تو ہم اس کو سزا دیں گے ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ پھر لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف مرنے کے بعد فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا پس وہ اس کو سزا دے گا نرالی سزا۔ عجیب قسم کی سزا جس کا آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے، پیتل، تانبا پگھل جاتا ہے۔ سب دھاتیں پگھل جاتی ہیں ،بعض پتھر جل کر خاک ہو جاتے ہیں اور دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے اگر اس میں مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى دوزخی نہ اُس میں مریں گے اور نہ جئیں گے وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ اور جو ایمان لائے گا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے گا اچھے فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى پس اس کیلئے بدلہ ہوگا اچھائی کا، دنیا میں بھی راحت کی زندگی بسر کرے گا اور مرنے کے بعد قبر برزخ میں بھی اچھی زندگی ہوگی اور پھر آخرت کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہوگی وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا اور بتاکید ہم اس کو کہیں گے اپنے معاملے میں آسانی کی بات، ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے کوئی سختی نہیں کریں گے یہ پہلا سفر ذوالقرنین رحمۃ اللہ کا مغرب کی سمت تھا۔

ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا سفر:

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھر پیچھے لگے سامان کے دوسرے سفر کیلئے انہوں نے سامان مہیا کیا، یہ سفر مشرق کی طرف تھا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ یہاں تک کہ جب پہنچے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ، مشرق کا جو حصہ تھا وَجَدَهَا پایا انہوں نے سورج کو تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا کہ سورج طلوع کر رہا ہے ایسی قوم پر کہ ہم نے نہیں بنایا ان کیلئے سورج کے سامنے کوئی پردہ یعنی سورج اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا جانگلی قسم کے لوگ تھے کھلی جگہ رہتے تھے مکان اور چھپر وغیرہ نہیں بنائے ہوئے تھے نہ ان میں مکان وغیرہ بنانے کا سلیقہ تھا سردی گرمی اور بارش ہوتی تو پہاڑوں کی غاروں میں داخل ہو جاتے اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ بالکل ننگے تھے جیسے پیدا ہوئے تھے حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے كَذٰلِكَ یہ معاملہ اسی طرح ہوا جس طرح بتلاتے ہیں وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا اور تحقیق ہم احاطہ کئے ہوئے ہیں جو ان کے پاس تھی خبر۔ ذوالقرنین رحمۃ اللہ کی پوری خبروں کا احاطہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ ان کی تفصیل کوئی نہیں جانتا، یہ موٹی موٹی باتیں بتلائی ہیں۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ

پھر وہ پیچھے پڑ گئے سامان کے۔ یہاں تک کہ جب وہ پہنچے پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان پایا انہوں نے ان دونوں کے

لَّا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿93﴾ قَالُوۡا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِنَّ يَاۡجُوۡجَ وَمَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ

اس طرف ایک قوم کو نہیں قریب تھا کہ وہ بات سمجھتے۔ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج اور ماجوج فساد مچاتے ہیں

فِى الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلٰٓى اَنۡ تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا ﴿94﴾

زمین میں پس کیا ہم بنائیں آپ کیلئے کوئی چندہ اس بات پر کہ آپ بنائیں ہمارے درمیان اور ان کے درمیان رکاوٹ۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىۡ فِيۡهِ رَبِّىۡ خَيۡرٌ فَاَعِيۡنُوۡنِىۡ بِقُوَّةٍ اَجۡعَلۡ

فرمایا وہ چیز جس میں مجھے قدرت دی ہے میرے رب نے بہتر ہے پس تم تعاون کرو میرے ساتھ قوت کے ساتھ تا کہ میں بنا

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ رَدۡمًا ﴿95﴾ اٰتُوۡنِىۡ زُبَرَ الۡحَدِيۡدِ‌ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيۡنَ

دوں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان دیوار۔ لاؤ میرے پاس لوہے کی چادریں یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں

الصَّدَفَيۡنِ قَالَ انْفُخُوۡا‌ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِىۡۤ

کناروں کے درمیان فرمایا پھونکو تم آگ کو یہاں تک کہ جب کر دیا ان چادروں کو آگ کی طرح سرخ فرمایا لاؤ میرے پاس

اُفۡرِغۡ عَلَيۡهِ قِطۡرًا ﴿96﴾ فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ يَّظۡهَرُوۡهُ وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا

ڈال دوں میں اس میں پر تانبا پگھلا ہوا۔ پس نہ طاقت رکھی انہوں نے یہ کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ طاقت رکھی انہوں نے اس

لَهٗ نَقۡبًا ﴿97﴾ قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّىۡ‌ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّىۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ‌ۚ

میں سوراخ کرنے کی۔ فرمایا یہ رحمت ہے میرے رب کی طرف سے پس جب آئے گا میرے رب کا وعدہ کر دے گا

وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّىۡ حَقًّا ﴿98﴾

اس کو ہموار اور ہے میرے رب کا وعدہ سچا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلسَّدَّيۡنِ: دو دیواریں، دُوۡنِهِمَا: ان دو پہاڑوں سے اس طرف، يَاۡجُوۡجَ: یاجوج (قوم کا نام)، مَاۡجُوۡجَ: ماجوج (قوم کا نام)، خَرۡجًا: اخراجات، سَدًّا: دیوار، مَكَّنِّىۡ: مجھے اختیار دیا ہے، فَاَعِيۡنُوۡنِىۡ: (پس) تم میری مدد کرو، اَجۡعَلۡ: میں بنادوں گا، رَدۡمًا: مضبوط دیوار، زُبَرَ: چادریں، ٹکڑے، اَلۡحَدِيۡدِ: لوہا، سَاوٰى: برابر کر دیا، اَلصَّدَفَيۡنِ: دونوں پہاڑوں کا درمیانی خلا، اُنۡفُخُوۡا: دھونکو، پھونکو، اٰتُوۡنِىۡ: میرے پاس لاؤ، اُفۡرِغۡ: میں ڈالوں، قِطۡرًا: پگھلا ہوا تانبا، اَنۡ يَّظۡهَرُوۡهُ: کہ وہ اس پر چڑھیں، مَا اسۡتَطَاعُوۡا: انہیں قدرت نہیں ہے، نَقۡبًا: سوراخ،

دَکَّآءَ: برابر کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات سے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شروع ہوا تھا۔ ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا سفر:

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا پھر پیچھے پڑ گئے سامان کے، سفر کیلئے جو ضروری سامان تھا وہ انہوں نے مہیا کیا حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ یہاں تک کہ جب پہنچے دو پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان، سد کا معنی ہے پہاڑ کا کنارہ، بڑے اونچے اونچے پہاڑ تھے اس طرف بھی اور اس طرف بھی اور ان پر برف جمی ہوئی تھی درمیان میں ایک درہ تھا، درے سے اس طرف رہنے والے سارے لوگ اکٹھے ہوئے کہ بادشاہ آیا ہے اس کے سامنے اپنی تکلیف رکھیں۔ تکلیف یہ تھی کہ پہاڑوں کی دوسری طرف جو لوگ تھے وہ بڑے لڑاکے، شرارتی اور ضدی تھے، درے کے اندر آ کر قتل و غارت گری کرتے، لوٹ مار کرتے اور عورتیں اغواء کر کے لے جاتے جو ظالم قومیں کرتی ہیں وہ سب کچھ کرتے تھے۔ ان کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکتے اور درے کو بند کرنے کی طاقت بھی نہیں تھی، اگر درہ بند ہو جاتا تو وہ لوگ پہاڑوں کے اوپر سے نہیں آ سکتے تھے، کیونکہ پہاڑ بہت بلند اور برفانی تھے یہ درہ ہی ان کا راستہ تھا۔ تو اس طرف کے لوگوں نے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی، اس کا ذکر ہے کہ جب وہ پہنچے دو پہاڑوں کے دو کناروں کے درمیان وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا انہوں نے ان دونوں پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم کو لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا نہیں قریب تھا کہ وہ بات سمجھتے، انکی بولی اور تھی اور ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کی بولی اور تھی تو ایسی صورت میں ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے تو ترجمان کے ذریعے ان لوگوں نے درخواست کی قَالُوْا کہنے لگے یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ بیشک یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں، اس درے سے آ کر قتل و غارت کرتے ہیں لوٹ مار کرتے ہیں اور ہماری عورتیں اغوا کر کے لے جاتے ہیں ہم انکا مقابلہ نہیں کر سکتے، آپ بادشاہ ہیں اس درے کو بند کر دیں تو ادھر آنے کا ان کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے بلند اور برفانی پہاڑ ہیں ان کو وہ سر نہیں کر سکتے چوٹیوں پر برف جمی ہوئی ہے ان کے اوپر سے یاجوج ماجوج نہیں آ سکتے۔

یاجوج و ماجوج کون ہیں؟

یہاں یاجوج و ماجوج کے متعلق بہت بحث چلتی ہے کہ یہ کون ہیں؟ فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری اور فیض الباری وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ یہی قوم ہے جن کو گاگ مگاگ، چین ماچین کہتے ہیں، یہ چین کے لوگ، منگولیا کے لوگ، روسی لوگ یہ سب یہی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں اس پر مبسوط بحث کی ہے کہ یاجوج ماجوج انسان ہی ہیں یہ چین کے

لوگ، منگولیا کے لوگ ہیں۔ ان ہی کے نسل سے چنگیز خان تھا، ہلاکو خان تھا۔ جنہوں نے بہت مظالم کئے۔

یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا پس کیا بنائیں ہم آپ کیلئے کوئی چندہ، ہم آپ کو چندہ اکٹھا کر کے دیں عَلٰٓى اس شرط پر اَنۡ تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا کہ آپ بنائیں ہمارے درمیان اور ان کے درمیان رکاوٹ، اس درے میں بلند دیوار کھڑی کر دیں کہ جس پر چڑھ کر وہ ادھر نہ آسکیں قَالَ ذوالقرنین رحمہ اللہ نے فرمایا مَا مَكَّنِّیۡ فِيۡهِ رَبِّیۡ خَيۡرٌ وہ چیز جس میں مجھے قدرت دی ہے میرے رب نے بہتر ہے، یعنی مالی امداد میں تمہارے سے نہیں لوں گا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے سونے چاندی جواہرات کے بڑے خزانے عطا فرمائے ہیں تمہارے چندے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! فَاَعِيۡنُوۡنِیۡ بِقُوَّةٍ پس تم تعاون کرو گے میرے ساتھ بدنی قوت کے ساتھ، چونکہ کافی مزدوروں کی ضرورت ہے وہ میں پیچھے سے نہیں بلا سکتا مالی بوجھ تم پر نہیں ڈالوں گا بدنی قوت تم استعمال کرو اَجۡعَلۡ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ رَدۡمًا تا کہ میں بنا دوں تمہارے اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دوں گا۔

سد ذوالقرنین کی تعمیر کس طرح کی ہوئی ہے؟:

تفسیروں اور تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ ذوالقرنین رحمہ اللہ علیہ نے دیوار اس طرح بنائی کہ نیچے لکڑیاں رکھیں ان کے اوپر کوئلے رکھے اور ان کے اوپر لوہے کی چادریں رکھیں پھر لکڑیاں رکھیں ان کے اوپر کوئلے پھر چادریں رکھیں اسی ترتیب سے آخر تک گئے اور تفسیروں میں یوں بھی آتا ہے کہ لوہے کی چادریں کھڑی کیں ان کے اوپر کوئلے بھی رکھے اور لکڑیاں بھی رکھیں آخر تک اسی طرح رکھتے گئے جس وقت درمیان کا خلا بھر دیا گیا تو فرمایا کہ آگ جلاؤ کیونکہ درمیان میں کوئلے اور لکڑیاں تھیں آگ خوب جلی تو لوہے کی چادریں سرخ ہو گئیں آگ کی طرح، فرمایا ان میں پگھلا ہوا تانبا ڈال دو کہ چادروں کے درمیان جو درزیں ہیں پر ہو جائیں گی اور چادریں اور تانبا یک جان ہو جائے، اس دیوار کی لمبائی مفسرین کرام ایک سو دس میل بتلاتے ہیں اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِيۡدِ لاؤ میرے پاس لوہے کی چادریں حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيۡنَ الصَّدَفَيۡنِ یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں کناروں کے درمیان لوہے کی چادریں بچھا بچھا کر اور درمیان میں کوئلے اور لکڑیاں رکھ کر اوپر تک برابر کر دیا، ان لوگوں نے بدنی قوت کے ساتھ پورا ساتھ دیا قَالَ فرمایا انۡفُخُوۡا پھونکو تم آگ کو بہت خوب آگ جلائی حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا یہاں تک کہ جب کر دیا لوہے کی چادروں کو آگ کی طرح سرخ قَالَ فرمایا ذوالقرنین رحمہ اللہ نے اٰتُوۡنِیۡۤ لاؤ میرے پاس اُفۡرِغۡ عَلَيۡهِ قِطۡرًا قطر کے معنی ہیں پگھلا ہوا تانبا، ڈال دوں میں اس پر پگھلا ہوا تانبا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ پگھلا ہوا تانبا انہوں نے کس طرح اوپر ڈالا بہر حال تانبا ڈالا تو درزیں پر ہو گئیں اور وہ یک جان ہو گیا چونکہ دیوار بہت اونچی تھی فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ يَّظۡهَرُوۡهُ پس نہ طاقت رکھی یاجوج ماجوج نے یہ کہ اس پر چڑھ سکیں وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَهٗ نَقۡبًا اور نہ طاقت رکھی اس میں سوراخ کرنے کی کہ لوہا اور تانبا یک جان ہو چکا تھا دیوار

مضبوط بن چکی تھی، ان کی مدد کرنے کے بعد قَالَ فرمایا هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ یہ رحمت ہے میرے رب کی طرف سے،
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ پس جب آئے گا وعدہ میرے رب کا جَعَلَهٗ دَكَّآءَ کر دے گا اس کو ہموار، ایسے اسباب پیدا
ہوجائیں گے کہ وہ دیوار ہموار ہوجائے گی اور آمد ورفت کے اسباب پیدا ہوجائیں گے وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا اور ہے
میرے رب کا وعدہ سچا۔ قیامت کے نزدیک یاجوج ماجوج یہ دیوار توڑ دیں گے اور پوری دنیا میں تباہی، قتل وغارت گری اور
فساد برپا کردیں گے۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ

اور ہم نے چھوڑ دیا، ان کے بعض کو اس دن گھس رہے ہوں گے ایک دوسرے میں اور پھونکی جائے گی بگل پس ہم ان کو اکٹھا

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

کریں گے اکٹھا کرنا۔ اور ہم پیش کریں گے جہنم کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کرنا۔ کافر وہ ہیں ان کی آنکھیں پردے

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

میں ہیں میری یاد سے اور وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں حق سننے کی ۔ کیا پس خیال کیا ان لوگوں نے جو کافر ہیں یہ کہ

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ

بنائیں میرے بندوں کو میرے نیچے کارساز بیشک ہم نے تیار کی ہے کافروں کیلئے مہمانی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا ہم

نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

تمہیں خبر دیں ان لوگوں کی جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں اعمال کے لحاظ سے۔ وہ لوگ ہیں ضائع ہوگئی ان کی کوشش

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

دنیا کی زندگی میں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے

رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا۔ پس ضائع ہوگئے ان کے اعمال پس ہم نہیں قائم کریں گے ان کیلئے قیامت والے دن

وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾

کوئی وزن۔ یہ ان کا بدلہ ہوگا جہنم۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا اور بنایا انہوں نے میری آیتوں کو اور میرے رسولوں کا تمسخر

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے لئے جنت کے باغ مہمانی ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَمُوۡجُ: مل جائیں گے، نُفِخَ: پھونکا جائے گا، جَمۡعًا: جمع کرنا، عَرَضۡنَا: ہم پیش کریں گے، عَرۡضًا: پیش کرنا، غِطَآءٍ: پردہ، ذِكۡرِىۡ: میرا ذکر، سَمۡعًا: سننا، اَفَحَسِبَ: (کیا پس) گمان کرلیا ہے، بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ: خسارہ اٹھانے والے، اَعۡمَالًا: اعمال، يُحۡسِنُوۡنَ: وہ نیکی کرتے ہیں، صُنۡعًا: کام، عمل، لِقَآئِهٖ: اس کی ملاقات، فَلَا نُقِيۡمُ: (تو) ہم قائم نہیں کریں گے، وَزۡنًا: وزن۔

ربط:

ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ ربط بیان کرتے تھے کہ اللہ کی مخلوق میں درجے کے لحاظ سے پہلے ہوتے ہیں پیغمبر پھر اللہ کے اور ولی پھر اللہ کے نیک بندے اور بادشاہ ہوتے ہیں تو اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا جو پیغمبر تھے حضرت خضر علیہ السلام کا جو پیغمبر تھے واقعہ بیان فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام کو غیب کا علم ہوتا تو کیوں فرماتے کہ مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں پھر کیوں فرماتے کہ مجھے اس بندے کے پاس پہنچائیں تاکہ میں اس سے علم حاصل کروں اور حضرت خضر علیہ السلام کیوں کہتے کہ رب نے آپ کو اے موسیٰ علیہ السلام ایسا علم دیا ہے جو میں نہیں جانتا مجھے وہ علم دیا ہے کہ جو اے موسیٰ علیہ السلام آپ نہیں جانتے تو یہ دونوں حضرات پیغمبر ہیں مگر غیب کا علم نہیں جانتے۔ پھر اگر اصحاب کہف علم غیب جانتے تو آپس میں جھگڑا کیوں کرتے کہ ایک دن یا بعض دن ٹھہرے۔ ولی ہیں لیکن اپنے سونے کا زمانہ بھی نہیں معلوم اور تیسرے بادشاہ ذوالقرنین مومن ہیں غیب کا علم ہوتا تو تحقیق حال کے لئے مشرق ومغرب کا سفر کیوں کرتے۔ تو جب پیغمبروں کو معلوم نہیں، ولیوں کو معلوم نہیں، نیک بادشاہوں کو معلوم نہیں تو اور کون اللہ تعالیٰ کے بندے ہوں گے جن کو غیب کا علم ہوگا۔

تفسیری نکات: یاجوج ماجوج کا نکلنا اور احوال قیامت:

وَتَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ اور ہم نے چھوڑ دیا ان کے بعض کو اس دن جب ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ نے دیوار قائم کی يَّمُوۡجُ فِىۡ بَعۡضٍ گھس رہے ہوں گے وہ ایک دوسرے میں، حرکتیں کرتے ہیں فساد کرتے ہیں اور ادھر کے ادھر ہی رہے وَّنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ اور پھونکی جائے گی بگل جب ساری دنیا تباہ ہوجائے گی فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا پس ہم ان کو اکٹھا کریں گے اکٹھا کرنا وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ اور ہم پیش کریں گے جہنم يَوۡمَئِذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کے سامنے عَرۡضًا پیش کرنا۔ الَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ کافر وہ ہیں کہ ان کی آنکھوں میں پردے ہیں میری یاد سے ان کو میری یاد نہیں میری توحید کا پتہ نہیں وحدانیت کا پتہ نہیں ہے وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا اور وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں حق سننے کی یعنی اتنے بدفطرت اور بدمزاج ہیں کہ حق سننے کی ان میں طاقت ہی نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے

ہیں اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا کیا پس خیال کیا ان لوگوں نے جو کافر ہیں اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ یہ کہ بنائیں میرے بندوں کو میرے نیچے کارساز، کافروں کا خیال ہے کہ جو میرے بندے ہیں وہ میرے نیچے ان کے کارساز ہیں مشکل کشا ہیں، حاجت روا، فریاد رس، دستگیر بن جائیں گے، یہی نظریہ کفر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو مان کر اس کے نیچے اوروں کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس سمجھنا اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا بیشک ہم نے تیار کی ہے جہنم کافروں کے لئے مہمانی۔ یہ تمسخر اور مذاق ہے جو اللہ تعالیٰ کافروں، مشرکوں کا اڑا رہا ہے۔

قیامت والے دن سب سے زیادہ خسارے والا کون ہوگا:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ کیا ہم تمہیں خبر دیں بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ان لوگوں کی جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں اعمال کے لحاظ سے، وہ کون سے لوگ ہیں؟

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ وہ لوگ ہیں ضائع ہوگی ان کی کوشش فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں یعنی دنیا کی ترقی کیلئے بہت کچھ کیا۔ تو کافر جو کام دنیا میں کر رہے ہیں اس پر وہ افسوس کریں گے کہ کاش، کہ اس کی بجائے کوئی اور کام کرتے تو اچھا تھا ۔اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکار کیا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیتوں کا وَلِقَآئِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا انکار کیا یعنی قیامت کے منکر ہیں فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ پس ضائع ہوگئے ان کے اعمال، آج اگر مجموعی حیثیت سے دیکھو تو کافر مسلمانوں سے زیادہ اچھے کام کرتے ہیں، سڑکیں بناتے ہیں، ہسپتال، کالج بناتے ہیں، رفاہ عامہ کے بہت کام کرتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر کوئی نیکی نیکی نہیں ہے یہ سارے اعمال ان کے اکارت ہیں فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا پس ہم قائم نہیں کریں گے ان کیلئے قیامت والے دن کوئی وزن۔ چیز اس وقت تولی جاتی ہے جب اس کا تقابل ہو ان کا کچھ مقابلہ ہو، کفر کے مقابلے میں ایمان تو کفار میں ہے نہیں اور وزن ایمان کی وجہ سے نیک اعمال میں ہوگا تو جب ایمان نہیں ہوگا تو کفار کے نیک اعمال کو بھی نہیں تولا جائے لہٰذا ان کیلئے وزن قائم نہیں ہوگا۔

فتح الباری، عمدۃ القاری وغیرہ میں ہے کہ ایک وہ مومن ہوں گے جن کی حسنات ہی حسنات ہوں گی ان کا حساب بھی نہ ہوگا اور ان کے اعمال بھی نہیں تولے جائیں گے بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کی جلد نمبر ۲ میں باب باندھا ہے "بَابُ مَنْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ بِغَیْرِ حِسَابٍ" باب اُن امتیوں کا بیان جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک تو یہ مومن بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ دوسرے وہ کافر ہوں گے جن کی بدیاں ہی بدیاں ہوں گی، ان کا بھی حساب نہیں ہوگا بغیر حساب کے دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔

ب "فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا" کا ایک مطلب تو یہ ہوگا کہ ان کا حساب ہوگا ہی نہیں۔

بعض دوسرے مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ وزن تو ہوگا لیکن اس میں کچھ وقعت نہیں ہوگی کہ ایمان کے بغیر اور اخلاص کے بغیر ان اعمال کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ یہ ان کا بدلہ ہوگا جَهَنَّمُ جہنم بِمَا كَفَرُوْا اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ اور بنایا انہوں نے میری آیتوں کو وَرُسُلِيْ اور میرے رسولوں کو هُزُوًا تمسخر، مذاق کا نشانہ، ان کافروں نے دنیا کی ترقی پر فخر کیا اور اس پر نازاں ہوئے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ناکام اور بڑے گھاٹے میں ہوں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿107﴾

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے ان کے لیے ٹھنڈی چھاؤں والی جنتیں مہمانی کی ہوں گی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿108﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ

ہمیشہ رہیں گے ان میں نہیں تلاش کریں گے ان سے منتقل ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر ہو جائے سمندر سیاہی میرے رب کے

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿109﴾

کلمات کے لئے، البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اور اگرچہ ہم لائیں اسی جیسی اور سیاہی

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے کہ میں بشر ہوں تمہاری طرح، وحی کی جاتی ہے میری طرف، پختہ بات ہے تمہارا معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

صرف ایک معبود ہے پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب کی ملاقات کی پس اس کو چاہیے کہ کام کرے اچھے اور نہ شریک

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿110﴾ ع ١٢

ٹھہرائے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْفِرْدَوْسِ: بہشت، حِوَلًا: تبدیلی، مِدَادًا: روشنائی، لَنَفِدَ: ختم ہو جائے گا، تَنْفَدَ: کہ ختم ہو، مَدَدًا: مدد کرنا، يَرْجُوْا: (جو) اُمید رکھتا ہے، بِعِبَادَةِ: عبادت میں۔

ربط:

اس سے پہلے آنے والی آیات میں کفار کے انجام اور ان کے اعمال کی بے قدری اور بے وزنی کا ذکر تھا۔ اب ان

آیات میں مومنوں اوران کے اعلیٰ مقامات کا ذکر ہے نیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے متعلق بیان ہے کہ وہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

تفسیری نکات: مومنوں کے انعامات کا تذکرہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے اچھے كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ فردوس کا معنی ہے ٹھنڈی چھاؤں۔ معنی ہوگا ان کیلئے ٹھنڈی چھاؤں والی جنتیں ہیں نُزُلًا مہمانی کی جگہ ہوگی، وہاں وہ قیام کریں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان میں لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا نہیں تلاش کریں گے ان سے منتقل ہونا یعنی وہاں ان کا قیام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا ان آرام وآسائش سے کبھی بھی ان کو نکالا نہیں جائے گا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ اگر ہوجائے سمندر مِدَادًا سیاہی لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ میرے رب کے کلمات کیلئے، اس کی صفات اور کمالات کے لیے، اس کی خوبیاں لکھنے کیلئے سارا سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے کمالات اور خوبیاں لکھی جائیں لَنَفِدَ الْبَحْرُ البتہ ختم ہوجائے سمندر قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں، اس کی خوبیاں ختم ہوں، رب کی صفت میں سے کوئی صفت ختم نہ ہوگی اور یہ سمندر ختم ہوجائے گا وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور اگرچہ ہم لائیں اس جیسی اور سیاہی پھر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات اور خوبیاں ختم نہیں ہوسکتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا اعلان:

قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اعلان کردیں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پختہ بات ہے کہ میں بشر ہوں تمہاری طرح، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں درجے کے لحاظ سے سب سے بلند ہیں، نہ اس جہان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے اور شان کا کوئی ہے نہ اگلے جہان میں ہوگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بشر۔

يُوْحٰٓى اِلَيَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف، اللہ تعالیٰ نے وحی کے رتبے کے ساتھ مجھے نوازا ہے یاد رکھو! اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر، مقنن، قانون ساز، دینے لینے والا صرف ایک رب ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے، اس کا قیامت پر یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا مجھے اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور مجھ سے میری زندگی کے متعلق پوچھا جائے گا فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا پس اس کو چاہیے کہ کام کرے اچھے، دوسری بات وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اور نہ شریک ٹھہرائے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی، عبادت وہی قبول ہوگی جو شرک سے پاک ہوگی اگر ایک رائی برابر بھی شرک ہوا تو عبادت اور نیک عمل اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email booklinebookline@yahoo.com
042-37361591, 0331-6415241, 0332-3738538